Mahabarat
Lahore

Vol-16-17

بھیجی ہے۔ بتاؤ کیا کھاؤں؟

بنتا۔ کھانے کی کیا کمی۔ سمندر میں مکھاد ہی مکھاد رہتے ہیں۔ سب کا بھوگ لگاؤ۔ بات ہی کونسی ہے مگر دیکھنا کہیں کسی برہمن کو نہ چٹ کر جانا۔ کہ لینے کے دینے پڑیں۔ برہمن گروہ انسان کے ہادی و مرشد ہیں۔ ذرا غصہ کریں تو تپش آفتاب سرد ہو جائے۔ دہکتی ہوئی آگ شعلہ انگیز چہرے کے سامنے راکھ دکھائی دے +

گرڑ جی۔ آخر برہمن کی پہچان۔ کیا کبھی موم کی طرح نرم۔ کبھی آفتاب کی طرح گرم +

بنتا۔ جو گلے میں اُترتے وقت تکلیف حلقوم کا باعث ہوں۔ اور معدے میں اجیرن ہو جائیں۔ ہضم نہ ہوں۔ پس وہی برہمن ہیں۔ اب جاؤ۔ ایشور تمہارے واہیں رہیگا۔ میں بھی بیٹھی انتظار کرتی ہوں +

گرڑ جی ماں کا حکم پا کر اُڑے تو آکاش ہی پر نکلے۔ وہاں سے نکھادوں کے شہر میں جا اُترے۔ دیکھا کہ گروہ کے گروہ چلے آتے ہیں۔ ہر طرف بھیڑ ہی بھیڑ۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ منہ کھولا اور ایک جگہ بیٹھ گئے۔ شکار کی تاک میں آنکھوں میں دھول جھونکنا منظور تھی۔ اس زور سے پھڑپھڑا کر ہوا دو لہا کی اندھیری مات ہو گئی۔ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا۔ نکھاد اندھیرے میں چلتے چلتے آئے تو سب کے سب گرڑ جی کے منہ میں۔ گرڑ جی نے غڑاپ کر دیا۔ اور سب کا ایک لقمہ کر گئے۔ دفعتہً منقار سے آگ کے گرڑ جی ڈرے کہ کوئی برہمن تو نہیں حلق سے اُتر گیا وہ بو[illegible] اگر واقعی کوئی برہمن ہے تو بے تکلف منہ سے باہر آئی کرو۔

میں اکیلا نہیں۔ میری زوجہ عفت گزیں بھی [illegible] اس کو بھی تو ساتھ لے جانے کی اجازت ہو +

گرڑ جی۔ شوق سے نکال لو۔ اختیار ہے +

برہمن اور برہمنی دونو منقار سے نکل کر جان کی خیر

کشیپ جی سے ملاقات ہوئی۔ صاحب سلامت مصافحہ و معانقہ کے
بعد کشیپ جی نے پوچھا۔

کہو۔ کھانے پینے کا سبھیتا کیا ہوتا ہے؟

گرڑ جی۔ کیا کہوں قحط تو اسی کا ہے۔ پیٹ میں تو ادینا پڑتا ہے +

کشیپ جی۔ تو پھر آدمیوں سے پیٹ بھرو۔ ہر جگہ ان کا جنگل ہی جنگل ہے +

گرڑ جی۔ ہاں مہاراج! آج نکھاد مل گئے تھے۔ اُن کو پیٹ کا ایندھن بنایا
مگر بھوک نہ مٹی۔ اب میں والدہ کو قید کی غلامی سے نجات دینے کو امرت لینے
کو جاتا ہوں۔ وہاں کوئی چیز بتائیے کہ کھا کر بھوک مٹاؤں اور امرت لاؤں +

کشیپ جی۔ وہ دیکھو سامنے سرور (تالاب) موجیں مار رہا ہے۔ اُس
میں لمبا چوڑا کچھوا پہاڑ سا نظر آئیگا۔ اور جنگل میں ایک کوہ پیکر ہاتھی ملیگا۔
یہ تمہاری شکم سیری کو کافی ہونگے۔ یہ دونو ایک دوسرے کے مار آستین ہیں
یہ اس کے خون کا پیاسا وہ اُس کی جان کا بھوکا۔ یہ پائے تو جیتا کھائے
اُس کا بس چلے تو اس کی ہڈیاں چبائے۔ ایک زمانے میں یہ رشی تھے
آپس میں چل پڑی۔ خوب لڑائی جھگڑا ہوا۔ بھاؤ سو رشی نے چھوٹے
...ا۔ کہ آدمی سے کچھوا ہو جائے۔ سوپرتیک رشی نے بڑے
... بن جائے۔ دعائیں قبول ہوئیں۔ ایک کچھوا بن گیا۔
... چکا۔ دل کی گرہ نہ کھلنا تھی نہ کھلی۔ ہاتھی جب پانی
...ٹ کرتا ہے۔ دونو گتھ جاتے ہیں۔ خوب کتا جھپی
... وزتین کاٹنے۔ جس وقت یہ دونو گتھے ہوں تم
... بھیری ہو جائیگی +

... چلتے ہوئے اور گرڑ جی نے شکار مطلب کی تاک
... ہاتھی اور کچھوے میں گتھا گتھ ہو رہا ہے انھوں
... میں کچھوے کو دبوچا۔ دوسرا پنجہ ہاتھی پہ مارا
... لیتے ہوئے ہوائی تیر بنکے کنارے پہنچے یہاں
... [illegible]

گرڑجی نے سر بفلک چھتنار ے درخت پر ٹکا سرا کرنا چاہا۔ جو نہیں تنے
ٹیکے شاخ تنے سے الگ۔ گرڑجی نے منقار سے شاخ پکڑ لی کہ کہیں
بال کھل رشیوں کو ضرر نہ پہنچے۔ اب گرڑجی کچھوے اور ہاتھی کو پنجوں
میں دبوچے شاخ شجر کو منقار میں دبائے اڑے۔ بال کھل رشی حیران تھے
کہ ایک پرند ایسا طاقتور کہ دیوتاؤں میں بھی یہ قوت دیارائی نہیں۔ اتنا
بوجھ اٹھا کر اڑنا کسی خاص غیبی طاقت کا فیض ہے۔ انہوں نے
[illegible] ہو کر گرڑ نام رکھ دیا ٭

گرڑجی جگہ جگہ پھرے ملکوں ملکوں کی خاک چھان ڈالی مگر شاخ رکھنے
[illegible] وسط کوئی مقام نظر نہ آیا۔ آخر وہ گندھ مادن پہاڑ پر پہنچے۔ یہاں

گندھ مادن پہاڑ गंधमादन دو یک یوجن रोमकपुर کے اتر اور کیت
[illegible] केतुमाल वर्ष شمالت इलावृत वर्ष کے وسط میں واقع ہے دو دیکھو
سدھانت شرومنی) کیت مال (۱۱) ورت ورش جمبو دیپ کے نو ورشوں میں سے
دو ورش ہیں۔ نو ورش کے نام حسب ذیل ہیں ؛

(۱) الاورت ورش (۲) رمیک ورش रम्यकवर्ष (۳) ہرن می ورش हिरण्मयवर्ष
(۴) کرو ورش कुरुवर्ष (۵) ہری ورش हरिवर्ष (۶) بھارت ورش (۷)
کیت مال ورش केतुमालवर्ष (۸) بھدر اشو ورش भद्राश्ववर्ष (۹) کمپرکھ ورش
شریمد بھاگوت کے قول سے ہنومان شری رامچندر جی کی مورتی سے شری جانکی جی کے ساتھ
کمپرکھ ورش میں براجمان ہیں۔ اور شری مہابیر جی گندھربوں کے ساتھ ان کی اوپاسنا
میں مصروف رہ کر کتھا سننے میں مشغول رہتے ہیں (شریمد بھاگوت۔ اسکندھ پنجم۔ ادھیا
(۱۹) جمبو دیپ پرتھوی کے سات دیپوں میں سے ایک دیپ ہے۔ سات دیپوں کے
ہیں (۱) جمبو जम्बु (۲) پلکش प्लक्ष (۳) شالمل शाल्मली
کش [illegible] (۵) کرونچ क्रौंच (۶) شاک शाक (۷) پشکر [illegible]
[illegible] ورش پران کے قول سے گندھ مادن پہاڑ سمیر کا جو ہے مہابھارت [illegible] سے واضح
[illegible] ہوتا ہے کہ یہ پہاڑ کیلاش سے فاصلے پر ہے کیونکہ مہارا [illegible] پہاڑ

کشیپ جی مشغول عبادت تھے۔ اُنہوں نے اپنے پرتاپی فرزند کو دیکھ کر کہا:-
دیکھو زیادہ تیزی نہ کرو۔ جلدی کی ضرورت نہیں۔ بہت زور آزمائی جیسود
ہے۔ جس شاخ کو تم نے پکڑ رکھا ہے۔ اس میں بال کھل رشی تشریف فرما ہیں
ان کی غذا سورج کی کرن ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو وہ کسی حرکت سے ناخوش ہو کر
غضب آلود ہوں اور ایک نظر قہر سے تم کو خاک سیاہ کر ڈالیں۔ اس لئے
ذرا دم لو صبر کرو۔ نہ زیادہ تیزی اچھی ہوتی ہے نہ عجلت۔ دیکھو سب بات
بنائے دیتا ہوں۔ کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔ کام بھی بن [illegible] اور
کسی افتاد کا بھی سامنا نہ ہو۔

یہ کہکر کشیپ جی بال کھل رشی کی خدمت میں [illegible] اور بڑے
ادب سے بولے:-

مہاراج! آپ رشیوں کے سرتاج ہیں۔ تپسیا میں آپ کا جواب نہیں۔
کشف و کرامات میں آپ یکتائے زمانہ ہیں۔ غرق عبادات میں بے نظیر ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷) منزلیں طے کرنا پڑی تھیں (دونوں پرب ملاحظہ طلب) ایشیاٹک سرچز
جلد ۸ صفحہ ۳۲۱ میں درج ہے:-

Between the ranges to the Northor snwe of theraus two ranges the western range called Gandha Madan does reallyexist and on ewers to the eomazdi of Ptolemy Mss called Kumeedsain is the Purainas

As. R. vol VIII P321

یہ خیال صحیح نہیں Comeedi گندھ مادن کا نام نہیں ہو سکتا۔ گندھ مادن پہاڑ
ہمالیہ پہاڑ کے شمالی حصے میں واقع ہے۔

اس پہاڑ پر دروپدی کی فرمائش سے بھیم سین پھول لینے گئے۔ جہاں سری مہابیر جی سے
ملاقات ہوئی [illegible] بیر جی نے طاقت دکھائی۔ بھیم سخت حیران ہوئے آخر مہابیر جی سے بھیم
جی [illegible]

فرو یگانہ ہیں۔ گرڑ جی آپ کا داس میرے کلیجے کا ٹکڑا ہے۔ وہ اس وقت
جس کام میں مصروف ہے۔ اُس میں ذاتی اغراض مدنظر نہیں صرف بندگانِ
خلائق کی بہبود کی غرض سے بار بار تکلیف اُٹھانا گوارا کیا گیا ہے۔ آپ کی تکلیف
کے خیال سے گرڑ ادائے فرائض میں ہچکچاتا ہے ڈرتا ہے کہ کہیں کوئی بات
ناگوار خاطر نہ ہو۔ اور چشم عتاب کوئی قہر نازل نہ کرے۔ اگر آپ اُسے اجازت
دیں تو زہے نصیب۔ میری عین سرفرازی۔ گرڑ جی کا خاص شرف اور اہل
روزگار کے لئے صورت بہتری۔ جانداروں کا رفاہ"۔

بال کھل رشی۔ گرڑ جی شوق سے اپنا کام پورا کریں۔ ہم لوگ خود ہی چلے
جاتے ہیں۔ دوسری جگہ تپ کر لینگے۔

یہ کہکر بال کھل رشی وہاں سے راہی ہوئے۔ کوہ ہمالیہ پر تشریف لے
گئے۔ اور وہیں ثابت قدمی سے تپ میں مصروف ہو گئے۔

ان کے جانے پر کشیپ جی کو اطمینان ہوا۔ گرڑ جی کی جان میں جان
آئی۔ گرڑ جی نے کہا:۔

میں نے سارا زمانہ چھان ڈالا۔ زمین کا گز بنا۔ آکاش کے چکر لگا
لیکن کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی جہاں اس شاخ کو رکھ سکتا۔ آپ زیادہ
سے فرمائیے کہ کون جگہ آپ تجویز فرماتے ہیں۔ یہ شاخ اس
اور لمبی چوڑی ہے کہ اس کے رکھنے کے واسطے کوئی
مقام چاہئے۔

کشیپ جی۔ جہاں تک میں خیال کرتا ہوں برفستانی
کے لئے اور کوئی موقع موزوں نہیں۔ وہاں نہ ہی
ہیں۔ نہ دوسری اقسام کے ذی روح اور جاندار۔
سکتی۔ پس ایسے ہی پہاڑ پر جاؤ اور شاخ

گرڑ جی نے شکریہ ادا کیا اور شاخ کو
ہوا پیچھے تھی یہ آگے۔ تیز پروازی آند
چڑھی تھی۔ انا فانا میں برف کے

نے فرمایا تھا وہیں وہ شاخ چھوڑ دی۔ شاخ کا گرنا تھا کہ گویا پہاڑ پر پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ آسمان پھٹ پڑا۔ کندن کی طرح چمکتی جواہرات کی طرح دمکتی ہوئی سربفلک چوٹیاں تڑاک گئیں۔ بڑے بڑے ٹھیکرے پھٹ پھٹ کر ادھر اُدھر جا پڑے۔ جب پہاڑوں کی چوٹیوں اور پتھر کی چٹانوں کا یہ حال ہُوا تو درختوں کا کیا پوچھنا۔ سارے درخت جڑ سے اُکھڑ اُکھڑ کر سرنگوں ہو گئے اور زلزلۂ زمین اور پہاڑ کے تزلزل سے پھولوں کا ایک دو نگڑا برس گیا۔ شاخیں بالکل برہنہ ہو گئیں ؞

اپنے کام سے چھٹی کر کے گرڑ جی نے پہاڑ پر آسن جمایا اور ہاتھی کچھوے کو جی بھر کے نوش جان کر کے نشش لوک کی طرف چل پڑے گرڑ جی ادھر وہاں سے اُڑے ادھر طرح طرح کی بدشگونیوں کا تانتا لگ گیا۔ خراب خراب فالیں پیش نظر ہونے لگیں۔ آسمان بالکل صاف ابر کا نام ونشان نہیں۔ مگر بادل کی سی وہ مہیب گرج کہ الاماں۔ اندر جی گھبرا اُٹھے دل لرزنے لگا۔ اپنے گرو برہسپت جی سے التماس کی:۔

مہاراج! یہ آج ہے کیا۔ یہ قیامت کے آثار کیوں دل دہلائے دیتے ہیں۔ ایسا تو کوئی زبردست اور قوی بازو دشمن بھی نہیں جو میرے ... تک سکے۔ آنکھ بھر کے دیکھنے کی بھی تاب نہ لائے۔ پھر اس ... ناک حالت کی وجہ کیا ؞

... جی۔ ایک تو تم سے خود خطا ہو گئی ہے۔ جسے تم خود بھی جانتے ... را چہ بیاں۔ دوسرے بال کھِلّ رشیوں نے فیض ریاضت ... نے یہ سارا کھیل رچ دیا ہے۔ ان کی برکت کی طفیل ... قدرت وصاحب طاقت فرزند گرڑ جی ہوا کے گھوڑے ... آ رہا ہے۔ غرض یہ ہے کہ تم سے امرت چھین بیجانے ... نہیں۔ اس میں خاص بھی طاقتیں ہیں۔ امرت ... دنیا جہاں کا کیسا ہی مشکل کام کیوں نہ ہو ... ان ہے جو چاہے کر سکتا ہے کیسی ہی بڑی مہم پیش

ـت سے لئے بغیر باز آنے کا نہیں ٭
ں کی بات سُنکر اندر جی نے کان کھڑے کئے اور دیوتا بھی
کہ یہ تو بڑی ہوئی۔ بدشگونیوں کا رنگ ڈھنگ بے سبب نہ تھا
حفاظت ہی لازمی ہے۔ پس ہرچہ باداباد۔ یہ کہکر سب نے
ہتھیار سجے۔ تیر ترکش بندھ گئے۔ تلواریں کھنچ گئیں بجبرنے سر
اؤ ہتھیار بجلی کی طرح چمکنے لگے۔ جواہرات کے دستوں نے
ستارے چھٹکا دئے ٭

ادھیاے ۹

گرڑ جی کی امرت لینے کو روانگی۔ جنگ و جدل دیوتاؤں کی ہزیمت۔ گرڑ جی کی فتح۔ امرت لانے میں کامیابی۔ بشن جی کی سواری میں سرافرازی اندر سے مصالحت۔ سانپوں کی امرت سے محرومی۔ بنتا کی غلامی سے ازادی۔

اُگرشروارشی جی فرماتے ہیں۔ کہ گرڑ جی ہاتھی اور کچھوے کو نگل کر جو چلے تو دیوتاؤں کو تیر و ترکش باندھے پایا۔ سب کے سب ہتھیاروں سے لیس۔ ایک ایک میان سے باہر۔ تلواریں نیام سے اُگلی پڑتی ہیں تیر کمان سے نکلے پڑتے ہیں۔ مگر

سپاہی بہ لشکر نیاید بکار
یکے مرد جنگی بہ از صد ہزار

[illegible]

تھے - لیکن دل کی دہشت ہاتھ پاؤں کی کپکپی پکار پکار کر کہہ رہ[illegible]

نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد

بدن کی تھرتھری کیا تیر مارے گی - کانپتے تھراتے ہو[illegible]
تلوار کا جوہر کیا دکھا سکینگے -

عروس ملک کسے در کنار گیرد چست
کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند

اتنے میں گرڑجی ہوا سے باتیں کرتے آندھی کی طرح آ ہی پہنچے اور
ہر طرف سے تیروں کی بوچھاڑ ہونے لگی - تلواریں بجلی کی طرح ایک پر ا[illegible]
گرنے لگیں - بجروں سے پہاڑ توڑنا شروع کئے - بجلیاں نظروں میں کوندھ رہی
تھیں - پہاڑ ٹوٹتے ہوئے معلوم ہوتے تھے - گرڑجی جھلائے تو پہلے بسوکرما[illegible]
کو پنجے میں دبوچا - بسوکرماں بڑے سائنٹیفک ہیں - دیوتاؤں کے ہتھیارو[ں]
کی تمام غیبی طاقتیں انہیں کی عقل و حکمت کا نمونہ ہیں - گرڑجی نے انہیں
سے بسم اللہ کی توان کے ہوش و حواس غائب ساری عقلمندیاں رخصت -
شہیروں سے تیرِ قضا کا نمونہ دکھایا - منقار سے تیغِ اجل پر رکھ لیا - سارا
بدن لہولہان - اچھی طرح گرد جھاڑنے کو بازو پھڑپھڑائے تو پھر کیا تھا - ایک
کالی آندھی سی آگئی - اور ہر طرف غبار ہی غبار - زمین سے آسمان تک گرد
ہی گرد - یوں دیوتاؤں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر گرڑجی نے جو
پھر شہپر و منقار سے وار کیا تو خون کے فوارے جاری ہوگئے - وہاں
زخم سے الاماں و الحفیظ کی صدائیں آنے لگیں - کوئی دیوتا پھڑکنے
لگا - کوئی سسکنے - کسی کی لب پر کراہ تھی - کسی کی زبان پر آہ - بدن پر
زیورِ آہن کے عوض زخم کی بدھیاں نظر آنے لگیں - ہڈیاں پسلیاں خون
کی ندیاں بہانے لگیں - اندر نے سوچا کہ بری ہوئی ساعت آگئی - قیامت
آگئی - فوراً بایو (ہوا) کو حکم دیا گرد و غبار ہٹائے تاریکی مٹانے - بایو
نے پل مارتے ہی مطلع صاف کیا - اندھیرا اندھیرا روشنی چھاگئی - اب
توسب کی آنکھیں [illegible] نے ہتھیا[illegible]

سنبھالے - پرگھو - ترسول - گدا اور قسم قسم کے چکروں سے مار دھاڑ شروع کی - دیوتا ہزاروں - گرڑجی بیک بینی و دو گوش - دیوتاؤں کے ہتھیاروں نے گرڑجی کو چھپا لیا - نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن - مگر گرڑجی مرد میدان تھے - ہر مخالفانہ حملے پر ان کا دل اور بڑھتا تھا - ہمت ہزار چند ہوتی تھی - ہتھیار پر ہتھیار ٹوٹتے دیکھکر اُنھوں نے تیغ ہمت کے وہ جوہر دکھائے کہ

فلک گفتہ احسن ملک گفتہ زہ

دیوتاؤں کی صفوں کو چیرتے دل کے دل پھاڑتے - خون برساتے ہاتھ دکھاتے - بجلی کی طرح کڑکتے بادل کی طرح گرجتے آکاش پہ پہنچے اور شہپر و منقار سے پر سوفار و خنجر خونخوار کا کام لیکر دیوتاؤں کے بدن چھلنی کر ڈالے ہر ہرے زخموں کا ایک باغ کھلا ہوا نظر آنے لگا کہ

ہر روئیں سے جاری ہُوا فوارہ لہو کا

ضرب ایسی لگی خون دہن زخم نے تھوکا

گرڑجی کے حملوں نے دیوتاؤں کے قدم اُکھاڑ دئے - سارا دل تین تیرہ نو دو گیارہ ہو گیا جس کا جدھر سینگ سمایا بھاگ نکلا جہاں پائے فرار تھکا سانس لی - سادھ منڈلی اور گندھربوں نے مشرق میں جان چھپائی - جنوب میں بشو ڈوپنا ملگ میں ہوئے - سورج نے مغرب میں منہ چھپایا - اسونی کمار نے گوشہ شمال میں جا نبری کی صورت نکالی جو دیوتا خم ٹھونک کر جٹے رہے ان کو بھی سر پر پاؤں رکھکر بھاگنا پڑا - گرڑجی سے ایک پیش نہ گئی +

اگن دیو شعلہ خو - آتش مزاج یہ دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گئے شعلہ غیظ بھڑک اُٹھا - تائرہ غضب آگ برسانے لگا - چشم چشمہ سے انگارے دہک اُٹھے - زمین چٹکنے لگی - آکاش گرم توے کی طرح جل اُٹھا مگر گرڑجی پر آنچ بھی نہ آئی - ان کے تیج نے جو جوش مارا تو بھڑکتے ہوئے شعلے ایک دم سے گل - بجھتے ہوئے انگارے سرد - اگن دیوتا

جب آتشِ فساد پر پانی پڑ گیا۔ نارِ مخالفت بجھ گئی۔ گرڑجی نے چھوٹا سروپ کیا۔ اور امرت کی فکر میں منزلِ مقصود کی راہ لی۔ بات کہتے دیر ہوتی ہے۔ مگر گرڑجی کے پہنچنے میں دیر نہ ہوئی۔ وہ جا پہنچے۔ اور دیکھا تو امرت کے گڑھے کے ارد گرد ایک آہنی چکر چکر کھاتے پایا۔ جس کی آگ کے شعلے بھڑک بھڑک کر بجلی کی تڑپ کو مات کرتے تھے۔ گرڑجی نے اُس چکر کے کے گرد چکر لگایا۔ اور بالکل چھوٹا سروپ بناکر ایک باریک سوراخ سے پار ہوکر گڑھے کے پاس ہی پہنچ گئے۔ وہاں دیکھا تو افعی خونخوار گڑھے کے پہرے پر نظر آئے۔ سانپ تھے یا نمونہ قیامت۔ ہر نفسِ گرم سے شعلے نکلتے تھے ذراسی حرکت زبان انگارے برساتی تھی۔ گرڑجی نے پھر شہپروں سے آندھی چلائی۔ اور ایسی گرد اُڑائی کہ سانپوں کی آنکھیں چوندھیا گئیں۔ کچھ سجھائی نہ دیا۔ گرڑجی نے اب منقار سے چکر کو ادھر سے اُدھر کردیا۔ اور امرت کا گھڑا لیتے ہوئے گھر کی طرف چل پڑے۔ سورج کے سامنے سے گزرتے ہوئے آگے بڑھے ہی تھے کہ وشن بھگوان سے سامنا ہُوا۔ وشن جی ان کی ہمت وجرأت طاقت وشجاعت کو سراہتے ہوئے بولے:۔

"آفرین تمہارے دست وبازو کو۔ دریائے رحمت جوش پر ہے جس گوہرِ مقصود کی آرزو ہو طلب کرو۔ ابھی دوں دیر نہ کروں" +

گرڑجی۔ (ہاتھ جوڑ کر) آپ کا دیا ہُوا سب کچھ موجود ہے۔ کسی چیز کی کمی نہیں اگر آپ سایہ دامنِ دولت میں رکھئے۔ تو مزید مہربانی۔ باہن بنائیے۔ تو اور بھی قدردانی۔ امرت تو میرے پاس بھی ہے۔ جس کو پلا دوں فنا اثر نہ کرسکے۔ کسی کے مارے نہ مرسکے۔ مگر آپ بردان دیں کہ امرت نہ پیوں اور ہمیشہ جیوں +

وشن جی۔ بہت اچھا۔ کامنا پھل۔ پدوی اٹل۔ آج سے تم ہمارے باہن (سواری) اور تمام پرندوں میں افضل زمن ہوئے +

گرڑجی۔ نے عاجزنوازی اور ذرہ پروری کا شکریہ ادا کیا اور رخصت ہوکر

امرت لئے ہوئے اپنی ماتا (بنتا) کی خدمت میں چلے - اودھر سے یہ جا رہے تھے - اُدھر سے اندر آرہے تھے - دونوں سے راستے میں مڈبھیڑ ہو گئی - امرت کو لئے ہوئے دیکھ کر اندر سے ضبط نہ ہُوا - بجلی کی طرح تڑپ کر ایک بجر رسید کر دیا - گرڑ جی ہنس پڑے اور بولے بجر ہے یا پھول کی پنکھڑی - یہاں تو ایک رویاں بھی میلا نہ ہُوا - مگر خیر دوہیچ[1] رشی کی ہڈیوں کی عزت رکھنا ہے

[1] دوہیچ اتھروسنی اور کردم منی کی دختر شانتی کے فرزند - جب دو اشونی کمار ان کی خدمت میں تحصیل علم کے لئے گئے - راجہ اندر نے دوہیچ رشی سے کہا - اگر آپ ان کو تعلیم دینگے تو آپ کا سر کاٹ دیا جائیگا - مہارشی دوہیچ کے حکم سے اشونی کماروں نے مہارشی کا سر کاٹ کر گھوڑے کا سر لگا دیا - اور اُسی گھوڑے کے منہ سے مہارشی نے اشونی کماروں کو تمام علوم کی تعلیم دی - راجہ اندر نے بموجب اپنے قول کے مہارشی کا پھر بھی سر کاٹ ڈالا تب اشونی کماروں نے ان کی گردن پر اصلی سر جما دیا - بھاگوت میں ان کا نام دوہیچ दधीच لکھا ہے - جب دکش پرجاپت نے وہ یگیہ کیا تھا - جس میں شوجی کی ہتک کی گئی تھی اور ستی جی کو جل جانا پڑا تھا - دوہیچ دکش کی رائے کے خلاف تھے - شہ سی (دیکھ) انہیں سے شونترے کر شوجی کے باہن ہوئے ہیں - ایک مرتبہ ان کا تپ بھنگ کرنے کے لئے اندر نے المبکھا نامی اپسرا کو روانہ کیا - اُس وقت مہرشی سرستی ندی پر تپ کر رہے تھے اپسرا کو دیکھتے ہی کام دیو کا اثر ہُوا - اور تخم سے سارسوت کی ولادت ہوئی - برتراسر سے جب دیوتاؤں نے شکست کھائی تھی اُس وقت اندر نے مہرشی دوہیچ سے ان کی ہڈیاں مانگی تھیں - مہرشی ایسے فیاض اور پرُوپکاری تھے کہ گو راجہ اندر نے ان سے ہمیشہ دشمنی کی مگر انہوں نے سوال پورا کرنے کے لئے ہڈیاں دے دیں - اور چولا چھوڑ دیا - مہرشی کی ہڈیوں کے اندر بجر کے علاوہ تلوار - ترسول - چکر - گدا کی اقسام کے مختلف خونخواہ ہتھیار (مہااستر) بنے - چنانچہ سنسکرت کا قول شاہد ہے +

तस्यास्थिभिरथो शक्रः सम्प्रहृष्टः सुमनावतया।
कारयामास दिव्यानी नानि प्रहरणान्यथा॥
वज्राणी [illegible] चक्राणि विविधा गदाः :

اور اندر۔ بجر کی آبرو سا س سے لئے تمہاری خاطر سے ایک پر گرائے دیتا ہوں۔ کہ خیر کچھ یادگار روزگار رہ جائے۔ تمہارے بجر کی ہیٹی تو نہ ہو۔ دو ہیچ رشی کی ہڈیوں کا توجش نہ مٹے۔ ورنہ کیا مجال تھی کہ ایک بال بیکا ہوتا۔ جس وقت گرڑجی نے پر گرایا۔ دیوتا جُلبُل کی تصویر کی طرح دم بخود ہو گئے۔ خوبصورتی نے تصویر حیرت بنا دیا۔ اور گرڑجی کو سپرن کے نام سے پکارنے لگے۔ اندرجی نے فرمایا کہ
"امتحان دست قدرت کی آرزو ہے دکھایئے ممنون عنایت فرمائیے"

گرڑجی۔ دیکھوں نظر قہر سے دریا کو تو جل جائے
یہ کیا صفت موم ہر اک کوہ پگھل جائے
سورج پہ چڑھے تپ جو نظر میری بدل جائے
ماہی زمین خاکِ کفِ پا سے کچل جائے

ابھی کرۂ زمیں کو ایک تپڑ پر اُٹھا کر جہاں کہئے رکھ آؤں۔ سمندر موج مارتے ہوں تو پروا نہیں۔ پہاڑ بھی آسمان سے باتیں کرتے ہوں تو باشد۔ سب کے سب میری طاقت کے لئے پھول کی پنکھڑی سے زیادہ نہیں +

اندر۔ اور یہ امرت کہاں لے جائیگا؟

گرڑجی۔ ماتا بنتا کی ضرورت سے لئے جاتا ہوں۔ سوتیلی ماں کدرو نے بڑا ذہیب کیا خیر (سب کچا چٹھا سنا کر) اب میں جہاں امرت رکھ دوں۔ آپ شوق سے لے جا سکتے ہیں +

اندرجی نے گرڑجی کی نظر عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ ممنونِ توجہ ہوئے دوستی کا اظہار کیا اور نقشِ قدم پر قدم رکھتے چلے +

گرڑجی گھر پہنچے۔ اپنی والدہ بنتا کے پابوس ہوئے۔ کدرو (سوتیلی ماں) اور سب سانپوں (سوتیلے بھائیوں) کو مجتمع کر کے کہا:۔

لیجئے امرت حاضر ہے۔ کشا پر دیکھئے۔ اب دیر کی ضرورت نہیں جھٹ پٹ غسل کیجئے اور امرت پیجئے۔ آج سے میری ماں حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔ تا بخیر شما بسلامت +"

[illegible] پھول [illegible] دانت نکل آئے۔ [illegible]

ابھی گئے دور فوراً سے پہلے آ...
سب سانپ موجیں اُڑاتے بغلہ ... نہانے کو گئے اندر نے جو میدان
خالی پایا تو امرت کا گھڑا لے اُڑے ... جاتا فاناً ہیں نظر سے غائب
جب سانپ نہا دھو کر آئے تو امرت ... ب کس کو زہر مار کریں سمجھ گئے
کہ ساری کرتوت اندر کی ہے۔ اُنہیں ... نا دیا۔ پرسی تھالی آگے سے ہٹالی۔
یہ ہمارے جعل فریب کا خمیازہ ہمار ... ں کپٹ کا معاوضہ تھا کہ کرو کر نیات
خیر کچھ مضائقہ نہیں جو چیز ہاتھ ... ئی۔ اُس کے لئے کف افسوس ملنا فضول
یوں دل کو سمجھا بجھا کر سانپوں ... شا کو زبان سے چاٹنا شروع کیا جس
پر امرت کا گھڑا رکھا تھا۔ امرت ...
... ے جانے کی وجہ سے کُشا پاک مانی جانے
... و زبانیں ہو گئیں۔ بنتا کے گلے سے
... ساتھ اس دشت بہار او صحرائے غیرت
گلزار میں رہنے بسنے لگے دنوں کی پژمردگی دور اور عشرت کافور ہو گئی +
اگر شروا رشی فرماتے ہیں کہ جو لوگ گرڑ جی کے اس مہاتم کو صدقِ عقیدت
سے سماعت کریگا۔ یا صاحبانِ علم کو پڑھ کر سنائیگا۔ اس کی نجات میں
گرڑ جی کی برکت سے شک نہیں" +

ادھیا ۔ ۱۰

سیس ناگ جی کی تپشیا۔ برہما جی کی تشریف آوری

زمین کا سیس جی کے پھن پر قیام

سوت جی فرزند دلبند اگر شروا کی ناگوں کے تمام گنا کر موگلفشانی ہیں کہ:۔
سیس جی بھی کدرو کے فرزند و لخت جگر ہیں۔ وہ اپنی والدہ کی ...

ہو کر مشغول ریاضت ہو گئے۔ ہوا پر اکتفا کر عبادت کرنا شروع کی

پہلے گندھ مادن میں رہے پھر بدکاشرم (یعنی بدری ناتھ) میں سکونت اختیار کی۔ ازاں بعد گنگوکرش تیرتھ ہمالیہ پہاڑ پر اور پشکر راج میں تپ کیا۔ عبادت شاقہ وریاضت لائقہ سے برہما جی نہایت خوش ہوئے۔ خود پشکر راج میں تکلیف کی۔ دیکھا کہ سیس جی ہڈیوں کا مالا ہوگئے ہیں گوشت پوست کا نام ونشان تک نہیں۔ یہ حالت دل پر انتہا سے زیادہ اثرپذیر ہوئی چشمۂ عنایت موجزن ہوا۔ فرمایا:۔ سیس جی تمہاری تپشیا حد سے گزرگئی۔ میں تم سے بہت خوش ہوں جس چیز کی خواہش ہو بے تکلف مانگ لو +

سیس جی۔ (ہاتھ جوڑ کر) پتا جی کوئی ہوس نہیں۔ کسی چیز کی طلب نہیں صرف ایک افسوس ہے۔ کہ میرے بھائی سب عقل سے خارج اور ایک دوسرے کے لئے مار آستین ہیں۔ آتشِ حسد گھر پھونکے دیتی ہے۔ نائرۂ رشک سے سب کے کلیجے سلگا کرتے ہیں۔ گرڑ جی کو بھی میرے بھائیوں سے دشمنی اور عداوت ہے۔ اس لئے میں نے تو تہیہ کرلیا ہے کہ تپشیا کرتے کرتے خواہ جان ہی چلی جائے چاہے چوٹے کو ہون سواہا کرڈالے مگر بھائیوں کا منہ نہ دیکھونگا۔ مجھے صورت دیکھنا گوارا نہیں +

برہما جی۔ وہ بڑے عقل کے دشمن ہیں مجھے خوب معلوم ہے۔ کدرو اُن کو سراپ دے چکی ہے۔ اس کا خمیازہ بھی اُن کو اٹھانا لازمی ہے۔ پس تم اُن کو اُن ہی کے حال پر رہنے دو اور اپنی کہو کہ کیا خواہش ہے ؟

سیس جی۔ بس صرف یہی کہ میری طبیعت کسی حالت میں دھرم اور تپ سے نہ اُچٹے +

برہما جی۔ تمہاری خواہش مجھے بہت پسند آئی۔ میں خوشی سے بردان دیتا ہوں لیکن اب میری ایک بات مانو۔ یہ متحرک کرۂ زمین اپنے پر روک لو +

سیس جی۔ حکم سر آنکھوں پر۔ مگر ذرا تکلیف فرما کر کرۂ خاکی سر پر رکھ دیجئے

برہما جی۔ اس کی کچھ ضرورت نہیں۔ تم طبقۂ خاک کے نیچے چلے جاؤ زمین تمہیں خود راستہ دیدیگی +

۔ یہ تیرتھ سیتاپور دکھیری کے متصل ملک اودھ میں واقع ہے جسے گوکرن کہتے ہیں

سیس جی نے حکم کی تعمیل کی۔ [illegible] سر پر رکھ لیا اور یوں متحرک و متزلزل زمین ساکت ہوئی +

ادھیائے ۱۱

راجہ پریچھت کو [illegible] رشی کا سراپ اور تکشک ناگ [illegible] زہر سے وفات

[illegible] پانڈو کی نسل میں راجہ پریچھت بڑا [illegible] راجہ گزرا ہے۔ یہ ابھمنو کا فرزند جگر پیوند تھا۔ ایک روز سیر و شکار کی ہوا سمائی تو ایک صحرائے پُر فضا کی راہ لی۔ جنگل میں پہنچتے ہی ایک ہرن پر تیر سر کیا۔ مشیت ایزدی سے نشانہ ہیچ گیا اور ہرن سر پر پاؤں رکھ کر جو اُڑا تو ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ راجہ نے پیچھے گھوڑے ڈال دئے۔ سارا جنگل چھان مارا مگر ہرن کا کہیں پتہ نہیں۔ اتفاقاً ایک تپوبن میں پہنچے جہاں شمیک رشی مون (خاموشی) سادھے ہوئے مشغول عبادت تھے۔ راجہ نے کہا:-

"رشی جی! میں راجہ ابھمنو کا لخت جگر ہوں۔ پریچھت نام ہے۔ شکار کو نکلا تھا۔ ہرن کو تیر مارا تو وہ غائب ہو گیا۔ لاکھ تلاش کی مگر بے سود۔ آپ نے ہرن کو بھاگتے دیکھا ہو تو بتا دیجئے +

وہاں مون سدھی تھی بولتا کون لب پر مہر خاموشی لگی ہی رہی۔ راجہ کو غصہ آیا کہ اخ آہ۔ یہ دماغ۔ سوال کا جواب بھی نہ دارد۔ تاؤ پیچ کھا کر ایک مرا سانپ اُٹھایا اور گلے میں ڈال کر تھوڑی دیر منتظر رہا کہ شاید اب [illegible] رہیگے۔ زبان کا قفل ٹوٹے۔ مگر رشی جی بدستور [illegible] بیٹھے رہے۔ سانس [illegible] ڈکار بھی نہ لی۔ آخر راجہ گھر کو لوٹا اور رشی [illegible]

اتر دکھا گئی۔ رشی کے فرزند شرنگی جی دیو لوک سے آرہے تھے راستے میں
کرشن نامی ایک دوست سے ملاقات ہوئی۔ ادھر ادھر کی باتوں میں کرشن کی
زبان سے نکل گیا۔ کہ:۔

"شرنگی جی تمہارے پتا کیسے مرتاض باکمال و عابد صاحب جلال اور
اُن کے گلے میں پریکھشت مردہ سانپ ڈال کر سوانگ بنائے بڑے شرم کی
بات ہے۔ کیا اسی منہ پر تمہیں برہم گیانی ہونے کا دعوےٰ ہے"

شرنگی رشی کے دل پر جیسے کسی نے گھونسہ مارا اور کرشن سے پوچھا۔

"اچھا اور تو سب خیریت ہے۔ پتا جی اچھے تو ہیں؟ راجہ نے یہ
گستاخی کیوں کی؟ کیا کوئی پتا سے بدعنوانی ہوئی تھی۔ کہیں کوئی سراپ
تو نہ دے بیٹھے تھے"

کرشن نے ساری سرگذشت کہہ سنائی جس پر تاؤ کھا کر شرنگی رشی نے
آچمن کیا اور بددعا دی کہ

"آج سے ساتویں روز پاپی پریکشت کو تکشک ناگ ڈس لے"

یہ بددعا دے کر سیدھے آشرم میں آئے اور سانپ اپنے والد
بزرگوار کے گلے میں لٹکتا پایا۔ یہ صورت حال دیکھ کر شرنگی جی رو پڑے
اور اپنے پتا سے کہا کہ:۔

"میں نے جونہی آپ کی شان میں ایسی گستاخی کا واقعہ سنا۔ راجہ
کو بددعا دے دی"

شمیک رشی۔ جان و جگر تم نے بڑی غلطی کی۔ راجہ پریکھشت بڑا رعیت پرور
دھرموان۔ رشیوں کا دستگیر ہے۔ اس سے یہ خطا بشریت سے ہوگئی۔ اشتہا
کے مارے کچھ نہ سوجھتا تھا اسی وجہ سے یہ نادانی کر بیٹھا۔

شمیک رشی شرنگی جی سے اظہار افسوس کرکے سوچنے لگے جو کچھ لکھی
بدی تھی وہ تو ہو ہی گئی۔ شرنگی کی بددعا خالی نہیں جاتی۔ کمان سے نکلا ہوا تیر
کب لوٹتا ہے۔ پس تدبیر یہی ہے کہ راجہ کو خبر کردوں۔ غریب بیخبری میں تو نہ
مارا [illegible]

"ابھی ابھی جاؤ۔ راجہ پرکھشت کو خبر کر دو۔ کہ شرنگی نے تمہیں اس قسم کی بددعا دی ہے"

گیورمکھ فوراً راجہ کی خدمت میں گیا۔ اور کل کیفیت من وعن کہہ سنائی

راجہ پرکھشت کو شمیک رشی کی شان میں بے ادبی ہونے کا سخت افسوس ہوا۔ وہ اپنی نادانی سے عرق عرق ہو گئے۔ مگر خبرِ مرگ سے ان کے چہرے پر ذرا بھی میل نہ آیا

ارکینِ دولت جمع ہوئے۔ عنانِ حکومت سے دربار بھر گیا۔ بددعا کا معاملہ پیش ہوتے ہی رائے قرار پائی کہ دریائے گنگ کے ساحل پر ایک ستون کی ایک ایسی عمارت تعمیر کی جائے۔ جہاں پرندہ پر نہ مار سکے۔ طائرِ خیال کی بھی رسائی نہ ہو

کارکنانِ سلطنت نے فوراً عمارت بنوائی۔ حفاظتی پہروں بٹھائی۔ سنگین پہرے مقرر ہوئے۔ زبردست چوکیاں بٹھیں۔ مجال کیا کہ ہوا بھی گذر سکے۔ تجربہ سے مجرب تریاق۔ عمدہ سے عمدہ سے قاطعِ زہر دوائیں ڈھیر ہو گئیں۔ بڑے بڑے جھاڑ پھونک کرنے والے منتروں سے زہر اتارنے والے باکمال برہمن جمع کئے گئے۔ کہ اول تو تکشک آنے ہی نہ پائے۔ آئے تو کاٹ نہ سکے۔ اور کاٹے تو جھٹ پٹ زہر اُتار دیا جائے

اِدھر یہ خیال یہ حفاظت اُدھر کشیپ رشی کے دل میں ہمدردی کا خیال جڑ پکڑ گیا۔ ان کے ہونٹوں سے لگی کہ راجہ کو مرنے نہ دیں

جو دن موت کے لئے بدا ہوا تھا عین اُسی وقت کشیپ جی گھر سے چلے۔ کہ تکشک راجہ کو ڈسے تو میں زہر اتار کر چنگا کر دوں۔ اس کے صلے میں راجہ پرکھشت جس قدر پاؤں پوجے کم ہے۔ کشیپ رشی جا رہے تھے۔ کہ تکشک سانپ برہمن کے بھیس میں ان سے ملا اور پوچھا کہ:-

"مہاراج کہاں کا قصد ہے؟"

کشیپ جی:- راجہ پرکھشت کے یہاں جاتا ہوں آج تکشک ناگ ان کو
ڈسنے والا ہے [illegible]

کے زور سے زندہ کردوں +

تکشک - کام تو ضرور ہی ہے - مگر اس سامنے والے درخت کو میں منتر پڑھکر جلا ڈالوں تو آپ تروتازہ کر سکتے ہیں؟

کشیپ جی - ہاں! کیوں نہیں - آزمائش کرو - ہاتھ کنگن کو آرسی کیا +

تکشک نے ایک بڑے بھاری بڑ کے درخت پر دانت لگاتے ہی تاثیر زہر سے سارا درخت راکھ کر ڈالا - بیخ و بُن برگ و بار سب خاکستر ہوگئے کشیپ جی نے ساری راکھ کو ایک جگہ ڈھیر کر کے منتر پڑھ کر جو پھونکا تو بجنسہ وہی ہرا بھرا درخت اُسی طرح اپنی جگہ پر کھڑا نظر آنے لگا - تکشک کے ہوش اُڑ گئے - سوچا کہ یہ برہمن منتر ودیا میں کامل الوقت ہے - اسی کے ہوتے راجہ پر زہر اثر ہی نہیں کر سکتا - اس نے عرض کی :-

مہاراج! آپ کو فقط مال و دولت کی آرزو ہے وہ مجھ سے یہیں لے لیجئے اتنی زحمت اُٹھانے سے حاصل؟

کشیپ دل میں خوش ہوگئے - سوچے کہ یہیں دولت ملی جاتی ہے تو دور پاؤں توڑنے سے کیا فائدہ - راجہ کی زندگی کے دن پورے ہوگئے دولت ڈب میں کرو اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کا راستہ پکڑو - تکشک سے کہا :-

" خیر آپ ہی کا کہنا سہی - لائیے دلوائیے میں گھر کی طرف لمبا پڑوں +

تکشک نے خزانہ ڈھیر کر دیا - کشیپ جی سب لادے پھاندے گھر پھرے - اور تکشک نے ہستناپور کی طرف سیدھیاں بھریں - وہاں دیکھا تو چوکی پر چوکی پہرے پر پہرا بیٹھا ہے - فوراً سانپوں کو بلا کر کہا :-

تم سب تپسوی کا بھروپ کر پھل پھول پانی وغیرہ راجہ کے ہاتھ میں دو +

سب سانپوں نے یہی کیا اور راجہ کو پھل وغیرہ دیکر آشیرباد دے آئے راجہ سمجھا کہ بلا ٹل گئی تیر قضا خالی گیا - وزیروں سے بولا :-

اب تو آج [illegible] ہونے کو ہے - ساتواں دن گزرنے میں کسر ہی کیا رہ گئی - آپ سب یہ پھل لے جائیں نوش جان کریں +

تمام عزیز و اقارب وزیر و امیر پھل اُٹھانے لگے راجہ کے دل
میں آیا۔ کہ میں بھی ایک پھل چکھ لوں۔ راجہ نے بھی ایک پھل اُٹھا لیا
جس کو توڑتے ہی ایک سرخ رنگ کا سیاہ چشم کیڑا نظر آیا۔ راجہ بولا:۔
دن تو ختم ہو گیا۔ آفتاب چھپا ہی چاہتا ہے۔ ابھی تک تو خیریت رہی
کہیں یہی کیڑا تو پیغام اجل نہیں لایا۔ ممکن ہے کہ یہی شرنگی رشی کی بددعا
کو سچ کر دکھانے آیا ہو +

راجہ اس کیڑے کو جو اٹھا کندھے پر رکھ خندہ زن ہوا ہی تھا کہ وہ
آنِ واحد میں افعی خونخوار بنکر راجہ کے جسم میں لپٹ گیا۔ اور ایک بلند
آواز سے گرج کر راجہ کو ڈس لیا۔ آواز ایسی ہولناک تھی کہ راجہ کے سب
عزیز و اقارب امیر وزیر دہل کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ راجہ بستر مرگ پر
سو گیا۔ اور تکشک بجلی کی طرح چمک کر آکاش میں غائب ہو گیا +

کریا کرم سے فراغت ہو جانے پر راجہ جنمیجے پریکچھت کا فرزند سریر آرا
جہانبانی و اورنگ نشین حکمرانی ہوا۔ راجہ جنمیجے بھی پانڈوؤں کی نسل
میں صاحب اقبال فرمانروا تھا۔ رعیت پروری میں بے نظیر دھرم
میں بھی بے مثال +

ادھیائے ۱۲

بے اولادی کی وجہ سے بادر رشیوں پر عذاب۔ جرتکار کی شادی۔ شادی کے بعد مفارقت باہمی اور آستیک کی پیدائش

سوت جی نے جگر پیوند راوی کی ایل۔ کہ جرتکار بے صاحب ریاضت

تھے۔ جہاں پہنچے تپ کے جھنڈے گاڑ دئے۔ دوران سیاحت میں اُنہوں نے ایک مقام پر ایک حیرت انگیز نظارہ دیکھا۔ ایک عمیق غار تھا۔ غار میں خس کا ستون نصب تھا جس میں کئی آدمی چمگادڑوں کی طرح نیچے سر اور اوپر پاؤں کئے لٹک رہے تھے ⁂

جرتکار نے متعجب ہوکر سوال کیا:۔

آپ لوگ کون ہیں۔ دس درد انگیز حالت کی وجہ۔ یہ عذاب عظیم کیوں؟

اُلٹے لٹکے ہوئے آدمی۔ نہ کوئی گناہ۔ نہ کوئی قصور۔ نسل منقطع ہو جانے سے اس عذاب میں گرفتار ہو رہے ہیں۔ ہمارا تعلق جن رشیوں سے ہے وہ یاور کے خطاب سے مشہور زمانہ ہیں۔ خاندان بھر میں صرف ایک لڑکا باقی ہے۔ جسے جرتکار کہتے ہیں۔ اُس کی ابھی شادی نہیں ہوئی۔ اگر تمہارے کہنے سے وہ شادی کرلے تو اس عذاب سے چھٹکارا مل جائے۔ یہ ستون ایک قید ہی چھوٹی ہوئی ہے۔ اس پرجڑہ یہ کہ چوہوں کو رات دن کا مشغلہ ہاتھ آگیا ہے۔ جب دیکھو جڑ کاٹ رہے ہیں۔ بس ع

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

ایک دن اعتقاد رکھی ہوئی ہے۔ ہم ہونگے اور تخت دفتر سات جرتکار جو تاحین کامل ہے۔ وہ شادی کرکے صاحب اولاد ہو جائے تو ہمارے لئے بھی نجات رکھی ہوئی ہے۔ ورنہ یہ غار ہے اور یہ ستون اور عذاب جان ہے اور ہم۔ کوئی اور جانبری کی صورت نہیں ⁂

جرتکار۔ جرتکار تو میں ہی ہوں۔ آہ آپ میرے بزرگ اور اس قید عذاب میں؟ میں شادی تو نہ کرتا۔ مگر اب مجبوری واقع ہوگئی۔ شادی کرنا فرض ہے۔ لیکن میں اُس عورت سے شادی کرونگا جو قریب قریب میری ہمنام ہو۔ میں اُس کے فرائض پرورش سے سبکدوش ہوں۔ اگر ایسی عورت مل گئی تو فوراً خلوت و جلوت بنا کر بصورت بقائے نسل

سے گرفتاران عذاب کو رہائی دونگا ⁂

یہ کہکر وہ وہاں سے ہوا ہوگئے اور مطلوبہ تجویزہ کی تلاش شروع کی۔ مگر ویسی عورت دُنیا کے پردے پر کہاں۔ کسی روز ویسی فکر میں غلطاں و پیچاں جا رہے تھے۔ کہ سانپوں نے باسکی ناگ سے عرض کی ✣

جرتکار رشی بن میں وارد ہوئے ہیں۔ شادی کی فکر اور عورت کی تلاش ہے ✣

باسکی ناگ کی ایک بہن تھی۔ باسکی نے اُسے لباس زرکار و زیور جواہر نگار سے نور کے سانچے میں ڈھال کر جرتکار کی خدمت میں پیش کیا۔ اور درخواست کی:-

"اس کو خدمت میں قبول کیجئے ✣

جرتکار نے درخواست نامنظور کی اور فرمایا:-

"میں ایسی عورت چاہتا ہوں جس کا نام میرے نام کے نقطہ مقابل ہو اور اُس کی پرورش میرے لئے بار خاطر نہ ہو ✣

باسکی۔ مہاراج! یہ بھی جرتکاری کے نام سے موسوم ہے۔ آپ اس کو عقد میں لائیے پرورش کا بار میری گردن پر ✣

جرتکار۔ یہ ہے تو شادی قبول۔ لیکن ایک شرط اور ہے۔ سمجھا دیجئے کہ میری نظر ہی میں چلے اگر کبھی خودرائی کی اور میرا کہنا ٹالا تو بس رسم و راہ و اتفاق۔ میں اُسی وقت تلانجلی دے دونگا"

باسکی نے یہ شرط بھی منظور کی اور قران السعدین ہو گیا۔ ایک عالیشان مکان زیب و آرائش۔ فرش راحت و بستر استراحت سے عجائب خانہ نفائسات تھا اسی میں نوشاہ و عروس ہمقران ہوئے۔ نوشاہ نے عروس طناز و محبوبۂ سراپا ناز کو خوب سمجھا بجھا دیا کہ "ہوشیار۔ خبردار جس وقت مرضی کے خلاف بات ہوئی رشتہ منقطع سمجھنا۔ میں فوراً چھوڑ کر چلتا دھندا کر دونگا"

عروس نوعروس نے سر قبول خم کیا۔ اور دونو بڑے پیار سے رہنے سہنے لگے۔ [illegible] بار اور [illegible] ظہور امید سے آثار نمایاں ہوئے۔ ایک روز

جرتکار محبوبۂ دلنواز معشوقۂ طناز کے زانو کو تکیہ سر بنائے ہوئے۔ سرگرم خواب راحت تھے۔ سوتے سوتے شام کروی اور سندھیا کا وقت آگیا۔
نازنین با اخلاص سوچی کہ اگر بیدار کرتی ہوں تو شاید ناراض ہوں۔ سونے دوں تو سندھیا میں ناغہ ہونے سے دھرم ساقط ہوتا ہے۔ اس پس و پیش میں سوچتے سوچتے دھرم کا خیال مقدم معلوم ہُوا۔ اس نے بڑی نرمی بڑی شائستگی اور بہت شیریں زبانی سے جگا کر گذارش کی :-

"مہاراج! سندھیا کا وقت آگیا ہے"

جرتکار کا شعلۂ غضب بھڑک اُٹھا۔ بڑے طیش سے بولے۔ کہ

"ہیں یہ بے ادبی۔ اتنی گستاخی!"

جرتکاری۔ (ہاتھ جوڑکر) میری یہ مجال۔ یہ طاقت! فقط یہ خیال تھا۔ کہ سندھیا کا ناغہ نہ ہو۔ ورنہ اس قدر جرأت نہ ہوتی

جرتکار۔ میری سندھیا میں ناغہ ہو!

ایں خیال است و محال است جنوں

سورج کی مجال بھی تھی کہ بغیر مجھ سے چلو بھر پانی لئے غروب ہو جاتا تو نے میری نیند حرام کی۔ بس اب مجھ سے کچھ واسطہ نہیں۔ تو جائے اور تیرا بھائی جانے اُسی کے گھر میں رخصت

جرتکاری کے آنسو اُمنڈ آئے زار زار رو پڑی قدموں پہ سر رکھ دیا ہاتھ جوڑ کر بولی :-

"میں بالکل بے قصور ہوں۔ بال بھر خطا نہیں۔ آپ کا عتاب محض فضول ہے۔ آپ ناحق میرے گلے پر خنجر فرقت پھیرتے ہیں۔ ہائے ابھی تو کلیجے کا ٹکڑا آنکھوں کا تارا اور زندگی کا سہارا بھی نہیں ہوا

جرتکار۔ اب تو جو ہونا تھا ہو چکا۔ نقش مقدر مٹ نہیں سکتا۔ مگر تو پریشان نہ ہو۔ فکر کی ضرورت نہیں۔ تجھے وہ تپسوی اور یہ تاپی آنکھ کا تارا ملیگا۔ کہ سب فکر و کاہش فراموش ہو جائیگی

یہ کہکر جرتکار نے بن کا راستہ لیا اور جرتکاری سر پہ خاک اُڑاتی

بھائی کے پاس پہنچی۔ باسکی نے کہا:-
جرتکار کی ناراضگی بے وجہ نہ ہوگی۔ ضرور تجھ سے کوئی قصور سرزد ہوا ہوگا"
جرتکاری نے سب کیفیت سُنائی۔ مگر باسکی کے پاس علاج کیا تھا۔
وہ جانتا تھا کہ جرتکار صاحبِ کشف و کرامات ہیں۔ عبادت و ریاضت میں
مرتبہ کمال حاصل ہے۔ اس لئے بددُعا کے خوف سے اُن کے پاس جانا
خلاف مصلحت جانا۔ بھانجے کی ولادت سے ڈھارس تھی۔ پس وہ چُپکا
ہو رہا۔ ناگوں نے جرتکاری کی پرستش کی۔ اور تھوڑے دنوں میں جرتکاری
کے بطن سے آستیک جلوۂ شہود میں آئے۔ یہ نام لفظ استے کی وجہ سے
رکھا گیا۔ کیونکہ جرتکار یہی لفظ بول کر روانہ صحرا ہوئے تھے +
آستیک نے چھیوں رشیوں کے سایہ عاطفت میں وید اور ویدانگ
کی تعلیم سے فارغ التحصیل ہو کر ناگ لوک میں سکونت اختیار کی سانپوں کو
بہت آرام دیا۔ حتےٰ کہ جنمجے کے سرپ یگیہ کے آتشکدۂ جانسوز سے
بھی اُن کو نجات دی +

ادھیائے ۱۳

جنمجے کو راجہ پریچھت کے واقعۂ مرگ سے آگاہی۔ سرپ یگیہ کا عزم

سونگ رشی (اُگرشروا رشی سے) جب پریچھت راجا ... باقی ہوئے تو راجہ جنمجے کو کیونکر سانحۂ جگر خراش سے آگاہی ہوئی۔ ان کے مئے بھی ایک جنبشِ لب کی ہوس ہے +
اُگرشروا۔ ایک دن ادھر اُدھر کی باتوں میں راجہ جنمجے کو ... کے انتقال پرملال کا خیال آگیا۔ وزرا سے دولت سے ارشاد ہوا ...

کیفیت سُنائیں ❖

وزرائے باتدبیر و مشیران خوش تقریر نے عرض کی کہ:-

"جہاں پناہ - شاہنشاہ و قمر کلاہ - راجہ پریچھت فہم و فراست میں ضرب المثل تھے - ویدوں کے عالم باعمل تھے - رعایا عہد دولت عہد میں آرام سے بسر کرتی تھی - جان و دل سے دم بھرتی تھی - مہاراج نے ساٹھ برس حکومت کی پھر رحلت کی - ایک روز شکار کے لئے دار الحکومت سے قدم نکالا - ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا - غزال چوکڑی بھرتا ہوا چھلاوے کی طرح نظر سے اوجھل ہو گیا - بہت تلاش کی مگر پتہ نہ لگا - شدنی کچھ اور تھی راجہ کو نہ معلوم کیا سوجھی کہ مردہ سانپ اٹھا کر شمیک رشی کے گلے میں ڈال دیا - شرنگی - رشی کے فرزند مرتاضان عالم میں سربلند تھے انہوں نے بددعا دی - تکشک ناگ نے ساتویں روز زہر اگلا اور راجہ راہ نورد منزل دار باقی ہوئے ❖

جنمیجے - میں ضرور عوض لونگا تو سہی تکشک ناگ کو خاک سیاہ نہ کر دوں مگر یہ تو کہو کہ تم لوگوں کو کشیپ اور تکشک کی بات چیت کیونکر معلوم ہوئی" ❖

وزرائے سلطنت - ہمیں ساری سرگذشت لکڑہارے سے معلوم ہوئی یہ لکڑہارا بھی اس درخت کے ساتھ تو دہ خاکستر ہوا تھا - جس کو دانت سے کاٹ کر تکشک نے تاثیر زہر سے راکھ کر ڈالا تھا - اور جیسے پھر کشیپ نے منتروں کی برکت سے نخل پُر بہار بنا کر اپنے کمال سے تکشک کو متحیر کر دیا تھا - اس درخت کے ہرا ہوتے ہی لکڑہارے میں بھی جان پڑ گئی - اور اسی سے ہم کو راز نہانی سے واقف ہونے کا موقع حاصل ہوا ❖

راجہ جنمیجے کو اس واقعہ سے سخت رنج ہوا - قسم کھائی کہ جب تک تکشک کو مزہ نہ چکھاؤں تب تک دائیں ہاتھ کا کھانا حرام - کشیپ جی دولت کے لالچ میں اندھے ہو گئے - آتے آتے لوٹ گئے - ان کو ارمان تھا کہ راجہ کو زندہ کریں گے - ان کے لالچ نے

راجہ کی جان لی۔ سچ ہے۔ لالچ بُری بلا ہے
بروز دفسع دیدہ ہوشمند

ادھیائے ۱۴

راجہ جنمجے کا سرپ یگیہ۔ سانپوں کا قلع قمع
تکشک کی جان بچی

راجہ جنمجے کی بات پتھر کی لکیر تھی۔ ارادہ پختہ۔ عزم پکا تھا۔ کہ تکشک کی قرار واقعی گوشمالی کی جائے۔ تکشک ہی نہیں اُس کے تمام بھائیوں کی بھی اچھی طرح خبر لی جائے۔ یگیہ سکے ادھشٹاتا مہاتماؤں سے استدعا کی کہ وہ تدبیر ہو کہ تمام سانپ اُڑ اُڑ کر آتشکدہ اجل میں پھنک پھنک کر خاک سیاہ ہوں۔ طرح دہی کا موقع نہیں۔ پاداش لازمی ہے +

سرپ یگیہ کے لئے زمین کی پیمائش ہوئی۔ منڈپ بنے نشستگاہیں تیار ہوئیں ہر قسم کا سامان لیس ہوا۔ رشی منی رونق افروز ہوئے اور سرپ یگیہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ جابجا چوکیاں قائم تھیں۔ پہرے بیٹھے تھے کہ اجازت کے بغیر کوئی یگیہ کے احاطے میں قدم نہ رکھ سکے +

ہَوَن کی آگ بھڑکی۔ منتروں سے یگیہ بھومی گونج اٹھی۔ قسم قسم رنگ رنگ کے سُرخ زرد سبز سیاہ افعی خونخوار واژدر آتشبازہ آپ سے آپ اُڑ کر ہَوَن کی آگ میں گرنے لگے۔ دیکھتے دیکھتے لاکھوں کروڑوں سانپ جل کر راکھ ہو گئے۔ ہَوَن کے دھوئیں کی طرح شعلوں پر سانپ ہی سانپ لہرا لہرا کر فی النار و السقر ہوتے ہوئے نظر آئے +

[illegible]

تھا۔ شام بیدی جے منی تھے۔ سانگر جی و پنگل رشی یجر بیدی۔ بیاس جی مع شاگردان رشید۔ اود ایک رشی۔ دیول من۔ پربت من اور اترے رشی وغیرہ سب وید کے عالم باعمل۔ کشف و کرامات میں ضرب المثل۔ یگیہ میں مصروف اظہارِ کمالات تھے۔ ان کے منتروں کی تاثیر سے کروڑوں سانپ کتم عدم میں مفقود اور نیست و نابود ہو چکے تو تکشک کی روح قبض ہونے لگی۔ جان کے خوف سے اندر کے سایۂ عاطفت میں پناہگیر ہوا۔ اندر نے تسلی دہی فرمایا کہ :-

یہاں تمہیں کچھ خوف نہیں۔ بے فکر رہو۔ میں نے برہماجی سے کہکر پہلے ہی پیش بندی کر لی ہے"

ان تسلی بخش الفاظ سے تکشک کو ڈھارس ہوئی۔ اور اطمینان سے اندر کے زیر قدم پناہگزیں رہا۔

ادھر باسکی ناگ کو بھی یگیہ کے منتروں نے مقناطیسی کشش دکھائی اُس نے اپنی بہن جرتکاری سے فریاد کی کہ موت بلا رہی ہے۔ اب یگیہ میں جلنے سے مفر نہیں۔ جلد اپنے فرزند آستیک کو یاد کر مجھے بلاے ناگہانی سے بچائے +

جرتکاری نے آستیک کو بُلا کر سرپ یگیہ کا حال سُنایا۔ اور باسکی کی حفاظت چاہی۔ آستیک جی بولے :-

"ایک باسکی کیا۔ میں تمام باقیماندہ سانپوں کی حفاظت کرونگا۔ ممکن کیا ہے کہ رویاں بھی میلا ہو" +

باسکی کو دلجمعی ہوئی جان میں جان آئی اور سانپوں کو بھی اطمینان ہُوا۔ آستیک جی یوں ڈھارس دے کر یگیہ شالا پہنچے۔ راجہ نے اندر آنے کی اجازت دی۔ آستیک رشی یگیہ منڈپ میں گئے راجہ کو دعا دی یگیہ کی تعریف میں تر زبان ہوئے۔ اور فرمایا کہ :-

"مہاراج ادھیراج! میں اپنے عزیزوں کی حفاظت کی غرض سے حاضر ہُوا ہوں۔ ان کو معاف کیجئے +

راجہ جنمیجے - بہت بہتر - جو آپ کی مرضی +

اتنے میں مرتاضان روشن ضمیر و عابدان عدیم النظیر راجہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ :-

"اور تو کروڑوں سانپ آئے مگر بنیاد فساد غائب ہے - جس نے سارا زہر بویا وہ اندر کی پناہ میں مزے کر رہا ہے" +

راجہ نے حکم دیا کہ کچھ پرواہ نہیں وہ منتر پڑھو کہ تکشک کیا راجہ اندر بھی بال بندھا چلا آئے +

رشیوں منیوں نے منتر پڑھنا شروع کئے - ادا سن ہونے لگا - اب تو راجہ اندر کی سب سٹی بھولی - بوان پر چڑھ کر دوڑے - دیا دھر ساتھ اپسرائیں ہمراہ - تکشک ایک گوشہ میں چھپا اور بیں - راجہ اندر یگیہ کے متصل آئے تو حواس جاتے رہے - ہوش اُڑ گئے - گھبرا کر تکشک کو نکالا اور یگیہ میں پھینک کر آپ چلتے ہوئے - تکشک اندر کے بل پر پھولتا تھا - اب کیا کرتا - منتروں نے وہ تاثیر دکھائی کہ چیستے ڈھیلے ہو گئے - ساری ہیکڑی گرد برد - ایک نہ چلی - اگن کنڈ نے اپنے قریب کھینچ بلایا - برہمن خوش ہو گئے کہ بس مار لیا - سب کارج سدھ - تکشک اب جلا اب سوا ہوا - اسی خوشی میں راجہ سے بولے :-

ہاں مہاراج ! اب برہمن جو بردان مانگے شوق سے دیجئے - ہمارا کام پورا ہو گیا" +

راجہ آستیک سے مخاطب ہوئے کہ :-

ہاں فرمائیے کیا خواہش ہے"

آستیک جی تکشک کی حالت زار دیکھ رہے تھے اور سمجھ رہے تھے کہ کوئی ساعت کا مہمان ہے - راجہ سے بولے :-

"یہ بردان یہی مانگتا ہوں کہ فوراً سرپ یگیہ بند کیا جائے - اسی وقت سے سانپوں کی جان بخشی ہو - اب کوئی نہ جلنے پائے +

راجہ جنمیجے - اور تو کچھ مانگئے زر و سیم و زر الماس و جواہر حاضر کر دوں

مگر یگیہ تو ہونے دیجئے +
آستیک۔ روپیہ۔ سونا۔ چاندی آپ کو مبارک۔ ہم فقیروں کو دھن دولت
سے کیا کام۔ جو کہا ہے وہ کیجئے تو آپ ہی کا بھلا ہے ؎

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

سمجھانے سے تھا ہمیں سروکار اب مانو نہ مانو تم ہو مختار

آستیک جی کی باتیں سنکر وزیران دولت و مشیران سلطنت نے بھی
راجہ کو اونچ نیچ دکھائی نیکی بدی سمجھائی۔ راجہ نے بھی خیال کیا کہ خلاق عالم
کی خلقت نیست و نابود نہیں ہو سکتی۔ پس حد و جہد فضول۔ ایک جان
کے لئے اتنے خون تو ہو چکے۔ آخر یگیہ بند ہوا۔ تکشک کی جان بچی۔
آستیک رشی راجہ کو دعائیں دیتے تپو بن کو چل دئے۔ سب رشیوں
منیوں نے آشرموں کی راہ لی +
دسوت کے فرزند اگرشر داجی کی بیان ہے۔ کہ جو شخص سرپ یگیہ کے
حالات سنے یا پڑھیگا اُسے زہر مار سے خوف و خطرہ نہ ہوگا) +

ادھیاے ۱۵

راجہ جنمجے کو مہابھارت سُننے کی خواہش

جس وقت سرپ یگیہ کا آغاز تھا۔ بہت سے رکھیشر جلوہ افروز
ہوئے۔ اُن میں برہم گیانی ویدویاس جی بھی تشریف فرما تھے یہ وہی ویدویاس
جی ہیں۔ جنھوں نے ویدوں کو شرح و بسط کے ساتھ چار حصوں پر منقسم کیا۔
اٹھارہ پوران تصنیف فرمائے۔ بہت سے اُپ پوران بھی کمال لیاقت کی
یادگار ہیں جھند اور سمرتیوں میں گرنتھ کوٹ کر لیاقت بھر دی۔ اہل جہان نے

بشن کا اوتار مانا۔ ان کی قابلیت کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ راجہ جنمیجے نے وید ویاس جی کی بڑی خاطر و مدارت کی۔ طلائی سنگھاسن پہ آنکھیں بچھا کر بٹھایا پرستش کی۔ یگیہ کی غایت اصلی بیان فرمائی اور عرض کی:۔

"مہاراج! میرے بزرگان عالی مکان یعنی پانڈو خاندان کے مہاراجگان کشورستان کے اتہاس بیان فرمائیے۔ اوصاف حمیدہ و خصائل پسندیدہ کے ہوتے یہ مہابھارت کی جنگ عظیم کیوں روبظہور ہوئی اور مہاراج کرشن جی نے باوجود قرابت قریبہ اُس عالمگیر خونریزی سے کیوں باز نہ رکھا۔ جس نے خاندان کا خاندان کرکشیتر کی خاک میں ملا دیا +

ویاس جی۔ پرتھی ناتھ! شدنی کسی طرح نہیں ٹلتی۔ ہونی ہو کر رہتی ہے کسی کا کچھ بس نہیں چلتا۔ برج چند آنند کند سری کرشن خالق برحق و قادر مطلق ہیں۔ اُنہوں نے دنیاوی خیالات سے بہت چاہا کہ جنگ و جدل نہ ہو۔ لیکن بغیر کارزار چارہ نہ تھا۔ گاؤ زمین کو بار عذاب سے سبکدوش کرنے کے لئے کوئی حیلہ ضروری تھا۔ پس جو اُن کی مرضی ہوئی وہی ہوا کسی کی مجال نہ تھی کہ مشیت حق میں ایک ذرہ برابر تغیر و تبدل کرے +

یہ فرما کر ویاس جی نے بشیم پائن سے فرمایا کہ کورو اور پانڈو خاندان کے محاربہ عظیم کے کوائف و حالات جو میں نے تمہارے صفحۂ یادداشت پر نقش کر دئے ہیں۔ حرف بحرف راجہ جنمیجے کے گوش گزار کرو۔ بشیم پائن نے تعمیل ارشاد کی اور چشمۂ طبع مواج موجزن ہونے لگا +

ادھیائے ۱۶

مہابھارت کے تمہیدی حالات

جدھشٹر- بھیم سین- ارجن- نکل- سہدیو- پانچوں پانڈو گندھمادن میں قیام پذیر تھے- جب ہستناپور تشریف لائے تو بھیشم پتامہ- بدر- اور دھرتراشٹ کا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہوگیا- باشندگان شہر کی کلی کلی کھل گئی- جو دیکھتا کچھ اور ہوتا تھا- صورت سیرت پر سب لوٹ ہو رہے تھے- لیکن درجودھن اور اُس کے بھائی دل ہی دل میں جلتے اور صیاد کی طرح کمین میں رہتے تھے- ایک دن بس چلا تو بھیم سین کو زہر دیا اس پر بھی نیت نہ بھری اُٹھا کر دریا میں ڈال دیا مگر ؎

دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است

جس کو بھگوت رکھے اُس کو کون چکھے

بھیم سین بال بال بچ گیا- ایک رویاں بھی نہ میلا ہُوا- ایک مرتبہ پانچوں کے پانچوں بھائیوں کو رال اور لاکھ کے مکان میں پھونکنے کی کوشش کی لیکن حافظِ حقیقی نے وہاں سے بھی صحیح سلامت نکالا- دل کی گرہیں نہ کھلنا تھیں نہ کھلیں- آخر نخلِ عناد جڑ پکڑ گیا- حتےٰ کہ اٹھارہ چھوہنی دل کٹ گئے کوروں کا خاندان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا- صرف پانڈو دھرم کے طفیل باقی رہے- اُنہوں نے چاردانگ عالم میں فرمانروائی و کشورکشائی کے جھنڈے گاڑے- آفتاب اقبال کی روشنی پھیلائی- راجہ جنمیجے! آپ کے خاندان میں آج تک جتنے صاحب تاج و تخت گزرے- سب معدلت گستر رعیت پرور- فرائض دینی و دنیوی سے آگاہ- ابنائے زمانہ کے پشت پناہ تسلیم کئے جاتے ہیں- مَیں برہما سے شروع کرکے راجہ جدھشٹر تک سب مہاجداروں کا شجرہ اور مختلف تذکرے سناتا ہوں +

لڑکے دکش کے ہزار بیٹے تولد ہوئے مگر نارد جی نے اُنہیں علوم معرفت و حقیقت کا عالم باعمل بنا دیا کہ دُنیا چھوڑ بیٹھے سلسلہ کائنات کی غرض پوری نہ ہوئی تب دکش نے نارد کو بد دُعا دی کہ کہیں تمہارا قدم ہی نہ ٹھہرے۔ مرقع وعظ و پند کیا خاک نصیب ہو گا۔ لڑکوں کے علاوہ پچاس لڑکیاں بھی دکش کی آرام جان تھیں۔ ان میں سے دس لڑکیاں دھرم راج سے منسوب ہوئیں ۱۳ کشیپ جی کے ساتھ ۲۷ چندرماں کے ساتھ جن کو ۲۷ نچھتر کہتے ہیں۔ دنیا میں جتنے حیوانات مرغ و مور چرند پرند ہیں سب کشیپ جی کی اولاد سے عالم وجود میں آ گئے ؏

ادھیائے ۱۷

راجہ ججات اور شکر کی کنیا دیو جاتی کے عقد کی وجہ۔ شکر کے منتر اپدیش سے کچ کی زندگی۔ دیو جاتی اور کچ سے اَن بَن

راجہ ججات دیو جاتی شکر جی کی دُختر غیرت اختر پر فریفتہ تھے۔ شوق مواصلت میں آغوش تنگ اور عشق و حسن میں جنگ تھی۔ غرض مراد پوری ہوئی شاہد مدعا بغل میں آیا طالب و مطلوب ہمسایک و ہم آغوش ہوئے +

اس کیفیت کو شُنکر راجہ جنمیجے کو تعجب ہوا۔ بیشم پائن جی سے سوال کیا راجہ چھتری شکر جی برہمن پھر یہ رشتہ مندی کیسی ؟

بیشم پائن نے جواب دیا:۔

شکر جی راچھسوں کے مرشد کامل اور صاحب اعجاز ہیں۔ مُردے کو زندہ کر دینا معمولی سی بات۔ ادہ ما سا کرتب۔ سہل سا لٹکا اور بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ اودھر برہسپت جی دیوتاؤں کے مرشد برحق و پیشوائے مطلق ہیں۔ ان کا لختِ جگر اور نورِ نظر کچ شکل و شمائل میں چندے آفتاب چندے ماہتاب ذہن و فراست میں لاجواب تھا۔ اس کا دل چھٹپٹایا کہ کسی طرح شکر جی سے اعجاز جاں بخشی سیکھے۔ اس خواہش میں ہزار برس تک خدمت کی۔ طاعت گذاری میں جان لڑا دی۔ شکر کی صاحبزادی دیو جاتی مجسم تصویر نور نسخۂ حسن میں یکتا چہرہ کچ کے حُسن گلو سوز جمال و الا افروز پر ہزار جان سے قربان تھی۔ تیر محبت کلیجے میں ترازو تھا۔ اچھیں اور دیت سوچے کہ معاملہ بیدھب ہے۔ کہیں ایسا

نہ ہو کہ صورت حال رنگ لائے - اور بات اور کی اور ہو جائے - کچ منتر
سیکھ گیا تو بس قیامت ہے بہت ہی بڑی ہو گی پس بہتر ہے کہ اڈا ہی اُڑا
دو مکھی بیٹھیگی کس پر - یہ سوچکر کچ کو جنگل میں لے گئے اور وہیں بسترِ مرگ
پر سُلا دیا - گھنٹے گزرے پہر گزرے دن بھر کی نوبت آئی مگر کچ نہ آج آتا ہے
نہ کل - انتظار میں دیو جانی کی آنکھیں سفید ہو گئیں - ع

جب کوئی بولا صدا کانوں میں آئی آپ کی

مگر جب نظر اُٹھائی تو سناٹا - دل میں دبی ہوئی محبت نے تڑپا دیا - صبر کی تاب
طاقت نہ رہی - شکر جی سے عرض کی - کہ کچ اب تک نہیں آیا نصیب دشمنان
کچھ نوع دیگر تو نہیں - تلاش لازمی ہے ÷

شُکر جی صاحب اعجاز تھے و انندہ راز تھے صاف معلوم ہو گیا - کہ
کچ قتل کیا گیا - اُنہوں نے منتر پڑھا اسم دم کیا تو دیکھتے کیا ہیں - کہ کچ
صحیح سلامت جنگل سے آ رہا ہے - راچھسوں کو تلووں سے لگی تھی وہ کب
پیچھا چھوڑنے والے تھے - کئی مرتبہ یونہی جان لی یہی دل کا بغض نکالا
مگر شکر یہ ہے کہ شُکر جی کی بدولت ایک پیش نہ گئی - جب پھر کچ ازسرنو
زندہ ہو گیا - راچھس یونہی جلتے تھے - بار بار کی ناکامیوں سے او بھی جل
اُٹھے - ایک روز خس کم جہاں پاک کے خیال سے تکا بوٹی کر کے
آگ میں جھونک دیا - اور راکھ شراب میں گھول کر شُکر جی کو پلا دی - کہ
اب تو نہ زندہ ہو سکیگا - دیو جانی نے پھر انتظار میں پریشان ہو کر اپنے
پتا شکر جی سے عرض کی کہ :-

"کچ پھر نہ جانے کیا ہوا پتہ نہیں معاملہ کیا ہے ÷

شُکر جی نے مراقبے میں آنکھ بند کر کے دیکھا تو فوراً ہی جان لیا کہ اُس
کے جسم سوختہ کی خاکستر انہیں کے پیٹ میں ہے - گھبرائے - پریشان
ہوئے - حیرت ہوئی - کہ صورت حال کیا ہے - آخر منتر ورد زبان کیا تو شکم
سے آنے والی آواز کانوں میں گونجی کہ :-

"اس مرتبہ میری خاکستر آپ کو پلا کر راچھسوں نے آپ کی آنکھوں ...

خاک جھونکی اور یوں دل کا غبار نکالا۔

شکرجی نہایت فکرمند ہوئے ہاتھ پاؤں پھول گئے سوچتے تھے کہ کیا کریں۔ اتنے میں پھر کچ نے شکم کے اندر سے آواز دی کہ:-

"فکر فضول ہے۔ پریشانی بے نتیجہ۔ منتر سے سب مشکل حل سمجھئے آپ مجھے منتر بتا دیں۔ میں پیٹ چاک کر کے پیش نظر ہوں۔ اور پھر جسم مُردہ میں منتر کے ذریعہ سے روح پھونک دوں۔"

شکرجی نے منتر بتایا کچ جی برآمد ہوئے اور گروجی کو منتر پڑھکر جلادیا۔ اس واقعۂ حیرت انگیز کا نتیجہ بہت ہی مؤثر ہوا یعنی اسی وقت سے ممانعت کردی گئی کہ خبردار کوئی آئندہ سے فریفتہ بادۂ مشکناب و شیفتہ شراب خانہ خراب نہ ہو۔

جب ایشور نے کچ اور دیویانی کو پھر ملایا تو دونوں شکرجی کے پاس بڑے چین سے بسر کرنے لگے۔ کچھ دنوں کے بعد کچ نے شکرجی سے رخصت طلب کی۔ دیویانی کو مفارقت ناگوار ہوئی۔ کچ سے کہا:-

"جدائی گوارا نہیں۔ تحمل کا یارا نہیں۔ ہجر و فراق کے جھنجھٹ فضول کہدو کہ شادی قبول"۔

کچ۔ ہیں تم گرو کی بیٹی مجھ سے شادی کا سوال۔ توبہ توبہ ایسا ناپاک خیال۔

دیویانی اس جواب سے آگ ہو گئی جھلا کر سراپ دے دیا کہ جو منتر تو نے اس محنت سے سیکھا وہ کبھی اثر پذیر ہی نہ ہو۔ کچ نے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا کہ تجھے اوحرم کی طرف رغبت ہوئی اور اُس پر یہ غرّے ڈپٹے تو بس جا اپنے اعمال بُھگت۔ کردنی خویش آمدنی پیش۔ برہمن تجھ پر تھوکیں کبھی نہیں کشتری کے پاؤں سے بندھے۔

کچ جی یہ بددُعا دیکر وہاں سے چلتے ہوئے برہسپت جی کے قدم چومے۔ والدہ کے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچائی۔ راجہ جیسے سب حالات سنکر بولے:-

"شاباش مرحبا"۔

ادھیائے ۱۸

دیوجانی اور شرمسٹا کی دوستی دشمنی - دونو کی راجہ ججات سے شادی - شُکرؔ کی بددُعا سے راجہ کی پیرانہ سالی اور چھوٹے راجکمار کی سعادتمندی سے سامانِ خوشحالی

بیشم پاین مائل شیوا بیانی ہیں کہ جب راچھسوں کے دست قظلم سے ۳۰ بار کچ کی آتی تلی عزمر کے بجے - آگ پھونس کے ایک پاس ہوتے برہمچریہ پر آنچ نہ آنے دی - دیوجانی کے ہاتھ سے دامن صبرو شکیب چاک نہ ہونے دیا - آلائش سے پاک رہے تو اندر پھولے نہ سمائے شاباشی دی - پیٹھ ٹھونکی اور اس کارنمایاں کا صلہ اس بردان سے دیا کہ جب یگیہ ہو دیوتاؤں کے حصّوں میں ان کا بھی ایک حصہ ضمیم کیا جائے کچ کے اعزاز سرمدی و افتخار ابدی کا حال تو معلوم ہی ہو چکا - اب ذرا دیوجانی کو دیکھنا چاہئے وہ کس رنگ ڈھنگ میں ہے ؁

دیوجانی کچ کی یاد دل سے نکال باہر کر چکی - اب اس سے اور شرمشٹا سے چولی دامن کا ساتھ اور دانت کاٹی روٹی ہے - یہ راکشسوں کی مرشد زادی وہ راکشسوں کے فرمانروا کی شہزادی - دونو ابھی جوانی کے

نشے میں چور حسن و جمال پہ مغرور آفتاب و مہتاب کو نظر میں نہ لاتی۔ غنچہ و
گل کو چٹکیوں پر اڑاتی تھیں۔ پاؤں میں سنیچر تھا۔ نچلی بیٹھنے کی قسم تھی
آج اس جنگل کی سیر ہے تو کل اس مرغزار کی گلگشت۔ تالابوں پر موجیں
اُڑا رہی ہیں۔ باغوں میں پریوں کا اکھاڑا جمع ہو رہا ہے۔ کسی روز لہر
آئی تو دو نو سہیلیوں کے ساتھ کلیلیں کرتی ہمجولیوں کے ساتھ موجیں
اُڑاتی ایک ندی پر پہنچیں۔ دریائے حسن طوفان خیز تھا۔ اور قلزم جوشِ
شباب میں موج انگیز۔ سب کی سب دریا میں اُتریں اور جوانی کی مستی خیز
چہلیں شروع ہوئیں۔ دیو جانی نے چھینٹا دیا تو چولی آنچل سے بیخبر
سرمِشٹا دا کے ساتھ گھوم کر نشانہ بچا گئی۔ سرمشٹا نے غوطہ لگا کر ساری
کو ٹھمکی دی تو دیو جانی فوراً ہی جھک کر ایک ہاتھ سے سینہ چھپائے دوسرے
ہاتھ سے سکڑ پھندی بچانے لگی کہ کہیں کھل نہ جائے۔ یہ دریائے
شباب میں تیرنے والی نازنینیں دیر تک کھڑی کلیلیں کرتی رہیں۔ اسی
عرصے میں اندر جی ادھر سے گزرے دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا۔ دل لگی
جو سوجھی تو سب کی پوشاکیں سمیٹ کر آپس میں گڈمڈ کر دیں۔ اور نظر بچا کر
چلتے ہوئے۔ دو نو حسینانِ گل اندام نہا دھو کر کنارے آئیں تو جلدی
میں پوشاکیں بدل گئیں سرمشٹا کے کپڑے دیو جانی نے پہن لئے دیو جانی
کے کپڑوں سے سرمشٹا نے تن ڈھانپا۔ جب پوشاکیں بدلی ہوئی نظر
آئیں تب تو آنکھیں کھلیں وہ اُدھر میان سے یہ ادھر جامے سے باہر
ہوئی۔ خوب بُم چخ مچی اس نے اُسے کھوٹی سنائی اُس نے اس کو نام
رکھے۔ آخر نوبت بایں جا رسید کہ سرمشٹا نے دیو جانی کو اُٹھا کر جہنم ایسے
ایک کنوئیں میں ڈال دیا۔ اور آپ روانہ باشد۔ دیو جانی تہ پر پہنچی تو ہوش
غائب۔ حواس ندارد۔ پانی میں کچھ گھاس نظر آئی۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا
ہی بہت ہوتا ہے۔ دیو جانی نے اسی کا آسرا لیا اور زندگی کی گھڑیاں
گننے لگی مگر قول ہے ع

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

اسی عرصے میں راجہ ججات عرصۂ شکار سے پیاس کے مارے بیچین اسی کنوئیں پر پہنچا۔ ایک حسین گل اندام و نازنین سمن فام کی آواز نے چونکا دیا۔ رگ حمیت متحرک ہوئی۔ جوش ہمدردی نے غرق دریائے حوادث کو ورطۂ ہلاکت سے بچا لیا۔ جب دیو جانی باہر آئی شکریہ ادا کر کے بولی:۔

آپ نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور وہ بھی بایاں نہیں دایاں۔ میں ہیں آپ کی ہو چکی۔ بانہہ گہے کی لاج رکھئے۔ خدمت میں قبول کیجئے"

راجہ نے کہا:۔

"یہ بات غیر ممکن ہے۔ شکر جی کی بیٹی کے ساتھ میں ایسی گستاخی نہیں کر سکتا۔ ادھر سے انکار تھا۔ اُدھر سے اصرار۔ مگر جائے غور ہے۔

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

ایک چاند سا ٹکڑا سامنے ہو ایک نور کی تصویر چشم فسوں ساز سے حسن پرست دل پر موہنی ڈال رہی ہو۔ تو پاکباز سے پاکباز دل بھی ایک دفعہ ضرور آپے سے باہر ہو جائے۔ پھر ججات کس شمار و قطار میں تھا۔ دل دے بیٹھا اور منہ سے ہاں نکل ہی گئی*

شکر جی نے دونوں کی شادی کر دی اور رفو اس کی رونق کچھ اور کی اور ہی ہو گئی۔ کچھ دن زیادہ نہ گزرے تھے کہ سرمشٹا کی بھی قسمت لڑی اور راجہ ججات ہی کی آغوش تنگ میں حسن جوانی کے ارمان نکلے۔ کارساز عالم کے فضل و کرم سے دونوں کو ایک ایک بیٹے کا ٹکڑا نصیب ہوا مگر دل کی گرہیں نہ کھلنا تھیں نہ کھلیں*

دیو جانی یوں ہی خار کھاتی تھی۔ اس پر سوتیا ڈاہ۔ شکر جی کے پاس پہنچی۔ رو رو کر عرض کی۔ پہلے جو کچھ ہوا تھا وہ خیر گذشتہ راہ صلواۃ۔ مگر اب اس پر طرہ سننے وہی سرمشٹا یہاں بھی میری جوانی کا بیتھر بنی۔ راجہ نے اس سے شادی رچائی۔ شکر جی بیٹی کے دکھ سے کڑہے فوراً ہی بددعا دی کہ:۔

"ججات بوڑھا جیل ہوجائے۔ سرمشٹا کے کام ہی کا نہ رہے"+
بددُعا تیر بہدف تھی۔ ججات کی جوانی فوراً ڈھل گئی۔ صبح پیری کا ظہور ہُوا۔ مگر بمصداق سے

بڑھاپے میں جوانی سے زیادہ جوش ہوتا ہے
بھڑکتا ہے چراغِ صبح جب خاموش ہوتا ہے

راجہ کی خواہشات نفسانی غالب رہیں۔ مگر عالم پیری سے مجبور۔ آخر اپنے راجکماروں سے کہا کہ جو سعادت مند ہو اپنی جوانی مجھے دے ڈالے۔ سب لڑکوں نے دوٹوک جواب دیا۔ کہ معاف کیجئے۔ ہم تعمیل ارشاد سے قاصر ہیں۔ پسر اصغر جیجاتی ٹھونک کر کھڑا ہو گیا کہ لیجئے ہم حاضر ہیں+
راجہ ججات کی جوانی پھر لوٹ آئی۔ اور ایک ہزار برس تک خوب جی کھول کر بہارِ حُسن کی گلزار لوٹتا رہا۔ جب نیت چھک گئی طبیعت بھر گئی تو دنیا کی طرف سے مُنہ پھیرا۔ جنگل کی راہ لی۔ عبادت میں دل لگایا ریاضت سے جی بہلایا۔ بڑے بیٹے سلطنت سے محروم رہے چھوٹے بیٹے پُرو نے حکومت پائی۔ جس کو راجہ اندر نے بنفسِ نفیس راج نیت سکھائی+

ادھیائے ۱۹

راجہ اندر کا راجہ ججات پر عتاب۔ بددُعا راجہ کا مصیبت میں استقلال اور اُسکا انجام بخیر

راجہ ججات کی عبادت حد سے گزر گئی۔ ریاضت شہرت پکڑ گئی۔ راجہ اندر کے دل پر اثر ہُوا۔ دریافت کیا کہ:-
"راجن ریاضت و عبادت میں تمہارا کون جواب ہے"+
ججات۔ کوئی بھی نہیں۔ دیوتا سے لے کر انسان تک کوئی میرا مدِ مقابل

نہیں ہو سکتا۔ سب پر مَیں ہی فائق ہوں +

اندر۔ یہ غرور کے کلمے۔ یہ تکبّر کے الفاظ؟ تو بھی بڑے بول کا سر نیچا ہو۔ بس اس نخوت کی سزا یہی ہے کہ سورگ سے نیچے پھینکے جاؤ +

ججات۔ حکم حاکم مرگ مفاجات۔ رضائے مولیٰ از ہمہ اولےٰ۔ زبردست کا ٹھینگا سر پر۔ خیر پھینکئے۔ اختیار ہے۔ مگر اتنی عنایت کیجئے کہ ستھی پٹی جگہ نہ دھکیلئے گا۔ عین ذرّہ نوازی ہوگی +

راجہ ججات اندر کی مرضی سے زمین پر ٹپکے گئے۔ یہ ابھی اوہ بیچ میں تھے کہ آستیک رشی کی نظر پڑ گئی۔ پوچھا:۔

آپ کا کیا نام ہے۔ اندر کی سی شکل صورت۔ بشن جی کی سی طرز و روش یوں آکاش سے آنے کا سبب۔ اس طرح گرنے کا باعث۔ میری عقل کام نہیں کرتی۔ پس آپ یہیں ٹھہر جائیے۔ یہاں مجال نہیں کہ کوئی دیوتا ٹھپک سکے۔ اندر چیز ہی کیا ہے جو دل آزاری کر پائے +

جب راجہ وہیں تھم گیا۔ اُفتاد اسی جگہ پر ختم ہو گئی تو آستیک جی نے کہا۔ مَیں آپ کا نواسہ ہوں آپ میرے نانا ہیں۔ آستیک میرا نام ہے آپ کو تکلیف نہ ہوگی۔ مگر بتائیے کہ سورگ میں کیا مشاہدات پیش ہیں اور آپ کو کس کس لوک کی سیر کا شرف حاصل ہوا +

ججات میں سرمایۂ خیر و ثواب سے مالا مال تھا۔ دولت حسنات و برکات بٹی پڑی تھی۔ مگر بُرا ہو کمبخت غرور نخوت کا اُس نے لُٹیا ڈبو دی۔ ایک جھنجھنی نہ رہنے پائی +

عالم موجودات میں مال و دولت کچھ چیز نہیں۔ روپیہ پیسہ ہاتھ کا میل ہے۔ اگر کوئی دولت ہے تو بس ویدوں کی واقفیت۔ نیک افعال و خوش اعمالی۔ انسان دولت پائے تو اترا کر نہ چلے منکسر ہو جائے۔ تب بھی یہی سمجھے کہ درخت کے سائے کا ٹھکانا کیا۔ ابھی یہاں ہے۔ ذرا دیر میں اُدھر ہو جائیگا۔ پس دولت پر ناز کرنا فضول تونگری سمجھنا بالکل بُھول [illegible] آپ [illegible] استقلال سے جیسے

کال کو کاٹے کال سے اپنے کو نہ کٹوائے۔ کوفت سے کچھ حاصل نہیں۔
پریشانی بالکل بے نتیجہ۔ خوشی ہو یا رنج۔ عشرت ہو یا عسرت سب نخلِ اعمال
کے برگ وبر۔ شجرِ افعال کے ثمر ہیں۔ کوئی شیریں ہے کوئی تلخ۔ تقدیر کے
آگے تدبیر نہیں چلتی۔ عقل مقدم ہے اور نوشتۂ قسمت مقدم تر۔ جو کچھ
تقدیر میں لکھا ہے ضرور ہوگا۔ تاہم تدبیر بھی شرط ہے۔

رزق ہر چند بیگماں برسد — شرطِ عقل است جُستن از درہا
گرچہ کس بے اجل نخواہد مُرد — تو مرو در دہانِ اژدرہا

ہر حال میں خوش۔ ہر رنگ میں مست رہنا انسان کے لئے نہایت
ضروری امر ہے۔ نہ آئے کی خوشی نہ گئے کا غم ہے

ز رنج وراحت گیتی مرنجاں دل مشو خرم
کہ اندازِ جہاں گاہے چنیں گاہے چناں باشد

خزاں کے بعد بہار ہے۔ سرور کے پیچھے خمار۔ جہاں گنج ہے وہاں
مار ہے۔ جہاں پھول ہے وہاں خار۔ نہ خوشی ہی کو ثبات ہے نہ رنج کو
قیام۔ نہ ہمیشہ صبح ہی ہے نہ شام۔ سب سے پہلے امرنگر کی سیر میں میرا
دل محو ہوا۔ عجب مقام پُر بہار ہے جو نظارہ ہے خوشگوار ہے ہزار
جوجن لمبی بستی ہر جگہ عشرت پرستی اور چپے چپے پر نزہت ہی نزہت
برستی ہے۔ اندر پوری سے پرجاپت کے لوک میں مدتوں قیام رہا
آرام سے آرام رہا۔ پھر نندن بن کی ہوا کھائی۔ اپسراؤں سے طبیعت
بہلائی۔ یہاں راجہ اندر کا عتاب ہوا۔ زمین پر پھینکنے کی ٹھہرائی گئی
تین مرتبہ دیودت نے مجھے عزم بالجزم سے آگاہ کیا اور آخر وہی ہوا
جو اندر کی مرضی تھی۔

آستیک۔ آپ میرے بزرگ ہیں میں آپ کا خورد۔ میرا فرض ہے کہ اپنے
ثواب آپ کے نذر کروں۔ یہ آپ کو زمین پر گرنے سے بچادیں گے
یہیں پائے استقامت جمادیجئے۔

جماعت مجھے قبول نہیں ... معلوم برہمنوں کو کیا سمجھ

نہ دیا۔ نادار سیٹھ ساہوکار بن گئے۔ جو جس کی ہوس ہوئی بے غل وغش پوری کی۔ میں آپ کا گرانبار احسان ہونا دھرم کے خلاف سمجھتا ہوں + ع

حقا کہ بہ عقوبت دوزخ برابر است
رفتن بہ دستگیری بیگانہ در بہشت

اتنے میں ترون رکھیشر آموجود ہوئے اُنھوں نے کہا:۔
"راجہ ججات! تم آستیک کی پیشکش قبول نہیں کرتے تو لو میں اپنے اعمالِ حسنہ وریاضت وعبادت کا ثواب نذر کرتا ہوں +
ججات۔ مہاراج صرف آپ کی کرپا چاہئے۔ مجھے آپ بھی معاف رکھیں۔ میرے لئے آپ کی اتنی ہی ہمدردی کیا کم ہے +
یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دفعتہً ادرج ہوا یہ پانچ طلائی بوان سورج کی طرح نور برساتے جگمگ کرتے اُترتے ہوئے نظر آئے۔ سب کی نگاہیں ادھر کو اُٹھ گئیں۔ آستیک نے راجہ ججات سے پوچھا:۔
یہ بوان کس کے ہیں؟ ان میں کون سوار ہے۔ اس طرف آنیکی وجہ؟
ججات۔ ان میں راجہ شوی اور مہرشی بسومان رونق افروز ہیں۔ اور آپ کے لیجانے کی آرزو میں آرہے ہیں +
اتنے میں بوان پہنچ گئے۔ مہرشی اور راجہ شوی نے ججات کی مزاج پُرسی کے بعد کہا:۔
آپ کے مصائب کا خیال ہمارے رونگٹے کھڑے کرتا ہے۔ آپ زمین میں گریں اور ہم کھڑے دیکھیں۔ حمیت مقتضی نہیں۔ ہمارے ثواب آپ قبول فرمائیں تو عین بندہ پروری +
ججات۔ آپ کی ہمدردی کا شکریہ۔ مگر میں اس سے زیادہ ممنونِ الطاف ومرہونِ اعطاف ہونگا۔ اگر آپ معاف رکھیں +
بسومان وشوی۔ اگر یہی ہے تو پھر آئیے بوان پر رونق افروز ہو جئے آپ کو جو بھی تشریف ہے چلئے تو ان رشی ہم کو سوار ہوں +

راجہ ججات۔ ہاں اس کا مضائقہ نہیں +

اور یوں پانچوں صاحب بوانوں پہ سوار ہوکر سورگ لوک کو تشریف لے گئے +

ادھیائے ۲۰

سورج بنسی و چندر بنسی راجے

مہاراجے اور ہندو جغرافیہ

راجہ جنمیجے کے سوال پر بیشم پائن نے پرو بنس اور کورو خاندان کے راجاؤں کی جو فہرست بیان فرمائی۔ اُس کو ہم مزید تحقیقات اور ضروری کیفیت کے ساتھ نذر ناظرین کرتے ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ مہابھارت میں زمانہ تکمیل تصنیف تک کے نام درج ہیں۔ مگر ہم موجودہ زمانے تک سلسلہ ملا دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ تاکہ ترتیب نامکمل نہ رہے اور وہ جغرافیہ بھی بیان کرتے ہیں۔ جس کا ابنائے زمانہ کو علم نہیں۔ واضح ہو کہ مختلف کتب ہنود کی رو سے جب برہما کا ظہور ہوا ہیژدہ ہزار عالم کتم عدم سے عالم شہود میں آئے آفتاب ماہتاب و مہتاب کو پرورش نباتات حفظ معدنیات و تحفظ ذیروح کی خدمت سپرد ہوئی۔ اندر کو امراوتی کی حکومت ملی۔ نرک جمراج کے سپرد ہوا۔ چترگپت جی محاسب اعمال خلائق مقرر ہوئے۔ تو نکشتر و اجرام علوی یعنی (سیارے) پانچ تتو کا جلوہ ہوا۔ انسانی خلقت کی چار فرقوں میں تقسیم ہوئی +

لہ سورج یا آفتاب۔ چاند یا قمر۔ منگل یا مریخ۔ ماہ یا راس۔ برہسپت یا مشتری۔ سنیچر یا زحل۔ بدھ یا عطارد۔ کیت یا ذنب۔ شکر یا زہرہ۔ آتش +

لہ باد یعنی ہوا۔ جل یعنی آب۔ اگن یعنی آتش۔ پرتھی یعنی خاک۔ آکاش یعنی خلا

لہ برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شودر +

برہما جی نے ایک شخص کو اپنے موئے سر سے پیدا کر کے نارد نام رکھا
اور چاروں وید کی تعلیم دی بعدہٗ حصول اولاد کی فکر میں کئی لڑکے پیدا کئے
جنہیں پرجاپت وسو کہتے ہیں۔ ان کو حکم ہوا کہ فرمانروائے ہفت اقلیم ہوں
مگر سب انکار کر بیٹھے۔ عبادت و ریاضت رہی پر قناعت کی۔ عرصہ تک
طوائف الملوکی رہی۔ کسی کا کسی پر دباؤ نہ کسی کا کسی پر کوڑا نہ آنکس برہما
جی کی درخواست پر بشن جی نے اپنے فرزند دلبند پرجا سے فرمایا۔ کہ بھولوک
یعنی دنیا میں فرمانروائی کرو۔ شریروں کو سزا خوش اطواروں کو جزا دو۔ دھرم
کی شاہراہیں کھلیں۔ شر و فساد کا سدّ باب ہو۔ پرجا نے صاف انکار کر دیا۔
کہ اہل دنیا بداعمال ہیں۔ اُن میں رہنا اپنی بھی مٹی خراب کرنا ہے۔ پس
حکومت نامنظور۔ عبادت لطف زندگی کے لئے کافی ہے۔ بشن جی نے
اُسی وقت دعا کی اور فوراً ہی پرجا کی پُشت سے ایک لڑکا تولد ہوا جس کا
نام کیرت جہنت ہوا۔ مگر اُس نے بھی ریاضت اختیار کی۔ اُس کا لڑکا
بھی مشغول عبادت ہوا۔ اننگ نے بھی باپ کی پیروی کی۔ مگر اُس کے
لڑکے اتیبل کو بشن جی نے زبردستی فرمانروائے عالم بنایا۔ جب راجہ
اتیبل سریر آرا ہوئے پردۂ دنیا کو خاشاک ظلم و ستم سے پاک و صاف کیا
لیکن شوکت و عظمت شاہانہ سے نفرت رہی۔ اور لباس درویشی و
صحرا نشینی اور ریاضت و عبادت پر قناعت کی۔ اس کے بعد انگد
جانشین ہوا۔ عہد معدلت مہد میں رعیت شاد ملک آباد رہا۔ عدل و داد
کی گرم بازاری تھی۔ امن و امان سے سامانِ مطالب بر آری۔ انگد کے
اشتغال عبادت سے بینو اُس کا بیٹا متمکن سریر سلطنت ہوا۔ بینو نے
ایسا آسمان سر پر اُٹھایا وہ اندھا دھند مچائی کہ اہل زمانہ چیخ اُٹھے۔ رشیوں
منیوں نے بشن جی سے شکایت کی۔ بشن جی سخت ملول خاطر ہوئے فوراً
قدرت کاملہ سے ایک خوبرو دست وجیہ شکیل انسان پیدا کر کے نوبرت کے
نام سے کرۂ خاک پر روانہ کیا۔ نوبرت زمین پر آیا۔ بینو کو تہ تیغ کر کے
عنان حکومت اپنے

نے انصاف و عدل سے خلقت کو بامراد کیا اسیران رنج و غم کو قید مصائب سے رہائی بخشی۔ مدت دراز کے بعد راجہ پرتھو نے شکر (یعنی زہرہ) کو نائب السلطنت و مدار المہام دولت مقرر کرکے صحرا کی راہ لی اور ریاضت و عبادت میں مصروف ہوئے۔ پرتھو سے بینو تک سات پشتیں گزری ہیں۔ ان ساتوں کو مشن پتر کہتے ہیں۔ جب شکر قطم و نسق حکومت پر قادر ہوئے ابنائے خلائق کو راہ راست کی تعلیم دی۔ اور عدل و داد سے تمام مخلوق کو راضی و شاکر رکھا۔ شکر جی نے برہمنوں کو اپنا مدار المہام سلطنت مقرر کیا اور کبیر رکھ رکھیشر کو نیابت دی۔ نیز مدح و ثنا کے لئے دو شیوا زبان اور بید خواں برہمن متعین کئے۔ جن کا نام سوت اور باکدیو تھا۔ بھاٹ جنہیں فارسی داں بادہ فروش کہتے ہیں۔ انہیں کے بقا سے نام ہیں۔ قبل میں ان دو مورثان اعلےٰ کی نسلیں ہی بھاٹ کہلاتی تھیں۔ اب امتداد زمانہ سے سینکڑوں فرقے ہو گئے ہیں +

تو پرت کے بعد کبیر رکھ رکھیشر اور رنگ آرا سے جہانبانی ہوئے اور اپنا نام راجہ پرتھو رکھا۔ راجہ پرتھو کا عہد اہل عالم کے لئے بہت مبارک تھا۔ جس میں مزے سے گزر ہوتی تھی۔ ہر طرف امن امان۔ ہر جگہ خوشی کے سامان۔ راجہ پرتھو نے سب سے پہلے روے زمین کو خس و خاشاک سے پاک و صاف کرکے ہموار کیا۔ زمین شکریہ عنایت بنے غایت کے لئے عورت کے بھیس میں حاضر ہوئی۔ راجہ نے کہا جا اپنے مقام پر ٹھہرو۔ جب یاد ہو تب حاضر ہونا۔ زمین رخصت ہوئی۔ اور اپنے مرکز اصلی پر قائم ہو گئی۔ پھر دریا نے مجید امرد کے لباس میں پابوس ہوا اور عرض کی۔ جہاں پناہ جتنے زر و گوہر کی ضرورت ہو ابھی ابھی پیش نظر کروں راجہ نے پھر ویسا ہی کہہ کر اسے رخصت کیا۔ اس کے بعد سمیر پربت ایک درویش کا جامہ پہنکر آستاں بوس ہوا اور گذارش کی۔ میں اس کرہ زمین کا مالک ہوں۔ جتنا سونا مطلوب ہو ابھی ڈھیر ہو جائے۔ بعدہ

یہیں موجود کروں +

راجہ پرتھو نے تمام زمین کے سات حصے کئے اور ہر حصے کا نام علیحدہ رکھا - یہ سات حصے حسب ذیل ہیں :-

۱- جنبودیپ - جس کا نصف حصہ دریائے شور سے محیط ہے اور کوہستان و خرابہ و آباد ہے - طول ۵ لاکھ ۷۱ ہزار ۳ سو ساٹھ جوجن - عرض ۲ لاکھ ساٹھ ہزار ۲ سو ۹۵ جوجن - سمیر پربت ۴۸ جوجن بلند اُتر میں واقع ہے اور اس کے گرد و نواح میں سات پہاڑ معدن جواہرات مختلف الاقسام ہیں +

۲- شاکدیپ - طول ۴ لاکھ ۷ ہزار ۴ سو ۴۲ جوجن - یہ بحیرۂ سفید سے محیط ہے اور اس میں بھی کوہستان ہے +

۳- شالملی دیپ - طول ۳ لاکھ ۱۲ ہزار ایک سو آٹھ جوجن دریائے جغرات سے محیط ہے - پہاڑ بکثرت ہیں - دریائے جغرات اس لئے کہتے ہیں - کہ پانی جغرات سے مشابہ ہے +

۴- کش دیپ - طول ۲ لاکھ ۸۶ ہزار ۷ سو جوجن[1] گھی کے رنگ کے پانی کا دریا محیط ہے - پہاڑ بہت ہیں +

۵- گومیدک دیپ یا پلکش دیپ - طول ۲ لاکھ ۹۶ ہزار ۵ سو ۷۰ جوجن - اس کے گرد ایک دریا ہے - جن کا پانی ذائقہ اور خواص میں بعینہ شراب ہے +

۶- کرونچ دیپ - طول ۲ لاکھ ۱۸ ہزار ۶ سو ۴۰ جوجن شیرۂ نیشکر کے رنگ کا دریا محیط ہے - پہاڑ بھی بہت +

۷- پشکر دیپ - سب دیپوں سے چھوٹا ہے - طول ایک لاکھ ۴ ہزار ۸ سو ۴ جوجن دریائے آب شیریں سے محیط ہے اور پہاڑ بھی بہت واقع ہے +

راجہ پرتھو نے سات دیپ تقسیم کرکے جنبودیپ کے نو حصے کئے جن کو سنسکرت زبان میں ورش اور عربی میں اقلیم کہتے ہیں - جنبودیپ کے

[1] اہل ہند کی اصطلاح میں ایک جوجن چار کوس کے برابر ہوتا ہے +

نو حصے حسب ذیل ہیں:-

۱- بھارت ورش یعنی ہندوستان ؛

۲- کن ورش یعنی تاتار چینی شریمد بھاگوت اسکندھ ۵ - ادھیائے ۵۹ کے رُو سے بھگوان پرشوتم سری رامچندر جی کی شکل میں جانکی جی کے ساتھ یہیں رونق افروز ہوتے ہیں اور سری ہنومان جی گندھربوں کے ساتھ یہیں پرستش کرتے اور کتھا سنتے رہتے ہیں ؛

۳- ہری ورش - یعنی ایشیائی روس ؛

۴- کرو ورش یعنی مکسیکو ؛

۵- ہرنیہ - مے ورش - یعنی یونائٹڈ اسٹیٹس (ممالک متحدہ)

۶- رمنیک ورش یعنی کینیڈا ؛

۷- الاورت ورش یعنی قطعہ وسطی مابین ایشیائی روس و کینڈا بالفعل یہ حصہ دریا بُرد ہے اور اب دریا بکثرت برودت سے ہمیشہ منجمد رہتا ہے ؛

۸- کیتو مال ورش یعنی کیمسکٹکا و امریکہ رُوسی اس کا بھی ایک حصہ تہ آب ہے

۹- بھدر ترنگ ورش عرف بھدر اشو ورش یعنی گرین لینڈ آئسلینڈ وغیرہ یہ بھی $\frac{3}{4}$ حصہ زیر آب ہے ؛

تقسیم اقالیم کے بعد راجہ پرتھو نے نارد مُن اور شنکر جی کے مشورے سے ساتوں اقلیموں میں عمارتیں تعمیر کیں شہر و قریہ و دیہہ آباد کئے اور ہر جگہ چاروں ورن کے لوگ یعنی برہمن چھتری - ویش - شودر - بسائے گئے راجہ پرتھو کے عہد میں تمام خلقت مرفہ الحال و فارغ البال تھی - اتفاقاً ایک سال قحط پڑا - سب کھیتیاں سوکھ گئیں ایک دانہ پیدا نہ ہُوا - راجہ کو سخت حیرانی و پریشانی ہوئی - خیال گزرا کہ شاید مجھ سے کوئی گناہ سرزد ہُوا یا بندگان خلائق کسی امر ناشائستہ کے مرتکب ہوئے زمین کو یاد کیا مگر وہ حاضر نہ ہوئی راجہ کو سخت غصہ آیا - گھوڑے پر سوار ہو تیر و کمان

لئے ہوئے موضع زمین میں پہنچا۔ زمین جی چراکر بھاگی۔ راجہ نے پیچھا کیا۔ زمین پاتال میں پہنچی۔ وہاں سے مرگ لوک میں گئی۔ راجہ بھی ٹکٹ پیچھے پیچھے پہنچا اور زمین کو بڑی جد و جہد سے لے آیا اور کہا۔ تمام خلقت نے تخم ریزی کی ایک دانہ بھی نہ اُگا۔ سب تخم اُگل دئے۔ زمین بولی۔ میرا قصور نہیں۔ دُنیا سے دھرم رخصت ہوگیا جو چاہتے ہیں زہر مار کرتے ہیں۔ راہِ ثواب میں کوڑی خرچ نہیں کرتے۔ پھر جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ راجہ کو حیرت ہوئی اور کہا:۔

راجہ۔ اے پرتھوی میں تیرا شکر گذار ہوں کہ تُو نے حالات خیر و شر سے مجھے آگاہ کیا۔ لیکن میری خواہش ہے کہ جو اناج بویا گیا ہے وہ واپس کردے۔ پرتھوی بولی۔ مجھے عذر نہیں۔ تعمیل ارشاد منظور۔ میں گائے بنتی ہوں۔ آپ مجھے دوہ لیں۔ جو مجھ میں ہوگا۔ آپ کے ہاتھ آجائیگا +

پرتھوی گائے بنی اور ہماچل پہاڑ بچھڑا بن گیا۔ راجہ نے گائے کو دوہا تو کثرت سے دودھ نکلا۔ راجہ نے حکم دیا کہ قلبہ رانی شروع ہو اور یہی دودھ زمین پر چھڑکا جائے۔ حکم کی تعمیل ہوئی اور سوکھے کھیت ہرے بھرے ہوگئے۔ ابنائے روزگار کی فاقہ شکنی ہوئی۔ سوکھے دھانوں پانی پڑا۔ اسی روز سے راجہ نے زمین کو اپنے نام پر پرتھوی کا خطاب دیا چونکہ ساتوں دیپ کے فرمانروا اسی کی اولاد میں سے ہیں۔ اور چتر اسی راجہ کی ایجاد ہے۔ اسی سے اس کی نسل کا خطاب چھتری ہوا۔ راجہ پرتھو کی اولاد میں سے کئی راجہ فرمانروائے ہفت اقلیم ہوئے +

راجہ پریابرت شہنشاہ ہفت کشور منصف سخی۔ شجاع اور نہایت رعیت پرور تھا۔ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ شکرہ و باز کبوتر کے دمساز تھے۔ راجہ پریاورت کے سات فرزند تھے راجہ نے ہر ایک کو ایک اقلیم کا فرمانروا بنایا اور خود گوشۂ عبادت میں بسر کی۔ سات راجکماروں میں سے راجہ [illegible]

[illegible]

کے حوالے کیا۔ جن کی اولاد زمانۂ دراز تک آریکہ آرائے عالم پناہی رہی۔ لڑکوں میں سے راجہ نابھ آریہ ورت کا حکمران تھا اس کے تین فرزند تھے۔ راجہ نابھ نے ہندوستان کے تین حصے کر کے تینوں لڑکوں کو دے دئے اور خود مشغول ریاضت ہُوا۔ راجہ نابھ کے لڑکے اپنے اپنے حصے پر قابض ہوئے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی قلمرو کا نام اپنی مرضی کے موافق رکھا چنانچہ ایک قلمرو جانب مغرب جانگل دیش کہلائی۔ جسے اہل ہند نو کوٹھی مارواڑ کہتے ہیں۔ وہ بالادست گجرات ہے۔ وہاں کے کنوئیں بہت عمیق ہیں۔ جب کنوئیں سے ڈول نکلتا ہے۔ لوگ ڈھول بجاتے ہیں کہ اس کے کھینچنے والے کو ڈول نکلنے کا علم ہو جائے۔ یہاں کے باشندے گندم رنگ اور نہایت قوی الجثہ ہوتے ہیں۔ بڑے درخت کم چھوٹے فصلی پودے ہر سال نکلتے اور معدوم ہوتے رہتے ہیں۔ آب و ہوا ناقص۔ استعمال افیون لازمی ورنہ زندگی دشوار۔ چھوٹے بڑے پہاڑ بکثرت۔ آندھیاں بشدت۔ ریگ کی افراط۔ میوہ و گل کی قلت۔ باجرہ اور موٹھ اجناس پیداوار۔ غلے ندارد۔ زبان غیر ملک والوں کے لئے عجیب وغریب گفتگو سمجھنا دقت طلب +

دوسرا حصہ انوپ دیش کہلایا۔ ملک بنگالہ اس میں دریائے شور کے ساحل پر واقع ہے۔ کنوؤں کا پانی بہت قریب۔ درختوں میں رطوبت زیادہ اور بارآوری بکثرت۔ باشندے اکثر سیاہ فام کمزور کم ہمت۔ مجتمع دغاباز و خائن مگر جاہل کم عموماً سب صاحب علم۔ عورتیں ہوا پرست اور بے شرم۔ چاول مچھلی غذا۔ مرض بادی کا زور +

تیسرے قطعۂ منقسمہ کا نام سمراٹھ دیش ہُوا۔ پانی نزدیک چھوٹے بڑے درخت اعتدال کے ساتھ بارآور اسی میں اندرپرستھ دلی واقع ہے۔ اہل ملک صحیح البدن۔ شیریں کلام۔ بامروت صاحب جرأت۔ دریادل۔ گندم گوں ... ڈول ... معتدل۔ آب و ہوا خوشگوار۔ تمام

چونکہ اس وقت زمانے کی تقسیم ممالک وقیام ولایات کا ذکر آیا ہے لہذا
ہم ناظرین باتمکین کی خدمت میں عرض کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ کچھ اہل یورپ
ہی نے علم جغرافیہ میں تحقیقات کے ڈنکے نہیں بجائے ہیں بلکہ ہندوؤں کے
زمانے میں بھی جغرافیہ مکمل تھا۔ یورپ کے جغرافیہ دان جغرافیہ دانی کی مہارت
پیٹ سے لیکر پیدا نہیں ہوئے۔ ان کو جو کچھ معلومات حاصل ہوئی ہے۔
وہ ہندوؤں کے طفیل سے اگر یہ نہ ہوتا تو یورپ کولمبس پہ ناز نہ کرتا اس
کی سالانہ یادگار سے اس کا شرادھ نہ کرتا۔ مگر ہندو ایسی اوچھی بات پر فخر
نہیں کرتے انہیں اس وقت سے امریکہ معلوم تھی۔ جب دنیا کی بنیاد پڑی
تھی۔ ہندو جغرافیہ کیا ہے۔ ہندوؤں کے یہاں آجکل کی ولائتوں اور شہروں
کے کیا کیا نام تھے۔ کون کون مقام کس کے نام سے منسوب ہیں یا کس کس
نے آباد کئے۔ اس کی مختصر تشریح واضح شائقین تحقیقات کے لئے کچھ کم
دلچسپ نہ ہوگی۔ چنانچہ ہم ذیل میں کتب مستند کے رو سے اپنی تحقیقات
حوالۂ قلم کرتے ہیں۔ اور اس حصے کو ہندو جغرافیہ کے نام سے موسوم کرکے
دکھاتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں کی تحقیقات کس نامعلوم زمانے سے حد
تکمیل کو پہنچی ہوئی ہے۔ ہم پہلے دیپ اور ورش کی تکمیل کا حال بیان کر چکے
ہیں۔ اور اب اس کے سلسلے کو ضمیمۂ تحقیقات میں شامل کرکے دکھانا
چاہتے ہیں کہ قدیم ہندو یعنی ہمارے بزرگ تحقیقات جغرافیہ میں بھی موجودہ
جغرافیہ دانوں سے ہزار قدم آگے تھے +

جغرافیہ کی تحقیقات میں ہندو جغرافیہ دانوں کی تحقیق محدود سے
وسیع وبسیط ہوتی گئی ہے۔ مگر ہم اس زمرے میں سب کے خیالات کا
نفس مطلب عرض کرتے ہیں۔ شائقین تحقیقات حوالہ جات سے
تصدیق فرمالیں +

پنڈت سری رامچندر بنگال نواسی نے رسالۂ بھارت بچار میں
بھارت ورش کو رو سے زمین ثابت کیا ہے۔ چنانچہ وہ بھارت
کے تین حصے حسب ذیل کرتے ہیں

۱۔ اشوکرانت اشوجات یعنی یورپ بھوشیہ

پران یورب کھنڈا

نوٹ۔ ہندو لوگ یورپ کو اشوجات نہ معلوم کس جگ سے کہتے چلے آئے ہیں۔ عیسے کو پادری ایسو یا عیسو کہتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اشوجات یعنی عیسو کی ذات یعنی عیسائی اسی نام سے پہلے بھی پکارے جاتے تھے +

۲۔ رتھ کرانت سورجا رکا یعنی افریقہ

۳۔ بشن کرانت یا اسپینگ یعنی ایشیا

گو پنڈت جی کا بھارت ورش کو پرتھوی بھر کہنا ایک تعجب خیز بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر نہیں حال کے اولڈ اینڈ نیو ہمسفیر یعنی قدیم وجدید کرہ زمین جن کا دوسرا نام پرتھوی ہے۔ قدیم سنسکرت جغرافیہ میں نابھ ورش و بھارت ورش نیز کرم بھومی کے خطاب سے موسوم ہوئے ہیں۔ اور اس سے ثابت۔ ہے کہ مختلف زمانوں میں کرہ زمین مختلف ناموں سے منسوب کیا گیا۔ اور ایک وقت یعنی ہندوؤں کے دور عالمگیر میں کل کا کل بھارت ورش میں داخل تھا +

لوگ اس بات سے متحیر ہونگے کہ کہاں نابھ ورش یا بھارت ورش یا کرم بھومی کہاں روے زمین۔ کل تختہ ارض کی گنجائش کجا مگر نہیں بعض معاملے ایسے ہوتے ہیں کہ کہنے کو تو بہت کچھ وزن رکھتے ہیں۔ لیکن ان کی اصلیت میں شمع بھر جان نہیں ہوتی +

غور کیجیے کہ سورج بنسی چکرورتی راجے مہاراجے اجودھیا کے راجے کہلاتے تھے۔ دھرتراشٹ اندرپرست ہی کے راجہ مشہور ہیں۔ پرتھی راج ہندوؤں کا آخری شہنشاہ دہلی و اجمیر کا مالک کہلاتا تھا۔ قنوج کے راٹھوروں اور ان سے قبل کے عظیم الشان فرمانرواؤں کی ریاست قنوج ہی کہلاتی تھی۔ حالانکہ ان میں روے زمین کے فرمانروا تھے۔ اطراف یا اقطاع عالم [illegible] حکومت کا جو [illegible] آتا تھا۔

مقبوضات ہند کے بیرونی سرحدی مقامات بھی تحت تصرف و قبضۂ اقتدار
میں تھے۔ مگر نہیں کیا قلمرو اور کیا ممالکِ محروسہ سب اسی نام کے ذیل میں
تھے جو دار السلطنت کو حاصل تھا؀

ہندوؤں ہی پر فرض نہیں اہل اسلام بھی اسی طریق کے پیرو تھے۔
شاہجہان وغیرہ کی حکومت تمام زمین ہند ہی نہیں بلکہ افغانستان بلخ بدخشان
تک تھی۔ مگر نہیں یہ شہنشاہِ دہلی کہلاتے تھے۔ چنانچہ آج بھی نظام
حیدر آباد کے نام سے ظاہر ہے کہ حیدر آباد کا تمام نام مقبوضات ملک
دکن سے مراد رکھتا ہے علیٰ ہذا بیگم بھوپال۔ نواب رامپور۔ مہاراجہ اندور
وغیرہ صاف ثابت کرتے ہیں کہ مقبوضات خواہ کتنے ہی وسیع ہوں حکومت
کی وسعت چاہے جس قدر ہو۔ ان سے یہ قیاس نہ کرلینا چاہئے کہ نظام
کی حکومت صرف حیدر آباد ہی پر محدود ہے یا شاہجہان بادشاہ صرف دہلی
ہی کا بادشاہ تھا۔ نہیں بلکہ یہ سمجھنا ہوگا کہ وہ تمام ہندوستان کا شہنشاہ تھا
کابل بلخ و بدخشان وغیرہ بہت سی ولایتیں اور بھی اس کی قلمرو میں شامل تھیں
جب ہم اس امر کا لحاظ کرتے ہیں تو ہمیں شک کرنے کا کوئی پہلو نہیں سوجھتا
کہ تمام روئے زمین کو قدیم راجگان ہند کے زمانہ جہانگیری میں آریہ ورت
یا بھارت ورش خواہ نابھ ورش یا کرم بھومی نہ کہتے ہوں۔ کیونکہ آخر الذکر
ناموں سے ملقب ہندوستان اگلے زمانے میں روئے زمین کا سرتاج تھا
اور تمام ممالک ارضی اسی کے زیر حکم یا داخل قلمرو تھے۔ چنانچہ ہمیں
مزید ثبوت کی ضرورت نہیں پرتھوی کا نام ہی کافی ہے جو راجہ پرتھو
کے نام سے اب تک منسوب چلی آتی ہے۔ سنسکرت میں پرتھوی کل روئے
زمین اور کرۂ زمین اور کرۂ خاکی کو کہتے ہیں۔ اس کا یہاں کے راجہ کے
نام سے ملقب ہونا صاف بتا رہا ہے۔ کہ بنگال کے پنڈت سری رامچندر
کا خیال کبھی غلط نہیں طبقۂ ارضی ضرور نابھ ورش وغیرہ کے ناموں
سے منسوب رہا ہوگا۔ کیونکہ تاریخی تحقیقات سے خصوصیت سے کے
اثبات ہوتا ہے کہ انگلستان [illegible] ہندوستان کے ماتحت

اور زیر نگین تھی۔ انگریزی ماڈرن جاگرفی میں زمین پانچ حصوں پر منقسم ہے:۔

۱۔ ایشیا

۲۔ یورپ

۳۔ افریقہ

۴۔ امریکہ شمالی و امریکہ جنوبی

۵۔ آسٹرل ایشیا

آجکل سنسکرت کا دور دورہ نہیں لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ ہندو جغرافیہ دیکھنا ہو تو کس کتاب میں دیکھیں۔ جن کو کچھ مذاقِ تحقیقات ہوا وہ بھاگوت میں ٹٹولتے ہیں اور پھر قہقہہ لگاتے ہیں۔ کہ واہ بس نام بڑے درشن تھوڑے۔ بھاگوت کا یہ زور و شور اس پر ہندوؤں کا یہ ناز۔ مگر "جو چیرا تو اِک قطرہ خون نہ نکلا"۔ جغرافیہ بجز لا صفر۔ ان عقلمندوں کی عقل کی جہاں تک تعریف کی جائے کم ہے۔ جن کو یہ تک معلوم نہیں کہ شفاخانہ اور ہے اور یتیم خانہ اور۔ محکمہ مالی میں محکمہ ملکی کی باتیں کہاں۔ کہاں تعزیرات ہند کہاں قانون عدالت دیوانی۔ کہاں پاؤنیر کہاں تھیا صوفسٹ گورنمنٹ گزٹ میں امرت بازار پتر کا سے مضمون کہاں۔ بس بھاگوت میں جغرافیہ کو تلاش کرنا بالکل الثوافسی اور بھاگوت پر قہقہے لگانا خاص نوطرز مُرصّع لیاقت کا نمونہ ہے یا نہیں۔ بطلیموس کو آجکل کے عقلمند اور محقق مشہور جغرافیہ نویس سمجھتے ہیں۔ جغرافیہ کا اقتباس ہم نے ٹاڈ راجستان کے نمبر ۲ میں قلمبند کیا ہے۔ نئے زمانے کے محققین جغرافئے کے معاملے میں یا بطلیموس کو ہمہ اوست سمجھتے ہیں یا بھاگوت کو ہم ازوست اور پھر منہ چڑھاتے ہیں۔ کہ واہ واہ۔ اسکے جغرافیہ کی اتنی ہی بساط اتنی ہی کائنات۔ مگر اپنی فہم و فراست کو نہیں سمجھتے کہ حلوائی کی دکان سے اطلس فرنگ چاہنا دانشمندی ہے یا گستاخی معاف بیوقوفی۔ قدیم جغرافیہ کے شائقین کو بھاگوت کی ورق گردانی سے کچھ حاصل نہیں اگر ان کو واقعی شوق ہے تو اُن کو کچھ اور لیاقت بھی بہم [illegible]

فرماویں وشنولوک و گولوک کھنڈ کی سیر کر جائیں چھتر سمساس دیکھیں وشنو پوران وغیرہ سے قدیم جغرافیہ کے سبق یاد کریں۔ خوب خیال رہے کہ موجودہ اور گذشتہ زمانہ کے جغرافیہ میں جو کچھ اختلاف ہے وہ مختلف زبانوں کی پولیٹیکل حد بندی سے ظہور پذیر ہُوا ہے۔ چنانچہ مہاراجگان ہنود کے دوران حکومت میں کم و بیش اختلاف ہوتا رہا ہے۔ یعنی اگر کسی کی حکومت وسیع ہوئی تو اُسی لحاظ سے حد بندی کی گئی۔ اگر کمی ہوئی تو اسی پیمانے سے۔ ان اختلافات کا سبب عموماً پولیٹیکل لحاظ سے بھی رُونما ہُوا ہے۔ نام کے تغیرات و تبدلات کے اسباب بھی یوں ہی ہوتے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لیجئے کہ نواب آصف الدولہ کے زمانے تک بنارس شاہجہان پور۔ الہ آباد۔ بریلی وغیرہ اودھ میں شامل تھے۔ نواب سعادت علیخان صوبہ دار اودھ کی مسند نشینی کے زمانے سے صرف موجودہ بارہ ضلعے شامل اودھ رہ گئے۔ اور آدھی سلطنت انگریزوں نے حاصل کر کے ممالک مغربی و شمالی کا ایک جدا صوبہ قائم کر لیا۔ جسے اب چند سال سے ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کا نام حاصل ہُوا ہے۔ اب تک ملک برار داخل حکومت نظام تھا۔ اب اس کو بھی علیحدگی نصیب ہوگئی۔ آسام اور بنگال کے بھی حصے بخرے ہوگئے۔ سرحد کابل پر بھی ایک مغربی و شمالی سرحد صوبہ قائم ہوگیا۔ چنانچہ چند سال کے اندر اندر ہندوستان کے جغرافیہ میں صرف پولیٹیکل ضروریات سے وہ وہ تبدیلیاں واقع ہوگئیں جن پر ناواقف آدمی ضرور تعجب کرے اور جن سے انگریزی جغرافیہ اور اُس کے نقشے بھی نمایاں تبدیلیاں آسمان کو زمین اور زمین کو آسمان کر کے دکھا رہی ہیں +

ہندو جغرافیہ موجودہ صورت میں ضرور مختلف ہوگا۔ اس کی وجہ صرف امتداد زمانہ ہے۔ اہل ولایت جو جغرافیہ کی تحقیقات میں برابر سرگردان چلے آتے ہیں امریکہ کو انڈیا کہنے سے باز نہیں آتے۔ حالانکہ کولمبس کو مرے ہوئے بھی صدیاں گزر گئیں۔ اور انگریز آدھی دنیا میں حکومت

کاسکہ بیٹھا چکے ایک وقت وہ بھی تھا کہ ہندوستان کی تلاش میں واسکوڈی گاما سرمارتا پھرتا تھا۔ مگر آج یہ بھی زمانہ ہے کہ یورپین تحقیقات مکمل سمجھی جاتی ہے پھر بھی ہنوز دلی دور است وسطی افریقہ کا نقشہ دیکھا جائے۔ اس میں چند خطوط کے سوا نہ کسی شہر کا نام نہ کسی مقام کا۔ پہاڑ اور ندیوں کی ہستی صرف لکیروں تک محدود ہے قطب جنوبی کے حصۂ زمین کو وکٹوریہ لینڈ کہتے ہیں۔ اس حد کا ٹھیک پتہ نہیں صرف سلائے سے دکھا دیا گیا ہے۔ کہ فرضی حد یہ ہے۔ سائبیریا اور گرین لینڈ وغیرہ کے نقشوں کا بھی کچھ ٹھیک ٹھاک نہیں عقلی گدے لگائے گئے ہیں۔ جب یہ اس زمانے کے موجودہ جغرافیہ کا حال ہے تو ہندو جغرافیہ پر اعتراض کرنا خرد مندی ہو یا حماقت پسندی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے +

پنڈت سری رامچندر کے قول کی تائید ایکسبات سے اور بھی ہوتی ہے۔ یعنی جمبودیپ کے جو نو کھنڈ قدیم سنسکرت جغرافیہ میں درج ہیں ان کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی زمانے میں افریقہ اور ایشیا باہم خلط ملط تھے۔ چنانچہ دیکھیے کہ جمبودیپ کے نو کھنڈ کون کون ہیں +

بھارت ورش ہندوستان

الاورت ورش۔ ایلاسکا یعنی زمین درمیانی ایشیائی روس وکناڈا

رمیک ورش کینیڈا +

ہرنیہ ورش۔ امریکہ متحدہ (یونائٹڈ اسٹیٹس)

ہری ورش۔ روس[۵۲] و یورپ

بھدراشو ورش۔ گرین لینڈ و آئس لینڈ۔ اس کے حصے بھی دریا برد رہتے ہیں +

کیت مال ورش۔ کیمسکٹکا و امریکہ روسی اس کا ایک[۵۱] حصہ پانی میں غرق رہتا ہے +

---

۵۱ یہ حصہ دریائی ... آب ... ہے +

۵۲ یہ بعضوں کے خیال میں ایشیا روس سے مراد ہے +

مکپرکھ ورش۔ تاتار چینی ٭
کورو ورش۔ مکسیکو ٭
یہ جمبو دیپ کے نو کھنڈ تھے جو قلمبند کئے گئے۔ اب جغرافیہ دنیا کے مشہور ممالک اور شہروں کے قدیم و جدید نام معرض تحریر میں آتے ہیں۔ تاکہ ناظرین اس قیمتی معلومات کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں ٭

مروجہ نام	قدیم نام	مروجہ نام	قدیم نام
یورپ	اشوکرانت و اشوجات	برٹن	آورتن
انگلینڈ	اندرویپ و اندیپ	روم	روم
اٹلی	پنچپر	رشیا (روس	رشش
سسلی	ترن کریا	یورپی روس	ہری ورش
پرتگال	پشوشیل	سپیریا	ہیرو
جرمنی	کرمتہ۔ کوپخ۔ کامل	بخارا	بخارا
ہالینڈ	سنیک	چین	پارت۔ چین مہا چین
بلجیم	لکٹ		
آسٹریا	اشوک اشویا	تبت	تال قوکہک
گال یا فرانس	پریاگھٹ	تاتاری	پاروت
اسپین	تامس ودیش	عرب	آورت
ڈنمارک سویڈن	ناٹک	ایران یا فارس	پارسیہ
اسکنڈنیویا	مارک	مکہ	شوورپون
یورپین ٹرکی	ارنیاک ٹرشک	مدینہ	سزوناش کارسکار
ترکستان	پاروت	کابل	پہنو
افریقہ	رمتہ کرانت و سورجارکا	قندھار	گاندھار
کینیل	کانول	ہرات	کیکیے

مروجہ نام	قدیم نام	مروجہ نام	قدیم نام
بربری	بربر	مسقط	ایواہ اپرانت
افریقہ کے اصلی باشندے	باڈودھان	سیلون	سنگلدیپ
	بارن	ملاکا	اُپ ملوکا
	اُپ دیپ	برہما	برہماتر - برہماویش
	راکشسماباس	ہندوستان	کُمارکا
ڈیگاسکر	مدھکاسک	امریکہ	کماردیپ - سوبرن بھوم
ایشیا	بشن کرانت اُسپینگ	شمالی امریکہ	اتر کمار
ایشیائک ٹرکی	شک وترشک	امریکہ متحدہ	ہرنیہ ورش
گرین لینڈ	بھدرش	گجرات	گوجراٹ
کینیڈا	رمیک ورش	کرناٹ	کرانچی
	کورو ورش	ملابار	پانڈے
جنوبی امریکہ	وکشن کمار	دکن	کسکندھا
برازیل	تلہ	ہرات	کیکے
پیرو	ہرنیہ پور	جیسور	ماہشک
آسٹرل ایشیا	رہنک	اڑیسہ	
پالینیشیا	سوبرن پرستھ	مہاراشٹ	تراشٹ
یہ نام نامعلوم ہیں مگر سنسکرت جغرافیہ		ترہٹ	بدیہہ متھلا
میں مندرج ہیں		قنوج وغیرہ	مہودے کانیج
لنکاورک دیپ		گیا	مگدھ کیکٹ
(اسمائے مقامات کمارکا یعنی ہندوستان)		پٹنہ	پاٹلی
بھوٹان	درو		
		بیدناتھ - کال گاؤں	انگ ویش
دارجلنگ	درولنگ	راج محل - آرہ وغیرہ	
پنجاب	پنج	بھاگلپور	

مروجہ نام	قدیم نام	مروجہ نام	قدیم نام
کشمیر	گیرگ - کاشمیر	میدنی پور	پنڈ
فیض آباد نواب گنج وغیرہ	اوتر کوشل	رنگپور دیناجپور راج شاہی	متس دیس
بنارس	کاشی	باقرگنج ڈھاکہ ندیا	بنگ دیش
کرہ چھپیر	کرہ جانگال	مرشدآباد کلکتہ [illegible]	گیڑ
دلی	اندر پرستھ	میمن سنگھ	اپ بنگ
اجین	اونت - بشارا	کامروپ	پراگ جوتش
متھرا	سورسین	گاسگنج	چتر پچہ امیر تیمور کے دہلی میں آنے کے بعد سے گاسگنج نام ہوا
گنگ و جمن سے وسطی ملک	انتر بید		
شمالی ہند یعنی پہاڑوں کے اندر کا ملک	اوترا کھنڈ	وسط ہند	
		جبلپور	ساگر نربدا
دکھن نربدا اور مہاندی کا جنوبی حصہ	دکشن دیش	بنگال	
		کلکتہ	کالی گھاٹ
صوبہ اودھ	اجودھیا و اوتر کوشل	ندیا	نودیپ
"		جسر	مرلی
شمالی ہند و دکن کا وسطی ممالک	آریہ ورت و پنڈیہ بھومی	میدنی پور فرید پور یا ڈھاکہ جلالپور	ڈھاکہ
ممالک متحدہ اودھ آگرہ			
بگرام ضلع ہردوئی	سری نگر	چٹ گاؤں چٹانگ	
کان پور	کانہپور	چاٹگام اور	چتر گرانو
	پریاگ - بارناوٹ	اسلام آباد	
الہ آباد	[illegible]		

شری دامیت شاستر [illegible]

مروجہ نام	قدیم نام
فرخ آباد	فرخ سیر نے فرخ آباد نام رکھا
چنار گڈھ	چرنادری قسمیہ کردہ راجہ بھرتری
بالاسور	بالیشر
پرنیا کے اتر کا موزنگ پہاڑ اور جنگل	کرات دیش
بردوان	بردھمان
کٹک	اتکل دیش
پوری یعنی جگن ناتھ	پرشوتم پوری جگن ناتھ
〃	جی کا مندر اسی مقام پر ہے
صدر مقام گرہ	راجہ ننگ بھیم دیو نے بنایا تھا جو ۱۱۷۴ء میں گدی پر بیٹھا تھا
مونگیر	مدگر
جنوبی بہار	مگدھ
شمالی بہار	متھلا یا جنک پور
پٹنہ	پاٹلی پتر پدماوتی کسم
ترہت	ترے بھکت
گنڈک و کوسی ندی کے بیچ کا ملک	متھلا و دیہہ ترہت اس کا وسطی حصہ ہے
رہتاس	رہتاسم
ملک آسام	آسام انگ دیش

مروجہ نام	قدیم نام
ہنگلی	گولمن
کچھار	ہیرمب
خیر آباد۔ صدر مقام میمن سنگھ	شوو آرا
[illegible]	پراگ جوتش یا کامروپ دیش جس میں رنگپور میمن سنگھ سلہٹ چٹاپور۔ کچھار مینی پور آسام۔ کوہاٹ شامل تھے

پنجاب

مروجہ نام	قدیم نام
حصار	ہریانہ
تھانیسر	ستھان تیرتھ کرکشیتر
کانگڑا	نگر کوٹ
امرتسر	گرو رامداس کے عہد سے امرتسر نام ہوا جس کی وجہ تسمیہ امرتسر نام کے تالاب سے ہے
بھیرہ	بھاٹن
لاہور	لوپور و لوکوٹ
شیخوپورہ۔ شاہپور	مدر دیش
قلعہ اٹک	اٹک بنارس
جھنگ	جھنگ سیالا

مروجہ نام	قدیم نام	مروجہ نام	قدیم نام
شیوپور واقع آسام	شیو ساگر	لیا	سندھ سویر
دکن			
دولت آباد	دیوگری و دیوگڈھ	کوہ مغربی گھاٹ، کوہ درمیانی مشرقی، گھاٹ وشیلگری	پشچیم انملے، پورب انملے
گونڈوانہ	سنگھ گڈھ		
اوگر	اُدے گری	جاوا	جو ویپ
بیجانگر	وجے نگر۔ ترسنگھا	کادے	کمُدر
حیدرآباد	نزون	کانجی ورم	کانچی پورم
	ورنگل۔ الغ خاں نے	تلنگانہ	تیلنگ وینش
	محمد تغلق نے نام	مچھلی پاٹن	مسولی پٹم
سلطان پور	رکھا تھا مگر ورنگل کا	**متفرقات**	
	نام بدستور قائم ہے	اجین	دھارا نگر
پانڈیچری	پتھ چیری	چمپانیر	پاواگڈھ
چنگلی پت	چینگل پت	میواڑ	مدیوار
اورنگ آباد	کھڑکی	پاٹن	انہلواڑہ
مدراس	مندراس و مندراج	تملک	تامرالیت
ٹراونکور	تریوانکر	دھول گری	دھول گر

شہروں سے متعلق تاریخی تحقیقات

پشاور۔ پُرشاپورہ اس کا نام تھا۔ پُرشاپور گندھار یعنی قندھار کا چوتھی صدی میں دار السلطنت تھا۔ اس زمانے میں پشاور قندھار غزنی کابل بامیان اور ہرات وغیرہ ممالک میں بدھ مذہب جاری تھا۔ وانہ سوموہہ پشاور کا [illegible] پایا گیا تھا جہاں [illegible] نام کی تشخیص ہوتی ہے +

قنوج کا نام اہل اسلام نے شاہ آباد رکھا تھا - جو عہد انگریزی میں منسوخ
ہوا ۔ اسے پنچالہ بھی کہتے تھے - دورِست جُگ میں راجہ مہودن نے اپنے
نام سے منسوب کیا تھا - یعنی مہودے - تریتا میں راجہ کُش خلف سری
رام چندر جی نے اس کا نام کُش استھل رکھا - دواپر میں راجہ گادھ
کے نام سے گادھ پور کہلایا - شروع کلجگ میں قبل مسیح ۲۲۱ ء میں راجہ
کمے نے کنیاں کُبج نام رکھا - اس کی روایت یہ ہے کہ راجہ مذکور کی دُختر
کوزہ پشت تھی - جس کی شادی اُس نے برہمن سے کرکے گادھ پور یعنی
قنوج کو جہیز میں دیا - چونکہ دُختر لاولد تھی - لہذا بنابر بقائے نام گادھ پور
کو کنیاں کبج یعنی دُختر کوزہ پشت کے نام سے موسوم کیا - کثرت استعمال
سے قنوج ہوگیا - بحوالہ گلدستۂ قنوج و دہلی مہاتم اودھ ۲۲۱ برس بعد کلجگ
اور ۲۰۵۹ برس قبل مسیح راجہ کُش بن راجہ پورب دا لئے قنوج نے آباد
کیا - (منتخب التواریخ) حدیقۃ الاقالیم میں راجہ کُش کو بن پورب و بن
ہند بن حام حضرت نوح لکھا ہے تو اس کے نام غلط ہیں - پورب
اولاد سیم سے تھا جو ہندو تھا +

انگ ویش - یعنی آسام وآدا - راجہ انگ چندربنسی کے نام سے
موسوم ہے - رامائن میں راجہ دسرتھ کے ہمعصر راجہ روم پاد
یہیں کے راجہ تھے +

بہادر - ۱۸۴۲ ء قبل مسیح ۲۰۰۰ سال بعد طوفان راجہ مہاراج ہمعصر جمشید
فریدون ، بن راجہ کُش نابود نے آباد کیا - منتخب التواریخ +

قلعۂ گوالیار (بحوالۂ گلدستۂ قنوج) بال چند سپہ سالار افواج راجہ
مہاراج نے تعمیر کیا یہ شخص قدردان علم موسیقی تھا - تمام اُستادان فن
گوالیار میں بساد ئے - چنانچہ اب تک گوالیار علم موسیقی کے لئے مشہور
ہے (بحوالہ احسن التواریخ مولفہ سید آغا حسن نامی ملازم ریاست بلرامپور

(اودھ) اس قلعہ کی بنیاد گوالیا [illegible]
(طبع دوم) نے ڈالا ۔ اب تک قلعہ مذکور جوگی کی نشستگاہ و پرستشگاہ عوام ہے +

بنارس۔ بوجہ دارالسلطنت باناسُر باناسری نام تھا۔ اور بوجہ دریائے برن برن واسی برناسی یا بارانسی۔ لیکن زیادہ تر کاشی کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔ اس کی بنیاد ۱۳۷۴ برس قبل مسیح راجہ سورج والی قنوج ہمعصر رستم نے ڈالی تھی۔ مگر اس کے فرزند راجہ بھراج نے بہت رونق کے ساتھ آباد کیا۔ کاشی کے معنے آراستہ کیا ہُوا ہے +

بھرائچ (اودھ) ۱۳۳۶ برس قبل مسیح راجہ بھراج بن سورج (عالم علم موسیقی و مصنف کتب موسیقی و واضع خطاب راجپوت) نے آباد کیا (منتخب التواریخ)

قلعہ کالنجر ۱۳۰۷ برس قبل مسیح راجہ کدار برہمن سابقاً راجہ کوہستان سوالک و والئے قنوج ہمعصر کیخسرو کیقباد نے تعمیر کیا (گلدستہ قنوج) کالنجر شہر سورج راجہ دشمنت کے پوتے کے نام سے منسوب ہے +

لکھنوتی یا گوڑ دیس ۱۲۴۳ برس قبل مسیح راجہ سنگل بن کدار ہمعصر افراسیاب نے آباد کیا۔ تخمیناً ۲۰۰۰ برس تک دارالحکومت بنگالہ رہا عہد اسلام میں ویران ہوگیا تھا (منتخب التواریخ) مگر ہمایوں کے وقت میں جنّت آباد کے نام سے موسوم ہُوا (خلاصۃ التواریخ)

قلعہ رہتاس واقع بہار ۱۱۶۲ برس قبل مسیح راجہ رہنت بن سنگل نے تعمیر کیا (تواریخ ہند) +

قلعہ جنبو ۱۰۷۹ برس قبل مسیح راجہ کید راج بن مہاراج ثانی قوم کچھواہا ساکن مارواڑ والئے قنوج نے تعمیر کیا (منتخب التواریخ)

دہلی ۳۲۷ برس قبل مسیح راجہ دہلو (بن راجہ جے چند سپہ سالار کید راج) والئے قنوج ہمعصر راجہ پورس و سکندر کے نام سے موسوم ہوئی۔ (تواریخ ہند دہلی) +

شمس آباد (متصل قنوج) کھور اس کا اصلی نام اور جو بعد قتل راجہ جے چند راٹھور اس کے قریبی رشتہ دار جے سنگھ کے قبضہ میں تھا شمس الدین التمش نے [illegible] کا نام تبدیل کیا ہے

بھوت گھنڈ - دوراست جگ میں راجہ بھرت چندربنسی کے نام سے منسوب ہُوا +

ہستناپوری - راجہ بھرت کی نسل میں راجہ ہستی نے آباد کیا تھا +

قلعہ تاراگڑھ متصل اجمیر جے پال جوگی والئے اجمیر و مرشد پرتھی راج وجے چند کی یادگار ہے +

جالندھر - جالندھر ناتھ جوگی شاگرد گورو گورکھ ناتھ کے نام سے منسوب ہُوا +

راولپنڈی - راولناتھ جوگی کے نام سے منسوب خیال کیا جاتا ہے +

شادستی پوری - راجہ شادست نے دورست جگ میں آباد کی تھی اس کا وجہ نام معلوم نہیں +

بھوپال - اصل نام بھوج پال تھا راجہ بھوج کا بسایا ہُوا ہے +

بھاگلپور - راجہ جیت نے چمپاپوری کے نام سے آباد کیا +

قلعہ نرور - دواپر میں مشہور راجہ نل سورج بنسی نے بسایا تھا +

ریاست بلرامپور اودھ - راجہ بلرام سارے یکے از بزرگان خاندان جنگبجے سنگھ مرحوم نے آباد کی +

ڈنڈک بن صحرائے وسط ہند کا نام تھا - اکشواکو راجہ کے خاندان میں راجہ ڈنڈ اس سرزمین کا راجہ تھا - مگر شکر آچاریہ کی بددعا سے ملک اجڑ کر جنگل ہوگیا اور ڈنڈکارنیہ کے نام سے منسوب ہُوا +

گورکھپور - گورکھ ناتھ کے نام سے مشہور ہے یہاں مچھندر ناتھ کو انھوں نے ڈھونڈ نکالا تھا +

عظیم آباد پٹنہ پٹن دیوی کے نام سے پٹنہ مشہور تھا اعظم شاہ ابن عالمگیر نے عظیم آباد نام رکھا - آخر دواپر آغاز کلجگ میں تا عہد جراسندھ پھول پور مشہور رہا - بعد ازاں راجہ پاٹل نے پاٹل پتر نام رکھا - انقلاب ایام سے ویران ہونے پر پلٹا کھا کر پایا - مگر پھر پٹن دیوی کے نام منسوب ہُوا

لاہور۔ راجہ لوخلف راجہ رامچندر کے نام سے منسوب ہے۔ بعض تاریخوں میں اس کا اصلی نام لہو اساور د لو پور درج ہے +

آگرہ۔ اصل نام بوجہ کثرت آبادی قوم اگرواں۔ اگرورہ تھا۔ سکندر لودی نے بادل گڈھ اور اکبر نے اکبر آباد نام رکھا۔ مگر آگرہ کا اصل نام ابھی تک قائم ہے +

فیض آباد (اودھ) اس کا قدیم نام بندی ٹیلہ تھا۔ نواب برہان الملک نے بنگلہ نام رکھا۔ نواب صفدر جنگ کے عہد سے فیض آباد ہوا +

لکھنؤ۔ سری لچھمن جی کے نام سے لچھمناپوری لکشناپوری مشہور تھا یہاں لچھمن ٹیلہ ایک مقام تھا۔ جہاں سے مشہور ہے کہ لچھمن جی رامچندر جی سے باتیں کر لیتے تھے +

دہلی۔ دالبھ رِکھ کے نام سے مشہور ہے +

میرٹھ۔ در اصل مشرت ہے یعنی کل تیرتھ اس میں موجود ہیں +

غزنی۔ مہاراجہ گج نے بنام گجنی آباد کیا تھا (تاڈ راجستان) +

قندھار۔ گاندھار اصلی نام تھا۔ بھرت جی برادر سری رامچندر نے آباد کیا تھا۔ رامائن فارسی منظومہ عہد جہانگیر سے

بھرت را گفت د لشکر دو بسیار
ستاند ملک مغرب ہم بہ پیکار
رواں شد سوے مغرب را بہ لشکر
نموده ہر زماں ہر جا مسخر
نموو آباد آنجا شہر قندھار
نشاط افزا سے آں شہر سے چو گلزار

یہ اشعار شلوک رامائن والمیکی مندرج تشریح ٹیکسالا سے موافق ہیں۔ قندھار چندربنسی راجہ گندھار کے نام سے موسوم ہے +

متھرا آباد کردہ سری شترہن برادر سری رامچندر مہاراج ہے۔ مذکورہ بالا رامائن فارسی :- ... و بشنو ان

ستر ہن گشت بر دشمن مظفر شتابان شادماں آمد بہ لشکر
بروز سعد در جاے حمیدہ کنار جمن دریا برگزیدہ
نمود آباد متھرا نام شہرے بنا شد مثل او شہرے بدہرے
بیدر بیجاپور واقع ملک دکن آباد کردہ راجہ رامچندر مہاراج
دو شہرے سوے دکن کرد آباد بہ لچھمن نیز آں اقلیم خوش داد
بدر گویند نام آں شہر نامی کہ معمور است آں شہر گرامی
دگر شہرے کہ بیجاپور نام است بنا ایں شہر اندر عہد رام است

بیجاپور اصل میں وجے پور تھا مثل وجے نگر جواب بیجے نگر مشہور ہے +

(۲) بعض سنسکرت نام کے مقامات کی تشریح :-

آریہ ورت۔ بحر مغربی یعنی بحیرہ عرب سے بحر مشرقی یعنی خلیج بنگالہ تک عموماً مانا جاتا ہے۔ اوائل میں روے زمین آریہ ورت تھا۔ مگر چونکہ آریہ ورت صدر مقام تھا۔ اس لئے گھٹتے گھٹتے یہ حد رہ گئی +

برہم رشی دیش۔ ملک درمیانی دریاے سرستی و گنگا +

مدھ دیش۔ ملک درمیانی بندھیاچل جانب جنوب و ہمالیہ جانب شمال تا اتصال دریاے گنگ و جمن +

ملیاگر۔ واقع ولایت دکن مغربی گھاٹ (نام کوہ آملئے) کا حصہ جس سے کرت مالا و تامر پرنی ندیاں نکلتی ہیں۔ اول الذکر میں مچھ اوتار ہوا تھا (سری بھاگوت) +

کیلاش۔ تبت و مانسرودر کے متصل کشمیر کے اوتر مشرقی حصے میں ہے۔ اس سے سندھ۔ شترنج دریاے پنجاب اصلی نام ستدر (جو ستلج کہلاتا ہے) اور برہم پتر نکلتے ہیں۔ بھوٹئے اسے تس کہتے ہیں۔ اور اس کے دوسرے سنسکرت نام گنگار۔ گن پربت رجتادہیں۔ مندودک اس کے تالاب سے بھاگیرتھی گنگا نکلی ہیں +

کپل وستو۔ نیپال میں جانب شمال اودھ و دامن ہمالیہ میں بودھ کا ... نام ... ی میں پیدا ہوا (اشوک کا ستون بر آمد ہوا ہے۔ اس پر کندہ

ہے- کہ یہ مقام پیدائش بودھ کا ہے- اب اس مقام کا نام معلوم نہیں کیا ہے ؛

راج گرہ - مگدھ کا دارالسلطنت تھا - حال کا نام معلوم نہیں ؛

نکمبھلا یہاں میگھ ناد کی تکیہ شالا لنکا میں تھی ؛

کروپنج (جرمن) یہاں سوام کارتک جی نے کرونچاسُر اور بعض پورانوں کے رُو سے تارکاسُر کو مارا تھا اُسی سے اُن کا نام کروپنج دارن ہُوا ؛

کلنک واقع ملک دکن - یہاں کچھ اوتار ہُوا - ایک عجیب بات یہاں ہے کہ ایک حوض آب شیریں کا ہے - جس میں برہمن اور گائے کی ہڈی ڈالنے سے ایک برس میں پتھر ہو جاتی ہے - اور کسی کی ہڈی پتھر نہیں ہوتی (احسن التواریخ) ؛

ہندوؤں کے شاستروں میں امتداد زمانہ کی تقسیم منوتروں اور یُگوں میں کی گئی ہے - اور دورِ ایام کا ذکر چھوڑ کر ہم اپنے شاستروں سے صرف یُگوں کا حساب قلمبند کرتے ہیں - یعنی :-

(۱) ست یُگ ۱۷۲۸۰۰۰ سال (۲) تریتا ۱۲۹۶۰۰۰ سال (۳) دواپر ۸۶۴۰۰۰ سال (۴) کلیگ ۴۳۲۰۰۰ سال ؛

انسانوں کے پندرہ دن کا ایک دن پتر یا چندر لوک ہوتا ہے - اماوس چندر لوک کی دوپہر ہے - اور پورنماشی آدھی رات - تحقیقات حال سے چندر لوک کے دن رات کی مدت یہی پائی گئی ہے اور ہمارا ایک سال دیو لوک کے ایک دن کے برابر مانا گیا ہے - اترائن کی ابتدا ہی پوس کے مہینے سے شروع ہوتی ہے - اس دن دن شروع ہوتا ہے - اور یہ ششماہی دیوتاؤں کا دن مانی گئی ہے - دوسری ششماہی دکشنائن ہے - جسے دیوتاؤں کی رات کہتے ہیں - چار یُگ کو برہما کا ایک دن یعنی کلپ کہتے ہیں - جب تک کلپ یعنی برہما جی کا دن رہتا ہے تب تک عالم موجودات کا قیام ہے بعدہ برہما جی کی رات میں دنیا کی دنیا - اس عالم ظاہری و اسباب جزو کل میں گم ہو کر سلسلۂ ظہور و بستیوں

برابر جاری رہتا ہے۔ اور یونہیں عالم مجموعی میں کبھی کائناتِ عالم کا قیام ہوتا ہے اور کبھی معدومی۔ برہماجی بھی اپنی کروڑوں سال کی عمر کو اس زمانے میں تلانجلی دیتے ہیں۔ اور دیوتا لوگوں کی طاقتوں کا زمانہ بھی ختم ہوکر دُوسروں کے قبضۂ اقتدار میں آجاتا ہے۔ گویا دیوتا اور برہما جی کی پدوی نیک کرموں کا نتیجہ چلا آتا ہے +

دورہ ست یُگ کاتک سُدھی نومی سے شروع ہُوا۔ اس میں چار اوتار ہوئے۔ مچھ اوتار۔ کورم یعنی کچھ اوتار۔ بارہ اوتار۔ نرسنگھ اوتار اور عظیم الشان راجوں میں سورج بنسی ۶۴ راجہ اجودھیا میں سریر آرا ہوئے۔ اور پریاگ میں ۲۳ چندر بنسی اس دورے میں نیمسار مقدس پتہ نہ تھا۔ ۱۰ سو ہزار سورج اور چندر گہن ہوئے۔ معرکہ مقدس تریتا یُگ کی ابتداء ماہ بیساکھ کی پنچمی سے ہے۔ اس یُگ میں تین اوتار۔ باون اوتار۔ پرسرام اوتار۔ سری رام اوتار اس دورے میں ۲۱ ہزار مرتبہ سورج اور چندر گہن ہوئے مہاتیرتھ پشکر تھا اور انسان کی عمر دس ہزار سال کی۔ دواپر کی ماگھ بدی اوماوس سے ابتدا ہوئی۔ دو اوتار ہوئے +

(۱) سری کرشن پوران اوتار (۲) بودھ اوتار +

اس دورے میں کرکشیتر تیرتھ کی مہماں تھی۔ ۶ ہزار مرتبہ سورج اور چاند گہن ہُوا۔ دورہ کلجگ کا آغاز بھادوں کی ۱۳ سے ہے۔ اس دورے میں انسان کی عمر کی انتہا ایک سو بیس برس تک ہے۔ اس کے آثار یہ ہیں :-

برہمن بید خوان نہ رہینگے۔ ریاضت وعبادت مروت اور دھرم سب نابود رہینگے۔ جھوٹ جعل۔ کپٹ۔ دغابازی۔ مکر۔ فریب۔ لالچ حرامکاری کی سرداری ہوگی۔ عورتوں سے شرم و حیا اڑ جائیگی۔ مرد عورتوں سے جامے میں نفرت ۔۔۔ مریدی ۔۔۔ درود ہوگا۔ عورتیں مردانہ لباس پہینگی۔ باپ بیٹے کو تہ کرے گا۔ سپوت والدین کو گالیاں

وشنگے۔ شریف بھیک مانگیں گے۔ رذیل مزے کرینگے۔ رذیل با اختیار ہونگے۔ شریف بے اعتبار ذلیل وخوار۔ شریفوں سے افعال قبیحہ سرزد ہونگے۔ رذیل نکوکاری میں مصروف اور پابندی رسم وآئین میں مشہور و معروف ہونگے۔ دھرم کو زوال ہوگا۔ اپنی اپنی ہولی اپنا اپنا بھاگ ہوگا۔ جس راستے پر چاہینگے لوگ آنکھیں بند کرکے چلینگے۔ اس راہ میں ڈاکو نہ رہزن ملینگے۔ دس برس کی لڑکی کنسٹبل کو طاق رکھیگی۔ اسی سن میں بیٹا جن کر دکھائیگی۔ ہندوؤں کی حکومت سوا ہا۔ اقوام مختلف کی ماتحتی لازمی۔ انسان کے قد کا پیمانہ ۳½ ہاتھ تک ہوگا۔ لڑکے ایک حصہ پیدا ہونگے لڑکیاں تین حصے۔ ظروف مٹی کے ہونگے۔ زیوروں کی اوقات کان سے پیتل پر رہ جائیگی۔ اس دورے میں پیشینگوئی ہے کہ براہ سنبل مراد آباد میں بھادوں کرشن ۳ کو سنادو برہمن بشن شرما نام کے گھر میں کلگی یعنی نشکلنک اوتار ہوگا۔ ایشور کی گت ایشور ہی جانے انسان ضعیف البیان کو کیا خبر*

اسمائے راجگان خاندان پروبنش یا سورج بنسی

سورج۔ دیو سوت منو[۱۵]۔ اکشواکو۔ بکلشی عرف ششاد۔ پرنجے عرف کاکستھ۔ آیناس۔ راجہ پرتھو۔ بشوگندہ۔ اردرہ۔ یوناشو۔ شادست[۱۶]۔ برہدشو۔ کول شویا عرف ڈھنڈ ہار۔ وردہاشو۔ نکمبپ برناشو۔ سین جت۔ یوناشو۔ راجہ ماندھاتا۔ عرف سوودندھو پرودکش۔ ترسی وسیو۔ انرن۔ ہرشو۔ ارق۔ وو بندان۔ ترشنکو عرف ستیہ برت۔ راجہ ہرشچند۔ روہت۔ ہرت چھپ۔ سودیو۔ بججی۔

---

[۱۵] دس لڑکوں سے سراپات کے فرزند انرنت سے انرویش یعنی استھل ودار آباد کیا*

[۱۶] ان کے فرزند تھے [۱۷] شہر ساوستی پور اسی راجہ نے بسایا تھا*

[۱۷] یہ ہی مشہور ست وادی راجہ ہے جس کے کارہائے خیر کے اس زمانے میں

[illegible]

بھرورک۔ برک۔ باہوک۔ راجہ[۱] سگر۔ اسمنجس۔ انشومان۔ دلیپ۔ راجہ بھاگیرتھ[۲]۔ شورت نابھ۔ سندھودیپ۔ ایوتا۔ ارت پرن۔ سروکام سوداس۔ مترسہ۔ اشمک۔ مولک۔ دسرتھ[۳]۔ ایڈربیر۔ بشست۔ کھٹوانگ[۴]۔ دیرگھ باہو دلیپ۔ راجہ رگھو[۵]۔ اَج۔ مہاراجہ دسرتھ۔ مہاراج سری رام چندر۔ کُش۔ اتتھ۔ نشدھ۔ راجہ نل۔ نابھ۔ پنڈریک۔ کشیم دھنوار۔ دیوانیک۔ اینہ۔ پاریاتر۔ نل استھل۔ بجرناتھ۔ کگھن۔ بدبرت۔ ہرن نابھ۔ پشیہ۔ دھرو سندھ۔ سوورشن۔ اگن برن ششگھر۔ مارت۔ پرتبو شرت۔ سندھی امرکھن۔ مہسورن۔ بشوساہ۔ پرسین جت۔ تکشک۔ برہدبل۔ برہدرن۔ اروکیہ۔ تبس برہ۔ پرتیوتم۔ بھان۔ دواک سہدیو۔ برہشو۔ بھان مان۔ پرتکاشو۔ سوپرتیک۔ مرودیو۔ سنکشیتر۔ پشکر۔ انترکش۔ سُپتا۔ مترجت۔ برہدراج۔ برہی۔ کرتنجے۔ رن جے۔ سنجے۔ شاک۔ سودہو۔ لانگل۔ پرسین جت۔ کشدرک۔ گندنک۔ سورتھ۔ سومتر۔ دبھاگوت اور بشن پوران کے رُو سے سورج بنسی کا آخری راجہ سومتر تھا۔ چونکہ اولاد کوئی نہ تھی۔ لہذا تخت حکومت بجرناتھ کو حاصل ہُوا۔ اس لئے یہاں سے سورج بنسی راجوں کا دوسرا سلسلہ سمجھنا چاہیئے۔ چونکہ ناظرین کے لئے مزید معلومات کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہم سورج بنس کے شجرے کو زمانۂ حال تک مسلسل لئے دیتے ہیں۔ کہ نوشتہ بماند

[۱] اسی راجہ کا ذکر راماٗن میں ہے۔ جس کے ساٹھ ہزار بیٹے کپل مُن کے سراپ سے جل کر خاک سیاہ ہوگئے تھے اور جن کی تارا ئن کے واسطے بھاگیرتھ سری گنگا جی کو آکاش سے لائے تھے۔ ساگر کا نام راجہ سگر ہی کے نام سے موسوم ہے۔ اور اب تک اس راجہ کی مورتیاں اطراف بحر اوکاہل میں پوجی جاتی ہیں۔ یہ راجہ چکرورتی تھا۔ [۲] یہی راجہ گنگا جی کو آکاش سے لایا تھا۔ اسی سبب سے گنگا جی کو بھاگیرتھی بھی کہتے ہیں [۳] یہ راجہ وہ نہیں جو سری رامچندر جی کے والد تھے [۴] اس راجہ کی چار دانگ عالم میں دہاک تھی [۵] یہ رگھو مشہور و معروف راجہ تھا۔ جس کے وقت ... ہو جاتے

سیہ بر سفید۔ داشتہ آید بکار۔ راجہ بجر ناتھ۔ مہا رتھی۔ ات رتھی اچل سین۔ کنک سین۔ مہا سین۔ انگ رتھی۔ بجے سین۔ سیوادت۔ رشیادت۔ سوجادت۔ سوکنادت۔ سوم وت۔ سلادت۔ کیشوادت۔ ناگادت۔ بھوگادت۔ دیوادت۔ آسادت۔ کال بھوجادت۔ گرھادت۔ باسپا عرف باپا۔ اول +

(یہاں سے خاندان اول شروع ہوا) کمان راول۔ گوبند راول۔ مہیندر آیو۔ سنگھ برما۔ سکت کمار۔ سالباہن۔ تربا ہن۔ انبا پرشاد۔ کیرت برما۔ تر برما۔ نرپت۔ اوتم۔ بھرون۔ سری ترنج۔ کرنادت۔ بھاو سنگھ۔ گاتر سنگھ۔ ہنس راج۔ سوبیہ لوک۔ رتمل۔ بیر سنگھ۔ تیج سنگھ۔ راٹھ سمر سنگھ۔ کرن سنگھ (یہاں سے خطاب راول کی تبدیلی) ہوئی +

اور مہاراجگان سورج بنسی مہارانا و رانا
کے خطاب سے مخاطب ہوئے
یہ خطاب آج تک قائم چلا آتا ہے

راہپ رانا۔ نرپت رانا جس کرن۔ ناگپال۔ پٹن پال۔ پرتھی پال۔ کیول سنگھ۔ بھوم سنگھ۔ جے یشم سنگھ۔ رانا ارسی۔ جیتر سنگھ۔ رانا لاکھا۔ رانا موکل سی۔ کمبھ رانا۔ راے مل۔ سنگرام سنگھ۔ رتن سنگھ۔ بکر ماجیت۔

لہ یہ چتوڑ کا فرمانروا اور دہلی کے آخری مہاراجہ پرتھی راج عرف راے پتھورا کا بہنوئی تھا شہاب الدین غوری کی لڑائیوں میں اس کی لڑائیوں کے کارنامے مشہور روزگار ہیں۔ آخری لڑائی میں اس نے فوج اسلام میں گھسکر محمد غوری کو گرفتار کر لیا تھا مگر بہادران غنیم کے کاری زخموں نے میدان جنگ ہی میں سلا دیا۔ اس کے تین بیٹے تھے۔ کرن سنگھ ماہپ راول اور کوکرن سنگھ مسند نشین ہوا۔ دیپ نروان ہندی کے مشہور ناول میں کرن سنگھ اور اوکھاوتی کی پاک محبتوں کا بڑے موثر الفاظ میں خاکہ کھینچا ہے اس کے بعد خاندان ول کا نام تبدیل ہوا۔ اور جانشین مہارانا و رانا کے لقب سے موسوف ہوئے۔ کوکرن نیپال چلا گیا۔ اور وہیں پایہ سلطنت جمادئے۔ نیپال کی خود مختار سلطنت اسی کی اولاد کے قبضہ اقتدار میں اب تک قائم چلی آتی ہے +

رانا اودے سنگھ۔ پرتاب سنگھ۔ امر سنگھ۔ کرن سنگھ۔ مہارانا جگنت سنگھ۔ رانا راج سنگھ۔ رانا جے سنگھ۔ رانا امر سنگھ۔ رانا سنگرام سنگھ جگت سنگھ۔ راج سنگھ ثانی و دیگر راجگان مابعد فرمانروا ئے ریاست اودے پور۔ میواڑ ٭

شجرہ حسب و نسب راجگان چندر بنسی

برہماجی۔ مرتیچ۔ کشیپ۔ سورج (دھرم راج اور جمناجی دختر ہیں) ویوست منو۔ اکشواکو (ان سے سورج بنس کی شاخ چلی) ایلا[۵۱] دختر پیدا ہوئی (اس سے پروبنس یعنی چندر بنسی کی شاخ پھیلی) ایر جیشٹھ نہک[۵۲] کے جہات دیوجانی کے بطن سے دو فرزند ہوئے۔ ترپس و جدو۔ جدو سے جدو بنس چلا۔ جس میں مہاراجہ سری کرشن چندر تھے[۵۳]۔ سرمشٹا دوسری رانی سے انوروپ و دروہی دو فرزند ہوئے۔ پرو[۵۴] (اس نے ۹۳ جگ کئے تھے) جنمیجے۔ پراجیوت۔ سنجاتی۔ اہم جاتی۔ سار بھوم جیت سین۔ اوا جین آریہ۔ مہابھوم۔ ایتناتی۔ اکرو دسن۔ دیوانتہ آرتیہ۔ رکش تنسار۔ تنسوز۔ اہین۔ دشینت۔ بھرت (اسی نام سے بھارت ورش ہندوستان کا نام ہوا۔ بھومنو۔ درہتیشر۔ سہوتر۔ ہستی (بانی ہستناپور) نکھمن۔ اجمیا[۵۵]۔ راجہ رکش۔ سم ورن۔ کورو۔ پریکشت۔ راجہ جہنو۔ سورتہ۔ بدروکھ۔ سرو بھوم۔ جے سین۔ رادھکا۔ آیوتیہ[۵۶]۔

---

[۵۱] بدھ چندرماں کے فرزند سے منسوب ہوئی [۵۲] اس کے بھائی چیتر بردھ نے کاشی میں گدی قائم کی [۵۳] شجروں میں جابجا اختلاف ہے۔ مہاراجہ دگجے سنگھ بہادر فرمانروائے ریاست بلرام پور۔ اودھ کی فرمائش سے جو احسن التواریخ تیار کی گئی ہے۔ اس میں اس مقام پر یہ نام بھی شامل ہیں۔ راجہ بیربر۔ راجہ نیہہ۔ راجہ بھبیہ۔ راجہ تُردمن۔ راجہ باہوگر۔ اسی طرح جابجا ناموں کا اختلاف اور کمی و بیشی ہے یہی حال [۵۴] دیگر راجگان کے ناموں کا بھی ہے ٭

[۵۵] راجہ اجمیا تریتا میں ہوئے [۵۶] ان کے عہد تک ترتیا کا دورہ رہا ٭

بشیم پائن جی شجرہ حسب ونسب بیان فرماکر سخن سنج ہیں کہ راجہ جنمیجے آپ کے خاندان کا رتبہ دنیا میں نہایت بلند ہے۔ آپ کے متقدمین اور آباو اجداد سرتاج زمانہ مانے جاتے ہیں۔ بزرگوں نے تلوار کے زور اور بازوؤں کے زور پر فرمانروایانِ عالم کو مطیع کر کے کوس لمن الملکی بجایا۔ آفتاب اقبال کی روشنی روے زمین کے چپے چپے پر پھیلی ہوئی تھی۔ پانچوں پانڈو اصل میں دیوتا تھے۔ صرف دیکھنے میں انسان۔ اس کا دستی ثبوت ایک یہی ہے کہ ارجن پیکر انسانی و جسم خاکی سے امداد و ق اور سورگ کی سیر کر آئے۔ یہی نہیں بلکہ دیوتاؤں سے نہیں اپنے اپنے سلاح جنگ دیئے۔ راجہ دھرتراشٹ گو نابینا تھا۔ مگر جسم میں دس ہزار ہاتھیوں کی

طاقت تھی - بیٹے کی محبت نے اور بھی اندھا کر دیا تھا۔ ودر نے سمجھائی دیا
دریودھن کی خاطرداشت اور پانڈوؤں کے ساتھ ہر موقع پر بدسلوکی آخر
مہابھارت ہوئی - ۱۸ اچھوہنی دل کا خون کرکشیتر کی خاک میں گرم توے کی
بوند ہو گیا - اس خونخوار دشمنی کی بیخ بنیاد مٹانے اور فتحمندی کا ڈنکا
بجانے پر بھی پانڈوؤں نے راجہ دھرتراشٹ کی خدمت اپنی سعادت
سمجھی ہر وقت آنکھوں کے تلوے سہلاتے اور قدموں کی خاک
آنکھوں سے لگاتے رہے - دھرتراشٹ معمولی راجہ ہی نہ تھا۔ بلکہ
اس کا پایہ تمام راج رشیوں سے افضل ہوا - راجہ پانڈو بڑے ہی
اقبالمند اور دھرماتماؤں میں سربلند تھے۔ بدر جی کے کالبد عنصری
میں دھرم راج کا جلوہ تھا - دھرم راج کے قالب خاکی قبول کرنے
کی وجہ مانڈھب رشی کی بددعا تھی جو تیر بہدف ہوئی - اور جس کے
طفیل بدر جی کو چندربنسی شجرے کی زینت بڑھانا پڑی ٭

ادھیائے ۲۰

دھرم راج اور مانڈھب رشی کی بددعا

بدر جی کی پیدائش کی اصلیت

جنمیجے بیشم پاین جی کی تقریر سے متحیر ہوئے انہوں نے سوال
کیا - دھرم راج نے کیا خطا کی کہ مانڈھب رشی نے بددعا دی اور
وہ ایک شودری کے بطن سے عالم شہود میں آئے - یہ معاملہ حیرت
انگیز معلوم ہوتا ہے ٭

بیشم پاین - راجن سنئے! مانڈھب رشی بڑے مرتاض و صاحب
کشف تھے انہوں نے ایک درخت کے نیچے قدم ہمت جمائے

اور ایک ہاتھ بلند کر کے ایسا تپ کیا کہ بایدہ شاید۔ اتفاقاً راجہ کے یہاں چوری ہوئی۔ زر و جواہر سب اُٹھ گیا۔ چوروں نے سب مال و متاع مانڈھب رشی کی کٹیا میں رکھا اور خود بھی وہیں جا چھپے۔ سویرا ہوا تو راجہ کے محل میں سناٹا۔ یہ چیز نہیں وہ اسباب نہیں۔ چوروں کی تلاش مال کی جستجو شروع ہوئی۔ کنوؤں میں بانس بانس میں کنوئیں ڈالے گئے۔ سوئی کی طرح ڈھونڈا چراغ لے کر ادھر اُدھر گھومے۔ مگر پتہ ندارد۔ سب حیران کہ چوروں کو زمین کھا گئی یا آسمان۔ کمبخت کہاں الوپ انجن لگا گئے سب کی آنکھوں میں دھول جھونک کر غائب ہو گئے۔ آخر جو بیندہ یابندہ کا قول تحقیق ہوا۔ ڈھونڈنے والوں نے زمین کھود کر چوروں کو ڈھونڈ نکالا۔ پاؤں توڑے سر مارتے مانڈھب رشی کے آشرم میں تقدیر لے آئی۔ دیکھا تو انتہائی گیرے وہاں موجود ہیں۔ سب کو ایک دم دھر لیا۔ یہ نہیں بلکہ مانڈھب رشی کی بھی مشکیں کس لیں۔ اور سب مال مسروقہ لئے ہوئے والیٔ ملک کے سامنے لے آئے۔ مانڈھب رشی بحالت ریاضت میں مون سادھے تھے۔ زبان پر مہر سکوت ثبت تھی لبوں پر قفل خاموشی لگا تھا۔ ہر حالت میں چپ لگائے رہے۔ ایک حرف نہ بولے۔ راجہ کے سامنے بھی سر بہ درگلو رہے۔ زبان نے جنبش نہ کی۔ طوطی ناطقہ بلبل تصویر کی طرح خاموش ہی رہا۔ راجہ پر غصے کا بھوت سوار تھا۔ غیظ و غضب نے عقل کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ اُونچ نیچ سمجھی نہ پیچ۔ ایک دم سے حکم دیا۔ کہ سب کو دار پر کھینچ دو۔ مانڈھب رشی سولی پر چڑھائے گئے تو لیکن اُن کی سولی جسم میں پیوست وہاں ایشور کی یاد میں جانے کی خبر ہی کسے تھی۔ سکھ دکھ کا خیال ہی کہاں۔ کانٹا چبھنے کی بھی تکلیف محسوس نہ ہوتی وہ بڑے آنند سے اُسی طرح ایشور میں لین دل ہی دل میں وید منتروں کا ورد کرتے رہے مجال کیا جو ذرا تیور بھی میلا ہوا ہو یا ماتھے پر شکن بھی پڑی ہو۔ اُن کو نہ کا ذکر کیا [illegible]

بدن کانپ اُٹھا۔ کلیجہ تھر تھر کانپ گیا۔ راجہ نے کانپتے ہوئے ہاتھ
جوڑ کر بڑی عاجزی سے التجا کی۔ کہ مہاراج نادانستہ خطا ہوئی ہے۔
میرا چنداں قصور نہیں آپ معاف فرما دیں میں ابھی سُولی سے اُتارے
دیتا ہوں۔ راجہ نے بہت کوشش کی کہ رشی کو سُولی سے اُتارے مگر جسم
میں پیوست تین اُنگل سُولی جزو بدن ہوئی کسی طرح نہ نکلی۔ راجہ نے
بہت تیل پانی ایک کیا مگر مجبور ٭

سخت حیران پریشان ہو کر آخر سُولی کا بیرونی حصہ ترشوا کر صبر کیا۔
مگر جسم میں چُبھی ہوئی تین اُنگل سُولی جزو بدن ہی رہی۔ مانڈھب رشی
اسی حالت میں روانۂ صحرا ہوئے۔ اور پھر بدستور تکمیل ریاضت میں
ہمہ تن مصروف۔ ہمت قوی تھی۔ حوصلہ بلند تھا۔ جو دھن بندھی وہ
بندھی۔ آندھی روگ آئے۔ پانی برسے کچھ ہو مجال کیا کہ استقلال میں
فرق آئے۔ اُنہوں نے سُول کو مغز استخوان بنا کر ایسا تپ کیا کہ سیدھے
سورگ لوک کو چلے گئے کوئی سدّ راہ نہ ہو سکا ٭

سورگ لوک میں گئے تو دھرم راج سے سامنا ہوا پوچھا:۔

رشی۔ کیوں دھرم راج جی بیگناہ کو سُولی کیا معنے۔ نہ لیں اور دھوکے لینے
نہ مادھو کے دینے میں نہ دنیا سے واسطہ نہ جہاں سے سروکار اس
حالت میں بھی مجھے سُولی۔ اور سُولی بھی وہ جو اس وقت تک گوشت
پوست میں پیوست ہے۔ آخر کوئی قصور کسی طرح کی خطا ٭

دھرم راج۔ جو کچھ ہوتا ہے بے بنیاد اور بلاوجہ نہیں ہوتا آپ کی اُفتاد
اور زحمت کی بھی ایک علّت غائی تھی۔ آپ جب بچے تھے اونچ نیچ کی
سمجھ نہ تھی۔ کھیلنے کودنے کے سوا کچھ مطلب نہ تھا۔ ذرہ رنج کے سکھ
دکھ کی پروا نہ تھی۔ وہ طفلی کا زمانہ تھا اور وہ آزادی کا دور اتفاقاً ایک
ٹڈی (ملخ) آپ کے ہاتھ آئی آپ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ایک کانٹا اُٹھایا
اور اُس کے شرمناک عضو میں چبھو دیا۔ اُس پر جو گزری وہ جانے آپ
کو کیا خبر ہوگی [illegible]

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافاتِ عمل غافل مشو

کرنی بھرنی ضرور ہے۔ اعمال وہ چیز ہیں۔ جن کے لئے کہا ہے ؎
کیا خوب سودا نقد ہے   اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

آپ کو بھی کئے ہوئے کا پھل ملا۔ منڈی جو دالا کانٹا آپ کے لئے سولی ہو گیا
مانڈویہ رشی۔ مجھ سے جو دورانِ طفلی کی نادانی سے ہوا اگر اس عمر میں
اُس زمانۂ نافہمی کا بھی سزا و جزا ہے تو آج سے میں اپنے قول یعنی بیان
ویدوں سے بڑھ کر یہ حد قائم کرتا ہوں کہ عہدِ طفلی میں ۱۴ برس تک کا
سب نیک و بد معاف۔ کوئی قصور ہو تو قابلِ معافی۔ پاداش کی ضرورت نہیں ✦

مانڈویہ رشی۔ اتنا ہی پر بس نہ کی بلکہ دھرم راج پر بھی زہر اُگلا۔
جونہی غضب میں بد دعا دی کہ تم نے خفیف جرم اور ذرا سی خطا پر اس
سنگین سزا کا مستوجب۔ کیا تو سہی تمہاری روح شودر کے قالب میں
قیام پذیر ہو اور تم کرۂ خاکی کی ہوا کھاؤ ✦

بددعا تیر بہدف تھی، نشانہ بے خطا ثابت ہوا۔ جہاں شست بندھی
تھی، وہیں جم کر بیٹھ رہا۔ دھرم راج کو دنیا کے آب و دانہ نے کھینچ بلایا اور
کالبدِ عنصری کے ساتھ بدر جی کا خطاب حاصل ہوا ✦

یوں دھرم راج بدر جی ہوئے اور بدر جی کرشن جی کے بھگتوں میں آپ
ہی اپنی نظیر۔ بڑے دھرماتما۔ راج نیتی کے واقفکار۔ کوروبنس کی رفاقت
فرضِ منصبی تھا۔ راجہ دھرتراشٹ کے مشیرِ خاص اور مدبر با اخلاص تھے
جو بات کہتے خیر خواہی کی۔ جو مشورت دیتے بہبود جہاں پناہی کی۔ حال و
ماضی و مستقبل (بھوت۔ بھوشت۔ برتمان یعنی گذشتہ موجودہ آئندہ
واقعات) گویا آنکھوں کے سامنے ہی پھرتے تھے۔ دریودھن وغیرہ سے
جو ناجائز حرکات سرزد ہوتیں، جو بات خلاف معاملات ظہور پذیر ہوتی
سب کے حسن و قبح بتاتے، نیک و بد سمجھاتے اونچ نیچ دکھاتے۔
[illegible]

کے پانچوں وید مانا ہیں۔ دھرم کی راہ میں چلنے کے لئے ان کا قدم تگ
ہی پڑتا ہے۔ نیت یعنی معاملات دینی و دنیوی وغیرہ میں وحید روزگار
ہیں۔ دھرم اور نیت کے خلاف نہیں چلتے۔ پس ان کو اُن سے خاص
اُنس تھا۔ ان کو فخر انسان جانتے تھے۔ اور اُن کی خاطر داشت و حفاظت
سے ہر وقت کام اور سروکار تھا۔ جب مہابھارت مہا چھوہنی دل کا خاتمہ
کر چکی سارا پروار ملیامیٹ ہو گیا تو خود بھی دھرتراشٹر کے ساتھ صحرا
نشین ہوئے۔ خوب تپ کیا اور موعود وقت پر قالب خاکی
کو زمین کے حوالے کرکے تپ پھر اپنے مسکن اصلی کو چلے
گئے۔ وہاں پہنچے تو پھر بدر جی اب کہاں۔ دھرم راج دھرم راج
ہی کی جے جے کار ہونے لگی +

ادھیائے ۲۱

پرسرام جی کی فتوحات سے چھتری قوم کا قتل
عام۔ رشیوں منیوں کے تپوبل سے قیام نسل و
انتظام۔ راچھسوں کا خروج۔ ظلم و ستم کا عروج۔
بشن جی کی خدمت میں دیوتاؤں کی فریاد۔
درخواست امداد۔ سحاب رحمت کی بارش۔
قبول گذارش۔ برج میں دیوتاؤں کی جلوہ فرمائی۔

کرشن اوتار کے لئے انتظام پیشوائی - دیوتاؤں اور راچھسوں کے اوتاروں کا گوشوارہ - اظہارِ قدرت کا نظارہ

بھیشم پاتن بدو سنجی فرماتے ہیں۔ کہ پرسرام جی جمدگن جی کے فرزند کو اپنے والد بزرگوار کے دشمنوں سے عوض لینے کی دُھن سمائی تو اکیس مرتبہ کرکشیتر کی زمین خون سے لالی کی۔ ہر مرتبہ لہو کا دریا بہادیا۔ چھتری قوم کو ہر وقت موت کا سامنا تھا۔ پرسرام جی نے جہاں کسی چھتری کو برسر حکومت پایا پرساپھرکاتے ہوئے پہنچے۔ اور بس ایک دم سے چھتریوں کا صفایا۔ دل کے دل کھیرے لکڑی کی طرح کاٹ کر پھینک دئے۔ گھاس کٹتے دیر لگتی ہے مگر چھتری راجوں مہاراجوں اور اُن کی فوج کے سر کٹتے دیر نہ ہوتی تھی۔ جہاں پہنچ گئے۔ بس زمین چھتری سے صاف ہوگئی ایک بھُنگا بھی نہ بچا۔ ہزاروں راجوں مہاراجوں کی بتی برتا رانیاں مہارانیاں اور لاکھوں سورما چھتریوں کی عصمت آب خاتونیں خانماں برباد و خانہ ویران ہو کر اپنے پیارے خاوندوں کی یاد اور غم ماتم کو کلیجے سے لگائے ہوئے جنگلوں میں جان بچاتی پھریں۔ اُدھر جب پرسرام جی کے پرسے کا پیٹ بھر گیا تو تپشیا کے لئے اپنے تپوبن کو چلے گئے۔ ادھر چھتریوں کی استریاں تپوبنوں (یعنی وہ بن جہاں رشی منی تپشیا کرتے ہیں) میں گھومتی پھرتی ہوئی رشیوں منیوں کی شرناگت یعنی پناہ میں پہنچیں۔ رشیوں سے درخواست کی کہ چھتری کل ناش ہوگیا ہے۔ پرسرام جی کے پرسے نے کوئی متنفس باقی نہ چھوڑا۔ آپ کی چشم ترحم و نگاہ عاطفت ہو کہ چھتریوں کا نام صفحۂ دنیا سے نہ مٹے +

رشیوں منیوں کا دل پسیج گیا۔ رگِ حمیت متحرک ہوئی۔ اپنے تپوبل سے
چھتری نسل قائم کی۔ جو برہم تیج شریک تھا۔ اور جوگ واپر بھاؤ شامل
لہذا جو چھتری پیدا ہوئے۔ سب دھرماتما پرتاپی تپسوی۔ یہ چھتری
اوجِ اقبال سے صاحبِ تاج و تخت ہوئے۔ دھرم کا آفتاب چمکا دیا۔
طبقۂ خاک آبیاری فیض و کرم سے سرسبز و شاداب ہوا۔ خزاں کا نام
نہ دارد۔ ہر طرف بہار ہی بہار۔ اہلِ عالم فارغ البال۔ بندگانِ خلائق آسودہ حال

اس زمانۂ امن و امان میں بھی آخر کار دیت پیدا ہوئے۔ طاقتوں کا
ڈنکا بجایا۔ ریاضت کے فیض سے آسمان سر پہ اٹھایا۔ دیت ایسے
بر پائے کہ زور و طاقت پر اترائے۔ نشۂ غرور نے اندھا کر دیا۔ کسی
کو خاطر میں نہ لاتے۔ ہر ایک کو انگلی پر نچاتے تھے۔ دھرم کا خون ہونے
لگا۔ کفر کی عملداری بیٹھ گئی۔ مکر گر نے اپنا سکہ جمایا۔ ناراستی نے ڈھنڈورے
پیٹے۔ برہمنوں کے چھکے چھوٹے۔ سادھوؤں کی جان پر آبنی۔ تپسویوں
(صاحبانِ ریاضت) کے ہوم کرتے ہاتھ جلنے لگے۔ جوگ اور جپ کے
گلے پر چھریاں چلنے لگیں۔ زمانہ ہی کچھ اور کا اور ہو گیا۔ دورِ ایام کی
بالکل کایا پلٹ ہو گئی۔ مردم آزاری اور ستمگاری کا دور دورہ تھا۔ آخر
نوبت باینجا رسید کہ زمین گناہوں کے بوجھ سے کانپ اٹھی۔ کرۂ خاکی
سرمے کی طرح پسنے لگا۔ جب سر سے پانی گزر گیا طاقت برداشت باقی نہ
رہی۔ تحمل نے جواب دے دیا۔ صبر نے ساتھ چھوڑ دیا تو زمین سر
پر خاک اڑاتی بگولے کی طرح سرگرداں۔ غبار کی طرح افتاں و خیزاں
دیوتاؤں کی خدمت میں پہنچی۔ زمین بوس ہو کر رتی سے ریزہ
تک سب سرگذشت کہہ سنائی۔ رو رو کر فریاد کی۔ شکایت بیداد
کی۔ درخواست استمداد کی ؎

دیوتا لوگ چپکے سوچتے رہ گئے۔ پھر زانو سے سر اٹھایا تو فرمایا۔
[illegible]
[illegible]

فتنے کو چٹکی سے ملا کے رکھ دے۔ بیشک تجھ پر پھونک مار کر اڑا دے
بہت سے ظلم ہے جفا ہے جور ہے۔ قہر ہی ہے۔ ستم ہے۔ مگر ہم عاجز ہیں
ناچار ہیں۔ معذور ہیں۔ مجبور ہیں اگر دست رس ہوتا۔ بس ہوتا۔ قدرت ہوتی
طاقت ہوتی تو اسی وقت تیری شکایت دور کرتے کافران مذہب راچھسوں
کو کافور کرتے یہ واقعی حقیقت ہے۔ عذر لنگ نہیں ہے ہم راچھسوں
سے ہیچ ہیں تاب جنگ نہیں۔ بہتر ہے کہ سری وشن جی سے فریاد کر۔ خواہش
امداد کر چل ہم ساتھ چلتے ہیں راچھس تجھ کو نہیں ہم کو بھی تو کھلتے ہیں
ان کو نیچا دکھانا ہی واجب ہے۔ جڑ بنیاد سے مٹانا ہی مناسب ہے یہ کہکر
سب دیوتا اٹھ کھڑے ہوئے اور برہما جی کے دردولت پر پہنچے
ساری کیفیت سنائی۔ کل سرگذشت بیان فرمائی۔ برہما جی نے فرمایا۔
میں تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں۔ مگر دراصل قاصر ہوں۔ مجھ سے یہ کام
انجام نہ ہوگا۔ صرف بشن جی ہی سے یہ قضیہ تمام ہوگا +

برہما جی بھی ساتھ ہوئے۔ مہادیو جی۔ اندر۔ ورن۔ یم۔ کوبیر سب
کے سب ہمراہ چلے۔ بشن جی کی بارگاہ چلے دیوتاؤں کے لئے کیا دھر
تھی پیل مارتے در دولت پر گئے۔ سب خدمت اقدس میں تشریف فرما
ہوئے۔ متفق اللفظ و یک زبان ہو کر عرض کی +

مہاراج۔ راچھسوں نے ناک میں دم کر رکھا ہے ظلموں کی حد
بدعتوں کا شمار نہیں۔ زمین بار گناہ سے جھکی جاتی ہے۔ اہل زمانہ کو
اُٹھتے چین نہ بیٹھتے آرام۔ نہ زمین ہی جگہ دیتی ہے نہ آسمان۔ کیا کریں
کہاں جائیں۔ کیونکر جان بچائیں۔ جب سب طرف سے مایوسی ہوئی۔
اب جو مرضی وہی مقدم +

بشن جی مہاراج۔ (برہما جی سے) آپ لوگ گھبرائیں نہیں۔ سب فکر و
کاوش۔ آفت و مصیبت ایک دم میں کافور ہو جائیگی۔ آپ پرتھوی کو
دلاسہ دیکر فرمایا تجھ کو تسلی ہے کہ میں [illegible]

سزا سے کفار کا بدلہ [illegible] لیتا ہوں۔ ظالمان بد کردار و ستمگاران جفا شعار

ایک صورت سے نابود ہو نگے۔ ظلم و ستم کے راستے مسدود ہوں گے۔ دیوتاؤں سے کہہ دیجیے کہ دنیا کی ہوا کھائیں۔ قالب عنصری میں نور ہو غور کا جلوہ دکھائیں +

برہما جی اس تحسین سنجی سے پھولے نہ سمائے صدق عقیدت سے جھنگ گاتے دیوتاؤں سے فرمایا :-

کامیابی مقصد مبارک۔ بس اب آپ سب صاحب برج میں اوتار دھارن کر کے ذات اقدس و اعلے کے مرکب اجلال و موکب اقبال کے استقبال کی کارروائی میں ہمہ تن مصروف ہوں +

یہ سنکر سب دیوتا وشن لوک سے رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے استھانوں پر تشریف لے گئے۔ پر تھوی اپنے مرکز کی طرف عازم ہوئی تھی خوشی کی حد خورمی کی انتہا نہ تھی۔ مردہ جسم میں تازہ خون دوڑتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اب دیوتا بشن جی کے ارشاد کی تعمیل میں سرگرم ہوئے سب نے برج میں اوتار لیا۔ گندھرو اچھسراؤں کی بھی ٹولی قائم ہوئی۔ جس کی فہرست ذیل میں قابل یادداشت ہے :-

دیوتاؤں کی فہرست جنہوں نے سری کرشن اوتار کے زمانے میں اوتار لیا اور روئے زمین پر دوسرے ناموں سے موسوم ہوئے +

کرشن اوتار کے زمانے کے نام	دیوتاؤں کے نام جنہوں نے برج میں اوتار لیا	کرشن اوتار کے زمانے کے نام	دیوتاؤں کے نام جنہوں نے برج میں اوتار لیا
سری کرشن چندر آنند کند	سری وشنو بھگوان جو تریتا یگ میں سری رام چندر جی تھے	بلرام جی جو تریتا یگ میں سری لچھمن جی کا اوتار تھے	ششیش جی

کرشن اوتار کے زمانے کے نام	دیوتاؤں کے نام جنہوں نے برج میں اوتار لیا	کرشن اوتار کے زمانے کے نام	دیوتاؤں کے نام جنہوں نے برج میں اوتار لیا
رُکمنی جی (دُختر راجہ بھیشم)	لکشمی جی استریتا ہیں ان کا اوتار سیتاجی کے نام مبارک سے مشہور زمانہ ہوا)	دروپدی (راجہ دروپد کی راجکماری پانڈووں کی راج رانی	اندرانی جن کا نام شچی تھا
		راجہ دیوک	گندھرب راج گندھروں کے راجہ
پرُدمن جی دسری کرشن جی کے فرزند ارجمند)	سنت کمار	درونا چارج جنہیں درون کلس بھی کہتے ہیں	برہسپت جی دیوتاؤں کے گرو
		اسوتھامان (دروناچارج کے فرزند)	سری مہادیوجی
پانچوں پانڈو	بسوے دیوا		
مہاراجہ جدھشٹر	دھرم راج	بھیشم پتامہ اور انکے بھائی (جو گنگا جی کے بطن سے عالم وجود میں آئے تھے)	۸ بسو ان کا ذکر آغاز ترجمہ ہذا کے حاشئے میں ہوچکا ہے
بھیم سین	پون جی		
رانی کُنتی کے جگر بند - ارجن	راجہ اندر		
نکل وسہدیو - رانی مادری کے جگر بند	اسونی کمار	کرپاچارج	رُدرگن
		شکنی راجہ قندھار کے مہارتھی	دواپر جگ
ابھمنو فرزند ارجن مہابھارت میں قتل ہوئے	ورچا چندرما کے نورِ نظر		
راجہ پریکھت انہیں کے لخت جگر		راجہ دریودھن فرزند راجہ دھرتراشٹر	کلجگ (کالانش)
دھرشٹ دمن	اگنی دیوتا	راجہ دھرتراشٹ کے سو فرزند	راون کے جگر بند

٥٥ دریودھن (۲) یوتس (۳) دوشاسن (۴) دوسہ (۵) شل (۶) سندھ (۷) سوفوچن (۸) نند (۹) نوبندو (۱۰) دردھرشن (۱۱) کرن (۱۲) بکرن (۱۳) دشکرن (۱۴) چتر (۱۵) بجشت (۱۶) سوباہو (۱۷) موُرتی (۱۸) ورمرشن (۱۹) مہاباہو (۲۰) درمکھ (۲۱) وشلرن (۲۲) اُپ چتر (۲۳) چتراکش (۲۴) چارو چتر (۲۵) انگد (۲۶) دُسہ (۲۷) دھریودھرشن (۲۸) [illegible] (۲۹) [illegible] (۳۰) سم (۳۱) اورن نابھ (۳۲) پدم نابھ (۳۳) [illegible] (۳۴) [illegible] (۳۵) [illegible]

کرشن اوتار کے زمانے کے نام	دیوتاؤں کے نام جنہوں نے برج میں اوتار لیا	کرشن اوتار کے زمانے کے نام	دیوتاؤں کے نام جنہوں نے برج میں اوتار لیا
ساتکی جی (جدو بنسی) راجہ پانڈو اندر دوده فرزند کرشن جی	حرث گن ہنس نامی گندھرب کا بیٹا	راجہ دھرتراشٹ بدرجی	ہنس نامی گندھرب کا بھائی دھرم راج

راچھسوں کی فہرست

جو کرشن اوتار کے زمانے میں جنم لیکر روئے خاک پر باغی ظلم وستم ہوئے

کرشن اوتار کے زمانے کے نام	اگلا نام	کرشن اوتار کے زمانے کے نام	اگلا نام
راجہ جراسندھ ششپال راجہ شل راجہ المتوجا راجہ کاشی	ہیر جنیت راچھس راون ہرن کشیپ (پرہلاد کا باپ) سنگھ ناد (پرہلاد کا چھوٹا بھائی کیت مان چندر بھاش	دشت بکر راجہ بھیگرت راجہ اوگرسین راجہ اشوک ہر ہدر ناتھ راجہ درم	کمبھ کرن دھرنا کشیپ باسکل ہیر بھانو اشو سو کشم رشوہی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵) (۳۶) سوشین (۳۷) کمنڈدر (۳۸) مہودر (۳۹) چتر باہو (۴۰) چتر بریا (۴۱) سمبریا (۴۲) درو بروچن (۴۳) الوباہو (۴۴) چترباک (۴۵) سوکنڈل (۴۶) بھیم بھگ (۴۷) مہاباہو (۴۸) بھیم بل (۴۹) بلاکی (۵۰) اوگرایدھ (۵۱) بھیم شر (۵۲) کنک یو (۵۳) درنا بودھ (۵۴) دڑھ برما (۵۵) دڑھ کشتر (۵۶) سوم کیرتی (۵۷) انودی (۵۸) جراسندھ (۵۹) ست سندھ (۶۰) سہسر باک (۶۱) اوگرشروا (۶۲) اوگرسین (۶۳) کشم (۶۴) اپرجت (۶۵) چیڈنک (۶۶) پنڈاکش (۶۷) درادھن (۶۸) درست (۶۹) سوہست (۷۰) بات بیگ (۷۱) سبرچس (۷۲) ادت کیتو (۷۳) بہواشی (۷۴) ناگ دت (۷۵) ادھیان (۷۶) کوچی (۷۷) ششگی (۷۸) دنڈی (۷۹) دنڈدھار (۸۰) دہنو گرہ (۸۱) اگر بھیم (۸۲) رتھ بیر (۸۳) [illegible]

ادھیائے ۲۲

راجہ دشنیت کی تفریح سیر و شکار۔ تپوبن میں ورود موکبِ اقبال۔ رشی آشرم کی سیر۔ شکنتلا رشی کنیاں کے حُسنِ گلوسوز کی دلفریبی۔ راجہ کے دل پر جوشِ عشق کا قابو

راجہ جنمیجے متذکرہ بالا حالات سُنکر نہایت خوش ہوئے تحقیقات و معلومات کو ہزار جان سے سراہا پھر ہوس ہوئی کہ مہاراجہ بھرت کے فرزند اور اپنے بزرگِ خاندان راجہ دشنیت کے حالات سے استفادہ حاصل کریں۔ اشتیاق دل سے تھا۔ غرض مطلب زبان پر آگئی کہ مہاراج اب مہاراجہ دشنیت اور شکنتلا ماتا کے ذکرِ خیر سے بھی زبان سے جو امرت کی چاشنی دکھلائیے بیشم پاین کی زبان پر باڑھ رکھی ہوئی تھی۔ طبع مواج کا دریا اُبل رہا تھا۔ فرمایا کہ راجہ جنمیجے سُنیئے سماعت فرمائیے +

راجہ دشنیت ٹھیک دھرم کا سروپ تھا۔ دھرم کی اس کے نام سے عزت اور دھرم سے نام سے اس کی شہرت تھی۔ رشیوں کی عقیدت اس کے دل پر جمی تھی۔ برہمنوں کا ہزار جان سے معتقد فرمانبردار اور خدمتگزار تھا۔ اقبال وہ کہ قلمرو میں سیک گھڑی تھی۔ عدل و انصاف کے جھنڈے گڑے ہوئے تھے۔ زور بازو وہ کہ بڑے بڑے تلوار کے دھنی لوہا مانتے اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۶) (۹۰) کند بھدری (۹۱) بیلاوتی (۹۲) ویرگہ نوچن (۹۳) ویرگہ باہو (۹۴) بیوکتو ستھ (۹۵) کنڈاگد (۹۶) کنڈ بیج (۹۷) چترک (۹۸) بھیم (۹۹) بکرم (۱۰۰) دریودھن +

راجہ دھرتراشٹ کے ان سو لڑکوں اور ایک لڑکی موسومہ دشلا کے سوائے صرف فرزند دوم

یوتس [illegible] باقی [illegible] پہنچے +

تیر کے سامنے کمان کی طرح جھکتے تھے۔ قصہ مختصر۔ راجہ کیا تھا اپنے زمانے کا آفتاب نصف النہار تھا جس کی شعاع نور چار دانگ عالم میں اپنی روشنی سے آنکھوں میں چکا چوندھ ڈال رہی تھی +

ایک دن کی بات ہے راجہ کو سیر و شکار کی دھن سمائی ہوا کے گھوڑے پر سوار سیدھا ایک جنگل میں پہنچا۔ وہاں دیکھا تو بہار ہی اور کیفیت ہی نرالی تھی۔ رُت بسنت کا سماں نظر آگیا۔ گلزار ہمیشہ بہار کی فضا نظروں سے گزر گئی۔ جدھر دیکھئے طائران خوش الحان چہک رہے ہیں۔ طرح طرح کے پھول مہک رہے ہیں۔ جس طرف نظر اُٹھائیے سبزہ زار کی بہار۔ ہرے بھرے درختوں کی قطار۔ تالابوں میں کنول حُسن و خوبی پر اترا رہے ہیں۔ بھنورے مستی بھرے سُروں میں گونج گونج کر دل بھا رہے ہیں۔ راجہ نے یہ فرحت بخش نظارہ دیکھا تو طبیعت گلزار اور آنکھیں ہری ہو گئیں دل کی کلی کھل گئی سینے کا کنول کھلکھلا اُٹھا۔ دلبستگی آگے قدم بڑھاتے ہوئے لے گئی۔ تو وہاں دوسرا ہی دلفریب نظارہ تھا۔ مالنی ندی اپنی ہی موج میں لہریں لیتی ہوئی جا رہی تھی۔ چادر آب کی تہیں۔ سورج کی نقرئی کرنوں کے عکس سے سنہرے گوکھرو اور گوٹہ کی زینت دکھاتی بہاؤ پر عالم نور کی کیفیت سے دل لبھاتی آگے بڑھتی چلی جاتی تھیں۔ ندی کے کنارے پر ایک سبزہ زار کی بہار تھی دوسری طرف ایک آشرم کی۔ جس کے اردگرد چھتنارے سے گنجان درخت ایک ایسے سلسلے اور ترتیب سے اہل نظر کے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچاتے راجہ کے دل سے عیش سلطنت بھلاتے تھے۔ اگن کنڈ سے لپٹیں نکل رہی تھیں اور دھوپ معبد کا نور وغیرہ کی خوشبو دھوئیں میں مل جل کر اس کی لپٹوں سے جنگل کا جنگل مہک رہا تھا۔ اس آشرم پر چھا۔۔۔ ہوئے درخت پھولوں سے لدے اور پھلوں سے اَٹے ہوئے تھے۔ کہیں طوطی کی خوش الحانی تھی کہیں بُلبُل کی نغمہ خوانی۔ کوئل کوکتی تھی تو مینا بھی دل لبھانے میں نہ چوکتی تھی۔ خلاصہ یہ کہ ادھر پرند مست تھے ادھر چرند خود بخود

ہرن اپنی چشم سرگیں سے آہو چشموں کی چشم شرمگیں کا نشہ ہرن کر تے
تھے۔ تو غزالے غزالان رعنا سے سبزۂ عارض کی سی ہری ہری دُوب
کی طرح چرتے تھے جنبش صبا زمین پر فرش گل بچھاتی تھی۔ راجہ دُشینت
کو اس سبزہ زار کی بہار نے ایسا محو کیا کہ از خود رفتہ ہو گیا۔ نہ سیر کی فکر رہی
نہ شکار کی۔ نہ معلوم کون طاقت تھی جو آگے ہی کھینچے لئے جاتی تھی۔ دل
پر قابو نہ تھا۔ دین و دُنیا فراموش ہو رہی تھی۔ آخر کار راجہ دُشینت وہاں
پہنچا جہاں چھتنارے درختوں کے سائے میں رشی منی تپ کر رہے
تھے۔ ہَون کنڈ کے ارد گرد ایک مقدس صورت والوں کی منڈلی رونق افروز
تھی۔ ماتھے پر ٹکھور جسم بھر میں بھبھوت۔ کمنڈل بائیں طرف گلے میں کنٹھی
وید منتر زبان پر تھے۔ اوم سواہا کی آواز سے تبھوبن گونج رہا تھا۔ راجہ ہَون کنڈ
سے اُٹھنے والے دھوئیں کا رُخ دیکھتا ہُوا وہیں پہنچ گیا۔ جہاں یہ نظارہ
دلفریب چشم حقیقت میں جادو ڈال رہا تھا۔ راجہ نے سب کو ڈنڈوت اور پرنام
کی اور زمین بوس ہوتا ہُوا ذرا اور آگے بڑھا تو بھاگ کھُل گئے۔ ایک ایسا
آشرم نظر آیا۔ کہ فردوس کی خوبیاں نظر سے گر گئیں۔ راج پاٹ کے ٹھاٹھ
باٹ سے دل پھیکا پڑ گیا۔ وہاں کیا تھا۔ کچھ بھی نہیں۔ صرف کُشا آسن
بچھے ہوئے تھے۔ ایک پندرہ سولہ برس کی نوخیز رشی کماری سہیلیوں میں
بیٹھی ہوئی تھی۔ بس اس کے سوا نہ وہاں وہ محلے تھے نہ محلے تھے۔ نہ زیب و
آرائش۔ جنگلی درختوں کی قدرتی کے سوا نہ آراستگی و زیبائش نہ شیشہ آلات
تھے نہ جھاڑ فانوس نہ مسند و تکیہ تھا نہ فرش فروش نہ پریوشان ماہ تمثال
نہ زہرہ جمالاں خورشید خصال۔ راجہ یہاں کی قدرتی فضا اور فطرتی بہار
پر ایسا شیفتہ اور اس تصویر نور اور حسن کی جیتی جاگتی جوت پر ایسا
فریفتہ ہُوا کہ نظر گڑ گئی ٹکٹکی بندھ گئی۔ نہ قدم آگے بڑھ سکا نہ نظر۔

نہ دل قابو میں رہا نہ جگر +

خیال ہُوا کہ لکشمی کا جلوہ جہاں افروز ہے یا اس کا مُرقّع حسن و جمال
تصویر سو نہ پہار سے اتر کر...گا آیا ہے...تھا...قابل... کو...ہوئی پر طلس

رہتی تھی۔ جس جگہ یہ سرمایۂ غمزہ و ناز و سرچشمۂ کرشمہ و انداز جلوہ فگن تھی۔ ایک نظر فریب انجمن تھی۔ رشیوں کی استریاں ہار گوندھ رہی تھیں۔ پھولوں کے گجرے تیار کئے جا رہے تھے۔ شکنتلا کے چہرے سے سورج کی روشنی نمایاں تھی۔ رشیوں کی استریاں ستاروں کے نقطۂ مقابل تھیں جن میں یہ شبیہ نور چاند تھی۔ راجہ کا دل قابو میں نہ رہا۔ صبر و شکیب نے دو ٹوک جواب دیا۔ جذبۂ اشتیاق و کشش عشق نے اُکسایا کہ چلو کس کی رہی ہے کس کی رہ جائیگی قریب سے آنکھیں سینک لیں۔ نظر بھر کر دیکھ لیں۔ بس پھر کیا تھا۔ مہاراجہ نے وزیروں کو ٹرکایا مشیروں کو بتا بتایا کہ جاؤ ادھر اُدھر گھوم آؤ دشت پُر بہار کی ہوا کھاؤ۔ میں سستاتا ہوں ذرا دیر جی بہلاتا ہوں۔ او مطلب ہمراہی راہی لگے اُدھر راجہ نے رشی کے آشرم کا رُخ کیا۔ جذبۂ شوق غالب تھا۔ پیں پل مارتے وہیں تھا جہاں وہ زہرہ خصائل محبوبی و مشتری خوبی پرتو حسن سے آفتاب کی روشنی ستارے چھٹکا رہی تھی +

سب کی سب شائستہ تھیں۔ مہمان نواز تھیں راجہ کو آتے دیکھا تو ادب سے کھڑی ہو گئیں۔ شکنتلا آنکھیں نیچی کئے سر جھکائے استقبال کو بڑھی اور شرمیلی نگاہ کی ایک جھپک دکھا کر تبسم آشنا لبوں کو برگ گل سی جنبش دیتی ہوئی بولی :-

مہاراج آئیے۔ تشریف ارزانی فرمائیے +

یہ سرو گلشن رعنائی و نہال چمنستان خوبی و زیبائی پھولوں کے زیور سے لدی ہوئی تھی۔ ایک طرف ہار پھولوں کی مہک دوسری طرف گل عارض و زلف مشکبو کی خوشبو۔ راجہ کا مشام جان معطر ہو گیا۔ چار آنکھیں ہوتے ہی دل پر ایک چوٹ لگی کلیجہ بھڑک گیا۔ سہیلیاں دوڑ پڑیں۔ ہاتھوں ہاتھ لائیں۔ پلکوں کے ساتھ فرش آسن بچھا دیا۔ اور سر آنکھوں پر بٹھا کر مہمان نوازی کے برتاؤ برتنا شروع کئے۔ شکنتلا ایک جھکتے ہوئے پھولوں کا خوشنما ہار لائی اور [illegible] انداز سے راجہ کے گلے میں ڈال دیا۔ یہ حسین

[illegible] کہ راجہ پر جادو کا سا اثر کر گیا۔ اور زبان گوہر فشاں میں [illegible] سوال ہوئی

"مہرشی جی کہاں تشریف رکھتے ہیں۔ درشن نہیں ہوئے ؛

شکنتلا (مسکراتی ہوئی) تلسی دَل اور پھل پھول کی تلاش میں ابھی ابھی یہیں کہیں گئے ہیں۔ ذرا دیر میں تشریف لاتے ہونگے ؛

راجہ دشنیت۔ تم کس کی صاحبزادی ہو؟ کہاں یہ موہنی مورت یہ بھولی بھولی صورت۔ کہاں صحرا نشینی۔ گوشہ گزینی۔ اس کا سبب آخر کوئی وجہ؟

شکنتلا۔ کنو رشی میرے والد بزرگوار ہیں میں اُن کی بیٹی ہوں اُن کا آشرم بالکل ہی پاس ہے۔ اسی لحاظ سے میری بھی یہیں بودوباش ہے ؛

راجہ دشنیت۔ تم کنو رشی کی رشی کماری ہو وہ تو کنوارے ہیں۔ ان کو تعلق دنیوی سے واسطہ ہی نہ رہا۔ تخم مودمی کو زائل ہونے کی قدر نہیں۔ پھر تم اُن کی صاحبزادی کیسی؟

شکنتلا۔ ان باتوں کی تو مجھے واقفیت ہی نہیں۔ میں ایسے اسرار کیا جانوں۔ مگر ہاں رشی جی مہاراج نے جو تذکرہ بیان فرمایا ہے۔ اُس کا نفس مطلب جو یادداشت میں ہے۔ گوشگزار کرتی ہوں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتی ؛

شکنتلا کی پیدائش کا حال شکنتلا ہی کی زبانی

زمانۂ دراز گزرا کہ گادھ جی کے فرزند ارجمند نے ایسا بھاری تپ کیا کہ اندر کے بھی ہوش اُڑ گئے حواس جاتے رہے۔ روح کانپ گئی دل لرز گیا کہ کہیں میرے سنگھاسن کے ہاتھ سے نہ جائے۔ میرے سر نہ بیٹھے یعنی اندر کی پدوی بسوامتر نہ پا جائیں۔ میں اپنا سا منہ لیکر رہ جاؤں تلوؤں سے لگی تھی۔ ریڑھ مارنے کی دھن سمائی اپسراؤں کی سرمایہ ناز گندھربوں سے سرافراز جامۂ حسن و خوبی جامع اوصاف محبوبی مینکا اپسرا کو یاد فرما کر پٹی پڑھائی۔ کہ جس طرح سے بنے بسوامتر پر بسی کرن منتر چلائے۔ چھب دکھا کر حسن عالم فریب کا دور فتنہ ناز کے چشمان افسون ساز وہ جادو [illegible]

تنگنی کا ناچ نچا دیں +

مینکا بولی۔ تعمیل ارشاد میں عذر و انکار نہیں۔ فرماں پذیری ہے
عار نہیں۔ لیکن ظاہر اے

این خیال است و محال است و جنون

بسوامتر کے برابر آج کوئی اہل کشف و کرامات نہیں۔ ان کو چکمہ دیکر
اُنتی پر چڑھانا آسان بات نہیں چشم غضب اگر شعلہ انگیز ہو تو چشمۂ آب
بھی شرر انگیز ہو۔ نظر بھر کر دیکھیں تو آفتاب جل بھُن کر رہ جائے۔ چاند
چاندی کی طرح گل کر بہ جائے۔ دُور کیوں جائیے اور کسی کا کیوں ذکر کیجیے
آپ اپنے ہی کو دیکھ لیجئے کہ چھکے چھوٹے ہوئے ہیں۔ وضو ٹوٹے ہوئے
ہیں۔ اوسان خطا حواس باختہ +

بسوامتر کو آپ کیا کوئی ایسا ویسا مانتے ہیں۔ سیدھا رشی ہی جانتے
ہیں بشسٹ جی اکیلے صاحب جمال صاحب کمال اُن کے صاحبزادوں سے
فنظر بڑھی ہوئی تو بشسٹ جی کی ایک نہ چلی۔ کشف و کرامات کی ذرا دال
نہ گلی۔ بسوامتر جب غصے میں بھر گئے تو اپنی ہی کر گئے۔ سَو کے سَو بیٹوں کو
ہلاک کیا۔ بات کی بات میں سب کا قصہ پاک کیا یہی نہیں بلکہ کشتری ہو کر
راج رشی سے اعلےٰ مرتبہ حاصل کیا اپنے نام کو برہم رشیوں کی فہرست
میں داخل کیا اس سے پہلے کیا اوصاف و خصائل کیا ہونگے فضائل کیا
ہونگے۔ بس حد ہے چشمۂ فیض و ریاضت سرچشمۂ برکت و عبادت سے
دریائے عظمت کی روانی دکھادی کوشکی ندی زمین پر بہادی +

آپ نے شاید سنا ہو کہ ایک وقت تیرنک رشی نے یگ کا سرانجام
کیا ایک بات کا معقول انتظام کیا۔ یگیہ میں بہو انتہی بھی رونق افروز
تھے۔ ہر طرح دمساز و دلسوز تھے۔ جس وقت سوم کا دور چلا تو طرفہ رنگت
نظر آئی۔ بسوامتر کو دیکھ کہ کچھ اور ہی سمائی بیٹھے بیٹھے کشف و کرامات
کا اظہار کیا۔ دوسرے لوگ قائم کرتے کے جیسے نئے نکشتروں کا نمودار
کیا۔ [illegible] میں سے کسی کو حیرت ہوئی کسی کو حیرت۔ آپ اپنے کشتر

کو زلف مشکیں کے پھندے میں پھانسنے کے لئے بھیجتے ہیں یا اژدھے کے مُنہ میں جھونکتے ہیں۔ میری تلی تلی کانپتی ہے رویاں رویاں لرزتا آئندہ جو مرضی جو حکم ہے

گر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

آگ میں بھی جھونک دو تو بھی اُف نہ کروں۔ موت کے مُنہ سے بھی نہ ڈروں +

راجہ اندر۔ بہت باتیں نہ بناؤ۔ تائے بائے نہ بتاؤ۔ کسی اور سے حیلے کرو۔ تم۔ اور بسوامتر سے ڈرو۔ بسوامتر سے باون ہزار تمہاری جیب میں پڑے رہتے ہیں۔ تبھی تو گند ھرب تک تمہیں اپنا تاج کہتے ہیں۔ بہت بھولی بھالی نہ بنو جامۂ خام خیالی نہ بنو۔ جاؤ اور بسوامتر کو بھیڑ بکری بناؤ۔ جس وقت تمہارا حسن منظر فریب نظر سے گزرا سمجھ لینا کہ ناوک عشق جگر سے گزرا۔ اسی وقت لوٹ پوٹ نہ ہوئے تب کرامات۔ آنکھ ملتے ہی دنیا آنکھوں سے اوٹ نہ ہو جائے تب بات۔ تم جاؤ انداز و کرشمہ دکھاؤ۔ مجال کیا کہ آنکھ لڑے اور تدبیر پٹ پڑے۔ تم سنجیدہ ہو فہمیدہ ہو۔ ایک نگاہ غلط میں تو بسوامتر کا کام تمام ہو جائیگا۔ بس دیر و درنگ نہ کرو۔ بلا ذرا لگ نہ کرو۔ جاؤ غمزہ و ادا کا کرشمہ دکھاؤ۔ صرف تمہیں پر کامیابیٔ مقصد کا انحصار ہے۔ تمہاری مدد پہ سارا دار و مدار ہے۔ تم کو ہزار کام چھوڑ کر یہ کام کرنا ہوگا۔ دل و جان سے میرا دم بھرنا ہوگا۔ عذر و انکار فضول۔ بس کہدو کہ خدمت قبول +

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

مینکا اپسرا۔ آپ کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتی۔ آپ کی بات ٹالنا بمنزلۂ کفر سمجھتی ہیں لاکھ سراپۂ حسن و جمال ہوں۔ جلوہ بائی میں اپنی آپ مثال ہوں [illegible]

[illegible]

نہیں پھوڑ سکتا اوچھا وار بہادر کا دل نہیں توڑ سکتا یہ کام مشکل ہے موم نہیں۔ پتھر کی سل ہے پس حمایت ضروری ورنہ ہر حال میں معذوری و مجبوری۔ آپ اس ہی کے لئے اور ہی کام کریں یعنی کام دیو سے انتظام کریں کہ بسوامتر کو اپنے ڈھب میں کر کے چھیڑ غٹو کرے حسن بلیح و صبیح پر لٹو کرے۔ ادھر میری حالت پر نظارہ کیجئے اور پون دیوتا کو ہمراہ کیجئے۔ اس طرح سب کام بن جائیگا۔ نقد مراد ہاتھ آئیگا۔ ورنہ محال۔ کوئی بسوامتر کا آسن ڈگا سکے کیا مجال +

راجہ۔ آخر یہ کیوں۔ کام دیو کو تکلیف دینے کی ضرورت۔ وایو دیوتا کو بھیجنے کے لئے قبول گذارش کی صورت؟

مینکا۔ جی ہاں۔ ضرورت نہیں تو اور کیا۔ اس میں آپ کو حاجت غور کیا پس حکم دیجئے ارشاد فرمائیے وہ فوراً باریاب ہوں۔ تاکہ آپ تکمیل مقاصد میں کامیاب ہوں +

وایو دیوتا سے کہئے کہ جب میں جاؤں ناز و انداز دکھاؤں تو فتنہ فسادی کرے دست درازی کرے۔ کبھی گھونگٹ الٹ دے کبھی آنچل کبھی چولی کھول دے۔ کبھی نہر حسن کے کنول۔ بس وہ چال ہو کہ یہ شعر حسب حال ہو ؎

ہوئے ہیں خود نما اعضا نہ پیراہن میں ٹھیرینگے
ادھر سینہ چھپاتے ہو ادھر بازو نکلتے ہیں

میری طرف پون دیوتا کارستانی دکھائیں ادھر کام دیو اپنی جانفشانی۔ جس وقت مجھ سے نظر دو چار ہو وہ چالاکی دکھائیں کہ تیر نظر سینے میں دو سار اور کلیجے کے پار ہو۔ اگر یہ تدبیر کارگر ہوئی تو سمجھ لیں کہ مہم سر ہوئی +

راجہ اندر کو اشتعال تھا۔ سنگھاسن چھن جانے کا خیال تھا۔ جو بات مینکا نے کہی ماننا پڑی۔ کام دیو اور وایو دیوتا کو یاد کیا خاطر خواہ ارشاد کیا۔ وہ لوگ اندر کے ہوا خواہ ہوئے۔ مینکا کے ہمراہ ہوئے مینکا بسوامتر جی کے آشرم میں پہنچی تو ساری شیخی بھول گئی حواس جاتے رہے راج رشی جی نے تیج

نے شیرستہ و ... کی بنا دیا سارے ہیکڑی گرو ہوگئی پھر بھی جی کڑا دل مضبوط

کر کے ناز و کرشمہ دکھائے اور حسن جہاں فریب پر رجھانے لگی۔ کام دیو اور
وایو دیوتا ساتھ ہوئے تھے کچھ بڑی بات تھی۔ منطقہ ٹھیک ہو چکا تھا۔
ادھر پون جی نے مینکا کی اوڑھنی کو ادھر اُدھر اڑا کر چولی آنچل کا نظارہ
دلفریب پیش نظر کیا اُدھر کامدیو نے گھس پیٹھ کر بسوامتر جی کے دل میں
گھر کیا پھر کیا تھا ادھر سحر حسن و جمال ادھر حسن پرستی کا خیال ؎

درمیانِ قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

کی رنگت ہوئی۔ جوہیں مینکا اٹھلاتی مسکراتی مرگ کا لوچ دکھاتی ہوئی سامنے
آئی۔ جب تپ بھنگ ہو گیا اور ہی رنگ ہو گیا۔ بسوامتر جی آپے میں نہ رہے
دُنیا و دین فراموش۔ صرف تعشق کا جوش۔ اب کیا تھا مینکا کے پو بارہ ہوئے
بازی ماری۔ پری شیشے میں اُتار لی۔ بسوامتر کو شوقِ مواصلت نے کہیں کا
نہ رکھا نہ دُنیا کا نہ دین کا رکھا۔ ادھر شرم و ناموس میں۔ اُدھر اُمنگ اور
آغوش تنگ تھی۔ شراب وصل کے دور چلتے تھے۔ دلوں کے ارمان نکلتے
تھے۔ مالنی ندی کا کنارہ تھا اور حسن و عشق کی دلبستگیوں کا نظارہ۔ آخر
آگ پھوس کے میل جول نے شعلہ زنی کی قوس مواصلت نے نشانے پر
تیر افگنی کی۔ مینکا اپسرا بار دار ہوئی۔ آخر کار بیس زینت کنار ہوئی +
مینکا اپسرا میری ماتا جب بسوامتر کو تپ سے ہٹا چکی۔ دل بنا چکی تو
بس یہاں سے ہوا ہو گئی دیکھتے ہی دیکھتے کیا جانے کیا سے کیا ہو گئی اب
رہ گئی اکیلی میں۔ نہ کسی کو خبر نہ کسی کو آگاہی کہ کون ہوں کہاں سے آئی
زمین سے یا آسمان سے بھلا ہو تپو بن کے پرندوں کا جنہوں نے رحم
کھایا۔ مجھ پر پروں کا چھتر چھایا بسوامتر نے جب تپ سے دل لگا دیا۔ مجھے
گوشۂ دل سے بھلا دیا۔ مگر ؎

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

ایشور کی مہربانی اتفاقاً کنو رشی سندھیا کے لئے ادھر سے گزرے چشم مشفق
بازی نظر دانستہ نہ تھی۔ مجھ نے دیکھ بچو کی زمین پر پڑی ہے وہ ہمہ

ہو کسی اپسرا کی بیٹی ہے۔ رگِ حمیت نے گوارا نہ کیا کہ منہ موڑ جائیں جوشِ محبت نے منظور نہ کیا کہ لاوارث کو پرمیشور پر بے سرپرست چھوڑ جائیں پس گود میں اُٹھا لیا سینے سے لگا لیا۔ جب کُٹی میں آئے تو شادیانے بجائے۔ اور رشیوں کی استریوں نے آنکھ کی پتلی کی طرح نگاہ میں رکھا۔ آنچل کی پناہ میں رکھا۔ یہ جو سب سامنے جلوہ کناں ہیں میری بزرگ اور منہ بولی ماں ہیں۔ آپ دھرم شاستر کے واقفکار ہیں۔ نیتی سے خبردار ہیں پس آپکے سامنے کوئی بات کہنا سورج کے سامنے چراغ جلانا ہے۔ دھرم شاستر میں آپ نے دیکھا ہوگا مگر ہم نے سُنا ہے کہ تین طرح کے پتا ہوتے ہیں :-

اوّل۔ وہ جس کے جوہر جرومی سے اولاد کا ظہور ہو +

دوم۔ وہ جس کی ذاتِ بابرکات سے زندگی کا قیام رہے +

سوم۔ وہ جو اولاد کی طرح پرورش و پرداخت کرے +

کنور رشی میرے زندگی کے محافظ ہیں۔ آج جو پیکرِ عنصری آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ وہ کنور رشی ہی کی طفیل نظر آ رہا ہے۔ ورنہ یہ صورت آج کہاں ہوتی۔ طفولیت کی حالت میں ہڈیوں کا بھی پتہ نہ لگتا۔ اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ گو میرے جسم میں خون تو بسوامتر جی ہی کا دوڑتا ہے۔ مگر نہیں میں اپنا پتا کنور رشی ہی کو جانتی ہوں۔ جن کی بدولت یہ خاک کا ڈھانچا آپ کے سامنے منہ سے بولتا۔ اور چلتا پھرتا نظر آ رہا ہے۔ میرا نام شکنتلا ہے۔ شکنتلا نام بے وجہ نہیں۔ اس میں بھی ایک باریک رمز ہے۔ جس وقت میں زمین پر گری تھی۔ اور میری مادرِ مہربان مجھ کو پرمیشور کے بھروسے پر چھوڑ کر اپنے وطنِ مالوفہ کو پھری تھی۔ اس وقت جنگل کے پرندوں نے اپنے شہپروں سے مجھ پر سایہ کر کے ماں کے آنچل کا لطف دکھایا تھا۔ اس حالت میں کنور رشی پہنچے اور مجھے آغوشِ محبت میں لیا تو اسی نقطہ کی بنیاد پر مجھے شکنتلا کے نام سے پکارا۔ گو میں ساری کہانی اور رُوداد داستانی سُنا گئی مگر سب سے بڑی بات ہے۔ کل کا ایسا لیا سکھائے۔ آج کا لیپا دیکھو آئے کچھ ہو میں اپنے

کو کنور شمی کماری ہی سمجھتی ہوں ۔ پدم سلطان بُود سے مجھے واسطہ نہیں ۔
قصہ مختصر میں کنور شمی کی بیٹی ہوں اور یہ میری جائے سکونت ہے ؀

ادھیاے ۳۰

راجہ دشنیت اور شکنتلا کا گندھرب بواہ

راجہ دشنیت شکنتلا کی تیغ نگاہ سے بسمل ہو چکا تھا جس جمال و تمثال بیمثال نے دل پر موہنی ڈال دی تھی ۔ منہ سے پھول جھڑتے دیکھے تو اور کلی کلی کھل گئی لب شیریں زبانی نے دو میٹھے بولوں میں تنگ بنات کا ذائقہ چکھا دیا اور اُس حلوا دبے دو پر اور بھی رال ٹپک پڑی سوچتا تھا کہ یا معشوق حقیقی کیا معاملہ ہے ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

کیا صورت ہے کیا موہنی مورت ۔ قالب خاکی کے روئیں روئیں سے سورج کی کرنیں پھوٹی نکلتی دکھائی دیتی ہیں ۔ سر سے پاؤں تک چودھویں رات کے چاند کی روشنی کا سا نور برستا ہوا نظر آرہا ہے تجلی رُخ پر بجلی کی چمک قربان حسنائے رخسار ہے ۔ کندن کی دمک مات یہ رشی کماری ہے یا خوالا لکھی کی جیتی جاگتی جوت یہ پیکر حسن ہے یا منہ سے بولتا بقعہ نور ؀

جوش عشق نے پاؤں پھیلا دئے ۔ جذب اُلفت نے اُمنگوں کو اکسایا ہوسیں آپے میں نہ رہیں ۔ اشتیاق بولا کہ ہر چہ بادا باد دل کے ارمان نکالو آغوش تنگ نے اُبھارا کس کی رہی ہے کس کی رہ جائیگی ۔ جس طرح ہوسکے پہلو میں بٹھالو ۔ آج سے بڑھ کر دن اور کون ہوگا ۔ خوش قسمتی کے

آئی ہوئی لچھمی ہاتھ سے نکل گئی تو عمر بھر کے لئے پھر پچھتانا پڑے گا۔ میں
کار امروز بفردا مگذار ✣

محل میں ایک سے ایک قبول صورت ایک سے ایک ماہ طلعت رانیاں
ہیں تو کیا سب اس مایۂ حسن غریب کی ڈیوڑھی چوٹی پر قربان ہیں کوئی اس کے پاؤں
کا دھوون بھی نہیں۔ اور پاسنگ برابر بھی نہیں۔ دل کہتا تھا حسینانِ
جہاں کیا مال ہیں۔ سب پر لعنت۔ اندر کی اپسرائیں ہوں تو اُف نہ کروں
پریوں پر تُف نہ کروں۔ آج تقدیر نے وہ صورت حسن دکھایا ہے۔ جسے
صورت گر قدرت نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ ہمیں زندگی سپھل کرو
جان دے کر ہم بغل کرو۔ نہیں تو یہ گدڑی کا لعل تاج شہنشاہی کی
قسمت سے اُتر کر کسی صحرا نشین کی کٹی کا گوہر شب چراغ اور اسے
دشمنیت تیرے کلیجے کا داغ بنیگا ✣

سچی محبت کا اثر اوپر اوپر نہیں جاتا۔ یہ وہ تیر ہے۔ جو شکار اور
شکاری کے کلیجے میں یکساں ترازو ہو کر رہتا ہے

ادھر تو شمع جلتی ہے ادھر پروانہ جلتا ہے

اگر یہ نہ ہو تو عشق کی تاثیر اور حُسن کا اثر ہی کیا۔ اس موقع پر ہمیں مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ اپنے تصنیف کردہ حسن و عشق کے چند تمہیدی بند
نذرِ ناظرین کریں۔ جو کہ غالباً اس مذاق محبت کے سلسلے میں موزوں
ثابت ہوں گے ✣

ہے اُفق آج طبیعت کا کچھ ڈھنگ نیا نیا اندازِ سخن۔ طرز نئی۔ ڈھنگ نیا
فلک کا سحر نیا۔ طبع کا نیرنگ نیا شعبۂ نغمہ نیا۔ پردۂ آہنگ نیا

حسن اُدھر عشق ادھر دونوں ہیں جکڑے دل کو
درد ہمدرد فقط ہے جو ہے پکڑے دل کو

حُسن کو دیکھ کے دل جو ہیں پکا اُٹھا تو عشق نے مل کے گر منہ سے نکلوا لوی
حسن نے پیش نظر کی جو بہار شب ماہ عشق نے سامنے آنکھوں کے کیا روز سیاہ

جیسے دوستوں کے جھگڑے میں گلابی دیکھی
ان کی ضدین میں وہ دل کی خرابی دیکھی

حُسن یا عشق ہو جب دل پہ اثر کرتا ہے
آسماں اور زمین زیر و زبر کرتا ہے
جب دیکھئے تب ٹیڑھی نظر کرتا ہے
عشق جب اس سے بچے خونِ جگر کرتا ہے

کبھی ان دونو کے دل کو نہ پسیجا دیکھا
دو غنیموں کی چڑھائی کا نتیجہ دیکھا

ضدی بچوں میں کھلونے کی جو مٹی ہے خراب
عشق سے حسن سے دل پر ہے بعینہ وہ عذاب
حُسن کی بات کا ہے رعب کوئی نہ جواب
عشق سے کچھ نہ ہے بس خواہ ہو پری کہ شباب

دل پہ دو سمت سے دو دو چھریاں چلتی ہیں
گاشیاں تیر و پیکاں کی جگر ملتی ہیں

ضدی بچوں کو کچھ بھی تو ہے کھلونے پہ کا ہوس
حسن و عشق ایسے ہیں جن پر تو نہ قابو نہ بس
ان کو دل توڑنے میں رنج نہ کچھ پیش و پس
اپنے مقتول کے مرنے کی نہ جینے کی ہوس

حُسن بر حق ہے جو خود داری پہ غش ہوتا ہے
عشق حیف اپنی ہی جڑ کاٹ کے خوش ہوتا ہے

حُسن کا غمزہ بجا عشوہ بجا ناز بجا
شیوۂ و غنج و کرشمہ بجا انداز بجا
شغل تیر افگنی چشم فسوں ساز بجا
خونفشانی نگاہ غلط انداز بجا

عشق معلوم نہیں دیکھ رہا ہے خواب کیا
خونِ دل کرنے کو اس میں ہے پُر خواب کیا

ذکر یہ مستی صہبا میں جو چھیڑا ہم نے
بیٹھے بٹھلائے کیا سر پہ بکھیڑا ہم نے
قلزم حُسن کا کھایا جو تھپیڑا ہم نے
ڈھونڈتے پایا تو اک عشق کا بیڑا ہم نے

مگر افسوس نہ بیڑے نے کہیں کا رکھا
آسماں کا نہ سمندر نہ زمیں کا رکھا

ہیں تو بیڑے پہ مگر بیڑے کی کچھ آس نہیں
غم غلط جس سے ہو ملاح کوئی پاس نہیں
کیا نہیں غم نہیں کلفت نہیں یاس نہیں
جو ہیں خو بو وہ نہیں ان میں وہ بو باس نہیں

بیڑا یہ ٹوٹس طرح بھنور سے نکلے

حُسن یا عشق کہ دونوں کے اثر سے نکلے

اس جگہ عقل کا یا ہوش کا کچھ کام نہیں طرّہ اس پر ہے خیالات اگر خام نہیں
حُسن پردوش نہیں عشق پہ الزام نہیں کچھ غرض اس سے نہیں اُس سے بھی کچھ کام نہیں

قدرتی جو ہے اثر وہ کہیں جانے کا نہیں
حُسن یا عشق ہو مقدور چھپانے کا نہیں

عشق بے حُسن تو بے عشق بھی ہے حسن فضول فطرتی قاعدہ یہ ہے تو یہ قدرت کا اصول
عشقِ بلبل نہ ہوتا تو نہ اتراتے پھول حُسن ہوتا نہ تو پھر کیا تھی سمن کیسی ببول

حسنِ گل عشق عنادل کے سبب سے چمکا
کبک کا عشق جمال مہِ شب سے چمکا

حُسن یا عشق جب انسان کو بھا لیتا ہے بھیڑ بکری دل شیدا کو بنا لیتا ہے
یہ محبت کا وہ الفت کا مزا لیتا ہے تاکتا جس کو ہو صورت پہ رجھا لیتا ہے

اے اُفقؔ حسن ہو یا عشق غضب ہیں دونو
دل کو وارفتہ بنانے کے سبب ہیں دونو

راجہ دُشینت کے دل پر جو تاثیرِ عشق غالب آئی تھی - وہ خالی نہ تئی - اس نے شکنتلا کو بھی سان لیا اور دونو طرف یکساں تیزی کے ساتھ محبت کی آگ سُلگ اُٹھی - دونو طرف کے تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھے نہ رتی بھر زیادہ نہ تل بھر کم - دُشینت سے نہ رہا گیا - دل کسی طرح نہ مانا بے قابو ہو کر بول اُٹھا ؎

پیاری! مَیں نے تمہاری شیوا بیانی سُنی ساری کہانی سُنی مَیں سمجھ گیا کہ تم ظاہرا رشی کماری ہو مگر اصل میں راج دُلاری ہو - تمہیں دیکھ کر میرا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو گیا - دل نے وہ آنند لوٹا کہ عمر بھر میں نصیب نہ ہوا تھا ایشور تمہارا حسن و جمال قائم رکھے - بدر نوجوانی کا کمال دائم رکھے - تم کنول کا پھول ہو - مگر افسوس کہ تالاب تمہارے لائق نہیں تم شمع نور افروز ہو - لیکن حیرت ہے کہ کوئی پروانہ شائق نہیں - شہد کے لئے مگس جسم کے لئے قفس منظور جانیئے - [illegible]

مشتری ہی نہ ہو تو خوبی و نفاست بیکار گل بغیر بلبل ۔ سرو بغیر صلصل ہو تو کیا لطفِ بہار ✣
راجہ دُشنیت اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ نکتہ شناس سہیلیاں نفسِ مطلب کو پہنچ گئیں ۔ طرزِ کلام سے بھانپ لیا کہ کیا اسرار ہے چتون سے تاڑ گئیں کہ رنگت اور ہے قیافے سے جان لیا کہ تیرِ تعشق طرفین کے کلیجے میں دوسار ہو گیا ہے ۔ وہ نظر بچا بچا کر ادھر سے ادُھر ہو گئیں ۔ ایک نہ ایک بہانے سے موقع ٹال گئیں ۔ دل میں جوش کہ مراد بر آئی ۔ سونے کی چڑیا خود اُڑ کر گھر آئی ۔ ایشور نے جوڑی برابر کی دکھا دی ۔ اب مزہ تب ہے کہ شادی ہو ایک نے کہا شکنتلا ایسے ہی پرتاپی راجاؤں کے قابل ہے ۔ کنور جی بھی ایسی جوڑی کی تلاش میں تھے ۔ کیا عجب کہ تقدیر کی رسائی ہو ان دونو کی کدخدائی ہو ✣
دوسری سہیلی بولی پیاری سہیلیو آثار تو ٹھیک ہی معلوم ہوتے ہیں ادھر دُشنیت شکنتلا کے حسن نظر فریب پر فریفتہ ہے اُدھر شکنتلا دُشنیت کے جمال دلفریب پر شیفتہ ؂

دونو طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

یہی بھانپ کر یہ وہاں سے چلی آئی کہ کسی کے دل کی دل میں نہ رہے جس طرح چاہیں ہنس بول لیں ہمارے سبب سے کچھ خلل نہ ہو ۔ اس سے موقع ٹال جانا ہی لازم تھا ۔ اب جو ایشور کی اچھیا "جو قسمت کا نوشتہ" یہ کہکر سب کی سب زبان دابے دبے قدم اپنے اپنے آشرموں میں چلی گئیں ۔ اور دل میں یہ ہوس لئے رہیں کہ آج ہی سر تا بھرتا ہو جائے تو کیا بات ہے ۔ ادھر سہیلیاں کھچڑی پکا رہی تھیں اودھر سناٹا دیکھ کر راجہ کا جذبۂ عشق اور کھل کھیلا زبان نچلی نہ بیٹھ سکی آخر یہ الفاظ زبان پر آ ہی گئے ✣
پیاری بُرا نہ ماننا ۔ کچھ کہنے کو جی چاہتا ہے ۔ بُرا مانو تو پہلے سے روک دینا ✣
شکنتلا ۔ آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں ۔ میں کیا جانوں ۔ مگر جو کہنے کی خواہش ہو ۔ بے تکلف فرمائیں ۔ بُرا ماننے کی کون بات ۔ پھر میں بُرا مانوں ! یہ آپ کا خیال ٹھیک نہیں ✣

راجہ۔ گستاخی معاف کرنا۔ کیا تمہیں تمام میری رانیوں کی سرتاج بننے میں کچھ عذر ہے؟ میرا سارا رنواس تمہارا پانی بھریگا۔ پاؤں دابیگا۔ نظروں میں چلیگا جو کہوگی وہی کریگا۔ میں بھی ہروقت تمہارا دل ہاتھ میں لئے رہونگا۔ کسی بات میں اُف نہ کرونگا۔ خزانہ تمہارا ہوگا۔ زمانہ تمہارا ہوگا۔ حکومت پر تمہارا اختیار۔ تمہیں پر ساری سلطنت کا دارومدار۔ سر سے پاؤں تک جواہرات ہی جواہرات ہونگے۔ ہر ہفت عروس سے ہفت اختربات ہونگے ✦

شکنتلا شرم وحیا کے سبب سے ان باتوں کا جواب نہ دے سکی۔ دل تو پھڑک اُٹھا مگر ادائے معشوقانہ نے ہونٹوں پر مہر لگادی۔ مسکرائی اور شرمائی ہوئی ایک فقط غلط انداز سے راجہ کی طرف دیکھ کر سرنیچا کرلیا۔ راجہ پر بیداد اور ستم کرگئی۔ اور دل میں سمجھ گیا کہ الخاموشی نیم رضا پھر کیا تھا حوصلہ کھل کھیلا۔ جرأت شمشیر برہنہ ہوگئی بے تکلف زبان سے یہ الفاظ نکلے ✦

میرے کلیجے کی مالک۔ میرے دل کی مختار۔ شکنتلا۔ دل پر اب قابو نہیں۔ میدان خالی ہے کوئی آس پاس نہیں" نے غم دزد نے غم کالا۔ میں ہوں اور تم۔ بس ایسا موقع پھر کب حاصل ہوگا۔ زیادہ اشتیاق میں رکھا تو فائدہ ✦

بس گندھرب بواہ میں اسی وقت کیا مضائقہ ہے ✦

درکارِ خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

گندھرب بواہ شاستر کے رو سے بھی جائز وروا ہے۔ پھر میں میکھ فضول۔ دیکھو کہا ہے ؎

جو کرنا ہے آج ہی کرے کال کال کیا کرنی
شبھ کارج میں ہے من مورکھ کاہ بعد را لہونی

شکنتلا۔ آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر۔ مگر سمجھ لیجئے کہ پر بس بندھ ہوں۔ دل پر ضرور اختیار ہے۔ مگر جسم عنصری پر قابو نہیں۔ یہ پتا کنورشی کے حکم کا ہے آپ گیا ... تو ... کھلی ...

ہونگے۔ کیا عجب کہ آپ کی تقدیر پھلاوا دیگر حصول مدعا ہی کے لئے یہاں لائی ہو۔ پتاجی کو خود خواہش ہے۔ کہ کوئی پرتاپی راجہ ملے تو ہاتھ پیلے کر کے مجھ سے چھٹی کریں۔ پس اس قدر اضطراب فضول۔ ذرا دم لیجئے صبر کیجئے دیکھئے وہ آپ کو دیکھ کر کیا فیصلہ کرتے ہیں +

راجہ دُشنیت - تمہارا کہنا بہت صحیح - مگر پیاری میں کیونکر پہلو چیر کر دکھاؤں کہ میرے دل کی کیا کیفیت ہے۔ ایشور جانتا ہے کہ تاب صبر نہیں تم پتاجی کی آگیا چاہتی ہو تو اس کے لئے یہ منطق ہے کہ پتا پتر وغیرہ کون ہیں ؟ نظر حقیقت بین سے دیکھو تو صاف سمجھ میں آجائے کہ آتما ہی پتا ہے آتما ہی پتر۔ آتما ہی بھائی آتما ہی سب کچھ۔ صرف آتما ہی سے ذائقہ حیات ہے اور آتما ہی سے نجات - پھر آتما کے ہوتے کسی سے باز پرس یا حصول ارشاد کی کیا ضرورت۔ جو آتما کہے وہی کرو۔ ادھر آتما کا حکم اُدھر شاستر کی اجازت - پھر لیت و لعل کی کیا ضرورت - شاستر ڈنکے کی چوٹ کہہ رہا ہے کہ انسان کے لئے آٹھ قسم کی شادیاں جائز ہیں۔ جن میں چھتری کے لئے گندھرب بواہ افضل ہے اور راچھس بواہ بھی ہو تو نامناسب نہیں۔ مجھ پر بھی ہوائے نفسانی غالب ہے اور تمہارا دل بھی میرا طالب ہے۔ نہ مجھ کو تاب صبر ہے۔ نہ تم کو مجال شکیب۔ پھر دل کو مار مار کر رکھنا خواہشات کو زنجیروں میں جکڑ جکڑ کر قید کرنا میری دانست میں دھرم کے خلاف ہے آئندہ جو مرضی +

شکنتلا جوش عشق سے خود از خود رفتہ ہو رہی تھی بھری جوانی نشۂ حسن شراب عشق کی مستی سے آپے میں نہ تھی۔ دل بے قابو ہو گیا تھا خواہشوں پر بس نہ رہا تھا۔ سوچی کہ دل تو دے ہی چکی ہوں طبیعت تو آ ہی چکی ہے۔ پھر نہ ایسا تخلیہ کا موقع ہاتھ آئیگا نہ دشنیت ایسا چکرورتی راجہ۔ ادھر پتاجی دلسوزشی (بھی) ایسے ہی تابعدار کی تلاش میں تھے پس راجہ سے دل کی ہوس کیوں رہ جائے میں بھی شکنتلہ وہ بھی

فریفتہ پھر کیوں ترساؤں۔ راجہ کا دل دکھاؤں جو شدنی ہے وہی نہ کر دکھاؤں اور پھر لطف یہ کہ دھرم بھی نہ گنواؤں +

یہ سوچ کر اس نے راجہ دشمنیت سے کہا +

گو میں اپنے دل کی مالک اور مرضی کی مختار نہیں۔ مگر آپ راجہ ہیں۔ اس لئے تعمیل ارشاد سے بھی انکار نہیں۔ مگر ہاں ایک شرط ہے قول ہارئے ہاتھ پہ ہاتھ مارئے تو کہوں +

راجہ دشمنیت۔ قول جان کے ساتھ۔ لاؤں ماروں ہاتھ پہ ہاتھ۔ جو کہہ دوں مجال کیا کہ پٹ پڑے جو زبان سے نکال دوں ممکن نہیں کہ ٹل سکے +

شکنتلا۔ یہ ہے تو بس زبان دیجئے قول ہارئے کہ اگر ایشور مجھے لڑکا دے تو وہی آپ کا جانشین ہو مالکِ تاج و نگیں ہو +

راجہ دشمنیت۔ بس اتنے ہی کے لئے ہاتھ پہ ہاتھ مارنا۔ قول ہارنا واہ میں سمجھا تھا کہ کوئی پہاڑ اُٹھانا پڑیگا۔ برہمانڈ ہلانا پڑیگا بس اسی کے لئے اتنے عذر و انکار۔ اس قدر طوالتِ گفتار۔ کہو تو گنگے گلے پانی میں اقرار کروں۔ حلف سے وعدہ وفائی کے پہلوؤں کا اظہار کروں +

شکنتلا۔ اگر یہ ہے تو نہ آپ کے اصرار کی ضرورت نہ میرے انکار کی صورت +

راجہ دشمنیت۔ (جذبۂ شوق سے گلے لگا کر)

ساقی بریز بادہ عشرت بجام ما
مطرب بگو کہ کارِ جہاں شد بکامِ ما

اس شعر کا مطلب راجہ کی زبان پر آتے ہی گنندھرب بواہ کے تھیٹر کا پردہ گر گیا اور چشمِ قلم کی نگاہ اُدھر سے اُچٹ کر دوسرے سین کی انتظار رہیں تھوڑی دیر استانے کے بعد دیکھتی ہے تو اور ہی نظارہ تھا +

راجہ دشمنیت اور شکنتلا دونو نشۂ محبت میں چور بیٹھے ہوئے تھے۔ شکنتلا کی شرمائی ہوئی نگاہ کچھ کچھ بے تکلف تھی۔ اور راجہ مستی عشق سے جھوم جھوم کر کہہ رہا تھا۔ کہ پیاری آج سے ہم تمہارے اور تم

ہماری ہو چکیں۔ دل تمہارے پاس ہے اور جسم اِدھر اُدھر۔ ہم جس وقت لشکر میں پہنچے فوراً ہی وزرائے سلطنت و عیانِ حکومت کو بھیجکر تمہیں بلا لینگے۔ اور سب رانیوں کا سرتاج بنا کر تمہیں راجوں کے رنواس کا لطف دکھائیں گے۔ گھبرانا نہیں۔ غم کھانا نہیں۔ ہم گئے اور تم ہمارے پاس پہنچیں +

راجہ دشنیت کو یہاں دیر ہو گئی تھی ہمراہیوں کا خیال آیا تو دوسری فکر پیدا ہوئی۔ آخر شکنتلا کو گلے سے لگا کر چھاتی پر پتھر رکھے ہوئے وہاں سے لمبا پڑا راستے میں وزیر ملے فوج قدمبوس ہوئی اور سیر و شکار کی تفریح نے دل کو دوسری ہی محویت میں مصروف کیا دل میں یہ خیال کہ اگر کنور رشی نے معاملہ سُنا تو نہ جانے کیا کہیں کیا سمجھیں مگر شکار کی دلچسپی نے کئی دن تک تو بن کی تو ہوا کھلائی۔ لیکن یہ توفیق نہ دلائی کہ بھُولے سے بھی شکنتلا کی یاد آئی ہو۔ سب وعدے فراموش سب قول و اقرار نقش بر آب +

اب اِدھر کی سنئے۔ راجہ جس وقت روبراہ ہُوا اُس کے کچھ دیر بعد کنور رشی پھول پھل سے لدے پھندے آشرم میں تشریف لائے۔ چشم خیال میں رنگت ہی کچھ اور محسوس ہوئی۔ شکنتلا ایک تو نہائی دھوئی نہ تھی دوسرے ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ کہ وہ موقع تھا کہ کسی سے چار آنکھیں نہ ہو سکیں۔ بس سامنے نہ جا سکی۔ کنور رشی سمجھ گئے کہ کچھ نہ کچھ بھید ہے آج یہ رنگت بے وجہ نہیں۔ چشم باطن اور روشن ضمیری سے نظر گروی تو پوری تصویر نگاہ تصور میں پھر گئی۔ جو کچھ گزرا تھا چشم دیدہ کے برابر ہو گیا۔ رشی جی فوراً ہی شکنتلا کے پاس پہنچے۔ وہاں نظر اُٹھانے کے لئے منہ ہی کہاں تھا۔ گردن جھکی جاتی تھی۔ مگر رشی جی کے دل پر کچھ میل آ گیا تھا ماتھے پر شکنیں پڑ گئی تھیں اُنہوں نے کہا :-

او شکنتلا۔ غضب کی بات ہے کہ تو اتنی خود مختار ہو جائے۔ دن جاتے تھے کہ راتیں اگر ذرا اور میرا انتظار کر لیتی تو کیا گرہ سے چلا جاتا افسوس تو نے تو ذرا سی بھی تو کچھ بھی خیال نہ کیا۔ جو ذات پات کا تعلق ہے جانا پھر مال ہی۔ جھا ہاتے بیٹی سے

یہ امید۔ میں تو خود چاہتا تھا کہ جلد ہی سے ہاتھ پیلے کروں تجھے کسی پر تاپی
راجہ کے گلے منڈھوں۔ مگر تو نے اپنی رائے ہی کو مقدم سمجھا خیر۔ مگر دیکھ
لینا کرونی خویش آمدنی پیش کا ثبوت ضرور ہو گا۔ کسی صورت سے ہو۔
اے شکنتلا تو میری بیٹی ہو کر ایسے اہم کام اپنی رائے سے کرے اور میرا
انتظار ہی نہ کرے تو اپنے دل سے سمجھ کر تاسف ہو کہ نہ ہو ❊

میں جانتا ہوں کہ تو نے شاستر کے خلاف بات نہیں کی شاستر میں
یہ بھی اجازت ہے کہ جب زن مرد کی یکجائی سے آگ پھوس کا سامنا ہو تو
بلا سے وید کی رچاؤں ہون منتروں اور شاستر کی ودھیوں کا ساز و سامان نہ ہو
تب بھی ادھرم نہیں ہے۔ لیکن شاستر کی مرجادا اور ہے لوک مرجادا اور۔
خیر جو ہو گیا وہ ہو گیا اس کی شکایت نہیں۔ اب گوش ہوش سے سُن۔ راجہ
دُشینت تیرے پتی ہو چکے وہ مکٹ شرومنی ہیں۔ ہر بات کے دھنی ہیں
خلقت انسانی میں سرفراز۔ تاجداروں میں ممتاز۔ اگر اُن پر نفس امارہ غالب
آیا اور اُنہوں نے تجھے سینے سے لگایا تو کچھ مضائقہ نہیں۔ جو شدنی ہے
ہوتا ہے۔ آدمی وہی کاٹتا ہے جو بوتا ہے۔ پس اب الماضی لایذکر۔ گذشتہ
راصلوٰۃ جو تھا ہونا ہو گیا اب چپ رہو جانے بھی دو پر عمل چاہئے اور
مشیت کے کاموں سے ہر جا خاموشی۔ مگر بیٹی میں نے نظر کشف منظر
(دبیہ درشٹی) سے دیکھا تو کچھ اور ہی معاملہ نظر آیا تم باروار ہو گئیں نخل امید
بہار ہو گئیں۔ اب حمل سے وہ خورشید تاباں ہو گا جو کل روے زمین پر
روشن ہو گا۔ چپے چپے پر اس کا پرتو انوار نور افگن ہو گا۔ ذرے ذرے میں
اس کی تجلی شمع اقبال کا شعلہ نارہ زن ہو گا۔ ہفت اقلیم بانگشت اقبال
ہونگے۔ ہفت کشور دولت فیض جہانبانی سے مالامال ہونگے ❊

شکنتلا کی آنکھ اوپر نہ اُٹھتی تھی۔ سر زمین میں گڑا جاتا تھا مگر یہ کلمات خیر
سُنکر اُس نے دور ہی سے قدموں پر سر جھکایا اور فوراً ہی غسل کر کے پھر
اپنے پتا کنو رشی کی خدمت میں حاضر ہو کر قدموں پر جھک گئی۔ ان کے دست

مبارک سے جنگل کے چنے ہوئے پھول پھل لئے۔ کمل چرن دھوئے اور

اپنی آنکھوں کی طرح آسن بچھا دیا۔ سب معمولی خدمات انجام دے کر سامنے
آکھڑی ہوئی اور ہاتھ جوڑ کر بولی پتا جی :-

انّ ہونی کے ہون کو تاکت ہے سب کو
انّ ہونی ہونی نہیں جو ہونی ہوئے سو ہو

جو شدنی ہے وہ ہزار میں ہوتی ہے لاکھ میں ہوتی ہے اس کو کوئی ٹال
نہیں سکتا۔ اس کے روکنے کی کسی کو مجال نہیں۔ آپ سب جانتے ہیں
پس زیادہ تشریح بیکار ٭

آج اتفاقاً راجہ گھوڑا دوڑاتے شکار کھیلتے ادھر آگئے ہیں اپنی کٹی
میں بیٹھی ہوئی ہار گوندھ رہی تھی میں کیا جانوں کہ راجہ کیسے ہوتے ہیں اور
راجوں کا تیج پرتاپ کیا۔ جب وہ کٹی میں آپہنچے تو میں نے ان کو ہاتھوں
ہاتھ لے کر کُش آسن پر بٹھایا پھل پھول دئے۔ سہیلیوں نے بھی آنکھیں
بچھا دیں خاطر داشت کی ذرا سی دیر میں سب سہیلیاں کنائی کاٹ گئیں
کاندھی دے گئیں۔ اور مجھ کو اکیلا چھوڑ دیا۔ میں اکیلی رہ گئی۔ نوجوان بیچ
کہ راجہ کا رعب مجھ پر غالب آسکتا تھا یا میرا بس قصہ مختصر یہ ہے کہ آپ
میری خطا معاف فرما دیں۔ جو کچھ قصور ہوا اُس کو دامنِ پردہ پوشی سے
چھپا دیں۔ جو کچھ ہونہار تھی وہ تو ہو ہی گئی۔ ہاتھ کی لکیریں نہیں مٹ
سکتیں۔ پس آپ راجہ اور اُس کے ارکین دولت پر بھی نظر عفو کریں
اور وہ دعا دیں جو مفید حالت ہو ٭

کنورشی نے فرمایا۔ شکنتلا خیر تیری خاطر ہے۔ میں تیرے دل کو دُکھانا
نہیں چاہتا۔ دُعا دیتا ہوں کہ راجہ دشمنیت ہمیشہ مو جیں اڑائے خوش رہے
منائے اس کی عقل ٹھیک رہے اقبال ہر حال میں شریک رہے ٭

شکنتلا۔ (قدموں پر جھک کر) آپ نے آشیرباد دیا میں نے امرت پیا
اب یہ دعا کیجئے کہ جس پورو بنس سے تعلق ہوا ہے اس کے جو راجہ ہوں
چکرورتی یعنی شہنشاہ دے زمین ہوں اور ان کا دھرم کرم ہمیشہ مستقل رہے

کاسیں ابھا

کنوَرشی۔ ہر بات سے اطمینان رکھو جو تُو نے چاہا وہی ہوگا تیری اولاد اور اُس کی نسل تمام راجاؤں میں سرفراز اور روے زمین کے لیے سرمایۂ ناز ہوگی ۔

ادھیاے ۲۴

راجہ بھرت کی ولادت۔ شکُنتلا کی راجہ دُشینت کے دربار میں حاضری۔ راجہ دُشینت کا اظہارِ لاعلمی شکنتلا کی پرجوش گفتگو۔ آکاش بانی۔ راجہ دُشینت کی شکنتلا پر مہربانی۔ بھرت کی حکمرانی۔ اور بھارت کھنڈ کے نام سے حیاتِ جاودانی

شری بیشم پاٹن سخن سرا ہیں کہ مہاراج جنمیجے آپ نے ملاحظہ کیا کہ شدنی کیسی زبردست ہے ہونی ہوکر رہتی ہے کہاں راجہ دُشینت کہاں ہوے سیر و شکار۔ کہاں گلگشت مرغزار کہاں تپوبن میں رسائی کہاں آشرم کی دلربائی۔ کہاں نظارہ حسن جمال۔ کہاں صورتِ حال۔ اُس پر دو طرفہ بیتابی دل ہی دل میں اضطرابی اودھر سے گذارش اُدھر بھی تاثیرِ عشق سے سفارش۔ نہ کنوَرشی کا انتظار نہ سہیلیوں سے کچھ استفسار نہ اصرار غیبت کا اظہار آخر جوشِ محبت میں حسن [illegible]

کسی قدر کبیدہ ہوئے گو نہ رنجیدہ ہوئے لیکن خوش ہوئے کہ جو خواہش تھی
پوری ہوئی فکر سے دوری ہوئی - ایشور کی دین شکنتلا اسی وقت بارور ہوئی
جب دشینت سے ہمکنار ہوئی - آخر نخلِ محبت ثمربار ہوا - صدف بطن سے
جلوۂ گوہر شاہوار ہوا - صورت وہ کہ آفتاب تصدق - مورت وہ کہ پیکر کاشی
کا چاند نثار - جمال سے دیوتاؤں کا جمال آشکار - پیشانی کے جلال سے
مہر نیم روز کی نورافشانی نمودار - ہر ایک کو دیوتاؤں کا گمان تھا ہاتھوں میں مچھ
ریکھا کا نقش اور چکر گدا کا نشان تھا - کنورشی پھڑک اٹھے - اور رکھیشر بلبل
کی طرح چہک اٹھے کہ آہا یہ تو بڑا تیجسوی ہوگا - راجگان زمانہ سے قوی ہوگا -
قیافہ پر آثار شاہنشاہی چہرے پر جہاں پناہی ستے تھی میں الہام ہوا کہ
تو مبارک - اورنگ جہانگیری آج سے اس کے نام ہوا - ذرا سن بڑھے تو
آفتاب اقبالمندی پر چڑھے جس وقت سریر آرائے جہانبانی ہوگا - آپ ہی اپنا
ثانی ہوگا - بڑے بڑے یگ اسی کے نام نامی کے یادگار رہینگے - سب ذات
حمیدہ صفات پر جان و دل سے نثار ہونگے - آکاش بانی سنتے ہی سب آنند
ہوگئے خورسند ہوگئے - کنورشی نے سرودمن (یعنی سب کو قابو میں رکھنے والا)
نام رکھا پرورش سے کام رکھا - جس وقت صورت نظر آتی طبیعت پھڑک
جاتی - شکنتلا اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو سینے سے ہی لگائے آنکھ کی پتلی
بنائے رہتی - سہیلیوں کے لئے سرودمن کھلونا تھا اور سرودمن کے لئے
شکنتلا کی سہیلیوں کی آنکھیں بچھونا +

چند ماہ کے بعد سرودمن گود سے اترے فرش زمین کی قسمت جاگی
گھٹنیوں چل کر ماں کے کلیجے کو ہاتھوں بڑھایا +
ٹھمک چلت رامچندر باجت پیجنیاں

کی دلچسپ کیفیت نظر سے گزرنے لگی - توتلی باتوں سے سامعین کے
دل کا کنول کھلتا - آنکھوں کو لطف دیدار سے کچھ اور ہی سُکھ ملتا تھا -
سے والدین خوش کہ ... گلشن اقبال - نو بادہ گلزار حسن و جمال

صاحب جاہ و جلال ہوگا - ہلال سے بدر کمال ہوگا ؎

بالائے سرش زہوشمندی
مے تافت ستارہ بلندی

کی ساری علامتیں چہرے سے جھلکتی تھیں۔ آنکھیں بچپن کے کھیل دیکھ کر پھڑکتی تھیں۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ شدنی دوحہ را مرغن برگ کے سارے آثار پیش نگاہ تھے۔ زائچہ قسمت کے برج شرف میں مہروماہ تھے۔ کھیل کود میں اشغال شاہی۔ لہو ولعب میں شان عالم پناہی کھلونوں میں ہاتھی گھوڑوں سے رغبت اور کھیلوں سے نفرت قصہ کوتاہ مزاج میں طنطنۂ شاہی دماغ میں بوے جہاں پناہی تھی شاہی ذکرو اذکار سے دلآویزی۔ مفہوم مطالب جہانبانی میں ذہن کی تیزی۔ کنور شہی نہال رہتے تھے۔ جب دیکھتے کہتے تھے عمرت دراز باد ؎

یادش بخیر راحت جانم خوش آمدی
کردی شگفتہ دل بمن وہم خوش آمدی

پانچویں سال میں پاؤں رکھا تو اور بھی جوہر کھلے۔ جن کی سیر بجائی گلگشت کی ہوا سمائی۔ دوڑتے دوڑتے گئے۔ کھیلتے کھیلتے شیر پکڑ لائے آج اگر بچۂ فیل کے کان پر ہاتھ ہے تو کل گھیلا ساتھ ہے۔ کبھی چیتے کی کمر توڑ دی۔ کبھی شیر کی کلائی مروڑ دی *

کنور شہی کو عروج اقبال کا اطمینان ہوا علوم کشف سے بھی گمان ہوا پس انہوں نے اپنے مریدان رشید سے فرمایا:۔

کہ سرودمن صاحب اقبال ہے صاحب جلال ہے۔ بن میں رکھنے کی ضرورت نہیں۔ یہاں اس کے عروج بخت کی صورت نہیں۔ لڑکی اپنے گھر ہی اچھی۔ عورت کا خاوند ہی کے پاس رہنا لازم پس شکنتلا کو ہستناپور لے جاؤ۔ دشینت سے ملاؤ۔ سرودمن کا جمال جہاں آرا دکھاؤ دل کا کنول کھلاؤ *

انہوں نے قدموں پر سر جھکایا وہاں سے قدم اٹھایا اور شکنتلا کو راجہ دشینت کے دربار میں پہنچایا۔ سرودمن آغوش محبت میں تھے نگاہ ملاطفت

دل تھے۔ کنور شہی کے مرید رشید تو وہیں پیروں لوٹ گئے۔ شکنتلا وہیں

ٹھہری رہی - جس وقت راجہ دُشینت کا سامنا ہُوا - شکنتلا قدموں پر گری جان و دل سے فدا ہوئی - اور بڑے ادب سے عرض کی :-

مہاراج ! میں آپ کی کنیز ہوں - ہمخوابہ عزیز ہوں - کنورشی کے آشرم میں مجھ سے آپ ملے تھے - دونو کے دلوں کے کنول کھلے تھے - آپ نے گندھرب بواہ کیا تھا - قول و قسم کو گواہ کیا تھا کہ جو میری خاتم عصمت کا نگین ہوگا - وہی مسند نشین ہوگا - چنانچہ (سرودمن کو پیش کر کے) یہ تاج نگین ہے آپ کا جانشین ہے - راج کا وارث بنائیے تاج و تخت کا مالک تسلیم فرمائیے ؛

راجہ دُشینت کو فوراً آشرم کی یاد آگئی - سارا معاملہ نظر کے سامنے پھر گیا - مگر دیدہ دانستہ لاعلم بنکر بولا :-

مجھے کچھ علم نہیں کیسا گندھرب بواہ کیسی رسم و راہ - گندھرب بواہ کو میں دھرم کے خلاف سمجھتا ہوں - اس کے کانٹوں میں جان بوجھ کر اُلجھنا یہ امر محال ہے - ایسا اقبال نصیب دشمنان دُور از حال ہے کہاں تو تپسوی کی دُختر کہاں میں شاہنشاہ بلند اختر - دوشالے میں کملی کا پیوند - نمک میں کوزۂ قند یہ کب ممکن ہے - بس باتیں نہ بنا جا ٹھنڈے ٹھنڈے آشرم کو چلی جا - یہاں کچھ کام نہیں - گوہر عصمت کے دام نہیں ؛

شکنتلا نے جونہیں یہ الفاظ سُنے شعلہ غضب بھڑک گیا - بچھو کا سا زہر سارے بدن میں پھر گیا - آنکھیں خون کبوتر - بالکل لالوں لال - چہرہ دہکتے ہوئے انگارے کی مثال - رُخ سے شعلے لپکتے تھے ہونٹ پھڑکتے تھے مگر طیش کو ضبط تہذیب سے دبا کر کے بولی :-

کیا یہی قول یہی عقد یہی وعدہ تھا
او دغاباز فسونساز مکرنے والے

راجن اس وقت انجان بنا زعم و طاقت تمنا افسوس وہ دن بھول گئے کہ جب قدم پہ سر رکھا تھا میوہ نورس چکھا تھا پیٹے ہاتھ پاؤں جوڑ کر اُس شہزادی پر چڑھانا پھر مطلب گھتے جانے پر بتا بتا لیا یہی تفترم ہے

مہاراج ادھیراج شرم ہے شرم ہے۔ اس وقت پہچانتے بھی نہیں کون
سامنے ہے۔ جانتے بھی نہیں۔ وہ وقت اب کاہے کو یاد ہو۔ جب تاج سر
پاؤں پر رکھتے تھے ایک بات نہ ڈلکتے تھے۔ جب کام نکل گیا تو جان پہچان
ہی نہیں اگلی باتوں کا شان گمان ہی نہیں۔ دل پر ایسی سیاہی اُف اوہ
ایسی دھرم سے گمراہی۔ اپنے موقع پہ کھیسیں نکال لینا اور جب کام
بن جائے تو یوں ٹالنا۔ خیر مضائقہ نہیں دیدہ خواہد شد۔ اگر میں جانتی
کہ گوں کے یار مطلب کے دوست ہو تو منہ نہ لگاتی عصمت سر نہ چڑھاتی
آہ بڑا چرکا اٹھا۔ بھاری چکمہ کھایا مگر خیر راستی راستی ہے۔ ناراستی
ناراستی ہے۔ اگر اس وقت کئے کو نہ پچھتائے تو ادھر ہاتھ لائیے
شرط لگاتی ہوں کہ ابھی ابھی آپ کو آپ کی کرتوت کا مزہ چکھاتی ہوں
آپ راج کے مالک ہیں رہروان دھرم کے سالک ہیں۔ اس پر یہ
حال یہ جنجال وہ کام کیجیے۔ جس سے کلیان ہو وہ بات کیجئے جو دھرم
کی جان ہو۔ جو ایک دفعہ کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ اُس کا قدم میدانِ
ثابت قدمی سے نہیں اکھڑتا۔ مردوں کی ایک بات چھتریوں کا قول
جان کے ساتھ ہوتا ہے۔ آپ جیسے دین و دنیا کا نہ رکھ کر عہد توڑتے
ہیں۔ رشتہ مستحکم تنکے کی طرح توڑتے ہیں۔ یہ بڑا پاپ ہے
نہیں نہیں پاپ کا بھی پاپ ہے۔ آپ دل میں کہتے ہونگے۔ کہ
اُس وقت گوں تھی مطلب نکال لیا۔ سناٹا پاکر باغ حسن دیکھ بھال
لیا۔ اب پوچھنے گچھنے والا کون ہے

سُونا گھر بھوتوں کا راج کی مثل تھی اُس وقت تو گرم بغل تھی کہ
ویں خیال است و محال است جنوں

جس بات کے لئے ہاتھ پر ہاتھ مارا ہے جو قول ہارا ہے اُس کا گواہ
آپ کی خاطر عاطر ہے اور ساتھ ہی ایشور حاضر ناظر۔ آپ لاکھ باتیں بنائیں
مجھ کو چکموں پر اٹھائیں محال ہے محال۔ بات [illegible] کیا مجال

عذر گناہ بدتر از گناہ ہے اور میرا اور نہیں ایشور تو گواہ ہے وہ بھی [illegible]

کریگا۔ آپ کا گناہ معاف کریگا۔ میری طرف سے آپ کا دل صاف کریگا۔ اور میری دلی التجا پر پاداش قصور سے انحراف کریگا۔ صرف ایک ایشور ہی نہیں سب دیوتا میرے گواہ ہیں سورج چندرماں شاہد رسم وراہ ہیں۔ کیا اگن کیا پون کیا پرتھی کیا جل سب گلے گلے پانی میں ایمان کی کہینگے۔ جس وقت گنگا جلی سامنے رکھ دو تکلی تو خاموش نہ رہینگے۔ میرے سرتاج مہاراج مجھے جھوٹا بنا سکتے ہیں مجھے بُتا بتا سکتے ہو۔ مگر یہ تو جھوٹ نہ بولینگے۔ دھرم ایمان سے ساری قلعی کھولینگے۔ انہیں کی شہادت پر انحصار سہی۔ انہی کی گواہی پر دارومدار سہی۔ مگر خوب سمجھ لینا کہ اُن کے آگے کوئی فقرہ چل نہیں سکتا۔ جھوٹ پھل نہیں سکتا۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائیگا۔ عَلَم شاہنشاہی فانی ہو جائیگا۔ مہاراج ادھیراج جن کے دل میں سنتوش ہے اُن کو کچھ نہیں دوش ہے۔ اُن کے گناہوں کو دھرم راج نظر انداز کرنے میں دروازہ معافی باز کرتے ہیں۔ جن کو پاس سخن وپاس وضعداری نہیں۔ اُن کی رُستگاری نہیں۔ آپ جان بوجھ کر میرا اپمان کرتے ہیں۔ دوسرا ہی دھیان کرتے ہیں۔ اس سے بہتری کی اُمید فضول۔ بالکل بھول۔ کہتے دیتی ہوں راستی سے نہ گزرئیے۔ ایشور سے ڈرئیے۔ اگر آپ نے مجھ ایسی پتی برتا کا دل کڑھایا تو سمجھ لیجئے کہ کچھ اور بات ہونہار ہے۔ میرا دل دکھایا تو بہتری دشوار ہے۔ مجمع عام میں میری ذلت ورسوائی۔ دامن عصمت پر دھبہ لگا کر یہ کج ادائی وبے اعتنائی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری آہ کارگر ہو۔ فریاد کا اثر ہو۔ نہ یہ راج رہے نہ تخت وتاج۔ ابھی میرے دل سے نکلے ہوئے آنسو آنکھ میں بھر آئیں تو خوف ہے کہ سر کے سو پیچھے نہ نظر آئیں ✣

میری گود ہی کا لعل تمہارا نور نظر ہے۔ میرا لخت جگر ہے اس کے جسم میں تمہارے ہی خون کا جوہر ہے یہ تمہارے ہی نیسان محبت کا پیدا کیا ہُوا گوہر ہے۔ فرزند کی یہ قدردانی۔ لختِ جگر پر ایسی نامہربانی بیٹا ہی بڑھاپے میں باپ کے ہاتھ کا عصا ہے۔ جوانی میں دست و

پاتا ہے۔ باپ ہی [illegible] بگڑے کام سنوارتا ہے

ظاہر میں پسر ہوتا ہے مگر در اصل جان پدر ہوتا ہے اگر باپ شجر تو بیٹا ثمر
جیسے شجر سے بغیر ثمر اُسی طرح ثمر سے بغیر شجر نہیں دونو لازم و ملزوم ہیں۔
دونو ایک ہی ذات علی العموم ہیں اپنے خون سے یہ بیوفائی اپنے بام انگ
سے یہ بے اعتنائی۔ ڈرتی ہوں کہیں کچھ اور بات نہ ہو جائے کانپتی ہوں
کہ کچھ اور واہیات نہ ہو جائے +

جہاں تک مجھے معلومات ہے جو سُنی سُنائی بات ہے۔ اُسی کی رُو سے
کہتی ہوں بڑا بول نہیں بولتی۔ صرف حقیقت کھولتی ہوں۔ کہ استری کون
ہے جو خاوند کو جان پیان جانے۔ نہیں نہیں اپنا پرمیشور مانے۔ عورت
شوہر کے بائیں انگ (اعضائے چپ) کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے
بغیر مرد مجبور ہے۔ ہر کام میں عورت بام انگ ہو کر دست راست سے زیادہ
کام کرتی ہے۔ اطاعت و رضا جوئی میں نام کرتی ہے۔ پتی برتا عورت
محل میں ہو تو شاہد مدعا بغل میں ہو۔ یگ بھی سپھل۔ پدوی بھی اٹل۔
گھر میں چہل نہ کسی بات میں نقصان نہ کسی کام میں خلل

ہر کہ زن نہ دارد آسائش تن نہ دارد کی مثل

جس مرد کے گھر میں عورت ہے۔ عیش و آرام کی صورت ہے۔
رفیق جلوت ہے انیس خلوت ہے۔ گرہستی کی مدار المہام۔ شریک رنج
و آلام۔ پتی برتا استری گھر میں ہو تو صورت عیش نظر میں ہو۔ عورت سے
بڑھ کر کوئی شریک حال نہیں۔ دافع رنج و ملال نہیں۔ تنہائی میں
غمگسار یک جائی میں غمخوار +

انتہا یہ ہے کہ مرد کے لئے راستی ہوتی ہے

دھرم کے کام میں گرو کی طرح راے زن۔ دُنیوی فرائض میں پتا کی طرح
دافع رنج و محن۔ کھانے کھلانے کے وقت ماتا سے زیادہ مہمان نواز
امور مشورت میں مشیران صداقت شعار سے سرفراز۔ خود مرتی ہو
جان سے گزرتی ہو۔ مگر اُف نہ کرے۔ اپنی راحت پر لطف نہ کرے
عورت نہیں تو مرد کا اعتبار نہیں اعتبار نہیں تو مرد صاحب وقار نہیں

عورت سے مرد کو ذائقۂ حیات ہے۔ عورت سے مرد کی بالا بات ہے یہی نہیں بلکہ مرد کے لئے وجہِ نجات و سببِ فخر و مناجات ہے جو استریاں پتی برت دھرم پالتی ہیں وہ پاپی سے پاپی خاوند کو نرک تک سے نکالتی ہیں۔ عورت ہی سے مردوں کا ظہور ہے۔ قدرت کو عورت کی عزت منظور ہے۔ بچہ خاک دھول میں بھرا ہو زمین پر لوٹ رہا ہو تو مرد اُٹھا کر کلیجے سے لگا لیتے ہیں۔ انسانوں پر فرض کیا۔ وحش و طیور تک اولاد پر تن من قربان کرتے ہیں۔ افسوس کہ آپ برہم گیانی ہو کر اپنے کلیجے کے ٹکڑے آنکھوں کے تارے کی صورت سے چڑھتے ہیں۔ دیکھنے تک کے روادار نہیں۔ دوسرا ہوتا تو دوڑ کر گود میں اُٹھا لیتا۔ چھاتی سے لگا لیتا۔ آپ کو ذرا بھی خون کی اُلفت نہیں۔ دل میں نام کو بھی محبت نہیں۔ واجب تو یہ ہے کہ پیوندِ جگر کو گلے سے لگائیے راحتِ جان پر قربان جائیے۔ میں نے کتنے دنوں آپ کی اس امانت کو کلیجے کے اندر رکھا۔ جب بھگوت نے چاند سی صورت دکھائی تو آنکھوں میں پالا۔ حُسن و جمال کے سانچے میں ڈھالا۔ جس وقت یہ زمین پر گرا تھا دل ہجوم عشرت میں گھرا تھا آکاش سے خوشخبری سنائی دی۔ تکلم غیبی کی یہ آواز آئی کہ ؎

گنوں کو فصلِ گل میں گلشن آرائی مبارک ہو

بہار آئی بہار آئی بہار آئی مبارک ہو

اے تپوبن میں بھگوت کے چرنوں میں دھیان لگانے والو۔ اے جپ تپ سے اپنی زندگی کا سکہ بٹھانے والو۔ مبارک مبارک۔ آج تمہارے آشرم کے بھاگ کھل گئے۔ بن کے کانٹے تک پھولوں میں تل گئے۔ جو گل آج کھلا ہے وہ سمجھو کہ تمہاری ریاضت و عبادت کا صلہ ہے یہ لڑکا معمولی نہیں کوئی گا جر مولی نہیں۔ بڑا ہونہار ہے۔ اس کا بخت بیدار ہے۔ پر وہ دنیا پر حکمرانی کریگا۔ روے زمین پر جہانبانی کریگا۔ دھرم کرم میں فائق بزرگوں سے بھی لائق ہوگا۔ جب

زینت سریر ہوگے۔ [illegible]

راجہ صاحب! آپ کا کس طرف خیال ہے۔ بغلیں جھانکنے کا کیا مآل ہے۔ یہ آپ کا جان و جگر ہے۔ خون کا اصلی جوہر ہے پہلے اکیلے آپ تھے آپ بیٹے کے باپ ہوئے۔ بیٹا آتما ہوتا ہے۔ آئینہ ہو رُونما ہوتا ہے۔ آپ کو بیٹے کی تعریف اُفق کی زبان سے سُناتی ہوں۔ اُس کی تصویر نظم میں کھینچ کر دکھاتی ہوں +

فرزند کی تعریف

فرزند راحت جگر والدین ہے　　آرام ہے قرار ہے تسکین ہے چین ہے
زیبا اُفش پہ گھر کی ہے زینت ہے زین ہے　　نورِ نگاہ نورِ بصر نورِ عین ہے

پُتلی کہ خال دیدۂ روشن کہوں اُسے
سُرمہ کہوں کہ آنکھ کا انجن کہوں اُسے

عینک پدر کی آنکھ کا تارا ہے نورِ عین　　گودی کا لال جان سے پیارا ہے نورِ عین
ہر پیر کو عصا کا سہارا ہے نورِ عین　　آئینۂ حیات کا پارا ہے نورِ عین

خود و زرہ چلتہ و بکتر ہے رزم میں
گھر میں چراغ۔ گھو میں دل شمع بزم میں

فیضِ نگاہ پنجۂ مژگاں کی ہے چھڑی　　پتلی اسی عصا کے سہارے سے ہے کھڑی
تصویر اسی کی دیدۂ مردم میں ہے جڑی　　ڈورا اسی سے آنکھ کا موتی کی ہے لڑی

ممتاز یہ عصا ہے عصائے کلیم سے
قدر اس نگیں کی بڑھ کے ہے دُرِ یتیم سے

جب شکل دیکھ لی تو کلیجہ پھڑک اُٹھا　　آنکھوں سے پردۂ پلک مردمک اُٹھا
فوراً بلائیں لینے کو دستِ پلک اُٹھا　　مرغِ نظر زبان مژہ سے چھلک اُٹھا

یادش بخیر راحتِ جانم خوش آمدی
کردی شگفتہ دل بمن و ہم خوش آمدی

بیٹا ہوا جوان تو یہ قول پیر ہے　　گرنے کا غم نہیں کہ عصا دستگیر ہے
شہر کا ... غم و درد گیر ہے　　دشمن کو فخر گماں ہی تو فرزند تیر ہے

ہے ساتھ اگر پسر تو پدر پیل مست ہے
ہاتھ اس کا ہاتھ میں ہے تو خنجر بدست ہے

فرزند سے بلند رہے خاندان کا نام — اجداد کا نشاں ہے باپ ماں کا نام
تعویذِ جاں خلق ہے آرامِ جاں کا نام — گر یہ نہیں نشاں کہاں کہاں کا نام

توقیرِ سنگ خاک نہ ہو لعل اگر نہ ہو
یہ لال اگر نہ پائے تو قدرِ بشر نہ ہو

وہ نخلِ باغ کیا ہے کہ جس میں ثمر نہیں — کس کام کا صدف ہے کہ جس میں گہر نہیں
ہالہ وہ کیا ہے جس میں فروغِ قمر نہیں — وہ پھول بڑھ کے خار سے ہے جس میں بو نہیں

روشن ہے گھر۔ مکاں میں جو گھر کا چراغ ہے
جس میں نہ بو ہو۔ گل وہ نہیں بلکہ داغ ہے

آئینہ مثلِ سنگ ہے سیماب اگر نہیں — تاریک رات ہے جو فروغِ قمر نہیں
اندھا کنواں ہے جس میں ذرا آب تر نہیں — پھوٹی ہے آنکھ جس میں ضیائے بصر نہیں

گھر کیا نہ جس میں نورِ نظر کا چراغ ہو
ہے مرغزار پھول سے خالی جو باغ ہو

بیقدر اس کے آگے بدخشاں کا لال ہے — ہیچ اس کے سامنے چمنستاں کا لالہ ہے
پتھر کا وہ ہے لال یہ انساں کا لال ہے — وہ آشیاں کا لال ہے یہ ماں کا لال ہے

یہ گھر کی آبرو ہے یہ عزت ہے کان کی
وہ باغ کی بہار یہ راحت ہے کان کی

ہے نیلم سیاہیِ دل صمغۂ پسر — نقدِ حیات دولتِ جاں سکۂ جگر
فیروزہ و زمرد و الماس و سیم و زر — گنجِ عقیق کانِ طلا معدنِ گوہر

بیٹا جو پاس ہے تو ہر اک مال پاس ہے
معدوں کا رنج کیوں ہو کہ یہ لال پاس ہے

گھر کا چراغ اور ہے شب کا چراغ اور — یہ نونہال اور ہے شمشاد باغ اور
یہ لال اور ہے گر شب چراغ اور — داغ اس کا اور ہے مہ گردوں کا داغ اور

دیکھی نہ ایسے لال کی تمثال رنگ میں

جنگ میں بوستاں ہیں بدخشاں سنگ ہیں

یہ فسوں وہ ہے جو زندگی والدین ہے تشبیہ جس کو آنکھ سے ہے یہ وہ عین ہے

روشن ہے جس سے نام یہ وہ نور عین ہے کہتے ہیں جس کو راحت جاں یہ وہ چین ہے

یہ گل اُفق بڑھائے مکانوں کو باغ

روشن ہر ایک گھر رہے گھر کے چراغ سے

پران پتی- یہ کتی ناتھ! اُف اوہ اتنی جلد ہی بھول گئے یہاں آتے ہی ناز و نعمت پر پھول گئے- وہ دن یاد ہے کہ آپ شکار کھیلتے کھیلتے میرے گھر گئے یہ مجھ کو دیکھ کر آپے سے گزر گئے ملاقات ہوئی تو اور ہی بات ہوئی- میں نے خاطرداری کی فرمانبرداری کی- آپ نے ہاتھ پر ہاتھ مارے- زبان ہارے اب جان پہچان ہی نہیں- بات سُننے کے لئے گویا کان ہی نہیں میں بسوامتر کی بیٹی اور اُس مینکا کی آنکھ کی پتلی ہوں جو چھ دیسراؤں میں ایک اور سب کی سرتاج ہے- واہ رے میرے نصیب کہ بچپن میں ماں نے بن میں چھوڑ کر ممتا کی آنچ بھلا دی- آپ گوہر عصمت کو سلک محبت میں پرو کر کیچڑ میں پھینکتے ہیں- خیر میں تو آشرم میں جا کر آپ کا نام جپتی رہوں گی- لیکن مجھ سے اور کوڑہ نہ سمیٹا جائے گا- لیجئے یہ اپنا فرزند یہ اپنا جگر بند پسردم تیو مایۂ خویش را+

نہیں نہیں مایۂ خویش نہیں بلکہ آپ کی امانت +

راجہ دُشینت- بشوامتر کی رشی کماری- مینکا کی دُلاری یُوں غیرت سے ہاتھ دھو کر بیسواؤں کی طرح میرے سامنے آئے- مجھے چکمے سے ڈب میں لائے- جاؤ بشوامتر کا نام بدنام نہ کرو- مینکا کے نام پر دھبہ نہ لگاؤ- میں ایسے فقروں میں آنے والا نہیں- ایسے فقرہ باز میری جیب میں پڑے رہتے ہیں- بس ہوا کھاؤ یہاں سے تشریف کا ٹوکرا لے جاؤ- جہاں جی چاہے رہو- جہاں مرضی ہو وہاں بسو- مجھ سے غرض- مجھ سے واسطہ؟

شکنتلا- ... زبان کو روکے رہئے- آپ نے کیا

کوئی دیسا ویسا سمجھا ہے۔ میں آپ سے ہزار درجہ اچھی ہوں - آپ
سے گھٹ نہیں۔ آپ ہی نہ اکہ پرتھی کے راجہ ہیں زمین کے مالک
ہیں۔ بس میں ہوں کہ جس لوک میں چاہوں جاؤں۔ جہاں مرضی ہو
رہوں۔ نہ مہیندر روک سکتے ہیں نہ جم - کوبیر ہوں یا برن۔ سب سرآنکھوں
پر جگہ دیں۔ گستاخی معاف بدصورت آدمی کے سامنے جب تک آئینہ
نہیں ہوتا وہ سمجھتا ہے کہ مجھ سے بڑھ کر حسین دنیا کے پردے پر
نہیں۔ مگر جب آئینے پر نظر پڑی تو ساری قلعی کھل گئی نشۂ حسن کرکرا
ہوگیا۔ صاحب حسن اپنی صورت پر اترا کر کسی کو برا بھلا نہیں کہتے دنیا
میں جو بدزبان ہے جسے بات کرنے کی تہذیب نہیں اُس سے بڑھ کر
میں کسی بُرا نہیں سمجھتی۔ جو کم فہم ہے۔ اُس سے نیک و بد کا امتیاز
نہیں ہوتا۔ بری بات ہی کی طرف راغب ہوتا ہے۔ دیکھ نہ لیجئے کہ
سُؤر ہمہ نعمت چھوڑ کر جب ہو گا غلاظت پر ہی منہ مار یگا۔ عقلمند
اور فراست پسند بری باتوں سے بھلی اچھی باتوں کو اسی طرح چُن لیتے
ہیں جس سے ہنس پانی سے دُودھ کو نکال لیتا ہے ؛

بدلگام لوگ کسی کو سخت و شِکست کہہ کر اتنا خوش ہوتے ہیں
جتنا سادھو لوگ کوئی خلاف حرف زبان سے نکل جانے پر رنج محسوس
کرتے ہیں۔ دنیا میں اس سے زیادہ مضحکہ خیز بات کیا ہے۔ کہ خراب
شخص نیک آدمی کو خراب کہے۔ غصہ ور اور بدطینت آدمیوں
سے لامذہب اور کفر پسند لوگ تک پناہ مانگتے ہیں۔ ایمانداروں اور
حق پرستوں کا ذکر ہی کیا۔ جو لوگ اپنے فخر خاندان بیٹے کو ترک کرتے
ہیں اُن کے یہاں لکشمی رہ نہیں سکتی سارے دیوتا اُس کی جڑ کاٹے
بغیر نہیں رہتے - ایک دن ساری دُنیا ڈوب جاتی ہے۔ فرزند سے بقائے
نسل ہوتی ہے ۔ اسے حیات جاوداں کہتے ہیں۔ ایسے فرزند کو تلانجلی
دینا سراسر خلاف بلکہ خون انصاف ہے۔ پران پتی آپ بے اولاد
ہیں کوئی مقصدِ نظر صورت جسم چراغ خاندان زینت جان نہیں جو

بے اولاد ہے وہ ہمیشہ ناشاد ہے۔ اُس کی کبھی نجات نہیں عیش و عشرت کی کوئی بات نہیں۔ محل کی زینت فرزند سے ہے۔ تاج و نگین کی عزت جگر بند سے ہے۔ دیکھنے کہنے والوں نے کہا ہے ؎

گھر قبر سے بدتر ہے جو فرزند نہیں ہے

یہ وہ ہے عصا پیر و جواں رہتا ہے جس سے　　یہ وہ ہے نگیں نام و نشاں رہتا ہے جس سے
وہ شمع ہے پر نور مکاں رہتا ہے جس سے　　وہ ڈور ہے قوی رشتۂ جاں رہتا ہے جس سے

کھوتے نہیں یہ مال زر و مال کے بدلے
موتی بھی لُٹا دیتے ہیں اس لال کے بدلے

سمجھ لیجئے کہ کوئی ہفت اقلیم کا تاجدار ہے۔ تو اُس میں اندر کی پریوں کا اکھاڑہ جمع ہے۔ لاؤ لشکر کی انتہا نہیں لیکن اُس کا چراغ بڑھاپے کا سہارا نہ ہو تو سب مٹی۔ زندگی کا کچھ لطف نہیں۔ میرے پتا کنو رشی فرماتے تھے کہ سرو دمن صاحب ویہیم ہوگا فرمانروائے ہفت اقلیم ہوگا۔ ان کی بات جھوٹی نہیں۔ اُنہوں نے جو کہا ہے وہ برہما کے اکشر کے برابر ہے۔ یاد رکھئے کہ آپ کے بعد یہی چار دانگ عالم میں حکمرانی کریگا۔ پردۂ دُنیا پر جہانبانی کریگا۔ حیرت ہے کہ آپ ایسا دھرماتما یوں آنکھوں پر دیوار اُٹھائے۔ سفید کو سیاہ بتائے۔ میرا ضمیر خالص شاہد صداقت ہے۔ مجھ میں یہ بھی طاقت ہے کہ ابھی کلیجے کے ٹکڑے کو کلیجے سے لگائے مہیندر پربت پر چلی جاؤں اور مینکا ماتا کو ساری رام کہانی سناؤں مگر خیال ہے کہ لاکھ آپ میری ہتک کرتے میری راستی پر شک کرتے ہیں مگر پھر بھی پت پرمیشور ہیں اور میں آپ کی داسی۔ ڈرتی ہوں کہ آپ کو پھر ہاتھ ملنا اور پچھتانا پڑیگا تو مجھے دُکھ ہوگا۔ میں ہر حالت میں استری دھرم کو نباہونگی کبھی آپ کا بُرا نہ چاہونگی۔ اسی سے بار بار اصرار ہے مطلب دلی کا اظہار ہے کہ سَو کنوؤں سے ایک باولی افضل سَو باولیوں سے ایک یگیہ اعلےٰ سَو یگیوں سے ایک فرزند بہتر اور سو فرزندوں پر ایک راستی کا فرزند [illegible] تو اشومیدھ یگیہ کے مقابل ایک ستیہ

تولا جائے تو ستیہ ہی کا پلہ جُھکا ملیگا۔ راستی وہ ہے جس کے مقابلے
میں نہ وید خوانی کی کچھ بساط ہے۔ نہ تیرتھوں کے اشنان کی اگر ایسے
ستیہ کو آپ طاق پر بٹھاتے ہیں۔ میری صداقت پر اعتماد نہیں تو
بہت اچھا رخصت۔ مَیں بھی نہیں چاہتی کہ جسے راستی سے لگاؤ ہی
نہیں اُس کے ساتھ رہوں مَیں تو چلتی ہوں میرے یہ آخری الفاظ یاد
رکھئے۔ کہ آپ کے بعد یہی آپ کا لختِ جگر زینت آرائے اورنگ
جہانبانی اور فخر افزائے اعزاز خاندانی ہوگا۔ یہ کہہ کر شکنتلا نے
قدم اُٹھایا ہی تھا کہ فوراً آکاش سے آواز آئی ؎

شکنتلا جلدی نہ کر۔ ذرا ٹھہر "

اے راجہ دُشینت کدھر خیال ہے۔ سروودمن تیری آنکھ کا تارا
جان سے پیارا ہے۔ ماں کا فرض صرف اتنا ہی ہے کہ بیٹے کو اپنے
بطن میں امانت رکھے۔ پرورش پرداخت سے ماں کو کچھ واسطہ نہیں
یہ باپ کا فرض ہے۔ اس لئے تو سرودمن کو لے اور شکنتلا کی قدر و منزلت
کر یہ تیری رانی ہے پتی برت میں لاثانی ہے۔ شکنتلا کا کہنا ٹھیک ہے
پتھر کی لیک ہے۔ جو بد قسمت ہیں وہ بیٹے کو چھوڑتے ہیں۔ اُس
کی محبت سے منہ موڑتے ہیں۔ تیرا یہ چراغِ خاندان خاندان کا نام
روشن کرے گا۔ روے زمین پہ حکومت ہوگی۔ پرتھوی کو اس کے
نام سے شہرت ہوگی "

جونہیں یہ آواز آسمانی یعنی آکاش بانی گوش زد ہوئی راجہ
اور اہل دربار کا رنگ بدل گیا۔ سب کے دانت نکل آئے باچھیں کھل
گئیں۔ راجہ نے اپنے پروہت اور وزیر سلطنت سے کہا۔ کیوں کچھ
سُنا۔ یہ آوازِ غیب کا کیا منشا ہے۔ گو مَیں جانتا تھا کہ سرودمن میرا فرزند ہے
اور شکنتلا میری دلبند مگر اہل زمانہ کی طعنہ زنی کے لحاظ سے کانوں پہ
ہاتھ رکھتا تھا اب الہامِ غیبی نے جو بات تھی بتادی گتھی سلجھا دی بس
اب مَیں بیٹے کو گلے لگاتا ہوں

یہ کہکر راجہ نے سرودمن کو گود میں بٹھالیا۔ گلے سے لگا لیا۔ شکنتلا سے بولا معاف کرنا چونکہ ہماری تمہاری ملاقات خفیہ تھی لوگ واقفِ اسرار نہ تھے۔ لہذا میں نے اتنے چیستے گائے۔ فقرے بنائے۔ جو تم نے مجھے جوشِ غضب میں کہا وہ میں سُنی ان سُنی کئے دیتا ہوں۔ تم ابھی میری باتوں کو دل سے دھو ڈالو۔ القصہ دونوں میں صفائی ہوگئی۔ شکنتلا سے رنواس کی زینت بڑھی۔ سولہوں سنگار کے سارے سامان ڈھیر ہوگئے۔ لونڈی باندیوں کا میلہ لگ گیا۔ جو شکنتلا ایک دن جنگل میں پھل پھول توڑتی پھرتی تھی۔ وہ مہاراجہ دُشینت کی مہارانی ہوئی سرودمن کا نام بھرت رکھا گیا۔ آخر راج تلک ہوا۔ اور نگ حکومت کی تقدیر چمکی۔ فرمانروایانِ عالم تابع فرمان ہوئے۔ روئے زمین پر حکومت کا سکہ بیٹھا۔ راجہ بھرت نے بڑے بڑے عظیم الشان یگیہ کرکے اِندر کی بھی آنکھیں نیچی کیں۔ صرف کنورشی کو اتنی دولت دی۔ جس کا شمار دس سنکھ تھا۔ یہی رشی ہرامر میں مشیر کار تھے۔ راجہ بھرت کے زمانے سے پرتھوی کا نام بھرت کھنڈ یا بھارت ورش ہوا۔ اور ان کی نسل ان کی نیکنامی کے طفیل بھارت بنسی کہلائی +

ادھیائے ۲۵

ستوومی اور پاراشر جی کا اتفاق ملاقات۔ وِدیا پن عرف بیاس جی کی پیدائش کے حالات

راجہ بھرت کی پیدائش اور کارہائے نمایاں کا تذکرہ سُنکر راجہ جنمیجے ... خوش ... کی ...

مہاراج اسری ویاس جی کی پیدائش کے حالات بھی بیان فرماکر
ممنون توجہات فرمائیں۔ مجھے سُننے کا نہایت اشتیاق ہے ؛

بیشم پائن۔ سُنئے راجہ جنمیجے پروبنس یعنی چندربنسی راجاؤں میں ایک راجہ
بسو گزرے ہیں۔ جن کے دھرم کرم کی دنیا میں دھوم تھی۔ بس حد ہے
کہ راجہ اندر نے اپنا فلک سیر بمان نذر کیا۔ جس پر راجہ ممدوح گندھرب
اور اپسراؤں کے ساتھ محوِ سیر رہتا تھا۔ چنانچہ اس لحاظ سے عوام الناس
اوپر چر کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے۔ اس کے تخم ثمر جوانی سے
دو گلبن باغِ زندگانی بشکلِ ماہی سے زینت آرائے گلشن دار فانی ہوئے
ایک دختر ایک فرزند۔ فرزند کو راجہ نے نگاہ میں رکھا اور دختر کو
ملاح کے حوالے کیا۔ اُس کے جسم سے مچھلی کی تو بُو آرہی تھی مگر آفتاب
حسن خط نصف النہار پر چمکتا تھا۔ اور سب اُسے متسودری کہتے تھے
ملاح نے اُسے یہ خدمت سپرد کی تھی۔ کہ جو کوئی نیک پاک سیدھا سادہ
رشی منی جتی بیراگی آئے اس کو اس کشتی پر سوار کرکے اس کنارے سے
اُس کنارے پہنچا دیا کرے۔ چنانچہ اسی شغل میں بارہ برس کا سن و
سال ہوا تو بدر حسن اور بھی باکمال ہوا۔ کسی روز پاراشر جی جمنا کے
گھاٹ پر وارد ہوئے۔ پار جانے کی خواہش ظاہر کی۔ ملاح نے
متسودری کو کہا جا پہنچا آ ؛

پاراشر جی کے سوار ہوتے ہی کشتی روانہ ہوئی۔ متسودری کو
دیکھا تو پاراشر جی کے منہ میں پانی بھر آیا۔ دریائے عشق میں غوطہ
کھانے لگے۔ کشتی صبر منجدھار میں ڈگمگائی۔ جب تاب ضبط نہ
رہی تو متسودری سے بولے :-

دل اختیار سے باہر ہے۔ صبر و شکیب جواب دے گئے۔ اب
ضبط کا یارا نہیں۔ تیرے حسن دلفریب نے بے قابو کر دیا ؛

متسودری [illegible] نہیں

کیا جانوں۔ ادھر اُدھر کے گھاٹوں پر [illegible]

کا وقت آپ کو خیال کیا ہے ؟

پاراشر - تو فقط " بہت اچھا جو مرضی کہدے باقی میں سب انتظام کرونگا - مجال کیا جو کوئی دیکھ بھی سکے ؛

ستسوودری - مانا کہ اس وقت اونٹ کی چوری نہوڑے نہوڑے ہوگئی ٹکیہا میں گڑ پھوٹ گیا - مگر پاؤں بھاری ہوگیا - تب کیا ہوگا - اُس وقت کسی کے سامنے کیسے آنکھیں ہونگی - جو ہوگا تھوکیگا - ہنسیگا ؛

پاراشر جی - اس بات کا بھی اطمینان رکھ - پیٹ رہ بھی جائے تو تیرے علاوہ اور کسی کو خواب میں بھی علم نہ ہوگا - میں ذمہ وار ہوں ؛

ستسوودری - بھلا سُنئے تو کہاں آپ رشی مہاراج ساکشات دیوتا کہاں میں ایک ملاح کی چھوکری - اُس پر تمام بدن میں مچھلی کی بساہند سب لوگ تو مجھ سے گھناتے ہیں دور بھاگتے ہیں کہ ناک نہ سڑ جائے دماغ نہ بگڑ جائے آپ کو یہ کیا ہوا سمائی ہے ؛

پاراشر جی - مجھے سب بھید معلوم ہے تجھے نہ معلوم ہوگا کہ تو کس کی لڑکی ہے مگر یہاں رتی سے ریزہ تک علم ہے - تو کچھ بساہند و ساہند کا خیال نہ کر - میرے بدن سے بدن چھوؤ اور کس عطر کی لپٹیں آنے لگیں صندل کی خوشبو پھیل گئی - تو مطلق نہ گھبرا - غنچۂ عصمت بھی منہ بند ھی کلی بنا رہیگا - تاریکی بھی ہو جائیگی - خلاصہ یہ کہ کسی بات کے اندیشے کی جگہ نہیں - بس کہہ دے کہ " تسلیم خم ہے " ؛

یہ کہکر رشی نے اُدھر فقط اُنگلی اُٹھائی تو زمین کو کُہرے نے چھا لیا دہ گھٹا ٹوپ تاریکی ہوئی کہ ساحل تو ساحل کشتی پر ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا - ستسوودری نے رشی کا یہ کمال دیکھا تو کانپ اُٹھی - نازک دل پر جوڑی سی چڑھ گئی - تھرتھرائی ہوئی بولی :-

رشی جی مہاراج رُوح لرز رہی ہے - آپ کا یہ تیج اوپر جانے والا نہیں ضرور حمل رہیگا - اور پھر میں کسی کو منہ دکھانے کے

قابل نہ رہونگی ؛

پاراشر جی- یقین رکھ کہ حمل ہوگا تو صرف تو ہی جانیگی اور کسی کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہوگی- یہ بھی سمجھ کہ اگر مجھ سے حمل رہا تو وہ لڑکا پیدا ہوگا جس کا سا عالم و فاضل نہ پیدا ہوُا نہ اب ہے نہ آئندہ ہوگا- علم و فضل اُس کی وفات پر ختم ہو گئے ۔

متسودری بالکل کمسن بارہ برس کی عمر تھی- رشی کے رعب میں آگئی- سراپ سے ڈری- آخر راضی برضا ہو گئی ۔

پاراشر رشی بہت خوش ہوئے بردان دیا کہ آج سے بدن کی بدبُو زائل ہو خوشبو ایک جوجن تک دماغوں کو معطر کرے اور جو فرزند پیدا ہو وہ صاحب فضل و کمال اور فخر کاملین ماضی و حال و استقبال ہو- یہ دعا دے کر رشی تو اس پار سے اُس پار اُتر گئے- متسودری کے روئیں روئیں سے عطر کی لپٹیں آنے لگیں- رگ رگ نافۂ مشک کا کام کر گئی- بس حد ہے کہ کہاں تو متسودری نام تھا کہاں جوجن گندھا (یعنی ایک جوجن تک خوشبو پھیلانے والی) کا خطاب زبانزد خاص و عام ہو گیا ۔

آخر بیاس جی کا ظہور ہوُا- علمی دنیا میں عالم نور ہوُا- جوہیں بیاس جی زمین پر گرے جنگل کی ہوا سمائی- بن کی طرف قدم اُٹھا دئے- متسودری نے کہا:-

"جگر بند جگر پیوند- بھلا ایک نظر تو دیکھ لیتے کہ کلیجے میں ٹھنڈک پڑ جاتی ۔

ویاس جی- ماتا جی اس وقت مَیں نہیں رُک سکتا- سیدھا جنگل میں جانے دیجئے- تپ کے سوا مجھے پل مارنے کی فرصت نہیں- ہاں جب کبھی آپ یاد کرینگی مَیں بال بندھا فوراً حاضر ہونگا- جب کوئی ضرورت ہو بے تکلف دھیان کر لیجئیگا- مَیں یہیں ہونگا- جو دُکھ درد ہوگا اُس کے رفع کرنے کا مَیں ذمہ دار- آپ بیفکر رہیں ۔

ویاس جی نے یہ کہا اور جنگل کی طرف سدھیاں لیں- ویاس جی کا اصل نام دوے پاین تھا- یہ اس لئے کہ وہ جمنا جی کے ٹاپو میں پیدا ہوئے

سے آراستہ ہو گئے تھے۔ جب اُنہوں نے ابنائے روزگار کے قواعد
دینی و دنیوی کو مدنظر رکھ کر ویدوں کی تعلیم عام کی۔ ویدک تعلیم کو ضروری
حصوں میں منقسم کیا۔ اٹھارہ پوران تصنیف فرمائے۔ تب سے ویدویاس
کے نام نامی سے شہرت پائی۔ وید ویاس جی وِشن جی کے اوتار کے زمانے
کے مشہور رشی ہیں۔ مہابھارت میں بھی حالات تاریخی کے سلسلے میں
ویدوں کا لب لباب حوالۂ قلم اعجاز رقم کیا ہے +

ادھیائے ۲۶

راجہ مہابھک اور گنگا جی کی باہمی محبت اور بھیشم پتامہ کی پیدائش کے تمہیدی حالات

سوم ہرشن رشی راجہ دیوبرت کی پیدائش کا حال سُناتے ہیں۔
جن کو اہل زمانہ بھیشم پتامہ کے خطاب سے ملقب فرماتے ہیں +
رشی جی کی رطب اللسانی ہے کہ راجہ اکشواک سورج بنس کے
آفتاب تھے۔ ان کی نسل میں راجہ مہابھک ایساست بادی گزرا ہے کہ
بایں وشایہ رعایا کے مقابلے میں اولاد کی کچھ حقیقت نہ سمجھتا تھا۔ بندگان
خلائق کے لئے جان تک چلی جائے تو باشد۔ اسمیہ یگیوں کا تانتا لگا
دیا۔ خیر و حسنات کا دریا بہا دیا۔ جب سُرگ کی راہ لی تو اندر اور دیوتاؤں
نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ خوب آؤ بھگت کی +
ایک روز بمرہم سبھا کا اجلاس ہوا تمام دیوتا و فق افروز انجمن ہوئے
[illegible]

جمال کافور مہابھک راجہ پر موہنی ڈال گیا۔ آج تک ایسا جمال جہاں افروز نظر سے نہ گزرا تھا۔ پس ٹکٹکی بندھ گئی۔ نظر چہرے پر جمی تو وہیں کی ہو رہی۔ برہم سبھا کے موفق افروز بھانپ گئے۔ تاڑنے والوں نے تاڑ لیا کہ یہ ٹکٹکی خالی از علت نہیں۔ برہما برافروختہ ہوئے اور کہا یہ ہیں یہ گستاخی۔ یہ سوے ادبی۔ نہ کسی کا پاس نہ لحاظ۔ تم اس مجمع پاک میں بیٹھنے کے لائق نہیں۔ بس سزا یہی ہے۔ کہ دنیا میں جاؤ قالب خاکی میں عمر گزارو۔

راجہ مہابھک سخت نادم ہوا۔ شرمندگی سے گردن جھک گئی۔ آخر برہما جی کا قول صادق ہوا یعنی قالب خاکی پھر لینے پڑا مگر اگلے جنم میں کام نیک کئے تھے۔ اس لئے برہما جی نے فرمایا تھا کہ راجہ پرتیت کے یہاں ولادت ہو گی اور تاج عالمگیری زینت سر ہو گا۔

راجہ مہابھک بھی بڑا شکیل و جمیل تھا۔ گنگا جی اس کی صورت پر فریفتہ ہو گئیں۔ راجہ پر برہما جی کا عتاب ہوا۔ تو اُن کے دل پر چوٹ لگی کہ ہائے غریب میری بدولت مارا پڑا۔ اس کے ساتھ رفاقت کرنا فرض ہے۔ اور اس کی مطلب برآری کی کوشش لازمی۔ جب محفل برخواست ہوئی۔ گنگا جی بھی اپنے پتا برہما جی سے اجازت لے کر وہاں سے رخصت ہوئیں۔ راہ میں دیکھا تو آٹھ بسو منہ لٹکائے۔ سر جھکائے بیٹھے ہوئے نظر آئے پوچھا:۔

کیوں کیوں! خیریت تو ہے۔ چہرے پر فکر و تردد کے آثار ہیں کوئی وجہ؟

آٹھ بسو۔ کیا کہیں۔ بڑا قصور ہو گیا۔ بشسٹ جی برہما جی کے فرزند ارجمند ہیں وہ اپنے فرائض پرستش میں مشغول تھے۔ ہم نے کچھ خیال نہ کیا۔ آنکھیں بند کئے لانگتے چلے گئے۔ آخر نتیجہ بھگتنا پڑا۔ بشسٹ جی جی برانگیختہ ہوئے۔ جوش غضب میں فرمایا کہ:۔

ہی نہیں دینا۔ اچھا پھر مزہ بھی چکھو۔ دُنیا کے جال میں پھنسو۔ بشسٹ جی کا سراپ تو تیر بہدف ہے۔ فشانہ بیچ نہیں سکتا۔ ہم راضی برضا ہیں۔ لیکن فکر اتنی ہے کہ دنیا میں پیدا ہوں تو کس کے بطن سے۔ اگر آپ منظور فرمادیں۔ تو بطن اقدس میں جگہ پانے سے ہماری بیڑیاں بہت جلد کٹ جائینگی +

گنگا جی۔ اچھا منظور۔ مگر ہاں ایک بات ہے تم میں سے ایک کو ضرور دنیا میں قیام رکھنا پڑیگا۔ وجہ یہ کہ اگر میں نے سب کو نذر آب کر دیا تو مجھے اولاد پیدا کرنے سے حاصل۔ اولاد پیدا کی اور نام دنیا میں نہ رہا تو فائدہ جس وسو کا نام دیُو تھا۔ اُس نے سر قبول جھکا دیا۔ مگر یہ بھی کہا کہ رہنے کو تو دنیا میں رہونگا۔ لیکن گرہستی کا جھنجھٹ نہ ہو سکیگا۔ نہ شادی بیاہ سے کاٹھ میں پاؤں دینا قبول ہے۔ زنجیر تعلق سے آزاد رہوں گا۔ بھگوان کی یاد کرونگا۔ بس +

گنگا جی۔ خیر جو مرضی۔ پیارے دیُو۔ دیکھ لینا میرے بطن سے پیدا ہونے کا کیا پھل ملتا ہے۔ سُنو تو سہی تم ایسے صاحب اقبال صاحب جلال صاحب قدرت و صاحب طاقت ہوگے کہ کوئی بہادر طاقتور سے طاقتور کیا مجال کہ سامنا کر سکے۔ اور جب تک دنیا قائم ہے تب تک نام رہے +

ادھیاے ۲۷

گنگا جی کی راجہ پرتیت کے یہاں رونق افروزی۔ راجہ شانتنو کا جوش عشق شراُڑ لے کے بعد شادی ہیمنت آبادی

جیسے اوراقیل ادھیاے کے سلسلے سے توم ہرشن رشی فرماتے

ہیں۔ کہ راجہ پرتیت نے برہما جی کی بد دعا سے پھر قالب خاکی میں ظہور کیا۔ گنگا جی میں اشنان کرنے کی دُھن رہتی تھی۔ چنانچہ کسی روز راجہ موصوف کو سری ہردوار میں اشنان کرنے کا اتفاق ہوا۔ یہ گنگا گھاٹ پر جا بیٹھے اور گنگا جی کی موہنی مورت سوہنی صورت کے تصور میں محو ہو گئے۔ دفعتہً راجہ عالم محویت سے چونک پڑا۔ دیکھا تو ایک حسینہ سولہوں سنگار سے آراستہ اور ہر ہفت عروسی سے پیراستہ زانو پہ رونق افروز نظر آئی دل پھڑک اُٹھا دل کی کلی کلی کھل گئی۔ دل بے قابو ہو گیا۔ مگر ضبط سے کام لے کر پوچھا۔ پیاری تو کون ہے۔ اس موہنی مورت پر قربان۔ سوہنی صورت پہ نثار ✤

جواب۔ مَیں گنگا ہوں۔ جس کے دریائے حُسن کی لہریں دیکھ کر دیوتاؤں کی کشتی قلب بھی گرداب عشق میں ڈگمگاتی ہے۔ دل کی لہر اور اپنی موج سے آئی ہوں کہ دریائے محبت میں ڈوبے ہوؤں کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کنارے لگاؤں۔ اور پیاسے کی پیاس بجھاؤں ✤

راجہ پرتیت۔ تم میری لڑکی کے برابر۔ آنکھ کی پتلی کے مد مقابل اس پہ لطف یہ کہ دائیں زانو کو جلوہ افروزی سے عزت بخشی۔ جو بیٹی کے واسطے موزوں ہے نہ کہ اور کسی کے لئے جس سے اور تعلق ہو اُس کی نشست کے لئے بایاں زانو ہے نہ کہ دایاں۔ پس مجھے لازم ہے کہ تمہاری شادی اپنے فرزند سے کروں جو اوصاف میں فائق اور سچ مچ تمہارے لائق ہے ✤

راجہ مہابھک جس کا ذکر ۲۲ ویں ادھیائے میں آچکا ہے اور جس کا دلی تعلق گنگا جی سے ہو چکا تھا۔ راجہ پرتیت کے یہاں پیدا ہو چکا تھا راجہ نے اُس کو شانتنو کے نام سے ملقب کیا۔ اور یہی وہ صاحب قسمت تھا۔ جس کی آرزو پوری کرنا گنگا جی کو منظور خاطر تھی ✤

دلوں کی دبی ہوئی محبت عرصے سے کلسی کی آگ تھی۔ شانتنو کی جو ہیں نظر پڑی کی دو وہ ... گیا ... نیم نگاہی کی

اداسی کے ساتھ ہی اُبھر آئی وہ فریفتہ ہی نہیں ہوئے۔ بلکہ شادی کی گھڑیاں اور راتوں کو ستارے گننے لگے ؛

لیجئے شادی کی مبارک گھڑی آگئی۔ سب ٹھاٹھ باٹ درست ہو گئے جس وقت گٹھ بندھن کا موقع ہوا۔ گنگاجی نے فرمایا:-

گڑیوں کا سا بیاہ نہ کیجئے۔ پہلے ذرا میری سُن لیجئے۔ ورنہ سب آڈمبر بیکار ؛

شانتنو۔ نہیں نہیں! شوق سے میری پریہ ظاہر کرو دل میں نہ رکھو ؛

گنگاجی۔ اس شرط سے شادی کروں گی جو اولاد پیدا ہو اُس کو خواہ میں کچھ ہی کروں آپ کو بولنے یا ٹوکنے کا اختیار نہیں۔ نیز جب تک آپ میری نگاہ میں چلینگے کہنا کرینگے تب تک میرا اور آپ کا تعلق اگر کوئی امر میرے خلاف مزاج ظہور میں آیا۔ بس رشتہ شکست۔ رسم وراہ القطع میں فوراً ہی تنکے کی طرح تعلق توڑ کر چلتی پھرتی نظر آؤنگی۔ مروت محبت کا کچھ لحاظ نہ ہوگا ؛

شانتنو راجکمار پہ حسن وجمال نے وہ طلسم کیا تھا کہ دل پر کسی طرح قابو ہی نہ تھا۔ فوراً سب باتیں منظور کیں اور قصہ کوتاہ۔ شادی ہو گئی۔ سُرگ لوک کی برہم سبھا میں مہابھک کے دل میں جو جوش محبت پیدا ہوا تھا۔ اُس کا یوں انجام بخیر ہوا۔ شانتنو اور گنگاجی دونو ایسے محبت میں ڈوبے کہ گل و بلبل۔ کبک و قمر۔ سرو قمری۔ شہد و مگس۔ آب و ماہی کا جوش عشق مات کر دیا۔ دونو ہر وقت ایک دوسرے کو آنکھوں کے سامنے رکھتے نظر سے اوٹ نہ ہونے دیتے اور شورِ محبت چہار دانگ عالم میں گونج رہا تھا

ادھیائے ۲۸

بھیشم پتامہ کی پیدائش راجہ شانتنو اور گنگا جی سے مفارقت

گنگا جی راجکمار شانتنو کے رنواس کی زینت تھیں آغوش محبت میں جگہ پائی تو آٹھ فرزند تولد ہوئے۔ سات لڑکے جو ہیں پیدا ہوئے گنگا جی نے ایک ایک کو گنگا جل میں ڈبو دیا اور اُف نہ کی۔ شانتنو کا کلیجہ تڑپ جاتا تھا کہ ہائے کلیجے کے ٹکڑوں کا یہ حال۔ ماں کی ممتا کا یہ انوکھا رنگ مگر شرط کا خیال تھا قول و قسم کا پابندی تھی۔ اس لئے دل ہی دل میں کُڑھ کر رہ جاتا تھا۔ زبان سے ایک حرف نہ نکالتا +

جب آٹھواں فرزند عالم شہود میں آیا۔ شانتنو سے نہ رہا گیا۔ بولا اب تحمل کی طاقت نہیں۔ ہر مرتبہ آنکھ کے تارے کو تمہارے ہاتھ سے ڈوبتے دیکھا نہیں جاتا۔ ناگن بھی اپنے بچے کو نہیں ڈستی سخت بے درد ہو۔ ڈائن بھی ایک گھر چھوڑ دیتی ہے۔ تم اپنے ٹکڑوں ہی کی جان کی پیاسی رہتی ہو۔ اب کے یہ لڑکا نہ ضائع ہونے دونگا۔ سات کو تم موت کے منہ میں جھونک چکی ہو میں نے دم نہ مارا۔ سانس ڈکار نہ لی۔ جو کچھ گذری اپنے دل پر۔ اب پریشو کی وین پر لات نہیں ماری جاتی۔ اولاد کے ہوتے لاولدی کا داغ گوارا نہیں۔ جیسا ہو اولاد ہوتا ہے۔ اُس کو جیتے جی بھی نرک ہے مرے پر بھی نرک۔ پس چاہے خفا ہو جاؤ یا خوش [illegible]
کو پانی میں نہ بہانا +

گنگاجی بولیں کہ بس شرط پوری ہوگئی - آپ کو ٹوکنے یا بات ٹولکنے
کا مجاز نہ تھا - آپ سے زبان نہ دابی گئی - خیر - ماتجز شما بسلامت - یہ
لیجئے اپنا بیٹا - ہیں رخصت - مَیں اپنے فرض سے سبکدوش ہوئی -
اب آپ جانیں اور آپ کا کام مجھے آپ سے کچھ سروکار نہیں +
شانتنو نے یہ بات سُنی تو ہوش اُڑ گئے حواس جاتے رہے -
کیسیں باندھے ہاتھ جوڑنے لگا - قدموں پر سر رکھ دیا - غرض جانبین
کے برتاؤ پر یہ شعر حسب حال تھا ؎

ادھر سے کیا نہیں منت نہیں کہ پیار نہیں
اُدھر سے ایک نہیں سو نہیں ہزار نہیں

راجہ کی خوشامد گرم توے کی بوند ہوگئی - عرض و معروض چکنے
گھڑے پر کا پانی ہوگیا - گنگاجی کے جو دل میں سمائی پتھر کی لیک
تھی - وہ قول سے نہ پھریں جو کہا تھا کرکے دکھا دیا نظر پھیری تو بس سُرگ
میں جا پہنچیں - لڑکا شانتنو کے پاس رہا - پہلے دیوبرت نام تھا پھر
بھیشم ہُوا - اور جب باپ کی رفاقت میں عمر بھر شادی نہ کی تو پتامہ کا
خطاب ملا - برہماجی دُنیا بھر کے پتامہ کہلاتے ہیں - اس لئے کہ وہ بانی
کائنات ہیں - بھیشم پتامہ ذاتی سعادتمندی سے کنوارے رہے کوئی
اولاد پیدا نہ کی - اس وجہ سے ان کو پتامہ کا خطاب ملا - ہندو جب بزرگوں
کا شرادھ اور ترپن کرتے ہیں - تو بھیشم پتامہ کا نام بھی شریک کیا جاتا
ہے اور حصہ دیا جاتا ہے - ایک طرف برہما خالق مخلوقات ایک طرف
بھیشم لاولد - ہر ہندو کا فرض ہے کہ دونو کو پتامہ سمجھ کر عزت کرے +
راجہ شانتنو کے جو آٹھ فرزند ہوئے وہ وہی آٹھ بسو تھے - جن کا
ذکر پچھلے ادھیائے میں آچکا ہے - ۷ بسو یعنی ۷ لڑکوں کو تو حسب
مرضی خاص گنگاجی نے نذر آب کیا - آٹھویں بسو کے لئے اُنہوں نے
فرما دیا تھا کہ دنیا میں رہے - چنانچہ اس کا خود بھیشم پتامہ کے چرچے
میں ہمیشہ کی شہرت تاریخی دُنیا میں جاودانی غیب بزرگی کہلاتی [illegible]

رخصت ہوئیں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ:-

راجہ شانتنو۔ جن کو تم اپنے فرزند سمجھتے وہ آٹھ بسو تھے۔ مَیں نے اُنہیں کی خاطر تمہاری آغوش تنگ کی پروا کی تھی۔ سات بسو تو سُرگ میں اپنی راہ لگ گئے۔ آٹھواں بسو تم کو سونپے جاتی ہوں۔ اسے جان کی طرح رکھنا یہ ایسا طاقتور ہوگا کہ زمانہ لوہا مانیگا۔ مجال کیا کہ کوئی آنکھ بھی اُٹھا سکے یہ وہ ہوگا جو تمہارے نام کو تمہارے خاندان کے نام کو روشن کریگا اور زمانے میں اس کے کارہائے نمایاں یادگار ہی نہ ہونگے۔ بلکہ عوام الناس اپنے بزرگوں کا سرتاج سمجھینگے۔ ایک مرتبہ اس نے بارنی رشی کی گاؤ سے اُڑائی تھی۔ اس کی یہ سزا ملی کہ دُنیا میں رہنا پڑیگا۔ مگر عذاب و ثواب کچھ ہوں ہر حال میں اس کا ساجر دمیدان۔ بہادر۔ جری۔ شجاع نہ ہُوا ہے نہ ہوگا۔ ہر موقع پر فتح بستۂ فتراک رہیگی۔ اور اس کے آگے ہمیشہ ظفرمندی کا ڈنکا بجیگا۔ یہ فرماکر گنگا جی تو نَو دو گیارہ ہوگئیں۔ اور شانتنو کلیجہ مسوستا ہاتھ ملتا رہ گیا۔

ادھیاے ۲۹

ستودری اور راجہ شانتنو کی شادی

گنگا جی جب شانتنو کو داغ مفارقت دے گئیں اور دیوبرت (المعروف بھیشم پتامہ) اپنے لخت جگر کو یادگار چھوڑ گئیں تو راجہ شانتنو پر جو گزری اُنہیں کا دل جانتا تھا نہ دن کو چین نہ رات کو آرام ہر وقت بے قراری۔ ہر لحظہ آہ و زاری۔ خواب و خور حرام۔ نہ صورت راحت نہ شکل آرام۔ وزرا نے سلطنت و اُمرائے حکومت نے ... بہت

پاپڑ بیلے خوب کوشش کی تب بمشکل ذرا بیکسوں دل بہلا۔ اور دل کی

تڑپ کلیجے کی ٹیس کم ہوئی +

راجہ شانتنو اپنے خاندان کا فخر ہوا۔ عقل کلمہ پڑھتی تھی۔ راستگوئی گھُٹی میں پڑی تھی۔ رعایا پروری میں نظیر نہ رکھتا تھا۔ اور آفتاب اقبال ایسی بلندی پر تھا۔ کہ بدر کی نگاہ کبھی کام نہ کرتی تھی۔ اوصاف بہمہ صفت موصوف تھے۔ خصائل و فضائل مشہور و معروف تھے۔ حتےٰ کہ مہاراج ادھیراج یعنی شہنشاہ عالم پناہ کا خطاب حاصل کیا۔ سلاطین زمانہ آستان دولت پر سر جھکاتے اور اورنگ حکومت کے سامنے تاج جہانبانی اتارتے تھے۔ ہستناپور بیت الحکومت تھا وہیں پایۂ تخت سلطنت تھا۔ شعاع اقبال سے زمانہ منور۔ آفتاب جلال کے سامنے خورشید انور بمنزلۂ شرر تھا۔ اتفاق کی بات کہ کسی روز راجہ شانتنو سیر و شکار کی تفریح سے دل بہلاتے گنگا کے کنارے پہنچے۔ ایک تو پانی کمر کمر تھا۔ سوچے کہ کشتی کی کیا ضرورت یوہیں اس پار سے اُس پار ہو جائینگے۔ یہ خیال جمتے ہی گنگاجی میں اُتر گئے اور دوسرے ساحل کی طرف رُخ کردیا۔ چلتے چلتے بیچوں بیچ میں پہنچے تو ایک لڑکا کھڑا ہوا نظر آیا۔ چہرہ مہرہ پرتنویر۔ صورت بدر کامل کی تصویر۔ ہاتھ میں تیر ہے کمان ہے کچھ عجب آن بان کچھ نرالی ہی شان ہے۔ پانی دیکھا تو تھما ہوا تھا۔ اور ہی رنگ جما ہوا تھا۔ اس حیرت خیز نظارے سے راجہ گرداب حیرت میں پھنسا تھا کہ یکایک گنگاجی نمودار اور نور افروز پردہ انوار ہوئیں +

راجہ شانتنو دیوبرت کو پہچانا نہ گنگاجی کو وہ دونو کو دیکھ تصویر حیرت بن گیا اور مطلق خیال نہ گذرا کہ ایک دل کی مالک ہے اور ایک کلیجے کا ٹکڑا۔ آخر گنگاجی نے خود مخاطب کرکے فرمایا کہ:-

راجہ صاحب یہ وہی آپ کا آٹھواں فرزند ہے۔ جس کی وجہ سے آپ نے مجھ سے ترک تعلق کیا۔ یہ وہ آپ کا فخر خاندان ہے جو ہے کے [illegible]

ہی نہیں صاحب لیاقت ہی نہیں۔ عالمان زمانہ میں فرد و یگانہ۔ راج
دھرم میں یکتائے زمانہ ہوگا۔ برہسپت جی اور شکر جی سے تمام علوم پر عبور
حاصل کیا ہے۔ شستر ودیا پرسرام جی نے سکھا کر اُستاد زمانہ بنادیا ہے
لیاقت و فراست دانائی میں آج اس کا نظیر و عدیل نہیں ہر علم و فن ہر
ہنر و کمال میں اس کی طرح کا کوئی فارغ التحصیل نہیں ٭

گنگا جی کی یہ باتیں سُنکر جیسے راجہ شانتنو کی آنکھیں کھل گئیں۔ گویا
سوتے سے جاگ اُٹھا دیکھا تو ایک وہی گنگا جی ہیں۔ جن کے جوش عشق
میں اس کا دل گرفتار دام محبت رہا تھا۔ اور پھر جن کے ناوک فرقت
کی خلش سے اس وقت بھی کلیجے کی تڑپ بدستور قائم تھی۔ دوسرا وہ
کلیجے کا ٹکڑا جو سات آنکھ کے تاروں کے غروب ہو جانے پر اُس نے
آفتاب کی طرح ڈوبنے نہ دیا تھا۔ گنگا جی کو دیکھ کر اُن کا کلیجہ ہاتھوں بڑھ
گیا۔ دل کا آنند کیا تھا قابل بیان نہیں۔ خون کی محبت نے بے قابو کر دیا
دوڑ کر راحت جان (دیوبرت) کو کلیجے سے لگا لیا اور مکان میں لے گئے
دیوبرت ہمہ صفت موصوف تھے۔ لیاقت کلمہ پڑھتی تھی۔ راجہ نے
ولیعہد اور نگین تاج سلطنت بنالیا۔ امور ملکی میں اُن کی مشورت تیر بہدف
ہوئی۔ عظیم الشان سلطنت کا ایک معقول جزو سایہ دامن دولت میں
گلزار ہوا دیوبرت عاقلان زمانہ میں فائق کاملین لیاقت میں سب سے
لائق تھے۔ رحم و کرم میں لاجواب۔ رعیت پروری و عاجز نوازی میں
انتخاب۔ ظرافت و شجاعت میں آپ ہی اپنی نظیر اور حد درجے کے
شوہرہ تھے۔ اوراق آئندہ میں ان کے کارہائے نمایاں و
اوصاف شایاں بہت کچھ جلی قلم اور آب زر سے لکھے جانے
کے مستحق ہونگے۔ اس لئے یہاں صرف اتنی بات بہ بخل سخن و کوتہ
قلمی سے کام لیا جاتا ہے کہ یہ اور اوصاف کے علاوہ سعادتمند بھی
ایسے تھے کہ نہ کبھی ہوا نہ ہوگا۔ سرون اپنے سپوت سے بھی سبقت
لے گئے [illegible] کی

خاطر بیاہ نہ کرنا تھا نہ کیا۔ یہ کیا جیتے جی جانا ہی نہیں کہ عورت کیا چیز ہوتی ہے۔ عورت میں کیا سُرخاب کا پر ہے۔ قدرت نے عورت کو مرد کے لئے کیوں پیدا کیا۔ مردوں کو عورت کی کس لئے ضرورت ہوتی ہے ایک طرف تو راج کے سکھ دوسری طرف بھگوت بھجن نہ گرہست آشرم میں بال بھر خلل نہ ایشور کی ارادھنا میں خیالات دنیوی کا دخل و عمل۔ ضدین میں وہ کام کرتے تھے جو دوسرے سے ممکن نہ تھا۔ نفس امارہ کو زیر اور اندریوں پر دل کو سیر کرکے وہ تپ کیا ایسے ایسے برت کئے کہ دیوتاؤں کے جی چھوٹ گئے۔ مرتاضان عالم کے وضو ٹوٹ گئے ؎

اتفاق کی بات۔ ایک روز راجہ شانتنو کو سیر و شکار کی ہوا سمائی تو سیدھے جمنا کے کنارے پہنچے وہاں عالم ہی اور تھا۔ وہ خوشبو پھیلی ہوئی۔ وہ مہک آرہی تھی کہ دل پھڑک گیا۔ اُسی طرف سمندِ عزم کو ایڑ دی جدھر طبلۂ عطار کی لپٹیں آرہی تھیں۔ جب ٹھکانے پر پہنچے تو حیرت میں رہ گئے۔ کہیں ایک نور کی تصویر میں نافۂ مشک عطر بیزی کیسی۔ راجہ کی جس پر نگاہ پڑی تھی وہی متسودری تھی۔ جس کا ذکر اگلے صفحات میں آچکا ہے۔ یہ جمنا کے کنارے پیرایۂ حسن سے آراستہ و پیراستہ کھڑی کشتی پر جمال کا دریا بہا رہی تھی اور ملاح جس نے پالا پوسا تھا۔ پرورش و پرداخت کی تھی۔ چند قدم کے فاصلے پر سوچ کر رہا تھا۔ راجہ نے جونہی وہ مرقع حسن دیکھا دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ بے ساختہ طبیعت آگئی۔ دل بے قابو ہوا۔ ٹکٹکی بندھ گئی۔ بوے عنبر بیز نے مشام جان معطر کرتے ہی جوش عشق کے لئے سونا اور سوگندھ کی کہاوت صادق کی۔ ملاح طرز نگاہ سے بھانپ گیا۔ قیافے سے تاڑ گیا کہ رنگت اور ہے۔ دونو ہاتھ جوڑے ہوئے سامنے آیا۔ قدموں پر سر جھکا دیا اور گزارش کی۔ مہاراج! کیا آگیا۔ کیا حکم کیا ارشاد ہے

راجہ شانتنو۔ کچھ نہیں صرف ایک :۔
ملاح۔ آپ جان ومال کے مالک ہیں۔ حکم کے آگے سرکوئی چیز نہیں جان تک قدموں پر تصدق +
راجہ شانتنو۔ اگر ایسی ہی راج بھگتی ہے تو اس زہرۂ چرخ خوبی ومشتری برج محبوبی کو ہمیں سونپ دو۔ کلیان کا کلیان اور احسان کا احسان +
ملّاح۔ مہاراج کہاں آپ راجوں مہاراجوں کے سرتاج۔ کہاں مَیں ملّاح غریب و محتاج مگر یہ آپ کی عاجز نوازی تھی۔ کہ آپ نے میری چھوکری کو شہنشاہی عظمت کی نظر سے دیکھا۔ ستیوتی کے نہ ہے نصیب۔ میرے اہو بھاگ۔ مگر مَیں خدمت میں گستاخ نہیں ہوسکتا۔ پھر بھی کہونگا۔ کہ مَیں کملی کا پیوند پھول اور خار سے نسبت کیا معنے۔ کہاں ذرہ کہاں خورشید کہاں ریزۂ خاک کہاں ناہید۔ میں اس تعلق کو جائز نہیں سمجھتا۔ یوں آپ مالک ہیں۔ ہرچہ رضائے مولے از ہمہ اولے۔ حکم حاکم مرگِ مفاجات۔ مگر نہیں۔ آپ کا سوال آپ کی شان کے خلاف ہے۔ راجہ شانتنو اس جواب پر خاموش ہوگئے خاموش ہی نہیں ہوگئے۔ بلکہ چپ چاپ گھر کو لمبے پڑے۔ لیکن محبت کی جو آگ دل میں بھڑک رہی تھی وہ دبانے سے نہ دبی بلکہ اور تیز ہوتی گئی۔ دن ہے یا رات صبح ہے یا شام کسی وقت ستیوتی کی صورت نگاہ سے اوجھل نہیں ہوتی۔ آنکھ جھپکی اور وہ تصویر سامنے پلک کھلی اور مرقع جمال آنکھوں کے آگے عشق کی رنگت اور ہوتی ہے محبت کے ڈھنگ ہی نرالے ہیں۔ راجہ نے لاکھ چھپایا مگر بھانپنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں +

تاڑ جاتے ہیں تاڑنے والے

دیوبرت (بھیشم پتامہ) سمجھ گئے کہ ضرور کچھ دال میں کالا کالا ہے پھر ... کی ... کیا ... نہیں۔ راجہ

شانتنو سے کہا:۔

کرپتا جی آخر معاملہ کیا ہے۔ مجھ سے تو فرمائیں۔ میرے ہوتے آپ فکرمند ہوں۔ مجھے طاقت برداشت نہیں۔ میری موجودگی میں آپ کو تکلیف ہوئی فرزندگی پر زد ہے۔ حیات پر تین حرف ۔

راجہ شانتنو۔ لخت جگر۔ غور فکر کیا کروں۔ ستسووری پر طبیعت آ گئی ہے۔ دل پر قابو نہیں۔ جب تک وہ رنواس کی زینت نہ بنے تب تک چین نہیں۔ اسی کوفت میں جان گھُل رہی ہے۔ اسی گیتی چوٹ سے دل بیقرار رہتا ہے ۔

دیوبرت۔ بس اتنی سی بات۔ واللہ میں تو سمجھا تھا کہ ایشور نہ کرے کوئی مہم عظیم ہے کوئی دور از امکان بات ہے۔ لیجئے میں ابھی جاتا ہوں اور سب ٹھیک ٹھاک کئے آتا ہوں۔ یہ کہکر دیوبرت جی اُٹھے چند مشیران با اخلاص و وزیران خاص کو ہمراہ لیا اور سیدھے ملاح کے پاس پہنچے تو ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد ذکر چھیڑا کہ بھبوت جی تمہارے بھاگ جاگ گئے۔ تمہاری دُختر نیک اختر کا ستارہ بلند ہوگیا۔ راجہ شانتنو کی اس پر نظر پڑی۔ بس تمہاری اقبالمندی اور اس کی سربلندی میں کیا شک ۔

ملاح۔ آپ کا فرمانا تو درست۔ مگر غور تو فرمائیے۔ کہاں راجہ بھوج۔ کہاں گنگوا تیلی۔ راجہ شانتنو چکرورتی مہاراج ادھیراج۔ ستسووری مجھ رذیل کی بیٹی۔ ذرے کو آفتاب سے کیا نسبت۔ کہاں افلاک۔ کہاں خاک ۔

دیوبرت۔ ہم ایسے فقروں میں آنے والے نہیں یہ چپیتے کسی اور کو سناؤ اگر سیدھی انگلیوں سے گھی نہ نکلیگا تو تم پر وہی مثل صادق ہوگی کہ

آنچہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از خرابی بسیار

ہم کو وہ قوت حاصل ہے کہ تمہاری بساط ہی کیا۔ تم مال ہی کیا ہو کوئی

بڑا راجہ مہاراجہ بھی ہو تو اس کی ایک پیش نہ جائے۔ ہم وہی کر کے

چھوڑیں جو ہماری مرضی ہو۔ خیریت اسی میں ہے کہ متسودری کو ہمارے حوالے کرو نہیں تو اپنا زور خرچ کرکے دکھائینگے کہ ہم کیا کرسکتے ہیں پل مارتے متسودری راجہ شانتنو کے محل میں ہوگی۔ اور تم پر وہی کہاوت صادق ہوگی کہ

پانڈے دونو دین سے گئے نہ حلوا ملا نہ مانڈے

ملاح۔ آپ مالک ہیں آپ کو سب کچھ اختیار ہے۔ مگر ان داتا میں تو حکم سے باہر نہیں۔ جو فرمائیے سر آنکھوں پر۔ لیکن بیاہ شادی تو گڑوں کا نہیں کہ ابھی بنایا اور ابھی بگاڑ دیا۔ یہ نازک معاملات ہیں من مانی نگر جاتی نہیں اگر حکم ہو تو کچھ عرض کروں +

دیوبرت۔ نہیں نہیں جو کچھ کہنا ہو بے تکلف کہو میں ماننے کو تیار ہوں۔ بیوہار میں مروت کیسی +

ملاح۔ آپ کی مربیانہ نظر عنایت اور انصافانہ خیالات کا شکریہ مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ متسودری کے سرمایۂ عصمت کا کوئی شاد ہی معاوضہ چاہیئے۔ پس اس کے لئے میری خواہش ہے کہ اس کے بطن سے جو فرزند ہو وہی سریر سلطنت پر قدم رکھے۔ اگر یہ منظور ہے۔ تو فوراً علی فور۔ ورنہ یہ ناچیز مجبور +

دیوبرت۔ بس اتنے ہی کے لئے یہ لیت ولعل یہ چنیں و چناں۔ ارے اس کو تو میں ذمہ وار ہوتا ہوں۔ یہ بات تو میرے ہاتھ کی ہے۔ جیتے جی اپنا بیاہ نہ کرونگا۔ بس چھٹی اسی پر فیصلہ۔ رہا راج اس کی مجھے ہوس ہی نہیں۔ اس وقت بھی مجھے راج سے سروکار نہیں آئندہ بھی واسطہ نہ رہیگا۔ تمہاری بیٹی سے جو فرزند ہو وہی سلطنت کا مالک۔ بس تو خوش ہوا ہے +

ملاح۔ اگر آپ یہ شرط کرتے ہیں اور قول ہارتے ہیں تو لیجئے متسودری موجود ہے۔ آپ خوشی سے ساتھ لے جائیں۔ مجھے کچھ عذر نہیں

اس گفتگو کے ختم ہوتے ہی جوجن گندھا (عرف ستیہ وتی)، نے غسل کیا۔ سولہوں سنگار نے قدرتی حُسن و جمال کو اور بھی نور کے سانچے میں ڈھال دیا۔ ملبوس زرکار و زیور جواہر نگار سے ایک نور کی تصویر میں چاند ستارے پڑے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ ملاح بھی دل کا بادشاہ تھا۔ حیثیت سے بڑھ کر جہیز دیا اور دیوبرت جوجن گندھا سے بولے آپ آج سے میری ماتا ہوئیں تشریف لے چلیے +

جوجن گندھا دیوبرت کے ساتھ ہوئیں۔ دو دن کی مسافت گھنٹوں میں طے ہوئی۔ جونہیں جوجن گندھا پر راجہ شانتنو کی نظر پڑی راجہ کے جسم میں گویا جان آگئی۔ دیوبرت کے کارنامۂ سعادت سے ایسے خوش ہوئے کہ گلے سے لگا لیا۔ اور دُعا دی کہ لختِ جگر ہمیشہ شادکام رہو۔ جب تک مرضی نہ ہو موت کا وار نہ چلے۔ جس وقت تک چاہو زندگی قائم رہے۔ ملک الموت تمہاری نظر میں سپے۔ کوئی دُکھ تمہیں نہ کھلے +

دیوبرت کو تو یہ دُعا دے دی جو نقش مقدر ہو گئی۔ اور پھر اپنی رغبت دلی و محبت قلبی سے جوجن گندھا کے ساتھ شادی کر کے زندگی کا آنند اُٹھایا! +

ادھیاے ۳۰

ستیہ وتی کے بطن سے چترانگد اور بچتر بیرج کا ظہور اور بھیشم پتامہ کے سایۂ عاطفت میں دونوں کی فرمانروائی

۱۹ ادھیاے میں جوجن گندھا (عرف ستیہ وتی) اور راجہ

شانتنو کی شادی کا ذکر آچکا ہے۔ اسی کے سلسلے سے بھیشم پائن جی فرماتے ہیں کہ جب متسوودری کا نام جو جن گندھا ہوا تھا وہ راجہ شانتنو کے رنواس میں رانی ستوتی کے نام نامی سے مشہور زمانہ ہوئی۔ ادھر جن صباحت ادھر بوئے جسم کی مشک بیزی راجہ شانتنو سچے دل سے عاشق رہتا جان سے زیادہ پیار کرتا اور طرفین میں وہ محبت والفت تھی کہ بس یک جان و دو قالب ہی معلوم ہوتے تھے ؛

ایشور کی دین ستوتی (عرف جوجن گندھا) کے بطن سے دو فرزند تولد ہوئے۔ ایک چتر انگد۔ دوسرا بچتر بیرج۔ ان دونو کے دودھ کے دانت بھی نہ اُکھڑے تھے۔ کہ راجہ شانتنو رہگرے عالم جاودانی ہُوا۔ دیوبرت قول کا پابند۔ بات کا پورا تھا۔ اُس نے شرط وفا نباہی چتر انگد کو تخت حکومت پر بٹھایا اور خود عنان نظم ونسق اپنے ہاتھ میں لی۔ قرب وجوار کے سرکش راجے اس شیر بیشہ شجاعت کے سامنے بھیڑ بکری بن گئے جنھوں نے سر اُٹھایا منہ کی کھائی۔ چند ہی روز میں تمام راجگان عظیم الشان و فرمانروایاں جہاں مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔ کسی کی ایک پیش نہ گئی۔ ہوتے ہوتے چتر انگد جوان ہُوا۔ جوانی دیوانی مشہور ہی ہوتی ہے۔ دولت و حکومت کے نشے نے اندھا کر دیا۔ عادات و خصائل بگڑ گئے۔ جب دیکھئے سیر یا شغل شکار۔ مے نوشی سرور و خمار۔ اور تو اور دیوتاؤں کو بھی نظر حقارت سے دیکھتا۔ بزرگوں اور مہاتماؤں سے بھی نفرت کرتا ؛

ایک دن شکار کی سوجھی تو مٹی کرکشیتر میں لے گئی۔ شکار کھیلتے کھیلتے گندھرب راج سے سامنا ہو گیا۔ مزاج عرش پر تھا۔ غرور کے مارے زمین پر پاؤں نہ ٹکتے تھے۔ آخر باہم چل پڑی۔ دو طرفہ تیر و ترکش بندھ گئے۔ میدان کارزار گرم ہُوا۔ آخر گندھرب راج کی فتح ہوئی۔ چتر انگد کھیت رہا۔ اور اہل خاندان کو داغ فرقت دے گیا۔ خود ... کا خمیازہ کھینچا ؛

دیوبرت نے جب سُنا تو صدمہ ہُوا مگر مجبور۔ آخر رسوم ماتم سے فراغت حاصل کر کے بچتر بیرج کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور خود جان و دل سے محافظ حکومت رہا ✦

بچتر بیرج دانا و فہیم اور دور اندیش و سلیم تھا۔ جو بھیشم پتامہ کہتے تھے۔ اسی پر عمل کرتا۔ بغیر مرضی تنکا نہ ہلاتا۔ چنانچہ اس کی حکومت چمکی اور سلطنت کا باغ ہرا بھرا ہُوا ✦

ادھیائے ۳۱

کاشی کی راجکماریوں کے ساتھ بچتر بیرج کی شادی اور وفات حسرت آیات

راجہ بچتر بیرج جب سنِ شعور کو پہنچا تو بھیشم پتامہ جی کو شادی کی فکر ہوئی۔ اتفاق سے اُنہیں دنوں کاشی نریش کی تین مہ جمال و خورشید تمثال لڑکیوں کا سوامبر تھا۔ بھیشم پتامہ سُن گُن پاتے ہی تیر کی طرح وہاں پہنچے۔ سوامبر میں ہر طرف راجہ ہی راجہ نظر آتے تھے۔ ایک سے ایک شور بیر۔ ایک سے ایک صاحب تقدیر۔ مگر بھیشم پتامہ پہنچے تو ہر ایک نے اُن کے لئے آنکھیں بچھا دیں۔ سر آنکھوں پر بٹھایا۔ بہت خاطر تواضع بڑی آؤ بھگت کی ✦

جس وقت سوامبر کی کارروائی کا آغاز ہُوا۔ راجہ کاشی کی تینوں راجکماریاں جواہرات میں غرق زرق برق پوشاکیں پہنے رونق افروز ہوئیں اور راجہ ممدوح کی طرف سے سوامبر کے اصول گوش گزار کئے گئے۔ تاکہ شرکائے محفل پابند رہیں ✦

یہ سُنکر بھیشم پتامہ جی کر ٹھ کے اور فرمایا کہ کاشی نریش و رونق افزوانِ محفل! شادی کی آٹھ قسمیں ہیں۔ اور ہر ایک کے مختلف اصول +

آٹھ قسم کی شادیوں کی تشریح

(۱) برہم بواہ - افضل ہے - اس کا اصول یہ ہے کہ دختر کو لباس و زیور سے آراستہ و پیراستہ کر کے ہاتھ میں پانی دے کر کنیاں دان کر دیا جائے +

(۲) آرس بواہ - یہ افضل تو نہیں مگر متوسط درجے کا ہے - اس کا قاعدہ یہ ہے کہ دو گائیں لڑکی کے خاوند سے حاصل کر کے عقد کر دے +

(۳) اسُر بواہ - یہ ناقص ہے - اس کا اصول یہ ہے کہ دولت دے کر یا عزیز و اقارب کو طمع میں پھانسکر یا نقد و جنس کے عوض میں کسی کی لڑکی سے شادی کی جائے +

(۴) راکشس بواہ - بہت خراب ہے - اس کا اصل اصول یہ ہے کہ زبردستی اور جبر و ظلم سے لڑکی کے بزرگان خاندان کو مجبور و معذور کر کے لڑکی کی خلافِ مرضی شادی کر لی جائے +

(۵) گندھرب بواہ - یعنی ادھر مرد عورت پر فریفتہ ہو ادھر وہی عورت اُسی مرد پر شیفتہ اور وہ دونو رضامندی اور جوش محبت سے شادی کر لیں یہ بواہ بھی افضل مانا گیا ہے +

(۶) دیو بواہ - یہ اعلےٰ درجے کا بواہ ہے - اسی کے اصول پر سوئمبر کی کارروائی ہوتی ہے - اس کا اصول یہ ہے کہ یگیہ کیا جائے - جس میں لڑکی آراستہ و پیراستہ ہو کر جس کو پسند کرے - اس کے ساتھ منسوب ہو +

(۷) پرجاپت بواہ - یہ بھی افضل ہے - اس کا طریقہ یہ ہے کہ لائق و لائق لڑکا یا کوئی نوجوان تلاش کر کے حسب حیثیت دہیز دے کر کنیاں دان کیا جائے +

(۸) پیشاچ بواہ - یہ حد درجہ کا ناقص اور داخل گناہ ہے - اس کا

قاعدہ یہ ہے کہ کوئی لڑکی خواب غفلت میں سوتی یا کسی قسم کے نشے میں بیہوش وحواس باختہ ہو اس کو موقع پاکر اڑا لے جانا اور ایسے عالم غفلت وبیہوشی میں اُس کو زینت آغوش کرنا +

بھیشم پتامہ کی غرض اور تھی جوش طاقت و زعم بہادری قابو میں نہ تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ ان آٹھ قسم کی شادیوں میں اگو راچھس بیاہ ممنوع ہے مگر نہیں راجاؤں اور ممالک کے فرمانرواؤں کے لئے ایسا بیاہ نازیبا نہیں وجہ یہ کہ سومبر میں بہادری وشجاعت کا اظہار ضروری ہے۔ پس لازم ہے کہ جس کو اپنے تیر و تفنگ تیغ و خدنگ پر ناز ہو۔ جو قوت آزمائی میں ممتاز ہو وہ بازی جیت سکتا ہے۔ چنانچہ لیجئے میں تو اپنا دم داعیہ دکھاتا ہوں۔ جس کے منہ میں دانت ہوں سامنے آئے یا میری مونچھیں نیچی کرے یا اپنی آنکھ۔ بہر حال لیجئے میں تو رخصت +

یہ کہکر بھیشم پتامہ نے راجہ کاشی کی تینوں لڑکیوں کو سوار کرکے رتھ ہانکا تو یہ جاوہ جا۔ راجے پشیمانی کے ساتھ ہی سخت غضبناک ہوئے۔ غیرت نے عرق عرق کردیا۔ خون کے گھونٹ پی کر دانت پیس پیس کر رہ گئے۔ اکیلے سب کا پتہ پانی پانی ہوتا تھا تاب مقابلہ ومجادلہ نہ تھی۔ آخر سب نے گٹھ جوڑ کی سب یک دل ہو کر دوڑ پڑے اور بہادروں کے ٹڈی دل نے رتھ کو چھا لیا۔ بھیشم پتامہ چاروں طرف سے گھر گئے اور ہر جانب سے تیروں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ بھیشم پتامہ کو دست قدرت حاصل تھا۔ نہ بہادران صف شکن کی پروا کی نہ تیروں کے مینہ سے دل اوچھا ہوا۔ اُنہوں نے کمان کا چلہ چڑھایا ترکش سے تیر نکال کر چٹکی سے وہ جوہر دکھائے کہ جدھر وار ہوا پرے کے پرے خالی صف کی صف میں سناٹا ہوتے ہوتے میدان صاف ہوگیا۔ سب راجے دُم دبائے سر پر پاؤں رکھ نو دو گیارہ اور تین تیرہ ہوئے کسی کا قدم نہ ٹکا۔ ساری بھیڑ گھر تتر بتر ہوگئی

ہو گئی اور سچے دل سے بھیشم پتامہ کا لوہا مانا۔ شجاعت کو سراہنے لگے
بہادری کے قائل ہوئے۔ جب حملہ آوروں سے چھٹی پائی پالا ہاتھ رکھ لیا
تو بھیشم جی فتح و نصرت کا ڈنکا بجاتے ظفرمندی کا پھریرا اُڑاتے تینوں
راجکماریوں کو لئے ہوئے گھر کی طرف لیے پڑے کچھ دور ہی چلے تھے کہ
راجہ شالو نے آکر رتھ گھیر لیا۔ یہ خبر سنتے ہی اور راجے بھی آپہنچے اور
گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی ادھر بھیشم پتامہ تن تنہا بیک بینی و دوگوش
اُدھر فوج کثیر التعداد۔ تیروں کا دونگڑا برس گیا۔ بھیشم پتامہ جس وقت
گرمائے شیر کی طرح گرجتے ہوئے دل میں گھسے تو ایک ایک تیر سے صفیں
کی صفیں صاف سوستے کے دستے ندارد۔ پہلی ہی جھپیٹ میں نہ راجہ
شالو کا رتھ رہا نہ رتھ کے گھوڑے۔ فوج جان چھوڑ کر بھاگی سدا جہ کو
بھیشم پتامہ نے چیر غٹو کیا۔ اب تو راجہ شالو کی آنکھیں کھلیں جان کے
خوف سے قدم پکڑ لئے اور رو رو کر جان کی امان چاہی +

بھیشم جی کو ترس آگیا سوچے کہ ؎

در عفو لذتے ست کہ در انتقام نیست

از خورد خطا و از بزرگاں عطا

بس معافی دی جان بخشی کی اور کہا کہ بس ٹھنڈے ٹھنڈے گھر
چلے جاؤ۔ راجہ شالو ادھر جان سے اُنہیں پیروں گھر لوٹا اور جتنے اور
راجے تھے وہ اس سے پہلے ہی کان دبائے ہوئے کھسک گئے +

بھیشم پتامہ سیدھے گھر پہنچے۔ ماتا ستوتی سے عرض کی کہ یہ سوغات
لائے ہیں قبول فرمائیے۔ میں ان راجکماریوں کو اس غرض سے لایا
ہوں کہ بچتر بیرج کے ساتھ بیاہ دوں +

ستوتی بولی۔ دھن ہو بھیشم۔ تمہاری قوت و طاقت دیکھ کر ہاتھ بھر
کا کلیجہ ہو گیا تم شوق سے بچتر بیرج کی شادی کرو۔ مالک مختار ہو +

یہ سنکر راجہ کاشی کی دختر کلاں "انبا" بولی کہ بھیشم جی۔ اس وقت میں
آپ کے اختیار میں ہوں۔ زری بھر بس نہیں۔ مگر آپ دھرماتما ہیں

اس لئے اتنی گذارش کی معافی مانگتی ہوں کہ میری شادی راجہ شالو سے قرار پا چکی ہے۔ دل بھی راجہ شالو کو دے چکی ہوں۔ پتاجی کا بھی یہی پرن ہے۔ اب تقدیر آپ کے سایۂ عاطفت میں لے آئی۔ پربس بندھ ہو گئی ہوں۔ لیکن آپ کے عدل و انصاف دھرم و کرم کا آسرا لے کر صرف یہ چاہتی ہوں۔ آپ کی نیت خیر جس امر کو گوارا یا منظور فرمائیے اُس سے عذر و انکار نہیں۔ حکم حاکم مرگ مفاجات ✣

بھیشم کے دل پر ان باتوں کا اثر ہُوا اُنہوں نے اُسی وقت برہمن بُلائے اور صلاح مشورہ کے بعد انبا کی شادی راجہ شالو سے کر کے دونو کو گرویدۂ احسان و ممنون منت بے پایاں کیا اور راجہ کاشی کے یہاں بڑی شان و شوکت کے ساتھ روانہ کر کے دھرم اور نیت کے ڈنکے بجائے۔ اب رہ گئیں انبالکا و انبکا ان کو شاستر کے احکام کی پابندی کے ساتھ منسلک کر کے بچتر بیرج نے رفو اس کی زینت بنایا۔ ادھر یہ چندے آفتاب چندے ماہتاب ادھر بچتر بیرج خوش رویاں زمانہ میں انتخاب۔ یہ اُن کو دیکھ کر جیتا وہ آنکھوں سے اس کے تلوے سہلاتیں۔ کچھ عرصے تک بڑے عیش و عشرت سے بسر ہوئی رات دن جشن صبح و شام مشغلۂ شادمانی مگر افسوس کہ بچتر بیرج کی عمر نے وفا نہ کی۔ اس نے عالم جوانی میں داغ جدائی دیا انبکا اور انبالکا پر جو گزری وہ ایشور کسی دشمن کو بھی نہ دکھلائے۔ ادھر سہاگ کا غم۔ اُدھر لاولدی کا افسوس حالت سخت دردناک تھی۔ بھیشم پیتامہ کو سخت صدمہ ہُوا۔ رانی ستوتی کے رنج کی حد نہ تھی۔ سب سے زیادہ غم یہ کہ کوئی وارثِ تخت و تاج نہیں۔ اسی کوفت میں سب کی زندگی حرام رہی اور یہ فکر رہی کہ تخت سلطنت کی زینت و زیبائش کے لئے کون تدبیر کی جائے ✣

ادھیائے ۳۲

رانی ستوتی کو بچتر بیرج مرحوم کی لاولدی کا غم بیاس جی کی طلبی - دھرتراشٹ - پانڈو اور بدر کی پیدائش

جب بچتر بیرج کا پیچھا ہوا رانی ستوتی صدمۂ ماتم سے سخت بیقرار ہوئی یا تو وہ سامانِ راحت یا یہ آثارِ ماتم - آخر ایک دن بھیشم پتامہ کو یاد کیا گفتگو کی باتیں ہوئیں - ستوتی نے کہا - بھیشم جی تم دھرم کے رگ و ریشہ سے واقف ہو - راج نیت کی ایک ایک کنہ تمہیں معلوم ہے تمہیں سمجھانا سورج کے آگے شمع جلانا ہے - میری خواہش ہے کہ بس تم تخت حکومت پر جلوس کرو سریر سلطنت کا خالی رہنا ناموزوں ؀

بھیشم - ماتا آپ کا حکم سر آنکھوں پر - مگر کیا کروں طبیعت کو اور رنگ آرائی کا مذاق نہیں - اگر میں سلطنت کے پھندے میں پھنسا تو بھگوت بھجن اور ایشور بھگتی سے ہاتھ دھونا پڑیگا میری یہ عمر بھر کی کمائی ہے اس کو میں تاج سلطنت کے لالچ میں کھو نہیں سکتا - آپ مجھے معاف رکھیں - لالچ کے ساتھ ایشور سے لو لگانا کار سہ دارد چنے کا چبانا اور شہنائی کا بجانا کبھی ممکن نہیں - میں غم نداری بر بخر کو ناپسند کرتا ہوں ؀

ستوتی - اگر راج سے نفرت تاج سے متنفر ہے تو آخر سلطنت آبائی کی [illegible] تدبیر خاندان کے بقائے نام کی کوئی صورت - اور کچھ نہیں مانتے [illegible] بچتر بیرج کی رانیوں کو فرزند عطا کرو کیسی طرح نام اور کام قائم چلے ؀

بھیشم - (کانوں پر ہاتھ رکھ کر) ہیں جی یہ ادھرم [illegible]

ایسی باتوں کی اُمید۔ میں ایسے ارشاد کی تعمیل سے قطعی معذور ہوں ہاں
بیاس جی سے کہئے تو عجب نہیں۔ کہ نقش مراد کرسی نشین ہو وہ غالباً
شجرہ خاندان کو پھر بار آور کر دینگے۔ آپ کو معلوم ہوگا۔ جب سری پرسرام
جی نے ۲۱ دفعہ کے قتل عام سے چھتریوں کو بیخ و بنیاد سے نیست و نابود
کر دیا تھا۔ تب رشیوں اور کاملین زمانہ کی بدولت سنئے سر سے چھتری
قوم کا سلسلہ چلا تھا۔ اسی نظیر پر سری بیاس جی کی توجہ سے یہ خزاں
رسیدہ درخت بھی ہرا بھرا ہو سکتا ہے +

رانی ستوتی کو یہ بات پسند آئی اور بھیشم پتامہ کے پرن اور پرتگیہ
کو سچے دل سے سراہا۔ پھر بیاس جی کو صدق عقیدت سے یاد کیا وہ گویا
وہیں موجود تھے پلک جھپکنے کی بھی دیر نہ ہوئی +

بیاس جی نے آتے ہی ماتا کے قدموں پر سر جھکا دیا اور ہاتھ جوڑ
کہ پوچھا۔ کیا حکم۔ کیا ارشاد ہے۔ کیوں یاد ہوئی؟

رانی ستوتی نے سارا کچا چٹھا کہہ سنایا اور پھر جو خواہش تھی بیان
کی۔ بیاس جی گویا ہوئے کہ ماتا جی آپ کے حکم سے سرتابی کی مجال نہیں آپ
کا ارشاد سر آنکھوں پر دم مارنے کی طاقت نہیں۔ بہت خوب سمجھئے
تعمیل ارشاد کے لئے حاضر ہوں۔ آپ بچتر بیرج کی رانیوں (انبالکا
وانبکا) سے فرما دیں کہ ایک سال نہایت پاکیزہ و احتیاط سے برت
کریں۔ جس کی برکت سے قالب عنصری پاک و صاف ہو جائے۔
اور پھر صورت مطلب برآری ہو +

ستوتی۔ بیاس جی گھڑی میں گھر جلے اڑھائی گھڑی بھدرا۔ تا تریاق
از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود۔ راج سونا پڑا ہے۔ بھیشم پتامہ
جی بار سلطنت تو سر پر لئے ہیں۔ مگر عبادت و ریاضت سے ایسی اہم
خدمت کی فرصت کہاں۔ بس اتنے دنوں کیسے بسر ہو۔ اس قدر انتظار
اختیاری بات کے لئے اور پھر تمہارے ہوتے +

بیاس جی۔ تو پھر ماتا جی ایک دوسری بھی تدبیر ہے۔ رانیوں سے کہو

خوب سنگار کریں۔ پیرایۂ عروسی سے آراستہ ہوں۔ جب نور کے سانچے میں ڈھل جائیں تو میرے سامنے آئیں۔ یہ خیال رکھیں کہ نہ شرمائیں نہ جھجکیں۔ دل بیخوف رکھیں۔ فکر و تردد کا خیال بھی نہ ہو۔ مجھے رشی جانکر نفرت نہ کریں۔ اس طرح سے مراد حاصل ہو سکتی ہے۔ کامیابیِ مدعا میں شک نہیں +

رانی نے اپنی بہوؤں یعنی بچتر بیرج کی رانیوں سے تذکرہ کیا اُنھوں نے کانوں پر ہاتھ رکھے کہ ماتا جی معاف کیجئے ہم باز آئیں۔ رانی ستوتی نے سمجھایا بجھایا تو اُنھوں نے کہا۔ خیر بہتر۔ جو مرضی۔ آخر راضی برضا ہو کر دونو رانیوں نے سنگار کیا ہر ہفت عروسی سے تصویر نور نظر آنے لگیں اور وہ حسن پھوٹ نکلا کہ آفتاب و ماہتاب ان چاند کے ٹکڑوں سے شرما گئے +

سب سے پہلے انبکا ویاس جی کے سامنے آئی رات کا وقت تھا۔ دیکھتی کیا ہے کہ عجیب و غریب صورت پیش نظر ہے۔ سر پہ لمبی لمبی جٹائیں۔ مونچھیں بھوری بھوری۔ بدن سُرخ سُرخ جسم بھر پر بھبھوت ماتھے پر کھور۔ جو ایسی صورت شکل اپنے چہرے مہرے ایسی وضع قطع پر نظر پڑی انبکا جھجکی اور ایسی سہمی کہ آنکھیں کھلی نہ رہ سکیں بند ہو گئیں۔ جب انبکا آنکھیں بند کئے بیاس جی کے سامنے سے گزر گئی فوراً ستوتی نے پوچھا کہ کہئے میری مراد پوری

انبکا کے بیٹا ہو تو کیسا ؟

بیاس جی۔ جی ہاں سب کام سدھ۔ آپ کا پوتا بڑا بہادر صاحب طاقت اور عقلمند ہوگا۔ لیکن آنکھوں سے محروم بینائی نہ ملیگی +

ستوتی۔ یہ کیوں۔ وجہ ؟

بیاس جی۔ جب انبکا سامنے سے گزری مجھ کو دیکھتے ہی آنکھیں بند کر لیں۔ یہ آنکھوں کا بند کرنا بیٹے کی بینائی کا دشمن ہو گیا +

ستوتی۔ یہ تو بید مضب ہوئی۔ اندھے کو کورو بنس میں راج ملنا ... نہیں

سکتا - مگر خیر مضائقہ نہیں ابھی اُمید باقی ہے - یہ کہہ کر وہ انبالکا کے
پاس گئی - سر سے پاؤں تک نور کے سانچے میں ڈھالا اور سمجھا بجھا کر
بیاس جی کے سامنے روانہ کیا - نو عمر تھی - راجوں - رانیوں کے
شاہانہ وامیرانہ شکل وصورت - پوشاک ولباس کے سوا اور کچھ
دیکھا ہی نہ تھا جونہیں ویاس جی پر نظر پڑی چہرے کے ساتھ ہی سارا
بدن زرد پڑ گیا ایک تو سونے سے پیلی تھی - دوسرے غیرت
کے مارے ہولی کے سے رنگ میں رنگ گئی +

جب انبالکا چلی گئی تو ستوتی نے بیاس جی سے پوچھا کہئے
انبالکا کی گود میں کیسا بیٹا کھیلتے دیکھونگی +

بیاس جی - وہ لڑکا پیدا ہوگا جس کی شجاعت وطاقت ضرب المثل
ہوگی - لیکن انبالکا مجھ کو دیکھ کر زرد پڑ گئی - شرم اور حیا اور جھجک سے
دل مٹی کی طرح بدن پیلا ہوگیا - اس لئے بیٹے کا رنگ زرد اور نام
بھی پنڈو ہوگا +

رانی ستوتی کو یہ سُننے سے دل ہی دل میں ملال تھا کہ انکا بڑا ہی
بہو اندھے بیٹے کی ماں ہوگی - اس لئے وہ اس کے پاس گئی اور کہا
بہو جی ایک مرتبہ اور بیاس جی کے سامنے جاؤ - وہاں سے اُٹھ کر
دیاس جی کو بھی راضی کیا - انبکا رانی ستوتی کے منہ پر کچھ نہ کہہ سکی
سرِتسلیم خم کرنا پڑا تھا مگر ایک دفعہ رشی جی کی وضع قطع صورت شکل دیکھ
کر سہم چکی تھی - وہ جال کھیل گئی - اس نے ایک خواص خاص کو سولہوں
سنگار سے آراستہ کرکے بیاس جی کی خدمت میں بھیج دیا - خواص خواص
ہی تھی - لونڈیوں میں رانیوں کے خواص کہاں وہ بے تکلفانہ
بیاس جی کے حضور میں آئی نہ شرم وحیا اٹھلاتی مسکراتی
سامنے کھڑی ہوگئی +

بیاس جی نے کہا - مجھ سے یہ چکمہ - میرے سامنے بہروپ -
[illegible]

کہاں کاشی کی راجکماری کہاں تو اُس کی ایک خواص- مگر دعائے کاملین خالی از اثر نیست ✤

خورشید داخل بُرج حمل ہو گیا گوہر زینت دُرج حمل- وہ فرزند پیدا ہوگا جو کلیجے کو سکھ دیگا- علوم میں کامل- نقش فضل کا عامل- گیان دھیان میں فرد زمانہ ایشور بھگتی میں یگانہ- دھرم میں مشہور عالم ہوگا اور بِدُر نام ہوگا ✤

یہ کہتے ہی بیاس جی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے- ایک کوندھا تھا جو پلک جھپکتے ہی نظر سے اوٹ ہو گیا- اور راجہ بچہ تیرج مرحوم کے رنواس میں آوازۂ مبارک و سلامت سے خاص چہل پہل شروع ہوئی ✤

انبکا رانی کے بطن سے راجہ دھرتراشٹ کی ولادت ہوئی جن کی شکل و صورت پر نور ہی نور برستا تھا دس ہاتھیوں کا جسم میں زور مگر آنکھیں کور- عقل گھٹی میں پڑی تھی- اقبالمندی ہاتھ باندھے سامنے کھڑی تھی ✤

انبالکا رانی نے بھی ثمر مراد پایا پنڈو نے جلوہ دکھایا- حسن و جمال میں بیمثال- علوم و فنون میں صاحب کمال- طاقت میں لاثانی شجاعت میں ضیغم پیشہ جہانبانی- کُل اوصاف میں فرد مگر رنگ بدن زرد ✤

انبکا کی خواص بھی دولت اولاد سے مالا مال ہوئی- بدر جی کی ولادت سے نہال ہوئی- بِدُر کا نام بشن کی بھگتی میں مشہور عام ہے- دھرم کی واقفیت میں نام ہے- ماضی و حال (بھوت اور برتمان) سے خبر تھی- کیفیت مستقبل (بھوشت) پیش نظر تھی قصہ کوتاہ یہ تینوں فرزند دیوتاؤں کی طرح تیجسوی اور ایسے پرتاپی ہوئے کہ حالات طشت از بام ہیں- سوانح عمدہ شہرۂ عام ہیں ✤

ادھیائے ۳۳

بچتر بیرج کے رنواس میں دھرتراشٹ
پنڈو ۔ بدر کی ولادت ۔ جشن ۔ شادیاں

بھیشم پاتن جی فرماتے ہیں کہ جب بچتر بیرج کی رانیوں کے بطن سے دھرتراشٹ ۔ پنڈو اور بدر کا ظہور ہوا ۔ بھیشم پتامہ جامے میں پھولے نہ سمائے ۔ قبا کے بند ترٹک گئے بڑے دھوم دھام سے جشن ولادت کیا ۔ ہستناپور بند نوازوں سے باغ ہمیشہ بہار اور گلزار بیخار ہو رہا تھا ۔ دھجائیں خوشی کا پھریرا اُڑاتی پتاکائیں عیش و عشرت کا جھنڈا گاڑے ہوئے تھیں ۔ گلی گلی کوچہ کوچہ میں کیوڑے گلاب کے چھڑکاؤ سے خوشبو ہی خوشبو بسی تھی ۔ ذرے ذرے سے عطر کی لپٹیں آتی تھیں ۔ برہمن دکشنا سے مالامال ہو گئے ۔ رشی نذرانوں سے خوشحال ۔ ہر طرف کنچن برس گیا ۔ ہر ایک کے سامنے ہنوں کا ڈھیر تھا ۔ روپے انکڑی ہو رہے تھے ۔ زر و جواہر کنکر ہی سے زیادہ نہ سمجھے جاتے تھے ۔ مال و دولت لٹنے کا یہ حال تھا کہ بس برسات کے دونگڑے کی سی کیفیت تھی آندھی کا سا جھونکا چل رہا تھا لاکھوں گائیں دان ہو گئیں ۔ ہزاروں جاگیریں بٹ گئیں ۔ برہم بھوج ہوئے ۔ ناچ رنگ سے نہ دن کو فرصت تھی نہ رات کو ۔ محفلیں راجہ اندر کا پرستان ہو رہی تھیں ۔ ہر وقت شادیانوں سے کان بھرے رہتے تھے ۔

بھیشم پتامہ نے بڑی محبت سے پالا ۔ جان کی طرح حفاظت کی جب پڑھنے [illegible] کے لائق ہوئے تو بڑے بڑے ودوان پنڈتوں کے سپرد کیا

سب ہونہار تھے۔ ذہن رسا تھا۔ فیض تعلیم سے ویدوں شاستروں میں کامل عبور ہوگیا +

راجہ دھرتراشٹر خوبصورتی میں فرد طاقت وتوانائی میں بے نظیر ہوئے۔ راجہ پنڈو کی تیراندازی مشہورِ زمانہ ہوئی۔ پدرجی دھرم شاستر میں اہل زمانہ سے سبقت لے گئے +

راجہ دھرتراشٹر پیدائشی نابینا تھے۔ اس لئے راج گدی سے محروم رہے۔ اس کی شادی گندھار (قندھار) کے فرمانروا راجہ سوبل کی راجکماری گاندھاری کے ساتھ ہوئی جسے بیاس کی زبان مبارک سے سَو بیٹوں کا بر دان ملا +

راجہ پنڈو جدوکل کے سرتاج بسدیوجی کی بہن یعنی راجہ سورسین کی راجکماری سے ساتھ منسوب ہوئے۔ راجکماری کا اصلی نام پرتھا تھا مگر شادی کے بعد مہارانی کنتی کے نام سے مشہور ہوئی۔ پرتھا یعنی مہارانی کنتی نے دُرباسا رشی کی ایسی خدمت کی تھی کہ اُنھوں نے خوش ہوکر اپنی طاقت غیبی سے وہ منتر سکھادیا جس سے دیوتا بس میں رہیں۔ اس دیوبسی کرن منتر کی وہ طاقت تھی کہ جب ضرورت ہو جس دیوتا کو چاہے بلالے اور جو خواہش ہو پوری کرالے۔ مہارانی کنتی کا حسن عالم فریب یکتائے روزگار تھا۔ چاند سورج تلووں میں منہ دیکھتے تھے۔ اپسرائیں ایڑی کا چوٹی پر قربان ہوتی تھیں۔ یہ مہارانی دنیا کی پنج کنیاؤں میں ایک اور شہرت میں آپ اپنی نظیر ہے۔ ان منتخب زمانہ پنج کنیاؤں کے نام نامی یہ ہیں (۱) مندودری۔ لنکا کے فرمانروا راون کی پٹ رانی (۲) تارا سگریو کے برادر بزرگ راجہ بالی کی راج رانی (۳) اہلیا۔ گوتم رشی کی زوجہ جس کا جسم گوتم جی کے سراپ سے پتھر ہوگیا تھا۔ اور جو سری رامچندر جی کے خاکِ قدم کی برکت سے ترگئی (۴) مہارانی کنتی عرف پرتھا موصوف الصدر سری بسدیوجی کی بہن راجہ سورسین کی بیٹی سری کرشن

کی پھوپھی راجہ پنڈو کی رانی اور ... راجہ جدھشٹر

بھیم ۔ ارجن ۔ نکل ۔ سہدیو کی رانی +

ادھیائے ۳۴

کرن کی پیدائش

بھیشم پتامہ جی کہتے ہیں کہ مہاراج جنمیجے اس کرن کی ولادت کا حال بھی سُن لیجئے جس کی سخاوت و شجاعت کے ڈنکے بج چکے ہیں +

جس وقت دُرباسا رشی کنتی کو دیوبسی کرن منتر سکھا کر چل دئے کنتی نے سوچا کہ نہ جانے منتر صحیح ہو یا غلط ذرا آزمائش تو کرلوں ۔ اس لئے اسی خیال سے اشنان کیا ۔ عمدہ سے عمدہ پوشاک پہنی ۔ ۱۲ ۔ ابھوشن ۔ اور ۱۶ سنگار حسن جوانی کو اور بھی سلے اُڑے یہ ایک پاک جگہ پر بیٹھ گئی منتر زبان پر تھا اور دل میں سورج بھگوان کا دھیان ۔ منتر تیر بہدف تھا اثر دکھا گیا ۔ ذرا ہی دیر میں سورج بھگوان دیوتا روپ ہوکر سامنے آکھڑے ہوئے اور بولے کیوں کیا خواہش کیا ہوس ہے ۔ ابھی پوری ہو جائیگی +

کنتی ۔ (ڈنڈوت کر کے) مہاراج تکلیف دہی معاف ۔ کوئی خواہش یا آرزو نہیں صرف یہ دیکھنا تھا کہ منتر میں کچھ تاثیر بھی ہے یا خالی خولی سہرکیبی +

سورج نارائن ۔ ہم آئیں اور بے کچھ کئے جائیں ۔ ناممکن بالکل محال ہماری نظر تم پہ پڑ چکی ۔ جمال دلفریب کا جادو چل چکا ۔ ایک بیٹا مبارک اور بیٹا بھی وہ جس کی طاقت جس کی شجاعت جس کی سخاوت ہمیشہ یادگار زمانہ رہیگی +

کنتی ۔ آپ کی نظر رحمت کا شکریہ مگر مہاراج ۔ میں ابھی کنواری ہوں ماں باپ جانیں دیکھینگے تو کیا خیال کرینگے میں منہ دکھلانے کے لائق نہیں رہونگی +

سورج نارائن ۔ تم بعد کو کوئی اندیشہ نہ کرو ۔ ممکن نہیں کہ عمل کی سی

کو خبر بھی ہو یا غنچۂ عصمت کو ہوا بھی لگی ہوئی معلوم ہو۔ دامنِ عصمت بے داغ
رہے تب بات۔ سورج نارائن یوں تسکین دے کر نظر سے غائب ہو گئے
یہاں میعاد معینہ پر کرن نے پیکر عنصری کا جلوہ دکھایا۔ چہرہ چاند کا
ٹکڑا۔ جس میں سورج کی سی چمک جسم پر کوچ یعنی سورج کا بخشا ہوا ملبوس
کانوں میں جواہرات سے جڑے ہوئے کُنڈل۔ ہاتھ پاؤں سڈول عضو
عضو سے بہادری نمایاں رگ رگ سے جلال عیاں۔ کنتی کو خوشی تو ہوئی
مگر چار آنکھوں کی شرم و محافظے نے ممتا کی آنچ پر پانی ڈال دیا۔ اس نے
کرن کو ایک صندوقچے میں مقفل کیا راتوں رات ندی کے کنارے پہنچی
صندوقچہ دریا میں چھوڑ کر کلیجے کے ٹکڑے کو ایشور کے حوالے کر کے لوٹ
آئی۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائی کہ کیا ہوا کیسا معاملہ گزرا۔ کنتی کرن
کو دریا میں تو بہا آئی مگر دل میں روتی تھی کہ ہائے ایسا چاند کا ٹکڑا ایسا
کلیجے کا ٹکڑا نظر اور جگر سے جدا ہو گیا۔ گنگا جی کا بہاؤ ہستناپور کی طرف
تھا۔ صندوق پانی کی رو بہتا ہوا ہستناپور میں ایک جگہ رُک گیا۔ راجہ
دھرتراشٹ کا رتھبان "سوت" اس وقت گنگا جی میں اشنان کر رہا تھا۔
اُس کی عورت بھی پانی میں موجیں اڑا رہی تھی۔ سوت نے دفعتہً صندوق
آتے دیکھا دوڑ کے پکڑا اُسے باہر نکال قفل توڑا تو آنکھیں کھل گئیں دیکھا کہ
ایک سورج کی تصویر آنکھوں میں چکاچوند کر رہی ہے۔ حلیہ بجنسہ وہی
تھا۔ جو پیدائش کے وقت حوالۂ قلم ہو چکا۔ سوت لاولد تھا۔ مدت سے
اولاد کی فکر جان لیتی تھی۔ کرن کو دیکھ کر ہاتھ بھر کا کلیجہ ہو گیا۔ خوشی کی
حد نہ تھی۔ بیوی سے کہا۔ دے۔ سری گنگا مائی نے ہمیں منہیں بیٹا عطا
کیا۔ ذرا صورت دیکھو۔ کیسی تیجسوی اور موہنی ہے۔ بھلا کسی آدمی
کے کوئی اس صورت شکل کا بیٹا ہو سکتا ہے۔ ضرور یہ کسی دیوتا کی
آنکھ کا تارا اور کلیجے کا ٹکڑا ہے ❖

عورت نے کرن کو گود میں لے لیا۔ کلیجے سے لگا لیا۔ پیار کیا۔ جب نہانے
دھونے سے فراغت پائی تو دونو جورو خاوند گھر آئے۔ گنگا جی کے بخشے

ہوئے آنکھ کے تارے کو بڑی محبت سے پالنا شروع کیا

اب کرن نے ہوش سنبھالا۔ ہاتھ پاؤں نکالے۔ ماں باپ کا کلیجہ دیکھ دیکھ کر ہاتھوں بڑھنے لگا۔ ایک دن دھرتراشٹ کے دربار میں لے گئے۔ بیٹے سے نذر دلائی۔ دھرتراشٹ لیاقت سے خوش ہوگیا۔ دریودھن کی کلی کلی کھل گئی۔ ایسا خوش ہؤا کہ ہر وقت ساتھ رکھنے لگا کرن آنکھوں سے دم بھر جدا ہو تو قیامت کا سامنا پل بھر کی جدائی ناگوار بس حد ہے کہ کرن دریودھن کی ناک کا بال ہوگیا۔ جتنا یہ پانی پلائے اتنا وہ پئے اس کے کہے بغیر اس کا تنکا ڈلانا دشوار ؎

ادھیائے ۳۵

راجہ پنڈو اور ہدرجی کی شادیاں

راجہ جنمجے کی استدعا پر بیشم پاٹن ماٹل سحر ہیں۔ کہ کنتھل دیش کا راج بہت مشہور تھا وہاں کا راجہ بھی اپنے ہمعصروں میں سربلند وممتاز تھا۔ اس نے اپنی بیٹی کنتی کے سوئمبر کا رنگ جمایا۔ دور دور کے راجے مہاراجے تشریف لائے۔ ملکوں ملکوں کے فرمانرواؤں نے محفل شاہنشاہی کی رونق بڑھائی۔ بھیشم دیتامہ بھی راجہ پنڈو کو ساتھ لئے ہوئے سوئمبر میں جا پہنچے۔ بہادروں میں افضل تھے۔ قوت جہانگیری کا شہرہ تھا۔ بڑی عزت ہوئی بہت کچھ خاطر و مدارات حسب قاعدہ کنتی محفل عشرت میں آئی۔ ہر ہفت عروسی حسن جمال کو چار چاند لگا رہا تھا۔ ہاتھ میں جےمال تھی۔ فوج ناز و کرشمہ جلو میں۔ ایک جگہ دھر دوسرا جگہ ادھر سے ادھر لگایا۔ ایاسے ایک خوش رُو ایسے سے اپنے صاحب جمال دیکھے۔ مگر بھی تو کس پر۔ راجہ پنڈو پر۔ خط و خال پر دل

قربان ہوگیا۔ ادا سے جوانی کی سچی محبت نے بلائیں لیں۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ بے تکلف۔ جیمال گلے میں ڈال دی۔ تمام راجے مہاراجے منہ دیکھ کر رہ گئے۔ بھیشم نے بغلیں بجائیں۔ بڑی دھوم دھام سے شادی ہوئی۔ راجہ کنتھل نے بہت خاطر تواضع کی۔ دان دہیز سے گھر بار پاٹ دیا اور پنڈو اور کنتی بڑے عیش و عشرت سے رہنے لگے۔ خبر ہی نہ تھی کہ رنج و غم کس کا نام ہے ؎

کچھ دنوں بعد مدرویش میں سوئمبر ہوا۔ بھیشم جی راجہ پنڈو کو لئے ہوئے وہاں بھی جا موجود ہوئے۔ شاہانہ جلوس جلو میں لاؤ لشکر ہمرکاب تھا۔ میزبان راجہ نے بڑی خاطر داشت کی ہر اسم مدارات اس خوبی سے ادا کئے کہ بھیشم جی اور راجہ پنڈو کا دل خوش ہوگیا۔ مدرویش کے راجہ نے راجہ پنڈو کے حسن و جمال قامت و جسامت پر فریفتہ ہوکر انہیں کے ساتھ مادری کی شادی کردی اور بھیشم جی خوشی کے ڈنکے بجاتے دان دہیز سے لدے پھندے وارد ہستناپور ہوئے ؎

راجہ دھرتراشٹ اور راجہ پانڈو کی شادیوں سے فراغت پاکر بھیشم جی کو بدرجی کی شادی کی فکر ہوئی خواہش یہ تھی کہ برابر کی جوڑی ہو چنانچہ چاردانگ عالم میں سفیر بھیجے قاصد دوڑائے۔ آخر راجہ دیوک کی بیٹی کی قسمت جیتی اور زائچہ مطابق آیا۔ جس طرح بدرجی شودر عورت سے پیدا ہوئے تھے۔ اسی طرح راجہ دیوک کی اس بیٹی کی ماں بھی شودر تھی۔ اس پر بڑی حسین بڑی عقلمند۔ بس برات چڑھی اور بیاہ ہوگیا بھیشم جی راجہ دھرتراشٹ۔ راجہ پنڈو اور بدرجی کو جان سے زیادہ چاہتے تھے خود دنیا سے ہاتھ اٹھائے تھے۔ مگر ان سب کی دنیوی بہبود کے لئے جان تک لڑانے سے عار نہ تھا۔ راجہ پنڈو جب سریر آرائے جہانبانی ہوئے تو بڑے بڑے دشوار ملک فتح کئے۔ جن سے کرتا دھرتا راجہ دھرتراشٹ رہے۔ تمام دنیا کے تاجدار خراج گزار تھے [illegible] سب جو کہلاتے او

جبیں ارادت گھستے تھے۔ راجہ پنڈو نے بہت یگیہ کئے۔ اور اوج اقبال کی برکت سے ہمیشہ کے لئے اپنا نام زندہ چھوڑا ⁂

ادھیائے ۳۶

راجہ پنڈو کا شغل شکار۔ کدنب رشی کی بددُعا راجہ پنڈو کی صحرا نوردی و گوشہ گزینی رانیوں کی رفاقت

بھیشم پتامہ کی تقریر ہے کہ کسی روز راجہ پنڈو کو سیر و شکار کی ہوا سمائی ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوئے تو سیدھے جنگل میں جا پہنچے تیر کے دھنی تھے نشانہ کبھی نہ ہچتا تھا۔ بہت سے ہرن چت ہوئے مگر راجہ کی نیت سیر نہ ہوئی۔ شوق زوروں پر تھا ہوس شکار آگے بڑھا لے گئی۔ دھرم شاستر کا تو حکم ہے کہ کسی جاندار کی دلآزاری جائز نہیں۔ دوسرے کی جان لینا بڑا پاپ ہے چنانچہ دانشمندوں نے کہا ہے ؎

میازار مورے کہ دانہ کش است — کہ جاں دارد و جاں شیریں خوش است

ہمائے برہمہ مرغاں ازاں شرف دارد — کہ استخواں خورد و طائرے نیازارد

مگر نہیں راجہ کے دندان ہوس تیز تھے شوق شکار نے اندھا کردیا شاستر کے احکام نظروں سے اوٹ ہو گئے۔ کچھ اونچ نیچ نہ سجھائی دی ایک ہرنی ہرن پر عین لطف زندگی کے وقت تیر مار دیا پہلا وار خالی ہوا تو تابڑ توڑ چار اور تیر سر کئے۔ نشانے بھرپور تھے جم بیٹھے۔ ہرن اور ہرنی زخمی ہو کر چت ہو گئے۔ راجہ خوش خوش اُن کے پاس پہنچا تو

ونگ رہ گیا۔ وجہ یہ کہ ہرن کدنب نامی رکھیشر تھا۔ اور ہرنی اس کی استری
چونکہ دن کو مرد کو لطف صحبت جائز نہیں اس لئے رکھ نے انسانی قالبوں
کو ہرن اور ہرنی کے چولے سے مبدل کر کے مذاق طبیعت کی صورت نکالی
تھی۔ مگر اتفاق کی بات راجہ پنڈو آپہنچے۔ دونو کو تیر ستم کا نشانہ بنایا جو نہی
راجہ کو پاس کھڑے ہوتے دیکھا۔ رشی نے دم توڑتے کہا کہ پرتھی ناتھ تم
چندر بنس کے سورج۔ ایسے دھرماتما۔ تمام دنیا کے راجوں مہاراجوں
کے سرتاج۔ تم سے ایسا ادھرم۔ ایسی خطا۔ خیر تمہارا تیر بے خطا تھا تو
دیکھو ہمارے ناوک دعا کا نشانہ بھی کیسا بھرپور ہے۔ تم نے ہمیں لطفِ
زندگی کے وقت رنگ میں بھنگ کر کے ہلاک کیا۔ میں تم کو بددعا دیتا
ہوں کہ جس وقت شمع سبستان خیال سے لذت حیات اٹھاؤ اسی وقت
پیمانۂ حیات چھلک جائے ویرنہ ہو +

رشی نے یہ کہا ہی تھا کہ طائر روح پرواز کر گئے راجہ کے بھی حواس
جاتے رہے۔ ہوش اڑ گئے جان نہ رہی اُنہیں پیروں گھر میں آئے تہیہ
کیا۔ میں بہت دنوں راج کر لیا۔ دنیا کی جی بھر کے ہوا کھائی۔ اب
بس بیاس جی کی طرح عاقبت بنانا چاہئے۔ یہ سوچتے ہی بن کی دُھن
سمائی۔ جپ تپ کا مستقل ارادہ کر لیا۔ رانیاں بھرتی صورت دیکھ کر
جیتی تھیں۔ اُنہوں نے ہمراہی پر کمر باندھی۔ قسمیں کھا کر کہدیا کہ یا تو
ساتھ رہینگی یا جان سے ہاتھ دھوئینگی +

راجہ نے لاکھ سمجھایا ہزار فہمائش کی۔ مگر وہاں سُنتا کون ہے کسی
نے ایک نہ مانی۔ ساتھ جانے کو کمر باندھ کے سامنے کھڑی ہو گئیں +

بھیشم جی اور دھرتراشٹ اور بدُرجی بددعا کا حال سُنکر سخت رنجیدہ
ہوئے مگر شدنی سے کسی کا چارہ کیا۔ کلیجہ تھام کر رہ گئے۔ راجہ پنڈو
روانہ صحرا ہوئے۔ رانیاں بھی سائے کی طرح ہمراہ گئیں۔ پہلی منزل میں
ہردوار پہنچے تو بن میں قیام کیا۔ دوسرا پڑاؤ کال کوٹ ہوا۔ پھر ہمالیہ پہاڑ
کی طرف ... [illegible] ... کی

راہ میں آگے چلے تو ہنس کوٹ پہاڑ پر دم لیا۔ وہاں سے گھومتے گھومتے ست سرنگ پہاڑ پر جا براجے یہاں بہار ہی اور تھی۔ رشیوں کا مجمع۔ تپسویوں کا ہجوم تھا۔ راجہ کی آمد سُنکر سب نے استقبال کیا۔ بڑی عزت کے ساتھ آشرم میں لے گئے۔ اب دلچسپی کا کیا کہنا۔ آنند کی صورت ہما اور تھی۔ راجہ پنڈو نے بھی وہیں آسن جما کے دھونی رمائی۔ دور جب تپ میں دل لگایا رانیاں بھی پتی سیوا میں مشغول اور ایشور کی یاد میں مصروف رہنے لگیں +

ادھیائے ۳۷

راجہ پنڈو کو سرگ لوک جانے کی ہوس میں اولاد کی فکر

راجہ پنڈو ست سرنگ پر تپ کرنے لگے ایشور سے ایسا دھیان لگایا ایسی تپسیا کی کہ برہم رشیوں کو مات کردیا اور تپسوی اُن کی ذات پاک سے بڑے ہی خوش رہتے تھے۔ دن رات بھگوت چرچا تھا۔ ہر وقت دھرم کی باتیں۔ راجہ نے ایسی اندریاں بس میں کیں کہ کام کرودھ۔ لوبھ موہ خواب میں بھی دل پر اثر نہ کرپاتے۔ خلاصہ یہ کہ ان کی عبادت وریاضت کی دھوم مچ گئی اور دھرم کی پرتگیا کا آوازہ بلند ہو گیا +

کسی روز تمام رشی برہما جی کے درشنوں کے لئے جانے والے تھے راجہ پنڈو نے بھی سُن گن پائی تو کہا "کیوں صاحبو۔ ہم نے کیا خطا کی جو سب الگ سے الگ برہم لوک کو چلے۔ ہم سے پوچھا تک نہیں +

جواب۔ معاف کیجئیگا۔ وہاں وہی جا سکتے ہیں جو مخلوق انسانی میں لائق و فائق ہیں علاوہ بریں جس کے اولاد نہیں اُس کا وہاں گزر کہاں +

راجہ پنڈو۔ اولاد کی فکر میں میں بھی پریشان رہتا ہوں۔ مگر چارہ نہیں مجبور ہوں
جواب۔ انسان پر چار ضروری فرض ہیں جن کو رن کہتے ہیں +
(۱) دیورن۔ یعنی وید شاستر پڑھنا۔ ہوم یگیہ وغیرہ کرنا (۲) پتر رن
سعادتمند اور دھرماتما اولاد پیدا کرنا (۳) رشی رن۔ عبادت وریاضت
شرادھ کرم وغیرہ (۴) منش رن۔ سچ بولنا۔ راست روی اختیار کرنا اور
دوسرے فرائض ادا کرنا۔ جو لوازمۂ ہستی انسانی ہیں +
آپ اور فرائض سب ادا کر چکے۔ مگر ایک پتر رن کا فرض باقی رہ گیا ہے
اس کے بغیر برہم لوک میں جانا محال +
راجہ پنڈو۔ ایشور کا شکریہ کہ میں دیورن۔ رشی رن۔ منش رن سے اُدھار
ہو گیا۔ اب ایک پتر رن رہ گیا۔ اس کے لئے میرا کچھ اختیار نہیں۔ مہربانی
کر کے آپ ہی فرمائیں تو زہے نصیب۔
جواب۔ ہم کیا اور ہماری رائے کیا۔ مگر چشم باطن اور ضمیر روشن سے
دیکھتے ہیں تو آپ کی سرنوشت میں کچھ اور ہی عبارت نظر آتی ہے ہماری
جہانتک فہم و فراست کام کرتی ہے۔ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ پتر رن
سے بھی اپنے آپ کو سبکدوش ہی سمجھیں آپ کے ایسے ایسے فرزند ارجمند
ہونگے جن کو دیوتاؤں کی پیروی حاصل ہوگی۔ اور جو آپ کا نام ایسا روشن
کرینگے۔ جیسا کہ دوپہر کو آفتاب مگر یہ کام اور کسی کے بس کا نہیں۔ آپ
ہی کے اختیار کا ہے بس جائیے اپنی رانی سے کہئے +
راجہ فوراً کنتی کے پاس گیا اور کہا کہ پیاری تم نے میرے لئے دنیوی
عیش و آرام پہ لات ماری۔ باغ و بہار پر صحرائے پُرخار کو ترجیح دی۔ اس
کا شکریہ۔ مگر لاڈلی رانی اولاد کی فکر مجھے مارے ڈالتی ہے۔ گو جپ تپ
میں رات دن دل بہلتا ہے مگر یہ غم نہیں بھولتا وجہ یہ کہ اولاد نہیں تو سب
دکارتھ۔ سُرگ میں وہی جاتے ہیں۔ جو صاحب اولاد ہیں۔ ہم ایسوں
کی وہاں رسائی نہیں۔ اس لئے اس کا علاج تمہارے ہاتھ ہے۔ تم
چاہو تو مجھے پتر رن سے بھی سبکدوش کر سکتی ہو مجھ کو منشی کا شرپ

ہے۔ اس سے میں مجبور ہوں۔ اب کنتی تمہارے ہاتھ ہے جو چاہو کرو +

ادھیاے ۳۸

دیوبسی کرن منتر کی برکت دھرم راج سے راجہ جدھشٹر۔ پَوَن جی سے بھیم۔ اندر سے ارجن کی پیدائش اور رانی مادری کے بطن اور اسونی کمار کے فیض نظر سے سہدیو۔ نکل کی ولادت

جس وقت راجہ پنڈو نے کنتی سے پتر رن کا رونا رویا کنتی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے ایک دریا سا اُمنڈ پڑا اس نے بڑے صبر و تحمل سے کام لیکر دل کو روکا اور کہا پتی پرمیشور آپ نے جو فرمایا بہت ٹھیک بیشک بے اولاد کی تار اُن نہیں۔ مگر فرمائیے تو میں کیا کروں آپکو لاذب رشی کا سراپ ہے پھر جب سواتی بوند نہیں تو موتی کہاں۔ میں پتی برتاؤں کی چرن رج (پاؤں کی خاک) ہوں۔ پرائے مرد کا منہ دیکھوں۔ بالکل محال۔ بغیر مرد کے اولاد پیدا ہو یہ بھی ناممکن۔ یہ فرمائیے کیا کروں۔ جو عورت غیر مرد سے اولاد پیدا کرتی ہے۔ اُس عورت کے لئے دنیا میں روسیاہی عقبےٰ میں گھور نرک ہے۔ اور اس کی اولاد قوم اور خاندان کے لئے کلنک۔ پس اس حالت میں فرمائیے۔ میرا اختیار کیا۔ مگر ہاں خوب یاد آیا۔ جب میں بالکل بچہ تھی جانتی ہی نہ تھی کہ دُنیا میں کیا ہوتا ہے اُس زمانے میں ایک روز دُرباسا رشی میرے چچا کے گھر آ گئے۔ پتا جی

بہت تعظیم و تکریم کی۔ خاص محل میں ٹھہرایا۔ نوکروں چاکروں کی کمی کیا تھی ہزاروں آدمی خدمت کے لیے مقرر ہو گئے۔ مگر مجھ کو شرف حاصل ہوا کہ ہر وقت چرنوں میں رہوں سیوا کروں۔ جو رشی فرمائیں۔ اسی وقت کروں کسی سے پوچھنے سمجھنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ میں بھی خود مختار تھی ایسی سیوا کی ایسا راضی رکھا کہ دُرباسا جی انتہا سے زیادہ خوش ہو گئے مجھ سے حکم ہوا کہ کچھ بردان مانگ۔ اول تو ایشور کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہی تھا۔ دوسرے اُس وقت سمجھ ہی کیسے تھی۔ میں نے بھولی بھولی باتوں میں کہدیا کہ مہاراج آپ کی کرپا سے کسی بات کی کمی نہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو مانگوں آپ جو دینا چاہتے ہیں ہم اپنے ہی پاس رکھیں ⁂

رشی جی میری باتوں کو پی گئے مگر اُن کی مجھ پر بڑی مہربانی تھی کہا اچھا بیٹی تجھے کچھ خواہش نہیں تو نہ سہی میں اپنی خواہش سے تمہیں ایک منتر بتاتا ہوں جس سے اندر برن۔ یم۔ کوبیر۔ اسونی کمار۔ سورج۔ چندرماں سب تیری ٹہل میں چلینگے۔ جو تو اُن سے خواہش کریگی پوری ہوگی۔ رشی جی نے مجھے منتر پڑھایا۔ میں نے یاد کر لیا۔ چنانچہ آپ کی اجازت ہو تو اس منتر کو کام میں لاؤں۔ دیوتاؤں کو بلاؤں۔ آپ کو بہرہ مقصود دکھاؤں ⁂

راجہ پنڈو کنتی کی ان باتوں سے بہت خوش ہو گئے۔ اُنہوں نے فوراً کہا کہ واہ گھڑی بھر میں گھر جلے اڑھائی گھڑی بھدرا کیا معنے۔ جو بات امکان میں ہے اُسی کے لیے مایوسی سے نتیجہ۔ تم ابھی ابھی منتر پڑھو دیوتاؤں کو بلاؤ۔ میری فکر دور کرو میں خوش میرا ایشور خوش ⁂

کنتی۔ آپ کی آگیا سر آنکھوں پر۔ فرمائیے کہ پہلے کس دیوتا کو بلاؤں ⁂

راجہ پنڈو۔ سری دھرم راج جی سے پہل کرو ⁂

کنتی نے حکم پا کر منتر پڑھنا شروع کیا۔ او اہن کی دیر تھی آناً فاناً میں دھرم راج ... سامنے آموجود ہوئے ⁂

کنتی نے پہلے ڈنڈوت کی پھر چندن اور پھول چانول سے پوجا کی۔ دھرم راج خوش ہوئے اور بولے :-

مہارانی جی۔ کیا آرزو کیا خواہش ہے کہو کیوں یاد ہوئی +

کنتی (ہاتھ جوڑ کر) ایشور کا دیا سب کچھ ہے۔ ایک اولاد نہیں۔ آپ سے بیٹے کی درخواست ہے +

دھرم راج جی نے کنتی کے جمال عالم فریب کو ایک گہری نظر سے دیکھا۔ چبھتی ہوئی نگاہ فیض سے وہ نازنین اسمن اندام وحسین گل اندام فوراً باروار ہوگئی۔ دھرم راج جی نے کہا۔ حمل مبارک۔ دیکھنا وہ بیٹا پیدا ہوگا جس کے دھرم اور ست کے تمام عالم میں ڈنکے بجینگے۔ اس کا سارا ستی پسند اور ایمان پرست دُنیا کے پردے پر نہ نکلیگا۔ یہ کہتے ہی دھرم راج تو نظر سے اوجھل ہوگئے۔ اور تپوبن میں اُجیارے پاکھ کی پنچمی کو ٹھیک دوپہر کے وقت جدھشٹر کا ظہور ہوا رشی لوگ آنند میں مگن ہو ہو کر راجہ پنڈو کو مبارک باد دینے آئے۔ اتنے ہی میں آکاش بانی نے پردہ غیب کا اسرار کھولا +

" اے راجہ پنڈو تم بڑے خوش نصیب ہو۔ ایشور نے تمہیں ہو کلیجے کا ٹکڑا عطا کیا۔ جس کا سا دھرماتما صاحب اقبال زور وطاقت میں بے نظیر نہ ہوا نہ ہوگا۔ جدھشٹر کے نام سے اس کی شہرت اور نیکیوں سے خاندان کی عزت ہوگی۔ آکاش بانی کے ساتھ ہی آکاش سے پھولوں کا مینہ برس گیا۔ اور رشیوں نے آشیرباد دیکر اس نونہال گلشن اقبال وہلال سپہر کمال کا نام جدھشٹر رکھا +

راجہ پنڈو اس ولادت باسعادت سے بہت ہی خوش ہوئے۔ ہر وقت جدھشٹر کو نگاہ میں رکھتے پلکوں پر سلاتے تھے +

ایک روز مہارانی کنتی سے فرمایا۔ میری پیاری میں چھتری ہوں چھتریوں کا ایک اولاد سے کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ دیوتا تمہارے تابع ہیں۔ پس اب کے پون جی کو یاد کرکے ایک بیٹے کی اور درخواست کرو۔ مہارانی

کنتی نے بہت اچھا کہہ کر منتر پڑھا - پَوَن جی ایک ہرن پر سوار وارد ہوئے پوچھا کیا آرزو کس چیز کی تمنا ہے +

کنتی - ایک شہزادہ بیٹے کی ہوس نے آپ کو تکلیف دی - نظر عنایت کی اُمیدوار ہوں +

پَوَن - اچھا تو نظر ملاؤ - آنکھیں سامنے کرو +

جونہیں کنتی کی چار آنکھیں ہوئیں پَوَن جی کی اعجاز نگاہی اثر دکھا گئی کنتی کے حمل رہ گیا اور پَوَن جی یہ کہکر غائب ہو گئے کہ لو مراد پوری - کامنا یعنی وہ بیٹا دئے جاتا ہوں - جس کی طاقت جسمانی و قوت روحانی دنیا کو زیر و زبر کریگی - پہاڑ بھی سامنے ہوگا - تو ذرا سے اشارے میں رل جائیگا - درختوں کو تتلیوں کی طرح اُڑانا تو کچھ بات نہیں +

ولادت کی خبر سُنکر سب رشی جمع ہو گئے مبارک سلامت کا شور بلند ہو گیا - دفعتہً آوازِ غیب کانوں میں گونج گئی کہ یہ لڑکا ایسا طاقتور ایسا شہ زور ہوگا - کہ دنیا ہمیشہ اس کے نام پر فخر کریگی - کوئی مقابل نہ ہوگا - آکاش بانی کے بعد اندر لوک سے پھولوں کی بارش ہوئی اور تپوبن ایک عشرت گاہ بن گیا - بھیم کنتی کے آغوش محبت میں پلنے لگا - راجہ پنڈو آنکھ کے تارے کو دیکھ کر جیتے تھے - ایک دن کنتی نہ معلوم کس ضرورت سے تپوبن سے دُور نکل گئی بھیم گود میں تھا - ایک چٹان کے قریب پہنچی تو دیکھا موت سر پر سوار ہے - ایک شیر ڈکارتا سر پر ہی آموجود ہوا - کنتی کے اوسان نہ رہے سن سے جان اُڑ گئی بھاگی تو گھبراہٹ میں بھیم ہاتھوں سے چھوٹ پڑا - بھیم کے گرتے ہی شیر تو نہ جانے کیا ہو گیا مگر ایک پتھر بالکل چکنا چور بھیم پر ذرا بھی چوٹ کا اثر نہیں - کنتی اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو کلیجے سے لگا کر وہاں سے گھر آئی - راجہ پنڈو سے کیفیت کہی - اُنہوں نے ایشور کا شکریہ ادا کیا اور یقین کر لیا کہ بیشک بھیم بڑا ہی صاحب طاقت ہوگا - جس کے گرتے ہی پتھر بھی سرمہ ہو گیا اُس کی تاب و توانائی کیا کیا شان +

کسی تیسرے موقع پر راجہ پنڈو نے پھر کنتی سے خواہش کی کہ ایک بیٹا راجہ اندر سے بھی حاصل کرے۔ وہ تابع ارشاد تھی بولی۔ جو حکم +

دُرباسا رکھ نے اس منتر کے لئے ایک سال کی میعاد مقرر کی تھی چنانچہ کنتی نے تین سو پینسٹھ دن برابر برت رکھے۔ پھر پاک وصاف ہوکر اوہن کے منتر کو مقصد براری کا ذریعہ بنایا۔ منتر پرتاثیر تھا۔ راجہ اندر رونق افروز ہوئے اور دریافت کیا۔ کیوں اس قدر برت اور جپ کی تکلیف سے غرض۔ کیا لخت جگر کی ضرورت ہے +

کنتی۔ جی مہاراج۔ ایک فرزند عطا ہو۔ وہاں کیا مشکل تھی۔ سوال ہوتے ہی کنتی حاملہ ہوگئی۔ اور راجہ اندر نے خوشخبری سُنائی کہ اے پنج کنیاؤں کی سرتاج۔ تیرا مطلب سدھ۔ ہوس پوری۔ ایسا بیٹا ہوگا جو بہادران زمانہ میں یگانہ اور جنگ آوران یگانہ میں یکتائے زمانہ۔ صورت شکل وضع قطع دست وبازو۔ زور وطاقت میں میری زندہ تصویر ہوگا۔ اس اس کو کسی سے خوف نہیں۔ سرنارائن جی ہر وقت دست راست رہینگے قوت بازو کا کام دینگے +

یہ فرماکر اندر جی بوئے گل کی طرح نگاہ سے اوٹ ہو گئے اور بعد ایام معینہ تپوبن میں ارجن کی ولادت کی خوشی چھائی۔ رشیوں نے آواز الہام سُنی کہ راجہ پنڈو ارجن تمہارے کلیجے کا ٹکڑا اندر کا اوتار ہے اس کا جلال سورج سے کم نہ ہوگا۔ اس کی طاقتیں شیوجی کے دست وبازو کا جوہر دکھائینگی۔ اس کے آلات جنگ دیوتاؤں کے شستروں کو شرمندہ کرینگے۔ اس کے تیر عدو شکار ہونگے۔ اور اس کے خنجر ظفر پیکر جب تک دنیا قائم رہیگی۔ اس کا نام نیک روشن اور کارہائے نمایاں یادگار زمانہ رہینگے +

ارجن کی پیدائش کا مژدہ سُنکر رشی مہرشی اپسرا گندھرب سب اپنے اپنے گھروں سے روانہ ہوئے۔ بھاردواج۔ گوتم کشیپ۔ انگرا پولست۔ مارتچ وغیرہ سپت رشی آئے۔ بسوامتر جی

فرمایا - سب نے ارجن کی بڑی تعظیم سے پرستش کی - گندھربوں میں اگرسین بھیم سین - چترسین - بسواسو فقرہ مبارک باد بلند کرتے ہوئے وارد ہوئے کاسوما - انبکا - مینکا - اربسی وغیرہ اپسرائیں ناچتی گاتی آموجود ہوئیں ناچ گانا ہُوا جنگل میں منگل کا پورا نظارہ تھا +

راجہ پنڈو اور کنتی مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے - تمام رشیوں کو جی بھر کے دان دیا - راجہ اندر نے نقارہ عشرت بجایا اندر لوک میں خوب جشن منائے گئے - ارجن کی ولادت کو زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ راجہ پنڈو کو اور بھی آنکھوں کے سکھ کی ہوس ہوئی - کنتی سے ارشاد ہُوا کہ ایک بیٹے کی اور خواہش ہے اپنی تدبیر عمل میں لاؤ +

کنتی - مہاراج بس کیجئے - زیادہ لالچ نہیں ؎

طمع راسہ حرف است وہر سہ تہی

آپ کے لئے یہ تین بیٹے کیا کم ہیں - ترلبھون میں اس کا ہمیشہ جش رہیگا - میں تو اب ضرورت نہیں سمجھتی +

راجہ پنڈو - اچھا تم خود نہ سہی - مگر مادری رانی کو تو ایک کلیجے کا ٹکڑا دلادو - اب تک اُس نے بیٹے کا سکھ نہیں دیکھا - مہربانی کرو تو اُس کی بھی گود بھری پڑی ہو جائے +

کنتی - آپ کی رضا سر آنکھوں پر - بہت اچھا مادری کی بھی کیوں ہوس رہ جائے +

یہ کہکر کنتی نے مادری کو وہ منتر یاد کرایا جس کی برکت سے اسونی کمار پر قابو حاصل ہو - مادری نے حسب قاعدہ منتر پڑھا اسونی کمار تشریف لے آئے - سوال کیا کہ کیا مدعا کیا مطلب ہے - کہو کون بردان دوں +

مادری - اولاد کی خواہش نے خدمت اقدس میں گستاخ کیا - تکلیف دہی معاف +

اسونی کمار نے نظر عاطفت سے مادری کی طرف دیکھا - معجزہ نگاہ

نے کہا۔ تم کو ایک بیٹے کی طلب تھی مَیں دو دیتا ہوں۔ یہ دونو بڑے شکیل جمیل بڑے عالم و فاضل ہونگے ان کی طاقت و شجاعت کا سکہ اطراف عالم میں بیٹھیگا۔ اچھا سے رخصت +

ایام معہودہ گزر گئے۔ نخل اُمید گل بار ہُوا۔ سہدیو اور نکل کی ولادت کے مژدہ فرحت انگیز سے راجہ پنڈو کا دل پھڑک اُٹھا۔ رشی آشیرباد دینے دوڑے آئے۔ فرمایا ان فرزندوں کا حسن لیاقت برہسپت جی کے نقطہ مقابل ہوگا۔ علم و فضل۔ عقل و فراست میں فیروز گار فنون جنگ میں آپ ہی اپنی نظیر اور حسن و صباحت میں اسونی کماروں کی عکسی تصویر ہونگے +

سہدیو اور نکل کی پیدائش سے تپوبن میں آنند منگل چھا گئی۔ جو تھا خوش جو تھا نہال۔ پانچوں بھائی ست سرنگ پہاڑ پر ہیل میل سے رہتے بستے وہاں کے رشیوں منیوں کے کلیجے کو سکھ دیتے اور والدین کے دلوں میں ٹھنڈک پہنچاتے رہتے تھے۔ لیاقتیں قدرتی تھیں۔ جس کی نظر پڑ جاتی طرز و روش پر قربان ہو جاتا +

ادھیائے ۲۹

مہارانی گاندھاری کے بطن سے دریودھن وغیرہ ۱۰۰ سو کوروں اور ایک دختر کی ولادت۔ دریودھن کی نسبت جوتشیوں کی پیشینگوئی۔ بِدر جی کے مشورے سے راجہ دھرتراشٹ کا اختلاف

بھیشم پتامہ کی طلب اقسانی پیں گو راجہ دھرتراشٹ کی رانی گاندھاری

کو بھی اولاد کی ہوس تھی وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح صاحب اولاد ہوں اور اولاد بھی وہ ہو جسے فخر زمانہ کہہ سکیں۔ ایک روز سری بیاس جی آ گئے۔ راجہ دھرتراشٹ نے بہت خاطر مدارات کی محل میں ٹکایا۔ گاندھاری کو خاطر تواضع کا موقع ملا۔ اس نے بڑی عزت و تعظیم کے ساتھ فرائض میزبانی ادا کئے۔ بیاس جی پیاسے تھے خواہش تھی کہ اچھا پانی ملے۔ گاندھاری نے پیاس بجھائی۔ اور وہ پانی پلایا کہ بیاس جی کا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا۔ بیاس جی کو سب قدرتیں تھیں۔ کمالوں پر دست قدرت تھا۔ خرق عادت گویا کچھ بات ہی نہ تھی جو زبان سے کہہ دیں وہ برہما کا اکشر پتھر کی لیک۔ وہ گاندھاری کی خدمت سے نہایت خوش ہو گئے۔ فوراً زبان سے ارشاد ہوا:

کوئی خواہش۔ کوئی آرزو۔ کوئی تمنا۔ کوئی ہوس ہو ذرا زبان ہلا دیجئے بس سب پوری پائیے:

گاندھاری نے کہا۔ اگر یہی مرضی مبارک ہے تو خیر سو لڑکوں کے لئے اجازت ہو۔ مگر وہ ایسے صاحب زور و طاقت ہوں کہ زمانے میں فتح نصیب ہوں

بیاس جی نے استدعا قبول کی اور آشیرباد دے کر وہاں سے رخصت ہوئے تو گاندھاری کا نخل مراد بارور ہو گیا۔ یہاں کی بات تو یہاں رہی اب تصویر کے دوسرے رُخ پر نظر دوڑانے کی ضرورت ہے:

جس وقت راجہ پنڈو راج پاٹ چھوڑ بیٹھے بھیشم پتامہ نے تخت سلطنت کو راجہ دھرتراشٹ کے قدموں سے رونق بخشی۔ راجہ پنڈ اور راجہ دھرتراشٹ میں دانت کاٹی روٹی تھی دو نوجسم میں یکجان دو قالب تھے دوئی کا نام نہ تھا۔ جس وقت دھرتراشٹ نے خوش خبری سُنی۔ کہ بھائی کے بیٹا ہوا۔ بڑا خوبصورت بڑا تیجوان اُس کا نام جدھشٹر رکھا گیا تو اُس نے خوشی کے شادیانے بجائے مگر گاندھاری درانی، اس خوشی کی متحمل نہ ہو سکی۔ اُس نے فرط الم سے پیٹ پیٹنا شروع کیا۔ ایسی سینہ کوبی کی کہ شکم سے ایک ماس کا لوتھڑا گر پڑا۔ گاندھاری سمجھی کہ حمل ساقط ہو گیا

بیاں کی ... اتفاق وقت بیاس جی وارد

ہوئے۔ فرمایا کہ آپ سب کو کیا خیال ہے۔ گھی کے سو گھڑے منگواے
اور اس لوتھڑے کو سو حصوں میں تقسیم کر کے ہر ایک گھڑے میں محفوظ
رکھئے۔ سب مطلب حاصل ہے +

راجہ دھرتراشٹ ویاس جی کے کمالوں کے معتقد تھے۔ اس نے
حسب ارشاد تعمیل کی۔ گھی کے سو گھڑے موجود ہو گئے۔ بیاس جی نے
منتر پڑھے اسی لوتھڑے کے سو ٹکڑے کر کے ہر گھڑے میں ڈھانپ
دئے۔ ایک تھوڑا ٹکڑا بچ رہا۔ اُس کو علیحدہ گھڑے میں بند کر دیا اور سب
کو زمین میں سونپ کر فرمایا۔ جس وقت نو مہینے گزر جائیں۔ ترتیب کے
لحاظ سے گھڑوں کے منہ کھولے جائیں۔ سو لڑکے کلیجے کا سکھ ہونگے
اور ایک لڑکی کلیجے کی ٹھنڈک +

بیاس جی تو یہ کہکر چلے گئے یہاں دن گنتے گنتے نو مہینے گزرے ایام
مقررہ کے بعد ترتیب وار گھڑے کھولے گئے تو پہلے پہل دریودھن نمودار
ہُوا پھر بویونس پھر دوشاسن پھر دوسہ پھر جل سندھ پھر سم سہ پھر بندہ
پھر انو بندہ پھر دورہرش پھر کرن پھر بکرن پھر شل۔ یونہیں سو فرزند عالم شہود میں آئے
ایک دُختر نیک اختر نے آخر میں جمال جہاں افروز دکھایا +

راجہ دھرتراشٹ ان سب کی ولادت سے نہایت خوش ہُوا۔ ناچ رنگ
کا ٹھکانا کیا۔ رات دن جشن تھے۔ جس وقت زائچے (یعنی جنم پتر) تیار
ہوئے۔ راجہ نے فرزند اکبر کے واقعات زندگی کی نسبت سوال کیا۔ اہل نجوم
کا جواب بس یہی تھا۔ کہ مہاراج لڑکا بڑا اقبالمند ہے۔ جلال شہنشاہی
اس کے قدموں سے بندھا سمجھئے۔ حشمت جمال فروز گار ہوگا۔ طاقت
لاجواب ہوگی۔ مگر ستارے ناقص ہیں۔ گرہوں کی خرابیاں بہت
اس کی زندگی میں بڑے بڑے اہم معاملات پیش آئینگے جو خیال میں
نہ ہونگے۔ ان نقصانوں سے سامنا ہوگا۔ ایک عالم اس کے جھنڈے
کے نیچے ہلاک ہوگا۔ رعایا کی جان مفت جائے گی۔ دھرم کی طرف
خیال ہی نہ ہوگا۔ یہ دھرم کی جڑ کاٹے گا۔ اور پھر اس کا پھل بھی

چکھیگا۔ اس کی موت بھی کچھ آسان نہیں۔ نیچے کا دھڑ دھات کی طرح
مضبوط ہوگا۔ صرف اوپر کا جسم نازک۔ یہ صرف اُسی وقت جان سے
بے آس ہو سکتا ہے۔ جب ایک ساتھ خوشی و رنج کا دل پر کانٹے کا
تلا اثر ہو اور پھر لطف یہ کہ گداگزری لڑائی کے سوا اور کسی جنگ میں مجال
کیا کہ روآں بھی میلا ہو سکے ٭

بخوبی انعام واکرام لے کر اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے۔ یہاں
دھوم دھام ہوتی رہی۔ جس وقت بھیشم جی اور دھرتراشٹر تنہا بیٹھے
ہوئے تھے۔ اُس وقت بدر جی نے کہا۔ آپ نے سُنا جوتشیوں نے کیا
کہا۔ دریودھن کے گرہ دشا کہتے ہیں۔ کہ یہ پلے سرے کا دغاباز مکاروں
کا گرو گھنٹال اور چندر بنس کے لئے کلنک لگانے والا ہوگا۔ ذرا بڑا
ہونے دیجئے۔ جہاں ہاتھ پاؤں نکالے۔ بس سمجھ لیجئے کہ خاندان غارت
دُنیا تباہ۔ ایسا آفت کا پرکالہ عقل کا دشمن کہ آپ کی ناموری میں وہ بٹہ
لگائے کہ قیامت تک داغ نہ مٹے۔ کچھ جوتشیوں پر ہی منحصر نہیں میں
نے جہاں تک ستاروں سے معلوم کیا۔ میرے رونگٹے کھڑے ہو رہے
ہیں کہ ہائے کیا شدنی ہے۔ ایسے دھرموان کُل میں ایسا کپوت۔ آپ
نے بھی سُنا ہوگا۔ کہ اس کے پیدا ہوتے ہی سیاروں نے چیخ چیخ
کر کانوں کے پردے پھاڑ ڈالے۔ چیخ کیا تھی۔ کرخت آواز میں
رونا تھا۔ یہ بدشگونی بدفالی اوپر اوپر جانے والی نہیں۔ ضرور اپنا
اثر دکھائیگی۔ ایشور نے آپ کو سو بیٹے دئے ہیں۔ ایک لڑکی عطا کی ہے
ان میں سے یک نہ شد۔ ۹۹ رہے زندگی کے سکھ کے لئے کیا کم ہیں
عقلمند لوگ خون فاسد کو جسم ہی سے نکلوا ڈالتے ہیں۔ سارے بدن
کی حفاظت کے لئے ایک عضو کاٹ ڈالنا عقلمندوں کا کام ہے
وہ رو پیٹنے کے لئے آنکھ پھوٹ جا۔ منہ کا غم نہیں ہوتا۔ بھاڑ پڑے وہ
سونا جس سے ٹوٹیں کان۔ بس میری رائے ہے کہ آپ محبت پدری کھوا لیں
چولہے بھاڑ میں اور یودھن کو گنگا جی میں پھینکوا دیں

ابھی خیریت ہے۔ جب دریودھن بڑھا تو آپ کو بھی طاق پر بٹھا دیگا۔ کسی کی ایک پیش نہ جائیگی۔ دھرتراشٹ اور گاندھاری نے یہ سُن کر دریودھن کی صورت دیکھی تو مامتا پھر پھڑانی خون اوٹ گیا منہ چوم کر بولے اس چاند کے ٹکڑے کو گنگا جی میں بہا دیں۔ ہائے بڑی بیرحمی ہوگی۔ یہ پیاری پیاری صورت یہ موہنی مورت نظر نہ لگے۔ اہا کیسے بھرے بھرے ہاتھ پاؤں ہیں۔ چاند میں داغ اس میں داغ نہیں۔ بڑھیگا تو وہ ڈیل ڈول ہوگا کہ لوگ حسد کرینگے۔ ہم ایشور کے دین کی بے قدری نہیں کرسکتے پرسی ہوئی تھالی میں کوئی لات نہیں مارتا۔ بڑے بھاگوں سے یہ صورتیں دیکھنا نصیب ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایسے کلیجے کے ٹکڑے کو دریا میں بہائیں ہم سے نہ ہوسکیگا۔ تقدیر کا حال کس کو معلوم ہے۔ قسمت کا نوشتہ کس نے پڑھ پایا ہے۔ بس وہم ہی وہم ہیں۔ ایسے آنکھ کے تارے کو ہاتھ سے کھونا کون عقلمند پسند کریگا۔ آب نہ دیدہ موزہ از پا کشیدہ۔ قبل از مرگ واویلا۔ ہم تو کبھی روا نہیں سمجھتے۔ اب رہی یہ بات کہ شریر ہوگا ننگِ خاندان ہوگا ایسا ہوگا ویسا ہوگا۔ اس کی ابھی سے فکر کیا۔ جب ایشور بڑا کریگا۔ عقل و فہم دیگا تب کی بات تب دیکھی جائیگی +

پروہت اس دو ٹوک جواب سے خاموش ہوگئے۔ اور دل میں کہنے لگے کو شدنی ٹلنے والی نہیں۔ جو ہونہار ہے جو لکھی بدی ہے وہ ہوکر رہے گی +

قصہ کوتاہ یہ بات رفت گذشت ہوگئی۔ سب لڑکے آغوشِ عاطفت میں پلے۔ بڑے ہوئے سن تمیز کو پہنچے۔ لڑکی بہت خوبصورت تھی۔ اُس کا بیاہ پنجاب کے راجہ جیدرتھ کے ساتھ ہوا یہ راجہ بڑا صاحب طاقت اور صاحب شجاعت تھا۔ اس کے واسطے دعا تھی کہ جو مخالف اس کا سر تراشے اُس کے سر کے خود سو پھٹکے ہو جائیں +

بھیشم پاتن اس قدر فرماکر بولے کہ راجہ دھرتراشٹ کے سو فرزندوں میں دریودھن بڑا خوبصورت اور صاحب طاقت ہوا اور راجہ پنڈو

کے یہاں بھیم ایسے شہزور کی اُسی دن ولادت ہوئی۔ دریودھن نے تخمِ عداوت بوکر کوروُں کی نسل کی نسل تباہ اور منقطع کی کروڑوں بہادران روئے زمین کے خون سے کرکشیتر کی زمین کو سیراب کیا۔ پانڈو بڑے دھرم وان تھے اُن سے دریودھن کی عداوت کا یہ نتیجہ ہوا کہ آفتاب اقبال گوشہ مغرب میں جا چھپا ادھرم کا بیج درخت ہوکر ایسا پھل لایا کہ آخر بھیم سین کی گدا سے جان گئی اور بدنامی کا ٹیکا دُنیا میں رہ گیا +

ادھیائے ۴۰

کدنب رشی کی بددُعا کا اثر۔ راجہ پنڈو کی وفات مہارانی مادری کی رفاقت دائمی۔ ماتم عام مہارانی کُنتی اور پانچوں پانڈووں کی ہستناپور میں رونق افروزی

راجہ پنڈو بڑا دانشمند تھا۔ بس حد ہے کہ اُس نے برہم رشیوں کی طرح تپ کیا۔ مگر شدنی سے کسی کا بس نہیں۔ جو نوشتۂ تقدیر ہے ضرور ہوتا ہے راجہ جانتا تھا کہ کدنب رشی کا سراپ کیا ہے۔ عورت کی ہمبستری اس کو بسترِ مرگ پر سلانے والی ہوگی۔ لیکن نہیں موت کو بہانہ ڈھونڈنا تھا۔ اُس نے ایک آڑ نکالی ہی پر نکالی۔ ایک روز راجہ پنڈوا اپنے آشرم میں تشریف فرما تھے کنتی و مادری بھی وہیں رونق افروز تھیں۔ کامدیو نے راجہ کو مادری کے حُسن و جمال پر لٹو کردیا۔ تاب ضبط نہ رہی عنانِ شکیب ہاتھ سے جاتی رہی دل بے تاب ہو گیا۔ مادری سے بولا۔ پیاری طبیعت

اگر بھیجے کو ٹھنڈک پہنچاوے +

مادری - ہیں ہیں آپ اس وقت ہیں کہاں - بس معاف رکھئے - دُور ہی رہیئے - ہاتھ نہ لگائیگا - کچھ اونچ نیچ کا بھی خیال ہے +

راجہ پنڈو - تم لاکھ کہو میں ایک ماننے کا نہیں - سب اونچ نیچ معلوم ہے کچھ ہو جائے تم کو میرا کہنا ماننا پڑیگا +

رانی مادری نے لاکھ ہاتھ مارے ہزار سر ٹپکا مگر راجہ کے سر کا بھوت نہ اُترنا تھا نہ اُترا اس سے بے اختیار ہو کر رانی کو دبوچ لیا اور ہوائے نفسانی کے پھیر میں جان دے دی بددُعا نے عین وقت پر اثر کیا - مادری دیکھتی ہے تو پنڈا سرد - چولا خاک +

مادری دوہتر پیٹ کر رو پڑی دردناک چیخ سے جنگل گونج اُٹھا کنتی سُنتے ہی دوڑی آئی دیکھا تو اور ہی گل کھلا ہُوا ہے - سر ٹپک دیا - پٹ سے زمین پر گر پڑی - چلائی کہ ہائے مادری کیا غضب ڈھا دیا - میں نے اتنے دنوں نامعلوم کیسے ٹالا تھا بڑی حکمتوں سے کوری بچی رہی تھی - افسوس تجھ سے صبر نہ ہُوا تو نے ساری عمر کا سکھ ایک لمحے میں کھو دیا +

مادری - مہارانی جی کیا کہوں - راجہ نے ایک نہ مانی لاکھ سمجھایا - نیک و بد سُجھایا - مگر ان کے تو دن پُورے ہو گئے تھے - کسی طرح نہ مانا - آخر یہ نتیجہ نظر آیا - ہائے اب میں کیا کروں افسوس آسمان سر پر پھٹ پڑا - اچھا مہارانی جی نکل و سہدیو کو تمہیں سونپتی ہوں میں اب نہ جیونگی راجہ کا ساتھ دونگی +

سب رشی مہرشی کہرام سُنکر جمع ہو گئے - کنتی و مادری کو سمجھایا - پانچوں لڑکے گود میں بٹھا کر کہا ان کی طرف دیکھو ان سے دل بہلاؤ - مادری پر نشۂ محبت تھا - آتش عشق شعلہ زن تھی اس نے ایک نہ مانی کنتی سے کہا کہ سہدیو و نکل تمہارے سُپرد ان کو بھی جدھشٹر بھیم ارجن کی طرح سمجھنا - میں رخصت - یہ کہکر وہ راجہ پنڈو کے ساتھ ستی ہو گئی جو جسم بڑی ناز و نعمت سے پلے اور نور کے سانچے میں ڈھلے تھے -

وہ دیکھتے دیکھتے تو وہ خاکستر ہو گئے۔ دنیا ناپائدار و حیات مستعار کا ایک کرشمہ اہل عبرت کے پیش نگاہ تھا۔

رشیوں مہرشیوں کو بھی بڑا رنج ہوا اُنہوں نے راجہ پنڈو اور مادری کے پھول بیٹے۔ کنتی اور جدھشٹر۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو کو ساتھ لیئے دارد ہستناپور ہوئے۔ کنتی کو رنواس میں بھیج دیا۔ دربار میں راجہ دھرتراشٹر بھیشم پتامہ اور بدُر جی سے ملے سارا واقعہ بیان کیا۔ ماتم انگیز داستان سنائی۔ سانحہ دردناک سے دربار اور رنواس میں کہرام مچ گیا۔ صدائے ماتم سے اہل افلاک کے کلیجے ہلتے تھے۔ رشیوں نے اہل ماتم کو ڈھارس دی آنسو پونچھ کر راجہ پنڈو کے پانچوں فرزندوں کو سونپا۔ بھیشم جی نے جو ہیں ان حواس خمسۂ سعادت مصرعہائے خمسۂ لیاقت کو دیکھا سینے سے لگا لیا پیار کیا آنکھوں سے پٹ پٹ آنسو گرنے لگے۔ تاسف آمیز لہجے میں بدُر جی سے کہا:-

"دیکھو ایشور کی مایا۔ کیسے کیسے چاند کے ٹکڑے۔ کیسے کیسے بھولے بھالے بچے ہستی ناپائدار کے ایک اشارے میں یتیم ہو گئے۔ پل مارے سر سے سایہ اُٹھ گیا۔ ہائے راجہ پنڈو جب سکھ اٹھانے کا زمانہ قریب آیا تو تم دنیا سے رخصت۔ افسوس دیوتاؤں کے پیدا کئے ہوئے بیٹوں پر یہ یتیمی کی مصیبت۔ آہ جن کے دست و بازو کے سامنے کسی طاقت کی کچھ بساط نہیں وہ یوں بے پدر مگر موت سے چارہ نہیں۔ آئی گھڑی نہیں ٹلتی۔ دُنیا کو قرار ہستی موہوم کا اعتبار نہیں۔"

بھیشم جی دیر تک پانڈووں کو گلے لگائے رہے دربار میں ایک عجیب سناٹے کا عالم تھا۔ رشی لوگ پانڈووں کا ہاتھ بھیشم پتامہ اور دھرتراشٹر کے ہاتھ میں دے کر چھلاوے کی طرح نظر سے غائب ہو گئے۔ درباریوں کو اچنبا ہوا کہ ہیں یہ دیکھتے دیکھتے کیا ہوا۔ جو صورتیں آنکھ کے سامنے تھیں وہ کہاں الوپ ہو گئیں۔ بھیشم پتامہ نے کہا آپ لوگ متحیر نہ ہوں یہ سب رشی گندھ مادن پربت کے تپسوی رشی تھے۔ انہیں کے

تپوبن میں دیوتاؤں سے ان پانچوں پانڈووں کا ظہور ہوا۔ یہ بڑے مہاتما تھے دیوتا ان کی عزت و منزلت کرتے ہیں۔ ہم آپ سب لوگوں کے بھاگ کچھ اُودے ہوئے تھے کہ ان کے چرن دیکھنا نصیب ہوئے +

دھرتراشٹ اور بھیشم جی نے راجہ پنڈو اور مہارانی مادری کے پھولوں کو بڑی شاہانہ عزت و تعظیم سے زمین کو سونپا۔ عالیشان چھتری تعمیر کی۔ ارد گرد سبزہ زار کا نظارہ دکھایا۔ مرتک سنسکار یعنی فرائض غمی میں شاہانہ اولوالعزمی سے کام لیا گائیں دان دیں۔ دکشنائیں دیں سب کرم بڑے جوش محبت سے کیئے اور کنتی اور پانچوں پانڈووں کو بڑی الفت و عزت سے سایہ عاطفت میں جگہ دی +

ادھیائے ۱۲۸

ہستناپور میں پانچوں پانڈووں کی قدر و منزلت

راجہ جدھشٹر وغیرہ ہستناپور میں رہنے لگے۔ جدھشٹر کی لیاقتیں دیکھ دیکھ کر ہر ایک کی روح خوش ہوتی تھی راجہ دھرتراشٹ بہت ہی عزیز رکھتے تھے۔ بھیشم اور بدر جی جب پانچوں بھائیوں کو دیکھتے ہاتھ بھر کا کلیجہ ہو جاتا۔ پانڈو بھی بزرگان موصوف الصدر کی نگاہ دیکھتے رہتے باشاروں میں چلتے تھے۔ اطاعت و خدمت کا ہر وقت خیال رہتا تھا۔ رضاجوئی کا دم بھرتے تھے۔ بھیشم پتامہ جی خیال رکھتے تھے کہ کسی وقت ان یتیم بچوں کا دل نہ دُکھنے پائے۔ اہل شہر کیا امیر کیا غریب کیا سیٹھ کیا ساہوکار کیا برہمن کیا سادھو سب ان کو دیکھنے آتے۔ حسن و لیاقت کو سراہتے سعادت و متانت پر آفرین کہتے تھے۔ حسن و جمال پر ہر ایک نچھاور ہوتا ہوتا تھا۔ شکل و صورت پر دل قربان ہوئے جاتے تھے +

جب جدھشٹر کو دیکھتے خوش ہو جاتے کہ واہ کیا دھرم کی زندہ تصویر ہے چہرے سے شان جہانبانی پیدا۔ پیشانی سے نورِ اقبال ہویدا +

بھیم پر نظر پڑتی تو کلیجے پھڑک اُٹھتے کہ آہا کیا ہاتھ پاؤں ہیں۔ کیا ونڈ بیلے شیروں کے سے تیور مست ہاتھی کی سی چال ڈھال +

ارجن نظر سے گزرتا تو طبیعت حسن صباحت و وجاہت پر واہ واہ کرتی رگ رگ سے پھرتی نمایاں۔ عضو عضو میں خون بہادری کا جوش +

یوہیں سہدیو و نکل پر سب فدا ہوتے جاتے تھے۔ دعائیں دیتے تھے راجہ دھرتراشٹ کے بیٹوں میں سے کوئی بھی ان کا کسی بات میں ہم پلہ نہ تھا۔ سب کے سب اہل شہر کی نظروں سے گر گئے تھے +

شاہی محلوں سے لیکر شاہی دربار تک ان پانچوں کے پرتو اقبال سے جگمگ کرتے تھے۔ جس طرف ان کا گزر ہو جاتا نگاہیں بچھ جاتیں ایک عالم نور ہو جاتا۔ سب کی زبان صفت کرتے کرتے گھستی تھی۔ ہر جگہ تعریف کے پل بندھ جاتے +

ان کا دستور تھا کہ جہاں سویرے آنکھ کھلی بھیشم پتامہ۔ دھرتراشٹ بدر جی رانی کنتی اور گاندھاری کی خدمت میں پہنچے ڈنڈوت کر کے پاؤں چھوئے اور ہر وقت سب بزرگوں کی رضا جوئی سے غرض رکھی جب پڑھنے لکھنے کا سن ہوا تو تعلیم و تربیت کی ضرورت ہوئی۔ بھیشم پتامہ جی نے کرپا چارج کے حوالے کیا راجہ دھرتراشٹ کے سو فرزند بھی ان کے مکتب ہم درس اور ہم سبق ہوئے۔ جس وقت تعلیم سے فراغت ملتی پانچوں بھائی دریودھن دوشاسن وغیرہ کے ساتھ کھیلتے سیر کرتے بھیم طاقت و توانائی میں فائق تھا۔ اسی واسطے کھیلوں میں وہی زبر ہی رہتا دریودھن وغیرہ ہارتے تو بھیم ان پر چڑھ بیٹھتا یہ گھوڑے کی طرح کان دبائے سواری دیتے۔ ان سب کی بھیم سے بوٹی بوٹی لرزتی زور و طاقت سے کانپتے تھے۔ اگر کبھی ہار کر گورہ درخت پر چڑھتے تو بھیم درخت اُکھاڑ کر پھینک دیتا۔ سب اوندھے سیدھے

زمین پر چیت ہوتے چوٹیں آتیں۔ مگر بس نہ تھا۔ جب کبھی دریا میں چہل پہل سوجھتی تو بھیم دریودھن وغیرہ کو گیند کی طرح اُچھال اچھال کر پانی میں غوطے دیتا اور کسی کی ایک پیش نہ جانے پاتی ✤

ادھیاے ۴۲

دریودھن کی دلی عداوت کا اظہار۔ بھیم سین کو زہر خورانی دریا میں گرداب فنا کا سامنا۔ برن جی کی مدد سے بقائے زندگی۔ ناگ لوک میں قیام۔ آخر کار ہستنا میں واپسی

بھیم سین کھیل مال میں کوروں کو ایسا نیچا دکھاتا تھا۔ کہ اُن کے حواس پراگندہ تھے۔ لاکھ کارستانیاں کرتے زور مارتے مگر کبھی دال نہ گلتی تھی۔ دل ہی دل میں پانی پی پی کر کہتے۔ دانت پیس پیس کر خون کے گھونٹ پی پی کر رہ جاتے تھے۔ آخر ایک دن سب بھائیوں نے گٹھ جوڑ کی کہ بھیم سین کا فیصلہ ہی کر ڈالو۔ یہی ہمارے تمہارے لئے فساد کی جڑ ہے۔ جب اڈا ہی نہ ہوگا تو مکھی کہاں بیٹھے گی۔ سب ایک ٹھیکرے کے تہلائے ہوئے تھے۔ فوراً ٹھہرالی۔ کہ بس بس۔ درست درست آج ہی یا ادھر یا اُدھر ✤

بیچے گنگا جی کے کنارے پر خیمے ڈیرے کھڑے ہو گئے۔ رنگ برنگ شامیانوں میں ناچ رنگ کا سامان ہوا۔ دریودھن وغیرہ سب رنگ رلیاں منانے لگے۔ مشہور یہ کہ پانچوں عمزاد بھائیوں کی دعوت ہے جدھشٹر وغیرہ مکر و فریب سے [illegible]

سیدھے شبھاؤ پہنچے۔ ناچ رنگ دیکھا دعوت کھائی اور وہیں بستر استراحت
پر سو رہے اور بھائیوں کی تو معمولی نیند تھی لیٹتے تو آنکھ لگ گئی مگر بھیم سین
کو تو جیسے سچ مچ سانپ ہی سونگھ گیا کھانے کو تو زہر آلودہ کھا لیا۔ مگر جس وقت
چارپائی سے پیٹھ لگائی مردہ صد سالہ کے برابر ہو گیا۔ دشمن ہوشیار تھے
پانڈو غافل تھے۔ جعلسازوں نے بھیم کے زہر سے جکڑے ہوئے
بدن کو خوب کس کس کر باندھا اور گٹھڑی ہی گنگا جی میں پھینک کر بے
غل وغش چین سے سو رہے۔ دل میں خوش کہ بس وہ مارا۔ پالا ہمارے
ہاتھ۔ بھیم سین اب بھیم سین نہیں ایک رسیوں سے جکڑی ہوئی لاش
بہاؤ پر جانے لگی بہتے بہتے پہنچی تو کہاں ناگ لوک میں۔ پون جی نے
بھیم کو پہچانا افسوس کیا کہ ہائے کلیجے کے ٹکڑے کی یہ دردناک صورت
سے پہچان گئے کہ سارا زہر کا فساد ہے۔ فوراً سانپوں کو حکم دیا کہ
دیر نہ ہو ابھی ابھی سارا زہر کھینچ لیں۔ بات کہنے کی دیر تھی۔ سانپوں نے
زہر کھینچنا شروع کر دیا۔ ذرا دیر میں بھیم کو کچھ ہوش آیا آنکھ کھولی تو ہاتھ
پاؤں رسیوں سے جکڑے ہوئے پائے اور سارا جسم گٹھڑی۔ اس پر
طرہ زہریلے سانپوں کی موجودگی فوراً ہی بدن کسمسایا ہاتھ پاؤں کو
جنبش دی تو سارے بند تڑاتڑ ٹوٹ گئے۔ رسیاں کچے دھاگے
کی طرح جگہ جگہ سے الگ الگ ہو گئیں۔ اب بھیم سین سنبھلے اور سانپوں
کے سر ہو گئے۔ جس کی طرف لپکے وہ دُم دبا کر بھاگا جس کی طرف نگاہ
اٹھائی جان چُرا کر ادھر اُدھر دبک رہا۔ جو سانپ بھاگے وہ سیدھے باسکی
ناگ کے پاس پہنچے فریاد کی کہ ہوم کرتے ہاتھ جلے۔ بھیم کا زہر کیا کھینچا
اپنے حق میں بس بویا وہ اُلٹے ہمارا مار آستین بن رہا ہے۔ باسکی ناگ
ایک سردار قوم اریک تھا۔ وہ تو بھیم سین کے پاس گئے۔ اریک نے
دیکھا تو کلیجے میں ٹھنڈک پڑ گئی۔ باسک سے کہا یہ تو میری نواسی کنتی
کا منجھلا بیٹا ہے۔ یہ کہہ کر بھیم سین کو گلے سے لگایا۔ پیار کر کے گھر ساتھ
لے گیا [illegible] تھا۔ بھیم سین کو بلا کر کہا کہ بس اب

بے فکر اس سے دس ہزار ہاتھیوں کی طاقت تمہارے جسم میں پیوست ہو گئی۔ بھیم سین پر زہر کا اثر تھا پیاس سے زبان میں کانٹے پڑ رہے تھے۔ حلق بالکل خشک۔ خوب پیٹ بھر کے عرق پیا۔ سانپوں نے دیکھا کہ بھیم سین تو ایک قطرہ بھی نہ چھوڑیگا۔ منت سماجت کی کہ کچھ ہمارے لئے تو رہنے دیجئے۔ بھیم سین نے کہا خیر کیا مضائقہ۔ سانپ باقیماندہ ہی کو غنیمت سمجھے اور بھیم سین نے باسکی کے بستر راحت پر بڑے آرام سے استراحت کی ✤

اب یہاں کا حال سنئے جس وقت سویرا ہوا تو پانڈو اور کورو جاگے دیکھتے کیا ہیں کہ بھیم ندارد۔ پانڈو حیران پریشان ادھر ادھر ڈھونڈتے پھرے۔ کوروں نے بھی بناوٹ سے سوئی کی طرح ڈھونڈا مگر وہاں بھیم کہاں۔ سب روتے پیٹتے گھر آئے۔ کیفیت سنائی۔ جس نے سنا رو پڑا۔ ایک عجیب کہرام کا عالم تھا ✤

بدر جی روشن ضمیر سے وہ معاملے کی تہ کو پہنچ گئے۔ جدھشٹر سے فرمایا کہ برخوردار۔ رنج نہ کرو۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں بھیم سین ناگ لوک میں بڑی خوشی سے یہاں خیریت سے ہے۔ بدبخت دریودھن نے اُسے زہر دیا۔ گنگا جی میں پھینکا جان لینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی مگر جس کو ایشور رکھے اُس کو کون چکھے دریودھن کی دشمنی سے اُس کا ایک رونگٹا بھی بیکا نہ ہوا تم صبر کرو۔ میں پاتال سے تمہارے قوت بازو کو بلائے لیتا ہوں۔ یہ کہکر بدر جی نے قاصد بھیجے وہ پر لگا کر اڑے سے تو باسکی ہی کے یہاں تھے۔ پیغام سنایا بھیم سین کی رخصت چاہی باسکی بھی تنگ آگیا دو قوسے قیمتی سے قیمتی زیور عمدہ سے عمدہ جواہرات نفیس سے نفیس تحائف اعلیٰ سے اعلیٰ سوغاتیں دیکر بھیم سین کو ہستناپور میں پہنچا دیا ✤

بھیم سین نے پتامہ بھیشم پتامہ۔ راجہ دھرتراشٹ بدر جی اور ...

نظر سے گزریں۔ جو کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھی تھیں۔ بھیم نے کل
زیور و جواہرات اپنی ماتا مہارانی کنتی کے ہاتھ رکھے۔ اور سب بھائیوں
کو اپنی جانبری کی مبارکباد دی۔ عوام الناس دریودھن کی نالائقی پر تف
کرتے تھے۔ دریودھن دل میں کٹا جاتا تھا۔ کہ ہائے بدنامی کی بدنامی
ہوئی اور پھر ناکامی کی ناکامی ؎

ادھیائے ۴۳

کوروں پانڈووں کی تعلیم کے لئے

درونا چارج کی تقرری

درونا چارج نے کرپی سے شادی کی جس سے اسوتھاماں کی ولادت
ہوئی۔ جب آچاریہ جی گھر گرہستی والے ہو گئے تو روٹیوں کی فکر پڑی خیال
ہوا کہ کچھ روزگار کرنا چاہئے سوچتے سوچتے سوچے کہ پرسرام جی سے
بڑھکر کوئی مصرف و داتا نہیں۔ وہ دولت بھی دینگے اور شستر ودیا
بھی سکھا دینگے۔ بہرحال روٹیوں کی کمی نہ رہیگی۔ وہ تیر کی طرح پرسرام
جی کی خدمت میں پہنچے قدم چھو کر گذارش کی ؎

مہاراج۔ بھاردواج کا بیٹا قدمبوس ہے ؎

پرسرام جی نے جونہی بھاردواج کا نام سُنا بڑی عزت و تکریم سے
پیش آئے۔ بڑی خاطر سے بٹھلایا مزاج پُرسی کے بعد پوچھا۔
تکلیف کا باعث۔ یاد آوری کا سبب۔ کہو فرمائیے کیا وجہ؟
درونا چارج۔ کیا عرض کروں کہتے شرم آتی ہے خدمت کی بات ارشاد
کہ بیٹھا۔ شادی کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ روٹیوں کے لالے پڑ گئے [illegible]

کی فکر سر پر پڑی۔ صورت سوال ہے۔ زبان سے کیا کہوں۔ آپ کو سرچشمۂ فیض اور دل کا بادشاہ سُنا تھا۔ قسمت نے رہبری کی۔ حاضر ہوگیا +

پرسرام۔ افسوس آپ کو آنے میں ذرا دیر ہو گئی۔ میرے پاس جو کچھ سرمایہ اثاث البیت وغیرہ تھا ابھی ابھی برہمن لے جا چکے۔ صرف چند آلات حرب وضرب (شستر) یعنی ہتھیار کے سوا کچھ بھی پاس نہیں جو نذر کروں اگر مرضی ہو تو شستر بدیا سکھا دوں۔ جو ہر کسی نہ کسی وقت کام آ ہی جاتی ہے۔ شاید پھل دے رہے +

درونا چارج۔ آپ تھوڑی دیر پہلے ہاتھ جھاڑ بیٹھے۔ یہ میری قسمت میرے نصیب۔ خیر آپ مہربانی فرماتے ہیں تو شستر ودیا ہی سکھا دیجئے۔ محروم تو نہ واپس جاؤں +

پرسرام جی سے بڑھکر شستر ودیا کا عالم نہ ٹھکانہ ہوگا۔ اُنھوں نے مفلس قلاش درونا چ کو بڑے شوق اور بڑی محبت سے فن حرب وضرب سکھلایا اور تھوڑے ہی دنوں میں ایسا اُستاد کر دیا کہ دُنیا کے پردے پر جواب نہ رہا۔ درونا چارج فنون جنگ یعنی تیراندازی وغیرہ میں کمال حاصل کرکے گھر لوٹے تو ایک دن ایک نیا معاملہ پیش ہُوا +

اسوتھاماں اپنے ہمسنوں کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہا تھا اتفاقاً سب کے سب نے دودھ پیا۔ اسوتھاماں منہ دیکھتا رہ گیا۔ دل میں خیال کیا ہائے میں ہی بدقسمت جسے دودھ نصیب نہیں۔ وہ اپنے گھر دوڑ آگیا۔ ماں سے فریاد کی دودھ کے لئے مچلا۔ وہاں کیا دھرا تھا۔ دودھ کا نام ونشاں کہاں۔ ماں کی ماتا پھڑپھڑائی۔ دل میں رو دی کہ ہائے میرا بچہ دودھ کی ایک چھاچھ کو ترسے۔ مگر بس کیا۔ دودھ کہاں سے لائے۔ آخر اس نے چانول پیسے اور پانی میں گھول کر ایک کٹورا اپنے کلیجے کے ٹکڑے کے ہاتھ میں دے کر کہا لو بیٹا دودھ پیو +

اسوتھاماں کا بچہ نہ تھا بھولے پن سے پانی میں گھولے ہوئے چانول پی لئے اور ماں کا شکریہ ادا کیا کہ بڑے مزے کا دودھ پلایا ۔

بات رفت گذشت ہو گئی مگر کرپی (اسوتھاماں کی ماں) کو سخت رنج ہوا کہ ہائے میرا بیٹا دودھ کی ایک بُوند کو ترسے وہ رنج وفکر میں بیٹھی ہوئی تھی کہ درونا چارج ادھر اُدھر سے گھومتے ہوئے گھر آ گئے کرپی نے جب مزاج ٹھیک دیکھا جو اس ٹھکانے پائے۔ کہا پریتم! ہائے ایسا عالم جو ایسا شستر ودیا کا اُستاد۔ ہائے اُسی کا بیٹا دودھ کو ترسے۔ پاس پڑوس میں جس گھر کو دیکھو گایوں کی شمار نہ تھا ہر گھر میں دودھ کی نہریں سی بہتی ہیں۔ جس کے گھر میں گائے نہیں وہاں بکری ہے۔ افسوس میرے گھر میں ایک لڑکا اور وہ ایسا بدنصیب کہ دودھ کے نام سے بھی آگاہ نہیں۔ بس حد ہے کہ ہم نے چانول گھول کر پلا دیئے۔ اور اس نے سمجھ لیا کہ یہی دودھ ہے۔ مَیں کلیجہ پکڑ کے رہ گئی۔ ہائے جس کے باپ تم ایسے اُس کی یہ دُرو شایہ دُرگت ۔

درونا چارج نے جس وقت اپنی پیاری بیوی کی زبان سے یہ دردناک الفاظ سُنے اُن کا دل بھر آیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے انہوں نے کہا دھرم پتنی۔ تمہارا کہنا سب صحیح۔ بالکل درست مگر پیاری میں دنیاوی خواہشات سے دور ہوں۔ دُنیا کے سارے سامانوں سے مجھے کیا سروکار۔ ہم گوشہ نشینوں کو آرام و آسائش سے کیا واسطہ اسی لئے گھر میں بھونی بھانگ نہیں۔ مگر پیاری تمہارے کہنے سے پہلے ہی مَیں سوچ رہا تھا کہ پیٹ کے دھندے سے تمہاری اور اسوتھاماں کی ہوسیں پوری کروں۔ مگر جب تپ کے خیال نے میرا ہاتھ پکڑا کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے نہ دیا۔ میرا ہر وقت ارادہ رہتا ہے راجہ درو پد کے پاس جاؤں۔ بچپن میں ہم دونوں ہم تن ہم مکتب ہم سبق ہم درس تھے جب بھی بات پیدا ہوئی کہتے کہ بھائی

درون جس وقت مجھے راج ملا۔ آدھی سلطنت تمہاری ہوگی۔ اور آدھی میری۔ ایشور نے اُنہیں صاحب کر دیا۔ اگر میں وہاں جاؤں تو ممکن نہیں کہ بات پٹ پڑے +

بچپن کی باتیں اور ہوتی ہیں کھیل کود میں نہ جانے آدمی کیا کیا کہہ جاتا ہے۔ اس وقت کا اعتبار مگر جتنی مجھ سے اور اس سے محبت تھی اس کے لحاظ سے میں کہہ سکتا ہوں کہ آدھا راج نہ سہی تو کوئی نہ کوئی نہ کوئی جاگیر ضرور دے گا۔ اس میں فرق نہیں +

کرپی۔ جب یہ بات ہے تو پھر روز کی ہائے ہتیا کیوں۔ جاؤ۔ دور راجہ دروپد سے کچھ اینٹھ لاؤ۔ لڑکا تو ایک ایک چیز کو نہ ترسے +

درونا چارج۔ خیر تمہاری مرضی ہو تو چلتا ہوں آؤ تم بھی چلو اسوتھاماں بھی چلے تمہارے اس کے چلنے سے راجہ کو اور بھی خیال ہوگا +

کرپی گویا تیار بیٹھی تھی اسوتھاماں بھی کمر باندھ کے کھڑا ہو گیا تینوں وہاں سے چلے منزل مقصود پر پہنچے۔ راجہ دروپد کے دربار میں راجہ سے سامنا ہوا ادھر سے پرنام ادھر سے اشیرباد وغیرہ کے بعد یہ باتیں ہوئیں :-

درونا چارج۔ مترجی آپ کو راج پاٹ مبارک۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ میں اپنے ہم مکتب ہم سبق کو صاحب تخت و تاج دیکھ رہا ہوں واہ واکیا زمانہ تھا۔ جب ہم آپ مل جل کے کھیلتے ملتے تھے دوئی نہ تھی ایک تھیلی کے چٹے بٹے کہلاتے تھے۔ بس دانت کاٹی روٹی تھی اور کیا کہیں۔ ہم سے بڑھ کر آپ کا کوئی دوست نہ تھا آپ نے ایک دفعہ نہیں سو مرتبہ کہا کہ راج ملیگا تو آدھا راج تمہیں کو دونگا۔ آپ ایک سخن ہیں۔ آپ کی بات پتھر کی لیک ہوتی ہے۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ وعدہ پورا کریں تو خیر دوست کی رفاقت ہی کہیں +

راجہ دروپد [illegible]

دوست تھا نہ دشمن۔ آپ کو شاید اس وقت مغالطہ ہوا ہے ۔

درونا چارج۔ نہیں مہاراج آپ نہ پہچانیں تو اور بات ہے۔ میں تو پہچانتا ہوں۔ آپ نے مجھ سے آدھی سلطنت دینے کا وعدہ کیا تھا مگر مجھے جب تپ کے ہوتے سلطنت سے واسطہ۔ بُرا ہو زندگی کا۔ غم نداری بُز بخر۔ کا معاملہ ہوا لوگوں نے کہہ سُنکر شادی کرادی۔ شادی کے بعد ایک اسوتھاماں نام کا لڑکا پیدا ہوا مفت میں گھر گرہستی کا جھنجھٹ گلے پڑا۔ روٹی کی فکر لازمی ہوئی آپ سے بچپن میں وعدے ہو چکے تھے۔ اس لئے اُمیدیں دولتِ در پر گھسیٹ لائیں بیوی ساتھ ہے۔ لڑکا بھی ہمراہ اب وعدہ وفائی فرمائیے ۔

راجہ دروپد۔ تم کون ہو۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ اس پر یہ گستاخی کہ دوست کہکر پکارنا۔ میں راجہ میرے ایسے تجھے دوست۔ کبھی ممکن نہیں اگر دوست دوست نہ کہتے تو شاید کچھ لابھ ہو جاتا۔ اب سیدھے گھر کی ہوا کھاؤ۔ میرے پاس دینے کو کچھ نہیں۔ اگر کچھ کھانا پینا ہو تو خیر مضائقہ نہیں دلوا دوں۔ جورو کو بھی کھلاؤ بچے کو بھی۔ درونا چارج نے جو ہیں یہ سوکھا جواب سُنا۔ بدن پر پسینہ آگیا۔ سخت ندامت ہوئی۔ کہا اچھا مہاراج۔ نہ اپنی نہ اپنے وعدے کی یاد آئی۔ خیر یہاں بھی ایشور مالک ہے ۔

یہ کہکر درونا چارج سخت مایوسی کی حالت میں وہاں سے واپس آئے۔ بیوی اور لڑکے سے الگ شرمندگی اپنے آپ سے الگ ندامت بیوی نے ٹمبل نہیں کر بھیجا تھا۔ ٹھیارا اس کے سر تھوپا کہ ہائے تو نے ناک کٹوائی نہیں تو میں کسی کا کنوڈا ہونا نہیں چاہتا تھا۔ افسوس آبرو بٹہ لگ گیا ۔

درونا چارج کچھ غم کچھ افسوس کچھ بیوقوفی کچھ اپنی حماقت کچھ راجہ درپد کے یہاں کی مایوسی اکٹھی کر کے چلے تو ذرا کچھ دل چھپے اتفاق سے کر پایا [illegible]

کرپاچارج دروناچارج کے سالے تھے اس زمانے میں وہ کوروؤں
پانڈوؤں کو پڑھایا لکھایا اور کچھ بان بدیا سکھایا کرتے تھے ان کے
یہاں کا ٹھیرنا دروناچارج کے لئے اکسیر ہوگیا۔ یہ بھی کرپاچارج
جی کے ساتھ جاتے اور جب وہ کہیں ادھر ادھر ہوتے تو
دروناچارج جی اہل مکتب کو لکھاتے پڑھاتے اور علوم و فنون
سکھاتے تھے۔ یونہیں چندے بسر ہوئی۔ کرپاچارج اپنے بہنوئی
کی نہایت خاطرداری کرتے بہن کے تلووں کے نیچے آنکھیں
بچھاتے اور بھانجے کو پھولوں پر رکھتے تھے +

دروناچارج کو معلوم تھا کہ ہستناپور کے کرتا دھرتا جو کچھ ہیں وہ
بھیشم پتامہ جی ہی ہیں۔ بھیشم پتامہ جی کی طرح قدردان جوہر وکمالات
اس وقت چار کھونٹ میں نہ تھا۔ فیاض بھی ایسے تھے کہ کسی سائل کا
سوال رد نہ ہوتا تھا۔ جو جس نے مانگا بے اُف کئے دے دیا۔ اس
خیال کو مدنظر رکھ کر اُنھوں نے کرپاچارج کے یہاں کچھ دنوں قیام کیا
اور تائید اقبال اور موقع مناسب کے منتظر رہے +

ادھیائے ۴۴

دروناچارج کی بیداری قسمت ہستناپور میں تشریف آوری۔ کرشمۂ تیراندازی بھیشم پتامہ کی جوہر شناسی کوروؤں پانڈوؤں کی تعلیم و تربیت کے لئے تقرری

کوروؤں پانڈوؤں کی قسمت کا ... ستارہ ... تھا ... کے

کھیلوں میں موجیں اڑاتے تھے۔ بھیم سین سب سے بارہ بانٹ تھا
اس سے کسی کی ایک پیش نہ جاتی تھی۔ سب دبے رہتے تھے۔ ایک
روز گیند کھیلنے کی ٹھہری کھیل ہو رہا تھا کہ بھیم سین کے ہاتھ کی تھپکی
سے اتفاقاً گیند کوئیں میں جا گرا۔ سب کورو بھیم سین کے سر ہوئے
مگر زبردست کا ٹھینگا سر پر کسی کی ایک پیش نہ گئی۔ آخر سب
مجبور کریں تو کیا کریں۔ سب کوئیں پر جمع ہوئے۔ کوئی کوئیں میں بانس
ڈالتا ہے کوئی بانسوں میں کوئیں مگر گیند نہ آج نکلتا ہے نہ کل۔ راجہ
جدھشٹر نے بھی بہت ہاتھ پاؤں مارے۔ لیکن گیند کا پتہ نہیں
گیند تو گیند اپنے ہاتھ کی قیمتی انگوٹھی بھی کھو بیٹھے۔ اور یک نہ شد
دو شد کا معاملہ ہو گیا۔ یہ انگوٹھی نہایت قیمتی تھی۔ انگوٹھی کی گری تو سب
کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ کوشش ہوئی کہ جس طرح ہو سکے گیند
اور انگوٹھی نکال لیں۔ سو کورو اور پانچ پانڈو کوئیں کے ارد گرد جمع
تھے۔ ہر ایک اپنی تدبیر لڑا رہا تھا۔ مگر ایک بھی کارگر نہ ہوتی تھی۔
درونا چارج کچھ دور یہ تماشا دیکھ رہے تھے انہوں نے سمجھ دیا کہ
سب ہستناپور کے راجکمار ہیں۔ کوئیں پر سب کا جمع ہونا اس بات
کا ثبوت ہے کہ کچھ کھو بیٹھے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کنوئیں سے
نکال لیں ٭

درونا چارج جی۔ تائید بخت سے ٹہلتے ٹہلتے وہیں آ گئے اور پوچھا
کہ راجکمارو کیوں فکر ہے۔ ہو اتنا انتشار کیوں ٭

جواب۔ کیا کہیں۔ ایک گیند کنوئیں میں جا پڑا۔ اس کے نکالنے
کی فکر ہی تھی کہ انگوٹھی بھی گر پڑی۔ گیند سے تو خیر کھیلنے ہی میں
ہرج ہوتا تھا۔ انگوٹھی کے کھو جانے سے گھر میں خفگی بھی پڑے گی
اس فکر میں پریشان ہیں ٭

درونا چارج۔ افسوس راجہ بھرت کی اولاد اور ذرا سے کام سے معذوری

جواب۔ آپ کا طعنہ دینا ٹھیک۔ مگر یہ طعنہ اس وقت درست ہو جب

آپ گیند اور انگوٹھی لاکر دکھا دیں یوں ہمیں بھی بہت فقرے آتے ہیں +

درونا چارج - (ہنس کر) تم سب راجکمار ہو تمہاری باتوں کا میں جواب تو دے نہیں سکتا - مگر خیر بچہ سمجھ کر ایک کھیل دکھائے دیتا ہوں - اچھا وہ سامنے ایک جھاڑو پڑی ہے کوئی اُٹھا تو لائے - ہستناپور کے راجکمار ایسوں جھاڑو اُٹھانے لگے تھے - وہ ہنس کر ٹال گئے - مگر درونا چارج کو موقع کی تاک تھی - اس سے بڑھ کر ان کو اظہار لیاقت کا کوئی موقع نہ تھا وہ وہیں پڑی ہوئی ٹوٹی پھوٹی جھاڑو اُٹھا لائے - ایک کمان بنائی چلہ چڑھایا اور جھاڑو کی سینک ماری تو گیند کے وار - اس کے بعد دوسری سینک ... لی اور ایسا چوکس نشانہ لگایا کہ سینک پر سینک جم بیٹھی یوہیں نشانوں کا تار بندھ گیا سینکوں کا تانتا لگ گیا - یہاں تک کہ آخری سینک اوپر آگئی اور سب نے کھینچا تو گیند بر آمد - ہر ایک فن تیر اندازی و نشانہ بازی سے حیران ہو گیا - تعجب تھا کہ آدمی میں یہ غیبی طاقت کیسی جب اس کرشمے کو دیکھ چکے تو بڑی عاجزی بڑی منت سماجت سے درخواست کی کہ:-

لڑکے - مہاراج گیند کھو بھی جاتا تو کیا مال تھا - مقدم چیز انگوٹھی تھی - وہ تو کنوئیں ہی میں پڑی ہے اُس کو نکالئے تو آپ کا جشن گائیں +

درونا چارج - لیجئے ابھی ابھی آپ ذرا سیر دیکھیں +

یہ کہکر درونا چارج جی نے ترکش سے نکال کر ایک تیر چلے پر چڑھایا جوہیں چٹکی سے نکلا انگوٹھی پر جا پہنچا اور انگوٹھی کو چھوتے ہی وہاں سے اُڑا تو بس باہر ہی تھا - بات کہتے دیر لگتی ہے - اس ساری کارروائی کو کچھ دیر نہ ہوئی +

راجکمار گیند ہی کے نکلنے سے انگشت حیرت در دہاں تھے انگوٹھی کا ... سے ... ہیں ... کا ہو گیا - اس وقت تو وہ کھیلتے ... تو ساری باتیں خود بخود نکل دینا پڑیں +

بھیشم پتامہ جی نے کل سرگذشت سُنی جب سب سُن چکے تو فرمایا کہ درونا چارج کے سوا کسی میں یہ دست قدرت نہیں کیا وہ یہاں آئے ہیں +

جواب - جی ہاں اپنا نام وہ یہی بتاتے تھے - کرپا چارج مہاراج کے یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں - بلا کے تیر انداز ہیں - بس کیا تعریف کی جائے +

بھیشم پتامہ بہت خوش ہوئے اُسی وقت معزز اہلکار دوڑائے بڑی خاطر تواضع سے درونا چارج کو بلایا - وہ آئے - بہت تعظیم و تکریم کی سر آنکھوں پر جگہ دیکر پوچھا کہ :-

مہاراج بھولتے بھٹکتے کہاں یہاں آ گئے - زہے نصیب کہ آپ نے مجھ ایسے شخص کو سرافراز کیا جو دنیا میں کسی قابل نہیں +

درونا چارج - میں فقیر آدمی جپ تپ سے مطلب - قسمت کا لکھا یہ تھا شادی ہوئی لڑکا ہوا - یہاں بھگوت بھجن سے مرد کار روٹیوں کا سیاپا کون کرے - راجہ دروپد سے بچپن کی دوستی تھی - دوستانہ میں اُس نے آدھا راج دینے کے لئے زبان دے دی تھی - جب ادھر روٹی کے لالے پڑے کوڑی کوڑی کی محتاجگی ہوئی - اسوتھاماں دودھ کے لئے رویا تو میں راجہ دروپد کے پاس گیا - بچپن کی دوستی یاد دلائی - ہم مکتبی کا دھیان دلایا - مگر وہاں دماغ عرش پر تھے مزاج ملنا چہ معنے دارد جیسے کبھی کی جان پہچان کسی وقت کی صاحب سلامت ہی نہ تھی میں اپنا سا منہ لئے پھرا تو دھیان آیا کہ چلو کرپا چارج اپنے سالے کو دیکھتے چلیں - اب دوانہ بھانے بھانے یہاں لے آیا اب دیکھئے مٹی کہاں لے جائے کس کس جگہ کی ٹھوکریں قسمت میں ہوں +

بھیشم پتامہ - آپ یہاں تشریف لائے ہستناپور کی خوش قسمتی اسوتھاماں کو دودھ کا غم اور آپ کو ذرا سی بات کے لئے اتنا قلق - لیجئے کتنا دودھ چاہئے آپ کے بیٹے کو دودھ سے نہلا دوں اگر ہیں

دودھ کا دریا نہ بہ جائے تب کی سند - روپیہ پیسہ کی بھی فکر فضول آپ کی کرپا سے ایشور کا دیا سب کچھ موجود ہے جو ہے سب آپ ہی کا ہے - یہ سب راجکمار میرے پوتے ہیں - آپ ان کی تعلیم و تربیت کا بیڑا اُٹھائیے علوم و فنون سکھائیے شستر ودیا پڑھائیے بس اور کچھ کام نہیں +

یہ فرما کر بھیشم پتامہ جی نے توڑے کے توڑے اُٹھا دئے اور گروگرام[1] (جس کو حال میں گڑگاؤں کہتے ہیں) رہنے بسنے کو دے دیا - درونا چارج بڑے خوش ہو گئے - دل میں سراہتے تھے کہ واہ بھیشم پتامہ تمہیں جیسا سنا تھا اُس سے زیادہ پایا - بڑے دریا دل ہو سخی داتا ہو - قدردان ہو - شاہی کی نام کو بو نہیں یہ اخلاق یہ مروت یہ سادہ مزاجی - آفرین آفرین - درونا چارج نے خوش خوش گروگرام کا راستہ لیا - سب کورو اور پانڈو بھی حصول تربیت کی غرض سے ہمراہ ہو لئے جب تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع ہوا درونا چارج نے سب سے مخاطب ہو کر کہا :-

راجکمارو میں تمہیں علوم و فنون گھول کر پلا دوں گا مگر یاد رکھو ایک بات تم سب کو کرنا ہوگی - آج نہیں بلکہ جب میری مرضی ہو +

اس گول مول بات پر سب کے سب بغلیں جھانکنے لگے دریودھن وغیرہ کا کیا ذکر جدھشٹر جی بھی جی چرا گئے خیال تھا کہ نہ جانے گروجی مہاراج

---

[1] پہلے اس کا نام یہ نہ تھا درونا چارج کی سکونت کے لئے گروگرام ہوا یعنی گرد کے رہنے کا گاؤں - اب یہ مقام گڑگاؤں کے نام سے مشہور ہے - درونا چارج کی جس مقام پر سکونت تھی - وہاں ایک تالاب انہیں کے نام سے موسوم ہے یعنی درونا ساگر - ان کی زوجہ کو سب ماتا جی کہتے ہیں - چنانچہ ان کی قیامگاہ پر اب سیتا ماتا کا مندر زیارتگاہ خاص و عام ہے - گڑگاؤں کا ضلع انبالہ کی قسمت میں داخل ہے یہ درونا چارج کے نام نامی کی یادگار سمجھا جاتا ہے +

کیا مانگتے ہیں۔ کیا دینا پڑ جائے اس سے سب چپ رہ گئے مگر ارجن جیوٹ اور دل گردے کا نوجوان تھا چھاتی ٹھونک کر کھڑا ہو گیا۔ مونچھوں پر تاؤ دے کر بولا۔ کہ گرو جی مہاراج میں خدمتگزاری کو حاضر ہوں۔ جس وقت جو حکم ہو گا بجا لاؤنگا بجالاؤنگا آپ اطمینان رکھیں +

درونا چارج نے ارجن کو گلے سے لگا لیا دل میں جان گئے کہ ارجن ہونہار ہے۔ اس کا اقبال ضرور چمکیگا۔ اُنہوں نے خوش ہو کر کہا:۔

درونا چارج۔ شاباش بیٹا شاباش۔ ہمت پر آفرین۔ جراٗت پر صد رحمت بڑوں کی بات یوں ہی رکھتے ہیں۔ سعادتمندی اسی کا نام ہے۔ میرے پاس اور کیا ہے جو تمہیں دوں۔ اچھا لو اشیرباد۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ تیراندازی میں کوئی تمہارا مقابل ہی نہ ہو۔ کیسا ہی صاحب طاقت ہو تم سے پست ہی رہے +

ارجن نے اشیرباد سے خوش ہو کر درونا چارج جی کے قدموں پر سرجھکا دیا۔ اُنہوں نے پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر اُٹھایا اور بڑے پیار سے تربیت آغاز کی۔ درونا چارج سب کوروں اور پانڈوؤں کو وید شاستر پڑھانے اور شستر ودیا سکھانے لگے۔ مگر نظر عنایت زیادہ ارجن ہی پر تھی۔ کیونکہ اُن کے دل میں سوچی ہوئی خواہش کا دارومدار اسی پر تھا۔ ایک سو کوروں اور پانچ پانڈوؤں میں سے صرف ارجن ہی تھا جس نے حامی بھر لی۔ کرن ایسا دلاور بھی اس وقت کچیا گیا۔ جراٗت نہ پڑی کہ چھاتی ٹھونک دے +

ادھیاے ۴۵

درونا چارج کے فیض تعلیم سے کورو اور پانڈو راجکماروں کی تکمیل لیاقت وغیرہ

گوگو گرم میں کورو پانڈو فنون حاصل کرتے تھے ایک سے

ایک گوے سبقت لے جانا چاہتا تھا۔ مگر نہیں ارجن عقل کا پتلا تھا ذہن کو غضب کی رسائی ملی تھی۔ درونا چارج منہ سے کہنے بھی نہ پاتے کہ ارجن لے اُڑتا۔ کرن بلا کا ہوشیار تھا۔ اس کی عقل بھی ضرور تیز تھی مگر ارجن ارجن ہی تھا۔ کرن کو وہ بات نصیب نہ تھی جو اسے حاصل تھی۔ تاہم وہ اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتا تھا خصوصاً اس لئے کہ دریودھن سے گہری دوستی تھی وہ اس کا دم بھرتا۔ یہ اُس کا پانی۔ سچ مچ دانت کاٹی روٹی تھی۔ دریودھن پانڈووں سے خار کھاتا تھا۔ ہر وقت بُرا چیتتا تھا۔ کرن بھی دوستی کی وجہ سے سگ زرد برادر شغال ہو رہا تھا دریودھن کے سوا سب ہیچ جو دریودھن کہے وہ ٹھیک +

ایک روز درونا چارج جی کے یہاں پانی کا صفایا ہوگیا۔ دیکھتے ہیں تو ایک بوند بھی نہیں۔ کسی سے کہا کہ جاؤ جلدی پانی لاؤ۔ وہ گیا تو وہیں کا ہو رہا۔ پتہ ندارد۔ آخر درونا چارج نے شاگردوں سے فرمایا کہ سب سے سب بیٹھے ہو کسی سے ذرا پانی نہیں لایا جاتا۔ اسوتھاماں وہیں تھا اُس نے برتن اُٹھایا اور لمبا پڑا۔ ادھر چیٹپٹی پڑی تھی بے پانی ہرج ہو رہا تھا۔ درونا چارج جی پھر بولے :-

واہ اسوتھاماں بھی غائب۔ اتنے اتنے بڑے شاگرد اور افسوس کسی سے پانی بھی نہیں لایا جاتا۔ میں ایک ایک چُلو کو ترسوں +

سب تو منہ دیکھتے رہ گئے کچھ کرنے کی جرأت نہ پڑی۔ ارجن تمک کر اُٹھا اور بولا گرو جی مہاراج کتنا پانی بھیجیگا۔ ابھی حکم ہو تو دریا بہا دوں۔ یہ کہکر کمان ہاتھ میں لی اور چلے پر تیر چڑھا کر اس زور سے زمین پر مارا کہ پانی اُبل پڑا ارجن وہی پانی ایک برتن میں بھر کر گرو جی کی خدمت میں لے گیا اُنھوں نے دیکھا تو تازہ تازہ پانی سامنے تھا بہت خوش ہوئے پیار کیا کلیجے سے لگایا اور کہا میں سمجھ گیا تمہارے برابر کوئی تو ہی دست نہ ہوگا۔ تیر اندازی میں لاجواب۔ اور اقبالمندی میں فخر روزگار ہو گئے ... تیر ...

حیرت میں رہ جائیں۔ جب چاہو آگ برسالو۔ جب منظور ہو آندھی چلالو۔ ابر نہ ہو اور پانی برس جائے۔ دیکھتے دیکھتے نظر سے غائب ہو جانا کوئی بات نہ ہو۔ چھوٹے سے بڑا بڑے سے چھوٹا ہونا بچوں کا کھیل۔ یہ کیا ایسے ایسے ہزاروں کرتب دہنر دویا میں یاد کرادوں تب بات۔ فن تیراندازی میں دنیا کے عجائبات دیکھ لینا +

قصہ مختصر درونا چارج جی نے ارجن کو نیزہ بازی۔ تیر اندازی رتھبانی وغیرہ وغیرہ میں اُستاد بنادیا۔ اور ایسی لیاقت کوٹ کوٹ کے بھردی کہ سب حیران تھے ارجن کی وجہ سے درونا چارج کے فیض تربیت کا عام شہرہ ہُوا دُور دُور کے راجوں مہاراجوں نے اپنے بیٹے ان کے سایۂ عاطفت وظل حمایت میں بھیجے۔ چنانچہ ایک بھیل قوم کے راجہ کا لڑکا بھی حاضر خدمت ہُوا۔ درونا چارج اُس کو دیکھ کر بولے کہ بھیا انک لب۔ شاباش کہ تم کو سیکھنے کا شوق ہے۔ مگر معاف کرنا تم قوم کے بھیل۔ بھیلوں کے افعال خلاف اس لئے تم کو پڑھا لکھا نہیں سکتا۔ تم سمجھ لو کہ میں نے شاگرد کر لیا۔ مگر جو کچھ سیکھنا ہو وہ گھر میں ہی کسی سے سیکھ لو یہاں کچھ مطلب نہ ہوگا +

انک لب درونا چارج کے تڑکا توڑ دینے سے مایوس گھر پلٹ گیا دل میں اعتقاد تھا کہ بلا سے درونا چارج جی نہ سکھائیں اگر میں عقیدتمند ہوں تو خود بخود تیر اندازی آجائیگی +

وہ گھر گیا مٹی کی مورت بنائی اُسے درونا چارج فرض کیا اور اس کے سامنے فن تیراندازی کی مشق شروع کی۔ اعتقاد پکا تھا۔ پیرمن خس است اعتقاد من بس است کی کہاوت صادق ہوئی۔ تیراندازی میں انک لب نے وہ کمال حاصل کیا کہ بس چاروں طرف واہ واہ ہو گئی بڑے بڑے قدر انداز لوہا مان گئے۔ کسی روز جدھشٹر اور دریودھن وغیرہ پانڈو اور کورو بھی صید وشکار کی فکر میں شکاری کتوں کو ساتھ لئے اُس کی بازیگاہ کی طرف نکلے۔ وہ اسی وقت درونا چارج کے درشنوں

کے لیئے مکان سے نکلا تھا کمان کھینچی ہوئی تھی تیر چلے پر چڑھا ہُوا تھا۔ کالی کالی صورت بھیانک شکل سے کُتّے دیکھ کر چونکنے ہوئے۔ ڈر کے سہم کے بھونکنے لگے۔ انک لب کتوں کی شیطانی پلٹن سے گھبرایا اس نے چٹکی میں دیا ہُوا تیر سر کیا تو تیر سیدھا نشانے پر بیٹھا کتوں کے ماتھے گئی اور تیر پھر وہاں سے اڑا تو کمان میں۔ درونا چارج کے تمام شاگرد انگشت بدنداں رہ گئے تیر انداز کے پاس گئے کہ واہ تم نے ہمارے کتوں پر تیر سر کیا اور تیر بھی وہ کہ جس کے کرتب سے ہم حیران رہ گئے۔ تم کون ہو کیا نام ہے تمہارا اُستاد کون ہے ؟

انک لب۔ مَیں ناچیز بھیل ہوں۔ میرا باپ بھیلوں کا سردار ہے تیر اندازی میں درونا چارج جی اُستاد ہیں جو کچھ ہاتھوں میں فن ہے وہ اُنہیں کا فیض اور دست قدرت کی برکت ہے +

یہ بات تو وہیں کی وہیں رہ گئی۔ مگر ارجن کو بہت بُرا معلوم ہُوا اُس نے دل میں خیال کیا کہ واہ درونا چارج بھی عجیب آدمی ہیں مجھ کو اُستادِ وقت کاملِ زمانہ بنانے کی پرتگیا کی تھی اس کے عوض ایک بھیل کے چھوکرے کو بہمہ صفت موصوف کر دیا۔ بڑی دغا دی +

ارجن نے درونا چارج سے منہ چھوڑ کر شکایت کی اُنہوں نے کانوں پر ہاتھ رکھے کہ مَیں نے بھیل کے لڑکے کو کچھ بھی نہیں سکھایا +

ارجن۔ واہ وا۔ دروغ گویم بر روے تو۔ سب کے سامنے اس نے کہا کہ مَیں درونا چارج جی کا شاگرد جو کچھ ہُنر ہاتھ میں ہے۔ وہ اُنہیں کا طفیل ہے +

درونا چارج۔ اُس نے جو کچھ کہا میری سمجھ میں نہ آیا۔ ممکن ہے کہ اُس نے پر کٹی اُڑادی ہو۔ وجہ یہ کہ مَیں۔ اور کسی بھیل کو شاگرد بناتا اور تیر اندازی سکھاتا بالکل محال +

ارجن۔ اتنے گواہ موجود ہیں جو اُس نے کہا اُس میں ایک حرف اِدھر

اُدھر نہیں ہُوا مزید تحقیق کی ضرورت ہو تو وہ کاسے کوسوں پر

نہیں قریب ہی ہے۔ ابھی ابھی سچ جھوٹ معلوم ہو جائیگا +
ارجن کی رد و قدح سے مجبور ہو کر درونا چارج اُٹھ کھڑے ہوئے اور ساتھ
ساتھ چلے تو انک لب کا مکان سامنے تھا وہ منزل مقصود پر پہنچے دیکھا
کہ وہ اپنی بازیگاہ میں ایک مٹی کی مورت کی پوجا کر رہا ہے۔ اسی وقت
کمان ہاتھ میں لی چلے پر تیر چڑھایا اور تیر اندازی کی مشق شروع کر دی اسی
حالت میں درونا چارج اُس کے سامنے سے گزرے وہ اپنے گرو کو پہچانکر
مسکا قدم چھوئے اور ہاتھ جوڑے ہوئے مودبانہ لہجے میں عرض کی:-
مہاراج۔ آپ دھنیہ ہیں۔ میری نہایت خوش قسمتی تھی کہ آج میرا مرشد
کامل میرے بازیگاہ میں آیا۔ وہ دیکھئے آپ کی مورت ہے۔ اسی کے طفیل
میں نے فن تیر اندازی میں قدرے مہارت حاصل کر لی ہے +
درونا چارج اعتقاد سے بہت مگن ہوئے اُن کی کلی کلی کھل گئی
اُنھوں نے سوچا کہ اگر یہی حالت رہی تو انک لب سے بڑھ کر کوئی فن
تیر اندازی کا عالم ہی نہ رہیگا۔ پس اُنھوں نے کہا کہ بھیل فریش کے
راجکمار تمھیں اعتقاد مبارک تمہاری حسن عقیدت تمھیں سپھل مگر بیٹے
اگر تم کو میرا سچا اعتقاد ہے تو جس اُنگلی سے تیر کو چٹکی میں لیتے ہو جس
سے شست لگاتے ہو وہ ہم کو دے دو +
انک لب - صرف ایک انگلی - آپ نے سر کی فرمائش کی ہوتی تو میں
اپنے کو زیادہ خوش قسمت سمجھتا - لیجئے یہ اُنگلی نذر ہے - یہ کہکر وہ
اپنے ہاتھ سے اُنگلی کاٹنے دیگا - درونا چارج نے ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا کہ پیارے انک لب میرا یہ مطلب نہ تھا کہ تم اُنگلی کاٹ ڈالو
غرض صرف اتنی تھی کہ جس اُنگلی سے اب شست باندھتے ہو
اسی کو کام میں نہ لاؤ +
انک لب نے مرشد کا حکم سر آنکھوں پر مان لیا اور کہا کہ مجال
کیا جو کبھی تعمیل ارشاد میں فرق ہو۔ حکم جان کے ساتھ +
درونا چارج - اچھا اس انگلی کو چھوڑ دو اور انگلیوں سے تیر بازی کرو تھا +

انک لب - مہاراج - جو آگیا بہت اچھا - یہ دیکھئے تیر جاتا ہے *
انک لب نے یہ کہکر بیچ کی انگلی سے دباکر تیر مارا فشانہ پوری طرح جم بیٹھا - درونا چارج پھڑک اُٹھے معتقد کو دعاے خیر دی - اور انک لب کے اس اعتماد اور فن تیر اندازی کی یہ برکت ہوئی کہ تمام بھیل قوم درمیانی انگلیوں ہی سے تیر کی چٹکی کا کام لینے لگی *

درونا چارج وغیرہ سب گھروں کو پلٹے وہاں ان کو ارجن ایسے فرمانبردار ہونہار راجکمار کی تعلیم و تربیت کے خیال نے اور بھی زیادہ گدگدایا چنانچہ انہوں نے پھر پوری محنت صرف کی - تمام تیر اندازی کے فنون ارجن کو سکھائے - جدھشٹر کو نیزہ بازی و شہسواری میں فرد زمانہ کردیا بھیم سین کے ہاتھ پاؤں درست بھئے - پس فن کشتی اور گرز بازی میں کسی کو نظیر نہ رکھا - نکل کو تلوار کا دھنی بنایا - سہدیو کو گدا یدھ کے سارے اصول سکھا دئے - ان کے بھیجے کا ٹکڑا اسو تھاماں تھا اسے بید و شاستر میں عالم و فاضل کیا - جوتش بھی ایسی سکھائی کہ تمام ستارے نظروں میں چلنے لگے - سہدیو بھی اسو تھاماں کا ہم درس تھا وہ بھی ان علوم میں یکتاے روزگار ہوگیا - دریودھن کو طاقت وغیرہ تو تھی مگر مٹھا تھا - طبیعت کھٹل عقل ٹھس ذہن کند - مگر رشک و حسد میں بارہ بانٹ - پانڈوؤں سے ناحق باپ مارے کا بیر تھا - جہاں اُن کی کوئی بات دیکھی - بس کلیجہ جل بھن کے خاک - آنتیں سواہا - دل میں یہی ٹھنی کہ جہانتک ہو پانڈوؤں کا نام و نشان نہ رہے - ان کا بیج مارا جائے کوئی رونے دھونے پانی دینے والا نہ رہے - ارجن سے خصوصیت کے ساتھ بیر تھا - اُس سے قالبتاً دشمنی تھی مگر ایک پیش نہ جاتی تھی - ایک روز درونا چارج نے سب کا امتحان لیا درخت پر ایک مصنوعی چڑیا بٹھادی صنعت یہ تھی کہ چڑیا ادھر سے اُدھر اڑتی اور نگاہ پوری طرح سے جم نہ سکتی تھی - درونا چارج جی نے پہلے جدھشٹر سے کہا ہاں نشانہ دکھاؤ - جو کھوار خالی نہ جائے جدھشٹر نے نشست

دکھائی تو نظر چکاچوند پڑ گیا۔ دکھائی نہ دی۔ انہوں نے گرو جی سے کہا پہلے
تو ایک چڑیا اڑتی دکھائی دیتی تھی مگر جس وقت تیر چلّے پر چڑھایا تو وہاں
درخت کے سوا کالی چڑیا نہ تھی +

درونا چارج۔ اچھا تو بیٹھو سمجھ لیا کہ نشانہ بازی کا رے درود دریودھن
سے مخاطب ہوا۔ یوراج جی آؤ۔ چلّے پر تیر چڑھاؤ نشانہ لگاؤ دریودھن
کی بھی وہی حالت ہوئی پہلے دیکھا تو ایک چڑیا ادھر سے ادھر اڑ رہی ہے
مگر جہاں ترکش سے تیر نکالتے نکالتے چٹکی میں تیر لیتے اپنے ذرا نظر
اٹھی تو بس چڑیا غائب اور درخت سامنے +

دریودھن بھی دل ہار گیا نشانہ نہ لگا سکا۔ دریودھن کے بعد
درونا چارج نے اور شاگردوں سے بھی فرمائش کی مگر سب ناکام۔ جہاں
پہلے چڑیا سجھائی دی۔ وہاں بعد کو درخت کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ آخر میں
درونا چارج نے ارجن سے کہا کہ اٹھو تم نشانہ چت کرو +

ارجن تیر کمان سنبھالتا اٹھا پہلی ہی شست میں تیر مارا تو نشانہ بھرپور
درونا چارج اس درمیان میں پوچھتے رہے کہ کیا نظر آ رہا ہے۔ مگر ارجن
کا جواب یہی تھا کہ چڑیا۔ جس وقت نشانہ بھرپور پڑا طلسمی چڑیا
زمین پر آ گری +

درونا چارج نے پیٹھ ٹھونکی شاباشی دی۔ سب شاگردوں
سے کہا ؎

این سعادت بزور بازو نیست
یک من علم را دہ من عقل مے باید

دیکھا ارجن کی لیاقت کو:۔
پانڈو تو دل میں خوش ہو رہے تھے مگر کورو بنسیوں کا دل کڑھتا
تھا وہ اندر ہی اندر جلے مرتے تھے +

اب دوسرا موقعہ پیش آیا درونا چارج گنگا اشنان کو گئے سب کورو پانڈو
بھی ساتھ تھے جو ہیں درونا چارج ہاتھ مارتے ہیں [illegible] ایک بڑا [illegible]

گئے مگر نے پاؤں دھر لیا۔ درونا چارج چلانے کرہاے میں گیا۔ مگر نے ٹانگ پکڑلی۔ کورو دوڑو پانڈو دیکھو۔ یہاں اس آواز سے سب کا خون خشک ہو گیا اور روح فنا۔ کسی کی جرأت نہ پڑی کہ جائے اور گرو جی کی جان بچائے آخر ارجن اُٹھا اور اُس نے تاک کر تیر مارا تو مگر چار دل شانے چت۔ پھر سانس بھی نہ آئی درونا چارج صحیح سلامت نکل آئے۔ ارجن کی بہت تعریف کی۔ کورو دل ہی دل میں کڑھ کڑھ کے رہ گئے۔ دریودھن کے کلیجے میں آگ سُلگتی تھی کہ ہاے ارجن ہم سے بڑھ گیا ہم موچی کے موچی ہی رہے ✝

درونا چارج کی خوشی کی انتہا نہ تھی اُنہوں نے ارجن کو کلیجے سے لگا لیا اور ایک تیر دے کر کہا کہ پیارے ارجن لو اس تیر کی زمانے میں نظیر نہیں۔ جس وقت یہ چلّے سے نکلے آگ ہی آگ زمین پر برس جائے۔ مگر اس کے لئے تمہیں یہ احتیاط لازم ہے کہ خبردار خبردار کبھی یوں سر نہ کرنا۔ جب دیکھنا کہ آخری مصیبت ہے۔ جب سمجھنا کہ کسی طرح مفر نہیں جب سوچنا کہ دشمن کسی طرح قابو میں نہیں آتا۔ تب اس کو استعمال کرنا ورنہ نہیں۔ چنانچہ بان دیکر درونا چارج جی نے اُس کے تمام کرتب سکھا دئے۔ اور ارجن کا پایہ سب شاگردوں میں بلند ہو گیا ✝

ادھیاے ۴۶

درونا چارج کے فیض تعلیم و تربیت سے کوروں اور پانڈوؤں کا کمال لیاقت۔ امتحان۔ ارجن کی خاص

جوہر نمائی۔ کرن کی اظہارِ قابلیت۔ ارجن سے مقابلے کا ارمان۔ دریودھن کی عداوت۔ ارجن کی وجہ سے کرن کی پاسداری۔ کرن کو انگدیش کی حکومت سے سرفرازی۔ دروناچارج کا حقوق اُستاد کے لئے اظہار مدعا۔ کورو پانڈوؤں کا ارشادِ اُستاد پر تعمیل کے لئے عزم بالجزم

راجہ دھرتراشٹ دروناچارج کے فیض تعلیم سے بہت خوش ہوئے ان کو اشتیاق ہُوا کہ کسی دن سب کے کرتب دیکھیں اُنہوں نے دروناچارج سے کہا۔ مہاراج سُنا ہے کہ لڑکے سب لائق ہو گئے آپ نے اُن کو خوب دل لگا کر تعلیم دی۔ مگر کبھی اپنی تعلیم کا نمونہ تو دکھلائیے کر چار پایہ بروکتا ہے دینہ کا معاملہ تو نہیں ✤

دروناچارج۔ ان داتا آپ کے فرمانے کی بات ہے۔ مَیں نے جو کچھ سکھایا ہے۔ اُس کا عالم باعمل بنا دیا ہے موقع موقع پر امتحان بھی لے لیا کرتا ہوں ✤

دھرتراشٹ۔ بیشک آپ کا جی بھرا ہے۔ مگر مَیں نے اب تک کچھ بھی نہیں دیکھا کہ وہ کیا سیکھے کیا پڑھے ✤

دروناچارج۔ آپ کو اختیار ہے جب چاہیں امتحان لے لیں یہی میدان ہیں یہیں چوگان نہیں گو سے۔ نائی نائی بال کتنے یجمان آگے آئینگے آپ حکم دیں۔ سب کرتب معلوم ہو جائیگا ✤

دھرتراشٹ۔ تو پھر بس کوئی دن مقرر کیجئے۔ آزمائش ہو جائے ✤

درونا چارج ۔ جی ہاں ۔ میری بھی کئی دن سے یہی خواہش ہے جب حکم ہو میدان بدو یا جائے ❖

راجہ دھرتراشٹ تہ دل سے مشتاق تھا اس نے دن بدو یا ❖

درونا چارج نے بھی اپنے شاگردان رشید کو داجب کے مدنظر خاطر سے اطلاع دی ۔ ادھر شاگرد سب چاق چوبند ہونے لگے ادھر میدان کا انتظام شروع ہُوا ۔ ہر طرف خیمے ڈیرے لگ گئے ۔ شاہی نشستگاہ بنائی گئی ۔ راجاؤں کے لائق ٹھاٹھ باٹ ہوئے ۔ یہی نہیں رنواس کے لئے بھی تماشہ گاہیں تیار ہوئیں ۔ اور میدان میں ایک شہر کا شہر بس گیا ۔ راجہ دھرتراشٹ رنواس سمیت وہاں آ بیٹھے اطراف و جوانب کے مہمان راجے اور سو راجوں کے بیٹے بھی وہیں آ بسے جس روز کی بدی تھی وہ دن آگیا ۔ سب سے پہلے درونا چارج کی سواری آئی ۔ اسو تھاماں ان کا فرزند بھی ساتھ تھا ۔ اس وقت ان کے ٹھاٹھ ہی اور تھے رتھ کی سواری تھی اور پوشاک سر سے پاؤں تک سفید ۔ اس سفیدی میں درونا چارج کا چہرہ جلال کے سبب سے جگمگ جگمگ کر رہا تھا ۔ انہوں نے آتے ہی ایشور کی پرارتھنا کی ۔ پھر برہمنوں اور بھوکوں ننگوں کو پیٹ بھر کے کھلایا ۔ راجہ سے دان دلایا ۔ جب دان پُن سے چھٹی ہوئی تو وہ کھڑے ہو گئے اور باواز بلند پکارے کہ ہاں شاگردان رشید ہوشیار موقع آزمائش ہے ۔ وقت امتحان ہے ۔ بکوشید بخروشید ۔ بکوشید ۔ اور شاعر نام آوری بنوشید و بینیں آج کس کے سر نام وری کا سہرا رہتا ہے کون پالا مارتا ہے وہاں کہنے کی دیر تھی سب پہلے ہی سے کمر کسے کھڑے ہوئے تھے ۔ فن حرب و ضرب کی نمائش شروع ہو گئی ۔ کبھی کسی نے گھوڑے پر آسن جما کر بہادری کے کرتب دکھائے کبھی کسی نے پا پیادہ جوہر نمائی کی کبھی رتھ کی سواری تھی کبھی گھوڑے کا آسن کسی وقت زمین جولانگاہ تھی کبھی رتھ سے کام تھا ۔ خلاصہ یہ کہ ہاتھیوں پر بھی وہ ہاتھ

دکھائے کہ سب دیکھتے رہ گئے ہر طرف سے مرحبا و آفرین کی آواز آتی تھی۔ تیر جب چلا آفشانے پر جم بیٹھتا۔ تلوار جب ہاتھ میں لیتے کوئی نگاہ خالی نہ رہتی۔ ایک آندھی سی آتی اور پھر جیسے کچھ تھا ہی نہیں۔ گرز جس وقت چکر دیتا گنبدِ فلک آگے پیچھے ہٹتا کہ کہیں چوٹ میں نہ آ جائے۔ جس وقت گدا کی باری آئی دریودھن اُدھر سے اور بھیم سین اُدھر سے لپکا۔ جوڑ کم نہ بیش۔ برابر کی تھی۔ چوٹیں چلنے لگیں ہاتھ دکھائے جانے لگے۔ طمانچہ مگر پھیر کر آغاز ہوا ہوتے ہوتے مونڈا پالٹ باہرانی کرنے کی نوبت آئی اور بس اب لاج پر بات آ پڑی۔ دریودھن سوچتا تھا کہ میری جیت ہو بھیم سین کے دل میں تھی کہ دریودھن ہاری مانے کھیل کھیل میں منہ جوڑ لڑائی ہو پڑی۔ دونو بہادر جُٹ پڑے اور برابر کی چوٹیں چل پڑیں۔ بھیم سین کے طرفدار اپنی طرف واہ وا کرتے تھے دریودھن کے خیر طلب اپنے خیمے میں آفرین آفرین کی صدا بلند کرتے تھے۔ دونو بپھرے ہوئے شیر تھے نہ وہ اپنے کو رتی بھر کم سمجھتا تھا نہ وہ اپنے کو جو بھر گھٹ۔ مقابلہ دیر تک قائم رہا اور بس یہی معلوم ہونے لگا کہ ایک نہ ایک کا خاتمہ دھرا ہوا ہے جو ذرا کمزور ہوا اُس کے مارے جانے میں کچھ بھی شک نہیں +

درونا چارج اس مقابلے سے گھبرائے اُنہوں نے اونچ نیچ سوچکر اسوتھاماں کو بھیجا کہ مقابلہ بند کرا دے دریودھن اور بھیم سین کو اظہارِ طاقت سے روک دے مگر وہاں سُنتا کون ہے۔ اس کان سے بات سُنی اور اُس کان اڑا دی۔ دونو بدستور گتھے رہے۔ آخر درونا چارج بیچ میں جا کھڑے ہوئے اور دونو شیروں کو الگ الگ کر دیا +

اس کے بعد ارجن کی باری آئی۔ درونا چارج کا حکم پاتے ہی یہ میدان میں آیا سب کی آنکھیں کھل گئیں۔ سر پر جڑاؤ مکٹ۔ بدن پر زرکار لباس۔ جو ہیں اہل تماشا نے دیکھا آنکھوں میں بجلی سی چمک گئی چہرے پر نور برس رہا تھا۔ لباس میں سورج کی کرنیں سی معلوم ہوتی تھیں اس

جلال سے سونا اور سوگندھ سب کو دھوکا تھا کہ راجہ اندر تو نہیں اتر آئے
ہر ایک کے دل میں خیال تھا کہ گو ارجن راجہ اندر کا بیٹا ہے۔ مگر ایسا
جلال تو راجہ اندر کا بھی نہیں اس نے تو ؎

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

کا قول صادق کیا۔ مہارانی کنتی اپنے پیارے ارجن کو دیکھ دیکھ کر کھلی
جاتی تھی۔ اس کا کلیجہ ہاتھوں بڑھ رہا تھا کہ میرے لاڈلے کی ایسی
پیاری صورت ہے اور یہ عزت کہ ہر طرف سے مرحبا و آفرین کی صدائیں
بلند ہیں۔ ارجن جس وقت میدان میں آیا شور تحسین بلند ہوا ایک
تو خود ہی کامل زمانہ تھا۔ اس پر آزمائش کا وقت۔ اس نے جان
توڑ کر اپنے ہنر دکھلانا شروع کئے۔ اس نے پہلے ایک تیر مارا تیر
ہوا پر پہنچا ہی تھا کہ دہکتے ہوئے انگارے برسنے لگے۔ بازیگاہ
میں آگ ہی آگ بچھ گئی۔ یہ جوہر دکھا کر دوسرا آسمان دوز تیر مارا تیر
چٹکی سے نکلا ہی تھا کہ ساون بھادوں کی جھڑی ہی بات ہو گئی اور
ساری آگ گل۔ ایسا پانی برسا کہ تماشائی بھاگنے لگے۔ ارجن نے کہا
کہ صاحبو گھبراہٹ کیسی ذرا سیر دیکھئے اتنے میں تیسرا تیر مارا تو کالی
آندھی کے جھونکے چلنے لگے گرد و غبار آسمان پر چھا گیا۔ چوتھے تیر کا
کرشمہ دکھایا تو خود سب کی نظر سے غائب۔ خاص و عام گرداب حیرت میں
کہ معاملہ کیا ہے سب سے پہلے آگ برسی پھر پانی۔ تیسری بار آندھی چلی چوتھی
دفعہ آپ ہی اوجھل واہ وا کیا کمال ہے۔ واقعی تیر اندازی ارجن پر ختم ہے۔ سب کے
سب شور تحسین و آفرین بلند کرتے ہوئے ادھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے
دیکھتے تھے کہ آخر ارجن گیا کہاں دیکھتے دیکھتے نظر سے اوجھل اسی عالم حیرت
میں ارجن دفعتہً نمودار ہو گیا۔ اب سب کی عقل اور چکر میں ہوئی ارجن تو وہی ارجن
ہے مگر ڈیل ڈول قد و قامت میں زمین و آسمان کا فرق۔ وہ تن و توش
وہ ہاتھ پاؤں کہ غور و کلاں کی عقل رفو چکر تھی مگر ابھی اعجاز کمال ختم نہ ہوا
تماشائی تعریف کے پل باندھتے ہی رہ گئے۔ کہ اب ارجن کا رنگ دوسرا

رہی اور پایا پاؤں زمین پر اور سر آسمان پر سر و قامت ایسا بلند ہوا کہ پگڑیاں گر گئیں ٹوپیوں سے سر ننگے ہو گئے مگر رازی قد کا اور چور نہیں پیمانہ عقل قد و قامت ناپ نہ سکا۔ اس کے بعد ارجن نے ایک تیر کا ایک اور کمال دکھایا تو پہاڑ سا ڈیل پلک جھپکتے ہی دو چار بالشت کا نظر آنے لگا۔ حیرت پر حیرت طاری تھی تعجب پر متعجب ہو رہا تھا۔ ارجن نے بائیں ہاتھ کے ایسے بہت کھیل دکھائے۔ کبھی غائب کبھی موجود کبھی سر بفلک۔ کبھی کوتاہ قامت۔ یہ سارے فن دکھا کر اب وہ رتھ پر سوار ہوا۔ رتھ چلا تو ہوا بھی گرد نہ پا سکی تو سن نظر ہزار قدم پیچھے۔ اس کا ترکش تیر اگلتا جاتا تھا اور اس کی چٹکی سے تیر نکلتے جاتے تھے۔ ہوا سے باتیں کرنے والا رتھ اپنے زور میں جا رہا تھا ادھر تیروں کا مینہ برسانے والے دھنش سے بانوں کی جھڑی لگ رہی تھی جتنے آہنی جانور نشانہ بازی کے لئے جولانگاہ میں رکھے گئے تھے۔ سب کو ارجن نے چھلنی کر کے رکھ دیا ایک ایک چھید میں دس دس تیر۔ سب جانور چھید چھید کے مار گرائے اور اپنے جسمانی تغیر و تبدل کے اسی کے ساتھ ہی کمالات بھی دکھلائے۔ رتھ کو چھوڑ کر ارجن نے ہاتھ میں تلوار لی۔ تلوار بجلی کی طرح چمکی۔ اور ارجن کوندے کی طرح لپکا۔ ادھر سے اُدھر یوں پینترے بدل بدل کر چکر کاٹتا تھا کہ ایک پھرکی پورے زور میں گھومتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ ایک بگولا سا چکر کھا رہا تھا اور کچھ نظر نہ آتا تھا تھوڑی دیر تلوار کے ہاتھ دکھا کر ارجن نے چکر اٹھایا چکر سے بھی سب کی عقل خوب چکر کھئی ہوئی۔ کمند نے بھی سب کے چھکے چھڑائے۔ گرز سے بھی سب انگشت بدنداں۔ نیزہ بازی سے بھی سب کے سب حیران۔ خلاصہ یہ کہ کوئی مردانہ اور بہادرانہ جوہر ارجن نے اٹھا نہ رکھا ہر ایک میں وہ دست قدرت دکھلایا کہ زمین و آسمان کلمات تحسین سے گونج رہے تھے۔ ارجن نے سب ہتھیار جھوم جھوم کر رکھ دئے۔ اور دروناچارج کی خدمت میں حاضر ہو کر ڈنڈوت کی۔ دروناچارج کا کلیجہ اچھلا

ارجن کو دیکھتے ہی دوڑ کر گلے سے لگا لیا۔ پیٹھ ٹھونکی زبان معجز بیان سے
کمالات سراہنے لگے۔ ارجن کے اظہار کمالات سے تمام لوگوں نے
ایسے زور و شور اور جوش و خروش سے نعرۂ مرحبا بلند کئے۔ باجوں نے
وہ اظہار مسرت کیا کہ کان دئے آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ یہ عزت یہ قدر
دیکھ کر یہ تعریف۔ اور صفت سنکر کرن کو تاب نہ آئی۔ وہ پیچ و تاب کھا کر
شیر کی طرح بپھرا ہُوا تھا۔ درونا چارج کے قدم چھوئے اور اینٹھتا بڑھتا تنتا
اکڑتا۔ خم ٹھونکتا۔ زانوں پر تال مارتا میدان میں آکودا۔ اس وقت اس
کے چہرے کا جلال ہی اور تھا سورج کی شعاعیں جھلکتی نظر آتی تھیں
جس وقت خم ٹھونکتا وہ زور کی آواز نکلتی کہ زمین ہل جاتی تھی۔ دریودھن
اور جدھشٹر وغیرہ سارے کورو اور پانڈو اس کے تیوروں کو دیکھ کر
اچنبے میں ہوگئے۔ تمام تماشائیوں کا پتہ پانی پانی ہوگیا۔ کرن نے تال
ٹھونک ٹھونک کر ارجن کو للکارا اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے تھے
کہ ارجن اپنے غرور میں مست ہے نہ کچھ آئے نہ جائے اور اس کی یہ
تعریف۔ وہ ابھی جانتا ہی کیا ہے۔ بالکل طفل نوآموز۔ میں ابھی برسوں
سکھا سکتا ہوں۔ تعریف کرنے والوں پر بھی افسوس کہ اوچھے خیال
والے ہیں۔ یہ دیکھوئیں کرتب دکھاتا ہوں۔ جو کچھ کسر ابھی ہو وہ ارجن
مجھ سے سیکھ لے +

دریودھن کرن کے کرتبوں سے خوش ہو رہا تھا۔ اس کی رگ رگ
خوشی سے پھڑک رہی تھی۔ مگر ارجن تاؤ کھا کھا کر رہتا تھا دل میں ہوس
تھی کہ میدان میں پہنچکر دو دو ہاتھ ہو جائیں تو طرفین کی ہوسیں نکل
جائیں۔ اس نے اپنی طبیعت کو بہت روکا اور دل ہی دل میں دانت
کٹکٹاتا رہ گیا۔ کیونکہ موقع نہ تھا۔ ادھر کرن نے سارے کرتب دکھا ڈالے
آگ برسی۔ پانی کی جھڑی لگی۔ آندھی چلا۔ غبار چھایا اور پھر مطلع صاف
کبھی غائب کبھی ظاہر۔ کبھی پست قد کبھی دراز قامت قصہ مختصر ارجن
کے دکھائے ہوئے سارے فن اس خوبی سے دکھائے کہ دریودھن

نے دوڑ کر چمٹا لیا اور کہا:-

کرن! میرا سب راج پاٹ تمہارا- میں تمہارا رضا جو- تم سفید و سیاہ کے مالک ہر امر کے مختار- تمام بھائی تم پر قربان- سب تمہارے مطیع- واہ وا تم میری سلطنت و حکومت کی سچ مچ جان ہی ہو +

کرن- یہ تو آپ کی قدر دانی ہے- ورنہ من آنم کہ من دانم- اگر آپ ایسی ہی محبت ظاہر کرتے ہیں تو بے تکلفی معاف- دو ٹوک بات کہتا ہوں- آپ ہاتھ مارتے کہ جو برتاؤ آج تک رہے ہیں- وہ ہمیشہ قائم رہینگے جو رشتہ محبت اس وقت تک ہے- اُس میں بال بھر کمی نہ ہوگی- یہی نہیں بلکہ گرو جی سے اجازت لیکر ایک دفعہ مجھ سے اور ارجن سے مڈبھیڑ کرا دیں- دیکھوں وہ بارہ بانٹ ہے یا میں- اُس کا گھمنڈ میں توڑتا ہوں یا وہ میرا غرور +

دریودھن- میں نے زبان دے دی ہاتھ مار لیا کہ جب تک زندگی ہے تب تک میں ہونگا اور تم ہوگے- تم ہوگے اور میری محبت- میری محبت ہوگی اور تمہاری رضا جوئی- خوب اطمینان رکھو کہ جو کہہ دیا وہ پتھر کی لیک ہے- مجال کیا جو قول پلٹ پڑے +

ارجن یہ تیز سڑپ باتیں اور دل دکھانے والے الفاظ سُن رہا تھا- اُس کو تاب نہ آئی اور شیر کی طرح گرج کر بجلی کی طرح کڑکا +

"او کرن- بہت ہاتھ پاؤں پر نہ پھول- طاقت پر نہ اترا- زعم فاسد فضول- بڑے بول کا سر نیچا- تو مجھ پر منہ آتا ہے- ملاجیاں سُناتا ہے- ابھی میدان میں آجاؤں تو چیتھڑے چیتھڑے کر کے رکھ دوں بوٹیوں کا پتہ نہ لگے- ساری شیخی دھری رہ جائے- دریودھن بھی دیکھ لے کہ بہادر کیسے ہوتے ہیں- تو سہی کرن بھی دیکھے اور میری بھی واہ وا ہو

کرن نے اُنکو سمجھا ہی کیا ہے- سوت اولاد کا ... بیٹوں کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے- کہاں خورشید کہاں ذرہ ...

راجکمار تو دہ ذلیل خوار۔ کرن آگ بگولا تھا مگر ارجن کے حقارت آمیز الفاظ سے
اس کی گردن نیچی ہو گئی۔ ادھر غصہ اُدھر حجیب بگڑ تھا دل کا شیر بھیڑیا کا کر
کرن۔ بیٹھو بھی۔ چلے ہیں پدرم سلطان بود پر ناز کرنے۔ مَیں سورج نارائن
کا نور نظر ہوں۔ ذاتیات سے کیا فائدہ۔ لیاقت اور کمالات پر اتراؤ۔
تب بات ہے۔ ہمارے گرو مہاراج درونا چارج ہی دروں کے فرزند
ارجمند ہیں جیٹے بیاس جی کو دیکھئے متسودری ایک ماہی گیر کی دُختر نیک اختر
کی آنکھ کے تارے تھے۔ پھر میرے حسب و نسب میں کیا گھُن لگ گیا۔ جو
حضرت ارجن اتنا اُچھلتے کودتے ہیں۔ ہُنر دیکھو لیاقت دیکھو۔ اعمال و
افعال دیکھو پھر بات کرو۔ آج بہادروں کی آزمائش کا دن مقرر تھا۔ سب
کار آزمودہ بلائے گئے تھے۔ کہ ارجن میں سُرخاب کا پر لگا ہُوا ہے کہ وہی جو
چاہے کرتب دکھائے جو چاہے کمال ظاہر کرے۔ مجھ کو بھی ایشور نے
دست قدرت دیا ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ کوئی جوڑ سامنے جھپٹے تب مزہ آئے
یوں اکیلے تو رنڈیاں بھی ناچ لیتی ہیں۔ تلوار کا مینہ اور تیروں کی بوچھاڑ ہو
تب جوہر کھُلے کہ جیالا کون ہے۔ سورمیر کون ہے تیر اندازی کسے کہتے ہیں
نبوٹ بنکیتی سارے فن کیا چیز ہیں +

اسی اثنا میں آورت آ پہنچا کمر جُھکی ہوئی تھی۔ ہاتھ کو لاٹھی کا سہارا
تھا۔ ارجن اس جیالے بڑھے کو دیکھ کر ہنسا اور بولا کہ ذرا آپ کی برزخ ملاحظہ
ہو۔ انہیں صاحب کے سپوت تن اکڑ کر مجھ سے مقابلہ کرنے کے لئے
اکھاڑے میں اُترے ہیں۔ فقرہ چست تھا اور پانڈو بھی کھل کھلا کر
ہنس پڑے ہنسی روکے نہ رُکی۔ کرن کھسیا گیا کرن کی کھسیاہٹ
دیکھ کر دریودھن کے دل پر ایک تیر جم بیٹھا اُس نے اُسی وقت کہا
کہ راجہ کرن تمہیں انگدیش کی حکومت مبارک۔ آج سے تم وہاں کے راجہ
یہ کہتے ہی ملازمان درگاہ کو حکم دے دیا کہ پلک نہ جھپکنے پائے اور
سنگھاسن جو ... جواہرات سے جڑاؤ سنگھاسن زبان ملاتے
ہی موجود ہو گیا۔ دریودھن نے ہاتھ پکڑ کر کرن کو اُس پر بٹھلایا اور تلک

کردیا - اب تو کرن کے سر پر مرصع چتر کے ہیرے جواہرات تڑپ دکھانے لگے - ہرطرف سے چنور ہونے لگا - تمام سامان شاہی یعنی گھوڑے ہاتھی سب موجود - لاؤ لشکر کی کیا گنتی +

اس وقت کیا کرن کے مزاج کا پوچھنا دماغ عرش پر تھا - اس نے دریودھن کا شکریہ ادا کیا - عمر بھر رضا جوئی کا بیڑا اٹھایا نسلاً بعد نسلٍ بطناً بعد بطنٍ فرمانبرداری کے لئے زبان ہاری ٭

دریودھن نے دوڑ کر گلے سے لگا لیا اور کہا قول مرداں جان دارد جب تک زندگی ہے ہم تم یکجان و دو قالب - دانت کاٹی روٹی - کرن کا بڈھا باپ سامنے تھا - جس پر ارجن نے قہقہہ لگایا تھا - کرن نے رتن جٹت سنگھاسن سے اتر کر اس کے پاؤں چومے - ادرت نے اپنے پیارے فرزند کو کلیجے سے لگایا - دعائیں دیں اور انگدیش کی فرمانروائی کا مبارکباد دیا - دریودھن ارجن سے ہچکتا تھا کرن کے کارنامے دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی - تقویت ہوئی کہ چلو ایک تو ارجن کی ٹکر لینے والا میرے ساتھ لگا بندھا ہے - پہلے اسے خیال تھا کہ ارجن کا جوڑی دار کوئی نہیں - اب اس کا دل ٹھکانے ہوا - اس کے دل کی پریشانی گئی اس نے یقین کر لیا - کہ کرن ارجن کو چٹکیوں پر اڑا دیگا - اگر ارجن کی گردن توڑنے والا ہے تو صرف کرن - اب دریودھن کے چیتے تیز ہو گئے - وہ اینٹھنے تننے اکڑنے لگا اور اسے امید ہوئی کہ کھٹکا جاتا رہا +

ان سب باتوں میں دن ڈھل گیا - آفتاب نے گوشۂ مغرب میں منہ چھپا لیا - شام کی شفق پھوٹتے دیکھ کر درونا چارج نے کہا - کہ بس محفل برخاست حکم پاتے ہی سب اپنے اپنے مکانوں کو پلٹے - دریودھن نے اسی وقت کرن کو عرش پر چڑھا دیا - لاؤ لشکر نوبت نقارے باجے گاجے کے ساتھ ہستناپور لایا - اور خوب تعریف کے آلاپ گائے +

درونا چارج سرد گرم چشیدہ زمانہ دیدہ تھے - سمجھ گئے کہ کیا رنگ ڈھنگ ہیں - پانڈوں کے لئے ... کہ دریودھن اور کرن

مارے حسد کے جلے بھنے جاتے ہیں۔ نہ جانے موقع پاکر کیا کچھ کرا ڈالیں پس احتیاط لازم۔ ہوشیاری مقدم۔ ورنہ خطرہ بھی ہوتی ہے۔ موت کے سامنے میں فرق نہیں۔ پانڈو ہاں ہوں کرکے چپ ہو رہے اور اس وقت کی بات وہیں کی وہیں رہی۔ دوسرے دن سارا مکتب کا مکتب جمع تھا۔ سب شاگرد اپنے اپنے نشے میں مست تھے کہ درونا چارج جی نے ضروری سبق پڑھا کر کوروؤں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ شاگردان رشید تم سب لوگ تمام فضائل میں افضل اور کمالات میں کامل ہوگئے اچھے اچھے اُستادِ فن تمہارے سامنے کان پکڑینگے۔ تمہاری ماہیت ہر علم و فن کے دھنی کو انگلیوں پر نچائیگی۔ میں نے سب ہنر سکھائے اب تمہارا اور کوئی جواب نہیں۔ میں نے اُستادی کا حق ادا کیا۔ تم شاگردی کا حق ادا کرو۔ کام کچھ مشکل نہیں بالکل آسان ہے اگر تم لوگ ذرا بھی اشارہ کردو تو بن جائے ۔

کورو- مہاراج جی- آپ بے تکلف فرمائیں- ہم لوگوں کا سر تک حاضر ہے- خدمتگزاری میں عذر کیا تعمیل ارشاد عین شرف سعادت ۔

درونا چارج- اجی ذراسی بات ہے- جب میں تم سب کے رسوں تھا تب راجہ درو پد میرے ہم مکتب تھے- دوستی گہری تھی وہ مجھے شفیق بدل رفیق سمجھتے تھے- میں اُنہیں رفیق بدل شفیق- بس حد ہے کہ دانت کاٹی روٹی تھی- چولی دامن کا ساتھ تھا- انہیں دیکھے بغیر مجھے اور مجھے اُنہیں دیکھے بغیر چین نہ تھا سگے بھائی سے زیادہ محبت تھی- یکجان و دو قالب ہو رہے تھے- ایک دن باتوں باتوں میں راج پاٹ کا بھی ذکر آگیا میں نے اپنے منہ سے تو کچھ نہ کہا مگر خود راجہ دروپد بولے کہ جس وقت مجھے راج ملا میں آدھا راج تمہیں بانٹ دونگا فرق ہو تو کیا مجال میں اس وعدے کو دل میں لئے رہا- جب راجہ درو پد کی حکومت کا اچھی طرح سکہ بیٹھ لیا تو میں گیا اور راجہ سے درخواست [illegible] آسمان پر تھا [illegible]

مزاج کہاں ملتے۔ اُنہوں نے جیسے پہچانا بھی نہیں کہ کون ہے۔ ایسا سوکھا جواب دیا کہ میں اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ دل پر وہ چوٹ لگی کہ اس وقت بھی ابھری ہوئی ہے اگر تم سعادتمند ہو تو جاؤ اور راجہ دروپد کو پکڑ کر لے آؤ۔ جس وقت راجہ دروپد نے دماغ کی لی پہچانا تک نہیں کہ کون ہوں۔ مجھے اپنی بے عزتی سے سخت رنج ہوا۔ میں نے ایشور سے کہا کہ اے اہلِ تکبر کا سر نیچا کرنے والے آپ نے کسی کا غرور نہیں رکھا بس اگر راجہ دروپد کا غرور نہ ٹوٹا تو کیا لطف۔ بات تب ہے کہ راجہ دروپد پابزنجیر میرے سامنے آئے اور دیکھے کہ غرور کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ میری اُس روز کی پرتگیا میں آج جان آئی۔ تم ایسے لائق وفائق سور بیر اتنے شاگرد تیر اندازی میں باکمال۔ تمام فنون حرب و ضرب میں آپ ہی اپنی مثال ہو اگر وہ پرتگیا تم لوگوں کے ہوتے پوری نہ ہوئی تو زندگی پر دھبہ لگا۔

دریودھن۔ مہاراج آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ دروپد کی بساط ہی کیا ہے۔ ایشور نے چاہا تو ایک نہ ایک دن اُس کو آپ کے پنجے میں گرفتار دکھا دونگا۔ صرف موقع کا انتظار ہے۔ جب منطقہ لڑ گیا راجہ دروپد آپ کے سامنے ہوگا۔

دریودھن کی اس بات کو سُنکر درونا چارج چپ لگا گئے مگر جب پانڈووں کا سامنا ہوا تو اُنہوں نے کہا کہ بھیا میں نے تم سب کو سکھایا پڑھایا آخر کچھ اُستاد کے حقوق بھی ہیں یا نہیں اگر حقوق کا خیال ہے تو راجہ دروپد کو پکڑ لاؤ۔

پانڈووں نے "بہت اچھا۔ جو مرضی۔ حکم جان کے ساتھ" کہکر سر جھکا دیا۔ اور ظاہری الفاظ میں وہی نفس مطلب تھا۔ کہ راجہ دروپد خدمت میں حاضر کیا جائیگا۔

ادھیاے ۴۷

کوروؤں کی راجہ دروپد پر چڑھائی۔ کوروؤں کی شکست پانڈوؤں کی کمک سے فتح۔ ارجن کے ہاتھ سے راجہ دروپد کی گرفتاری۔ دروناچارج کی خدمت میں راجہ دروپد کی حاضری۔ عفو تقصیرات اور مع الخیر واپسی

دروناچارج کوروؤں اور پانڈوؤں سے راجہ دروپد کی گرفتاری کے لئے زبان لے چکے تھے۔ چنانچہ اس کام کے لئے دریودھن اور کرن نے لاؤ لشکر کے ساتھ پیشقدمی کی۔ ادھر سے فوج ظفر موج زعم طاقت میں مست اور نشۂ خودی میں چور پہنچی تو راجہ دروپد بھی خم ٹھونک کر سامنے آگیا۔ گھمسان لڑائی شروع ہوئی۔ راجہ دروپد کی فوج نے کوروں کے لشکر کو ناکوں چنے چبوائے اور دریودھن کو ایسا نیچا دکھایا کہ جان پر بن رہی تھی قدم اکھڑنے ہی کو تھے کہ پانڈو آپہنچے اور مردہ جسموں میں از سر نو جان آگئی۔ پانڈو کوروں کے دست راست بنے اور کئی روز تک خون کے دریا بہتے رہے۔ بہادران صف شکن دلاوران بیلتن کی ناحق خونریزی پر تاسف کرکے ارجن نے راجہ دروپد سے کہا کہ لاکھوں بہادروں کی خونریزی سے کیا نتیجہ۔ آئیے ہم آپ دست بدست دو دو ہاتھ کر لیں۔ جو جیتے وہی میری۔ ہماری آپ کی منہ بولی [illegible] شکست کا فیصلہ ہو

راجہ دروپد دلاچنا نہ تھا اس سے بھی بڑے بڑے سوربیروں کی کور دبتی تھی۔ اُس نے کہا کیا مضائقہ ہے یہی سہی۔ یہاں کسی بات سے انکار نہیں۔ آخر لڑائی شروع ہوئی۔ دروپد اور ارجن دونو جُٹ گئے۔ وار پہ وار ہوئے۔ داؤں پر داؤں پیچ۔ آخر ارجن نے پینچا دکھایا۔ راجہ دروپد کی ایک پیش نہ گئی۔ راجہ دروپد ہارا تو ارجن نے باندھ لیا۔ اس کے وزرائے سلطنت اور سپہ سالاران لشکر بھی قابو کئے اور سب کو لاکر دروناچارج کے سامنے کھڑا کردیا؎

جونہیں دروناچارج نے راجہ دروپد ایسے عالیشان فرمانروا کو ارجن کی کمند میں گرفتار اور زنجیر مایوسی میں اسیر دیکھا اُن کا دل پانی پانی ہوگیا اور اس وقت تو ان کے دل کی کچھ اور ہی کیفیت ہوئی۔ جب راجہ دروپد نے جھک کے ڈنڈوت کی اور پھر آنکھ اُوپر نہ اُٹھائی۔ دروناچارج اس حالت کو دیکھ کر بولے کہ راجہ دروپد اُف اوہ یہ دولت و سلطنت کا غرور یہ زعم یہ طاقت کا نشہ۔ یہی بچپن کا دوست۔ ہم مکتب۔ ہم سبق۔ درِ دولت پر حاضر ہوا۔ فقر و فاقہ کی دردناک کہانی سنائی۔ مگر تم اپنے نشہ سلطنت میں مست اور دولت و ثروت کے غرور میں اندھے ہو رہے تھے۔ گویا پہچانا تک نہیں۔ دیکھ لیا کہ غرور کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ اے راجہ دروپد ہم کو تپسیا سے غرض ہے نہ کہ راج کاج سے۔ ہم دنیا کی سلطنت کو پنج اگنی میں تاپ ڈالنے والے ہیں۔ ہم کو راج سے کیا واسطہ۔ مگر بات کی بات تھی۔ ہم آزمانے گئے تھے کہ دیکھیں تم سمجھتے ہو۔ اچھا ذرا سچ کہنا کہ تم نے ہم مکتبی کے زمانے میں آدھی سلطنت دینے کو زبان دی تھی کہ نہیں۔ راجہ دروپد شرم سے زمین میں گڑا جاتا تھا۔ اس کی گردن نیچی ہوئی جاتی تھی نظر اوپر نہ اُٹھتی تھی۔ اس نے منہ پہ رومال رکھ کر بہت شرمندگی سے جواب دیا کہ:-

ہاں مہاراج کہا تو ضرور تھا۔ میں مُنکر نہیں ہوں؎

دروناچارج - اچھا جب تم زبان دے چکے ہو تو [illegible]

نہ کر سکے۔ کام تم کو اختیار تھا۔ مگر میری بےعزتی کیوں کی +

راجہ دروپد۔ سب میری غلطی۔ جیسا کیا ویسا پایا بھی تو۔ پہلے آدھی سلطنت کا وعدہ تھا۔ اب پوری سلطنت قدموں پر نچھاور ہے +

دروناچارج۔ راجہ دروپد! ایک در بند ہزار در کھلے۔ تم غرور میں اندھے تھے۔ تم جانتے تھے کہ جو کچھ ہیں ہم ہی ہیں۔ مگر ایشور کی بڑی بڑی باہیں ہیں۔ وہ رائی سے پربت اور پربت سے رائی کرتا ہے۔ جس کو چاہے پل میں تارے جس کو چاہے ڈبو دے۔ میں جب تم سے مایوس پھرا تو ایشور نے مجھے یہاں پہنچایا۔ بھیشم پتامہ کی آنکھوں میں حقیقت شناسی کا نور تھا انہوں نے مجھے پہچانا ایسا مالا مال کیا کہ کوئی ہوس باقی نہیں۔ گھر میں دولت بھی پڑی ہے۔ گاؤں گراؤں کی کمی نہیں۔ گائے بھینسوں کے دودھ کی نہریں جاری ہیں۔ ہاتھیوں کا پیرا موجود ہے۔ تم مجھے کیا دے سکتے تھے بہت ہوتا۔ ایک آدھ مقطع یا گاؤں دے دیتے اس وقت ایشور کی کرپا سے تمہارے انگ دیش کو مول لے سکتا ہوں مجھے دولت وصولت کی خواہش نہ تھی۔ صرف تمہیں یہ دکھانا منظور تھا کہ بڑے بول کا ہمیشہ سر نیچا ہوتا ہے۔ میرے شاگردوں نے چھو کر کے تم کو پکڑ لائے کیا اس وقت میں ہاتھ پاؤں نہ دکھا سکتا تھا مگر نہیں تمہیں سبق سکھلانا تھا کہ غرور برا ہے۔ اس وقت تم میرے شاگردوں کے اختیار میں ہو وہ جو چاہیں تمہارے ساتھ کر سکتے ہیں۔ مگر نہیں تم میرے بچپن کے دوست ہو۔ ہم سبق ہو جس دوستی کا لحاظ تم کو نہ ہوا تھا۔ اس کا پاس میں کرتا ہوں تم کو رہائی دلوا دونگا۔ مگر جو آدھا راج دینے کو زبان دے چکے ہو اس کو حلق میں انگلی ڈال کر اگلوا لونگا۔ مروت ہو چکی +

دروپد۔ مجھے کب عذر ہے۔ آپ کا میں خادم۔ سلطنت آپ پر تصدق اور جو کچھ ارشاد ہو وہ بھی سر آنکھوں پر +

دروناچارج۔ میں اور کچھ نہیں چاہتا۔ بس آدھا راج حوالے کیجئے۔ اور [illegible]

راجہ دروپد نے قدموں پر سر جھکایا - آدھا راج درونا چارج جی کے نام لکھ کر جان بچائی اور درونا چارج کے حکم سے رہا ہو کر خیر صلاح سے راجدھانی میں گئے ۔

ادھیائے ۴۸

راجہ دروپد کی راجدھانی میں واپسی - درونا چارج سے پاداش کا خیال - فرزند قاتل درونا چارج کی فکر - جاج رشی کی نظر توجہ - راجہ شانڈیپن اور مہارانی دروپدی کی پیدائش

راجہ دروپد درونا چارج سے ہاری مان کر راجدھانی میں پہنچے - شکست کی ندامت اور گرفتاری کی غیرت زندگی حرام کئے ہوئے تھی کسی کام میں دل نہ لگتا تھا - سب ٹھاٹھ باٹ ردی معلوم ہوتا تھا - شیو نے ایک لڑکا عطا کیا تھا جس کو سکھنڈی کہتے تھے - تھا وہ بہت ہی شور بیر انتہا کا طاقتور مگر ارجن کا سامنا کر سکے یہ دم نہ تھا - سکھنڈی کے بھی کوئی اولاد نہ تھی - بلکہ اس کے علامات مردی قاطع نسل تھیں اس سے راجہ کو فکر ہوئی کہ دوسری اولاد پیدا کرنا چاہئے - جب تک کوئی بہادر بیٹا پیدا نہ ہوگا تب تک جس کا جی چاہیگا دبا لیگا - میری ایک نہ چلیگی - اور درونا چارج سے میں کسی طرح عہدہ برآ نہ ہو سکونگا -

اس خیال کو دل میں جما کر راجہ دروپد جنگلوں جنگلوں رشیوں منیوں سے

ورشن کرتے پھرے - ہر ایک سے عرض مدعا کی - مگر سب نے باتوں باتوں میں ٹرکا دیا - آخر جاج رشی کے آشرم میں قسمت نے کھینچا - اُنہوں نے راجہ کو تشفی دی - بہت سمجھا بجھا کر کہا کہ ہم یگیہ کر کے ایسا لڑکا پیدا کر دینگے - جس کے ہاتھ درونا چارج کی موت رہی ہو - تم جاؤ راجدھانی میں یگیہ کا سامان کرو ہم آتے ہیں - اپنے بھائی انجاج کو بھی لئے آتے ہیں - دیکھو کیا بہار ہوتی ہے ❊

راجہ دروپد ہوا کے گھوڑے پر سوار اپنی راجدھانی میں آ براجے یگیہ کی کارروائی شروع ہوئی پیچھے پیچھے جاج اور انجاج رشی بھی وارد ہوئے - اور اُنہوں نے یگیہ میں اپنی ریاضت شاقہ کی اعجاز نمائی شروع کی - جس وقت وید منتروں اور اُن کے فیض عبادت نے اثر کیا - ہون کنڈ سے ایک خوبصورت لڑکا نمودار ہُوا - چہرہ چندے آفتاب چندے ماہتاب - جسم پہ خوشنما زرکار ملبوس - ہاتھ میں تیر و کمان - کمر میں تلوار - اس کے جلوہ افروز ہوتے ہی دفعتہً بجلی کڑکی - بادل گرجا اور یہ آکاش بانی ہوئی کہ یگیہ کی کامیابی مبارک وہ لڑکا پیدا ہُوا جو درونا چارج کو بستر مرگ پر سلائے گا ❊

اس الہام سے راجہ دروپد کے دل کا مرجھایا کنول کھل گیا - اس نے خوشی کے شادیانے بجائے - تھوڑی دیر بعد دیکھتا ہے تو ہون کنڈ سے ایک دختر نیک اختر بھی برآمد ہوئی - یہ لڑکی حسن و جمال میں فریگانہ تھی - سورج چاند پاؤں کے دھوون بھی نہ تھے - اپسرائیں اُس کے سامنے منہ نہ کر سکتی تھیں - گندھرب سمجھتے تھے کہ آفتاب زمین پہ اُتر آیا - اس کا جلوہ نظر آتے ہی آکاش سے آواز آئی کہ یہ لڑکی تمام کنیاؤں میں سرفراز و ممتاز ہوگی - اس کے سبب سے وہ وہ خونریز لڑائیاں ہونگی کہ ہزاروں راجے میدان میں کھیرے ککڑی کی طرح کٹ جائینگے - لاکھوں بہادران صف شکن و دلاوران ضیغم

افگن ٹڈیوں کی طرح زمین پہ مچھے نظر آئینگے - جب آدمیوں کا یہ حال

ہوگا تو جانور غریب کس شمار میں ہیں۔ خلاصہ یہ کہ حد درجہ خونریزیاں ہونگی۔ اِس لڑکی کی خوشی میں نوبت نقارے بجے اور جاج رشی نے راجہ درو پد کی گود میں دے دیا۔ رشیوں نے آشیرباد دیا۔ پھول برسائے دکشنائیں پائیں۔ حصول مراد سے خوش خوش گھر واپس گئے۔ راجہ درو پد کے لڑکے کا نام شترُودمن رکھا گیا۔ اور لڑکی کا نام کرشنا۔ مگر جب سنِ تمیز کو پہنچے تو ان ناموں میں تبدیلی واقع ہوئی جو شترُودمن تھا وہ راجہ شاندہین کہلایا اور جو کرشنا تھی وہ دنیا میں مہارانی درو پدی پنج کنیاؤں کی سرتاج مشہور ہوئی +

جب شترُودمن کسی قدر سنِ تمیز کو پہنچا تو راجہ درو پد کو تعلیم و تربیت کی فکر ہوئی۔ گو درونا چارج سے دلی عداوت تھی۔ مگر درونا چارج سے بڑھکر کوئی کامل علوم وفنون بھی نہ تھا۔ راجہ درو پد نے اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو بھی انہیں کے پاس بھیج دیا کہ تربیت حاصل کرے۔ شترُودمن درونا چارج کی خدمت میں حاضر ہُوا ڈنڈوت کی۔ اور اظہار مدّعا کیا۔ درونا چارج صورت دیکھتے ہی پہچان گئے کہ یہ صاحبزادے راجہ درو پد کے فرزند ارجمند ہیں۔ اور میرے قاتل۔ چنانچہ ڈنڈوت کے جواب میں آشیرباد دینے کے ساتھ ہی اُنہوں نے کہا:-

آؤ۔ درون کی جان کے گاہک۔ درون کے کال +

یہ کہکر وہ ہنسے اور پھر خاموش ہوگئے دل میں سوچتے تھے کہ واہ کیا ایشور کی مایا ہے۔ جو مجھے قتل کریگا وہی مجھ سے علم و ہنر سیکھنے آیا ہے۔ یہ خاموشی بالکل تھوڑی ہی دیر رہی۔ آخر کار اُنہوں نے یہ سمجھ کر کہ "ایشور اچھیا بلوان۔ ہرچہ رضاے مولےٰ از ہمہ اولےٰ" + شترُدمن کو کلیجے سے لگاکر داخل مکتب کیا۔ اور اہل مکتب کی طرح اسے بھی استر ودیا شستر ودیا شاستر ودیا پڑھاکر اُستاد زمانہ کردیا۔ بالکل بخل نہ کیا۔ غرض یہ تھی کہ کوئی یہ نہ کہے کہ شترُدمن درونا چارج کا شاگرد اور

اپنے ہم سبقوں ۔۔۔ لیاقت میں کم ۔۔۔ اپنی ۔۔۔ خیال سے اسے

کا ملی فن بنا دیا کہ آخر اسی کے ہاتھ سے درونا چارج کی موت ہوئی اور مہابھارت کے ۱۸ اچھوہنی دل والوں میں سے کوئی دوسرا شور بیر بال بیکا نہ کر سکا ۔

ادھیائے ۴۹

دریودھن کی دغابازی - بھیم سین کو زہر خورانی - گرداب فنا کا سامنا - ایل مستی راجہ باسک کی وجہ سے جانبری - بعدہٗ باہم شادی میمنت آبادی

دریودھن کو پانڈووں سے عداوت تھی - مگر بھیم سین اس کی نگاہوں میں کانٹے سے زیادہ کھٹکتا تھا - وہ چاہتا تھا کہ بھیم سین نہ رہے تو بس پانچوں انگلیاں گھی میں ہو جائیں اور پانڈو کچھ بھی نہیں کر سکتے - رات دن دریودھن کو یہی فکر تھی مگر کیا بھیم سین اور کیا اس کے بھائی سب محبت برادرانہ کے بھلاوے میں اس کی شعبدہ بازیوں سے ناواقف تھے - کسی دن جدھشٹر - ارجن - سہدیو - نکل کہیں اور تھے قیامگاہ میں صرف بھیم ہی بھیم تھا - اس موقع کو تاک کر دریودھن نے بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ بھیم سین کو مدعو کیا اور دعوت کی ٹھہرا دی - بھیم ایک دفعہ سیکھ چکا تھا - مگر اس نے کچھ خیال نہ کیا - وہ بلا تکلف شریک دعوت ہوا اور جو کچھ سامنے حاضر کیا - سب بے غل و غش چٹ کر گیا - بھنگ پینا آسان ہے مگر موجیں پیچھے سے خبر لیتی ہیں - بھیم سین کھانے کو تو کھا گئے کے ساتھ زہر ہلاہل بھی تھا گیا - آخر نتیجہ یہ تھا کہ نبض ساقط - حس غائب - پنڈا سرد - جب صبح ہوئی تو راجہ جدھشٹر اشٹ

کو بھیم سین کے حال سے خبر کی گئی۔ راجہ دوڑتا ہوا آیا۔ حکیم طبیب سب
بلائے۔ پوچھا کیا حال ہے۔ سب کا جواب تھا کہ ابھی سد رمق قدرے
تخلیل جان باقی معلوم ہوتی ہے۔ مگر دھرتراشٹ نے ٹھنڈا برف کا سا
بدن دیکھ کر باور نہ کیا۔ اور یہ تجویز کی کہ لاش کو جل پرواہ کر دینا ضروری ہے
بھیم کے بھائیوں کو اس سانحۂ درد انگیز کی مطلق خبر نہ ہوئی اور بھیم سین
کی لاش گنگا جی میں بہا دی گئی۔ لاش گنگا میں چھوڑی گئی تو بہاؤ پر چلی
پون جی لاش کے محافظ تھے۔ اُنھوں نے بخوف و خطر پاتال میں پہنچا
دیا۔ جس وقت لاش اُس مقام پر پہنچی جہاں باسکی ناگ کی کنیاں سیر کر
رہی تھیں تو جانبری کی صورت ہوئی۔ ایل متی نے دباسکی ناگ کی کنیاں،
اس لاش کو بہاؤ پر دیکھا۔ لونڈیاں باندیاں نوکر چاکر ساتھ تھے ایل متی
کے حکم سے دوڑ پڑے اور مردے کو نکال لائے جونہیں ایل متی
نے بھیم کی صورت دیکھی دل ہاتھ سے جاتا رہا فریفتہ ہو گئی۔ مگر یہ
کہ ہائے اس میں جان نہیں ⁂

ایل متی باسک ناگ کی دختر نیک اختر تھی۔ اس کے باپ ماں نے
اس کو سری گوری پاربتی کی پوجن کی ہدایت کر دی تھی۔ اس غرض سے کہ
خاوند عمدہ سے عمدہ ملے اور سہاگ میں کبھی خلل واقع نہ ہو۔ ایل متی صدق
دل سے پاربتی جی کی پوجن کرتی تھی۔ اتفاق کی بات کہ ایک روز تازہ پانی
دستیاب نہ ہو سکا۔ باسی پانی ہی سے گوری جی کی پرستش کرنا پڑی فرض
تو ادا ہو گیا مگر پھل یہ ہوا کہ گوری جی نے بیٹے کی دعا دی ⁂

جس وقت بھیم کی لاش اس کے سامنے آئی۔ اس کو معاً پاربتی جی
کی آواز غیب یاد آئی وہ سمجھ گئی کہ بر ان کا ظہور اسی پر منحصر ہے۔ وہ
بھیم سین کو لئے ہوئے گھر آئی۔ ایک پرانے کپڑے کا گیند بنا کر امرت کنڈ
میں پھینکا اور پھر نکالنا چاہا۔ امرت کنڈ کے محافظ مانع ہوئے۔ اُدھر
سے انکار تھا اِدھر سے اصرار۔ آخر ایل متی سب کے سر ہو گئی کہ گیند
نکالو [illegible] گیند کو خوب

پچھوڑ پنچاڑ کر اس کے حوالے کیا - اور گبینہ ایل متی کے ہاتھ آیا تو کچھ امرت کی تری باقی تھی وہ بھیم سین کے مفید حال ہوئی اس کے اثر سے بھیم سین نے آنکھیں کھولیں - دیکھا تو کچھ اور ہی سماں ہے - نہ وعوت نہ تواضع نہ دریودھن نہ دوشاسن نہ وہ مکان بن نہ وہ محفل حیران کہ دوسری جگہ میں کیونکر آ گیا - ایل متی کو دیکھ کر پوچھا -

تم کون ہو؟ اور جہاں میں ہوں - کس کا مکان ہے اور شہر کا نام - مجھے یہاں کون لایا - آخر لانے کا کوئی سبب +

جواب - میرا نام ایل متی ہے - باسک جی میرے پتا اس ملک کے فرمانروا ہیں - اس کا نام ناگ لوک ہے - آپ مردہ حالت میں بہتے ڈوبتے ترتے دریا کے بہاؤ پر آرہے تھے کہ میری نظر پڑ گئی - میں نے آپ کو گرداب فنا سے نکالا یہاں لائی امرت کی تاثیر سے زندہ کیا سری پاروتی جی کی کرپا اور بردان سے مجھے آپ کا درشن نصیب ہوا - اب مزے سے یہاں قیام کیجئے - رہئے بسئے آنند کیجئے +

بھیم سین - تمہارا شکریہ کہ میری جان بچائی - اس کے شکرانہ سے کیونکر سبکدوش ہوں +

ایل متی - بس اسی طرح کہ یہیں میرے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچاتے رہئے مجھ پر احسان ہو گا - اگر طبیعت سنبھل گئی ہو اور تکلیف نہ ہو تو اپنا نام بتا دیجئے - فرمائیے کہ وطن کہاں ہے - والد کا نام - آثار اقبال شاہی بے وجہ نہیں - سب حال کہہ جائیے +

بھیم سین - چندر رکھی - سورج کی زندہ مورتی - جمبودیپ کے راجہ پانڈو کا لخت جگر ہوں - پانچوں پانڈووں میں ایک نام بھیم سین سنا ہو گا - وہی میں ہوں - عموزاد بھائیوں کی قلبی عداوت کا یہ دوسرا کرشمہ ہے - میں اپنے نشۂ طاقت میں مست زہر وہر کی پروا نہیں کرتا اسی سے دھوکا کھا جاتا ہوں - تم جانتی ہو کہ تاثیر زہر ابھی تک

زبان میں کانٹے پڑ رہے ہیں - زبان تر کرنے کو کوئی چیز چاہیئے کہو تو سامنے والے امرت کنڈوں سے پیاس بجھالوں ÷

ایل متی - کہیں ایسا غضب نہ کرنا امرت کنڈوں کی حفاظت ان سانپوں کے سپرد ہے - جن کی ایک پھنکار پہاڑ کو پھونک کر راکھ کر دے - ان کے کاٹے کا منتر نہیں - ایک امرت کیا ہزار اور تریاق بھی ہوں تو اُن کے زہر کے آگے سب مٹی - ذرا پیاس روکو - تھوڑی دیر ضبط کرو ÷

ایل متی لاکھ روکتی رہی مگر بھیم سین کب مانتا ہے - وہ امرت کنڈ میں کود ہی پڑا - اور امرت پینا شروع کر دیا - سانپ ڈسنے کو دوڑے - کاٹنے کو لپکے - مگر بھیم سین نے ایک لکڑی کا ڈنڈا اُٹھا کر جو ہاتھ دکھائے تو بہت سے سانپ فی النار - کچھ زخمی ہوئے - کچھ دم دبا کر بھاگے راجہ باسک کے پاس دوہائی دیتے روتے پیٹتے پہنچے - کہا غضب ہو گیا - ایک بڑا موٹا تازہ راچھس ناگ لوک میں آ گھسا - امرت کا امرت پیا اور سانپ کے سانپ مار کے زمین پر بچھا دئے راجہ باسک نے اُن کو تسکین دی اور کہا کہ وہ راچھس نہیں پون کا فرزند راجہ جدھشٹر کا قوتِ بازو ہے - تم جاؤ اور جدھشٹر کی دُہائی کھینچو - اُس کے نام کی آن دو - پھر کچھ نہ ہوگا ÷

سانپ دوڑتے ہوئے پھر امرت کنڈ کے پاس پہنچے - جدھشٹر کی دُہائی کھینچی - گڑگڑا کر بولے کہ بھیم سین تمہیں راجہ جدھشٹر کی آن جواب رستم ڈھایا ÷

بھیم سین دُہائی اور آن سُنکر ہنستا ہوا کنڈ سے نکلا ہی تھا کہ راجہ باسک وہاں وارد ہوا - بھیم سین کو بڑی محبت سے مکان پر لے گیا - اور ایل متی اپنی راجکماری کے ساتھ شادی کر دی - دان دہیز کی کیا کمی تھی - سب ایک سے ایک بڑھیا سامان - تحفہ تحائف - مزید براں ÷

ادھیائے ۵۰

سہدیو کی جوتش بدیا کے کمال سے واقفیتِ حالات ناگ لوک سے ایل متی اور بھیم سین کی ہستناپور میں آمد۔ دریودھن کا دلی رنج۔ پانڈوؤں کی خوشی

بھیم سین کی کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے وہ گرداب بلا میں پھنسا تھا۔ یہاں جدھشٹر نے بھیم سین کو نہ پایا تو بڑی تشویش ہوئی۔ اس نے تین روز تک برابر تلاش کی مگر بھیم سین کا پتہ نشان نہ ملا۔ جب سب بھائی مایوس ہو رہے تھے۔ سہدیو نے اپنے فن اختر شناسی کا آسرا لیا۔ نجوم (جوتش) میں حد درجہ کا کمال حاصل تھا۔ جونہی ستاروں پر نظر جمائی۔ کل گرہ کل مختصر سامنے آ گئے اور سہدیو کے کان میں پھونکنے لگے۔ کہ بھیم سین بخیریت ناگ لوک میں ہے۔ ایک خوبصورت استری بھی ہاتھ آئی۔ دولت کا بھی بڑا لابھ ہوا۔ تین دن مرت جوگ کے تھے۔ وہ موت کے منہ میں کٹ گئے۔ اب کچھ کھٹکا نہیں سب چین ہی چین ہے +

سہدیو ستاروں کی بتائی ہوئی باتیں راجہ جدھشٹر سے کہہ گیا وہ گوشِ دل سے سُنتے گئے۔ آخر میں سہدیو نے کہا کہ ساری کارستانی دریودھن کی تھی۔ اُس نے رسوئیے کو سکھا پڑھا کر بھیم سین کے کھانے میں زہر ڈلوا دیا۔ جب بھیم سین کے جسم میں زہر سرایت کر گیا تو بڈی بدحواسی کی حالت میں گنگا جی ... دریا ... کے کنارے ... مارا گیا

کہ بھیم سین مردہ نہیں - اس میں جان ہے میں اسے ابھی چنگا کئے دیتا ہوں - مگر دریودھن کب ماننے والا تھا - اس کو بھی بیوقوف بنا کر ٹرکا دیا ہر ایک شخص کو دھمکی دے دی کہ اگر ذرا بھی بات پھوٹی تو سمجھ لینا کہ تسمہ نہ لگا رہیگا - بال بچوں تک کی خیریت نہ ہوگی ؞

راجہ جدھشٹر کی جان میں جان آئی کہ بھیم سین صحیح و سلامت ہے - بلا سے دریودھن نے اسے ہلاک کرنا چاہا - مگر ہمیں کسی کی دشمنی سے کچھ غرض نہیں اپنی سلامتی سے غرض ہے دل نیک تھا - دریودھن کی دشمنی کا دل پر کچھ خیال ہی نہ ہوا بھیم سین کی تندرستی کی خوشی نے سب رنج و غم بھلا دئے - اُنہوں نے فوراً قاصد روانہ کئے وہ ہوا کی طرح ناگ لوک پہنچے راجہ باسک کو پیغام دیا راجہ باسک نے بڑی قدر و منزلت شان و شوکت کے ساتھ بھیم سین اور ایل مثی کو روانہ ہستناپور کیا - بھیم سین ہستناپور میں پہنچا تو جدھشٹر - ارجن - سہدیو - نکل کی خوشی کا کیا پوچھنا - جامے میں پھولے نہ سماتے اُچھل اُچھل پڑے - ایل مثی ناگ کنیاں کو کنتی وغیرہ تمام رانیوں نے کلیجے سے لگایا - صورت دیکھ دیکھ کر انتہا سے زیادہ خوش ہوئیں - قیمتی سے قیمتی تحائف جس نے دیکھے حیران رہ گیا - دریودھن دل ہی دل میں جل مرا کہ ہائے بھیم سین پھر موت کے منہ سے نکل آیا - اور پھر اس پر لطف یہ کہ ناگ لوک کی دولت بٹور لایا - ایل مثی کی سی خوبصورت عورت گھاتے میں - پانڈو خوشیاں مناتے تھے - کہ بھیم سین ایسا بھائی صحیح سلامت ملا - راجہ باسک کی راجکماری بھی ہتھے چڑھی - قیمتی تحفہ تحائف بھی پلے پڑے ؞

ادھیائے ۵۱

کرن کی حکمت عملی - پرسرام جی کے فیض تربیت سے تکمیل کمالات - افشائے راز - پرسرام جی کا عتاب - کرن کی ہستناپور میں مایوسانہ واپسی

کرن کی عمر پندرہ سال کی تھی - جب وہ ارجن کے مقابلے کے لئے خم ٹھونک کر اکھاڑے میں اترا تھا - درونا چارج کی شاگردی میں اس نے جو کچھ سیکھا - اس کی بساط سے بڑھ کر تھا - ارجن کے سوا کسی کی قدرت نہ تھی کہ اس کا سامنا کر سکے - گو کرن نشہ خودی میں چور اور ہاتھ پاؤں پر مغرور تھا - مگر پھر بھی ارجن کی طاقتیں اس کی نظر میں جچی ہوئی تھیں - اسے معلوم تھا کہ باایں ہمہ وہ ارجن سے برابر کی ٹکر لینے کے قابل نہیں - دل میں جوش تھا - طبیعت میں امنگ تھی ایک روز بیٹھے بیٹھے اٹھا اور سیدھا پرسرام جی کی خدمت میں پہنچا اور ڈنڈوت کر کے عرض کی :-

مہاراج میں برہمن کمار ہوں - خدمت کے لئے قسمت لے آئی ہے شستر ودیا سیکھنے کی خواہش ہے - پرسرام جی نے کرن کو برہمن کمار جان کر سایۂ عاطفت میں لیا - کرن نے خدمت سے عظمت پائی شستر ودیا میں جو درجہ کمال حاصل ہو گیا - ایک روز پرسرام جی

ضرورتاً آشرم سے چلے کرن بھی ہمراہ تھا - چلتے چلتے ایک پر فضا مقام

پرگزر ہوا۔ سبزہ زار نے طبیعت ہری کر دی۔ خوشرنگ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے دماغ معطر ہو گیا۔ ٹھنڈی ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکے دل کا کنول کھلائے دیتے تھے۔ طائران خوشنوا کی میٹھی میٹھی بولیاں موہنی ڈالتی تھیں۔ بہار دلکش تھی۔ نظارہ فقر فریب تھا۔ پرسرام جی ایک چھتنارے سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ سبزۂ خوابیدہ نے فرشِ گل کا مزہ دیا۔ صبا کے جھونکوں نے پھولوں کی پنکھیاں جھلانا شروع کی تو پرسرام جی کی آنکھیں جھپکنے لگیں۔ کرن نے پرسرام جی کا سر زانو پر رکھ لیا اور پرسرام لیٹتے ہی سو گئے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک جونک کے ہمشکل کیڑا آیا۔ اور کرن کی ران میں چمٹ گیا۔ چمٹتے ہی کاٹنا شروع کیا۔ تو ایک خون کی دھار ران سے بہ نکلی۔ زخم شدید تھا۔ تکلیف انتہائی تھی۔ مگر کرن نے اُف تک نہ کی۔ جیسا بیٹھا تھا ویسا ہی بیٹھا رہا۔ جنبش کا نام ندارد۔ کیڑا کاٹنے میں مصروف تھا اور لہو کی دھار بہ رہی تھی۔ یہاں تک کہ پرسرام جی کی پُشت میں گرم گرم خون لگا۔ وہ چونک پڑے دیکھا تو زمین سرخا سرخ ہو رہی ہے اور ایک فوارہ سا کرن کی ران سے جاری۔ پرسرام جی کرن کی مضبوطی کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اُنہوں نے کرن سے کہا۔ شاباش۔ مگر فرزند یاں ہے کہنا کہ تم ذات کے برہمن ہی ہو مجھے یقین نہیں آتا۔ برہمن ہوتا تو چیخ کر بھاگتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم برہمن نہیں۔ کشتری ہو۔ اور تم نے مجھ سے شاستر اور شستر ودیا سیکھنے کے لئے یہ بہروپ بھرا ہے۔ بس سچ بتا دو کہ تم کون ہو؟

کرن۔ (قدموں پہ گر کر ہاتھ جوڑے ہوئے) مہاراج آپ بشن کا اوتار کیا ساکشات بشن ہی ہیں۔ آپ سے جھوٹ بولا گیا۔ بے شک میں چھتری ہوں۔ صرف ودیا سیکھنے کے سبب سے جھوٹ بولا آپ معاف فرماویں۔ اگر میں اپنے کو برہمن ظاہر نہ کرتا تو آپ کی خدمت میں ... فرزند ... [illegible]

شاستر پر عبور حاصل ہوتا۔ نہ شستر ودیا آتی۔ آپ نے کرپا کی۔ تو اب میں تن تنہا ایک ہی ودہ گوش بلا شرکت غیرے بذات واحد ایک لشکر عظیم کو ایک دو تیروں میں کاٹ کر پھینک سکتا ہوں۔ میں اتنا جھوٹ ضرور بولا مگر صرف ودیا حاصل کرنے کے لئے۔ اب آپ کی نظر عنایت چاہئے۔ پرسرام جی کرن کی اطاعت شعاری سعادتمندی عقیدت۔ جودت و جدت سے بہت خوش تھے اُنہوں نے غصہ رو کا۔ غیظ و غضب کے دہکتے ہوئے انگارے راکھ میں دبا دئے مگر نظر عتاب۔ پلٹ کبھی نہ سیدھی ہوئی۔ اُنہوں نے آخر کہا۔ تم نے میرے ساتھ دھوکا کیا۔ خطا تو بڑی تھی۔ مگر خیر طرح دیتا ہوں۔ تجھ کو میرے سکھائے ہوئے فن مبارک۔ یوں تو تیرا کوئی نقطہ مقابل نہ ہوگا۔ مگر جب میدان جنگ میں اظہار فن کی ضرورت ہوگی۔ تو مجھ سے جو سیکھا پڑھا ہے وہ سب مٹی ہو رہے گا

کرن کانپتا تھرتھراتا قدموں پر گر پڑا۔ ناک رگڑی منت سماجت کی کہ مہاراج قصور ہوا معاف کیجئے۔ سراپ واپس لیجئے۔ مگر پرسرام جی بات کے دھنی تھے جو زبان سے نکل گیا۔ اُنہوں نے کہا ایشور کا شکر کر کہ میں نے طرح دی اتنے ہی سراپ پر بلا ٹل گئی۔ نہیں تو اور نہ جانے کیا کرتا۔ بس اب جا۔ یہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں +

کرن مایوسی کو دل میں لئے ہوئے قدم چھو کر وہاں سے ہستناپور میں واپس آیا اور درونا چارج کی خدمت میں تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ دریودھن کرن کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا تھا۔ اس کے کمالات فن کے غرور میں اس کے قدم زمین پر نہ پڑتے تھے دماغ آسمان پر رکھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اُس کی سلطنت کی جان ہے تو کرن۔ شان ہے تو کرن۔ کرن دریودھن کی قدر دانیوں سے گرویدہ

احسان تھا۔ اس سے ربط و ضبط میں جمعیت تھی۔ لہذا

دریودھن کی طرفداری کے خیال سے اس کو پانڈوؤں کے ساتھ ناحق کا بیر تھا۔ اور اُن کی صورت سے دلی نفرت تھی ÷

ادھیائے ۵۲

ارجن کی طلبی سے اندر کے ایراپت کی آمد۔ پرستش

کنوار کے مہینے میں اندھیارے پاکھ کی اشٹمی کو اہل ہستناپور ریسیان قرب و جوار ہاتھیوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ تیوہار پیش ہوتے ہی ہستناپور میں خاص دھوم ہوئی۔ عورتوں مردوں کا میلہ لگ گیا دریودھن کے فیلخانے کے تمام ہاتھی زر کار جھولوں اور قیمتی زیوروں سے آراستہ کئے گئے۔ سب کورو اور تمام محلات زیور و جواہرات میں غرق نور کی تصویر بن گئے۔ اتفاقاً ارجن اپنی ماتا کنتی کے پاس گیا۔ دیکھا تو وہ پھٹے حالوں میں بیٹھی ہوئی ہے۔ چہرہ اُداس۔ منہ بالکل خشکی اس نے ہاتھ جوڑ کر پوچھا۔ ماتا جی آج ایسا خوشی کا دن جس کو دیکھئے بادۂ عشرت سے مست ہے۔ سب کی زرق برق پوشاکیں سر سے پاؤں تک زیور ہی زیور۔ آپ کیوں میلے کچیلے کپڑے لادے ہوئے ہیں۔ اُٹھئے پوشاک بدلئے۔ زیور پہنئے۔ خوشی منائیے ÷

مہارانی کنتی۔ بیٹا۔ بھلا میرا منہ ہے کہ میں راگ رنگ میں شامل ہوں۔ تم پانچوں بیٹے یتیم۔ غریب میں دکھیاری۔ آفت کی ماری۔ اگر تمہارے پتا ہوتے تو مجھے بھی راگ رنگ کی سوجھتی۔ تم جاؤ۔ کھیلو کھاؤ۔ مجھے اسی طرح رہنے دو۔ تیوہار خوشی کا ہوتا ہے جو [illegible]

رہے ہیں۔ میرا بھی راج سہاگ ہوتا تو یہ نوبت کاہے کو ہوتی +

ارجن - ماتاجی میرے ہوتے آپ کو یہ خیال - آپ کو راج پاٹ کی کیا پروا راج ہمارا ہے یا اور کسی کا - جب چاہیں لے لیں میں آپ کا ایک بیٹا سو کے سو کوروں پر بھاری ہوں - آپ کو کس بات کی کمی - ابھی کہئے تو اندر کے ایراپت کو آپ کے سامنے لا کر کھڑا کر دوں - یہ ستے پھٹے ہاتھی کس شمار قطار میں ہیں +

مہارانی کنتی - بیٹا اگر تم میں ایراپت کے لانے کی طاقت ہے تو بس اُسی کو لاؤ - میں اس کس مپرسی اور غریبی میں اُس کی پوجا کرونگی - تم سعادتمند ہو تو لاؤ ایراپت کو +

ارجن - یہ کتنی بڑی بات ہے - میں ابھی ایراپت کو حاضر کرتا ہوں آپ اُٹھیں منہ ہاتھ دھوئیں - کپڑے بدلیں +

مہارانی کنتی یا تو اُداس تھی - یا اب اُس کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہو گئے - وہ ارجن کو دعا دے کر اُٹھی اور ارجن اس سے رخصت ہو کر درونا چارج کی خدمت میں حاضر ہُوا - ان سے اجازت مانگ کر منتر پڑھتے پڑھتے ایک تیر مارا تو اندر لوک میں ہل چل مچ گئی - سب دیوتا راجہ اندر سے پکارے کہ -

مہاراج! ارجن نے ایراپت کو یاد کیا ہے - تیر کی زبانی پیغام آچکا +

راجہ اندر - میں ایراپت کو نہ بھیجونگا - بلانے کی پروا نہیں +

دیوتا - ارجن آپ کا فرزند ہے - وہ آپ سے چاہے کچھ نہ بولے مگر ہم لوگوں کے ماتھے جائیگی - وہ ضرور ہم پر غصہ اُتاریگا +

اندر - اگر آپ لوگ اتنا ڈرتے ہیں تو خیر ایراپت کو لے جائیے - مگر ایراپت کو مرت لوک سے کیا کام - وہ وہاں کی زمین پر پاؤں نہیں رکھ سکتا +

دیوتا - اس کا انتظام ہو جائے گا - ہم خود اُسے جھٹ پٹ واپس لے آئینگے +

اندر کی اجازت پاکر دیوتا لوگ ایراپت کو ساتھ لئے ہوئے ہستناپور میں آئے تمام شہر میں دھوم مچ گئی۔ کہ ارجن نے اپنی ماتا کی پرستش کے لئے راجہ اندر سے ایراپت ہاتھی منگا لیا ساری خلقت دوڑ پڑی۔ مہارانی کنتی خوش خوش آئی۔ درشن کئے۔ پوجا کی۔ ایراپت ہاتھی کے پاؤں زمین پر ٹکے نہ تھے۔ زمین سے دو بالشت اونچے تھے۔ جھول اور عماری کا کیا پوچھنا سورج چاند۔ ستارے چمکتے معلوم ہوتے تھے۔ تمام لوگوں نے اندر کے ہاتھی کی صدق عقیدت سے پوجا کی۔ ہر لب کی زبان پر ارجن کی تعریف کے ترانے تھے۔ سب کی زبان واہ واہ سے گھس رہی تھی۔ کنتی کا کلیجہ ہاتھوں بڑھ رہا تھا۔ مگر دریودھن اور کورو جلے کڑھے جاتے تھے۔ کہ ہائے اتنی بڑی سلطنت ایسی طاقت موجود ہونے پر بھی ہمارا ان غریب یتیم اور بے دست و پا پانڈوؤں سے آج کے تیوہار میں بھی سر نیچا ہی رہا +

ادھیائے ۵۳

دریودھن کا رشک وحسد۔ راجہ دھرتراشٹ کی مجبوری۔ راجہ جدھشٹر کی ہستناپور سے رخصت۔ برناوہ (الہ آباد) میں تشریف بری۔ لاکھا مندر (ال اور لاکھ کے محل) میں قیام

جس وقت ارجن نے اندر کے ہاتھی ایراپت کو بلاکر اپنی انتہائی طاقت کا ایک ادنےٰ کرشمہ دکھایا۔ دریودھن کی چھاتی پر سانپ لوٹ گیا۔ اس کے تمام بھائی دل ہی دل میں جلنے لگے۔ گاندھاری کو بھی پھوٹی آنکھوں پانڈووں کی صورت نہ بھاتی تھی۔ کرن بھی تاؤ کھاتا تھا۔ دوشاسن اور شکنی بھی پھنکے جاتے تھے۔ سب میں باہم مشورت ہوئی کہ پانڈووں کا سرتا بھرتا کیونکر کیا جائے۔ یہ لوگ تو بڑھے ہی چلے جاتے ہیں۔ چڑیمار کا ٹولا طرح طرح کا پنچھی بولا والا معاملہ ہوا۔ کسی نے کچھ رائے دی۔ کسی نے کچھ۔ مگر سب کا نچوڑ یہی تھا کہ "بزن"۔ قتل موذی قبل از ایذا۔ گربہ کشتن روز اول ＊

یہاں یہ مشورت ہو رہی تھی۔ وہاں دوسرا گل کھلا۔ جدھشٹر کی لیاقتوں کے ڈنکے بج رہے تھے۔ نیکیوں کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ سعادتمندیاں دلوں پر تسخیر کا اثر کر رہی تھیں۔ عدل و انصاف نے ایک عالم کو گرویدہ الطاف کر دیا تھا۔ بھیشم پتامہ اور بڈھے راجہ دھرتراشٹ بھی ویسا خوش ہوا کہ اختیارات شاہی جدھشٹر کے دست قدرت میں سونپ دئے۔ دریودھن دودھ کی سی مکھی ہو گیا۔ اب جلن کا کیا کہنا حسد کی آگ حد سے زیادہ بھڑکی۔ سارے قبیلے کے چھٹے بٹے اکٹھا ہو کر راجہ دھرتراشٹ سے رونے پیٹنے کہ ہائے۔ یہ آپ کیا غضب کر رہے ہیں۔ سانپوں کو دودھ پلانا کس نے کہا ہے۔ آپ ہمیشہ سے مالک تخت و تاج ہیں۔ صرف نابینائی کی وجہ سے راجہ پنڈو کو راج دیا گیا تھا۔ اب ایشور کے فضل سے آپ کی سو آنکھیں موجود ہیں۔ ان کے ہوتے غیر مستحق پانڈووں کو مختار سلطنت کرنا اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں میں کلہاڑی مارنا اور شاخ پر بیٹھ کر اسی شاخ کو کاٹنا ہے اول تو ان کا انگل بھر زمین پر استحقاق ہی نہیں۔ انصافاً ایک جھنجی ان کو نہیں ملسکتی۔ مگر خیر آپ کی خاص مہربانی سے مل بھی گیا کچھ

دے دلا کر بدبختوں کو یہاں سے نکالئے۔ ہم لوگوں کی چھاتی سے تو پتھر ہٹ جائے۔ اور رات دن کی کڑھن سے نجات تو رہے +

کہتے سنتے دیواریں ٹل جاتی ہیں۔ سکھلائے پڑھائے اچھے سے اچھے عقلمندوں کی عقل ماری جاتی ہے۔ کورو آخر کلیجے کے ٹکڑے ہی تھے۔ اور پانڈو بھائی کے بیٹے یعنی بھتیجے۔ جگر جگر و گرہ گر کا معاملہ دھرتراشٹ پران کی توبہ تلاہاے واویلا کا اثر ہوا۔ اس نے بھیشم پتامہ اور بدر جی سے تخلیہ کیا۔ تخلئے میں بات چھڑی کہ کورو پانڈووں کا فیصلہ آخر کیسے ہو؟ کوئی معقول تجویز ہونی چاہئے +

بھیشم جی۔ فیصلہ کچھ مشکل نہیں۔ نصفا نصفی پر سب معاملہ طے ہے گو +

بدر جی۔ میری بھی یہی رائے ہے کہ دو حصے کر دئے جائیں۔ دونو اپنے حصوں کے مالک +

دھرتراشٹ۔ میرا بھی یہی خیال ہے کہ کسی طرح روز روز کی ہائے ہائے تو جائے۔ تخلئے میں اس تجویز پر بلا اختلاف اتفاق ہو گیا۔ دھرتراشٹ محل میں آیا۔ دریودھن کو بلا کر کہا کہ

دیکھو پانڈو بھی راج کے حقدار ہیں۔ انصاف شرط ہے اور ان کو آدھا راج دینا لازم ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ حصہ بانٹ کر دوں +

دریودھن۔ یوں تو آپ کو سب کچھ اختیار ہے۔ ہم لوگوں کو لنگوٹی بندھا دیجئے تو کیا عذر۔ مگر پانڈووں اور ہم لوگوں کی برابری۔ راج کی آدھا بٹائی ہوئی تو میں دست بردار۔ آپ کا نام لے کر بھیک مانگ کھاؤنگا۔ مگر راج کی طرف آنکھ نہ اٹھاؤنگا +

راجہ دھرتراشٹ۔ تو آخر کچھ پانڈووں کا بھی حق ہے یا نہیں؟

دریودھن۔ خیر اس سے کیا مطلب ہو یا نہ ہو۔ آپ کی نظر عنایت ہے تو بے تکلف تھوڑا بہت دیجئے۔ ہم لوگوں کو کچھ عذر نہیں +

کسی روز ملک بٹے ہی خفیہ طور پر آپس میں رد و قدح ہوتی رہتی آخر

راجہ دھرتراشٹ کی ایک نہ چلی- اس کو مان لینا پڑا کہ کچھ دے دلا کر پانڈوون کا ٹر کانا ہی اچھا یہاں روز روز ایک شگوفہ چھوٹتا ہے- گل کھلتا ہے اس سے وہ کچھ دنوں برناوہ (موجودہ الہ آباد) میں رہیں تو سب سے بہتر*

دریودھن نے راجہ دھرتراشٹ سے خوب پخت و پز کر لی تھی- اس لئے اس کو یقین کامل تھا- کہ پانڈو برناوہ میں بھیجے جاوینگے- اس نے منتظم تعمیرات مسمٰے پروجن کو طلب کر کے خاص طور پر فہمائش کی کہ ایک بہت ہی معقول خوشنما نفیس مکان برناوہ میں جلدی سے تعمیر کرا دے- اس کے تمام اینٹ چونے گارے میں لاکھ ہو- رال ہو- اور وہ مصالحہ جس سے خودبخود آگ بھڑک سکے- اس کو لالچ دیا کہ جس وقت اس مکان میں پانڈو جل کر خاک سیاہ ہو گئے- میں انعام جاگیر- خلعت اکرام سامنے ڈھیر ملینگے*

پروجن انعام و اکرام کے لالچ میں برناوہ پہنچا- چند ہی روز میں ایک نہایت ہی نفیس مکان کھڑا ہو گیا لاکھ اور رال کے مکان کے ساتھ ساتھ اُس نے اپنی بھی ایک عالیشان حویلی تعمیر کر لی اور پانڈووں کے انتظار میں وہیں رہنے لگا*

اُدھر یہ کارروائی چوکس ہو گئی- اِدھر دریودھن وغیرہ سب کورو راجہ دھرتراشٹ کی خدمت میں برابر حاضر رہنے لگے- جتنا دھرتراشٹ پانی پلائے پئیں جو دھرتراشٹ کہہ دیں وہی کریں- خوب روغن قاز ملا خوب ہاتھ میں دل لیا- اور اُکسا اُکسا کر آخر ایک روز جدھشٹر سے کہلا کر چھوڑا کہ جان سے پیارو تمہاری جدائی کسی طرح گوارا نہیں- ایشور گواہ ہے- کہ میں تم سب کو اپنے خاص بیٹوں سے زیادہ عزیز جانتا ہوں مگر تم خود سمجھدار ہو- بھائیوں بھائیوں کی اَن بن کا نتیجہ ٹھیک نہیں روز روز کا لڑائی جھگڑا اچھا نہیں ہوتا- نہ جانے کس وقت کس کے دل پر چوٹ لگے- اور پھر گوشت سے ناخن اور ناخن سے گوشت جدا ہونے لگے- تو اس سے عقلمندی یہ ہے کہ بالفعل تھوڑا

راج سے لو اور چند روز برناوہ میں دل بہلا آؤ۔ یقین رکھنا کہ میں بہت جلد بلا لونگا۔ تم ایسے سعادتمندوں کو میں دم بھر بھی آنکھوں سے جدا رکھنا نہیں چاہتا۔ مگر سردست مصلحت وقت یہی ہے +

راجہ جدھشٹر۔ میں اپنے باپ کو نہیں جانتا جو کچھ جانتا ہوں آپ ہی کو بھلا مجال ہے کہ آپ کی مرضی پر نہ چلوں۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر گو آپ کے قدموں کی جدائی کا رنج ضرور ہے۔ مگر مجھے یہ شرف کیا کم ہے کہ آپ کے جادۂ اطاعت میں سر کے بل چلوں +

دھرتراشٹ نے جدھشٹر کو کلیجے سے لگا لیا اور کہا کہ:۔

بیٹا برناوہ کا راج مبارک۔ دیکھو ہنسی خوشی رہنا دل پر کسی طرح کا میل نہ لانا۔ میں بہت ہی جلد بلا بھیجونگا اطمینان رکھو +

راجہ جدھشٹر۔ (قدموں پر گر کر) میں تو اس سایے کو اپنے سر کے لئے نہایت ہی مبارک سمجھتا ہوں ایشور اس سر کو قائم و دائم رکھے۔ اچھا میں قدموں سے رخصت ہوتا ہوں +

راجہ دھرتراشٹ نے دعا دی اور راجہ جدھشٹر اپنی قیامگاہ کو لوٹے۔ سامان سفر بندھنا شروع ہوا۔ چلنے کی تیاریاں ہونے لگیں +

راجہ جدھشٹر بھیشم پتامہ سے رخصت ہو آئے۔ تو بدر جی سے ملنے گئے۔ بدر جی نے فرمایا کہ "بیٹا ذرا ہوشیاری سے رہنا غفلت نہ کرنا۔ دریودھن نے تم سب کے رہنے کو لاکھ اور رال کا مکان بنوایا ہے۔ اس کی غرض یہ ہے کہ جب تم سب سوتے ہو سب طرف سے آگ لگا دی جائے اور تمہارے دشمن وہیں راکھ ہو جائیں۔ میں تم کو یہ راز کی بات بتاتا ہوں۔ اپنے ہی تک رکھنا کسی اور کو کانوں کان خبر نہ ہو +

مگر یہ بھی خیال رہے کہ میرے یہ کہہ دینے سے تم ایسا نہ ہو

کہ اس مکان میں نہ اترو اور دریودھن سنک جائے +

جدھشٹر- چچا صاحب آپ کی بزرگانہ محبت کا شکریہ کہ آپ نے ایسے راز مخفی سے اطلاع کر دی- میں اس راز کو دل ہی میں رکھونگا- مجال کیا جو زبان پر آجائے- میں اُس مکان ہی میں نکو ونگا- خبرداری بھی رہیگی آپ بے فکر رہیں ÷

بِدُر جی وغیرہ سے رخصت ہوکر دوسرے روز صبح کو راجہ جدھشٹر ہستناپور سے چلے- پانچوں پانڈو مہارانی کنتی کے ساتھ سواریوں پر جلوہ افروز تھے- ایک مختصر فوج جلو میں تھی- شہر کے بہت سے رئیس و امیر- سیٹھ- ساہوکار دور تک ساتھ گئے- آخر جدھشٹر کے اصرار اور منت وسماجت سے سب اپنے گھروں کو واپس آئے صرف جدھشٹر کے ہمراہی راہی منزل تھے ÷

کئی منزلوں کے بعد راجہ جدھشٹر برناوہ میں داخل ہوئے برناوہ کے تمام روساے عظام و امراے ذوی اکرام نے بڑے تزک و احتشام سے پیشوائی کی شہر میں لائے- شہر کی آئینہ بندی کی نوبت نقارے بجوائے- ناچ رنگ کیا- شب کو دیپ مالا کی- خلاصہ یہ کہ شہر میں خاص دھوم تھی- کہیں ناچ کہیں رنگ- کہیں جشن کہیں جلسہ ÷

راجہ جدھشٹر اس مکان کے دروازے پر آئے- جس میں دریودھن نے ان کی قیام کا انتظام کیا تھا- جوہیں جدھشٹر نے چوکھٹ لانگھی اندر قدم رکھا پٹ سے چھینک ہوئی- سہدیو فوراً بول اُٹھا کہ خیریت نہیں- شگون تو پہلے ہی نیک ہُوا- دریودھن نے اس مقام کو اس نفاست اور ایسی کاریگری سے بنوایا تھا کہ دیکھ کر طبیعت پھڑکتی تھی راجہ جدھشٹر بھی رو کاری دیکھ کر عش عش کر گئے- صدر پھاٹک پر طلائی اور نقرئی بڑے ہی خوشنما نقش و نگار- ویسے صنعت کی مصوری راجہ جدھشٹر دروازے کی کاروائی دیکھ کر اندر داخل ہوئے- اور آنکھیں کھل گئیں- کیا

صحن کیا دالان کیا سقف کیا دیوار کیا بام کیا دریچے۔ سب میں حد درجے کی صناعی۔ جگہ جگہ شیشہ آلات جھاڑ۔ فانوس۔ سامان آرائش اسباب زیبائش پٹا پڑا تھا۔ مطلا قصاویر وریشمی فرش فروش سے سارا محل چوتھی کی دولہن بنا ہؤا تھا۔ سب پانڈوؤں نے مکان کی نفاست پر آفرین وتحسین کہی۔ پروچن ایک ایک گوشہ دکھاتا پھرتا تھا۔ اور اس طرح خدمت کو حاضر تھا۔ گویا سچا جاں نثار ہے۔ جدھشٹر کو ادھر اُدھر گھومتے گھومتے لاکھ کی بو آئی۔ اب اُنہیں بدرجی کی بات کا یقین ہؤا اور وہیں ٹھہر گئے۔ پروچن نے تمام سامان آسائش اور عمدہ کھانے بہم پہنچاوئے۔ کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ دن مکان کی سیر میں گزرا۔ اور رات ناچ رنگ میں +

ادھیائے ۵۸

بدر کے قاصد کی رفاقت۔ سرنگ کی تیاری۔ پانڈوؤں کی مکان سے خفیہ روانگی۔ اُن کے عوض پانچ فقیروں اور اُن کی ماں کا نقصان جان۔ دریودھن کو پانڈوؤں کی ہلاکت سُننے سے خوشی

پانڈوؤں ... رات اگ ... کاٹی۔ صبح ... بدرجی

کا قاصد پہنچا۔ وہ تخلئے میں ملا۔ پیغام دیا کہ ذرا خبردار۔ لاکھ اور رال کا مکان ہے۔ جان جوکھوں سے مفر نہیں۔ یہ کہکر اُس نے کہا مجھ کو ایسا ویسا نہ سمجھئے۔ فن تعمیرات میں وہ دستگاہ رکھتا ہوں کہ باید وشاید۔ اس مکان کے رگ وریشہ کا حال میرے خیال میں ہے۔ پروچن رزگا سیار اور مار آستین ہے۔ اس کی خاطر مدارات کا اعتبار نہیں +

برتواضع ہاے دشمن تکیہ کردن ابلہی است

پا بُوسِ سیل از پا افگند دیوار را

یہ صرف موقع کا منتظر ہے۔ جس وقت ذرا سی چلتی دیکھے گا۔ سب کو بھون بھان کر رکھ دیگا +

جدھشٹر۔ پہلے مجھے شک تھا۔ مگر چاروں طرف پھر کر کونے کونے کی سیر کی تو ہر جگہ لاکھ ہی لاکھ کی بُو معلوم ہوئی۔ دوسرے جوں ہی چوکھٹ کے اندر قدم رکھا پٹ سے چھینک ہوئی مجھے بھی وحشت ہے مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں +

قاصد۔ بیشک اندیشے کی بات ہے۔ مگر ایشور نے فن عمارت میں یدطولےٰ عطا کیا ہے جو ارشاد ہو ابھی ممکن ہے +

جدھشٹر۔ جان کی حفاظت تو مقدم ہی ہے۔ پس کوئی تدبیر لازم میری رائے ہے کہ مکان کے نیچے نیچے ایک سرنگ کھودا دیجائے جس میں ایک آدمی کا گزر آسانی سے ہو سکے۔ یہ کام بہت چُھپ چھپاتے کیا جائے۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو +

قاصد۔ سرنگ کھود دینا کچھ مشکل نہیں۔ آپ کے اقبال سے شام تک تیار ہو سکتی ہے +

جدھشٹر خیر اندیشی سے خوش ہوئے بھیم سین کی نگرانی میں سرنگ کھدوانا شروع کردیا +

[illegible]

پانچ فقیر اپنی ماں کے ساتھ راجہ جدھشٹر کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور صدا لگائی :-

تین چار روز سے چھ جانیں بے دانہ پانی ہیں۔ رات دن پیٹ میں تو ادمے گرے ہیں۔ آپ ایسے دھرم مورت مہاراج کا جشن سنکر حاضر ہوئے پیٹ کی آگ کا ایندھن ملے اگر اجازت ہو تو یہیں ٹھہر کر توے کی چاند ٹھونک لیں ؛

جدھشٹر دانی تھا۔ اُس نے سوال سُنکر حکم دیا کہ ٹھہرنے کی جگہ اور۔ کھانے پینے کی ہر ایک چیز دی جائے۔ حکم کی دیر تھی۔ ہمہ نعمتیں ڈھیر۔ فقیروں نے رسوئیں تیار کی۔ چھپن بھوگ موجود ہو گئے۔ جب کھانے کو بیٹھے تو اور ڈوبا ہوئی۔ مہاراجہ جدھشٹر سے کہا کہ جہاں یہ سب نعمتیں دی ہیں تو شراب بھی دیجئے۔ کیا یاد کرینگے کہ کبھی مہاراج جدھشٹر کے یہاں بھوجن کیا تھا ؛

جدھشٹر کو رد سوال معلوم ہی نہ تھا کہ کیا چیز ہے۔ اس نے شراب بھی بہم پہنچادی۔ شراب پائی تو فقیر دعائیں دینے لگے۔ جشن گانے لگے۔ بوتلوں کی ڈاٹیں کھلیں۔ پیالے لبالب بھر سے گئے۔ دور پر دور چلنے لگے۔ یہانتک کہ سب کو کچے کھڑے کی چڑھ گئی۔ سب کے سب چلو میں الو ہو گئے اور اوندھے سیدھے گرے تو مردہ صد سالہ کے برابر۔ ایسے سوئے کہ بس ہمیشہ کے لئے قسمت نے آنکھیں ہی بند کر دیں۔ ان کو کھاتے پیتے سوتے آدھی رات گزر گئی اور ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ پروچن دوراتوں کا جاگا ہوا تھا۔ اس کی بھی آنکھ لگ گئی پانڈوں کے رت جگے سے فتنہ بیدار بخت خفتہ کی طرح سو گیا ؛

سب طرف سناٹا اور خواب غفلت کا عالم دیکھ کر راجہ جدھشٹر نے وہاں سے کھسکنے کی ٹھہرائی۔ بھیم سین سے کہا مکان میں آگ تو

[illegible] لگا دو اور چلو ہم سب سرنگ سے نکل چلیں ؛

پانچوں پانڈو اپنی ماتا کنتی سمیت سرنگ کی راہ سے نو دو گیارہ ہوئے۔ اور مکان سے شعلے بلند ہونے لگے۔ آگ کی لپٹیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں۔ آناً فاناً میں پانچوں فقیر بال کے ساتھ بھسم ہوکر رہ گئے۔ پروجن بھی فی النار والسقر ہوگیا۔ شہر میں دہائی پڑ گئی کہ شاہی محل جل رہا ہے۔ لوگ سر پیٹتے دوڑے کہ ہائے پانچوں پانڈو جل کر راکھ ہو گئے۔ سب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ایک عجیب ماتم نظر آتا تھا۔ ہر زبان دریودھن کو کوستی تھی کہ اس کمبخت نے راجہ پنڈو کے کلیجے کے ٹکڑوں کو یوں دھوکے سے ہلاک کر ڈالا۔ مگر در اصل یہ بات تھی کہ راجہ جدھشٹر اپنے بھائیوں اور ماتا کنتی کو لئے ہوئے راتوں رات منزل مارتے کہیں سے کہیں پہنچ گئے۔ جنگل تک جاتے جاتے کنتی تھک گئی۔ قدم اٹھائے نہ اٹھتا تھا۔ بھیم سین کے سوا اور چار پانڈوؤں کے بھی پاؤں بھر گئے۔ ایک ایک قدم من من بھر کا معلوم ہوتا تھا۔ بھیم سین نے ماں کو تو کاندھے پر چڑھا لیا اور تھکے ماندے چاروں بھائیوں کو پیٹھ پر لادا۔ پھول کی طرح اٹھائے ہوئے لپکا تو دس کوس کٹتے معلوم ہی نہ ہوئے۔ اتنی لمبی چوڑی منزل مارنے میں صبح ہو گئی بھیم سین نے ایک درخت کے نیچے سب کو اتار کر ستانے کا موقع دیا +

وہاں صبح ہوئی تو جلے بھنے مکان کے اردگرد ساری خلقت کا ہجوم۔ ایک عالم کا مجمع۔ دیکھا تو پانچ مردوں اور ایک عورت کی ہڈیوں کی ڈھیریاں پڑی ہیں۔ سب نے افسوس کیا کہ ہائے کل جو پانڈو یہاں ناچ رنگ دیکھ رہے تھے۔ جو مہارانی کنتی اپنے بیٹوں کو دیکھ دیکھ کر جیتی تھی۔ آج راکھ کا ڈھیر نظر آ رہی ہے +

اس سانحہ درد انگیز و واقعہ قیامت خیز کی خبر ہستناپور پہنچائی

گئی۔ دریودھن مارے خوشی کے جامے میں پھولا نہ سمایا لیکن جب سُنا کہ اُس کا رفیق پروچن بھی سواہا ہو گیا تو اس کو تھوڑا رنج بھی ہوا لیکن یہ رنج اس خوشی کے سامنے کچھ بھی نہ تھا۔ جو اس وقت اس کو خوبی قسمت سے حاصل ہوئی تھی ✣

دھرتراشٹ بھی سمجھا کہ "خس کم جہاں پاک" مگر دنیا دکھاوے کو اُس نے بہت ہی رنج وغم کیا۔ بھیشم پتامہ اور بِدُر جی بھی یہ حال سُنکر رو پڑے اُن کے کلیجے میں غضب کی گہری چوٹ لگی۔ اور ہستناپور ماتم کدہ بن گیا ✣

دوسرے روز بِدُر جی کا قاصد واپس آیا۔ بِدر جی سے ساری کیفیت بیان کر کے پانڈوؤں کی صحت سلامتی کا مژدہ سُنایا۔ بدر جی نے بھیشم پتامہ کو بھی اس راز سے خفیہ طور پر اطلاع دے کہا کہ اب پانڈو کچھ دنوں روپوش رہینگے۔ ظاہر نہ ہونگے وہ اچھی طرح ہیں آپ فکر و تردد نہ کریں۔ بھیشم پتامہ کا بے قرار دل سنبھلا۔ اُنھوں نے بدر جی کو چھاتی سے لگا کر کہا۔ بھائی تم نے بڑا عمدہ کام کیا۔ خوش رہو ✣

ادھیاے ۵۵

پانڈوؤں کی آوارہ وطنی۔ بھیم سین کی ہڈمبا راکشسنی سے شادی۔ گٹھوت کچ کی ولادت

پانچوں پانڈو جس وقت علی الصباح بٹ کے نیچے سستانے کو ٹھہرے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ رات بھر کے تھکے

ماندے تھے وہیں زمین پر سو گئے۔ صرف بھیم سین بیدار رہا۔ ہائے کیا زمانے کا انقلاب ہے۔ جو پانڈو سونے کی پلنگڑیوں اور مخمل کے فرش کے سوا کہیں پلک نہ جھپکاتے تھے۔ جن کے ناز و نعم سے پلے ہوئے جسموں میں فرشِ گل پر بچھے ہوئے پھولوں کی پنکھڑیاں کھٹکتی تھیں۔ آہ آج اُن کی قسمت میں جنگل کی اونچی نیچی زمین ہے اور بالش سر کے عوض دیشور کا تکیہ۔ وہ مہارانی کنتی جس کے قدموں کے نیچے راجہ پنڈو جیسا چکرورتی راجہ اپنی آنکھیں بچھائے رہتا تھا۔ جس کے سر کو خاوند کا زانو پھولوں کے تکئے کی طرح جگہ دیتا تھا۔ حیف وہ درخت کے سائے میں اپنی قسمت کے ساتھ سو رہی ہے اور یہ شعر حسب حال ہے

یاد مژگاں میں میری آنکھ لگی جاتی ہے لوگ سچ کہتے ہیں سولی پہ بھی نیند آتی ہے

سب سو رہے تھے۔ بھیم سین جاگ رہا تھا۔ دفعتہً سامنے سے ایک راچھسنی لپکتی ہوئی آئی۔ اور بھیم سین پر ہاتھ صاف کرنا چاہا۔ بھیم سین اُٹھ کھڑا ہوا۔ ایک درخت اُکھاڑا اور وہ ہاتھ دکھائے کہ اس کے جی چھوٹ گئے۔ وہ ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئی اور بولی :-

تمہاری جیوٹ تمہاری جرأت تمہاری شکل تمہاری صورت نے مجھے اپنا بنا لیا۔ اب میں تمہاری ہو چکی۔ خدمت میں قبول ہو۔ میں راچھسنی نہیں دیکھو کون ہوں ؎

یہ کہکر اُس نے صورت بدلی۔ تو ایک نور کی تصویر سامنے کھڑی ہو گئی۔ چاند سا مکھڑا آنکھوں میں چکا چوند پیدا کرنے لگا یہ جمال دل افروز دکھا کر اُس نے کہا :-

دیکھی آپ نے میری صورت۔ میرا نام ہڑمبا ہے اب سمجھ لو کہ تمہاری لونڈی ہوں۔ کسی طرح اطاعت سے باہر نہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ میرا بھائی ہڑمب آتا ہی ہوگا۔ وہ بڑا زبردست ہے۔ تم

سے مقابلہ کرے گا۔ تم اُس سے خم ٹھونک کر مقابلہ کرو۔ اور وہ
تمہارے ہاتھ سے قتل بھی ہو جائے گا۔ اور میں تمہاری لونڈی
ہی بنی رہونگی ؀

بھیم سین۔ مجھے تیری بات کا کیا اعتبار ہے کہ ابھی لڑتی تھی
ابھی لونڈی بننے کو تیار ہو گئی ؀

ہڈمبا۔ سونا جانئے کسے۔ آدمی جانئے بسے ؎

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

پہلے میں آپ سے ناواقف تھی۔ جب آپ کو دیکھا تو معلوم
ہوا کہ آپ ایسے ہیں۔ اسی سے دل آگیا۔ اب آغوشِ محبت
میں جگہ دیجئے ؀

یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ ہڈمب راچھس شیر کی طرح ڈکارتا
بادل کی طرح گرجتا سر پر آپہنچا۔ بھیم سین وہی درخت لئے
ہوئے سامنے جا ڈٹا۔ پہلے خوب بنکیتی کے ہاتھ ہوئے۔ آخرکار
کُشتی کی ٹھہری۔ داؤں پیچ ہوتے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی
کہ ایک دفعہ بھیم سین نے اُٹھایا اور گد سے زمین پر چت کر دیا۔ اودھر
ہڈمب کی پیٹھ زمین پر لگی۔ ادھر بھیم سین چھاتی پر۔ وہ کسمساتا
ہی رہا اور بھیم سین نے پران نکال دئے۔ گدم گدے کی آواز
سے جدھشٹر وغیرہ بھی چونک پڑے۔ دیکھا تو بھیم راچھس کی چھاتی
پر سوار ہے۔ اور راچھس بے دم ؀

ہڈمبا آکر بھیم سین کے قدموں پر گر پڑی۔ بھیم سین اسے ماتا
کنتی کی خدمت میں لے گیا۔ اُس نے صورت دیکھی تو خوش ہوئی
بھیم سین سے کہا۔ کہ اس کے ساتھ گندھرب بواہ کر لو بھیم سین
نے شادی کر لی اور ہڈمبا پانڈوؤں کی خدمت میں سرگرم رہنے لگی۔
آخر گھٹوت کچ پیدا ہوا [illegible] کی شجاعت

وطاقت کے آثار نمایاں تھے۔ چنانچہ مہابھارت کی جنگ۔ وجدال اور تیرتھ جاترا کے زمانے میں جو کارنمایاں گھٹوت کچ نے کر دکھائے وہ دوسروں سے ممکن نہ تھے +

پانڈووں نے چھتریوں کا بانا اُتار ڈالا تھا۔ اب وہ برہمن کے بھیس میں تھے۔ اُن کا قیام ایک جگہ نہ تھا۔ آج اس جنگل میں ہیں تو کل اُس پہاڑ پر۔ یہ روز روز کی نقل وحرکت کچھ مصلحتاً تھی کچھ بدُر جی کے حسب منشا۔ کیونکہ اُن کی غرض تھی کہ نت نیا دانہ پانی ہو۔ ایک جگہ قیام نہ رہے +

ادھیاے ۵۶

ویاس جی کی ہدایت سے پانڈووں کا ایکچکر پور میں قیام۔ بھیم سین کے ہاتھ سے بک راکھس کا قتل۔ اہل شہر کی بلائے جانستان سے نجات

جب پانڈو صحرا نورد تھے۔ بیاس جی نے ایک روز اُن کو درشن دئے۔ پانچوں بھائیوں نے بڑی تعظیم وتکریم کی آنکھوں پر بٹھایا بیاس جی نے کہا:۔

آجتک جو کچھ گزرا رتی سے ریزہ تک مجھے معلوم ہے۔ تم لوگوں نے بڑی تکلیف اُٹھائی۔ مگر دیکھو بڑے تحمل سے مصیبتیں جھیلنا۔ نیش کے بعد نوش کے بدلات لازمی ہے۔ یہ تیری بات

یاد رکھو۔ عنقریب راجہ جدھشٹر کے سر پر شہنشاہی چتر سایہ فگن ہوگا (رانی کنتی سے مخاطب ہو کر) آپ کچھ فکر نہ کریں۔ جلد ہی دن پھرینگے۔ آج جو پانڈو آوارہ وطن کے مصائب جھیلتے ہوئے جنگلوں کے کانٹوں پر چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے قدموں کے نیچے تاجداران زمانہ کی آنکھیں بچھی ہوئی دیکھ لیجئے گا۔ بہتر ہے۔ کہ اب آپ اپنے پیارے بچوں کو لے کر اکچکر پور میں قیام پذیر ہوں وہی جگہ آفتاب اقبال کے لئے مشرق انوار ہوگی +

بیاس جی یہ کہکر چلتے پھرتے نظر آئے۔ یہاں پانڈووں نے اکچکر پور کا راستہ لیا۔ جب پوری میں پہنچے۔ تو ایک برہمن کے گھر جا ٹکے +

اکچکر پوری میں عرصے سے ایک آشوب اُٹھ رہا تھا۔ کوئی بک راچھس نامی ہر روز ایک نہ ایک برہمن کو چٹ کر جاتا۔ اور اس سبب سے ہر روز ہر گھر میں ماتم کا سامنا رہتا۔ پوری کے رہنے والے سخت تنگ آئے۔ آخر اُنھوں نے متفق الرائے ہو کر راچھس کی خوراک کے لئے اپنی جماعت میں سے ایک ایک کی باری مقرر کردی۔ اور اس طرح ہر وقت کے اندیشۂ موت سے جان بچائی اور باشندگان مقامی چھکڑے پر مٹھائی اور کھچڑی لدوا کر راچھس کی خدمت میں حاضر ہوتے اُس شخص کو پیش کرتے جس کی اُس روز باری ہوتی۔ راچھس مزے سے مٹھائی کھچڑی اُڑاتا اور آدمی کو ڈکار جاتا تھا۔ لوگ اپنی جان کی خیر مناتے۔ "تک جیئے سو دم ہوئے" کے مصداق اسی جانبری کو غنیمت سمجھتے تھے۔ ہاں جس کی دوسرے روز باری ہوتی۔ اُس کے دل سے پوچھنا چاہیئے۔ رات کیونکر کٹتی تھی۔ اُس کے رشتہ دار دل کے نیچے میں کیسے کسر پیٹتے تھے +

جس روز پانڈووں نے برہمن کے یہاں ڈیرا کیا اُس روز اُسی برہمن کی باری تھی- اور سب سامان لیس تھا- دیر صرف اتنی تھی کہ باپ کہتا تھا کہ میں طعمۂ قضا ہونگا- بیٹا جھگڑتا تھا کہ نہیں لقمۂ اجل ہونے کے لئے میری باری ہے- وہ کہتا تھا کہ میں بڈھا ہو چکا- دنیا کی بہت سیر کر لی- آخر ایک دن مروں ہی گا- پس جیسے آج ویسے کل مجھ سے اب دنیا بسنے والی نہیں- یہ کہتا تھا کہ واہ پالا پوسا گود موت کیا- نہ دن کو دن جانا نہ رات کو رات- میں ایسے باپ کو اپنے جیتے جی دوروزہ زندگی کے واسطے اپنے ہوتے موت کے منہ میں جھونکوں ممکن نہیں- یہ دونوں حجتیں کر رہے تھے- ادھر برہمنی کی جان اُڑی جاتی تھی کہ خاوند جاتا ہے تب بھی زندگی حرام بیٹا جاتا ہے تب بھی مرن دونو طرح خرابی ہے- وہ اس وقت زار زار رو رہی تھی بھیم سین نے جو ہائے واویلا سُنی تو پوچھا:-

"ماتا جی کیوں معاملہ کیا ہے- یہ رونا دھونا کیسا؟

برہمنی- بیٹا کیا کہوں- ہائے آج گھر اُجڑتا ہے- تم مہمان ہو- جاؤ بیٹھو تمہیں ان باتوں سے کیا کام +

بھیم سین- ماتا جی بتانے میں بھی کچھ حرج ہے +

برہمنی- نہیں بتانے سے میرا گرہ سے کیا جاتا ہے- خیال فقط یہ ہے کہ میں تو کڑھ رہی ہوں- تم کو بھی مفت رنج ہوگا کیسی کے رنگ میں بھنگ کرنے سے مطلب +

بھیم سین- ہمارے رنگ میں بھنگ نہ ہوگا آپ مہربانی کر کے بتاویں تو میری دلجمعی ہو جائے اور بس +

برہمنی نے راچھس کی خلق آزاری- مردم خواری وغیرہ کی ساری سرگذشت بیان کر کے کہا کہ آج میرے گھر کی باری ہے اسی لئے باپ بیٹا جھگڑ رہے ہیں- باپ کہتا ہے کہ میں جاؤنگا- بیٹا کہتا ہے کہ نہیں میں- میری دونو طرح سے مشکل ہے- یہ آنکھ ...

پیڑ وہ آنکھ پھوٹے تو درد۔ کون سی اُنگلی کٹواؤں اور کونسی نہیں +
بھیم سین۔ بس اتنی بات کے لئے یہ ہائے ہتیا۔ آپ نہ کوئی آنکھ پھوٹنے دیں نہ اُنگلی کٹوائیں۔ آج سب کی طرف سے مَیں راچھس کے لئے حلوائے بے دود بنونگا +
برہمن اور برہمنی۔ نہیں یہ نہیں۔ ہم لوگوں کا چاہے جو کچھ ہو جائے اپنے مہمانوں کا ایک رواں میلا ہوتے دینا منظور نہیں جاؤ بیٹا بھائیوں کے ساتھ جی بہلاؤ +
بھیم سین۔ ماتا جی۔ آپ کو فکر کیا۔ ایشور کی کرپا سے ہم پانچ بھائی ہیں۔ اگر اُن میں سے ایک نہ رہا تو کیا ہماری اوروں سے دل بہلا نہیں سکتی ہیں۔ تمہارا تو ایک ہی پُتر اُس پر کچھ گزری۔ تب تو تمہارے پران ہی نہ رہینگے۔ اس سے کہتا ہوں کہ مجھے اپنے بیٹے کے عوض بھیجدو +
برہمنی۔ بیٹا۔ باپ راچھس ایسا ویسا نہیں۔ کال کو بھی پائے تو کھا جائے۔ ہاتھی کی ہڈیاں دانت سے چباڈالے۔ بس حد ہے کہ اس نے سارے گاؤں والے منہ میں جھونک لئے۔ ہم لوگوں کے لئے کہیں بھاگنے کا راستہ بھی نہیں کہ اندھیرے اُجالے یہاں سے پر لگاکر اُڑ جائیں۔ مَیں بڑھاپے میں اپنے ماتھے پر کلنک لگانا نہیں چاہتی۔ تم جاؤ اور باتوں میں دل لگاؤ۔ ان باتوں سے تمہیں کیا کام +
بھیم سین۔ ماتا جی۔ یہ تو اب ہونے کا نہیں۔ کہ مَیں کل سویرے نہ جاؤں۔ آپ اجازت دیدیں اور پھر دیکھیں کہ کیا مزہ ہوتا ہے۔ راچھس کے سامنے آنے بھر کی دیر ہے۔ ایشور چاہیگا تو ہڈیاں پسلیاں چور چور دیکھ لیجئیگا۔ آپ کا بال بیکا ہو تو مَیں ذمہ وار۔ سمجھ لیجئے کہ مری اور اُس کی مڈبھیڑ ہوئی اور پھر ہمیشہ کے لئے چھٹی +
برہمن اور برہمنی نے الگ سمجھایا۔ ۔ ۔ ڈرایا۔ مگر بھیم سین نہیں کوئی دیر و گھسٹر و تو تھا ہی نہیں۔ اس نے کہا کہ اب دینا او دھرنا۔

ہوجانے ماننے کا نہیں۔ آپ کے بیٹے کے بدلے ضرور جاؤنگا اور دیکھونگا۔ کہ وہ کیسے سب کو چٹنی کرجاتا ہے +

دونوجوڑہ خاوندوں کی رات بھر نیند حرام رہی تھی۔ یا تو انہیں اپنی ہی فکر تھی یا بھیم سین کی ایک تیسری ہی فکر ہوگئی +

رات بھر آنکھ نہ جھپکی۔ پپوٹے سوج گئے۔ جس وقت صبح ہونے کو ہوئی بھیم سین برہمن کے پاس آیا اور کہا کہ مٹھائی اور کھچڑی لے کر چلئے۔ آپ بھی سوار ہو لیجئے۔ کیونکہ آج آپ کی باری ہے۔ میں پیچھے سے آکر سب کھایا پیا نکال کے چھوڑونگا۔ آپ بے فکر رہیں۔ کچھ خوف نہ کریں۔ جب تک جان میں جان ہے۔ مجال کیا جو کوئی رو آں بھی میلا کرسکے +

ابھی منہ اندھیرا ہی تھا کہ بھیم سین اُٹھا۔ نہایا دھویا۔ پوجا پاٹھ سے فراغت کی اور جوہیں فور کا تڑکا ہُوا۔ چندرماں جی کا دھیان اور سورج بھگوان کو ڈنڈوت کرکے گدا لئے ہوئے شہر میں پہنچا۔ اہل شہر مٹھائی اور کھچڑی کا چھکڑا لادے پیاندے کھڑے تھے اور انتظار تھا کہ برہمن آئے۔ برہمن اور بھیم سین سے کہی بدی تھی۔ وہاں لوگ پوچھنے گئے تو برہمن کا پتہ نہیں۔ بھیم سین نے کہا اچھا! برہمن نہیں تو جانے دو آج ہماری باری سہی۔ یہ کہکر وہ چھکڑے پر جا بیٹھا۔ ایسے لمبے لمبے ہاتھ مارے کہ ذرا دیر میں مٹھائی کی چُور اور کھچڑی کا ایک دانہ بھی باقی نہ بچا۔ بھیم سین اب پیٹ پر ہاتھ پھیر کر اُٹھا اور ادھر اُدھر سے گوبر اور مٹی لاکر چھکڑے کو جیوں کا تیوں بھردیا۔ اب بک راکھس اپنے حسب معمول ڈکارتا۔ گرجتا ہُوا آپہنچا۔ چھکڑا دیکھا تو نہ مٹھائی نہ کھچڑی۔ گوبر ہی گوبر ہے یا مٹی۔ وہ جل اُٹھا۔ آنکھیں غصے سے خون کبوتر ہوگئیں۔ بجلی کی طرح تڑپ کر بھیم سین کی طرف دانت کٹکٹاتا ہُوا لپکا۔ بھیم سین اپنی ہوش سے چاہتا تھا کہ ذرا چھو... [illegible] ... قریب آیا یہ تال ٹھونک کر

سر پر جا پہنچا - اُدھر سے اس نے اُسے اور ادھر سے اس نے اُسے دبوچا اور گھسے پر گھسے چلنے لگے - وہ بھی طاقتور - یہ بھی شہزور - دیر تک کُشتی ہوتی رہی - آخر راچھس کا دم پھول گیا - اور بھیم سین نے داؤں کرکے جو پھینکا - تو دھم سے زمین پر چاروں شانے چت - بھیم سین اس وقت بجلی ہو رہا تھا - راچھس کی پیٹھ زمین سے لگنے ہی نہ پائی کہ یہ چھاتی پر جا پہنچا - اور ایسے رگڑے بتائے کہ ہڈیاں چرمر ہوگئیں اور پنجرے کا پنچھی پھُر سے اُڑ گیا - بھیم سین نے اس کا سر تراشا اور دروازہ شہر پر لٹکا دیا کہ ظالموں کو عبرت ہو - بک راچھس کے مرتے ہی اُس کے بھائی بندوں کی بھی نانی مر گئی وہ بھیم سین کی خدمت میں حاضر ہوئے قدموں پر سر رکھ دیا - اپنی بیگناہی کا اظہار کیا - معافی چاہی امید وار نظر عاطفت ہوئے - بھیم سین نے احتیاط آئندہ کی قسمیں لے کر معافی دی - اور برہمن کے قیام گاہ پر واپس آکر سب کو ساری واردات سُنائی - سب بہت خوش ہوئے - برہمنی کی خوشی کا کیا پوچھنا - اُس نے ہزاروں اسیسیں دیں - بھیم سین کی طاقت کو سراہا - پانڈووں کا احسان مانا +

پانڈووں نے اس واقعہ کی شہرت کے لحاظ سے یہاں زیادہ قیام کرنا مناسب نہ جانا - برہمنی سے رخصت ہو کر اُسی وقت دوسری طرف کو چل دئے - یہاں جب اہل شہر نے راچھس کا سر دروازۂ شہر پر دیکھا تو نہایت ہی حیرت ہوئی کہ یہاں ایسے کال کا کال کونسا پیدا ہو گیا - پوچھتے پچھتے خبر لگی کہ فلاں برہمن کے ایک مہمان نے تمام شہر کی جان بچائی تو سب کے سب وہاں دوڑ پڑے - دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہیں - برہمن اور برہمنی نے کہہ دیا کہ پانچ بھائی اپنی ماں کو لئے ہوئے رات بھر یہاں ٹکے تھے - سویرے ایک بھائی نے راچھس کو مارا اور سب اپنی راہ لگے یہ نہیں معلوم کدھر گئے - لوگوں نے ادھر اُدھر پاؤں توڑے پر اُن کا پتہ نہ لگا مگر یہ نہ کہہ

ادھیائے ۵۷

ویاس جی کی ہدایت سے پانڈووں کا کنتھل نگر میں گزر۔ انگاربرن گندھرب سے جنگ و صلح

جس وقت بک راچھس جہنم واصل ہو چکا۔ پانڈو اپنی راہ لگے۔ راستے میں بیاس جی نمودار ہوئے۔ بھیم سین کو شاباش دی۔ شکر گزار ہوئے کہ اس نے اپنی طاقت و جرأت سے بک راچھس کو مار کر برہمنوں کو امان دی۔ جدھشٹر سے کہا کہ تم کو اس نیک کام کا مبارکباد۔ اب میری صلاح ہے کہ کنتھل نگر میں بود و باش کرو۔ وہاں تم سب کا ستارہ اوج پر ہوگا۔ بے انتہا دولت ملیگی۔ وہ وہ چیزیں ہاتھ آئینگی جو کسی نے نہ دیکھی ہوں۔ اس کے بعد تم ہوگے اور راج سنگھاسن۔ راج ملکت ہوگا اور تم ٭

بیاس جی تو یہ کہکر چلتے ہوئے پانڈووں نے کنتھل نگر کی طرف قدم بڑھایا۔ پانچال دیش (پنجاب) راستے میں تھا۔ اس کی سیر کرتے وقت برہمنوں سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے اودھر ادھر کی باتیں کرکے دروپدی کے سوئمبر کی خوشخبری سُنائی۔ پانڈو سُن کے چپ ہو رہے۔ منزل پر پہنچتے پہنچتے رات ہو گئی۔ رات کے وقت اجنبی مسافروں کو دیکھ کر انگاربرن گندھرب کے ہمراہیوں نے للکارا کہ کہاں بے وقت گھوم رہے ہو۔ پانڈووں نے کہہ دیا کہ ہم مسافر ہیں۔ ہمیں [illegible] مگر انگار [illegible] شہ [illegible] ہے گندھرب

کے ہمراہیوں کی گیدڑ بھبکیاں تیز ہی رہیں۔ جب وہ کسی طرح سیدھے نہ ہوئے۔ اینٹھتے ہی رہے۔ تو ارجن نے چلے پر تیر چڑھایا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ ارجن نے ایسے تیر برسائے۔ کہ سارے مخالفوں کے جی چھوٹ گئے۔ راجہ گندھرب اپنی رانی کو لئے ہوئے ارجن کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ معافی مانگی اور گندھرب لوک کے وہ اعلےٰ سے اعلےٰ گھوڑے نذر کئے۔ جن کی گرد اشہب صبا اور سمندِ نظر بھی نہ پا سکتا تھا +

ارجن نے عفو تقصیرات کی۔ گھوڑے قبول کئے اور کہا:۔

"اس وقت ہم مسافرانہ حالت میں ہیں۔ ابھی کچھ دنوں اور غریب الوطنی رہیگی۔ اس لئے گھوڑے اپنے ہی یہاں رکھئے۔ جب ہم واپس پھرینگے تو طلب کرینگے +

گندھرب راج۔ آپ نے ہم سب کی جان بخشی کی۔ بڑا احسان کیا۔ مجھ پر کوئی نہ کوئی خدمت کرنا ضرور فرض ہے۔ اس لئے اگر خلاف نہ ہو تو ایک منتر سکھا دوں۔ جس سے آپ ایک جگہ بیٹھے بیٹھے دنیا بھر کا حال دیکھ اور معلوم کر سکتے ہیں +

ارجن۔ کیا مضائقہ۔ آپ مجھے یہ منتر سکھا دیں۔ اور آپ کو میں وہ منتر بتا دونگا۔ جس سے ایک تیر میں چاروں طرف آگ ہی آگ بھڑک اُٹھے +

دونوں میں باہم صلح ہو گئی۔ اور باہم منتر سیکھے سکھائے گئے۔ جب اس سے فراغت ہوئی تو راجہ گندھرب بولا کہ:۔

"گو سورج کو چراغ دکھانا ہے تاہم بمصداق "کرمہائے تو مارا گرگستاخ" یہ استدعا کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ آپ آیندہ سے شب کے وقت جب کسی عورت کو ساتھ لے کر چلیں تو برہمن کو آگے لے جایا کریں:

ارجن۔ یہ کیوں؟

راجہ گندھرب۔ میں آپ سے نیت کی بات کہتا ہوں۔ کیوں کا جواب

نیت والے جائیں۔ مگر ذرا سا شگوفہ میں بتلائے دیتا ہوں کہ اگر یہ نہ ہوتا تو میرے ہمراہی آپ کی منزل کھوٹی نہ کرتے۔ رات کے وقت آپ پانچوں صاحب جارہے تھے۔ ایک عورت ساتھ تھی۔ اور سب کے پیچھے دو برہمن تھے۔ یہ حالت ٹوکنے کے قابل تھی۔ چنانچہ وہی بات پیش آئی۔ اور اس کی نحوست کا بھی تھوڑا بہت ظہور ہو گیا۔ برہمن کو پیچھے لے چلنے میں نرادر ہوتا ہے اور اس نرادر کا نتیجہ خرابی +

ارجن۔ اور بششٹ ایسے برہم گیانی ساکشمات برہما کے پتر کے سو بیٹے بسوامتر جی نے جو مار ڈالے ٭

راجہ گندھرب۔ اس کا حال میں بیان کرتا ہوں۔ آپ نتیجہ نکال لیں +

ادھیائے ۵۸

بششٹ منی اور بسوامتر رشی کی باہمی مخالفت۔ اس کے نتائج۔ پاراسر جی کی ولادت۔ راچھسوں کا قلع قمع

انگاربرن گندھرب ارجن سے مخاطب ہے کہ بششٹ جی برہما جی کے فرزند عبادت و ریاضت میں سرتاج زمانہ ہوئے اُن کے فضائل و کمالات کا ثبوت یہی ہے کہ مہاراجہ اکشواک ایسے چکرورتی یعنی روئے زمین کے فرمانروا اور اُن کے ایک سے ایک باقبال جانشین کے گرو اور پروہت کی پدوی صرف انہیں کے حصے میں ہی [illegible] بششٹ جی برہم گیانی تھے [illegible]

کیا سروکار- مگر چونکہ اسی خاندان میں بھگوان بشن سری رامچندر جی
کے نام نامی واسم گرامی سے جلوۂ نور حقیقی دکھانے کو تھے- لہذا
اُنہوں نے سری برہما جی کے حکم سے پروہتائی کی پدوی کو ذات
بابرکات سے عزت دینا منظور کیا- بششٹ جی اپنی استری ارُن دھتی
کے ساتھ تپوبن میں تپشیا سے زندگی کا آنند لوٹ رہے تھے- کہ
ایک روز کانیکیج (گادھیپور عرف قنوج) کا راجہ گادھ صید وشکار
سے دل بہلاتا ان کی کٹی کی طرف نکل آیا- بششٹ جی نے راجہ کی
بڑی ہی خاطر ومدارت کی- زبانی ہی نہیں عملی- راجہ سے لے کر
تمام فوج حتےٰ کہ نوکر چاکر سب کی دعوت کر دی گئی- کٹی میں بھا.ی
بھانگ نہ تھی- مگر جس وقت دعوت ہوئی دنیا کی کون نعمت تھی جو
مہمانوں کے ساتھ ڈھیر نہ تھی- اوڑھنے بچھونے- زرش فردش
کی بھی کمی کا کیا ذکر +

تمام چیزوں کا انبار لگا ہوا تھا- آناً فاناً میں وہ وہ عالیشان
محل تیار ہو گئے جو راجہ گادھ نے خواب میں بھی نہ دیکھے تھے +

گادھ کو حیرت ہوئی کہ میں اتنا بڑا راجہ میرے پاس ایسا کوئی
سامان نہیں- ایسے کھانے زندگی بھر میں نہیں کھائے- ضرور اس
میں کچھ بھید ہے- بششٹ جی ظاہر میں تو فقیر بنا ہوا ہے- مگر اس
کے پاس وہ دولت ہے کہ راجوں مہاراجوں کو بھی نصیب نہیں-
بششٹ نے تپشیا کر کے ساری دولت اپنی کٹی ہی میں بٹور رکھی
ہے- ہم لوگوں کی قسمت میں پھونک چھوڑ دیا- تپشوی بڑا مزہ کرتے
ہیں- راجوں کی زندگی اکارتھ- آج آہ ذرا سی کٹی میں یہ ساز وسامان
یہ دولت وثروت +

راجہ گادھ کی عقل چکر کھا ہی رہی تھی کہ معلوم ہوا- یہ بششٹ
جی کی دولت وثروت کا پیر کاش نہیں- ساری کرامات صرف ایک
گئو کی ہے- اس کے سوا چارہ بس کسی نہ کسی طرح کامدھین کو ہتھیانا

چاہئے۔ ایسی چیز چھوڑ نا محض بیوقوفی۔ راجہ گادھ اس خیال کو دل میں لئے ہوئے بشِشٹ جی کے پاس پہنچے۔ اور عرض کی :۔

مہاراج۔ آپ کو دنیاوی دولتوں سے کیا کام۔ آپ تپشوی ہیں۔ مگر پھر بھی میں ایک ہزار گائیں نذر کرتا ہوں آپ مجھے اپنی گئو دے دیجئے +

بشِشٹ۔ آپ جو مانگیں مَیں خوشی سے دے دونگا۔ مگر گئو پر میرا قابو نہیں۔ یہ اُن لوگوں کا مال ہے۔ جو ایشور سچدانند کی یاد میں چوبے کو سوا ہا کر رہے ہیں +

راجہ گادھ۔ اگر آپ سیدھی طرح نہ دینگے۔ تو شکایت نہ کریں مَیں پھر طاقت سے کام لونگا +

بشِشٹ۔ یہ آپ کو اختیار ہے مَیں آپ کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا +

راجہ گادھ نے طیش میں آکر فوج کو حکم دیا کہ "لے چلو اس گائے کو۔ خبردار کوئی روکنے نہ پائے" +

یہ کہکر وہ خود اُٹھا۔ گائے کی رسی کھولی اور وہاں سے چلانے کے لئے ایک کوڑا رسید کیا۔ کہاں کامدھین کہاں کوڑا۔ کامدھین چیخ پڑی اور رسی تڑا کر سیدھی بشِشٹ جی کی خدمت میں حاضر ہو کر انسانی آواز میں بولی :۔

"کیوں مہامنی۔ برہم پُتر۔ مجھ سے کوئی خطا کہ آپ قدموں سے جدا کرتے ہیں" +

بشِشٹ جی۔ بھلا مجھے تمہارے قدموں سے چھوٹنا گوارا ہو سکتا ہے مگر اس وقت میرا بس نہیں۔ راجہ راج ہٹ پر اوتارو ہے۔ تمہاری غیبی طاقتیں دیکھ کر اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔ میں نے لاکھ سمجھایا۔ ایک نہیں مانتا اور تمہیں اپنی شاہی طاقت سے گھسیٹے لئے جاتا ہے۔ مَیں ایک تپشوی ہوں۔ مجھ میں یہ قوت کہاں کہ تم کو راجہ سے چھین سکوں۔ ہاں تم میں سب کچھ قدرت ہے

مرضی ہو تو تمہارا کوئی کچھ نہیں بنا سکتا۔ تم مختار ہو۔ مالک ہو۔ جان تمہاری خوشی پر منحصر ہے +

کامدھین۔ ہاں یہی بات ہے۔ لیجئے ذرا مزہ دیکھو +

یہ کہتے ہی اُس نے کان کھڑے کرتے ہی دُم پھٹکاری۔ فوراً چھسونی کا ایک ٹڈی دل جمع ہو گیا۔ سب راجھس ادھر شاہی فوج پر ٹوٹ پڑے ادھر کامدھین اپنے سینگوں سے تیغ و تفنگ کا کام لینے لگی۔ دم بھر بھی نہ گزری تھی کہ سارا لشکر کھیت۔ میدان صاف۔ لاشوں پر لاشے پڑے ہوئے تھے۔ خون کا دریا بہہ رہا تھا۔ جو زخمی تھے وہ سسک رہے تھے راجہ کو جان بچانا دوبھر ہوئی وہ نو کدم بھاگا اور ایک جنگل میں چھپ کر جان بچائی۔ کامدھین سب کا صفایا بول کر بششٹ جی کے پاس لوٹ آئی اور کٹی میں قیام کیا +

راجہ گادھ دل میں کٹ گیا۔ کسی کو منہ دکھانے کی صورت نہ رہی۔ آخر اُس نے تہیہ کیا کہ بس جپ تپ سے بششٹ جی کی خبر لی جائیگی۔ تو سہی وہ تپسیا کروں کہ بششٹ کو طاق پر بٹھا دوں +

بسوامتر دُھن کے پکے تھے۔ مزاج میں ہٹ تھی۔ جس طرف جھک پڑے جھک پڑے۔ جو خیال جم گیا جم گیا۔ بس جپ تپ میں دل لگا دیا جان توڑ کر ایسی تپسیا کی کہ دیوتاؤں کے جی چھوٹ گئے بس حد ہے کہ جس وقت بسوامتر جی نے یگیہ کیا تو راجہ اندر اور اور دیوتا سوم پان کرنے کے لئے بال بندھے دوڑے آئے۔ ذرا بھی مین میکھ نہ کر سکے۔ جب تک راجگی کی راجہ گادھ نام رہا۔ جپ تپ کے زمانے سے بسوامتر بسوامتر کہلانے لگے۔ وہ طاقت اور قدرت حاصل کر لی۔ کہ دوسری سرشٹی ہی رچنا شروع کر دی اپنی قدرت سے نئے ستارے اور نچھتر پیدا کر دئے۔ اور بہت سے جاندار بنا ڈالے۔ غرض بنانا چاہا کہ سرشٹی میں کہ لگا دے کی ہاں ٹکر پر کھینس پیدا کی۔ ایک جانور نے جوب میں دو سے راجا خور

دیک اناج کے مقابلے میں دوسرا اناج پیدا کردیا۔ اور ناریل سے آدمی پیدا کرنے کی آرزو تھی کہ دیوتاؤں نے منت و سماجت کر کے باز رکھا بسوامتر راجہ تھے۔ تپ کی طاقتوں سے راج رشی ہوئے۔ اور آخر کار برہم رشی کی بھی پدوی حاصل کرلی ایک راجہ کلماگھ پادرہا تھا۔ اس کو سراپ سے راچھس کا قالب مل گیا تھا۔ بسوامتر نے اس کو پچارا دیا وہ ایک تو کریلا تھا۔ جب بسوامتر نے نیب پر چڑھا دیا تو اور بھی کڑوا ہو گیا شمشیر ظلم و ستم پر باڑھ رکھی اور بششٹ جی کے سو بیٹے تہ خاک کئے۔ بششٹ جی کو سخت صدمہ ہُوا۔ مگر غصہ پی گئے۔ بسوامتر سے عوض لینے کی نہ ٹھانی۔ دل پر غضب کی گہری چوٹ لگی تھی۔ زندگی سے بیزار ہو گئے۔ اس نے جان دیدینے پر کمر باندھی۔ پہلے سومیر پربت کی چوٹی سے پھاند پڑے۔ پھر جلتی آگ میں کودے۔ چھاتی پر پتھر باندھ کر سمندر میں غوطہ لگایا۔ مگر ذرا بھی صدمہ نہ ہُوا۔ آگ برف ہو گئی۔ پہاڑ سے گرتے ہی جیسے کسی نے گود میں لے لیا۔ آخر ہاتھ پاؤں باندھ کر دریاے بیاس کی تہ میں جا پڑے۔ مگر رشی کا بند بند خود بخود کھل گیا۔ اور دریا کی لہروں نے ساحل پر اچھال دیا۔ دریاے بیاس کی مہماں اس روز سے کچھ اور کی اور ہو گئی۔ مگر بششٹ جی کی دُھن بندھی رہی۔ اُنھوں نے پھر شتدر ندی یعنی ستلج میں جان دینے کا ارادہ کیا۔ وہ اس کی بیچ دھارا میں ڈبکی لگا گئے۔ لیکن ایشور کی کرپا سے اس دریاے ذخار کی ہزار دھارائیں ادھر اُدھر بہ نکلیں اور وہ خود پایاب ہو گیا۔ بششٹ جی جان دینے کی کوشش کرتے کرتے تھک گئے۔ مگر اُن کا رواں بھی نہ میلا ہُوا۔ آخر ہار ہی مان کر جنگلوں کی خاک چھاننا شروع کی۔ اگر آج اس صحرا میں ہیں تو کل اُس بیابان میں۔ ایک روز یہ یونہی پاؤں کا سنیچر مٹا رہے تھے۔ کہ ایک عورت اُن کے پاس آئی۔ اور قدموں پر سر جھکا کر بولی کہ:۔

مہاراج میں آپ کی بہو ہوں۔ اور ستی نام ہے ❖

بشسٹ جی کچھ پوچھنے بھی نہ پائے تھے۔ کہ وید منتروں کی آواز کانوں میں گونجنے لگی۔ اور آدرشنتی قدم پکڑ کے بیٹھ گئی۔ بشسٹ جی کو سخت حیرت ہوئی۔ کہ یہاں میرے اور اس عورت کے سوا تیسرا آدمی نہیں۔ یہ وید منتروں کی آواز کیسی۔ اُنہوں نے پوچھا:۔

معاملہ کیا ہے۔ وید منتروں کی آواز میں کہاں سے سُن رہا ہوں +

آدرشنتی۔ آپ کے فرزند کلاں شکر سے میں حاملہ ہوں اور یہ آواز حمل کی ہے۔ بشسٹ جی کو سخت حیرت ہوئی۔ مگر اس حیرت پر اس بات کی خوشی نے پردہ ڈال دیا۔ کہ میری بہو کی اولاد کوئی معمولی نہیں جب ابھی سے وید پاٹھ کا یہ حال ہے۔ تو جب ظہور ہوگا۔ نہ جانے فضائل خصائل کی کیا کیفیت ہوگی۔ اُنہوں نے آدرشنتی کی بڑی خاطر تواضع کی اور فرمایا:۔

اچھا بیٹی تم یہیں رہو میں تمہاری ساس اُرن دھتی کو بھی بلائے لیتا ہوں کہ اکیلی سے دو کیلی ہو جاؤ +

ادھر یہ باتیں ختم نہ ہوئی تھیں کہ سامنے سے ایک مہیب صورت راچھس آتے نظر آیا آدرشنتی نے کہا:۔

پتا جی مہاراج دیکھئے غضب ہوگیا۔ وہ سامنے راچھس آرہا ہے اب آپ کی اور میری خیر نہیں +

بشسٹ جی۔ تم بیفکر رہو۔ یہ اصل میں راچھس نہیں کلماکھ پاد راجہ ہے فقط سراپ سے راچھس کا قالب نصیب ہوگیا +

یہ کہا ہی تھا کہ راچھس پاس پہنچ گیا۔ کچھ ہاتھ پاؤں نہ نکالنے پایا تھا کہ بشسٹ جی نے ایک منتر پڑھ کر پھونکا۔ تو صورت ہی کچھ اور ہوگئی۔ راچھس کا نام ونشان نہیں۔ دیکھا تو کلماکھ پاد راجہ ہاتھ جوڑے ہوئے کہہ رہا ہے کہ:۔

جگت گرو۔ مہامنی خطا معاف کیجئے۔ پاد راجہ شوورش کا بیٹا میں ہوں کلماکھ پاد ...

ہیں نے بڑے عذاب کئے - اب آپ سب پاپ دور کریں +
بششٹ جی - بس ایک بات یاد رکھو - خبردار خبردار کبھی کسی براہمن کی حقارت نہ کرنا - تب تو نجات ہے نہیں تو تم جانو اور تمہارا کام +
کلماکھ پاو - مہاراج کبھی ایسی خطا نہ ہوگی - جان و دل سے خدمت نہ کروں تو گنہگار جو سزا چاہیئے دیجئے مگر اب یہ فرمائیے کہ اکشواک بنس کی بیل کیسے بڑھیگی - خاندان میں کوئی چراغ نہیں +
بششٹ جی - اچھا تم جاؤ اچھی طرح راج کرو - وارث تخت و تاج بھی ہو رہے گا - فکر کی بات نہیں +

راجہ کلماکھ پاو اپنے راج سنگھاسن پر بیٹھا اور یہاں کچھ دنوں کے بعد ادرشنتی کی امید بر آئی نور نظر نے صورت دکھائی - لڑکا بڑا خوبصورت بڑا تیجسوی اور پرتاپی تھا - چہرے پر وہ مذہبی جلال کہ بس معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بڑا بھاری تپیشری ہے +

بششٹ جی سو بیٹوں کے غم میں جان دینے پر آمادہ تھے - مگر زبان نکالے نہ نکلتی تھی - آخر پوتے کی امید پر انہوں نے صبر کیا - اور جس وقت بچے کی صورت دیکھی آنند ہو گئے - اور پاراسر اس لئے نام رکھا کہ انہوں نے اس کے لئے جان دینے سے ہاتھ اٹھایا تھا - سو بیٹوں میں سے ایک کی یادگار دیکھ کر بششٹ جی کا کلیجہ ہاتھوں بڑھتا تھا - انہوں نے بڑی محنت سے پالا - پرورش کی ایسا پڑھایا لکھایا کہ علامۂ عصر کر دیا +

پاراشر بششٹ جی کو پتا پتا کہکر پکارتے تھے - اور سمجھتے تھے کہ انہیں سے میرا جنم ہوا - ایک روز ادرشنتی گود میں بٹھائے ہوئے تھی - اس کو غم ہوا کہ ہائے میرے پتی پرمیشور نے یہ آنکھوں کا سکھ نہ دیکھا - وہ آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور بیٹے کو کلیجے سے لگا کر کہا :-

"پران پیارے کلیجے کی ٹھنڈک تمہارے پتا ہمیں تمہیں چھوڑ گئے ہیں - جن کو تم پتا کہتے ہو وہ میرے سسر ہیں اور تمہارے دادا

تمہارے پتا جوانی ہی میں گزر گئے۔ اُنہیں راچھسوں نے قتل کر دیا۔

پاراشر کو بچے تھے مگر اس دردناک سرگذشت سے اُن کے دل پر سخت چوٹ لگی۔ غصے سے تاؤ کھا گئے۔ اور قسم کھائی کہ تو سبھی ایک راچھس بھی جو میرے ہاتھ سے بچ کے زندہ رہ سکے۔ بچپن کا یہ پرن ہوش سنبھالتے ہی رنگ دکھا گیا۔ تپسیا گھٹی ہی میں پڑی تھی۔ ایسا تپ کیا کہ غیبی طاقتیں دن دونی رات چوگنی بڑھتی گئیں۔ آخر کار ایک یگیہ کیا اور آپ منتر پڑھنے بیٹھ گئے۔ تپ کا تیج الگ منتروں کی تاثیر جدا ہزار ہا راچھس آپ سے آپ آکر ہون میں سوا ہا ہو گئے۔ جو تھا پہ بندھا چلا آتا تھا۔ رشیوں منیوں کو راچھسوں پر رحم آیا۔ چنانچہ اگست پولست۔ کرت۔ مہاکرت۔ دیول اُتے وغیرہ یگیہ میں تشریف لائے۔ پاراشر جی کی خوشامد درآمد کی۔ منت وسماجت کے ساتھ عرض پرداز ہوئے۔

کہ بس اب غصہ تھوک ڈالئے۔ راچھس اپنے کئے کا بہت ہی پھل چکے۔ آپ کو بیشک سب کچھ طاقت ہے مگر سوچئے کہ ایشور کی سرشٹی ایک کے سے نادر و نہیں ہو سکتی۔ کبھی کسی کا بیج ناش ہُوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے خونریزی سے فائدہ۔ پاراشر جی نے فوراً انتظام کائنات کا لحاظ کرکے اسی وقت یگیہ ملتوی کر دیا۔

ادھیائے ۵۹

راجہ کلماکھ پاد کی سرگذشت انگار برن گندھرب

کی زبانی پانڈووں کی پروہتائی کے لئے دھوم رشی کی منظوری۔ دروپدی سوئمبر کے لئے پانڈووں کا دروپد نگر میں داخلہ

انگاربرن گندھرب ارجن سے مخاطب ہوا کہ بششٹ جی کے پوتے پاراشر جی ہمعصروں میں ممتاز اور رشیوں منیوں میں سرافروز ہوئے حال۔ ماضی۔ مستقبل کی تمام باتیں گویا پیش نظر تھیں۔ یہی پاراشر جی ہیں جنہوں نے مشہور عرف جوجن گندھا کے بطن سے بیاس جی کو پیرایۂ ہستی پہنایا تھا ٭

ارجن اتنا سُن کر بولے کہ آپ نے قبل میں ذکر کیا ہے کہ بششٹ جی راجہ کلماکھ پاد کو ایک بیٹے کے واسطے بردان دیا تھا۔ اُس کی بات تو ادھوری ہی رہ گئی ٭

انگاربرن۔ نہیں نہیں میں سُناتا ہوں سُنئے ٭

راجہ کلماکھ پاد کسی روز جنگل میں محو گلگشت تھا۔ سیر کرتے کرتے دیکھتا کیا ہے کہ درختوں کے کُنج میں ایک تپشوی برہمن اپنی عورت کے ساتھ کلیل کر رہا ہے راجہ سراپ کے اثر سے راچھس ہو چکا تھا وہ دیکھتے ہی لپکا اور برہمن پر جا ٹوٹا۔ چاہتا تھا کہ منہ میں رکھ لے کہ اُس کی عورت بول اُٹھی:۔

"کیوں کیوں یہ کیا۔ مانا کہ سراپ سے راچھس کا چولا پہننا پڑا۔ مگر در اصل میں تو آپ راجہ کلماکھ پاد ہی۔ اکشواک ایسے دھرماتما راجہ کی نسل میں ہو کر آپ کو یہ حرکت زیبا نہیں۔ آخر غریب برہمن کا قصور؟ بہتر ہے کہ بزرگوار [illegible] میرے خاوند کی جان بخشی فرمائیے ٭

راجہ کلماکھ پاد کب سننے والا تھا۔ اس نے یہ گزارش اس کان سے سُنی اُس سے اُڑا دی اور برہمن کو حلوائے نرم کی طرح ڈکار گیا +

برہمنی کے تن بدن میں آگ لگ اُٹھی سنے فوراً ہی سراپ دے دیا کہ راجہ جس وقت تو اپنی رانی سے ہمبستر ہو۔ اُسی وقت بستر مرگ پر دم توڑے +

سراپ کو مُدتیں گزر گئیں۔ راجہ کلماکھ پاد بھی راچھس کے چولے میں مست تھا۔ نیک و بد کی تمیز ہی نہ تھی۔ آخر جب بششٹ جی نے اپنے تپوبل ہی سے راچھس سے انسان بنا کر ایک بیٹے کے لئے آشیرباد دیا۔ تو اب اُس کی آنکھیں کھلیں اور برہمنی کا سراپ یاد آنے سے وہ بہت ہی متفکر ہُوا۔ اپنے افعال قبیحہ پر سخت لعنت ملامت کی۔ راجہ کلماکھ پاد رانی کے پاس جاتا ہے تو جان سے ہاتھ دھونے کا اندیشہ آخر سوچتے سوچتے سوچا کہ جنہوں نے بردان دیا ہے وہ آپ ہی اپنی آشیرباد کو پورا کر دکھائینگے۔ چنانچہ اُس نے اپنی رانی کو بششٹ جی کی خدمت میں روانہ کیا۔ درشنوں کی دیر تھی کہ نخلِ آرزو بارور ہو گیا۔ اور ایام مقررہ کے بعد دیدار فرزند سے آنکھیں شاد ہوئیں راجہ کلماکھ پاد کے بعد اُسی کو سورج بنسی سنگھاسن حاصل ہُوا۔ اور خاندانی شجرے کا سلسلہ منقطع نہ ہونے پایا +

ارجن نے راجہ کلماکھ پاد کی سرگذشت گوش ہوش سے سُنی۔ اس کے بعد دریافت کیا کہ یہاں کوئی لائق و فائق رشی ہے جس کو میں اپنا پروہت مقرر کرسکوں۔ بغیر پروہت کے بڑا ہرج ہے +

انگار برن گندھرب۔ یہاں دھوم رشی ایک بڑے مہاتما اور گیانی تپشوی ہیں۔ اُن کا سا پروہت آپ کو دوسرا نہ ملیگا۔ بہتر ہے کہ آپ اُنہیں سے عرض کریں +

راجہ گندھرب ... گندھرب ... کے گھوڑوں کو لئے

ہوئے اپنے دارالحکومت کو چل دیا۔ یہاں پانڈو دھوم رشی کی خدمت

میں پہنچے۔ اُنہوں نے اُن کی اوج اقبال و طاقت جہانگیری کا خیال کرکے پروہتائی منظور کرلی۔ اس کے بعد پانچوں بھائیوں نے سوئمبر کا عزم کیا۔ راستے میں بہت سے رشی منی برہمن پنڈت ملے۔ سب کی پانچوں پانڈووں نے خدمت اور خاطر تواضع کی آخر بیاس جی بھی رونق افروز ہوئے۔ اور اپنے ساتھ پانڈووں کو دروپد نگر میں لے گئے وہاں ایک گاؤں کے آشرم میں دو تین روز تک قیام کیا۔ پھر راجدھانی کی ایک دھرم سالہ میں سب کے سب جا ٹکے۔ خاص و عام جانتے تھے کہ سب سادھ سنت برہمن ابھیاگت ہیں۔ کسی کو خبر نہ تھی کہ راجہ پنڈو کے جگر بند بھی دروپدی کی قسمت سے جگانے کے لئے دروپد نگر میں وارد ہیں +

راجہ دروپد کی دلی خواہش تھی کہ اس کی دروپدی ارجن ایسے فخر زمانہ کے ساتھ منسوب ہو۔ مگر جس وقت اُس نے سُنا کہ پانچوں پانڈو لاکھا مندر میں جل بھن گئے وہ کلیجہ پکڑ کر رہ گیا اُس کی اُمیدیں ٹوٹ گئیں۔ لیکن نارد جی نے آکر آس دی کہ گھبراؤ نہیں پانڈو صحیح سلامت ہیں۔ چونکہ غرض یہ تھی کہ ارجن ہی داماد بنے اس لئے اُس نے سوئمبر میں پھرک جنتر تیار کرایا جو اس طرح گھومتا تھا کہ کسی کی نظر نہ جمتی تھی۔ دروپد نگر میں اس وقت تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ شہر کے چاروں طرف راجہ ہی راجہ نظر آتے تھے خیموں سے زمین چھپی ہوئی تھی۔ سوئمبر کا مکان بہت ہی نفیس تعمیر کیا گیا تھا۔ راجاؤں رشیوں منیوں اور اہل شہر کے لئے حسب لیاقت اونچی اونچی نشست گاہیں آراستہ کی گئیں تھیں اور سب کے وسط میں تیر اندازی کے لئے پھرک جنتر قائم تھا +

ادھیائے ۶۰

دروپدی کا سوئمبر- راجگان زمانہ کی ناکامی- ارجن کی کامیابی

بھیشم پائن راجہ جنمیجے سے کہتے ہیں کہ جس روز دروپدی کا سوئمبر تھا۔ اُس روز دروپد نگر میں کچھ اور ہی چہل پہل تھی۔ صبح ہی سے باجے گاجے بجنے لگے۔ اندھیرے منہ گلی گلی میں کیوڑے گلاب سے چھڑکاؤ ہو گیا۔ سڑکیں تماشائیوں سے اٹی تھیں۔ راجوں مہاراجوں کی سواریوں کا تانتا لگا ہوا تھا۔ کثرت ہجوم سے پیک صبا کو راستہ نہ ملتا تھا۔ شانے سے شانہ چھلتا تھا۔ سوئمبر کے مکان کی رونق چوتھی کی دُلہن کے سنگار کو مات کر رہی تھی۔ چاروں طرف کھائیں۔ ارد گرد سربفلک فصیل۔ جس پر موقع موقع طلائی برجیاں ایک خوشنما پھاٹک بلند دروازوں سے آراستہ۔ محراب زرق برق منقیشی جھالریں۔ نوراً علے نور پھولوں کی سجاوٹ۔ سب پر طرہ۔ سب اسی طرف سے مکان سوئمبر میں جا رہے تھے۔ انہیں میں پانچوں پانڈو بھی برہمن کی وضع بنائے رونق افروز محفل ہوئے دیکھا تو ایک وسیع میدان کے بیچوں بیچ ایک نہایت چبوترے پر دو زرکار ستون آسمان سے باتیں کر رہے ہیں۔ ان کی بلندی کے درمیانی حصے میں ایک چکر شش شش چکر کھا رہا ہے۔ چکر کے بیچ میں ایک بہت [illegible]

مچھلی آویزاں ہے۔ اور ٹھیک اُس کے نیچے ایک وزنی کمان کے ساتھ کچھ تیر رکھے ہوئے ہیں۔ چکر اس زور سے گھومتا تھا کہ نظر جمنا محال سوئمبر میں شرط تھی کہ جس میں دم ہو۔ قوس گراں کو تان کر بھرے ہوئے کڑاہ میں مچھلی کے عکس پر نظر جمائے۔ شست باندھے مچھلی کو ہدف تیر کردے۔ جو اس معرکے میں سرخرو ہیگا۔ اُسی کو دروپدی نصیب ہوگی۔ دوسرے کو نہیں۔ تمام محفل سامانِ آرائش سے آراستہ تھی۔ اطلس و کمخواب کے فرش نظر کا قدم نہ جمنے دیتے تھے۔ پہلے رشیوں منیوں کی صف تھی بعدہ راجوں مہاراجوں کی نشستگاہیں۔ سب کے آخر میں خاص و عام کی بیٹھکیں۔ والیان ملک میں دور دور کے راجے مہاراجے آئے تھے۔ مثلاً

دریودھن اور اُس کے ۲۵ بھائی
شکنی راجہ قندھار (دریودھن کا ماموں)
مہاراجہ شل فرمانروائے کابل و قندھار وغیرہ والد شکنی
راجہ جراسندھ والی ولایت بہار عرف مگدھ۔ اور اس کے دو بھائی
مہاراجہ ملک وبراٹ
راجہ بکدنت والئے ملک بنگالہ
مہاراجہ شال۔ فرمانروائے ملک یمن و بدخشاں
راجہ سوت حکم دوآب
راجہ بربدبل تاجدار کوہستان
مہاراجہ جید رتھ سربراہ ولایت پنجاب (عرف پنچالکا)
راجہ ششپال راجہ ملک چندیری
مہاراجہ پرسرام والئے ملک اودھ
راجہ کرن
اسوتھاماں فرزند درونا چارج
سری کرشن چندر جی مہاراج

سری بلبھدر جی۔
پردومن جی
ساتکی جی
سانب
کرت برما

اکرور وغیرہ جدوبنسی بڑے تزک و احتشام سے رونق افروز
ہوئے۔ جس وقت تمام راجے مہاراجے آ گئے۔ خوشی کے شادیانے
بجے اور سہیلیاں دروپدی کو لئے ہوئے محفل میں آئیں۔ دروپدی
اس وقت نور کے سانچے میں ڈھلی۔ اپنے حسن وجمال سے دوپہر
کے آفتاب کو مات کر رہی تھی۔ ایک تو قدرتی رنگ۔ روپ اُس پر
سولھوں سنگار۔ سر سے پاؤں تک مرصع زیور۔ زرق برق لباس
اہل نظر کی آنکھوں میں ایک نور کی تصویر کے روئیں روئیں سے
بجلیاں کوندھ رہی تھیں۔ لاکھ آنکھ بھر دیکھنا چاہتے تھے۔ لیکن
نظر میں چکاچوند پیدا ہو جاتی تھی +

رمبھا اور مینکا اس کے پاؤں کی دھوون بھی نہ تھیں۔ رتی
(کامدیو کی استری) یا اندرانی کی بھی اس کے سامنے آنکھ نیچی تھی۔
جس نے دروپدی کی طرف آنکھ اُٹھائی۔ بس تصویر حیرت بن گیا۔
آنکھوں کی پتلیاں قطب از جا نجنبد ہو گئیں +

دروپدی کے آتے ہی درشٹ دمن اپنی بہن کے پاس آ کھڑا
ہُوا اور سب کو بلند آواز سے بولا کہ:-

تاجداران زمانہ! موقع تنگ و نازک ہے اور قسمت آزمائی کا
وقت۔ ادھر دیکھئے چکر میں جواہرات سے جڑی سونے کی مچھلی
پھرکی کی طرح گھوم رہی ہے اُس کے نیچے زمین پر تیل سے بھرا
کڑاہا رکھا ہُوا ہے۔ جس میں مچھلی عکس افگن ہے۔ جن صاحب کو
دم ... تیل کڑاہے میں عکس دیکھ کر چکر کی مچھلی پر تیر سے نشانہ

لگائیں۔ تب شاید مقصود ہم بغل ہوگا۔ میری بہن راجکماری درو پدی جیمال لیے ہوئے موجود ہے۔ اس کو ایشور نے اگنی کنڈ سے پیدا کیا ہے جس کا ستارہ بلند ہو۔ اس کے ہاتھ سے جیمال پہنے۔ ہاں بہادران پیل افگن و دلاوران کوہ شکن اُٹھئے۔ لیجئے دھنش بان کے جوہر دکھائیے ✦

دھنش وزنی تھا۔ بہت سے لوگ تو دیکھتے ہی ہمت ہار بیٹھے۔ بہتوں نے زور لگایا تو جنبش نہ اردو۔ کسی نے اُٹھایا تو چلہ چڑھانا محال۔ آخر سب نے جی چھوڑ دیا۔ سب تھرتھرا کے اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ یا تو محفل گونج رہی تھی یا بالکل سُنّاٹا ہر طرف سکوت کا عالم ✦

یہ رنگت دیکھ کر درشٹ دومن اپنی جگہ سے اُٹھا۔ اور افسوسناک لہجے میں کہا:۔

"شرم! شرم۔ ایسے ملک دھاری۔ ایسے ایسے چہرے مہرے کے راجے موجود اور پھر بھی دروپدی کنواری۔ نشانہ لگانا کیسا قوس بھی چڑھائے نہ چڑھ سکی ✦

آہ آج ارجن اور بھیم ہوتے تو میرے پتاجی کا پرن کیوں اکارتھ جاتا۔ افسوس نالائقوں نے دغا فریب سے ایسے شہزور اور شور بیر پانڈوں کو لاکھ اور رال میں پھونک کر بہادروں سے دنیا سونی کر دی ✦

یہ الفاظ کوروں کے واسطے تیر سے بڑھ کر تھے۔ دریودھن کرن اور شکنی تلملا کر رہ گئے۔ مگر کرن تڑپ کر اُٹھا اور گرج کر بولا:۔

درشٹ دومن کی زبان سے ایسے کلمے۔ کوروں پر ناحق ناحق کا الزام۔ پانڈو اپنے اعمال سے اس موت مرے۔ اُن کو اُن کے افعال کی سزا ملی۔ گرہ دشا نے پھل دکھایا۔ کسی اور کا کیا قصور۔ یہ دھنش چیز ہی کیا ہے۔ ابھی ابھی مچھلی کو چھید چھاو کر دھنش کے کلی پر کھینچ اڑا دیتا ہوں۔ اچھا اے آنکھیں کھولو میری بھی طاقت دیکھ لو ✦

یہ کہہ کر کرن لپکا اور جونہیں کمان اٹھانے کو جھکا دروپدی بول اُٹھی * مہاشے جانے آپ بیٹھئے۔ میری جیمال ناقص البطنوں کے لائق نہیں *

کرن اس فقرے سے دل میں کٹ گیا۔ آنکھیں نیچی ہو گئیں اتنے میں سری کرشن جی بول اُٹھے کہ کرن تم کیوں تکلیف کرو۔ آؤ بیٹھو * کرن دل میں کھسیانا ہو کر دریودھن کے قریب جا بیٹھا اور برہمنوں کی صف سے یہ آواز آتے سُنائی دی کہ:۔

او برہمن کمار کیا بیوقوفی کرتا ہے۔ جب ایسے ایسے صاحب طاقت تیر تلوار کے دھنی جی چھوڑ بیٹھے تو تو کیا بنائیگا۔ ناحق برہمنوں کی ذلت کرانا چاہتا ہے *

یہ آواز بڑے زور شور سے محفل میں گونج گئی۔ سب چوکنے ہوئے تھے کہ ایک نوجوان برہمن جھپٹ کر چبوترے پر جا پہنچا۔ دھنک اُٹھایا۔ چلہ چڑھاتے ہی تیر چٹکی سے نکلا۔ تو مچھلی تیل کے کڑاہ میں تھی۔ اور ہر طرف سے واہ واہ کی صدا بلند *

دروپدی نے بڑھ کر گلے میں جیمال پہنادی۔ وہ دل ہی دل میں حسن صورت پر غش ہو گئی۔ جدھشٹر وغیرہ کی خوشی کا کیا پوچھنا۔ اچھل اچھل پڑے۔ سری کرشن جی نے بلبھدر جی کے کان میں کہا۔ یہ ذات شریف ہمارے ارجن ہی ہیں *

ادھیاے ۶۱

سوئمبر میں کرن اور دریودھن کا حسد۔ ارجن اور

بھیم سین کی جنگ - کوروں کی شکست - پانڈوؤں کی فتح - سری کرشن جی کی فہمائش سے مخالفوں کا سکوت

جس وقت ارجن کے گلے میں جیمال پڑی۔ تمام راجے آتش حسد سے جل اُٹھے۔ غل مچ گیا کہ اس برہمن کی کیا مجال جو دروپدی کو بیاہ سکے ہمارے جیتے جی کبھی یہ ممکن نہیں۔ سب آستینیں چڑھا کر کھڑے ہو گئے۔ تلواریں میان سے اُگل پڑیں۔ تیر چلے پر چڑھ گئے۔ دروپدی کا نازک دل اس ہنگامۂ عظیم سے گھبرا اُٹھا۔ اس کے چہرے پر اُداسی چھا گئی۔ ارجن نے کہا۔ پیاری گھبرا نہیں ذرا سامنے تو آنے دو میں ایک ایک کو زمین پر سُلا کے چھوڑونگا۔ میں اکیلا سب پر بھاری ہوں اور پھر چار بھائی اور بھی چرسا نکالنے کو موجود ہیں۔ کسی کا تسمہ نہ لگا رہ پائے گا ॰

یہ کہکر ارجن نے دروپدی کو اپنے قریب بلا لیا اور تن کے کھڑا ہو گیا کہ دیکھیں کون سامنے آتا ہے۔ دریودھن نے کرن کو اُبھارا وہ اکڑتا ہوا اُٹھا اور للکارا:-

کہ برہمن دیوتا کھڑے کیا ہو۔ ذرا ایک ایک پائی تو کر لو۔ اور آخر جو جیتے دروپدی اُس کی ॰

ارجن۔ جاؤ گھر واہے میں بیٹھو۔ چلے ہیں دو دو ہاتھ کرنے۔ میں نے راجہ دروپد کا پرن نباہا۔ سب کی ناک رکھی۔ میرے ہوتے دروپدی کو کون پا سکتا ہے ॰

ارجن نے بھیس بدلا ہوا تھا۔ کرن نے مطلق نہ پہچانا کہ کون ہے وہ ارجن کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ سُنتے ہی جھپٹ پڑا۔ ارجن نے ایسی تھپکی دی کہ [illegible]

ارجن نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ تیروں کی ایک چھڑی سی لگ گئی۔ دریودھن کو تاب کہاں تھی۔ تاؤ کھا کر اُٹھا اور تیار تھا کہ کرن کی مدد کرے فوراً بھیم سین نے اُسے ڈپٹا اور لگی پکڑ ہو گئے۔ ارجن نے کرن کو پھر ایسے تیر کے جوہر دکھائے کہ غش آنے لگا۔ چپکے سے ڈنڈوت کی اور ایک کونے میں جا کھڑا ہوا۔ بھیم سین نے گدا اُٹھایا تو دریودھن کے بھی حواس غائب۔ دل میں خیال کہ برہمن ہے یا بھیم سین۔ کرن اور دریودھن تو یوں ہاری مان کر چپ لگا گئے۔ اور دو چار راجے بگڑے تو ارجن اور بھیم نے رگ سیدھی کر دی۔ سب محفل سے بھاگنے لگے۔ اور یقین ہو گیا کہ ان کے برابر طاقتور اور کون ہوگا۔ جنہوں نے کرن اور دریودھن کی بھی بائی کچائی نکال دی ؂

ابھی کچھ راجے سرگوشیاں کر رہے تھے کہ ان برہمنوں کو نیچا دکھانا ضروری ہے۔ ورنہ ہیٹی اور کرکری میں کیا شک۔ اتنے میں مہاراج سری کرشن چندر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اُنھوں نے کہا۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ خود تو سوئمبر جیتا نہ گیا اب ایک شور بیر نے پالا مارا تو کھسیانی بلی کھمبا نوچے والی کہاوت۔ دروپدی (ارجن کی طرف اشارہ کرکے) اس برہمن کا مال ہے۔ اگر اب کسی نے اُسے چھیڑا تو کہتا ہوں کہ مجھ سے بگڑ جائیگی۔ مَیں سب کو مار اُتارونگا۔ سری کرشن جی کی یہ ڈانٹ تیر بہدف ہوئی۔ ہر طرف سے آواز آنے لگی۔ جی ہاں بہت ٹھیک۔ ٹھیک ٹھیک ؂

سب راجے محفل سوئمبر سے رخصت ہوئے۔ اور راجہ درپد خوش خوش ارجن اور دروپدی کو رنواس میں لے گیا۔ درگا جی کی پوجا کرائی بعدہ پانچوں پانڈو دروپدی کو لے کر ماتا کنتی کے پاس چلے۔ رانی کنتی دھرم شالہ میں نہایت تشویش میں تھی۔ اسے اندیشہ تھا کہ دریودھن و کرن وغیرہ بھی سوئمبر میں آئے ہیں۔ کہیں مدبھیڑ ہو جائے یا بھرپ محفل جائے۔ وہ ضرور میرے بچے کے گردن کو آزار

پہنچائینگے۔ دھوم رشی اُسے تشفی دیتے تھے اور سمجھاتے تھے کہ اول تو ممکن ہی نہیں کہ راز فاش ہو۔ بالفرض ہو بھی جائے تو پانڈووں کا کوئی بال بیکا نہیں کرسکتا +

یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ پانچوں پانڈو قیامگاہ پر پہنچے خوش خوش ماتا کنتی سے کہا کہ :-

"ماتا جی آج تو بڑے گہرے ہوئے خوب مال مارا۔ بڑی ہی عمدہ چیز لائے +

ماتا۔ اچھا بیٹا مبارک۔ بڑے پیار سے پانچوں بھائی بانٹ لو +

دروپدی کو رانی کنتی کی یہ بات سخت ناگوار ہوئی اور پانچوں بھائی ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر رہ گئے۔ جدھشٹر کی زبان سے نکلا :-

جو شدنی تھا وہ ایشور نے ماتا جی کی زبان سے نکلوا دیا۔ پھر ہم لوگوں کو کیا عذر +

ارجن نے دروپدی سے ماتا کے قدم چھونے کو کہا۔ وہ قدموں پر جھکی۔ معلوم ہوا کہ ارجن دروپدی کو جیت کر لایا ہے۔ اب تو اس کے ہوش اُڑ گئے کہ ہائے بے سمجھے سوچے کیا بک دیا۔ مگر اب کیا ہوتا تھا سخن از زبان رفتہ وتیر از کماں جستہ باز بدست نمے آید +

رانی نے بڑے پیار سے دروپدی کو گلے سے لگایا۔ ساتھ کی سہیلیوں کی خاطر تواضع کی۔ پانڈو خوش خوش باتیں کر رہے تھے کہ سری کرشن جی و بلدیو جی بھی وارد ہوئے۔ پانڈووں سے ملے۔ ارجن و بھیم کی فتحیابیوں کا مبارکباد دیا۔ رانی کنتی سے فرمایا کہ پھوپھی دروپدی نہیں لکشمی ہے۔ دیوتاؤں نے اسے اگنی کنڈ سے پیدا کیا۔ دیکھنا خوب اچھی طرح خاطرداشت کرتی رہنا۔ اس کا رویاں نہ دُکھنے پائے +

وہاں راجہ دروپد ارجن و بھیم کی اعلےٰ طاقتوں سے حیران ہر ایک سے کہتا تھا کہ یہ مجھے آدمی نہیں معلوم ہوتے ضرور دیوتا ہیں جنھوں نے کرشنی [illegible]

[illegible]

میں سیدھا کر دیا۔ مگر اسے یہ نہ معلوم ہُوا کہ آخر یہ ہیں کون ؟ اس امر کے دریافت کرنے کی غرض سے اس نے اپنے بیٹے درشٹ دمن کو دھرمشالہ میں روانہ کیا۔ دھرشٹ دمن وہاں پہنچا تو سری کرشن جی بلبھدر جی رونق افروز ملے۔ کچھ ادھر اُدھر کی باتیں کیں۔ کچھ گفتگو سُنی۔ اور اُنہیں پیروں راجہ درو پد کی خدمت میں واپس آیا۔ سری کرشن جی و بلدیو جی کی موجودگی۔ برادرانہ برتاؤ وغیرہ کی سب چشم دید کیفیت بیان کی۔ راجہ درو پد بہت ہی خوش ہُوا کہ جب ان لوگوں کو سری کرشن جی بھائی بھائی کہتے ہیں۔ تو ان سے بڑھ کر اور خاندانی لوگ کون ہونگے۔ شکر ہے کہ میری دروپدی کا سوئمبر ہوگیا۔ وہ اونچے گھرانے میں ہی بیاہی گئی ؞

ادھر دروپدی کی ماں نے بھی اپنی طرف سے پروہت کو بھیجا تھا کہ حالات حسب ونسب دریافت کر آئے۔ چنانچہ اُس نے بھی واپس آکر دھرشٹ دمن کے بیان کی تائید کی اور تو اس میں آنند منی چھا گئی ؞

ادھیائے ۶۲

پانڈوؤں کی راجہ دروپد کے یہاں دعوت۔ راجہ دروپد کو ان کے حسب ونسب سے آگاہی۔ دروپدی کے پانچ شوہروں کے تعلقات پر بحث۔ بیاس جی کا فیصلہ

راجہ دروپد کو ابھی تک کامل یقین نہ تھا کہ پانڈو در اصل پانڈو

ہی ہیں - اس لئے اُنہوں نے تجویز کی کہ ان کی دعوت کرکے روشن و
طریق سے شک رفع کر دیا جائے - اس نے راج محل کو خوب آراستہ
کیا - تمام قسم کے ہتھیار تیر ترکش ڈھال تلوار برچھی بھالے وغیرہ سج
دیئے - اور ارد گرد کے وسیع احاطے میں رتھوں - گھوڑوں - ہاتھیوں
کا میلہ لگا دیا - پانچوں پانڈو بڑے اعزاز سے بلائے گئے بڑی تعظیم و
تکریم سے استقبال ہُوا - راجہ دروپد بنفس نفیس تمام ہتھیار اور ہاتھی
گھوڑے دکھلانے بہلانے لگا - پانڈو عقلمند تھے - صورت سے دل
کی بات تاڑ جاتے تھے - اُنہوں نے ہر چیز کو دیکھ دیکھ کر اپنے وسیع
معلومات کے دفتر کھول دیئے - جدھشٹر نے دور سے ہاتھی گھوڑوں کو دیکھ
کر سب کے حسن و قبح ظاہر کئے - بھیم سین نے ہاتھیوں کے نقص عمر کی
کا خاکہ کھینچ دیا - ارجن نے نظر سے دھنش بانوں کی دیکھ بھال کی سہدیو
نے تلواروں کے جوہر پرکھے - نکل نے گھوڑوں کے عیب و صواب
کی تصویر کھینچ دی - راجہ دروپد ان کی واقفیت و معلومات سے سمجھ
گیا کہ ہاں واقعی یہ چھتری ہیں - ان کی فہم و فراست ان کے اوج
اقبال کا پتہ دیتی ہے - مگر یہ وضع یہ لباس کیسا - راجوں کے بیٹوں
کو فقیری سے کیا سروکار - اس نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا :-

سچ سچ فرمائیگا - کہ آپ لوگ کون ہیں - دیوتا ہو یا یکش - گندھرب
ہو یا کنھر - مجھے برہمنوں کے بھیس سے حیرت ہوتی ہے +

راجہ جدھشٹر - راجہ پانڈو کے بدنصیب بیٹے ہیں - چچیرے بھائیوں
نے اس قدر تنگ کیا کہ بس عاجز آ گئے - لاکھ اور رال کی شعلہ زنی سے
جان بچا کر صحرا نوردی پر کمر باندھ لی ہے - ابتک کوروؤں کو ہمارا پتہ
نہیں - سوئمبر میں بھی اُن کی آنکھیں اندھی رہیں - حالانکہ ارجن نے
کرن کو اور دریودھن کو بھیم سین نے نیچا دکھایا - سری کرشن جی کی
ہماری ماں حقیقی پھوپھی ہیں - صرف اُنہوں نے ہم لوگوں کو پہچانا یا
ان کے بڑے بھائی سری بلدیو جی نے باقی بس +

راجہ دروپد یہ سُنکر بہت ہی خوش ہو گئے۔ پانڈووں کو عمدہ طور سے شاہانہ پوشاکیں پہنائیں۔ مہارانی کنتی دروپدی کے ساتھ رنواس میں گئیں وہاں دروپد کی رانیوں نے بڑی خاطر مدارات کی۔ بڑی دھام دھام سے دعوت ہوئی۔ ہر مزے اور ہر ذائقے کے پکوان ڈھیر تھے۔ ناچ رنگ دعوت تواضع سے فراغت پاکر راجہ دروپد نے ارجن سے کہا:۔

"آئیے چلئے کچھ مراسم شادی بھی ادا ہو جائیں۔ فرائض کی انجام دہی مقدم ہے" +

ارجن۔ مَیں حاضر ہوں مگر ایک عجیب گُتھی پڑ گئی ہے اور پھر مزہ یہ کہ نہ جس کو سلجھائے بغیر بنتا ہے نہ اُلجھی رکھنے سے مفر ہے یعنی معاملہ کہتے بنتا ہے نہ چھپائے +

راجہ دروپد۔ نہیں نہیں آپ بے تکلف کہیں۔ اگر تخلئے کی ضرورت ہو تو جہاں کہئے چلوں +

ارجن۔ یہاں بھی تو ہم پانچوں بھائیوں اور آپ دو باپ بیٹوں کے سوا کوئی غیر نہیں اس سے بڑھ کر تخلیہ اور کون ہو گا۔ مگر بات ہی کچھ عجیب پیچیدہ ہے +

راجہ دروپد۔ آپ جتنا تامل کرتے ہیں۔ اتنی ہی زیادہ میری طبیعت اُلجھتی ہے۔ ایشور کے واسطے جلد صاف صاف کہئے +

ارجن۔ کیا عرض کروں جب میں سوئمبر سے گیا۔ آپ کی راجکماری بھی ہمراہ تھی۔ ہم سب ماتا کے پاس پہنچے تو خوشی میں مست ہو کر صرف اتنی خوشخبری سنائی کہ ایک بڑی عمدہ چیز لائے ہیں۔ یہ زبان سے نہ نکلا کہ کیا لائے ہیں۔ ماتا جی انتظار میں بیچین تھیں۔ اُنہوں نے بھی کچھ پوچھا نہ گچھا۔ پٹ سے کہدیا کہ پانچوں بھائی بانٹ لو۔ اب مشکل یہ آپڑی ہے کہ کوئی چیز ہو تو تقسیم کر لیں۔ عورت کا حصہ بخرہ کیسے ہو۔ ہمارے برادر بزرگوار دھرم کا روپ ہیں۔ وہ ماتا جی کا بچن جان کے ساتھ سمجھتے ہیں۔ ہم سب اُن کی باپ سے زیادہ تعظیم کرتے ہیں پھر جو کچھ وہ ... کیسے ہو

راجہ دروپد (فکرمند ہوکر) یہ تو آپ نے عجیب بات سُنائی۔ بڑے بھائی کی بی بی ماں کے برابر۔ چھوٹے بھائی کی عورت بیٹی کے نقطۂ مقابل۔ اور پھر یہ کیا واہیات کہ ایک عورت کے پانچ پانچ خاوند۔ ایسا تو دیکھنا کیا کبھی کانوں سے بھی نہ سُنا +

راجہ دروپد کو اس فکر میں سخت پریشانی ہوئی۔ اُنہوں نے فوراً پروہت اور عالم و فاضل برہمن طلب کئے۔ مگر معاملہ جیوں کا تیوں ہی رہا۔ کسی نے کچھ صلاح مشورہ نہ دیا +

راجہ جدھشٹر نے فرمایا:۔

"تو اچھا جلدی کیا ہے۔ گھبراہٹ کی کیا ضرورت۔ وید بیاس جی کو طلب فرمایئے۔ وہ دوٹوک فیصلہ کر دینگے +

بیاس جی کی طلبی کو آدمی دوڑے۔ ہوا کی چال گئے۔ نظر کی چال آئے۔ بیاس جی نے قدم رنجہ فرمایا۔ اور معاملہ پیش ہوا۔ بیاس جی تھوڑی دیر غوطے میں رہے۔ آخر فرمایا کہ:۔

کچھ ہو۔ شدنی جو تھی) وہ ہو چکی۔ جو لکھا بدا تھا ہو چکا۔ رانی کنتی کی زبان سے جو نکلا وہ ایشور ہی کی زبان سے تھا۔ اب رد و بدل کی گنجائش نہیں +

اے راجہ دروپد آپ فکرمند نہ ہوں۔ جب میں پانڈوں اور دروپدی کے پچھلے جنم کا کچا چٹھا سُناؤنگا۔ تو آپ کے موجودہ خیالات اور ہی ہو جائینگے +

ادھیاے ۹۳

دروپدی اور پانڈوں کے پچھلے جنم کا حال

بیاس جی کی زبانی اور شادی میمنت آبادی

بیاس جی مائل سخن سنجی ہیں کہ اے راجہ دروپد تمہاری راجکماری دروپدی کوئی معمولی لڑکی نہیں۔ یہ پنچ کنیاؤں میں سے ایک کنیاں ہے۔ جسے باج رشی نے اگنی کنڈ سے پیدا کیا تھا۔ پچھلے جنم میں یہ ایک برہمن کی عورت تھی۔ مگر جورو خاوند میں آن بن تھی۔ یہ نیک تھی اور وہ بد اعمال۔ آخر اس نے مہادیو جی کو اپنی تپسیا سے اتنا خوش کیا۔ کہ خود بنفس نفیس سامنے آموجود ہوئے۔ اور کہا کیا خواہش ہے مانگ لو۔ برہمنی بر مانگنے لگی۔ تو پانچ مرتبہ زبان سے بر ہی کا لفظ نکلا۔ شیو جی مسکرائے اور بردان دیا کہ اچھا خواہش قبول پانچ بر ملینگے اطمینان رکھو +

دروپدی کی پیدائش اور پانچ شوہروں کے بردان کا حال سُنا کر بیاس جی نے کہا کہ یہی نہیں۔ ایک دوسرا معاملہ اور ہے سنئے کہ آپ کا وسواس دور ہو جائے +

ایک زمانے کا ذکر ہے کہ راجہ اندر کیلاش پہاڑ پر موسم خوشگوار سے دل بہلاتے ہوئے خراماں خراماں گنگا جی کے تٹ پر جا پہنچے وہاں دیکھا کہ ایک عورت کھڑی ہوئی زار زار رو رہی ہے۔ اور آنسو جو ٹپکے ہوئے قطرے دریائے گنگا میں کنول کے پھول بنکر تیرتے جاتے ہیں۔ اندر کو حیرانی ہوئی کہ کہاں آنسو کہاں کنول کے پھول۔ اس میں ضرور کچھ بھید ہے۔ اُنہوں نے عورت سے بڑھ کر پوچھا۔

اس طرح رونے کی وجہ ؟

عورت۔ وجہ کیا بتاؤں۔ ساتھ چلے آئیے جو کچھ ہو گا آنکھوں سے دیکھ لیجئیگا +

عورت اندر کو لئے ہوئے ایک ایسے پربت پر پہنچی جہاں مہادیو

اور پاربتی جی بڑے راجسی ٹھاٹھ سے آنند میں مگن باہم چوسر سے جی بہلا رہے تھے۔ اس وقت مہادیو پاربتی کی وضع ایسی شاہانہ تھی کہ اندر بالکل نہ پہچان سکے۔ دل کو زعم تھا کہ دیوتاؤں کا راجہ ہوں یہ خود مجھے تعظیم دیں۔ اس خودی کے خیال نے انہیں بڑی بے تکلفی سے وہاں کھڑا کر دیا۔ مگر وہ دونو سرچشمۂ قدرت متوجہ بھی نہ ہوئے نظر بدستور چوسر کی طرف رہی۔ عورت جا کر ہاتھ باندھے۔ بڑے ادب سے کھڑی رہی جس وقت نظر اُٹھی تو ڈنڈوت کی مگر اندر کھونٹی کی طرح کھڑے ہی رہے۔ مہادیو جی نے ان کی طرف دیکھ کر کہا کہ اُف اوہ اتنا غرور اچھا جاؤ۔ پہاڑ کی اُس کھوہ کو دیکھ آؤ +

نظر اُٹھنے کی دیر تھی کہ اندر کی رنگت بدل گئی۔ مہادیو جی کے تیج کے سامنے چہرہ چٹکی ہو گیا۔ کانپتے ہوئے کھوہ میں گئے دیکھا تو اپنی صورت شکل اور وضع قطع کے چار شخص بیٹھے پائے۔ اندر کو حیرت ہوئی کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ مہادیو جی نے فوراً ہی جمال اصلی دکھا کر کہا کہ:۔

تمہاری طرح یہ چاروں بھی اندر تھے۔ آخر غرور نے اس نتیجے کو پہنچایا کہ یہاں قید کئے گئے۔ تم بھی مارے غرور کے زمین پر پاؤں نہیں رکھتے۔ تو تم بھی اس کا خمیازہ بھگتو۔ اب تک چار اندر تھے اب پانچ ہو گئے۔ میں اس غرور کی سزا سناتا ہوں کہ تم پانچوں دنیا میں پیدا ہو۔ اور قالب خاکی میں خاک سے خاکساری کا سبق سیکھو پانچوں اندر ہاتھ جوڑ کر زمین بوس ہوئے کہ آپ کی مرضی میں دخل کیا۔ مگر مہاراج اتنی مہربانی کیجئے۔ کہ ہم دنیا میں پیدا ہوں تو دیوتاؤں سے پیدا ہوں۔ انسان سے نہیں +

شیوجی۔ اچھا کیا مضائقہ۔ اتنی تمہاری بھی مرضی سہی +

یہ کہکر ویاس جی بولے کہ اے راجہ دروپد۔ پانچوں اندر تو یہی پانچوں پانڈو ہیں۔ اور دروپدی وہ عورت ہے جو گنگا جی کے کنارے

کھڑی رو رہی تھی۔ اور پھر اندر کو مہادیو پاربتی کی خدمت میں لائی برہما
جی کی یہی خواہش ہے کہ پانچوں پانڈووں سے دروپدی کی شادی ہو۔
اس میں انسانی عقل کو دخل نہیں۔ دروپدی اُن پنج کنیاؤں میں سے
ایک کنیاں ہے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ منددری۔ تارا۔ اہلیا۔ کنتی
دروپدی۔ دنیا کی کوئی عورت حسن وجمال۔ دھرم کرم میں پنج کنیاؤں
کے سامنے سر اونچا نہیں کر سکتی۔ بس آپ کچھ مین میکھ نہ کریں بے
تکلف ہاتھ پیلے کر دیں +

بیاس جی راجہ دروپد کو سمجھا بجھا کر تشریف لے گئے یہاں محل
میں شادی کی رسمیات ادا ہونا شروع ہوئیں +

ایک بہت ہی عالیشان اور نہایت ہی نفیس منڈوا پہلے سے
تیار تھا۔ جس کی ساخت اعلےٰ صناعی کا ایک قابل دید نمونہ تھی جواہرات
سے جڑے طلائی ستون۔ چاندی سونے کے میناکار مصنوعی کیلے۔ چاروں
طرف خوشنما بندنواریں جن میں مقیشی جھالریں۔ منڈوے کے نیچے
دولہا دُلھن کی بہار کے لئے بہت ہی معقول بیدی۔ اس کے
قریب رتن جڑت سنگاسن۔ جس پر داہنی طرف جدھشٹر۔ بھیم سین
ارجن۔ سہدیو۔ نکل بٹھلائے گئے اور بائیں طرف راجکماری دروپدی۔
دیوتاؤں کی پوجا پاٹھ کے بعد مراسم شادی ادا ہوئے۔ اور دروپدی
کی رخصت عمل میں آئی۔ راجہ دروپد نے خوب دل کھول کر دان جہیز
دیا۔ رتھ۔ ہاتھی۔ گھوڑے۔ پالکی۔ نالکی۔ لونڈی۔ غلام۔ نوکر چاکر۔
زر و جواہر زیور و ملبوس سے دھرم شالہ میں جگہ نہ رہی۔ سری کرشن جی
نے رشتہ محبت نباہا۔ کروڑوں روپیہ نقد۔ جواہرات۔ زرکار پوشاکیں
ہر قسم کی سواریاں بہم پہنچا کر ایسا شاہانہ ٹھاٹھ باٹ کر دیا۔ کہ بڑے بڑے
مہاراجوں کو نصیب نہ تھا۔ کرشن جی کے اس برتاؤ کی غایت اصلی
یہ تھی کہ مغرور دریودھن کا دل کڑھے اور اس کی یہ خام خیالی دور
ہو جائے کہ پانڈووں کو جاہ و حشم مال و دولت کی کمی ہے۔ دریودھن

اور کرن وغیرہ کو دروپدی کی شادی اور پانڈوؤں کی وہ قسمت ہی کا حال سُنکر بڑی جلن ہوئی وہ مارے حسد کے انگاروں پر لوٹنے۔ پانڈوؤں کے خیر خواہ راجے مہاراجے جان کی سلامتی اور عروج اقبال سے بہت خوش ہوئے۔ مبارکباد پیش کئے۔ تحفۂ تحائف بھیجے جتے اکہ براٹ نگر میں پانڈوؤں کے فروغ اقبال کا اچھی طرح ڈنکا بجنے لگا +

ادھیائے ۶۴

دریودھن کا پانڈوؤں پر حملہ آوری کے لئے عزم راجہ دھرتراشٹ کی ممانعت۔ بھیشم پتامہ کے مشورے سے پانڈوؤں کی طلبی۔ تقسیم سلطنت کا تصفیہ بدر جی کی روانگی۔ راجہ دروپد سے پانڈوؤں کی رخصت سری کرشن جی کے ہمراہ ہستناپور میں آمد۔ باہم ملاقات

جس وقت دریودھن وکرن وغیرہ نے پانڈوؤں کی صحیح سلامتی اور بیدار بختی کا حال سُنا۔ سخت متحیر ہوئے۔ کہ یہ نکر جلتی ہوئی آگ سے جان بچاگئے۔ ان لوگوں کو ناکامی کا بہت ہی رنج ہوا۔ اس پر دروپدی سے شادی اور دولت وصولت کی بہم رسی سے اُن کے کلیجے پر ایسی چوٹ لگی۔ گویا اُن کی گرہ سے کچھ گر پڑا اور جان پر پہاڑ ٹوٹا۔ کرن بولا۔ اجی مہاراج غضب ہوگیا۔ مستوں کے ہاتھوں تو تلوار سلگتی

بھلا پانڈو ہم لوگوں کو چین سے کبھی رہنے دینگے - فقط یہاں آنے کی دیر ہے - ہر موقع پر یہ تلوہ بچ گئے - ایک رویاں کبھی میلا نہ ہوا - ہم لاکھا مندر میں غریب پروجن ہمارا رفیق تو جل کے راکھ ہو جائے - یہ ہٹے کٹے نکل بھاگیں اور شتھے جائے بیچارے فقیروں کے - بھلا کچھ چالاکی کی بھی حد ہے - بڑی آفت کے پرکالے اور عقل کے پتلے ہیں - اجی دریودھن مہاراج وہ یہاں آئے اور خون خرابہ کی ٹھہر گئی جلے ہوئے دل کے پھپھولے بغیر پھوٹے رہیں ممکن نہیں پس علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد - خیریت اسی میں ہے کہ ان کو ابھرنے اور سر اٹھانے کی مہلت ہی نہ دی جائے +

اب ہم آپ چلیں - اچانک حملہ کر دیں - چاروں طرف گھیر کر وہیں پیس کے رکھ دیں - چلئے چھٹی ہے - پھر مزے سے پاؤں پھیلا کر سوئے - نہ کتے کا کھٹکا نہ بلی کا غم - نہ غم دزد نہ غم کالا +

دریودھن - بھائی کہتے تو ٹھیک ہو - جب ان کے ہاتھ پاؤں میں جان آجانے لگی - تب تو اور بھی ودیا ہیاں ہو جائینگے - نہ مارے مرینگے نہ کاٹے کٹینگے لوہا لگ جائیگا - اچھا دیکھو ابھی میں پتا جی کے پاس جاتا ہوں اور دکھڑا رو کر ان پہ زور ڈالتا ہوں - کہ فوراً فوج کشی کی اجازت دیں +

دریودھن اسی وقت راجہ دھرتراشٹ کی خدمت میں پہنچا - خوب توبہ تلا مچائی دہائی کھینچی - بھٹ پن کے کہا ہے پتا جی آپ کے ہوتے پانڈوؤں کی وجہ سے ہماری یہ ذلت - یہ درگت - جب دیکھئے وہی ہیری - انہیں کا سر اونچا - وہی بات بات - میری اور کرن کی رائے ہے کہ ان کو جیتے نہ دیا جائے وہیں کسما کے رکھ دئے جائیں - ہماری فوجیں لیس ہیں - لشکر چاک چوبند صرف آپ کے اشارے کی دیر ہے +

راجہ دھرتراشٹ - بیٹا اس رستہ کی تا[illegible]

یہ محض خیال خام ہے۔ تم اپنی طرف سے پہل کرو۔ سوتی بھڑیں جگاؤ میں کبھی منظور نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر وہ پیشقدمی کریں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے ؎

ہمیں میدان ہمیں چوگاں ہمیں گوے

مگر بیٹھے بٹھائے آپ ہی درد سر مول لینا کس عقلمند نے کہا ہے۔ تم کو صرف اپنی ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ جس وقت وہ ادھر کا رُخ کریں۔ سمجھ لینا وہاں تم لڑنے گئے تو ندامت کے سوا اور کچھ حاصل نہیں۔ راجہ دروپد کو تم ایسا ویسا جانتے ہو۔ اس کی کمک ہی پانڈووں کے لئے کیا کم ہوگی۔ اس پر خیال کرو کہ سری کرشن جی کیا کانوں میں تیل ڈالے بیٹھے رہینگے۔ ان کی فوج ظفر موج کا قدم پانڈووں سے ہزار قدم آگے ہوگا۔ اس صورت میں تم کیا پانڈووں سے بھڑ سکوگے۔ ہاں یہ ہوگا کہ جہاں ایک طرف اتنا کلنک لگ چکا ہے۔ وہاں تھوڑی اور منہ پر سیاہی لگیگی۔ میرا پانڈووں کی طرف سے دل صاف ہے۔ وہ بڑے ضابط بڑے بردبار۔ بڑے متحمل اور بڑے سنجیدہ ہیں۔ وہ کبھی تم سے بدسلوکی نہ کرینگے۔ کئی موقع ہو چکے۔ مگر انہوں نے اُف تک نہ کی۔ خیال ہی نہ کیا کہ کیا ہوا۔ اگر ان کا دل سیاہ ہوتا۔ عوض لینے کی خواہش کرتے تو ہزار دفعہ خون خرابے ہو چکے ہوتے۔ مگر نہیں اُنہوں نے لیاقت خرچ کی اور ہر معاملے کو رفت وگذشت کر دیا۔ پچھلی باتوں پر وہ بدستور خاک ڈالے ہوئے ہیں۔ تم اُن سے بُرائی کی اُمید نہ رکھو۔ اور اسی سے کہتا ہوں کہ کچھ نہ بولو نہ چالو گھر میں چپ بیٹھے رہو۔ دنیا میں اور ہنسی نہ کراؤ۔ اچھا میں نے اپنی ٹھیک ٹھاک رائے بتا دی۔ اب جاؤ کرن کو بھی یہی سمجھا دو۔ سوتے ہوئے سانپ کو جگانے کی کوئی عقلمند رائے نہیں دے سکتا ؎

ہوئے جواشیوں کے پاس پہنچا۔ پتاجی کے منشا سے ولی سے
اطلاع دی۔ اور کرن کی تجویز پہ پانی پڑ گیا +
اس کے بعد بھیشم پتامہ اور بدرجی راجہ دھرتراشٹ سے ملے۔
اور امور مملکت و رموز سلطنت کے متعلق دس بیس باتیں ہو چکیں
تو بھیشم جی نے پانڈووں کا ذکر چھیڑ کر فرمایا:۔
"مہاراج۔ خبر ہے کہ پانڈو پانچال (پنجاب) میں بخیر و عافیت
ہیں۔ سوئمبر میں راجہ دروپد کی بیٹی دروپدی کو آپ کے بھتیجے بڑی عظمت
و شان سے جیت کے سب راجوں مہاراجوں کی گردن جھکا چکے۔ سُنا
ہے کہ دریودھن اور کرن ارجن اور بھیم سین سے خاص سوئمبر میں لڑے
مگر اُنھوں نے مار کے بھگا دیا۔ اب اُن کے لاؤ لشکر کا کیا ٹھکانا۔
راجہ دروپد اور سری کرشن چندر نے دولت سے پاٹ دیا ہے
فوجوں کے ٹڈی دل جمع ہو گئے ہیں۔ واہ کیا ایشور کی مایا ہے۔
جن پانڈووں کو سب سمجھتے تھے کہ لاکھا مندر میں جل کے خاک
سیاہ ہو گئے ہیں۔ اُن پر آج تک ذرا بھی آنچ نہ آئی۔ اور
صحرا نوردی کی حالت میں ایسا اقبال چمکا کہ راجوں مہاراجوں
کی آنکھیں چوندھیا رہی ہیں۔ سچ ہے جس کو ایشور رکھے
اُسے کون چکھے ۵

دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است

مہاراج اب مصلحت وقت اور ہے۔ ورنہ نتیجہ اچھا نہیں۔ بھیم سین
کو دھوکے سے زہر دیا گیا۔ مرنے میں رہ ہی کیا گیا تھا۔ مگر حافظ حقیقی
نگہبان تھا۔ مفت ہی زندگی کا کام کرگئی۔ لاکھا مندر کی کیفیت
اظہر من الشمس ہے۔ اس سے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ہوا پاکر دلوں
کی دبی ہوئی آگ سُلگ نہ اُٹھے تو پھر پانی کی فکر کرنا پڑے۔ اس سے
میری رائے ہے کہ لائق بھتیجوں کو بڑے پیار سے بلائیے اور آدھا راج
بانٹ دو ...

راجہ دھرتراشٹ (دست بستہ) آپ میرے بزرگ ہیں۔ مربی ہیں۔ سایۂ سر ہیں۔ میں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔ جب آپ کوئی ہدایت فرماتے ہیں میں اپنے آتما کو ساکشی کرکے کہتا ہوں کہ میری تو زندگی حرام ہو رہی ہے۔ دریودھن نے میرے منہ پر سیاہی لگا دی۔ وہ وہ نالائق حرکتیں کی ہیں کہ دور ہو تا تو نہ جانے کتنا نہ ہیں۔ آسمان ایسا کرتا۔ مگر واہ رے میرے لائق بھتیجے۔ ایشور عمر دراز کرے۔ ہمیشہ پھولیں پھلیں۔ انہوں نے باوجود لیاقت و طاقت ذرا بھی کینے کو دل میں نہ رکھا۔ اور آئینے کی طرح صاف رہے۔ بدلا لینے کا خیال چشمنے دارد ۔

بِدرجی۔ مہاراج یاندہ سمجھ لیجئے کہ چندربنس کی ناک ہیں اندوبنس کا انہوں نے سر اونچا کر دیا۔ واقعی یہ آوارہ وطنی کے سزاوار نہیں۔ آپ کی اسی میں عزت و منزلت ہے کہ اب انہیں آدھا راج دے کر روز روز کی ہائے ہتیا سے چھٹی کریں ۔

دھرتراشٹ۔ ہاں بھائی مجھ سے اپنے پیارے بھتیجوں کی جدائی سہی نہیں جاتی۔ میری تو رائے یہ ہے کہ تم خود جاؤ اور بڑے پیار سے لے آؤ۔ اور کسی کو بھیجوں تو وہ اثر نہ ہوگا۔ جو تمہارے جانے سے ہوگا۔ تم جاؤ گے تو فوراً چلے آئیں گے۔ گلے سے لگ کر کلیجے میں ٹھنڈک پہنچائیں گے ۔

بِدرجی رخصت ہو کر روانہ ہوئے۔ مارون مار چلے اور ہفتوں کے عوض دنوں میں داخل پنچاب ہو گئے۔ راجہ دروپد کو ان کے آنے کی خبر لگ گئی تھی۔ اس نے بڑے تزک و احتشام سے پیشوائی کی پانڈوں نے قدم لئے۔ بڑی خاطر مدارات بڑی تواضع و تکریم ہوئی موقع پا کر بِدرجی نے راجہ درویدسے کہا ۔

مہاراج۔ اب بھتیجوں کو گھر چھوڑے ہوئے بہت دن ہو گئے۔ ہم لوگ جدائی سے پریشان [illegible] نہ چین۔ چنانچہ

جوشِ محبت مجھے خود گھسیٹ لایا - آپ مہربانی کرکے اجازت دیں +
راجہ دروپد - یہ تو آپ نے خوب کہی - میں اپنے عزیزوں سے کہوں
کہ جاؤ گھر سے بلاوا آیا ہے - آپ پہلے بھتیجوں سے فرمائیے پھر
جو رضا ہو گی اُس کا میں پابند ہو سکوں گا +

بدر جی (راجہ جدھشٹر سے) آپ کو میں لینے آیا ہوں - بھیشم پتامہ جی
نے یاد کیا ہے اور راجہ دھرتراشٹ کی تاکید ہے کہ کھانا وہاں
کھائیں اور پانی یہاں پئیں +

راجہ جدھشٹر - میں اس معاملے میں کچھ نہیں کہہ سکتا - سری کرشن چندر
جی موجود ہیں جو اُن کی رائے وہی میری +

آخر سری کرشن جی سے مشورہ لیا گیا - اُن کی رائے ہوئی کہ بلا تامل
جانا چاہیئے - چنانچہ وہ خود تیار ہوئے اور پانڈووں کو ساتھ لیکر بدر جی
کے ہمراہ روانہ ہستناپور ہوئے - راجہ دروپد نے اس موقع پر بڑی
فراخ حوصلگی اور دریا دلی سے کام لیا - خزانہ فوج جلوس دیکر دریودھن
پر ثابت کر دیا کہ او مغرور تو اپنی شان و شوکت پر اتراتا ہے - دیکھ پانڈووں
کو کہیں کسی بات کی پروا نہیں - پانڈو چلے تو ہستناپور پہنچے - روسا و
امرائے دار الحکومت نے منزلوں آگے جا کر شرف پابوس حاصل کیا
اور خوشی کے شادیانے بجائے - پھر راجہ دھرتراشٹ بھیشم پتامہ
امرائے خاندان اراکین سلطنت کو ساتھ لئے ہوئے پہنچے - بڑے
تپاک اور محبت سے ملاقات ہوئی - راجہ دھرتراشٹ اور بھیشم پتامہ
جی نے پہلے سری کرشن جی کا بڑے اعزاز کے ساتھ استقبال کیا -
پھر بھائی کے کلیجے کے ٹکڑوں کو کلیجے سے لگایا - جوشِ محبت میں
آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے - زبان یوں اظہار اُلفت کرنے لگی +
کہ پیارے بھتیجو - برناوہ کے واقعہ سے میں تو مردہ ہی ہو گیا تھا -
ہر وقت موت کی آرزو تھی - مگر ایشور نے میرے بڑے بڑھاپے کی لاج
رکھی - کیونکہ [illegible]

کے کارہائے نمایاں کی کیفیت معلوم ہوئی۔ بعدہ ملنے کی خوشخبری
سُن کر میرا جنم ہی سپھل ہُوا۔ ایشور کا ہزار ہزار شکر کہ اتنے دنوں کی جدائی
کا زمانہ خیریت سے کٹ گیا۔ اور ہم سب بچھڑے ہوئے ہنسی خوشی
ملے۔ اب شوق سے راج کا کام سنبھالو۔ مَیں نے راج آدھم آدھ
بانٹ دیا ہے۔ اس کے بعد سب رنواس میں گئے۔ مہارانی کنتی
اور دروپدی مہارانی گاندھاری اور کوروں کی استریوں سے ملیں
جس نے دیکھا دروپدی کے چاند سے مکھڑے کی بلائیں لیں۔
کسی کی آنکھ چمکتے ہوئے چہرے پر نہ ٹھہرتی تھی۔ محل میں خوشی
کے راگ چھڑے۔ دربار میں ناچ رنگ ہُوا۔ اہل شہر نے محفلیں سجائیں
جشن کئے شادیانے بجائے۔ سری کرشن جی نے مہاراجہ دھرتراشٹر
اور بھیشم پتامہ وغیرہ کو سوئمبر کے کارہائے نمایاں کی ایک ایک بات
سنائی۔ سب نے صدائے احسنت و مرحبا بلند کی اور کئی روز تک
جشن اور جلسے ہوتے رہے ✦

ادھیائے ۶۵

راجہ جدھشٹر کا آدھے راج پر قبض و دخل اور کھانڈو بن میں اندر پرست شہر کی آبادی

تقسیم سلطنت کا مشورہ طے ہی پا چکا تھا۔ چنانچہ راجہ
دھرتراشٹر نے فرمایا :-
[illegible] مہاراج [illegible] ہے [illegible]

سے زیادہ عزیز ہو۔ تمہارے دھرم کرم نیک اعمالی و خوش افعالی
سے میں نہایت خوش ہوں۔ جو پچھلی باتیں رفت گذشت ہو گئیں
اب اُن کا دھیان کبھی نہ لانا۔ دریودھن تمہارا چھوٹا بھائی ہے۔
اس کو بھی اپنے بھائیوں کی طرح سمجھنا۔ اگر وہ کوئی خطا بھی کرے
تو بزرگانہ عنایت سے محروم نہ رکھنا۔ از خورداں خطا و از بزرگاں
عطا۔ میری خواہش ہے کہ میں پانڈووں اور کوروں کو شیر و شکر
دیکھوں اسی لئے "دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند" کا دوٹوک فیصلہ
کر دیا۔ اب شوق سے کھانڈو بن میں تخت پر جلوس کرو۔ یہ
بڑی ہی پر فضا جگہ ہے۔ جمنا کا کنارہ۔ سبزہ زار کا نظارہ اور
پھر جہاں تمہاری راجدھانی ہو گئی وہاں کی رونق کا کیا پوچھنا ؎
اگر فردوس بر روئے زمین است ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است
کا قول صادق آئے گا +

راجہ جدھشٹر نے قدموں پر سر جھکا دیا۔ اور راجہ دھرتراشٹ
نے سینے سے لگا کر رخصت کیا۔ پانڈو سری کرشن جی کے ساتھ
روانہ ہوئے۔ جلو میں ایک قلیل فوج اور مختصر لشکر تھا۔ کھانڈو
بن میں پہنچکر سارے بن کی سیر کی۔ اور آبادی شہر کے لئے دیاس
جی کا دھیان کیا۔ وہاں کیا دیر تھی۔ بیاس جی پل مارتے ہوئے آپہنچے
اُنہوں نے قطعۂ زمین کی پیمائش کرا کے مجوزہ وسعت کے ارد گرد خندقیں
کھدوائیں۔ وسط میں سر بفلک قلعہ تعمیر کرا کے راجدھانی کو اندرپرست
کے نام سے موسوم کیا۔ زمانۂ تعمیر میں بیاس جی۔ دیول۔ اترے۔ اگست
پولست۔ کرت۔ مہاکرت۔ مہرشی اپنی کشف و کرامات کے کمالات دکھاتے
رہے۔ بس حد ہے کہ راجہ اندر بھی دیوتاؤں کو لئے آموجود ہوئے اور شہر
کی نفاست و دلبستگی دیکھی۔ قلعہ بہت رفیع وسیع تھا۔ اس کے آس
پاس فوجی پڑاؤ قائم کئے گئے۔ چھاونیاں چھائی گئیں۔ ہر طرف
عمارتوں سے ساری زمین ڈھپ گئی۔ خندق کے چاروں طرف

فصیل تھی۔ جگہ جگہ کوئیں اور باؤلیاں چپے چپے پر باغ و بوستان
خلاصہ یہ کہ تھوڑے دنوں پیشتر جو جنگل خارزار بنا ہؤا تھا۔ دیکھتے
دیکھتے باغ ہمیشہ بہار اور شہر یکتائے روزگار ہوگیا۔ مہاراجہ جدھشٹر
اور اُن کے بھائیوں کے ایوانوں کا کیا پوچھنا۔ ہر قصر جواہر نگار تھا
ہر محل طلاکار۔ اس پر شیشہ آلات فرش فروش کی خوبیاں مطرہ۔
نقاش عقل میں یہ دستگاہ نہیں۔ کہ اُن کی عجیب و غریب نفاستوں
کی تصویر حرفوں میں کھینچ سکے۔ ہر محل میں جا بجا تالاب تھے۔
حوضوں کا شفاف پانی موجیں مار رہا تھا۔ پائیں باغ کی بہار
تعمیرات کی خوبیوں کو اور بھی لئے اُڑتی تھی۔ کہیں شرپ لیلا کی
تعمیر۔ جس میں مہاراجہ جدھشٹر اور پانڈو یا مہمان تاجداروں کے
لئے تفریح طبع اور کھیل تماشے کے لئے عمدہ سامان تیار تھے
کہیں چترگرہ یعنی تصویر خانہ۔ جس میں دیوتاؤں اور تاجداران
زمانہ کی تصویروں اور شبیہوں سے نقاشان روزگار و مصوّران
فخر دیار کے جوہر و کمالات آئینہ ہوتے تھے۔

اسی طرح آئینہ خانہ۔ آبدار خانہ وغیرہ کی عجیب ہی دلآویز کیفیت نظر
آتی تھی۔ باغوں کی آراستگی کا کیا کہنا۔ ہر طرف سبزہ زار غنچہ و گل کی بہار
طیور خوش الحان کی نغمہ خوانی مرغان نواسنج کی خوش الحانی فصیل آسمان
سے باتیں کر رہی تھی اور طلائی برج دوازدہ آسمان سے ٹکر لیتے تھے
جا بجا جھروکے طرح طرح کے استر قسم قسم کے شستر۔ کہیں چکر ہیں
کہیں بھالے کہیں تیر کے ترکش۔ رسالے ایک جگہ۔ برچھیاں بجلی کی
سی چمک دمک دکھلا رہی ہیں تو دوسری طرف بندوقیں چھپائی جا
رہی ہیں۔ موقع موقع پر لوہے کی بھاری بھرکم شتگھنی یعنی توپیں نصب
قدم قدم پر چوکی پہرے قائم۔ راج کی طرف سے مسافروں کے لئے سرائیں
تعمیر ہوئیں۔ سادھوؤں۔ برہمنوں کے لئے دھرم شالے اطراف وجوانب
کے سیٹھ ساہوکاروں تاجروں سوداگروں نے اونچے اونچے مکانات

بنا کر کھانڈو بن سے راجہ اندر کی راجدھانی بھوگ وتی کو مات کر دیا۔ راجہ جدھشٹر نے راج سنگھاسن پر قدم رکھا اور اندر پرست کو میمنت اقبال سے وہ رونق حاصل ہوئی۔ کہ ہستناپور سب کی نظروں سے گر گیا +

ادھیائے ۶۶

نارد مُن کی اندر پرستھ میں تشریف آوری اور دروپدی کے شبستان کے لئے پانچوں پانڈوؤں کی میعاد خلوت کی تقرری

شہر اندر پرست آباد ہو گیا۔ اس کی رونق و عظمت کے تمام دنیا میں ڈنکے بج گئے۔ ایک روز پانچوں بھائی بڑی محبت کے ساتھ اِدھر اُدھر کی گپ شپ ہانک رہے تھے۔ کہ خبر ہوئی سری نارد مُن جی تشریف لائے ہیں۔ سب دوڑ پڑے۔ بڑی تعظیم سے لائے۔ بٹھایا۔ خاطر تواضع کی اور پوچھا:-

"مہاراج۔ آج ہم لوگوں کا کیا بھاگیہ اُدے ہُوا کہ آ[illegible] نے درشن دیئے" +

نارد مُن۔ آپ جانتے ہیں کہ مَیں جہانیاں جہاں گرد ہ[illegible] کی خبر چِن مجھ سے سُن لیجئے۔ مَیں نے دروپدی کی خبر [illegible] مبارکباد دینے آپہنچا ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے [illegible] چشم دید کیفیت کا تجربہ بھی یہاں گھسیٹ لایا +

راجہ جدھشٹر۔ مَیں کچھ نہ سمجھا کہ آپ نے کیا +

کون سند - اور کیسی کیفیت ؎

نارد منی - میں آکاش پرتھوی پاتال کا گذر ہوں - دن رات گھومنا ہی کام
چنانچہ ایک مرتبہ ایک واقعہ نظر سے گزرا - یعنی سند اور اپسند دو بھائی
ایک عورت پر دل و جان سے فریفتہ ہوگئے - وہ چاہتا تھا کہ میں یہ
نور کی تصویر اپنے دل کے چوکھٹے میں جڑوں - یہ چاہتا تھا کہ میں
آنکھ کی پُتلی بناؤں - رقابت بُری ہوتی ہے - آخر دونوں میں چل
پڑی - مار و مار ہوئی اور نتیجہ یہ ہُوا کہ وہ ادھر راہی ملک عدم یہ اُدھر
لقمۂ اجل - نہ اس کا مطلب ہُوا - نہ اُس کا - مجھے آپ کی شادیوں
سے اندیشہ ہُوا - کہ ایشور نہ کرے کبھی کسی کے دل پر میل آجائے
اور گوشت سے ناخن - اور لاٹھی مارے پانی جدا ہو - اس لئے میں
ایک تجویز کرنا چاہتا ہوں اگر آپ کی مرضی ہو تو کہوں ؎

راجہ جدھشٹر - آپ جو فرمائینگے ہماری بہتری کے لئے ہوگا جو دل میں
ہو - شوق سے کہہ دیجئے ہم لوگ تعمیل ارشاد کے لئے حاضر ہیں ؎

نارد منی - میں یہ تجویز کرتا ہوں - کہ آپ پانچوں بھائی اوقات خلوت
کی میعاد مقرر کرلیں - اس میں کبھی رنج و ملال کی صورت ہی نہیں
ہوسکتی کیا خوب ہو کہ ایک ایک بھائی کے لئے ایک ایک سال کی
راتیں مقرر ہوجائیں - اس درمیان میں جس کی یکجائی سے دروپدی حاملہ
- اُسی کی ولدیت اولاد کے لئے نام کے سامنے لکھی جائے -
سال کی میعاد کے اندر جو کوئی بلاوقت دروپدی کی خوابگاہ
ئے - اُس کی سزا یہ کہ بارہ برس تک صحرا نوردی کرے دیس
ے میں اصول کی پابندی سے کبھی کوئی نقص نہ واقع
بھائی بڑے ہیل میل سے رہ سکینگے - رقابت خواہ
یاہ کون ہوتی ہے - اس میں بھائی کے دل میں بھائی
نہیں رہتا - اور وہی نظیریں پیش نظر ہوتی ہیں -

پانڈووں نے سر آنکھوں سے ہدایت مانی اور نارد منی چلتے پھرتے نظر آئے *

ادھیائے ۶۷

ارجن کا بارہ برس کے لئے بن باس راجہ باسک کی ناگ کنیاں سے شادی پرسرام جی سے فن تیر اندازی کی تکمیل

پانچوں پانڈووں نے نارد منی کے ارشاد کی تعمیل کی اور باریاں مقرر کریں۔ راجہ جدھشٹر سب سے بڑے تھے۔ اس سے پیشتر ان کے شبستانِ لطفِ حیات میں دروپدی نے شمع حسن وجمال کی روشنی پھیلائی۔ ایک روز رات کا وقت تھا۔ راجہ جدھشٹر دروپدی کے ساتھ خوابگاہ میں تھے کہ در دولت پہ ایک شخص فریادی آیا۔ فریاد یہ تھی کہ ہائے گئو کو سنڈے مسٹنڈے چور چرائے لئے جاتے ہیں۔ کسی کی نہیں سنتے۔ اے دھرماتمان پانڈو گئو کی رکھشا کرو۔ اور چور کو کئے کی سزا دو *

ارجن فریاد سنتے ہی اس کے پاس آیا اور کہا:۔

مہاراجہ جدھشٹر تو آرامگاہ میں ہیں۔ میں چلنے کو حاضر ہوں۔ ابھی چور کو پکڑتا ہوں گئو کو چھڑواتا ہوں۔ لیکن افسوس یہ ہے۔ کہ میرے ہتھیار اسی آرامگاہ میں ہیں۔ جہاں کسی کو جانے کی اجازت نہیں۔ میں بھی جاؤں تو بارہ برس کا بن باس نصیب ہو۔ اس سے ذرا دم لو میں چوروں کو زمین سے کھود کر نکال لونگا *

از عراق آوردہ شود- مار گزیدہ مُردہ شود- آپ نے خوب کہی- چور گئو لیکر
بھاگا جارہا ہے- آپ فرماتے ہیں کہ ٹھہرو- خوب *

ارجن نے لاکھ تسکین دی- ہزار سمجھایا- مگر فریادی برہمن نے ایک
نہ سُنی- حجت پر حجت کئے گیا- اور ایسی کھری کھوٹی سنائیں کہ آخر کار
ارجن نے بن باس قبول کیا- اور برہمن کی دادرسی اور گئو کی حفاظت
سے جان نہ چرائی- اور اُسی وقت چادر سے منہ لپیٹ کر جدھشٹر
اور دروپدی کی خوابگاہ میں گیا- اپنے ہتھیار اُٹھا لایا- برہمن کی
رفاقت کی چوروں کو پکڑا- گئو چھین کر حوالے کی- اور گھر آکر بارہ برس
کے بن باس کی ٹھان لی *

راجہ جدھشٹر اور دوسرے بھائیوں نے لاکھ سمجھایا کہ برہمن
اور گئو کی حفاظت کرکے جو تم نے دھرم کیا- اُس کے مقابلے
میں اس بات کی کیا بساط ہے- دوسرے تم منہ ڈھانپ کر گئے-
پھر مضائقہ کیا *

ارجن- کچھ ہو- جو بات نارد منی جی کے سامنے طے ہو چکی ہے- میرا
عمل کچھ ہی کیوں نہ ہو- اُسی پر رہیگا- بھائی صاحب آپ کیوں فکر
کرتے ہیں- بارہ برس کس شمار اور قطار میں ہیں- باتوں میں کٹ
جائینگے- اور پھر لطف یہ کہ ان ایام میں مجھے تیرتھ جاترا سے جنم
سپھل کرنے کا بھی شرف حاصل ہو جائیگا *

راجہ جدھشٹر اور بھیم سین وغیرہ نے ارجن کو بہت سمجھایا- مگر
اس نے ایک نہ سُنی- اور چل کھڑا ہوا- پہلا مقام ہردوار میں ہوا-
وہاں اشنان کرتے وقت کہیں الوپی نامی راجہ باسک کی راجکماری
کی آنکھ لڑ گئی وہ ایسے جوان رعنا کو دیکھ کر از خود رفتہ ہو گئی- دل آچکا
تھا- انھوں سے صورت ہٹنا ناگوار تھی- وہ ارجن کو لئے سیدھی
پاتال لوک میں پہنچی اور منشا سے خاطر ظاہر کیا *

ارجن نے کہا [illegible]
[illegible]

ہوں مجھے بیاہ شادی سے کیا واسطہ +

الوپی۔ اچھا تو آپ تیرتھ جاترا کریں۔ میں یہاں ہیرا چبائے لیتی ہوں۔ گلے پر تلوار پھیرتی ہوں۔ ہتیا آپ کے سر۔ جہاں تیرتھ جاترا کے اور پھل ہیں وہاں ایک یہ بھی سہی۔ خیر یہاں سے بھی ثواب لوٹ کے جائیے +

ارجن۔ اس کی سچی محبت دیکھ کر دل پر قابو نہ رکھ سکا۔ اس کو شادی قبول کرنا پڑی اور آگے ہاتھوں گندھرب بواہ پر کفایت کی۔ ارجن کے ہر وقت قدم اُٹھتے تھے۔ مگر الوپی کا اصرار جنبش نہ کرنے دیتا تھا۔ آخر ایک چاند کا ٹکڑا پیدا ہُوا۔ جو ارجن اور الوپی دونو کی آنکھ کا تارا تھا۔ ارجن کو تیرتھ کرنا تھا۔ اس لئے اُس نے بمشکل الوپی سے دامن چھڑایا۔ اور وعدہ وعید کر کے اچھی طرح تشفی دے کر الوپی کی سچی محبت کو دل سے سراہتا سری پرسرام جی کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اُنھوں نے بڑی خاطر داشت کی فنون تیراندازی سکھلائے۔ اور ارجن معلومات تیراندازی میں کمال حاصل کر کے پھر تیرتھ جاترا کے لئے عازم ہُوا +

ادھیائے ۶۸

ارجن کی تیرتھ جاترا۔ منی پور میں راجکماری چترانگد سے شادی۔ ببرباہن کی ولادت۔ پانچ اپسراؤں کی تارائش۔ چترانگد کی دوسری بہن سے بھی ارجن کا عقد

سمندر کے ساحل پر تمام تیرتھوں کے درشن کئے۔ پھر منی پور کی راہ لی۔ وہاں ایک باغ میں ڈیرا کیا۔ اتفاقاً چترانگد راجہ منی پور کی راجکماری سکھیوں کے جمگھٹے میں وہاں آئی۔ ارجن پر نظر پڑی۔ دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ راجہ کو خبر ملی۔ تو راجکماری کی مراد بر آئی۔ راجہ نے فی الفور شادی کر دی۔ ارجن ایک سال تک اس آفتاب حسن و جمال کے کنج میں ٹھنڈک پہنچاتا رہا۔ اور اپنے نور نظر "ببرباہن" کا مکھ دیکھ کر وہاں سے سمندر تیرتھ میں گیا۔ اور وہاں سے سوبھدر تیرتھ میں۔ یہ تیرتھ بڑا متبرک و مقدس تھا۔ سیر گل و گلزار الگ۔ آب و ہوا کی بہار الگ۔ دلچسپی مزے کی تھی۔ نظارہ دلفریب تھا۔ ارجن وہاں ٹھہرا اور کہا میں یہاں کے پانچوں کنڈوں میں ضرور اشنان کرونگا۔ وہاں کے لوگوں نے ممانعت کی کہ تیرتھ جاترا کرنے آئے ہو یا جان دینے۔ ان کنڈوں میں ایسے ایسے مگرمچھ ہیں کہ ہاتھی کو بھی نگل جائیں۔ پھر تم کس کھیت کی مولی ہو۔ بس بہت اشنان کر چکے۔ کنڈوں سے ہاتھ دھوؤ۔

ارجن - بھلا میں۔ اگنست۔ سوبھدر۔ پوسلوم۔ کارندھم۔ بھردواج کنڈوں میں اشنان نہ کروں۔ ممکن نہیں۔ مگر مچھ ہیں تو کیا مضائقہ آپ مجھے نہ روکیں نہ ٹوکیں۔ فقط سیر دیکھیں۔

یہ کہکر ارجن سوبھدر کنڈ میں اترا۔ اترتے ہی ایک مگرمچھ نے ٹانگ پکڑی اور پانی میں لے جانا چاہا۔ ارجن طاقتور۔ اس نے ایک جھٹکا دے کر جو زور لگائی۔ تو خود بھی پانی سے باہر اور مگرمچھ بھی کنارے پر۔ اب تو سب لوگ حیرت میں رہ گئے۔ مگر یہ حیرت ایک کھیل وہ سی تھی۔ اس وقت کا عالم تعجب قابل دید تھا۔ جب دیکھتے دیکھتے وہ خونخوار جانور ایک خوبصورت عورت کی شکل میں نظر آنے لگا۔ اور کانوں میں یہ آواز آئی کہ:-

[illegible]

وان پورے کرتی اور اتمالی بھگت رہی ہوں۔ بُرا ہو اطرا پن کا۔ ایک رشی کو دیکھ کر یہ وحشن سمائی۔ کہ بڑا بھگت بنا ہے تو بھی اس کا تپ کھنڈن نہ کر دیا۔ غرور حسن نے کانوں میں پھونک دیا کہ ہاں ہاں ضرور ضرور۔ چنانچہ ہم رشی کے پاس ناز و انداز سے پہنچیں۔ خوب نخرے تلے بگھارے ناز و کرشمے دکھائے۔ مگر پتھر میں کہیں جونک لگتی ہے۔ رشی جیوں کے تیوں آنکھیں بند کئے بیٹھے رہے۔ ہم پر زعم جوانی کا بھوت غرور حسن کا پڑھا چڑھا ہوا تھا۔ اس پر شامت خود۔ ان کو خاموش پاکر ہاتھوں سے چھیڑ خانی بھی شروع کر دی۔ اور ایسا زچ کیا کہ آخر رشی جی آگ ہو گئے اور جل کر یہ بد دعا دی کہ :-

ہے ایشور یہ پانچوں کی پانچوں مگرمچھ ہو جائیں ✤

اب تو ہم لوگوں کے اوسان خطا ہو گئے۔ حواس چھوٹ گئے قدموں پر گر پڑیں کہ مہاراج معاف کیجئے۔ ہم ابھی ناسمجھ ہیں۔ آپ نے سراپ دے ڈالا۔ آخر ہمارے اودھار کی سبیل۔ مہا رشی بولے کہ اچھا تو صبر کرو۔ جس وقت پانڈو کا قدم چھوئے گا اُس وقت نجات ہو جائیگی ✤

چنانچہ شکر ہے کہ آپ کے آج درشن ہوئے۔ مجھے تو نجات مل گئی۔ اب چار میری سہیلیاں اور باقی ہیں۔ اُن پر نظر عنایت ہو جائے۔ یہ کہکر وہ حور ادھی تو بس آکاش پر تھی۔ یہاں ارجن چاروں کنڈوں میں نہایا۔ چاروں اپسراؤں کو دام مصیبت سے آزاد کیا۔ خاص و عام کے نعرۂ مرحبا سنے اور پھر چیترانگد کے جوش محبت میں منی پور کی راہ لی۔ وہاں دیکھا تو آنکھ کا تارا ببر باہن سب کی آنکھوں کو سکھ دے رہا ہے۔ دل کی کلی کلی کھل گئی ✤

راجہ منی پور کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ اس نے ببر باہن کو گود میں لے لیا اور اپنی دوسری بیٹی کی شادی بھی ارجن ہی کے ساتھ کر کے دو سرے کو بھی بیٹا ✤ [illegible]

ادھیائے ۶۹

ارجن کے ساتھ سری کرشن جی کی بہن سوبھدرا کی شادی۔ اور بعدہٗ واپسی اندرپرستھ

ارجن منی پور سے روانہ ہُوا تو سیدھا دوارکا جی پہنچا۔ کرشن جی کو خبر لگ چکی تھی۔ اُنہوں نے بڑے شان و شوکت سے استقبال کیا تمام دوارکا چوکھٹی کی دُلہن کی طرح سج گئی۔ ارجن راج محل میں ٹھہرایا گیا۔ رکمنی جی جاموتی وغیرہ کرشن جی کی پٹ رانیوں نے بڑی آؤبھگت کی۔ مہاراج کرشن دیو کی بہن سوبھدرا نے جونہی ارجن کی دلفریب صورت دیکھی۔ دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور ارجن پر بھی حسن گلو سوز نے موہنی ڈالی۔ ایک نہ شد دو شد کا معاملہ ہُوا۔ دونو طرف آگ برابر لگی ہوئی۔ آخر پیوس کا سامنا ہُوا۔ گندھرب بواہ میں پروانہ و شمع سی بے تکلفیاں بھی ہو گئیں۔ سری کرشن جی دانائے اسرار تھے۔ ان سے بھید کہاں چھپ سکتا تھا۔ سارا راز ان پر فاش ہو گیا اُنہوں نے ارجن سے کہا :-

بس اب یہاں ٹھہرنے کا موقع نہیں۔ تم سوبھدرا کو لے کر چلتا دھندا کرو۔ نہیں تو بڑی ہوگی مصلحت کھسک جانے میں ہی ہے"

ارجن نے اس مشورت پر عمل کیا اور وہاں سیدھیاں بھر بھر تو بھگر میں دم لیا۔ بلرام جی کو اب تک کچھ خبر نہ تھی۔ اُنہوں نے جونہی سُنا آپے سے باہر ہو گئے۔ فرمایا کہ ارجن جائیگا کہاں۔ تو سہی ...

بوٹی قیمہ کر کے نہ رکھ دوں +

بلرام جی کی آتش غضب کے شعلے چہرے سے ٹپکنے لگے - آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں - کسی کی مجال نہ تھی کہ جلتی ہوئی آگ پر پانی کا ایک چھینٹا بھی ڈال سکے - مگر مہاراج کرشن جی نے فرمایا :-

بھائی صاحب خیال تو فرمائیے - جو ہونا تھا ہو چکا - اب ملال کی کیا ضرورت - آپ کو خواہش تھی کہ سوبھدرا دریودھن کے ساتھ بیاہی جائے - سوبھدرا نے ارجن ایسا لائق و فائق شوہر تلاش کر لیا - جیسے رشتے میں دریودھن ویسے ارجن - اب رہے اوصاف وہ ظاہر ہیں - اور زیادہ کیا کہوں ایک زمانہ جانتا ہے کہ دریودھن سے بڑھ کر کوئی بیہودہ آدمی ہی نہیں - بس اس سے خاک ڈالئے - جس کے ساتھ جس کا سمبندھ ہوتا ہے ہو جاتا ہے +

بلدیو جی کا غصہ تو فرو نہ ہوا - مگر ہاں یہ سمجھ کر چپ رہے کہ یہ سب کرشن جی کی کارستانی تھی +

ارجن اس وقت تک بھکر ہی میں تھا - اس کے بارہ برس پورے ہو چکے تھے - لہذا اس نے نارد جی کے حکم کی تعمیل کر کے وطن واندر پرستھ کی راہ لی - وہاں پہنچا تو بھائیوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا ان کی خوشی کی انتہا نہ تھی - کیا کنتی کیا دروپدی کیا اور رانیاں جس نے دیکھا سوبھدرا پر نچھاور ہو گئیں اور آنند میں آنند بڑھ گیا +

ادھیائے ۷۰

دروپدی کے بطن سے پانچ فرزندوں کی پیدائش اور سوبھدرا سے ابھمنیو کی ولادت

جب ارجن سوبھدرا کو ...

پتا بسدیو جی سے تذکرہ کیا کہ سمبندھ جس سے ہونا تھا ہو گیا۔ وہ تو دامِ محبت میں اسیر تھے۔ وہ تو گرفتارِ الفت ہو گئے مگر ہمارا فرض جو ہے اُس سے ہم کیوں چوکیں۔ مناسب ہے کہ باضابطہ و باقاعدہ شادی کر دی جائے۔ بسدیو جی کو مشورہ پسند آیا۔ اُنہوں نے تمام دان جہیز ہاتھی۔ گھوڑے۔ لونڈیاں۔ باندیاں دے کر کرشن جی اور بلدیو جی کو ہستناپور کی طرف روانہ کر دیا۔ پانڈووں نے آمد آمد کی خبر سُنی۔ تو بڑے شاہی انتظام سے استقبال کیا۔ سب کو شاہی ایوانوں میں ٹھہرایا۔ کرشن چندر اور بلرام جی کے ارشاد سے ارجن اور سوبھدرا کی باقاعدہ شادی ہوئی۔ جہیز میں دس ہزار ہاتھی دئے گئے۔ جن پر زربفت کی جھولیں پڑی ہوئی تھیں۔ اتنے ہی گھوڑے مع ساز و یراق زریں مرصع زیوروں سے آراستہ پیشکش کئے گئے۔ پالکیوں۔ نالکیوں۔ لونڈیوں۔ باندیوں کا شمار ہی کیا۔ بلدیو جی تو فراغتِ شادی ادا کر کے دوارکا کو کھسک گئے۔ سری کرشن جی کو پانڈووں سے خاص محبت تھی۔ اُنہوں نے قیام کیا۔ کچھ دنوں کے بعد سوبھدرا کے بطن سے ابھمنو کا ظہور ہوا۔ خوب جشن اور جلسے ہوئے۔ ابھمنو کو دیکھ دیکھ کر کرشن جی بہت ہی خوش ہوتے تھے۔ اس کا چاند سا مکھڑا سب کے دلوں پر موہنی ڈالتا تھا +

مہارانی دروپدی ترپنچ کنیاؤں کی سرتاج کا مرتبہ سب رانیوں سے افضل تھا۔ ایشور نے اسے بھی پانچ آنکھ کے تارے دئے +

(۱) پربت بند۔ راجہ جدھشٹر سے (۲) ست سوم۔ بھیم سین سے۔ (۳) سرت کرت۔ ارجن سے (۴) ستانیک۔ نکل سے (۵) سرت کرما سہدیو سے +

یہ پانچوں خمسۂ نظمِ جہانداری و حواس خمسۂ شہریاری بڑے صاحبِ طاقت ہوئے۔ ان کے کارہائے نمایاں کا نظارہ اُس وقت ناظرین کی نگاہوں میں پھر جائے گا۔ جب مہابھارت

کے موقع پر یہ میدان کرکشیتر میں سر بکف و خنجر بکف ہو نگے ۔

ادھیائے ۱۷

اگن دیوتا کی حاضری ۔ کھانڈو بن جلانے کی درخواست سری کرشن جی کی منظوری اور ارجن کے ساتھ روانگی

جمنا کا کنارہ ہے اور لب ساحل ایک عالیشان ایوان شاہی بلندی وہ کہ آسمان دیکھے تو آفتاب کی پگڑی زمین پر آ رہے ۔ وسعت وہ کہ پیک قیاس تھک جائے ۔ نقش و نگار سے ہاتھوں کے گل بوٹے مات ۔ در و بام سے برج فلک شرمندہ ۔ آراستگی غیرت افزائے نور ہر صفت عروسی گرد ۔ شیشہ آلات سے دن کو بھی تاروں بھری رات کا عالم تھا ۔ فرش وہ جس پہ پاؤں نہ ٹھہرے ۔ ایسا محل اور ایسی آرائش و زیبائش اسی میں ایک روز سری کرشن جی مہاراج ارجن کے ساتھ چوسر کھیل رہے تھے ۔ ادھر یہ تفریحی دلچسپی اور ادھر دریائے جمن (جمنا) کا دلفریب نظارہ ۔ کچھ آنند ہی اور تھا ۔ دفعتہً دیکھتے کیا ہیں کہ ایک برہمن سامنے کھڑا ہوا ہے ۔ کرشن جی انتریامی تھے ۔ فوراً اصلیت جان گئے ۔ پوچھا ۔ کیوں ! اگن دیوتا جی اس وقت چاند کدھر نکلا ۔ تکلیف کا باعث ؟

اگن دیو ۔ کیا کہوں ۔ ایک مرض میں گرفتار ہوں ۔ بھوک بالکل مرگئی ہے ۔ کھایا تو نہیں جاتا ۔

سری کرشن جی ۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہے ۔ اہل دنیا اسی پیٹ کی آگ کو روتے ہیں ۔ نہ پیٹ ہوتا نہ بھوک لگتی ۔ تو یہ سارا ڈھونگ کچھ بھی نہ ہوتا ۔ آپ کو بھوک پیاس کی ضرورت کیا ۔ دوسرے یہ بھی [illegible]

نہیں کہ دوا دوں ÷

اگنی دیو - آپ مضحکے میں اڑاتے ہیں - یہاں جان سوکھی جاتی ہے کہ نتیجہ کیا ہوگا آپ مذاق میں نہ ٹالیں میرا علاج دھنونتر سے نہ ہوگا۔ بلکہ اُس سے جس نے دھنونتر کو پیدا کیا ہے - ایشور کے لئے ذرا پوری بات تو سُن لیجئے ÷

سری کرشن جی - شوق سے فرمائیے میں ذوق سے سنونگا - یہ تو کہئے کہ معاملہ کیا ہے پہیلی بجھانے کی ضرورت نہیں ÷

اگنی دیو - مہاراج - راجہ سنیک کے یہاں یگیہ تھا - یگیہ تھا یا آفت تھا وہ جی نے بارہ برس تک ہوَن کی آگ میں گھی ہی کی مار کرا دی - بارہ برس تک گھی ہی گھی پیتے پیتے آخر بیماری اُٹھ کھڑی ہو گئی اور دل سخت پریشان ہُوا - پہلے میں برہما جی کی خدمت میں پہنچا کہ مہاراج کچھ علاج بتائیے - اُنہوں نے سُنتے ہی کہا کہ اس کا علاج اور کوئی نہیں کھانڈو بن کو سواہا کرو - تب تندرستی حاصل ہونا ممکن ہے ÷

کھانڈو بن وہ جنگل ہے - جہاں قدرتی طور پر آپ سے آپ سنجیون کی سی تاثیر کی جڑی بوٹیاں پیدا ہوتی ہیں - ان کے استعمال سے عارضے کی جڑ تک جاتی رہیگی - برہما کے اس کہنے پر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا ہوں کہ آپ کھانڈو بن کے جلانے میں مدد دیں ورنہ جان کی خیر نہیں ÷

مگر ہاں خوب یاد آیا ذرا یہ بھی خیال رہے - وہاں راجہ اندر کے رفیق و شفیق تکشک ناگ کی سکونت ہے اور جب کبھی آگ گرمی دکھاتی ہے تو میگھ راج پانی کے دونگڑے برسا کر انگاروں کو راکھ کر دیتے ہیں

سری کرشن جی نے ایک قہقہہ لگایا اور ارجن کے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا - ارجن کچھ سُنا کیا دل لگی کی بات ہے ÷

ارجن - آخر مرضیٔ مقدس کیا ہے - ارادہ تو کہئے - اٹھوں ÷

سری کرشن جی ہنستے ہی اُٹھے - آخر اگنی دیو نے بڑی عاجزی کیساتھ کہا

مہاراج آپ کو سب فوقیت ہے۔ کہاں گرڑ کہاں دیوتاؤں کا راجہ اندر۔ مگر آپ نے گرڑ کے سامنے اندر کا سر نیچا ہی کر کے دکھا دیا۔ بس حد ہے کہ گرڑ جی کی پوجا کرنا پڑی۔ اس وقت میں بھی چشم ترحم کا مستحق ہوں۔ کرپا کیجئے +

سری کرشن جی۔ (ارجن سے) کہو۔ کچھ جرأت ہے +

ارجن۔ میں آپ کے ساتھ ہوں تو جرات کا کیا پوچھنا + سارے برہمانڈ کو اک ہاتھ سے چکرا دوں میں + چلئے اُٹھئے۔ ناچیز ارجن کا قدم کبھی آپ کے اقبال سے پیچھے نہیں پڑتا۔ ہاں اس وقت شرف ہے کہ آپ کے پیچھے پیچھے چلوں +

سری کرشن جی فوراً ہی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ارجن بھی ساتھ ہو لیا دائرہ حکومت سے باہر آئے تو ارجن کو کچھ اور خیال آیا۔ اُس نے اگن دیو سے کہا کہ آپ لئے تو جاتے ہیں خصوصاً اُس کام کے لئے جس میں دانتوں پسینہ آ جائے۔ پھوکٹ میں یہ کام ہوتے نظر نہیں آتا۔ آپ تو لائیے اپنا اکشئے تیر۔ برن دیوتا سے منگوائیے گانڈیو دھنش بسوکرماں سے لیجئے کپی دھماوالا رتھ تب کارج سدھ سمجھئے۔ ورنہ جانئے کہ ہم بھی پاؤں کے بچھو جھڑا آئے +

اگن دیوتا۔ بس اتنی بات۔ ابھی لیجئے۔ مجال کیا جو دیر ہو + یہ کہکر اگن دیوتا نے سب کا دھیان کیا۔ فوراً برن دیوتا نمودار ہوئے۔ اپنا گانڈیو دھنش دیا۔ راجہ سومدت کا وہ ترکش پیش کیا۔ جس کی یہ تعریف تھی۔ کہ کبھی تیروں سے خالی نہ ہو۔ اس کے بعد بسوکرماں بھی رتھ لئے آموجود ہوئے رتھ کیا تھا۔ جواہرات اور سونے کا ایک آسمانی برج تھا۔ جس پر سب سوار ہو کر کھانڈو بن کی طرف چل پڑے۔ رتھ کے گھوڑے سفید (نقرہ) تھے۔ وہ اُڑے تو پھر سمند خیال بھی پیچھے رہ گیا +

ادھیائے ۶۲

کھانڈو بن میں آتشزدگی۔ اندر کی حفاظت میں ناکامیابی

کھانڈو بن چاروں طرف سے گھر گیا۔ پچھم کی طرف سری کرشن جی چکر لیئے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ دکھن کی طرف ارجن گانڈیو دھنش ٹیکر ڈٹ گیا۔ اگن دیو نے پورب کا ناکا روکا پون دیو نے اتر کی طرف کا مورچہ لیا یہ گھر اؤ دیکھ کر تاکشک ناگ تو سری کرشن جی کا درشن کر کے دیوتاؤں باتوں کو لئے لمبا پڑا۔ آنچ نہ آنے پائی۔ ادھر ارجن نے تیروں کا چھپر چھا دیا۔ ہوا کو بھی آنے جانے کی راہ نہ رکھی۔ اب اگن دیو نے بن میں آگ لگا دی۔ پون جی نے آگ کو اور ہوا دی۔ اب شعلہ زنی کا کیا ٹھکانا۔ ہر طرف آگ ہی آگ تھی اور شعلے ہی شعلے۔ جو پشو پکشی (چرند و پرند) تھے سب جان بچانے کے لئے ادھر ادھر بھاگے مگر وہاں راستہ کہاں۔ آخر اندر کو خبر ہوئی۔ اس نے آگ بجھا سو کر ۹۹ کروڑ میگھ مالاؤں کو موسلا دھار پانی برسانے کا حکم دیا۔ بن میں مینہ کی جھڑی لگی۔ پھٹ پھٹ کر پانی برسا۔ مگر ارجن کے تیروں نے وہ چھپر چھا رکھا تھا کہ زمین پر ایک بوند کا بھی نام و نشان نہیں ملتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ گرم توے پر بوند پڑ رہی ہے۔ اور پڑتے ہی غائب راجہ اندر کی طرف سے گندھرب ارجن کے چھائے ہوئے تیر کے چھپروں کو تحس نحس کرتے تھے۔ مگر ارجن پھر جیسے کا تیسا کر دیتا تھا جب گندھربوں کی ایک نہ چلی۔ مچھ دال لگی تو ہاتھ کٹا تا کر مقابلے کو آئے مگر ارجن نے وہ ہاتھ دکھائے کہ سب تو دم بھاگ نکلے۔ کھانڈو بن میں ایک دانو کی بھی سکونت تھی۔ اس کا نام مایا سر تھا۔ اس نے جو یہ رنگ ڈھنگ دیکھا تو زمین بوس ہوتا ہوا ارجن کی

خدمت میں حاضر ہوا اور جاں بخشی چاہی - ارجن نے سایۂ عاطفت میں لیا - اس کی ہیکڑی گرد برد ہو گئی - جس وقت ارجن کی طاقتوں کا ایک کرشمہ نظر سے گزرا وہ حیران تھا کہ اکیلا ارجن اور اُس نے گندھربوں کی عظیم طاقت کو پیس کے رکھ دیا - گندھرب جان توڑ کر لڑے - مگر آخر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے - کسی کی بھی پیش نہ گئی +

ادھیائے ۳

کھانڈو بن کے جلنے کے بعد کے متفرق حالات

جب کھانڈو بن سے جان بچا کر گندھرو وغیرہ بھاگے تو سیدھے راجہ اندر کے پاس پہنچے - آتشزدگی اور بربادی کا حال سُنایا - اندر انگاروں پر لوٹنے - آگ ہو گئے - کہا کہ دیکھو ابھی میں خود جاتا ہوں اور فساد کی جڑ ہی میں آگ لگاتا ہوں +

یہ کہکر اندر جی بڑے زعم و غرور میں مست غصے میں بھرے ہوئے ایراوت ہاتھی پر سوار کھانڈو بن کی طرف چلے - جونہیں قدم اُٹھایا کہ آکاش بانی ہوئی +

راجہ اندر کس خیال میں ہو - سری کرشن جی اور ارجن نر نارائن ہیں - اُن سے تم کو تاب مقابلہ ؟ مجال کیا جو کبھی سر ہو - ایسا نیچا دیکھو کہ عمر بھر سیکنے نہ بنے +

راجہ اندر اس آکاش بانی سے چوکنے ہوئے - ان کے غرور و تکبر زعم و طاقت کا نشہ اُتر گیا - سری کرشن جی کی خدمت میں حاضر ہوئے - سامنے ارجن تھا - اس کی قوتوں کی بڑی تعریف کی اور سری کرشن جی مہاراج کا درشن کر کے جن پیروں سے آئے تھے انہیں سے واپس چلے گئے +

کھانڈو بن کی آتشزدگی وہ تھی۔ جس نے راجہ اندر کے ہاتھوں کے طوطے اڑا دئے لاکھ زور لگایا مگر ایک نہ چلی۔ تمام ذی روح کیا پرند کیا چرند سب راکھ ہو گئے۔ صرف سری کرشن جی کے درشنوں کے طفیل تکشک ناگ بال بچوں سمیت بچ نکلا یا باقی اور جو بھگوان کرشن دیو کی کرپا سے بچ رہے وہ چار پرندے تھے۔ باقی سب سواہا +

تکشک ناگ کا بیٹا اندرسین کبھی نہ بچتا۔ مگر نہیں اس کی ماں اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو کلیجے سے لگا کر بھاگی کہ اتنے میں ارجن کا بان پہنچا۔ ماں تو وہیں ٹھنڈی ہو گئی۔ اندرسین نلوہ بچ گیا اور ہوش سنبھالا تو ارجن کے خون ہی کا پیاسا بن بیٹھا پہلے کچھ پیش نہ گئی مگر ہاں جب ہاتھ پاؤں ہو گئے تو مہابھارت میں ارجن کے سامنے خم ٹھونک کر بہادران زمانہ کو ناکوں چنے چبوا دیگا +

کھانڈو بن میں پندرہ دن تک آگ سلگتی رہی۔ سب درخت راکھ کے ڈھیر ہو گئے۔ ذی روحوں میں سے کوئی جانبر نہ ہو سکا۔ سارا جنگل کا جنگل صفایا۔ مے دانو راچھس ارجن کی پناہ میں جان بخشی کا شکر گذار تھا۔ اس نے جنگل کو صفا چٹ دیکھ کر کہا کہ آپ نے میری جان بچائی۔ آپ کے اقبال سے دانو کے گروہ کی سرغنائی حاصل ہے فن تعمیرات میں بسوکرماں کا نقطۂ مقابل ہوں جیسی تعمیر کا حکم ہو اس سے اچھی تیار کردوں۔ سری کرشن جی اور ارجن مے دانو کو لئے ہوئے اندرپرستھ میں واپس آئے۔ راجہ جدھشٹر اس کارنمایاں سے بہت خوش ہوئے۔ مے دانو کی قدر دانی کی۔ اس کے انتظام میں نئی نئی تعمیرات سے راجدھانی کو اور رونق حاصل ہوئی اور مہابھارت کے آدپرب کے آخری زمانے کا ہنسی خوشی سے خاتمہ ہوا +

آدپرب ختم

مہابھارت

حصّہ دوم

سبھا پرب

ادھیائے ا

سری کرشن جی کا مے دانو کو اندرپرست کی تعمیرات کے لئے ارشاد

آدی پرب ختم کر کے بیشم پائین جی نے سبھا پرب کا آغاز کیا اُن کی زبان سے جو گل فشانی ہوئی۔ اس کا سلسلہ حسب ذیل تھا۔ یعنی جب کھانڈو بن میں سری کرشن جی کی نظر ترحم اور ارجن کی چشم کرم سے مے دانو کی جان بچ گئی۔ تو وہ نہایت ہی شکر گزار و احسانمند ہوا۔ اس نے دست بستہ عرضداشت کی کہ کبھی کسی خدمت لائق کا ارشاد ہو کہ جس میں جان بخشی کے عوض کچھ تو خدمت سے عظمت حاصل کروں +

ارجن۔ مجھے کسی چیز کی خواہش نہیں۔ ایشور کا دیا سب کچھ

موجود ہے - پھر فضول کیا تکلیف دوں - تم عوض معاوضے کی فکر نہ کرو - یہاں معاوضے کی نہ کبھی خواہش ہوئی اور نہ ایشور کرے کبھی ہو +
مے دانو - ایشور آپ کی اس نیت خیر کو برکت دے - مگر اس میں مضائقہ کیا ہے - اگر آپ کوئی کام مجھ سے لے لیں - بھلا میں اپنی جان کا معاوضہ کیا دے سکتا ہوں - مجھ میں یہ لیاقت و دستگاہ کہاں - مگر ہاں خواہش یہ ہے کہ کچھ اپنا جوہر ہی دکھا دوں - آخر جو فن حاصل کیا ہے وہ کس دن کام آئیگا +
ارجن - تجھے کس فن میں کمال ہے - کون جوہر دکھانے کی خواہش ہے +
مے دانو - یوں تو میں محض نا چیز ہوں - لیکن جس طرح دیوتاؤں میں بسو کرماں شلپ بدیا (فن تعمیرات) میں کامل ہیں - اسی طرح مجھے بھی اس فن میں مہارت حاصل ہے - راچھسوں کی عمدہ عمارتیں انہیں ہاتھوں کی بنائی ہوئی ہیں جو آپ کے چرن چھونے سے ممتاز ہو رہے ہیں +
ارجن - مجھے تمہارے کمالات سُننے سے بڑی خوشی ہوئی - مگر میں کوئی فرمائش نہیں کر سکتا - ہاں سری کرشن جی کی جو مرضی مقدس ہو وہ مقدم +
مے دانو - (سری کرشن جی سے) مہاراج کچھ ضرور ارشاد ہو - خدمتگزاری کے بغیر میں اپنی زندگی کو ہیچ سمجھونگا +
سری کرشن جی - تمہاری ایسی ہی مرضی ہے تو خیر مہاراجہ جدھشٹر کے لئے ایسی راج سبھا (دربار شاہی) تعمیر کر دو - جس کا دنیا کے پردے پر جواب نہ نکلے اور فن عمارت یادگار زمانہ ہو +
مے دانو نے قدموں پر سر جھکایا - ارشاد اقدس کی تہ دل سے شکرگزاری کر کے عرض کی :-
وہ عالیشان عمارت بنے کہ آدمی تو آدمی دیوتا تک دیکھ کر حیران رہ جائیں یعنی ایسا شاہی دربار کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھا ہو +

بات طے ہوگئی۔ سلسلہ کلام منقطع ہوگیا۔ اب سری کرشن جی اُٹھے
اور سب کو لئے ہوئے سیدھے راجہ جدھشٹر کے پاس پہنچے راجہ
جدھشٹر نے سری کرشن جی کا بڑے تپاک سے استقبال کیا آنکھیں
فرش کردیں۔ پلکیں بچھادیں۔ پتلیوں نے سر پہ بٹھایا۔ گردن قدموں پر
جھک گئی۔ مزاج پرسی وغیرہ کے بعد مے دانو کے کمال اور تجویز
تعمیرات کی بات چھیڑی۔ راجہ جدھشٹر بہت خوش ہوئے اور مے دانو
سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ +

تجویز پختہ ہوتے پر راجہ جدھشٹر نے برہمنوں کو کھیر کھلائی۔ اور
مے دانو نے ایک بہت ہی پر فضا اور وسیع مقام پر دس دس ہزار
ہاتھ کی پیمائش سے درباری نشست گاہیں بنانے کا آغاز کردیا +
یہ قطعۂ زمین جمنا جی کے کنارے پہ واقع تھا۔ جسے اندرپرستہ (عرف
دلی) کا لقب حاصل ہُوا۔ ادھر تعمیر ایوانات کا کام شروع ہُوا۔ ادھر
سری کرشن جی دوارکا جی کی طرف عازم ہوئے۔ وہاں خیرو عافیت
سے پہنچے اور اتنے دِنوں کے بچھڑوں سے ہنسی خوشی ملے +

ادھیائے ۲

مے دانو کے ہاتھ سے اندرپرستہ کی تعمیر

مے دانو درخواست منظور ہونے سے نہایت خوش ہُوا۔ اس
نے ارجن سے اجازت مانگی کہ میں ضروری سامان لینے جاتا ہوں
آپ حکم دیں۔ میں نے عرصہ گزرا کہ برکھ پروادیت کے لئے کیلاش
کے اتر کی طرف مینناک پہاڑ پر ایک راج دربار تعمیر کیا تھا۔ جس کی
نظیر زمانے میں نہیں۔ اس میں بہت جواہر و املاس صَرف ہوئے

میں چاہتا ہوں کہ آپ کے دربار کو بھی جواہر خانہ بنا دوں چنانچہ بندوسر کا خزانہ الماس وجواہر سے اب بھی بھرا پڑا ہے تمام دنیا کی نفائسات اس کے قبضے میں ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ایک بہت ہی عجیب اور دشمن کش گدا بھی اس کے پاس ہے۔ جس کی چوٹ سہنا تو درکنار کوئی سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ جس طرح دھنشوں میں گانڈیو دھنش ہے۔ جو تمام استروں اور شستروں سے اوصاف میں فائق مانا گیا ہے۔ جس پر مخالف کے ہتھیار کارگر ہی نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح وہ گدا بھی ہے اس کو برکھ پرو ادیت سے لاکر بھیم سین کے ہاتھ میں دوں گا۔ کہ اس کی زینت ہو۔ آپ کی نذر کے لئے میں نے ایک سنکھ تجویز کیا ہے۔ جو اسی دیت کے پاس ہے۔ چنانچہ میں جاتا ہوں اور سب چیزیں ڈھونڈ لاتا ہوں ؎

ارجن نے خوشی سے اجازت دی اور مے دانو وہاں سے رخصت ہوا اور سیدھا کیلاش پربت کی طرف چلا اور آندھی کی طرح وہیں جا پہنچا جس جگہ راجہ بھاگیرتھ نے گنگا جی کے آکاش سے لانے کو مہادیو جی کی تپشیا میں مدتیں گذاری تھیں اور جہاں وکش پرجاپت کا وہ عظیم الشان یگیہ ہوا تھا۔ جس کی یادگار ستی جی کے واقعہ نے صفحۂ روزگار پر قائم کر رہی ہے۔ مے دانو نے وہاں سے گدا حاصل کیا۔ سنکھ ہتھیایا۔ جواہرات کے انبار ڈب میں کئے اور انہیں پیروں واپس آکر گدا بھیم سین کو نذر کر دیا۔ سنکھ ارجن کے پیشکش کیا اور فن تعمیرات کا کمال دکھانے کے لئے ہتھیلی پر سرسوں جما کر ایسی عمارتیں کھڑی کر دیں کہ سری کرشن جی کی سودھرماں سبھا کی خوبیاں گرد برد ہو گئیں۔ عالیشان عمارت عجیب وغریب اور اعلے صناعی کا نمونہ تھا۔ دالان کے اندر ایک سے ایک خوبصورت دالان۔ در و بام میں انتہا سے زیادہ نفاست صحن میں باغ و بہار کی کیفیت۔ جابجا صاف و شفاف حوض اور نہریں جن میں ۔۔۔ پانی پر کنولوں کا ۔۔۔ ستون کی

طرح جھومتا عجیب لطف دکھاتا تھا اور جن کی سیڑھیاں جواہرات کی
پچکاری اور الماس و عقیق کے نقش و نگار سے آنکھوں میں
چکا چوند پیدا کر کے پاے نظر کو جمنے نہ دیتی تھیں۔ حوضوں میں رنگ
رنگ کی مچھلیاں چھوڑی ہوئی تھیں جن کی شوخیاں نازنینان پری
جمال و مہوشان مہر تمثال کی چہلوں کو شرماتی تھیں۔ کیا در و دیوار کیا
سقف و بام سب جواہرات سے جڑے ہوئے تھے۔ دن کو آفتاب
کی کرنیں عقیق و الماس پر نظر ٹھہرنے نہ دیتی تھیں۔ رات کو ان کے
نور کی تڑپ چاندنی رات کا مزہ دے جاتی تھی۔ صحنوں میں نہریں موجیں
مارتی رہتی تھیں۔ جن کے فواروں کا چمکتا ہوا پانی اچھلتا اور گرتا ایسا
بھلا معلوم ہوتا تھا کہ کلیجہ تر ہو جاتا تھا۔ باغوں کی بہار کا کیا کہنا۔ چمن بندیوں
میں خاص نفاست روشوں پر غیر معمولی لطافت۔ جگہ جگہ پر سنگ مرمر
کی پٹریاں موقع موقع پر رنگ رنگ کے پتھروں کا فرش۔ حسب ضرورت
روشن پٹریوں میں بھی منبت کا کام۔ جڑاؤ کا سارنگ ڈھنگ جواہرات
ہی جواہرات زمین پر بچھے معلوم ہوتے تھے درختوں کے ہجوم کا کیا
کہنا زمین چھپی ہوئی تھی۔ مرغان خوش الحان ہری بھری پھولی پھلی
شاخوں پر چہکتے اور رنگ رنگ کے پھول مہکتے تھے۔ کہیں مور
حسن صورت کے غرور میں زمین پر پاؤں نہ رکھتے۔ ادھر سے اُدھر
اُدھر سے ادھر تھرکتے تھے۔ مینائیں میٹھی میٹھی بولیوں سے دلوں
کو رجھاتی تھیں طوطیاں رس بھری آواز سے نغمۂ دلفزا سناتی تھیں
سارس حسینان کبک خرام کی طرح ناز و انداز سے چلتے تھے۔ ہنس
نازنینان گل اندام کی طرح اٹھلاتے ہوئے روشوں پر ٹہلتے تھے چکوروں
کا خرام ناز دلوں کو لبھاتا تھا۔ لالوں کی ترانہ سنجی پر دل لوٹ ہوا جاتا تھا
اودھر کبکوں کے قہقہے اُدھر بلبلوں کے چہچہے۔ کچھ عجیب ہی دل خوش
کن بہار تھی۔ اہل شہر کی طبیعت گلزار تھی۔ راج سبھا کی زینت و

آرائش سے صناع خرد کی عقل دنگ تھی۔ صنعت کیا تھی طلسم و

نیرنگ تھی۔ چاروں گوشوں پر برج فلک سے بڑھیا طلائی برج جن پہ خوشنما گنگا جمنی کلس آسمان سے باتیں کرتے اور آفتاب عالمتاب کو چمک دمک سے نیچا دکھاتے تھے ہر کنگرہ جواہرات سے ایک کرۂ نور نظر آتا تھا کوسوں تک آنکھوں میں چکا چوند پیدا کرنے والی روشنی پھیلی رہتی تھی۔ دروازے سر بفلک۔ محرابیں سنہری نقش و نگار اور نیلم و الماس لعل اور پکھراج کے رنگارنگ جواہرات سے دوج کے چاند کی ہمشکل اور ماہ دو ہفتہ کی طرح روشن۔ دالانوں سے شیش محل گرد۔ تصویر خانے ساتھ۔ محرابوں میں رنگ رنگ کی خوشنمائیاں۔ شیشہ آلات مطلا و مرصع آویزاں۔ جھاڑ فانوس مرونگ وغیرہ سے ہر جگہ عالم نور کہیں اطلس کہیں مخمل کا فرش۔ کہیں خوبصورت قالین۔ کہیں زرکار مسندیں ہر نشستگاہ میں جڑاؤ سنگھاسن۔ صف بصف قطار در قطار گنگا جمنی کرسیاں چبوترے جواہر نگار سونے کے کٹہروں میں مہین مہین جالیاں جن میں موقع موقع پر یاقوت و الماس کے بیل بوٹے۔ جا بجا مرصع فوارے چمن کے چمکتے ہوئے پانی کا ننھے ننھے ہرے بھرے پودوں کی طرف چھڑکاؤ۔ درخت تمام ثمردار و بارآور جامن۔ انار۔ کھجور۔ ناریل۔ سیب انگور۔ وغیرہ ہزارہا اقسام کے درختوں کے بوجھ سے زمین دبی جاتی تھی۔ باغ میں میوہ پڑا پڑا تھا۔ باغوں کے وسط میں اعلےٰ سے اعلےٰ صناعیاں دکھائی گئی تھیں۔ روشوں میں وہ طلسم کیا تھا کہ موجیں مارتے لہراتے ہوئے پانی کی چادر کا دھوکا ہوتا تھا۔ یوں بالکل زمین خشک کہیں روش پر ہی بالکل خشک نظر آتی تھی مگر جہاں پاؤں رکھا جلد مٹی تہ گئی۔ کسی مقام پر ایسی کاریگری سے دروازے کی ہیئت دکھائی گئی۔ کہ اہل شہر دھوکا کھا کر اُس سے گزرنا چاہے۔ مگر وہاں در اصل دروازے کا نام و نشان نہیں۔ ہاتھ سے ٹٹولا تو دیوار کے سوا اور کچھ نہ ملا غرض کہ شیشی ایسی معلوم کتنی صنعتوں سے راج

دربار فروزنگار بنایا گیا - اور نہ جانے کتنے نیرنگ و طلسمات اس کی نفاست کے کام میں لائے گئے - دروازوں پر زرکار چلمنیں موتی کی جھالروں کی چھتیں سامنے کے رخ زرکار مقیشی شامیانے - دیواروں پر باموقع کامدار ریشمی جھنڈیاں خلاصہ یہ کہ مے دانو نے اس عمدگی سے عجیب و غریب عمارت کھڑی کر دی اور گوشے گوشے کو ایسی خوبی سے آراستہ کر دیا کہ اندر بن مٹی ہو گیا - نندن بن کی خوبیاں گرد برد گئیں - پانچوں پانڈو ایوانات شاہی اور راج سبھا کی خوبیوں پر عش عش کر گئے - مے دانو کے کمالوں کو ہزار زبان سے سراہا - بود و باش کے لیئے اپنی اپنی پسند کے موافق ایوان لے لئے اور وہیں بڑے ٹھاٹھ باٹ سے رہنے بسنے لگے - مہارانی کنتی بہوؤں کا سکھ دیکھتی تھی - اور پانچوں بیٹوں کی سعادت - شاہی شان شوکت اور نیک خصلتی سے اس کا کلیجہ ہاتھ بھر کا تھا ؞

ادھیائے ۳

اندرپرستھ میں نارد منی کی تشریف آوری - راجہ جدھشٹر کی راج سبھا کی نفاست پر اظہار مسرت - دیوتاؤں کی راج سبھاؤں کا تذکرہ راجہ پنڈو کا پیغام - راجسویہ یگیہ کی ہدایت

ایک دن سری نارد جی گھومتے گھماتے راجہ جدھشٹر کے یہاں

رونق افروز ہوئے۔ نارو مُن تشریف لائے تو تعظیم و تکریم کا کیا پوچھنا
جدھشٹر نے قدموں پر سر جھکا دیا۔ ہاتھوں ہاتھ لائے۔ جواہرات
سے جڑے ہوئے۔ سنگھاسن پر جگہ دی اور بڑے ادب سے ہاتھ
باندھے ہوئے سامنے کھڑے ہو گئے۔ نارو مُن نے راج سبھا اور
آس پاس کے شاہی محلوں کی زیب و زینت رونق و آرائش دیکھی
تو آنکھیں کھل گئیں۔ ایک ایک چیز کو نظر حیرت سے دیکھنے لگے۔
جس طرف نظر جاتی تھی پلٹنے کا نام نہ لیتی تھی۔ ان کا دل خوش ہو گیا
طبیعت پھڑک گئی۔ بولے کہ:۔

مہاراجہ جدھشٹر آپ نے عمارتیں تو ایسی بنوائیں کہ آج تک
دیکھنے میں نہ آئیں۔ کیا سرگ لوک کیا اندر لوک کیا برن لوک سب جگہ
گھومتے گھامتے سب کی سیر دیکھتے دیکھتے اتنی عمر ہوئی۔ مگر ایسی عجیب
و غریب عمارتیں آج ہی دیکھنا نصیب ہوئیں۔ راجہ اندر کی سبھا جسے
پشکر مالنی اور سودھرماں کہتے ہیں۔ بسوکرماں نے بڑی عمدگی سے
بنائی۔ سو جوجن عرض۔ ڈیڑھ سو جوجن طول اس کی نفاست کا کیا کہنا
اندر جہاں چاہیں بے غل و غش لے جائیں۔ عیش و عشرت کے
سوا اس میں رنج و غم کا گزر ہی نہیں۔ بڑے بڑے خوبصورت
درختوں کا باغ لگا ہُوا ہے۔ شاخیں پھولوں پھلوں سے لدی نظر
پر موہنی ڈالتی معلوم ہوتی ہیں۔ جا بجا نہریں جاری۔ موقع موقع پر
حوض لبریز۔ رنگ رنگ کے مرغان خوش نوا کی چہلوں سے طبیعت
باغ باغ ہوتی ہے میٹھی میٹھی بولیوں سے پژمردہ دل بھی ہرا ہو جاتا
ہے۔ در و دیوار میں سونا ہی سونا۔ نقش و نگار میں جواہر ہی جواہر نیلم و
الماس عقیق و یاقوت کے بیل بوٹوں سے ایک باغ کھلا ہُوا نظر آتا
ہے۔ خوبی عمارت لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی۔ دیکھنے سے
تعلق رکھتی ہے۔ راج دربار میں سونے کا جڑاؤ سنگھاسن جگمگ
جگمگ کرتا ہے جس پر راجہ اندر کا [illegible] چھتر لگا ہوا سونے [illegible]
زمرد و جواہرات

میں غرق بڑے ٹھاٹھ باٹ سے اپنی رانی کے ساتھ جلوہ افروز
رہتے ہیں۔ سامنے کے رخ بڑے بڑے سدھ نما تما رشی مہرشی
مُنی مہامُنی سادھ سنت اور دیوتا لوگ بڑے دبدبے بڑے جاہ و جلال
سے رونق صف بڑھاتے اور چمکتے ہوئے چہروں سے در و دیوار پر
نور ہی نور برساتے ہیں +

سورج کے فرزند دھرم راج کی بلج سبھا بھی بسوکرما نے
ایسی نفیس تعمیر کی ہے کہ باید و شاید۔ لمبائی چوڑائی سو سو جوجن نہ
گرمی میں گرمی نہ سردی میں سردی۔ سورج ہمیشہ روشن۔ دیوتاؤں
اور باشندگان شہر کے لئے ہمہ نعمتیں مہیا۔ کسی کو کسی بات کی کمی
نہیں۔ باغ ہمیشہ بہار۔ درخت میوہ دار۔ شاخیں پُر بار پھل خوشگوار
جس چیز کی خواہش ہو۔ فوراً موجود۔ رنج و غم کا ہمیشہ نام و نشان مفقود
جن چکرورتی راجاؤں نے سو سو اشومیدھ یگیہ کئے ہیں۔ سب
وہاں کا آنند لوٹتے ہیں۔ چنانچہ راجہ ججات۔ راجہ شانتنو راجہ ماندھاتا
وغیرہ تمام کے تمام دھارمک اور پرتاپی تاجداروں کا وہیں مقام
ہے بڑے بڑے رشی منی اپنے اپنے فضائل و کمالات اور مرتبہ
و اعزاز کے موافق وہاں قیامگاہوں میں فروکش ہیں +

برن دیوتا کی شاہی عمارات کی بھی یہی صورت ہے یہ عمارتیں
پانی میں تعمیر ہوئی ہیں ہر طرف یاقوت ہی یاقوت۔ الماس ہی الماس
رات کی اندھیری ان کی روشنی کو مات کرتی ہے۔ در و دیوار کی سفیدی
میں عالم نور ہے۔ صفائی پر نگاہ نہیں ٹھہرتی۔ تمام دریا اور کل
سمندر اپنی اصلی ہیئت میں یہاں جلوہ افروز رہتے ہیں اور ادھی
کالی بھجنگ کی گھٹاؤں کا نظارہ ہر وقت نظر کو اپنی طرف ہی سے
بھاتا رہتا ہے +

کوبیر جی کی راج سبھا کی نفاست تو اور بھی سو سو چاندی کی
عمارتیں سر بفلک کھڑی ہیں۔ صدہا موتی [illegible] جواہرات

سے در و دیوار جگمگ جگمگ کرتے کیلاش پہاڑ کی بلند چوٹی سے نظر
آتے ہیں۔ یہاں دانؤں کو رات دن ناچ رنگ سے مطلب ہر وقت
نغمہ و سرود سے کام ہے۔ کیا رنبا کیا سر کشی کیا دھرما جی کیا بسو رچی
کیا اُربسی کیا اور رقصیں ناز دکھاتی ہیں۔ گندھربوں کنہروں کی نغمہ
سنجیاں دلوں کو رجھاتی ہیں۔ غرض ایسی ہی رنگ رلیاں رہتی ہیں۔
ایسی موجوں کے سوا اور کسی بات سے کام نہیں رنج و غم کا ذرا نام نہیں +
برہما جی کی سبھا کا کیا کہنا۔ برہما جی کی سبھا ہے۔ اندر۔ برن۔
کوبر سب کی سبھائیں اس کی خوبیوں کے سامنے گرد ہیں۔ لمبائی چوڑائی
بے حد و حساب۔ بلند ہی وہ کہ سرگ اور امراوتی کو بھی نصیب نہیں
چاند سورج کی روشنی بھی نہیں پہنچ سکتی۔ قدرتی ہی نور برستا رہتا
ہے۔ مہادیو جی بڑے بڑے دیوتا بڑے بڑے پہنچے ہوئے رشی بلند
مرتبہ چھتری وہاں برہما جی کی پرستش میں مصروف رہتے ہیں۔ دیوتاؤں کی
سبھاؤں کا ذکر کرکے نارد جی مہاراجہ جدھشٹر سے بولے کہ
گو ایسی ایسی سبھائیں میں نے دیکھیں۔ مگر سچ کہتا ہوں کہ
آپ کی سی مہا راج سبھا عالم موجودات میں دوسری نہیں۔ دیوتاؤں
کی سبھا اور آپ کی سبھا میں اگر کچھ فرق ہے تو صرف اتنا کہ وہ عالم بالا
پر ہیں اور وہاں دیوتاؤں کی چہل پہل رہتی ہے۔ آپ کی سبھا دار فانی
میں روے زمین پر ہے اور یہاں آدمی مقیم ہیں۔ میں آپ کی سبھا
دیکھ کر نہایت ہی خوش ہؤا۔ آپ کو یہ شان و شوکت مبارک +
اس کے بعد کچھ اور معمولی ذکر و اذکار کے بعد سری کرشن جی
کے دوارکا تشریف لے جانے اور کھانڈو بن کے جلنے کی بات
چھڑی اور آخری گفتگو پر ختم کلام ہؤا +
راجہ جدھشٹر۔ مہا منی آپ تو جہانیاں جہاں گشت ہیں۔ رات دن
اس لوک سے اس لوک میں اُس لوک سے اس لوک میں جانے کا اتفاق
رہتا ہے فرمائیے کہیں [illegible] دیکھی نظر آئے +

نارد مُنی - جی ہاں - جس وقت مَیں نے روے زمین کی سیر کا عزم کیا اُن سے ملاقات ہوئی تھی - میرا عزم سُنکر اُنہوں نے آپ کو یہ پیغام دیا کہ اگر راجہ جدھشٹر راجسویہ یگیہ کریں تو مَیں بھی راجہ ہرشچندر کی طرح اندر لوک کا آنند لوٹوں - اس لئے آپ ضرور یگیہ کریں - ایک پنتھ دو کاج بیک کرشمہ دو کار کا معاملہ ہے - ادھر راجہ پنڈو کو اندر لوک مل جائے اور اُدھر آپ بھی اس کے مستحق ہو جائیں +

نارد جی کو دوارکا جی کی سیر کا اشتیاق تھا - اس لئے یگیہ کیو اسطے ہدایت فرما کر رخصت ہو گئے اور یہاں راجہ جدھشٹر کو یگیہ کی فکر ہوئی +

ادھیاے ۴

سری کرشن جی - ارجن و بھیم کی مگدھ دیش میں تشریف بری - معرکہ جنگ - بھیم سین کی فتح - جراسندھ کا قتل - قیدی راجاؤں کی رہائی - دراسندھ کی تخت نشینی - سری کرشن جی کی اندر پرستھ سے دوارکا میں واپسی

مہاراجہ جدھشٹر سوچے کہ راجسویہ یگیہ کرنا بچوں کا کھیل نہیں اس کے سرانجام میں رات دن پسینہ آئیگا چنانچہ اُنہوں نے اندرسین کو دوارکا میں بھیجا - مہاراج کرشن چندر کو قاصد کے ہمراہ اندر پرستھ میں

رونق افروز ہوئے راج سبھا کی عجیب و غریب عمارتیں دیکھ کر اظہار
مسرت فرمایا۔ زیب و آرائش خوبی و زیبائش سے باغ باغ ہو گئے۔
جب راج سبھا کی سیر سے یکسوئی حاصل ہوئی تو مہاراجہ جدھشٹر
نے نارد جی کی تشریف آوری راجہ پنڈو کے پیغام اور راجسویہ یگیہ
کی ہدایت کا تذکرہ کر کے گذارش کی ؛

مہاراج۔ اس یگیہ کی مشکلات سے آپ واقف ہیں۔ بیان کرنا
فضول۔ پس آپ کی نظر عاطفت لازمی ہے۔ آپ کی توجہ کے
بغیر کامیابی نا معلوم ہے

سری کرشن جی۔ یگیہ کی تجویز پر میرا بھی صاد ہے۔ آپ انتظام
شروع کر دیں۔ کھٹکا ہے تو صرف جراسندھ سے وہ ضرور خلل انداز
ہوگا۔ آپ جانتے ہیں کہ اُس نے نرمیدھ یگیہ کے لئے ہزارہا تاجدار
گرفتار بلا کر رکھے ہیں اُن کو قید مصیبت سے آزاد کرنا میرا پہلا فرض ہے
چنانچہ ارجن اور بھیم میرے ساتھ چلیں تو سب کام بن جائے ؛

باہم مشورہ طے پا گیا۔ اور سری کرشن جی ارجن اور بھیم کو لیکر برہمن
کے بانے میں جراسندھ کے دارالحکومت میں پہنچے۔ دیکھا تو بڑے ہی
ٹھاٹھ باٹ ہیں۔ دھوم دھام کی حد نہیں۔ بازار آراستہ کوچے صاف و
شفاف۔ گلی گلی میں کیوڑے گلاب کا چھڑکاؤ۔ گوشے گوشے میں سامان
تفریح۔ گھر گھر میں ناچ رنگ۔ محلے محلے میں جشن عشرت۔ ہر جگہ آدمیوں
کا میلہ۔ ہر مقام پر عورتوں مردوں کا ریلا۔ چاروں طرف سواروں کے پرے
صف بہ صف پیادوں کا ہجوم۔ کہیں کھیل کہیں تماشے۔ کہیں ناچ کہیں
باجے۔ غرضیکہ عجیب ہی کیفیت۔ عجیب ہی دلچسپ نظارہ تھا۔ آنکھیں
سیر نہ ہوتی تھیں۔ دل سیر تماشے سے نہ بھرتا تھا۔ جوہیں دردولت پر
پہنچے بے تکلف چوکھٹ لانگھنا چاہی۔ مگر روک ٹوک سخت تھی پہرا
کھڑا تھا۔ ایک ہاتھی نے بھیم سین کے موٹے موٹے ہاتھ پاؤں
دیکھ کر روکا بھیم کچھ ٹھٹکے۔ تو ہاتھی نے ہاتھ اٹھایا آخر باہم ٹکر ہو گئی

گئے۔ کتا اپنی گلی میں شیر ہوتا ہے۔ اس پر ہاتھ پاؤں کا جوان۔ مگدر مارتا
ہے تو بھیم سین چاروں شانے چت۔ ارجن نے ایک کر اچھس کو جا لیا
کہیں اور مگدر نہ رسید کر دے۔ اس مہلت میں بھیم سین سنبھلے اُٹھے اور
ایسی بوٹھنی دی۔ کہ پھر سانس نہ آئی۔ دروازے پر ایک نقارہ دیکھا
جو آپ سے آپ بجکر دوسروں کے عزم جنگ سے جراسندھ کو خبردار
کر دیتا تھا۔ اس لئے تینوں صاحب وہاں سے کھسکے اور ایک
دیوار پھاند کر جراسندھ کے محل میں جا اُترے نقارے کو بجنے کا
موقع نہ دیا۔ جونہی جراسندھ کی نظر پڑی وہ ڈنڈوت کو جھک گیا اور
صورت شکل دیکھ کر بولا:۔

ٹھیک ٹھیک کہئے گا۔ آپ سچ مچ برہمن ہی ہیں یا دیوتا یا آپ
کا گندھربوں میں شمار ہے۔ بہر حال جو خواہش ہو بے تکلف ظاہر
کیجئے ابھی پوری کروں ہ

سری کرشن جی۔ راجن روپیہ پیسہ ہاتھ کا میل ہے۔ اس کی خواہش
نہیں۔ ہاں آرزو یہ ہے کہ آپ ہم تینوں میں سے جس کے ساتھ چاہیں
کشتی لڑیں۔ جراسندھ اس سوال پر ہنس پڑا اور بولا ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را مے شناسم

برہمن کا بھروپ بھر کر کشتی لڑانے چلے۔ یہ کیوں نہ کہئے کہ ذات شریف
کرشن جی ہیں۔ اٹھارہ مرتبہ پکڑ ہوئی تو پیٹھ دکھانے کے سوا کیا بنا لیا
آخر وطن سے بھاگ کر دوارکا میں منہ چھپانا پڑا۔ جو لڑائی میں پیٹھ دکھا
چکا اُس سے لڑنا ہی کیا۔ رہا یہ دوسرا برہمن ارجن اس کے ہاتھ پاؤں ہی
کیسے دبتے ہیں کہ میرے سامنے کیا خم ٹھونکیگا۔ بدن میں ہاتھ لگا دوں تو
ننھا سا ڈیل چُر مُر ہو جائے۔ ہاں یہ البتہ خواہ مخواہ مرد آدمی یعنی بھیم سین
خیر وہ ایک گدہ سہہ سکتا ہے اس کا جی چاہے تو دودھ پانی کر دے۔
دیکھو ابھی ہڈیاں پسلیاں چور کئے دیتا ہوں تم بھی کیا کہو گے کہ دل پورا کیا

یہ کہتے ہی اُس کا چہرہ تمتما اُٹھا۔ آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ اُس نے اُسی وقت اپنے بیٹے سہدیو کو راج سنگھاسن پر بٹھا کر وزیروں کو ضروری ہدائتیں کر کے لنگوٹ کسا۔ بھیم سین کو للکارا۔ تال ٹھونکتے ہوئے دونو ہاتھی کے پاٹھے اکھاڑے میں اُترے برابر کا زور ہونے لگا۔ خوب داؤں پیچ ہوئے۔ خوب ڈنڈ بلوں سے طاقت آزمائی ہوئی۔ مگر نہ کوئی چت ہُوا اور نہ کوئی پٹ۔ جوڑ پنجی تلی تھی ۱۳ روز تک تصفیہ کی نوبت نہ آئی۔ آخر چودھویں روز کرشن جی نے کہا کہ آج ضرور فیصلہ ہو جائے دن بڑھنے کی ضرورت نہیں۔ بھیم سین آج ہوشیار +

بھیم سین:- بہت اچھا۔ ایشور مالک" کہکر اکھاڑے پر پہنچا۔ جراسندھ بھی شیر کی طرح تنتا اکڑتا اور پینترے بدل کر بھیم سین سے بھڑ گیا۔ جراسندھ گرجا +

او بھیم سین - مَیں وہ بودھ نہیں۔ جو تجھ سے دب جاؤنگا۔ اب تیرا وقت پورا ہو گیا کچھ دیر اور ہوس نکال لے۔ موت سر پر آ پہنچی۔ میرے ہاتھ خون سے رنگا ہی چاہتے ہیں +

بھیم سین - جنگ دو سر وارد۔ دو لڑتے ہیں تو ایک گرتا ہی ہے اس کا اندیشہ ہی کیا۔ نانی نانی یاد کتنے جہان آگے آئینگے۔ تم لڑے جاؤ جو پچھڑے گا خود خاک و خون میں لوٹے گا۔ آپ سے آپ معلوم کر لیگا کہ کون ہارا کون جیتا +

تھوڑی دیر کشتی ہوتی رہی۔ مگر ہنوز روز اول۔ ہار جیت کا کوسوں پتہ نہیں۔ آخر گدا کی نوبت آئی۔ دو طرفہ چوٹیں چلنے لگیں۔ کھٹا کھٹ کی آواز سے میدان جنگ میں تھرتھری پڑ گئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ دو پہاڑ باہم ٹکرا رہے ہیں۔ جب بھیم سین گرما گیا۔ تو اس زور سے گدا تان کر مارا کہ جراسندھ دور جا پڑا۔ دور آنکھیں تیورا گئیں۔ یہ دیکھ کر سری کرشن جی نے ایک تنکا اُٹھایا۔ اور بھیم سین کو دکھا کر ہاتھ سے چیر ڈالا۔ بھیم سین اشارہ سمجھ گیا۔ لپک کر پہنچا اور جراسندھ کی پھانی پر پیر رکھ کر دونو ٹانگیں

کی طرح چیر ڈالیں۔ میدان میں ایک شور مچ گیا۔ جراسندھ کے تمام
ارکان سلطنت اور سرداران فوج سری کرشن جی کی خدمت میں زمین
بوس ہوئے۔ جراسندھ کے فرزند نے دوڑ کر قدم چومے سری کرشن جی
نے گلے سے لگا لیا۔ اور ہر ایک کو کلمات تشفی سے امن و تسلی کا
اطمینان دلایا۔ پھر خود بدولت بہ نفس نفیس گرفتاران بلا کے پاس
پہنچے بیس ہزار آٹھ سو تاجداران سلطنت و فرمانروایان حکومت کو
رہائی بخشی۔ سب راجوں نے قدموں پر سر جھکا دیا۔ قدموں کی خاک
آنکھوں میں ملی۔ بڑے ادب سے اُستت کرنے لگے کہ

"مہاراج آپ دھنیہ ہیں۔ اگر آپ کی نظر عنایت نہ ہوتی تو ہم
لوگ قید مصیبت میں پڑے سڑا کرتے کوئی جان بچانے والا نہ ہوتا
آپ کا جس کون گا سکتا ہے۔ قدرتیں بیان ہو سکیں ممکن نہیں پرہلاد
کو آپ نے امان دی بھبھیکھن کو راون کے جور و ظلم سے محفوظ کر کے
صاحب تخت و تاج کر دیا۔ دھرو پر وہ نظر عاطفت فرمائی کہ آج سب
سے مرتبہ بالا ہے۔ جراسندھ کو سترہ دفعہ ناکوں چنے چبوائے۔ مگر
مصلحت کچھ اور تھی اٹھارویں مرتبہ آپ طرح دے گئے اور خود ہی میدان
چھوڑ کر رن چھوڑ کا خطاب قبول کیا ورنہ جراسندھ میں فتحمندی کی کیا
طاقت تھی۔ کال جون کو گندھمادن پربت کی کندرا میں راجہ مچکند کی
نظر سے خاک سیاہ کر ڈالا۔ یہی نہیں بلکہ اس کی تین کروڑ فوج بھی
بستر اجل پر سلا دی۔ جب جراسندھ نے پربرکھن پہاڑ پھونکا تو
آپ نے آنچ نہ آنے دی۔ انگارے کی طرح دہکتے ہوئے پہاڑ کو سبز
و شاداب کر دکھایا۔ اگر آپ رن سے نہ ہٹتے تو مچکند کی مکت۔ گندھمادن
کی زینت۔ پربرکھن کی رونق۔ دوارکا جی کی عظمت۔ پاپیوں کی نجات
اور مظلوموں کی قید غم سے کیونکر رہائی ہوتی +

سری کرشن جی اُستتی سُن کر خوش ہوئے اور سب سے فرمایا کہ

اب آپ لوگ اپنی راجدھانیوں میں جائیں چین سے راج کریں

اور جب راجہ جدھشٹر یاد فرماویں راجسویہ یگیہ میں شریک ہوں +
سب لوگوں نے تعمیل ارشاد سے سر جھکا دیا اور سری کرشن جی نے
جراسندھ کے بیٹے دراسندھ کو تخت سلطنت پر بٹھا کر راج نیت
سکھانے کے بعد اندرپرست کی راہ لی راجہ جدھشٹر چشم براہ تھے۔
نوید آمد آمد سنکر سر کے بل دوڑے مزاج پرسی کی ماجرا دریافت کیا +
سری کرشن جی نے سب کیفیت کہکر فرمایا کہ
بس اب میدان صاف ہو گیا کسی کا ڈر باقی نہیں اور جو کوئی سرکشی
کریگا اُسے آپ کے بھائی چٹکی کر ڈالینگے۔ آپ یگیہ کا سامان کیجئے
میں عین وقت پر آجاؤنگا۔ اطمینان رکھئے۔ یہ کہتے ہی سری کرشن جی
نے رخصت طلب کی اور دفعتاً نظر سے غایب ہو گئے +

ادھیائے ۵

راجہ برہدرتھ والئے مگدھ دیش کو لاولدی کا رنج۔ ایک رشی کی نظر عاطفت جراسندھ کی ولادت کے حیرت انگیز حالات

راجہ جنمیجے نے سوال کیا کہ سری کرشن جی نے تنکا توڑ کر جو اشارہ کیا
اُس کی غایت کیا تھی بیان فرمائیے۔ اس کے جواب میں بیشم پائن
نے یوں سلسلہ تقریر جاری کیا +
مگدھ دیش (موجودہ ملک بہار) کا تاجدار نہایت ہی قوی بازو
شہزور تھا اس کو برہدرتھ کے نام سے شہرت حاصل تھی راجہ برہدرتھ
کی شادی فرمانروائے کاشی کی راجکماریوں کے ساتھ ہوئی جو توام

پیدا ہوئی تھیں۔ مگر تخیلی مراد بے ثمر و درج مدعا بے گہر رہا۔ تاج کی زینت نگین کے بغیر کہاں۔ پیارا نہ ہونو ہالے کا لطف کیا۔ راجہ برہدرتھ آنکھ کے تارے اور بڑھاپے کے سہارے کی فکر میں پریشان رہنے لگے۔ لیکن نادک مسند فشانے پر جم کر نہ بیٹھا آخر سوچتے سوچتے ٹھہرائی کہ بس اور کچھ نہیں کسی رشی مہرشی کا سہارا لینا چاہیئے۔ ان کی نظر عنایت ہوگئی تو کامیابی مقصد کچھ مشکل نہیں۔ یہ خیال دل پر جمائے ہوئے وہ جنگلوں جنگلوں پھرنے لگے۔ گھومتے گھومتے قسمت ایک مقام پر لے گئی۔ جہاں آم کے درخت کے سائے میں کوئی تپشوی تپسیا میں مشغول تھے۔ راجہ نے وہیں زانوے ادب تہ کیا اور بیٹھے بیٹھے انتظار کرنے لگے کہ کب منی جی آنکھ کھولتے ہیں۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ منی جی دھیان سے فارغ ہو گئے۔ جوں ہی آنکھ کھولی راجہ کو سامنے پاکر دریافت کیا۔ کہ

یہاں کہاں۔ کوئی غرض۔ کچھ خواہش؟

راجہ برہدرتھ نے قدم چھو کر عرض کی۔

"مہامنی" گھر بے چراغ ہے۔ لاولدی کا داغ ہے۔ لخت جگر کی خواہش نور نظر کی آرزو چرنوں میں لائی ہے۔ نظر عاطفت کا محتاج ہوں۔ طالب وارث تخت و تاج ہوں +

مہاراج منی نے خواہش سنکر آنکھیں بند کر لیں۔ اور دھیان میں مصروف ہو گئے۔ اتفاقاً ایک آم ٹپکا اور آغوش مبارک میں آگرا۔ منی جی نے آنکھیں کھول دیں اور راجہ سے کہا:۔

"بڑے خوش نصیب معلوم ہوتے ہو۔ دیکھو قدرت کی طرف خود بخود یہ آم میرے ہاتھ آگیا۔ سمجھو کہ یہ آم نہیں امرپھل ہے۔ لوے جاؤ۔ رانی سے کھلوا ئے گود میں بیٹا کھلائے مگر خیال رہے کہ یہ کوئی معمولی بچہ نہ [illegible] گے بس [illegible] کی امیت [illegible] سب

پالی خوب پالیں وصفا قت ہو تب ہی اسے گھر بھیجنا +

راجہ نے پھل لیا۔ قدم چومے۔ شکریہ ادا کیا اور رخصت ہو کر گھر آیا تو
عجیب پس وپیش کہ رانیاں دو دو۔ وہ بھی ایک پیٹ سے پیدا اسکی بہنیں
آم صرف ایک کس کو دوں کس کو نہ دوں۔ ایک کو دیتا ہوں تو دوسری بُرا
مانتی ہے۔ اس خلجان میں خیال کیا کہ دونو کو راضی رکھنا چاہئے کسی
کا دل کڑھانا ٹھیک نہیں۔ پس اُس نے چاقو لیا۔ آم کو بیچوں بیچ سے
تراشا۔ اور ایک ایک قاش دونو رانیوں کو کھلا دی۔ پھل میں تاثیر تھی۔
مُنی جی کا قول تیر بہدف تھا۔ دونو رانیاں باردار ہو گئیں۔ آثار حمل نے
خوشی کی نوبتیں بجوانا شروع کیں۔ ہوتے ہوتے وضع کا وقت آیا تو رانیوں
کے بطن سے دو آدھے آدھے بچے پیدا ہوئے۔ جن میں نہ ذرا سانس نہ
زندگی کے علامات راجہ نے سُنا تو دوڑا آیا ادھورے جسم کے بچوں کو دیکھ
کر رو پڑا اور پچھتانے لگا کہ آم کے ناحق دو ٹکڑے کئے۔ بڑا غضب ہُوا
میں نے خود ہی اپنے ہاتھ سے پاؤں میں کلہاڑی ماری۔ راجہ نے ہاتھ
مل مل کر حکم دیا کہ بچے کسی کپڑے میں لپیٹ کر دریا یا کسی جنگل میں پھینک
دئے جائیں۔ مردوں کا گھر میں۔ رکھنا کیا۔ وہ افسوس کرتا تھا کہ ہائے
کھیل بنکر بگڑ گیا۔ قسمت جاگ کر سو گئی +

رانیوں نے راجہ کے حکم کی تعمیل کی۔ لونڈیوں باندیوں کے ہاتھ
بچوں کو کپڑے میں لپیٹ کر شہر سے دور ایک جنگل میں پھینکوا دیا اور
چھاتی پر پتھر رکھ کر بیٹھ رہیں +

ایشور کی قدرت جرا نام راکشسنی اس وقت سیرگشت کرتی ہوئی وہیں
سے گزری جہاں وہ بچے کپڑے میں لپٹے ہوئے پڑے تھے۔ اس
نے گٹھڑی کھولی اور دونو ٹکڑوں کو ملا کر لٹا دیا۔ جونہی یہ کارروائی ہوئی
اس زور سے ایک آواز گونج گئی۔ جس نے بجلی کی کڑک اور بادل
کی گرج سے زیادہ دل ہلا دئے۔ اب تو وہ دونو ٹکڑے ایک جسم
ہو کر راکشسنی کے آغوش میں ہاتھ پاؤں مارنے اور کھیلنے لگے۔ راجہ برہدرتھ
محل میں بیٹھے تھے [illegible] کہ
[illegible] وقت ایسی خوفناک آواز سنکر چونک پڑے

حیرت ہوئی کہ معاملہ کیا ہے گھبرا کر رانی اور وزیروں کو لئے ہوئے آواز کے رُخ جنگل میں پہنچے۔ جرا راکشسنی نے آتے دیکھ کر سوچا کہ راجہ بے اولاد ہے کوئی کلیجے کا ٹکڑا نہیں۔ لاؤ یہ لڑکا اسی کو دے دیں کہ اندھیرے گھر میں اوجالا ہو جائے ادھر سے راجہ آرہا تھا ادھر سے یہ بڑھی۔ جب سامنا ہُوا تو جرا راکشسنی نے بیٹا پیش کیا اور عرض کی کہ

ایشور کی مرضی سے مَیں یہ گودی کا لال آپ کی نذر کرتی ہوں۔ دیکھئے کیسا گورا گورا چاند سا مکھڑا ہے یہ بڑھیگا تو دیکھئے گا کہ کیسا طاقتور اور قوی بازو ہوتا ہے۔ اس کے جسم میں دو ٹکڑے باہم پیوست ہیں اور چونکہ مَیں آپ کو دیتی ہوں اس لئے میرے نام پر اس کا نام جراسندھ رکھئے +

راجہ نے دیکھا تو چاند کا ٹکڑا سامنے تھا۔ کلیجے سے لگا کر بڑی رانی کی گود میں دے دیا اور ہنسی خوشی گھر آیا۔ راجہ ایشور کی قدرت کو سراہتا تھا۔ کہ واہ مُردہ ٹکڑوں کو مجسم زندگی عطا کرنا تیرا ہی کام ہے مَیں اوندھی کھوپڑی کا آدمی کیا جانتا تھا کہ جسے مَیں پھینکتا ہوں وہ میرا وارث تاج و نگیں ہوگا۔ مگر تیرے کارخانے کچھ اور ہیں رائی کو پربت کرے پربت کو رائی غرض راجہ نے اس خوشی میں شادیانے بجائے۔ ناچ رنگ کئے اور لاڈلے دلارے بیٹے کو جان سے زیادہ عزیز رکھنے لگا۔ راجہ کے بعد اسی نے مگدھ کی حکومت پائی اور راجہ جراسندھ کے نام سے اوج و اقبال کے ڈنکے بجائے جراسندھ نے زبردست سے زبردست تاجداروں کو خونخوار لڑائیوں میں پکڑ پکڑ کر نرمیدھ یگیہ کا سرانجام کیا تو سترہ دفعہ کرشن جی سے معرکہ آرائیاں ہوئیں جن میں جراسندھ مغلوب رہا۔ اٹھارویں دفعہ سری کرشن جی نے دیوتاؤں کی رضا جوئی کی اور جراسندھ کے مقابلے سے ہٹ کر ادھر ادھر چھپے رہے۔ بھیم سین اور جراسندھ کی لڑائی میں کرشن جی کا تنکا چیرنا بھیم سین کے لئے اس بات کا اشارہ تھا کہ جراسندھ کے جڑے ہوئے بدن کو چیر کے پھینکے۔ وہ اس کے لڑنے کا کوئی تدبیر تھی تو صرف یہی اور کسی ہتھیار سے کام تمام ہونا غیر ممکن تھا +

ادھیائے ۶

سری کرشن جی کے مشورے سے راجسویہ یگیہ کا انتظام - بھیم سین - ارجن - نکل - سہدیو کی چار اطراف میں روانگی - تاجداران زمانہ سے محاربہ - پانڈووں کی فتحیابی - حصول خزائن اشیاء زر و جواہر کثیر المقدار - ہر ایک کی کامیابی کے ساتھ واپسی - انتظام یگیہ

بشم پائن جی یوں مائل گفتار ہیں کہ اے راجہ جنمیجے جراسندھ کی وہ دھاک تھی کہ تمام راجے مہاراجے نام سے کانپتے تھے - اس کی تیغ فتح جب میان سے نکلی - چمک دمک نے آنکھوں میں چکا چوندھ پیدا کر دی - راجہ جدھشٹر ایسے با اقبال ایسے صاحب جاہ و جلال تھے جن کو خود بھی طاقت تھی - لشکر کا بھی برتا اور بھیم سین - ارجن - نکل ایسے بھائیوں کا بھی زور تھا - مگر نہیں جراسندھ سے بوٹی بوٹی کانپتی تھی - جس وقت سری کرشن جی نے ان سب کے جی چھوٹے ہوئے دیکھے تو بات کی بات اور آن کی آن میں ایسے موت مجسم کو موت کے

[illegible]

بنا تے ہی مہت کے پنجے سے چھڑا لئے۔ جراسندھ کی قید میں جو راجے مہاراجے شور بیر صاحب شمشیر تھے سب کا طوطی بولتا تھا۔ سب کی طاقت وشجاعت کے سکے بیٹھے ہوئے تھے مگر جس وقت جراسندھ نے تلوار کھینچی۔ سب مری چوہیا ہو گئے کسی کا ہیاؤ نہ پڑا کہ وہ چار ہاتھ کرے۔ یہ سب بہادر ٹڈی دل کی طرح پیٹ لئے گئے اور اس طرح دام بلا میں گرفتار ہو کر جان سے عاجز ہو گئے۔ جیسے شہد میں مکھیاں +

جب جراسندھ کی طرف سے جمعی ہو گئی جب بیس ہزار آٹھ سو راجے اس کی قید بلا سے آزاد ہو کر اپنی اپنی راجدھانیوں کو جا چکے اور جس وقت سری کرشن جی نے فکروں سے آزادی دے کر دوار کا کی راہ لی تب راجہ جدھشٹر نے ایک مجلس مشورت منعقد کی۔ جس میں ان کے چاروں لائق وفائق بھائی تھے اور گنے گنے رازدار وچیدہ ارکان۔ اس میں راجسویہ یگیہ کا معاملہ چھیڑا گیا اور یہ تجویز پیش ہوئی کہ سرکشوں کو مطیع اور لشکرکشوں کو زیر کرنا لازمی امر ہے اس لئے راجہ جدھشٹر نے فرمایا +

دنیا کی چار سمتیں ہیں۔ مجھ کو بھی ایشور نے چار بازو دئے ہیں۔ پس جو کام اپنے قوت بازو سے ہو اُس کا کیا کہنا۔ میرے بھائی میرے ہاتھ پاؤں۔ پس یہ طے ہونا چاہئے کہ ان میں سے کون کون کس کس طرف کے عزم کو پسند کرتا ہے +

ارجن۔ سایۂ سر۔ آپ کو اس کے لئے تردد کیا۔ آخر مہاراج کرشن چندر جی سب معاملات طے کر ہی چکے تھے۔ پھر مزید غور وفکر کی کیا ضرورت۔ ہم لوگ حاضر ہیں۔ جدھر کا حکم ہو۔ اُسی طرف فتح کے پھریرے اڑائے جائیں اور نقارۂ نصرت بجاتے لوٹ آئیں +

جدھشٹر۔ تو اچھا بھیم سین پورب رُخ جائیں۔ ارجن اُتر کھنڈ کا عزم کریں۔ سہدیو کی عنان عزم دکن کی طرف ہو۔ نکل پچھم کی سمت سمندِ عزیمت کو ایڑ دیں +

سپاہ نے جاں نثاری کے لئے ہمراہی کا شرف حاصل کیا +

جس وقت کوچ کے ڈنکے بجنا شروع ہوئے راجہ جدھشٹھ تشریف لائے۔ بھائیوں کو کلیجے سے لگایا۔ فوج کو رخصتی تقریر میں کلمات آفرین سنائے اور سب کو سمجھایا کہ دیکھو جو اپنے سے جھکے۔ اُس سے جھکنا۔ جو سر اُٹھائے اُس کا سر کچلنا۔ جو سمجھانے سے سمجھ جائے اُس سے تہتک کی ضرورت نہیں جس کی رگ سیدھی ہو جائے اُس سے میل کرنے میں تامل فضول۔ بہر حال جاؤ مگر حتے الامکان سیدھی اُنگلیوں گھی نکالو۔ لطف تب ہی ہے کہ نکسیر نہ پھوٹے اور کام بن جائے۔ مگر جہاں جب تیغ و تفنگ کے بغیر کام نہ چلے تو طرح دینے اور دبنے کی ضرورت نہیں +

چاروں بھائی نصائح دلآویز و پند دانش آمیز سُنکر لاؤ لشکر کے ساتھ چاروں طرف راہی ہوئے۔ کوس شاہی۔ اقبال مندی کے ڈنکے بجاتا اور دامن دولت فتح کے پھریرے اڑاتا تھا +

چاروں بھائیوں میں سے بھیم سین نے مگدھ دیش کی راہ لی وہاں کا فرمانروا جراسندھ کا فرزند راجہ سہدیو تھا۔ جونہی بھیم سین پہنچے اس نے سر نیاز جھکایا خاطر مدارات کی اور یگیہ میں حاضری اور شرکت کا بڑی خوشی سے وعدہ کیا۔ یہاں سے چل کر بھیم سین کاشی جی میں گئے کاشی نریش نے بھی جوہر نیاز مندی دکھائی۔ اور یگیہ سے اظہار مسرت کیا۔ اس کے بعد بھیم سین آگے بڑھے تو ملک بنگالہ۔ ترہت بہار اُڑیسہ سب کو زور بازو سے مطیع اور فرمانبردار بنایا۔ اس دوران سفر میں سارن کے راجہ سے دو چار ہاتھ ہوئے مگر آخر گردن اطاعت جھکانا پڑی چندیری میں بھی فرزند راجہ ششپال کی کچھ رگ ٹیڑھی ہوئی تھی مگر بھیم سین کی ایک ہی اوجھڑ میں چھتے ڈھیلے پڑ گئے۔ آخر بھیم سین نے کور دبادی۔ اور عہد نامہ اطاعت تحریر کرایا۔ یونہی ہر جگہ فتح و نصرت کا آوازہ بلند کرتے خوشی کے ڈنکے بجاتے مع الخیر واپس آئے۔ تمام فرمانروایان

... زر و جواہر۔ تحفہ تحائف و نفاسات و عجائبات پیشکش نذر کر

اٹھاتے رکھتے نہ بنتے تھے - اندر پرست معدنیات عالم کو مات کرتا تھا - گھوڑوں کی ٹاپوں سے زمین دبی جاتی تھی - ہاتھیوں سے شہر بجلی بن نظر آتا تھا +

ارجن اُتر کی طرف چلے - تو کلندر کال کونٹ کے راجاؤں کو سر کرتے ہوئے شاکل دیپ میں جا براجے وہاں کے راجہ کی چولیں ڈھیلی کر کے کام روپ دیش میں پہنچے - تو وہاں کا راجہ بھگدنت اکڑ گیا - ارجن کو نظر میں بھی نہ لایا کہ کیا چیز ہے آخر تلواریں کھینچ لیں - تیر ترکش سے نکل پڑے - اور مار و مار شروع ہوئی آٹھ روز تک ہنگامۂ جدال و قتال و بازارِ کارزار گرم رہا - نہ بھگدنت کی ہار نہ ارجن کی جیت ہوئی - مگر نویں روز ارجن نے سر فتح کا سہرا رہا - راجہ بھگدنت ہار مان کر کان دبائے ہوئے پابوس ہوا نظرِ عاطفت چاہی - اور یوں باہم میل ملاپ ہو گیا - اب ارجن لاؤ لشکر لئے ہوئے آگے بڑھا - تو چین ماچین ختا ختن سب جگہ کے اور ناگ آزادوں کو نیچا دکھایا - اور تمام پہاڑی راجاؤں کی مونچھیں نیچی کر کے ملک پنجاب کے تاجداروں کی کلغی گردنیں نیچی کیں - ان فتوحات میں بیشمار دولت ہاتھ چڑھی - زر و جواہر اتنا حاصل ہُوا کہ محاسب خیال اندازہ نہیں کر سکتا یہی نہیں - ہاتھی - گھوڑے - رتھ اتنے دستیاب ہوئے کہ اندر پرستھ خوش قسمتی سے اتراتا اور زمین پر پاؤں نہ رکھتا تھا +

سہدیو چلے تو متھرا ہوتے ہوئے گوالیار پہنچے - وہاں سے بیجانگر کا عزم کیا تو وہاں کے راجہ نے مزاحمت کی - سہدیو بپھرے ہوئے شیر تھے - ان کو کون ٹوک سکتا تھا +

بپھرے ہوئے شیر کو کبھی ٹوکا ہے کسی نے
طوفان کے تھپیڑے کو بھی روکا ہے کسی نے

یہ راجہ بیجانگر سے سر ہو گئے اور آخر بائی کپائی نکال کر چھوڑی - یا تو راجا بیجانگر اپنی گلی میں شیر ہو رہا تھا - یا بھیڑ بکری بن گیا - نیچا دیکھ کر اطاعت قبول کی اور سر عبودیت قدموں پر دھر دیا - سہدیو یہاں معاملہ ٹھیک ٹھاک کر کے آگے چلے تو رکمنی جی کے بھائیوں یعنی بھیشم کے

بہادر بیٹوں سے مڈبھیڑ ہوئی دو طرفہ مورچے جمے - لڑائی ہوئی - مردان کارزار
نے داد شجاعت دی مگر سہدیو نے سب کے خوب دانت کھٹے کئے
اچھی طرح ناکوں چنے چبوائے یہاں سے نقارۂ نصرت بجاتے ہوئے
نشیچروں کے دیش میں نزول اجلال کیا تو دوبد اور میند کے راجاؤں نے
مہرہ روکا - محاربۂ عظیم وقوع میں آیا - جنگ خونخوار پیش آئی - مگر نتیجہ وہی
راجہ جدھشٹر کی فتح اور سہدیو کی کامیابی (یہ دوبد اور میند اسی فوج کے
سرداروں میں سے تھے جس نے سری رامچندر جی کی رفاقت اختیار
کرکے فتح لنکا کی نیک نامی میں حصہ لیا تھا نشیچروں کے مجاولۂ خونریز
کے بعد راجہ نیل سے مقابلے کی نوبت آئی - جس وقت دونو فریق جوہر
بہادری دکھا رہے تھے - اتفاقاً سہدیو کے لشکر میں آگ لگ گئی - اس
وقت کی ہل چل کا کیا ٹھکانا - ایک ایک کی جان کے لالے پڑ گئے مگر سہدیو
رمز شناس تھے - انہوں نے سمجھ لیا کہ ساری مایا اگن دیوتا کی تھی - جو
راجہ نیل کی کنیاں کی آتش الفت سے خود جل رہے ہیں - اور زبان
دے چکے ہیں کہ جو راجہ نیل کا مخالف ہوگا وہ ان کے آتشکدہ قہر و
غضب کے لئے ایندھن کا کام دیگا +

سہدیو اسی وقت نہائے اور بڑی پاکیزگی باطن سے پرارتھنا کرنے
لگے - کہ اے اگن دیو - آپ جو چاہیں کریں مگر زیبا نہیں - میں سری کرشن جی
کے اشارے اور راجہ جدھشٹر کے حکم سے آیا ہوں - راجسویہ یگیہ
صرف آپ ہی کی خوشنودیٔ خاطر کے لئے کیا ہے - اس لئے مخل اندازی
نامناسب بلکہ رعایت واجب +

اگن دیو نے جونہی یہ پرارتھنا سنی - آگ سے پانی ہوگئے - سری کرشن
جی کے نام نامی نے پتہ پانی پانی کردیا - عرق عرق ہوگئے اور بڑے ٹھنڈے
دل سے کہا کہ اچھا اب تمہارے لشکر ظفر پیکر کو خدا بھی آنچ نہ آنے گی
شعلۂ مخالفت سرد ہوا تو لشکر میں انگارے [illegible] ایک دم
بوستان کی سی کیفیت نظر آنے لگی +

راجہ شل یہ دیکھ کر دل ہی دل میں گھبرایا۔ کہ معاملہ کیا ہے یا تو آگ برس رہی تھی یا ایک چنگاری کا بھی نام نہیں وہ سمجھ گیا کہ اگنی دیوتا کا پانی اب میری طرف نہیں مرتا وہ آگ دگا کر الگ کھڑے ہو گئے۔ سہدیو کا پانی بھرنے لگے اس خیال نے راجہ شل کی آتش جرأت پر پانی ڈال دیا۔ دہشت کے منہ پر دھوآں ہو گیا۔ آخر پیغام صلح دیا اور اطاعت قبول کر کے یگیہ کی شرکت کا اقرار کیا۔ یہاں سے دلجمعی کر کے سہدیو نے آگے قدم بڑھایا۔ تو راجہ رکم اور سورٹھ کے فرمانروا سے جنگ کی ٹھہر گئی۔ خوب خوب معرکے ہوئے مگر فتح سہدیو ہی کی قسمت میں رہی۔ دونوں نے طوق اطاعت پہنکر بڑی خوشی سے یگیہ میں حاضری منظور و قبول کی۔ ایسے ایسے عظیم الشان اور جلیل القدر تاجداروں کو مغلوب کر کے سہدیو نے سمندر کے جزیروں کی طرف رُخ کیا۔ جس وقت فوج ظفر موج وہاں پہنچی۔ خوب منہ جوڑ لڑائیاں ہوئیں بڑے بڑے شور بیروں سے مقابلہ پیش آیا۔ لیکن کسی کے بنائے کچھ نہ بنی سہدیو ہی نے ہر جگہ پالا جیتا +

اس ملک و دیش سے سہدیو کو زر و جواہرات کے انبار کے انبار حاصل ہوئے۔ طرح طرح کی عجائبات و نفائسات کا ڈھیر لگ گیا ان اطراف میں بیشمار کانیں سونا نکلتی ہیں۔ چنانچہ سونا لادتے نہ بنا۔ سہدیو چھکڑوں رتھوں ہاتھیوں اونٹوں پر لادے ہوئے ملک حبش (کالکہ دیش) پر چڑھ دوڑے۔ وہاں بھی تیر و تفنگ سے سامنا ہوا۔ لیکن بہادران اندر پرستہ نے سب کی بدھیا بٹھا دی۔ یہاں سے بہت سی دولت لئے ہوئے انہوں نے لنکا کی طرف عزیمت کی اس زمانے میں وہاں ببھیکن کا راج قائم تھا۔ سہدیو کی لنکا میں خوب آؤ بھگت ہوئی لنکا کا کوئی مقام سیر سے نہ بچا۔ قیمتی سے قیمتی جواہرات کے ذخیرے ہاتھ آئے سونا اتنا ملا کہ ڈھوتے نہ بنتا تھا۔ لنکا سے بڑی خاطر و تواضع کے ساتھ رخصت ہوئے تو یہ کرنا تک میں فتح کا جھنڈا گاڑتے ہوئے دولت کثیر لیتے ہوئے اندر پرستہ میں واپس آئے +

اب رہ گئے نکل - انہوں نے مغرب کی طرف سیدھیاں بھریں پہلے مارواڑ میں پہنچے - پھر دریائے سندھ کو عبور کر کے - قندھار - کابل بدخشاں - ایران - توران - خراسان میں فتح کے ڈنکے بجاتے ہوئے اندر پرستھ میں رونق افروز ہوئے - ہر مقام کی کوئی مشہور اور نفیس چیز نہ تھی جو ان کے ساتھ نہ ہو - دولت مال خزانہ تو معمولی بات ہے مشہور معدنیات کے جواہر - عمدہ عمدہ بیش قیمت کپڑے - گھوڑے - اونٹ سے خچر تک ہزار در ہزار شامل محاصل وباج وخراج تھے +

جس وقت چاروں فتحمند بھائی اندر پرستھ میں غیر معمولی شان و شوکت کے ساتھ پہنچے - جدھشٹر کا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو گیا - اس نے سب کو کامیابی کی مبارکباد سب کو گلے سے لگایا - دولت دیکھی تو آنکھیں کھل گئیں - اندر پرستھ میں زر و جواہر وغیرہ رکھنے کی جگہ نہ رہی + راجہ جدھشٹر اور اُن کے بھائیوں نے یگیہ کا انتظام شروع کر دیا دور دور کے راجوں کا تانتا لگ گیا - راجہ جدھشٹر یگیہ کے انتظام اور مہمانوں کی خاطر و مدارات میں مشغول و مصروف ہوئے - بھیم سین وغیرہ چاروں بھائی دوارکا جی پہنچے اور سری کرشن جی کو سارے خاندان کے ساتھ اندر پرستھ میں لے آئے +

سری کرشن جی دوارکا سے چلے تو پھر اُن کے ٹھاٹھ باٹ کا کیا کہنا عجیب شان و شوکت عجیب جلوس کی عظمت تھی - آپ اپنے ہمراہ اتنی دولت و جواہرات لائے - جس کے وزن کرنے سے میزان عقل قاصر تھی اور جس کے شمار کرنے سے محاسب قیاس عاجز تھا +

ادھیائے ۷

بھیم سین و ارجن۔نکل و سہدیو کی چار اطراف عالم سے واپسی تاجداران زمانہ پر فتحیابی۔آمد مہمانان۔انتظام یگیہ۔تقسیم۔خدمات حالات شان و شوکت۔کیفیت۔یگیہ وغیرہ

جب تک مہاراجہ جدھشٹر کے بھائی دنیا کے چاروں کھونٹ میں فتح کے ڈنکے بجاتے ہوئے واپس آئے۔تب تک اندرپرستھ کی زمین خود ہی روپیہ اگلنے لگی۔اتنا اناج پیدا ہوا کہ ہر جگہ خرمن کے خرمن جمع اور انبار کے انبار لگے ہوئے تھے۔رہزنوں اور قزاقوں نے سامان فارغ البالی دیکھ کر اچھے اچھے پیشے اختیار کئے۔قافلے کے قافلے دور دراز مقامات سے آکر اندرپرستھ میں آباد اور فیض شاہنشاہی سے شاد و بامراد ہوئے جیوں جیوں رعیت کی تعداد بڑھتی گئی۔شہر کی رونق میں چار چاند لگتے گئے اور ہر طرف کنچن برستا دکھائی دینے لگا زمین کی زرخیزی نے خزانہ دولت سے ایسا پاٹ دیا کہ کوبیر کو حسد تھا جب چاروں بھائی (بھیم سین۔ارجن۔سہدیو۔نکل) اندازہ و قیاس سے زیادہ دولت۔مال و اسباب سونا جواہر لائے پھر تو بڑے بڑے محلوں میں تل رکھنے کی جگہ نہ رہی ایک ایک ایوان ایک ایک [illegible] الماس جواہر نفائس [illegible]

[illegible] سے بھرا پڑا تھا محلوں میں جواہرات کی ڈھیریاں لگی تھیں۔[illegible]

کے ڈھیر تھے سونے کا پہاڑ کھڑا معلوم ہوتا تھا تحفہ تحائف کی گنتی نہ تھی عجیب و غریب چیزوں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اصطبلوں میں بیسیوں گھوڑے۔ کچھ طوطے کچھ طاؤس کئی ہر رنگ بہار دکھاتے تھے فیلخانوں میں دنیا بھر کے اچھے اچھے ہاتھی جھومتے نظر آتے تھے جن میں برہما کے رنگنے اور دکھنی ہاتھی قابل ذکر ہیں۔ گئوشالاؤں میں ناگوری اور قسم قسم کے خوبصورت پیکر ہاتھی کے پاؤں سے زیادہ قوی بے انتہا تھے خلاصہ یہ کہ دنیا کی کوئی عمدہ سے عمدہ اچھی سے اچھی چیز نہ تھی جو اندرپرستھ میں مہیا و فراہم نہ ہوئی تھی ؛

سری کرشن جی مہاراج اندرپرستھ میں رونق افروز ہو گئے تھے۔ ان سے بات چیت ہو رہی تھی کہ دفعتہً سری ویاس جی بھی رونق افروز دائرہ دولت ہوئے تھا کرشن جی کیا جدھشٹر کیا بھیم سین وغیرہ اور دوسرے مہمان راجے مہاراجے سب استقبال کو دوڑ پڑے بڑی تعظیم و تکریم سے لائے جس وقت بیاس جی سب کو آشیرباد دے کر رونق افروز محل ہوئے اس وقت راجہ جدھشٹر نے سری کرشن جی سے عرض کی ؛

مہاراج سامابرتا آپ کا ہی ہے آپ ہی کی مدد کے بھروسے پر یہ پہاڑ اٹھاتا ہوں۔ راجسوبہ یگیہ کرنا خالہ جی کا گھر۔ بچوں کا کھیل۔ لڑکیوں کا گھروندا منہ کا نوالہ نہیں۔ آپ ہی چاہیں گے تو پربت ہو جائے گا۔ آپ کی اجازت سے چاروں بھائی دنیا کی چاروں اطراف ناپ آئے ہیں۔ جنہوں نے سر اٹھایا وہ آخر بھیگی بلی بنے جو سر چڑھے انہوں نے منہ کی کھائی آپ کی کرپا سے سب کام ٹھیک ہو گیا مال و اسباب۔ زر و جواہر اس قدر ڈھیر ہیں کہ نہ حساب نہ شمار۔ اب فرمائیے یگیہ کا آغاز کیونکر ہو کام کس طرح چھیڑا جائے ؛

سری کرشن جی۔ اب سب کام ٹھیک ٹھاک سمجھئے دنیا میں آپ سے بڑھ کر کون ہے جس کے پاس اتنی دولت اتنی شان و شوکت ہو۔ نہ ہاتھیوں کی گنتی گھوڑوں کا شمار۔ پس اب آپ کو یگیہ کرنے میں کیا بین سنکلپ

فوراً راجسویہ یگیہ شروع کر دیجئے۔ ایشور سب کام سدھ کریگا۔ آپ کے بھائی سب لائق وفائق ہیں ان سے کہئے کہ ایک ایک کام اپنے ہاتھ میں لے لیں +

راجہ جدھشٹر نے یہ تقریر سُنتے ہی یگیہ کے سرانجام کے لئے حسب ذیل خدمات تقسیم فرمائیں +

سری کرشن جی کے مشورے سے اپنے بھائی اور دھوم رشی اپنے پروہت کو تمام سامان کی بہم رسانی کا ذمہ دار بناکر دھوم رشی کو کامل اختیار دیا کہ وہ جس سے چاہیں کام لیں۔ جو جس لائق ہو اس کی لیاقت وحیثیت کے موافق خدمت سپرد کریں کسی سے پوچھنے گچھنے کی ضرورت نہیں ارجن کے رفیق خاص وملازمان بااخلاص کو حکم ہوا کہ بھنڈار کا انتظام کریں۔ غلہ۔ گھی۔ دودھ دہی وغیرہ تمام اشیائے خوردنی آپ کے حوالے خوشبویات یعنی گلاب۔ کیوڑا۔ عطر۔ پھلیل۔ صندل۔ عود عنبر وغیرہ کا ذخیرہ سہدیو کے دست اختیار میں سونپا گیا۔ جتنا چاہیں راجاؤں۔ مہاراجاؤں۔ مہانوں رشیوں کو دیں۔ مالک ہیں۔ دھوم رشی تمام مہمانوں اور رشیوں منیوں کو رسد پہنچائیں۔ برہم بھوج اس انتظام سے کریں کہ سب چیزیں پٹی پڑی رہیں کمی کسی بات کی نہ ہو +

اس کے بعد بیاس جی سے درخواست کی کہ یگیہ کا سرانجام آپ کے ذمہ جن وید پاٹھیوں کو منظور ہو یاد فرمائیے +

بیاس جی نے فرمایا کہ یگیہ بڑی شان وشوکت اور دھوم دھام سے ہوگا۔ اطمینان رکھئے۔ ہزار ہا پنڈت وید پاٹھی اور کامل سے کامل رشی منی تشریف لے آئے ہیں۔ اور ابھی تانتا لگا ہوا ہے۔ چنانچہ میں سب کو ایک ایک کام پر مقرر کر دونگا۔ چنانچہ جاگ ولگ۔ ستانند۔ پیل دھوم رشی اور مہادیو اعلا ابھیاسوں کی وجہ سے ہوم کے واسطے منتخب ہوئے۔ برہم پتر بشسٹ جی کو برہما کی پدوی دی گئی۔ راجہ جدھشٹر کی

حسب حوصلہ تمام مہمان راجے مہاراجے تھی اپنے اپنے دائرہ حکومت

کے وید پاٹھیوں اور رشیوں منیوں کو ساتھ لئے ہوئے رونق افروز ہوئے تحفہ تحائف کا انبار لگ گیا - اندر پرستھ راجوں مہاراجوں کے عالیشان قیامگاہوں سے گھر گیا - زر کار اور رنگ رنگ کے خوشنما ڈیرے سے شامیانے - نمگیرے آسمان سے باتیں کرتے اور زمین کو چھائے ہوئے تھے - ہر قیامگاہ کے سامنے نہریں جاری تھیں - حوض موجیں مارتے تھے - سبزہ زار سے طبیعت ہری ہو رہی تھی - باغ وبہار سے دل کا کنول کھلتا تھا - ہر قیامگاہ میں اہلکار خدمتگار متعین تھے کہ جس چیز کی جسے ضرورت ہو فوراً بہم پہنچائیں - گوّیے - رقاص - ظریف - خوش طبع غلام لونڈیاں بیشمار اپنی اپنی خدمتوں پر مامور تھے - راجہ جدھشٹر بنفس نفیس اپنے بھائیوں کے ساتھ مہمانوں کا استقبال کرتے اور حسب حیثیت فرودگاہوں میں ٹھہراتے تھے - راجہ جدھشٹر نے اپنے بھائی نکل کو ہستناپور روانہ کیا تھا - چنانچہ اُن کے ہمراہ راجہ دریودھن اور بھیشم پتامہ بڑے خیل و خدم شان وشوکت سے وارد اندر پرستھ ہوئے - سو گھوڑوں کے جلوس کے جدا جدا عالیشان ٹھاٹھ تھے ان کے علاوہ حسب ذیل صاحب اقتدار اور عالی تبار تاجداروں راجوں مہاراجوں کے مجمع میں اس طرح آفتاب اقبال کی چمک دمک دکھاتے تھے جس طرح سیاروں میں ہفت اختر +

راجہ جید رتھ - راجہ شل (پانڈووں کی ماں مہارانی کنتی کے بھائی) راجہ کرن - مانیک - شال - بھگدنت - ہری کچ - راجہ دروپد (مہارانی دروپدی کے والد) درشٹ دمن - سکھنڈی وغیرہ +

راجہ جدھشٹر نے بھیشم پتامہ - درونا چارج - اسو تھاماں - کرپا چارج راجہ دریودھن کی ایسی تعظیم وتکریم سے خاطر مدارات کی کہ ہر ایک کا دل خوش ہو گیا - بھیشم پتامہ راجہ جدھشٹر کی مرتبہ شناسی اور اظہار لیاقت سے پھولے نہ سماتے تھے یگیہ کا تمام ٹھاٹھ باٹ سازو سامان - خوش انتظامی - مال ودولت وغیرہ کو ملاحظہ فرما کر اُنھوں نے خوبی اقبال پر واہ واہ کی - راجہ جدھشٹر نے بھیشم ہی اپنے گرد اور اپنے ماموں راجہ شل

کے سامنے سر جھکا دیا اور دست بستہ عرض کی کہ آپ ہی کی تائید اقبال اور فیض بزرگی درکار ہے۔ جس کے بھروسے پر مَیں نے اس اہم کام کا بیڑا اُٹھایا ہے آپ ایسی دعا دیں کہ مَیں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں۔ سب نے یکزبان ہو کر دعا دی اور کہا کہ ہم سب جان و مال سے یگیہ پورا کرائینگے۔ اور جہاں سری کرشن چندر جی مہاراج خود رونق افروز ہیں جہاں بیاس جی کی ذات مقدس جلوہ گستر ہے وہاں کامیابی میں کیا شک۔ کس کی مجال ہے۔ جو اشارتاً و کنایتہً خلل انداز ہو سکے۔

بھیشم پتامہ اور درونا چارج جی نے یگیہ میں شرکت کے واسطے آنے والوں کی خاطر تواضع اپنے ذمے لی اور خزانہ زر و جواہر درونا چارج کے حوالے کیا۔

سری کرشن جی ماہر اسرار نہانی ہیں۔ اُنہوں نے خلوت میں راجہ جدھشٹر کو دریودھن کے ہاتھ کے خاص وصف بتائے۔ یعنی اس کے ہاتھ میں وہ تاثیر ہے کہ جتنی دولت اُڑائے پھینکے۔ بانٹے۔ خزانہ خالی ہونا کیا معنے۔ دولت اتنی ہی بڑھتی چلی جائے مگر اس کو خود اس وصف خاص کی خبر نہیں۔ اس لئے خزانہ اسی کو سونپنا لازم ہے چنانچہ اسی مشورے پر عمل کیا گیا۔ اور دریودھن مارے خوشی کے پھولا نہ سمایا۔ جب سب کو سب خدمتیں تقسیم ہو گئیں اور سب راجے مہاراجے اکٹھے ہوئے تو بیاس جی کے حکم سے چیدہ چیدہ بید پاٹھیوں نے آدپرش نارائن بھگوان کی پرستش کر کے وید منتر پڑھنا شروع کئے ہون میں آہوتیاں دی جانے لگیں۔ جونہی یگیہ کی کارروائیوں کا آغاز ہوا دریودھن کی چونکہ بھی اپنے ہاتھ کی تاثیر سے ناواقف تھا۔ راجہ جدھشٹر سے دل میں کدورت تھی وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح اُن کی بدنامی ہو۔ اسلئے اس نے آنکھ بند کر کے خزانہ لٹانا شروع کر دیا ایک کی جگہ دو دو کی جگہ چار خرچ کرنے چاہتا تھا کہ جہاں تک جلد ہو سکے خزانہ خالی ہو جائے مگر ہاتھ

کی مدد کی تاثیر سے جتنا روپیہ لٹتا تھا اُس سے دوچند خزانے میں

موجود ہو جاتا تھا جوگ اس داد و دہش سے مالا مال ہو گئے اور راجہ جدھشٹر
کی فیاضی اور اولوالعزمی دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ سری کرشن جی کی
توجہ خاص سے یگیہ اس خوبی اور کامیابی سے انجام بخیر ہُوا کہ راجہ جدھشٹر
کی نیکنامی کے ڈنکے بج گئے اب تو راجہ جدھشٹر کی دلی خوشی کا دماغ آسمان
پر پہنچ گیا۔ زمین پر پاؤں نہ پڑتے تھے۔ دل ہی دل میں ناز کرتے تھے کہ
آہا۔ یگیہ کی یہ رونق۔ ایسے ایسے عظیم الشان راجے زیر فرمان۔ یہ جوش
سخاوت۔ اب دنیا کے پردے پر میرے سوا کون بااقبال اور صاحب جاہ
و جلال تاجدار ہوگا۔ یہ غرور و نخوت کا خیال سری کرشن جی کے دل میں
کھٹکا۔ سوچے کہ کسی کا غرور رہنے دینا اچھا نہیں۔ تکبر بُری چیز ہے راجہ
جدھشٹر کی ذرا آنکھیں کھول دینا چاہیئے کہ حواس ٹھیک ہو جائیں۔
چنانچہ اُنہوں نے حکمت عملی سے خزانہ راجہ کرن کے سپرد کر دیا اور آپ
سیر دیکھنے لگے۔ راجہ کرن بڑا سخی اور نہایت ہی دریا دل تھا دنیا میں اُس
کی فیاضی کے جش گائے جا رہے ہیں۔ ذرا سی بات ہے کہ روزانہ سوا
من سونا خیرات کر دینا اس کا معمول تھا۔ ایسے فیاض ہاتھوں کو روپیہ
اشرفی مال و دولت کی کسک کہاں۔ اس نے دو ہی روز میں سارا خزانہ
لٹا دیا اور اور روپیہ کی مانگ ہونے لگی۔ راجہ جدھشٹر نے جو خزانہ کا
حال سُنا تو ہوش جاتے رہے حواس نہ رہے۔ سری کرشن جی کے پاس
دوڑے گئے دہائی دی +

مہاراج غضب ہُوا جاتا ہے خزانہ مکر ڈی۔ دگھڑی کا مہمان ہے
آبرو بچائیے۔ ناک رکھئے۔ ورنہ سارا کیا دھرا مٹی ہو جائیگا تمام راجے
مہاراجے ہنسینگے۔ ٹھٹھے لگائینگے کہ واہ تائیں تائیں فش۔ سری کرشن جی نے
اس کے جواب میں ہنس دیئے اور زبان مبارک سے فرمایا کہ

راجہ صاحب! بڑے بول کا سر نیچا۔ غرور کو اسی سے بُرا کہتے
ہیں آپ کو ہمچو ما دیگرے نیست کے خیال نے اس فکر و تردد میں ڈالا
آپ سمجھتے تھے کہ [illegible] اب آپ نے دیکھ لیا کہ

راجہ کرن کیسا سخی داتا ہے اور دریودھن کے ہاتھ میں کیا تاثیر ہے۔ خیر اب آپ فکر نہ کریں اطمینان رکھیں میں انتظام کئے دیتا ہوں ✦

یہ فرما کر مہاراج ممدوح نے ارجن کو فرمایا کہ لنکا میں ڈھیروں سونا موجود ہے۔ جاؤ اٹھا لاؤ دیر نہ کرو ✦

ارجن نے گانڈیو دھنش اُٹھایا۔ سمندر پر تیروں کا پُل بنا کر پار ہُوا۔ اس وقت بھبھیکن لنکا کا فرمانروا تھا۔ اُس نے صدہا من سونا نذر کیا۔ بہت سی خوبصورت عورتیں پیش کیں۔ اور بڑی تعظیم و تکریم سے رخصت کیا۔ ارجن وہاں سے ملبا پڑا تو اندر پرستھ ہی میں تھا بھبھیکن کی سوغات پیش کی۔ راجہ جدھشٹر خوش ہو گئے کہ آبرو بچ گئی۔ اب بگڑا کام بن جائیگا سری کرشن جی نے راجہ کرن کو دوسری خدمت پر مامور کر کے پھر خزانہ دریودھن کے دست اقتدار میں سونپا۔ پھر دولت بڑھنے لگی۔ یگیہ کی ملتوی کارروائیاں سرگرمی سے جاری ہو گئیں ✦

ادھیائے ۸

یگیہ کی ابتدائی کارروائیوں کا مختصر نظارہ

بھیشم پاتن یگیہ کی ابتدائی کارروائیوں کا یوں نقشہ کھینچتے ہیں کہ راجوں مہاراجوں کی تشریف آوری اور تیاری سامان کے بعد یگیہ کا آغاز ہُوا۔ یگیہ منڈپ نہایت ہی عالیشان اور خوشنما بنایا گیا تھا۔ بیدی نہایت ہی خوبصورت تھی۔ جس میں مختلف رنگ کے حروف اور وید منتر زینت دکھا رہے تھے۔ سونے چاندی کے کلسوں اور ضروری برتنوں میں تمام تبرکات کا بہت جل ... بھرا ... خوشبو ... ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ ایک طرف رشیوں منیوں کے آسن تھے دوسری طرف راجوں

مہاراجوں کی صف سب ہی نشست گاہیں بڑی ہی نفیس اور نفائسات
سے آراستہ پیراستہ تھیں۔ سب کی گردنوں میں پھولوں کی مالائیں
بہار دے رہی تھیں۔ راجہ جدھشٹر بیش قیمت پیتامبر اور
زیورات شاہانہ زیب تن کئے۔ قیمتی جواہرات سے مرصع مکٹ
دئے ہون کنڈ کے پاس بیٹھے۔ بائیں طرف مہارانی دروپدی دریائے
جواہرات میں غرق۔ سوبھوں سنگار سے نور کی تصویر بنی ہوئی رونق
افروز تھی۔ پاس ہی بھیم سین۔ ارجن۔ سہدیو۔ نکل۔ شاہانہ پوشاکیں
پہنے جلوہ گستر تھے۔ راجہ جدھشٹر نے بھیشم پیتامہ جی سے آغاز
کارروائی کی اجازت چاہی۔ اُنہوں نے بڑی خوشی سے فرمایا۔ ہاں
ہاں سری گنیش آتھمہ کیجئے +

بھیم سین نے پوچھا کہ سب سے پہلے تلک کس کا ہو بھیشم جی
نے کہا کرشن جی مہاراج سب سے پہلے اس اعزاز کے
مستحق ہیں۔ تمام رشی اور راجاؤں نے تائید کی اور تلک
کرشن جی کے ماتھے پر مہادیو جی کے چندر سیکھر کی طرح زیب دینے
لگا۔ دریائے جمن کے ساحل پر سب کارروائی تھی۔ سری نارد منی
دیورشی اور ویاس جی۔ والمیک۔ دُرباسا۔ اتری۔ بسوامتر۔ پاراشر
گرگ بشسٹ۔ بھدرک۔ شرنگی۔ درونا چارج وغیرہ وغیرہ ۸۸ ہزار
رکھیشروں اور دیورشیوں نے یگیہ کا آغاز کیا۔ وید منتروں کی آواز سے
پرتھوی اور آکاش گونج گئے +

ادھیائے ۹

یگیہ میں سری کرشن جی کے اعزاز پر

چندیری کے راجہ سسپال کا رشک و حسد۔ شان مقدس میں گستاخیاں بھیم سین کا جوش و خروش۔ بھیشم پتامہ کی فہمائش

یگیہ کے آغاز میں جب بھیشم پتامہ وغیرہ نے سری کرشن جی کے تلک پوجن کے واسطے رائے دی تو چندیری کے راجہ سسپال کے بدن میں آگ لگ اُٹھی وہ پیچ و تاب کھا کر باآواز بلند پکارا کہ

کیوں صاحب جہاں ہم ہوں۔ جہاں راجہ رکم۔ راجہ شل۔ راجہ دریودھن راجہ دروپد اور راجہ زکھپ ایسے پرتاپی اور تیجسوی پشتینی۔ ملک شرومنی راجے ہوں وہاں ہم لوگوں کی بے عزتی۔ ہمارے شاہی اعزاز کی کسر شان اور اس کرشن کی منزلت فزائی۔ جو کل کا بچہ جس نے ابھی پیٹ سے پاؤں نکالے ہیں۔ جس کے تلووں میں گائے چرانے کے زمانے کے ڈھیے موجود ہیں۔ جس نے آہیروں کے ٹکڑوں سے پرورش پائی۔ جس کی اتنی عمر گوالنوں کے دودھ دہی چراتے چراتے ہی گزری۔ وہ کب سے راجہ ہوا۔ اور راجہ کی پوجن بھی ہونے لگی نہ باپ کا پتہ نہ اصلیت کا نشان۔ حقیقی ماموں کنس کی جان لینے میں سعادت خرچ کر کے ہفتاد پشت کا نام اچھالا۔ جیل کمیٹ سے دیوار پھاند کر چوری چوری جراسندھ سے یہاں پہنچا۔ اور دھوکے سے موت کے گھاٹ اُتارا۔ بہادری تب تھی جب کھلے میدان میں دو دو ہاتھ ہوتے اس ادھرم کا عوض اگر کرشن سے نہ لیا تو سسپال نہیں جو مزہ چکھا دئیے [illegible] راجہ کرن

اور اور راجے مہاراجے محروم۔ بس معلوم ہو گیا کہ بھیشم پتامہ سست گئے

ان کی عقل جاتی رہی - حواس ٹھکانے نہیں اور جو ہاں میں ہاں ملاتے ہیں سب اوچھے ہیں - کسی کو پاس حرمت نہیں ایسے خوشامدیوں کی بات کا اعتبار کیا - چاپلوسی پر میں لعنت بھیجتا ہوں جس وقت سسپال کالے ناگ کی طرح زہر اُگلتا ہوا شیر کی طرح گرجا - محفل میں سناٹا چھا گیا سب حاضرین سری کرشن جی کا منہ تاکنے لگے - انتظار ہوا کہ دیکھیں زبان مبارک سے کیا پھول جھڑتے ہیں - وہ شربت کا گھونٹ پی کر چپ رہے لیکن راجہ جدھشٹر نے فرمایا کہ -

راجہ سسپال آپ کا یہ خیال خام ہے میں تمام راجوں کی نس نس رگ رگ سے واقف ہوں - ہر ایک کی جڑ بنیاد مجھ کو معلوم ہے جس کا کہو کچا چٹھا بیان کر چلوں کیا آج کوئی کسی بات میں بھی سری کرشن چندر کی ٹکر لے سکتا ہے - ویدوں کی واقفیت میں کمال - دھرم شاستر پر کامل عبور - راج نیت کو ذات والا صفات پر ناز - دست قدرت میں اعجاز دریا ہے طاقت ناپیدا کنار - جوش شجاعت بحر زخار - تاجداروں میں سرتاج ہیں - شیر دلوں کا نام سے پتہ پانی پانی ہوتا ہے - دولت مندوں کے لئے نظر فیض اثر کیمیا کا کام دیتی ہے - دیوتاؤں میں افضل مانے جاتے ہیں - پیکر عنصری میں ذات اقدس نے جان ڈال رکھی ہے - پھر ان کی شان میں یہ کلمات گستاخانہ - بھیشم پتامہ کا فرمانا پتھر کی لیکہ ان کی عقل میں روگ لگانا ناقص العقلی - کچھ بھیشم جی ہی نہیں - تمام رشی منی یک زبان ہو کر تائید کر رہے ہیں - پھر حیلہ و حجت کیا ؟

سسپال - آفرین راجہ صاحب - آپ بھی خوشامد کی لینے لگے بھلا فرمائیے تو سری کرشن جی کب سے راجہ ہوئے - ان کے باپ دادوں میں سے کسی کو بھی تاج سر پر رکھنا نصیب ہوا - کون نہیں جانتا متھرا بندرابن اور گوکل کی گائیں چراتے چراتے پاؤں ٹوٹے جیل فریب سے کچھ اس کا کچھ اُس کا مال مار کر مالدار بن بیٹھے - گویا سرخاب کے پر لگ گئے [illegible] کی عقل میں ضرور فتور ہے یہ مالیخولیا کی سی

باتیں کرنے لگ گئے - ان کے قول و فعل کا کچھ سر پیر نہیں جو باور کرے وہ بے وقوف ٭

بھیم سین کو یہ الفاظ سننے کی تاب نہ رہی - تڑپ کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ راجہ سسپال کا یہ منہ کہ ہمارے بزرگ خاندان بھیشم جی کو سخت سست کہے اور مہاراج کرشن جی کو گالیاں دے یہ ہمارے پتامہ جی کی طاقت اور فہم و فراست سے واقف نہیں نہ کرشن جی کے پرتاپ کو نظر میں لاتا ہے اے راجہ سسپال تو اپنی عقل خود ٹھیک کر آنکھیں بنوا کر آتا کہ ان آفتابوں کی روشنی نظر آسکے دھرم شاستر کا قول ہے کہ مہاتما اور ہری ہر کی مذمت کرنے والے کی زبان گدی سے کھینچ لینا عین دھرم ہے اگر یہ ممکن نہ ہو تو اپنے کانوں میں انگلی دے کر اس جگہ دم بھر نہ ٹھہرے جہاں مذمت ہوتی ہے - سسپال تیری یہ گز بھر کی زبان - اُف - اوہ - ایسا غرور - بڑا مرد ہے تو سامنے آجا - ابھی تیرے ہوش و حواس ٹھیک کردوں ٭

بھیم سین کو بپھرا ہؤا دیکھ کر بھیشم جی نے روکا اور سمجھایا کہ یہاں جو ہیں سب تمہارے مہمان ہیں ان کی کھری کھوٹی سن لینے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں - کیونکہ یگیہ میں غصے کو پاس بھٹکنے نہ دینا چاہئے راجہ سسپال جو کہتا ہے کہنے دو - سمجھ لو کہ اس کی عقل ایسی ہی ہے کرشن جی بشن جی کے اوتار ہیں ان کی عزت رشی منی پہچان سکتے ہیں سسپال اوندھی کھوپڑی کا آدمی نہیں سمجھتا تو اس کا قصور نہیں - عقل کا فتور ہے - اس میں سری کرشن جی کی ہیٹی کیا ؟

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

چاند پر خاک نہیں پڑتی ہے

قف بروے فلک بروے خود است

مہ نور مے نشاند و سگ بانگ مے زند

ادھیائے ۱۰

ششپال کی ایک سو ایک گستاخیوں پر سری کرشن جی کا جوش غضب۔ سودرشن چکر کی خونریزی۔ سسپال کا قتل۔ استتی

بھیم سین بھیشم پتامہ کی فہمائش کو مان کر بیٹھ گئے۔ اُنہوں نے اپنے غصے کو ضبط کر کے سر عبودیت خم کیا۔ مگر سسپال اسی طرح اکڑا رہا۔ زبان قینچی کی طرح چلتی اور کلیجوں میں کاٹ کرتی رہی۔ اس کے سر پر موت کھیل رہی تھی اور دن پورے ہو چکے تھے

ہونہار برے وے جیسے بسر جائے سب بدھ

کا معاملہ پیش نظر ہوا۔ بھیشم جی کے الفاظ گرم توے کی بوند ہو گئے سری کرشن جی کی خاموشی نے مُنہ اور اشتعال دی اور وہ بدستور بڑبڑ کرتا رہا۔ اس کی زبان وہی الفاظ دوہرا رہی تھی جو پہلے سامعین کے گوش گزار ہو چکے تھے۔ وہ پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ بھیشم پتامہ کی عقل ماری گئی ہے۔ ان کو اونچ نیچ سمجھنے کا دماغ ہی نہ رہا۔ بڑھاپے نے مغز خالی کر دیا۔ ان میں رائے دینے کا دماغ کہاں۔ میری بات پتھر کی لیک ہے برہما کا اکشر ہے جو زبان سے نکلیگا۔ اس کی کوئی تردید نہیں کر سکتا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ کرشن آٹھ دس برس تک نند وغیرہ کی گایوں کا چرواہا نہیں رہا۔ کیا کوئی ایمان چھوڑ کر کہہ سکتا ہے [illegible] وہی نہیں چرایا۔ کیا مزے کی بات ہے

اگر کوئی نند کا بیٹا کہتا ہے تو کوئی جسدیو کا فرزند۔ کسی کو خبر نہیں کہ اصلیت کیا ہے؟
جس وقت سسپال نے پہل کی تھی اُس وقت سری کرشن جی نے فرمایا تھا کہ ایک سو ایک کلمات تک اختیار رہے۔ سسپال جو چاہے کہہ لے۔ ضبط کروں۔ مگر اس کے بعد زبان چلیگی تو سودرشن چکر ہوگا اور اس کی گردن
سسپال نشۂ نخوت میں چور تھا۔ موت سر پر سوار تھی۔ کسی کے سمجھانے سے نہ سمجھا۔ اپنی ہی ایڑ لگاتا رہا۔ کرشن جی ایسے کرشن جی ویسے۔ گوالوں سے دہی دودھ کی بھیک مانگی۔ گائیں چرائیں۔ ولدیت کا پتہ نہیں۔ راجہ کنس کو فریب سے قتل کیا۔ جراسندھ کی دغابازی سے جان لی۔ وغیرہ وغیرہ۔ انہیں قسم کے الفاظ کا دریا امنڈتا چلا آتا تھا +

ادھر سسپال کی زبان سے غیر مہذب کلمات نکل رہے تھے۔ ادھر کرشن جی لکیریں کھینچتے جاتے تھے کہ اب یہ گالی گلوچ کی۔ سو لکیروں تک اُنہوں نے کچھ سانس ڈکار نہ لی منہ پر مہر خاموشی لگائے کان دبائے ایک ایک لفظ سُنا کئے۔ مگر جب ایک سو ایک کی تعداد پوری ہو گئی۔ تب سامعین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں ایک سو ایک مرتبہ طرح دے چکا ہوں مگر پھر بھی سسپال کی زبان چلی جاتی ہے۔ اب میں بری الذمہ۔ ابھی اس کا سر زمین پر لوٹتے دکھائی دیتا ہے یہ فرما کر جوش غضب میں سودرشن چکر گھما کر پھینکا تو سسپال کے سر پر ہی تھا۔ پہلی ہی رَو میں گردن دھڑ سے جدا ہو گئی۔ اور دھڑ دھڑام سے زمین پر گر پڑا +

اس وقت سودرشن چکر کی روشنی عجیب خوفناک تھی۔ کیا رشی کیا منی کیا راجے کیا مہاراجے اس کی صورت دیکھ کر کانپنے لگے جاتیں سترکو ٹھوں میں چھپنے لگیں۔ ہوش و حواس بالکل غائب تھے۔ جس کو دیکھو بت بنا بیٹھا تھا۔ سب بالکل نقش دیوار نظر آ رہے تھے۔ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ بدن میں سانس ہے بھی یا نہیں۔ ہر شخص کی بوٹی بوٹی کانپتی اور کلیجہ تھرتھرا کر منہ کو آتے معلوم ہوتا تھا۔ یہ خوفناک حالت دیکھ کر دیورشی نارد اور بششٹ جی وغیرہ بڑے ادب سے سامنے آئے اور بڑی عاجزی سے منت و سماجت کرنے لگے کہ

مہاراج! آپ تینوں لوک کے مالک ہیں۔ جگدیش اور بشمبر آپ کا خطاب ہے۔ ترلوک آپ کے دست قدرت کا ایک کرشمہ ہیں۔ بشمبر! رشی منی صرف آپ کے درشنوں کی خواہش میں ہزارہا برس تک تپشیا کرکے چولا گھلا دیتے ہیں۔ مگر آرزو پوری نہیں ہوتی کیا برہما کیا بشوپ کیا اندر کیا کوبیر کیا یم جتنے دیوتا ہیں۔ کسی کو آپ کے دریائے قدرت کی تھاہ نہیں ملتی برہم لوک فرق مبارک ہے۔ سورج۔ چاند۔ آنکھیں۔ جب زمین بارِ گناہ سے بوجھل ہو جاتی ہے۔ تب آپ اوتار لے کر بھگتوں کو تارتے اور پاپیوں کو مار کر گاؤ زمین کا بوجھ اُتارتے ہیں۔ جب ہرن کشیپ نے زمین و آسمان سر پر اُٹھایا۔ آپ نے باراہ کے قالب میں ظہور فرما کر سزا دے کفر و بیج پرہلاد کے بچانے اور ہرنا کش کے مارنے کو نرسنگھ روپ کا جلوہ دکھایا۔ رام اوتار میں ساکار ہو کر راون۔ کمبھ کرن۔ کھر دوکھن ترسرا وغیرہ راکشسوں کو قتل کیا اور سگریو اور بھبھیکن وغیرہ اپنے بھگتوں کے کشٹ کاٹ کر صاحب تاج و تخت بنایا۔ اب ذات مقدس شیام سندر سری برج چند آنند کند کہلاتے ہیں۔ کنس ایسے سر حلقۂ کفار جراسندھ ایسے شہزور تاجدار اور سسپال ایسے بہادر ضیغم شکار کو ایک آن واحد میں نیست و نابود کر دیا آپ کی نظر عاطفت کے خواستگار ہیں۔ ایسی توجہ فرمائیے کہ راجہ جدھشٹر کا یگیہ بخیریت تمام انجام کو پہنچے +

ادھیائے ۱۱

سسپال کی کیفیت سری کرشن جی کی زبانی۔ یگیہ کی رونق اور شان و شوکت کی کیفیت

بھیشم پاتن کا بیان ہے کہ سسپال کا سر اُڑا دینے پر نارد منی بششٹ
گوتم ویاس وغیرہ مہارشیوں نے اُستتی کر کے سری کرشن جی کا غصہ فرو کیا
تو مہاراج ممدوح الشان مسکرائے اور زبان فیض ترجمان سے گوہرفشانی کی کہ
صاحبان! میری مادر مہربان رانی دیوکی اور سسپال کی ماں بہنیں ہیں۔
ایک روز دونو بہنوں سے ملاقات ہوئی میں اپنی ماتا کے ساتھ تھا اور
سسپال اپنی ماں کی گود میں۔ سسپال کی اس وقت عجیب ہیئت تھی چہرے
پر تین آنکھیں اور جسم میں تین بازو۔ سب کو حیرت تھی کہ یہ عجیب المخلقت
لڑکا کہاں سے آگیا۔ اتفاقاً نارد جی کا ادھر گزر ہوا۔ اُنہوں نے یہ شکل و
صورت دیکھ کر فرمایا کہ لڑکا ہے تو اقبالمند۔ مگر اس کی موت اُس شخص کے ہاتھ
سے ہی نکلتی ہے جس کی گود میں اس کے زاید اعضا گر جائیں۔ یعنی ایک ہاتھ
اور ایک آنکھ نذارد ہو جائے۔ جس وقت میں نے اپنی موسی یعنی سسپال
کی والدہ کے قدم چھوئے۔ تو رسم محبت سے میں نے سسپال کو گود میں
لے لیا۔ گود میں لیتے ہی نارد جی کا بچن ٹھیک ہوا۔ یعنی سسپال کے عضو
زائل ہو گئے اور تین ہاتھوں کے عوض دو ہاتھ اور تین آنکھوں کے
عوض دو آنکھیں باقی رہ گئیں +

یہ اچنبا دیکھ کر موسی (سسپال کی ماں) گھبرائی۔ اُس نے سمجھ
لیا کہ بس۔ اس کا قاتل یہی ہوگا۔ وہ مجھ سے بہت گڑگڑائی۔ اور نہایت
ہی عاجزی سے بولی کہ:-

"کرشن چندر یہ میرے کلیجے کا ٹکڑا اور تمہارا چھوٹا بھائی ہے اس پر
ہمیشہ نظر عنایت رکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ کسی وقت کوئی بات ہو جائے +

میرا یہ جواب تھا۔ کہ آپ میری طرف سے اطمینان رکھیں میں اپنی طرف
سے کوئی بات نہ کرونگا۔ اور اگر سسپال کی طرف سے سامان عداوت ہونگے
تو ایک سو ایک مرتبہ طرح دونگا۔ کچھ نہ بولونگا۔ میری موسی کو اس
جواب سے اطمینان ہو گیا۔ اُس نے سمجھا کہ بھلا ایک سو ایک بار

کون قصور سرزد ہو سکتا ہے۔ مگر [illegible]

رہتی ہے۔ سسپال کی موت یونہی بدی تھی۔ اس کی زبان نہ رُکی۔ ایک سو ایک خطائیں گناہ کے چھوڑیں۔ اور آخر جو نتیجہ ہُوا وہ آپ کے سامنے کی بات ہے۔ عیاں راچہ بیاں۔ سسپال مجھ سے نہ معلوم کب کا جلا ہُوا بیٹھا تھا۔ یہاں آیا تو جراسندھ کا عوض لینے کی سمائی۔ میں نے اس کی خواہش پوری کردی۔ اور جراسندھ ہی کے پاس پہنچا دیا کہ وہاں چین سے رفاقت کرے۔ اچھا اب اس کی مٹی بھی ٹھکانے لگا دینا ہمارا فرض ہے۔ بس اس کی لاش چِتا پر پھونک کر ہڈیاں جمنا جی میں پھینکوا دی جاویں اور یگیہ کی کارروائی شروع ہو +

راجہ جدھشٹر نے سسپال کے رفیقوں اور ملازموں کو حکم دیا۔ انہوں نے جمنا کے کنارے لاش جلادی اور یہاں سری کرشن جی کے حکم سے راجہ جدھشٹر نے سسپال کے بیٹے کو چندیری کے تخت حکومت کا مالک بنا کر تلک کر دیا۔ جس جگہ سسپال کی نشست تھی۔ وہاں کی زمین صاف کر کے لیپی گئی۔ لیپنے کے بعد آگ کا الاؤ جلایا گیا۔ کہ ناپاکی جاتی رہے۔ اور سسپال سے چھٹی پا کر سب نے یگیہ کا آغاز کیا +

سب سے پہلے سری بششٹ جی نے کرشن چندر مہاراج کو جبراً سنگھاسن پر بٹھایا۔ بعدہٗ نارد اور رشیوں منیوں نے مہاراج جی کے جبین نور آگین پر تلک لگانے کے بعد پھولوں کا مالا زیب گلو کیا۔ اس کارروائی کے بعد پانچوں پانڈو اُٹھے۔ اور مہاراج کرشن دیو کو پھولوں کے مالے پہنا کر باقاعدہ پوجا کی۔ اس وقت عجیب نظارہ تھا۔ دیوتا آکاش سے پھول برسا رہے تھے۔ بید منتروں کی سہاؤنی آواز کانوں کو امرت پلا رہی تھی۔ سنکھ کے شور سے آکاش گونج اُٹھا۔ ہون کے شعلوں سے عالم نور نظر آنے لگا۔ سپت رشی وید منتر پڑھتے جاتے تھے اور ہون اور آودہن کی برکت سے دیوتا لوگ آکاش سے چلے آتے تھے۔ برہما۔ شو۔ گنیش۔ سوم کارتک۔ اندر۔ برن۔ دھرم راج۔ کوبیر

اگنی [illegible]

ہوئے رونق افروز ہوئے۔ سب نے آکر سری کرشن جی کو ڈنڈوت کی۔ جڑاؤ سنگھاسنوں پر جلوس فرمایا تمام راجے مہاراجے پوری شان وشوکت کے ساتھ اپنی اپنی نشستگاہوں پر جلوہ افروز تھے۔ یگیہ کی وہ رونق تھی کہ قلم تصویر کھینچ نہیں سکتا۔ یہ وہ عظیم الشان یگیہ تھا جو روے زمین پر چشم فلک نے نہ دیکھا۔ اس کی عظمت نے تمام دنیا میں راجہ جدھشٹر کی دھوم مچا دی۔ یگیہ ختم ہونے پر دان شروع ہوئے۔ سونے سے منڈھے ہوئے سینگوں کی ایک لاکھ گائیں رشیوں منیوں کی نذر کی گئیں۔ برہم بھوج ہوا۔ زر و جواہر سے غریب غربا مالا مال کئے گئے اور اس طرح بڑی دھوم دھام سے یگیہ سماپت ہوا +

اس موقع پر اندر پرستہ کی رونق کا کیا کہنا۔ گلی گلی کوچہ کوچہ چوکھٹی کی دلھن کے سنگار کا نظارہ پیش نظر کرتا تھا تمام راجہ نے نیکی پر جا تک کے مکانات پیرایہ عروسی سے آراستہ وپیراستہ تھے۔ گھر گھر بندنواروں کی بہار۔ رنگ رنگ کی دھجاؤں تپاکاؤں سے کیفیت سیر گلزار شہر کے اردگرد۔ کئی کئی کوس تک تنبو۔ قنات۔ چھولداریاں۔ جگہ جگہ باغوں میں باغبان۔ قدرت کی گلکاریاں۔ دیوتاؤں کا جمگھٹا۔ گندھربوں کا ہجوم۔ اپسراؤں کا مجمع کنھروں کا میلا رات دن شہر کی رونق بڑھاتے رہتا تھا۔ سری کرشن جی کے دولت سرا پر بھیڑ لگی رہتی تھی گروہ کے گروہ درشن کے لئے ڈٹے رہتے تھے۔ غرض عجیب کیفیت تھی۔ اور طرفہ نظارہ +

ادھیائے ۱۴

راجہ جدھشٹر کی عمارات کی سیر میں جلسی

صنعتوں میں دھوکا کھانے سے دریودھن اور شکنی کی شرمندگی۔ بغض وحسد وغیرہ

راجہ دھرتراشٹ اور ان کے فرزند راجہ جدھشٹر کے یگیہ میں
شریک تھے۔ سب کی رانیاں بھی شریک جشن تھیں۔ جب یگیہ سے
فراغت ہوگئی تو راجہ جدھشٹر نے دریودھن وغیرہ اپنے چچیرے بھائیوں
کو اُن عجیب وغریب عمارتوں کی سیر کرائی۔ جو مایا سر نے بڑی نفاست
اور عمدگی سے تیار کی تھیں۔

راجہ جدھشٹر کو خیال تھا کہ اس کے چچیرے بھائی عالیشان تعمیرات
کی سیر سے خوش ہونگے۔ مگر نہیں اُن کے دل میں گرہ پڑی ہوئی تھی وہ
دل ہی دل میں راجہ جدھشٹر کے عروج سے جل رہے تھے۔ عمارتوں کی
خوبیاں دیکھیں تو اور بھی آتش بغض وحسد بھڑک اُٹھی۔ جس وقت
یگیہ سماپت کرکے ویاس جی رخصت ہوئے تھے اُنہوں نے صاف
الفاظ میں کہدیا تھا کہ تیرھویں برس چھتریوں کی خیر نہیں۔ سب مرینگے
راجہ جدھشٹر کو اس پیشینگوئی سے نہایت تشویش ہوئی۔ اور بھیم سین
ارجن۔ سہدیو۔ نکل سے ذکر کیا۔ سب فکرمند ہوئے مگر چارہ کیا لہذا چپ
ہوگئے۔ سب مہمانوں کی رخصت کے بعد راجہ جدھشٹر نے دریودھن
وغیرہ چچیرے بھائیوں اور شکنی کو راج محل راج سبھا اور دوسری
عجیب وغریب عمارتوں کی سیر کرائی۔ سب اہل سیر اس نظارہ دلفریب
سے نہایت ہی خوش ہوئے۔ نظر جس طرف اُٹھتی تھی۔ آنکھوں
کو آئینۂ حیرت بنا دیتی تھی۔ اب شدنی دیکھئے۔ جس وقت دریودھن
وغیرہ راج محل کے صحن کی طرف چلے تو عجیب واقعہ پیش
آیا۔ مایا سر نے اس صحن میں بلور کے فرش کے سوا اور اس میں
طلسمی صنعتیں کی [illegible]
[illegible] دریودھن [illegible] وہاں پہنچے

دیکھتے کیا ہیں کہ پانی کی چادر چل رہی ہے - اِس دھوکے میں اُنہوں نے اپنے
اپنے دامن سمیٹے - اور بڑی احتیاط سے اپنی دانست میں اندر قدم رکھا
بلور کے فرش میں ایسی چکناہٹ تھی - کہ فوراً ہی پاؤں پھسل گیا -
اور دونو زمین پر چت ہو گئے - اِس وقت ان کو ایسی ندامت ہوئی -
کہ چہرہ عرق عرق ہو گیا - مگر علاج کیا - اب یہ وہاں سے دوسری طرف
چلے تو دوسرا چکمہ ہُوا - اِس مقام پر ایک پانی کا حوض اِس صنعت
سے بنایا گیا تھا - کہ پانی کی چادر فرش زمین نظر آتی تھی - دریودھن اور
شکنی بے تکلف بڑھے چلے گئے - تو قدم حوض میں جا پڑا دونو
کے دونو پانی میں غوطہ کھا گئے - نکلے تو سارے کپڑے پانی میں تر بتر
اتنے میں اوپر سے قہقہے کی آواز آئی - نظر اُٹھا کر دیکھا - تو دروپدی اور
اُس کی سکھیاں ٹھٹھے لگا رہی ہیں - دریودھن اور شکنی دل میں کٹ گئے
اور دروپدی وغیرہ کے قہقہہ لگانے کا بہت ہی رنج ہُوا - اب یہ آگے
بڑھ کر ایک دیوار کے پاس گئے - جس میں بلور پر نقاشی کا نہایت ہی
عمدہ کام تھا - گل بوٹوں اور نقش و نگار میں کچھ ایسی صنعت کی تھی
کہ دیکھنے والے کو صاف ایک دروازہ نظر آتا تھا - یہاں بھی دونو کی عقل
نے کچھ کام نہ کیا - اور دروازہ سمجھ کر اندر داخل ہونے لگے - دریودھن
کے سر میں ٹکر لگی - اور وہ شرمندگی سے پیچھے ہٹے وہاں دروازہ تو تھا ہی نہیں
بھیم سین سے ضبط نہ ہُوا - ہنس پڑا ساتھ ہی راجہ جدھشٹر وغیرہ اور
بھی ہنسنے لگے - ادھر اُدھر جگہ جگہ دھوکا کھانے کی ندامت اُدھر چوٹ
کی شرمندگی - اِس پر دروپدی اور پانچوں پانڈووں کے ہنسی قہقہے سب
باتیں اگلے بغض و حسد کے لئے آگ پر آہوتی کا کام کر گئیں دریودھن اور
شکنی کو نہایت ہی رنج ہُوا - جیوں تیوں سیر سے فراغت کر کے قیامگاہ
میں آئے - یہاں سہدیو نے پوشاک بدلائی - عمدہ سے عمدہ کھانے
کھلائے اور وہ تمام تحائف وہ تمام حسینانِ مہ جبین وہ گندھربی گھوڑے
سفید ہاتھی وغیرہ دکھائے جو بھیم سین وغیرہ وما گو ما تاگ کون وغیرہ

سے لائے تھے - اور جو فتوحات اور ملک گیری میں داخل خزانہ شاہی ہوئے تھے +

اب اپسراؤں کا ناچ شروع ہُوا - مگر دریودھن وغیرہ کے دل پر بغض و حسد نے ایسی چھریاں پھیر دی تھیں کہ کچھ نہ معلوم ہوتا تھا وہ کہتے تھے کہ آہ آہ - اتنی دولت اتنی ثروت - اتنا مال اتنا متاع یہ شوکت شاہی - یہ شانِ عالم پناہی - غرضیکہ ایک ایک چیز ان کے دل میں کھٹکتی تھی اور دل ہی میں کوستے تھے - کہ یہ سب پانڈوؤں کے عروج کے ساز و سامان تباہ و برباد ہو جائیں +

یہ لوگ وشٹ تھے - سمجھ نہ تھے - خراب لوگوں کا خاصہ ہوتا ہے کہ پرائے عروج پرائی دولت دیکھ کر جلتے رہتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ یہ ایشور کی دین ہے اس میں کسی کا اجارہ کیا - اچھے لوگ اگر کسی کو مال دھنی دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے ایک ہمجنس پر ایشور کی مہربانی ہوئی - حسد کرنے سے کسی کی دولت حاسد کے ہاتھ نہیں آتی - ہاں یہ ہوتا ہے کہ وہ مفت کی کوفت مول لے لیتا ہے - اگر وہ حسد نہ کرے تو ایشور اُس سے خوش ہوتا ہے - اور اُسے دُنیا کی فکروں سے آسودگی رہتی ہے - خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا - اب سنئے کہ دریودھن راجہ جدھشٹر سے جدا ہو کر ہستناپور واپس آئے تو رات دن اُسی حسد کا چرچا ہر وقت یہی جلن کی باتیں - سب چنڈال چوکڑی اکٹھا ہو کر مشورت کرنے لگی - کہ کسی نہ کسی طرح سے راجہ جدھشٹر کی دولت ہتیانا چاہئے - سب سے بہتر تدبیر تو جوئے کی ہے - جدھشٹر ہم سے کسی طرح سر بر نہیں ہو سکتے - اگر یہ حکمت عملی چل جائے تو بس پو بارہ ہیں - پانڈوؤں کے اخراج میں فرق ہی نہیں +

ادھیائے ۱۳

دریودھن کا پانڈوؤں سے حسد۔ دولت و سلطنت چھیننے کے لئے تجویز۔ راجہ دھرتراشٹ سے چوسر کھیلنے کی اجازت۔ راجہ دھرتراشٹ بھیشم پتامہ اور بدر جی کی نصیحت

جب دریودھن دل ہی دل میں جل بھن کر اس فکر میں ہوا کہ جس طرح ہو راجہ جدھشٹر کو لنگوٹی بند ہوا کر چھوڑوں تب زندگی کا لطف ہے ورنہ جینا اکارتھ اس وقت اس کے ماموں قندھار نریش کے بیٹے شکنی نے کہا آپ گھبراتے کیوں ہیں۔ میں تو سب کو ننگیا لونگا۔ اور ساری دھن دولت راج پاٹ آپ ہی کو دلوا کر دم لونگا۔ آپ جانتے ہیں کہ میں پکا جواری ہوں۔ چوسر کا کھلاڑی ہوں۔ کیسے ہی پانسے کا دھنی کیوں نہ ہو۔ میری گھٹنوں سے اس کی ایک پیش نہیں جا سکتی۔ یہاں پو بارہ ہوں وہاں تین کانے۔ کھیلتے کھیلتے وہ چھو منتر کروں کہ چھ تین نو ہو جائیں اور چھکڑا ہی نو دو گیارہ ہو جائے +

لڑائی بھڑائی میں پسند نہیں کرتا۔ اس وقت جدھشٹر کو ایشور نے سب ساوتھ دی ہے۔ اس کے بھائی ایسے شور بیر ہیں کہ ایسے دیسوں کو تو جیبوں ہی کے رکھ دیں۔ اس سے کام وہ کرو کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے۔ راجہ جدھشٹر کو بھی چوسر کھیلنے کا شوق ہے اس کو

بناؤ اور چوسر کا میدان بدو۔ مَیں ایسے بنا بنا کر پانسے پھینکوں کہ بازی
میرے ہی ہاتھ رہے۔ دو پانسوں کے چھٹ پٹ میں سارا فیصلہ
ہو جائے گا۔ تو سہی۔ جدھشٹر کے پاس ایک جھنجھنی نہ چھوڑونگا۔
چھتری جو ہے اور جدھ سے منہ نہیں موڑتے۔ تم راجہ دھرتراشٹ
اپنے پتا سے کہکر پانڈوؤں کو بلاؤ۔ چوسر بچھی۔ دو چار پانسو ہیں تو
ننگیا کے چھوڑونگا۔ ایسے ایسے پانسے چت کروں کہ جدھشٹر کی بساط
سلطنت اُلٹ جائے اور قسمت کا پانسہ پلٹ جائے۔ اس سے
آسان تدبیر اور کوئی نہیں +

دریودھن وغیرہ نے یہ بات سُنی۔ تو پھڑک اُٹھے ہر طرف صدائے
آفرین بلند ہوئی کہ واہ کیا تدبیر بتائی ہے۔ آہا اس سے بڑھ کر حکمت
عملی اور کون ہوگی۔ بہت ٹھیک۔ بہت ٹھیک۔ عقلمندی اسے
کہتے ہیں۔ دانشمندی اس کا نام ہے۔ اگر چال بن پڑی تو بس مار لیا۔
رائے حسب منشا ٹھہی۔ صلاح مرضی کے موافق سب نے بالاتفاق
صاد کیا۔ اور اسی وقت سب کے سب راجہ دھرتراشٹ کی خدمت
میں جا پہنچے اور متفق اللفظ ہو کر گذارش کی کہ

"مہاراج" اب تو ہماری شوکت شاہی و سطوت عالم پناہی پر
پانی پڑ گیا۔ راجہ جدھشٹر نے راجسویہ یگیہ کر کے ہم سب کے سر جھکا دئے
ہم کو منہ چھپانے کے لائق نہ رکھا۔ نہ دولت کا شمار نہ وسعت سلطنت
کی حد۔ جواہرات سے کوٹھے بھرے پڑے ہیں۔ روپیہ ٹھیکریوں کی طرح
ڈھیر ہے۔ سونے چاندی کے سوا اندرپرستھ میں کچھ نظر ہی نہیں آتا
دان پُن کی یہ کیفیت کہ بھکیاریوں کو بھی سونے چاندی کے برتنوں
میں کھانا کھلایا جاتا ہے۔ کون ہے جس کا روپے اشرفی سے جی
نہیں بھر جاتا۔ اس وقت تمام دنیا کی نفائسات راجہ جدھشٹر کے
خزانے میں موجود ہیں جو راجے آئے۔ ایسے تحفے تحائف لائے کہ دیکھ
کر حیرت [illegible] کہاں ہم۔ کہاں پانڈو۔ ہمارے ہوتے پانڈوؤں

یہ عروج - یہ نہ سمجھئے گا کہ کسی کی بڑھتی دیکھ کر جلتے ہیں - صرف یہ دیکھا نہیں جاتا کہ ہم صاحب تاج ہیں - ہم مالک سرزمین اور ہمارے ہوتے جدھشٹر ہم سے بڑھ جائے آپ نے اس کو اندر پرستھ دیکر ہم لوگوں کا سرنیچا کردیا - از راست کہ برراست آپ کو خود ہی منظور تھا کہ اپنے بال بچے دبے دکھے رہیں اور جدھشٹر کا نام ہے ہیں ڈنکا بجے ورنہ ہمارے سامنے اس کی حقیقت ہی کیا ہے کہاں آفتاب کہاں ذرہ +

راجہ دھرتراشٹ - صاحبزادو - تمہارا یہ خیال بیہودہ ہے - کسی کی ترقی دیکھ کر حسد کرنا بڑا گناہ ہے اگر جدھشٹر کو آج یہ عروج حاصل ہوا - تو آخر تمہارے ہی بھائی ہیں - ان کی ناموری سے تمہاری عزت اُن کی شہرت سے تمہاری شہرت ہے پھر تمہیں یہ فاسد خیال کیوں +

دریودھن - آپ سیدھے سادے بزرگ - آپ کے انہوں نے قدم چوم لئے - اور آپ خوش ہو گئے - ہم لوگوں کے دل سے پوچھئے کہ جان پر کیا گزر رہی ہے آپ نے جدھشٹر کو اس قدر بڑھا دیا کہ ہم اُس کے نوکر چاکروں کا بھی مقابلہ نہیں کرسکتے - یہ نہ کہئے کہ ڈوب مرو - سنکھیا کھالو - ہیرا چبالو - اب ہمیں اس بیعزتی کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی - بہتر ہے کہ اس کا دوٹوک فیصلہ ہوجائے +

راجہ دھرتراشٹ - میں تو فیصلہ کرچکا ہوں - ہستناپور تمہارا - اندرپرستھ پانڈووں کا اور کیا چاہئے ؟

دریودھن - اسی فیصلے نے تو ہم لوگوں کا ستیاناس کردیا - افسوس آپ کے جیتے جی ہم لوگوں کی یہ درگت - اور مدت - اگر اس وقت نہ آئی تو کب آئیگی +

راجہ دھرتراشٹ - بیٹا - یہ باتیں کیسی - یہ واہیات خیالات کیا آخر کہو تو کیا چاہتے ہو ؟

دریودھن - [illegible] کہ نہ ہو [illegible] نکلیں گی نکالنا چاہتا ہوں کہ آپ برخلاف بھی نہ ہو - اور تیر و تفنگ - [illegible]

راجہ دھرتراشٹ - تو کہو نا کیا سوچا ہے ؟

دریودھن - مجھے ہوس ہے کہ ایک دفعہ راجہ جدھشٹر سے جوا کھیلوں +

راجہ دھرتراشٹ - جوئے سے بڑھ کر کوئی بُرا کام نہیں - ہارتا ہے جوئے کے نام سے بیل +

دریودھن - باشد - مگر میں ایک دفعہ ضرور جوا کھیلونگا - یا ادھر یا اُدھر +

راجہ دھرتراشٹ - دریودھن دیکھنا ان باتوں میں گھر تباہ ہو جائیگا - اب تک بہت ہو چکی ہے - اب اور کیا کرنا چاہتے ہو - بھیم سین کو زہر کھلایا دریا میں پھینکا - پانڈو سون کھینچے رہے - اپنی کچھ نہ بولے - تم نے لاکھا مندر بنایا پھونک دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی - وہ اس کو بھی پی گئے - خبر نہ ہوئی اس طرح ٹال گئے جیسے کچھ ہُوا ہی نہ تھا - ان کا اقبال تیز تھا نہ جانے کیسے بچ نکلے ان عداوتوں کے ہوتے بھی اُنہوں نے راجسو یگیہ میں تمہاری جیسی خاطرداشت کی تمہارا ہی دل جانتا ہوگا - اُنہوں نے تمہاری عزت افزائی کے لئے اپنا خزانہ سپرد کیا تمہارے دل میں صفائی نہ تھی تم بُرا چیتتے تھے - خوب من مانا روپیہ لٹایا - تمہاری نیت تھی کہ ایک کوڑی نہ رہنے پائے - مگر اُن کو اُن کی نیت پھلی - کروڑوں اربوں روپیہ لٹ جانے پر بھی ان کا خزانہ بھرا پڑا رہا - ایک کونا بھی خالی ہونے نہ پایا - تم برائی پر تھے - اُن کے اقبال اور نیکیوں نے تمہاری برائی کو اُن کے لئے بھلائی کر دیا - دور ویش ہُوا کہ اُن کے دھرم کرم پُن دان کے ڈنکے بج رہے ہیں وہ تمہارے ساتھ اس نیکی سے پیش آئیں اگلی پچھلی دشمنیوں کو نظر انداز کریں اور تمہارے سر سے عداوت کا بھوت نہ اُترے افسوس آج پھر وہی سبق سے بیٹھے معلوم نہیں کیا ہونہار ہے +

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اتفاقاً بھیشم جی اور بدر جی بھی تشریف لے آئے [illegible] افسوس کرتے ہوئے کہا ہے - دریودھن کی

عقل کہاں ماری گئی ہے نہ جانے اس کو کیا سمائی ہے کہ پانڈووں کے پیچھے ہی پڑا رہتا ہے۔ پدر جی بولے :-

پیارے دریودھن بارہ برس کو بید کیا۔ سولہ برس کو قید کیا۔ تم بچے نہیں کہ کوئی تمہیں سمجھائے۔ ایشور کے فضل سے صاحب عقل ہو اونچ نیچ سمجھتے ہو۔ پھر یہ وہمیات خیال کیسے۔ دیکھو پانڈو تمہاری کیسی عزت کرتے ہیں۔ تمہاری عداوتوں پر کیسی چشم پوشی کر جاتے ہیں۔ مگر تم ہو کہ بغض و حسد سے منہ نہیں موڑتے۔ اپنی ہٹ نہیں چھوڑتے۔ کورو اور پانڈو دونو بھائی بھائی ہیں۔ خون ایک گوشت پوست ایک۔ تمہیں چاہیے کہ بھائیوں کے ساتھ بھائی کا سا سلوک کرو۔ وہ تمہارے قوتِ بازو ہیں۔ تم اُن کے برادر بجان برابر۔ بھائیوں بھائیوں کو آپس میں بیر لازم نہیں۔ میل سے رہو کھٹھا بکھیڑا چھوڑ دو۔ تم ہستناپور میں ہو وہ اندر پرستھ میں۔ نہ وہ تم سے کسی بات کے خواستگار نہ تم کو اُن سے کسی بات کی طلب۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ تمہارا بھائی آج اس لائق ہوا کہ سارا زمانہ اس کا مطیع و فرمانبردار ہے۔ اس نے اپنی نہیں بلکہ تم سب کی عزت بڑھائی +

اس کے عوض تم چاہتے ہو کہ پانڈو مٹ جائیں نام و نشان باقی نہ رہے وہ بھی کس واسطے دو دن کی زندگی۔ چار دن کی چاندنی۔ دور اس دولت کے واسطے جس کو نہ ثبات ہے نہ قیام +

دربیہ جا سو سب جیون کو سکھ۔ رہ نہ سکی اک ٹھائیں
یہاں سے ہو ان گئی چھن بھیتر۔ جم ترور کی چھائیں

زہر دے چکے۔ دریا میں بہا چکے۔ لاکھا مندر میں جلا چکے۔ کیا نتیجہ ہوا وہ ویسے کے ویسے ہی رہے۔ ایک روآں بھی نہ سیلا۔ ایک بال بھی بیکا نہ ہوا۔ ہاں تم نے بدنامی کا ٹھیکرا اپنے سر پر پھوڑ دیا۔ جہاں سنو تمہاری ہی بُرائی ہو رہی ہے وہ وہ باتیں سننے میں آتی ہیں کہ کان نہیں دیا جاتا۔ اب تم نے جوئے کی چال سوچی ہے۔ جوئے سے برھ

کر کوئی کام پورا نہیں۔ اس کی ہار کبھی ہار جیت کبھی ہار۔ دیکھ لینا یہ جوا وہ
رنگ لائیگا۔ کہ سارا خاندان چوپٹ ہو جائے۔ اتفاق عجب چیز ہے
جب تک مٹھی بندھی ہے۔ کھلنا محال ہے۔ جگ ٹوٹا اور نرو ماری گئی۔
راجہ نل نے اپنی ہڈیوں کے پانسے بنائے۔ مگر پانسے کی برائی سے
ایک نہ چلی۔ فخر کر کہ راجہ جدھشٹر نے سارے خاندان کا نام روشن
کیا۔ عزت سمجھ کہ ہمارا بھائی دنیا کا سرتاج ہے اس کی وجہ سے تم بھی
سرتاج زمانہ ہو۔ کوئی تمہارے سامنے سر اونچا نہیں کر سکتا۔ اتفاق
سے رہو تو مجال کیا کہ تم کو راجہ جدھشٹر سر آنکھوں پر جگہ نہ دیں۔ سمجھ لو کہ
ہمارے تمہارے کئے کچھ نہیں ہو سکتا۔ سب کام پرمیشور کے ہاتھ میں ہیں
جس کو چاہے بڑھائے جسے مرضی ہو گھٹائے۔ پرائی بڑھتی دیکھ کر
حسد کرنا عقلمندوں کا شیوہ نہیں۔ اس میں کوفت سے جان گھلتی ہے۔
تمہاری لیاقت تب ہے کہ تم بھی ایک یگیہ ایسا کر دکھاؤ جو جدھشٹر کے
یگیہ کو بھی مات کر دے۔ جتنا بغض و حسد میں جوش خروش ہے اتنا ملک گیری
اور حصول نیکنامی میں حوصلہ اور ولولہ دکھاؤ تو تمہارے نزدیک کون بات
ہے۔ ایشور کی کرپا سے سو بھائیوں کی طاقت ہے۔ کرن شلکھی ایسے
کال کو جیت لینے والے بہادر تمہارا دم بھرتے ہیں۔ فوج میں چھونیاں
ہی چھونیاں نظر آتی ہیں۔ پھر یہ جعل فریب کی نیت کیسی۔ تم بھی وہ لیاقت
پیدا کر لو۔ کہ تمہارے جھنڈے میں جدھشٹر سے زیادہ ملک و مال ہو جائے
اس میں بات ہی کیا ہے۔ ذرا سی بات کے لئے یہ ادھرم کا خیال۔
بدر جی اتنا کہنے پائے تھے کہ بھیشم پتامہ جی نے قطع کلام کر کے کہا:۔

دریودھن اپدر جی نے جو کہا وہ تو سُن چکے۔ وہ برا مانو یا بھلا بڈھا
بھی کچھ کہنا چاہتا ہے۔ جان و جگر۔ تم پانڈووں سے بیر مول لیتے ہو اس
کا نتیجہ اچھا نہیں۔ پیارے وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم سے عداوت
نہیں رکھتے۔ تمہاری دشمنیوں کا انہوں نے خیال بھی نہیں
کیا [illegible] اختیار

کیا۔ ہر طرح کے دکھ سے مصیبتیں جھیلیں۔ مگر اُن کے دل پر میل نہیں۔ اب اگر انہیں ایشور نے اس رُتبے پر پہنچایا تو تمہیں خوش ہونا چاہیئے۔ اس میں تمہاری بھی عزت ہے۔ رنج کے عوض خوشی کرو اپنے ایسے لائق بھائیوں کے دست و بازو ہو۔ اس سے تمہارا بھی اعزاز ہوگا اور اُن کا بھی عروج۔ اگر آپس میں متفق رہو تو سب کچھ تمہارا کیا تم نہیں جانتے کہ کرشن جی پانڈووں کے طرفدار ہیں۔ جس کی طرف کرشن جی ہوں اُس کو کون مٹا سکتا ہے اگر تم پانڈووں سے عداوت رکھو گے تو نتیجہ اچھا نہیں۔ سری کرشن چندر ان کے طرفدار ہونگے اور پھر تمہارے بنائے کچھ نہ بنے گی۔ بلدیو جی کو تم اپنا مددگار سمجھتے ہو۔ یہ خیال ہی خیال اور وہم ہی وہم ہے۔ اول تو بلدیو جی اور راجہ جدھشٹر سے دلی محبت ہے دوسرے اُن کو کرشن جی کا پاس ہوگا یا تمہارا۔ اگر کوئی اُن سے بگڑے تو زمین و آسمان میں ٹھکانا اور بچاؤ کی کوئی صورت نہیں مفت میں بیر مول لے کر خاندان کے پیچھے پڑے ہو۔ بدر جی اور بھیشم پتامہ کی تقریر برجستہ تھی۔ دریودھن وغیرہ کی زبان سے کوئی بات نہ نکل سکی۔ اُن کے منہ پر مہر لگ گئی اور اُس وقت موقع کو ٹال وہاں سے چل دیئے +

ادھیائے ۱۴

دریودھن کا راجہ دھرتراشٹ سے جدھشٹر کی طلبی کے لئے اصرار۔ راجہ دھرتراشٹ کی منظوری۔ بدر جی کو اندرپستھ میں روانگی کا حکم

بھیشم پتامہ۔ بدر جی اور دھرتراشٹ کے جانے کے بعد دریودھن

چپ ہو گیا۔ زیادہ کچھ نہ کہہ سکا۔ مگر جب یار دوستوں سے بات چیت ہوئی تو پھر وہی خیال تازہ ہو گیا۔ کہ کسی نہ کسی طرح جدھشٹر کو لنگوٹی بند ھوا دیں لڑائی کا دم داعیہ نہ تھا۔ مردمی سے کام لینے کی جرأت نہ تھی۔ عقل جب لڑتی تھی تو جوئے پر جمتی تھی۔ ساری بھوت منڈلی روز اسی کتر بیونت میں عقل خرچ کرتی کہ کیسے جدھشٹر کی دولت ڈکار جائیں۔ اور کیونکر اندر پرستہ قبضے میں آ جائے۔ کئی دن تک اسی خلجان میں گزری۔ سر کے بھوت نے کھانا پینا حرام کر دیا۔ خواب میں بھی سیاہی کے کانٹے اپنی تاثیر دکھاتے تھے۔ آخر نہ رہا گیا۔ پھر سوجھی۔ کہ راجہ دھرتراشٹ کے کان کترے جائیں۔ کب تک ان کا دل پتھر کا رہے گا۔ کبھی تو پگھلیگا کہتے سُنتے دیواریں ٹل جاتی ہیں۔ رسی کی رگڑ سے پتھر گھس جاتا ہے لکھوری جھینگر کو اپنا ہمشکل بنا لیتی ہے۔ پھر راجہ دھرتراشٹ کو اپنا ہمخیال بنا لینا کون بڑی بات ہے۔ کرن دریودھن۔ دوشاسن اور شکنی نے پھر اس بات کا بیڑا اُٹھایا۔ اور دھرتراشٹ کی خدمت میں پہنچے۔ اس وقت وہاں راجہ جدھشٹر کی تعریف کے دفتر کھلے ہوئے تھے کیا راجہ دھرتراشٹ کیا درونا چارج۔ کیا بھیشم پتامہ اور کیا بدر جی خوش ہو ہو کر راجسویہ یگیہ کی کامیابی پر اظہار مسرت کرتے ہوئے پانڈوؤں کی لیاقت کو سراہتے اور دعائے خیر سے ترقی جاہ و حشمت چاہتے تھے یہ چنڈال چوکڑی کورو خاندان کی خود گرہی کا جامہ پہنے ہوئے جا پہنچی۔ صورت گواہ تھی۔ شکل دیکھتے ہی بھیشم پتامہ سمجھ گئے کہ آنے کی غرض کیا ہے۔ سب نے چہرے ہی سے دل کا حال جان لیا اور تہ کو پہنچ گئے بھیشم پتامہ جی جہاندیدہ سرد و گرم زمانہ چشیدہ۔ دوسرے اندری جیت ہوائے نفسانی پر زبر۔ اور سب چھوڑ یہ کہ بزرگ خاندان ان کی زبان نہ رُکی انہوں نے دریودھن سے خطاب کر کے کہا:۔

برخوردار۔ بیشک تم بہادر ہو۔ شور بیر ہو۔ اس میں شک نہیں۔

مگر شوریدگی کا یہ مطلب نہیں ... ہے کہ ... پاکھنڈ ... ہی

جعل فریب نہیں - جہاں پاکھنڈ ہُوا دھرم گیا - اور جب دھرم گیا - سب
عمر بھر کا کیا دھرا مٹی میں مل گیا - تم خود سمجھدار ہو سب سمجھتے ہو بزرگوں
نے کہا ہے - روگ کا گھر کھانسی - لڑائی کا گھر ہانسی

جس نے محبت سے بھی ہنسی کی - اُس کا نتیجہ ایک وقت خراب ہوتا
ہے - جو خاندان کی رسوم کو ترک کر دیتا ہے - اس کی وجہ سے خاندان کی تباہی
کے سامان ہو جاتے ہیں - قرض سے دولت و ثروت کا نام ونشان نہیں
رہتا - برہمن نے جہاں کھٹ کرم چھوڑ دئے - سمجھ لے کہ اُس کی عظمت
جاتی رہی جو کوئی مندر راجہ کے محل کے قریب ہے - اُس کی خیریت اور
برکت کا ایشور مالک ہے - پرائی آس نت اداس - جہاں دوسرے کا
آسرا ڈھونڈا - سمجھ لو کہ کامیابی رخصت - جہاں عورت پر سے خاوند کا
دباؤ نہ رہا وہاں سمجھ لو کہ عورت کا ستیاناس ہو گیا - جہاں انسان نے
اپنے دل کا بھید دوسرے سے کہہ دیا - بس اُس کی بہبودی کی جڑ ماری گئی -
جہاں دو دوستوں میں باہم کپٹ آ گیا - بس دوسرے کا خاتمہ جس وقت
درخت کی جڑ میں ندی نالے بہنے لگے - پھر درخت کی خیریت کہاں اس
سے واجب یہ ہے کہ ایسی محبت رکھو کہ جس میں کسی کے دل پر میل نہ
آئے - جہاں چھل کپٹ ہُوا - وہاں سمجھو کہ دانت کاٹی روٹی ساہی کا کانٹا
ہو گئی - ملے ہوئے دل پھٹ گئے - جہاں شیشے میں بال آیا پھر ناحال
یہی دل کا حال ہے - اس سے بہتر ہے کہ میل ملاپ سے رہو ؎

یہ نصیحتیں دریودھن وغیرہ بڑی رغبت سے سنا کئے کچھ چوں و
چرا نہ کی مگر جب بھیشم پتامہ کرپا چارج درونا چارج اور بدرجی سمجھا بجھا
کر چل دئے دریودھن نے میدان خالی پا کر اپنا رنگ جمایا - راجہ
دھرتراشٹ کی خدمت میں گزارش کی کہ :-

عداوت سے سروکار نہیں - میل ملاپ کا خیال ہے راجہ جدھشٹر
نے یگیہ میں سب کی ایسی خاطر تواضع کی کہ دل خوش ہو گیا [illegible]
دکھائی ہیں ہمیں بھی اُمنگ ہے کہ اُن کی ویسی ہی خاطر مدارت کریں -

اور تعظیم و تکریم سے وہ غبار دھوئیں - جو اُن کے دل پر ہماری طرف سے جما ہوا ہو - بہت دن ہو گئے ہستناپور میں کوئی خوشی کا جلسہ نہیں ہوا ہم لوگ اچھی طرح ہنس بول بھی نہ سکے اس سے اب ارادہ ہے کہ اپنے پیارے بھائیوں کو دعوت دے کر آنند لوٹیں اور چوسر گنجفے سے جی بہلائیں - ہم لوگ اُن سے محبتانہ برتاؤ کرینگے - یہ خیال رہی خیال ہے کہ اُن سے عداوت کی جائیگی +

دھرتراشٹر - اگر سچ مچ خون کا جوش ہے تو مجھے بلانے میں کچھ عذر نہیں - ضرور اُن کی ضیافت کرو اس میں تمہارا نام اور جش ہوگا مگر قماربازی کو میں بُرا سمجھتا ہوں - جوے کا نام نہ لینا - ہاں جی چاہے تو تفریح کے لئے کچھ شغل سہی +

دریودھن - آپ کا خیال کہاں ہے - بھلا مجھے اُن سے جلنے یا حسد کرنے سے کیا کام - جو اُن کی دولت ہے وہ ہماری ہے - جو اُن کی ثروت ہے اُسے ہم اپنی ہی ثروت سمجھتے ہیں - ہم میں اور پانڈوؤں میں دوئی ہی کیا - جیسے وہ ویسے ہم - مگر نہیں ارادہ صرف یہ ہے کہ ان کی ایک دفعہ دعوت کی جائے وہ جب یہاں آجائیں تو جہاں اور دل بہلانے کے تفریحی شغل ہیں - وہاں چوسر گنجفہ بھی سہی وہ چار پانچ دن یہاں رہیں پھر اندرپرستھ چلے جائیں اس میں مضائقہ کیا ہم بھائی بھائی ہیں آخر جوش خون کس دن کے لئے ہے +

دریودھن وغیرہ نے ایسے فقرے بنائے ایسا منتر پھونکا کہ آخر راجہ دھرتراشٹر کو کبھیڑ بکرا بنا کر انہی پر چڑھا لیا - یہاں تک کہ اُنہوں نے بِدُر جی کو حکم دیا - کہ جاؤ - جدھشٹر وغیرہ کو اندرپرستھ سے لے آؤ - کہدینا کہ چچا نے یاد کیا ہے - وہ تمہارے شربت دیدار کے پیاسے اور انتظار میں چشم براہ ہیں +

ادھیائے ۱۵

پانڈووں کی ہستنا پور میں تشریف بری۔ شکنی کے ساتھ جدھشٹر کی قماربازی۔ شکنی کا جعل فریب۔ جدھشٹر کی ہار۔ راج پاٹ کا صفایا

بدُرجی کو منظور نہ تھا کہ پانڈو ہستنا پور میں آئیں۔ مگر نہیں راجہ دھرتراشٹ کے حکم نے اُنہیں مجبور کیا۔ وہ اندر پرست پہنچے پانڈوں سے ملے۔ راجہ جدھشٹر نے بڑی تعظیم و تکریم کی فرداً فرداً خیر و عافیت پوچھی۔ اور تشریف آوری کا سبب دریافت کیا بدرجی نے بھتیجوں کو گلے سے لگایا۔ دعائیں دیں راج پاٹ کے ٹھاٹھ باٹ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے کہا:۔

تمہارے چچا راجہ دھرتراشٹ نے یاد کیا ہے۔ تمہارے راج سبھا وغیرہ دیکھ کر دریودھن وغیرہ تمہارے بھائیوں نے بھی مکانات بنائے ہیں۔ ان کی سیر کر جاؤ۔ میل کا میل اور تفریح کی تفریح ہے دس پانچ روز جب تک جی چاہے۔ شربت دیدار پلانا۔ جب چاہے لوٹ آنا۔ تمہاری دلچسپی کے لئے گنجفہ چوسر کا بھی سامان کر دیا گیا ہے جس میں بلاپ رہے اور دل بھی نہ اُکتائے اب تم سب بھائی چلو راجہ دھرتراشٹ کی آنکھوں کو سکھ دو +

راجہ جدھشٹر آپ تو گنجفہ چوسر کا نام لیا [illegible] سکتا ہوں۔ بھلا عقلمند آدمیوں کو جوئے سے کیا کام۔ پیغام سر آنکھوں پر

مگر یہ گنجفہ چوسر کی تفریح کا ذکر کیسا مجھے کچھ دال میں کالا کالا معلوم ہوتا
ہے۔ میں چلنے کے لئے تیار ہوں مگر جوئے کے نام سے دل ڈرتا
ہے۔ گنجفہ چوسر سے کیا مراد۔ آپ وہیں سے تشریف لاتے ہیں۔ فرمائیے
تو اس کے معنے کیا ہیں +

بدُرجی - جوئے سے بڑھ کر کون بُرا کام ہے میں نے تو بہت مخالفت
کی مگر میری ایک پیش نہ گئی اودھر دریودھن وغیرہ راجہ دھرتراشٹ
کے سر ایسے ہوئے کہ اُن کی زبان بند ہو گئی۔ پھر میں کس گنتی میں تھا
بڑے بڑے بہے جائیں۔ گدڑیا تھاہ لگاوے کی مثل۔ میں بھی چپ
لگا گیا۔ کہ باشد۔ جو ایشور کی مرضی آج کل دریودھن کے یہاں قندھار
کا راجہ ٹھہرا ہوا ہے وہ پکا جواری پلے سرے کا کھلاڑی۔ آنکھیں بند
کرکے جوا کھیلتا ہے اور جانتا ہے کہ آج دنیا کے پردے پر اس کا
جواب نہیں ہے۔ کچھ اسی پر فرض نہیں۔ اور اور بھی کھلاڑی راجے
مہاراجے دریودھن کے یہاں مہمان ہیں۔ مثلاً بنشبت۔ چترسین وغیرہ
وغیرہ یہ سب کے سب بڑے شاطر اور بڑے کھلاڑی ہیں۔ پانسہ بنا
لینا اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ چکمہ چلنا دغا دینا اسا کرتب +
اب جو تمہاری مصلحت ہو وہ کرو۔ میرا اس معاملہ میں زیادہ زور
نہیں چل سکتا +

راجہ جدھشٹر - چچا صاحب نے یاد کیا ہے اس لئے میرا چلنا لازمی
ہے ورنہ وہ بے سعادتی خیال فرمائینگے اور سمجھینگے کہ پانڈو مغرور ہو گئے
اُن کا ارشاد سر آنکھوں پر میں ضرور چلونگا۔ اور اُن کے قدم دیکھونگا
اب رہی جوئے کی بات یہ اختیاری ہے۔ میں نہ کھیلونگا دست کش
رہونگا تو میرا کوئی کیا بنا سکتا ہے چاہے پکا جواری ہو یا اول درجے
کا کھلاڑی +

مگر ہاں شکنی جوان کی بیکا اُ کسائیگا تو میں دینے والا نہیں۔ وہ

ایک بازیاں اس سے ضرور ہونگی۔ بلا سے کچھ ہو شکنی کا نام سنتے ہی

راجہ جدھشٹر کو کچھ ایسا جوش ہُوا کہ وہ اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے
بھائیوں اور مہارانی دروپدی کے ساتھ ہستناپور کو چل پڑے۔ سفر کتنا
ہی دور دراز تھا مگر نہیں یہ سب جس وقت چلے تو اس طرح پہنچے کہ گویا
وہاں ہی تھے راستے کی مسافت معلوم ہی نہ ہوئی یہ سب نہایت
شان و شوکت کے ساتھ ہستناپور پہنچ گئے۔ دریودھن اور اُس کے
بھائیوں سے ملے۔ درونا چارج کرپا چارج وغیرہ سے قدمبوسی کا آشیرباد
لیا۔ پھر اپنی چچی گاندھاری کے قدم چومے اس نے گلے سے لگا لیا
اور اوج اقبال کی دعائیں دیں۔ وہاں سے چل کر راجہ دھرتراشٹ
کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ اُنہوں نے گلے سے لگایا۔ مزاج
پرسی کی اپنے پاس بٹھالیا اور حکم دیا کہ اچھی طرح خاطر تواضع کی جائے۔
دریودھن نے یہ خدمت اپنے ذمے لی۔ اور اپنے راج محل میں ٹھہرانے
کا انتظام کیا۔ مہارانی دروپدی دریودھن کے رنواس میں تھی۔ اس
کے جسم پر وہ وہ قیمتی زیورات اور جواہرات تھے کہ تمام رانیاں حسرت
بھری نظر سے دیکھتی اور للچاتی تھیں۔ مہاراجہ دھرتراشٹ کے سو بیٹوں
میں راجہ دریودھن کی مہارانی کو بھی وہ زیور نصیب نہ تھے جو اُس کے
حسن دلفریب کو مہارانی دروپدی کے جمال جہاں آرا کے پاسنگ برابر
بھی کر دکھاتے ایک روز دعوت تواضع خاطر مدارات میں صرف ہُوا۔
دوسرے روز ایک خاص نشست ہوئی۔ جس میں راجہ دھرتراشٹ
کے حکم سے راجہ جدھشٹر اپنے بھائیوں کے ہمراہ تشریف لے
گئے یہ نشستگاہ خاص تھی۔ اس وقت یہاں جواریوں کا جمگھٹا تھا
چوسر بچھی ہوئی تھی۔ شکنی پانسہ کھنکھنا رہا تھا۔ جونہی راجہ جدھشٹر
پہنچے شکنی نے کہا۔

آئیے مہاراج جی آپ ہی کا انتظار تھا۔ ایک آدھ بازی تو ہو جائے

راجہ جدھشٹر۔ ماموں صاحب آپ بزرگ ہو کر چھوٹوں کو جوئے

کی ترغیب دیتے ہیں بالکل نامناسب جوا بری چیز ہے۔ جوئے سے

بڑھ کر کوئی بُرا کام نہیں۔ بزرگوں سے سُنا ہے کہ جُوا کھیلنے سے چھتری کا تیج نہیں رہتا۔ اُس کے اقبال کا پانسہ چت سے پٹ ہو جاتا ہے۔ اس لئے معاف رکھئے اور جس خدمت کے لئے ارشاد ہو اُس کے واسطے حاضر ہوں آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ مجھے نہ چوسر آتی ہے نہ گنجفہ اس سے میں معافی کا خواستگار ہوں ✤

شکنی۔ واہ یہ خوب ہی کہی۔ بھلا جُوا کھیلنے سے عقل بڑھتی ہے یا گھٹتی ہے۔ جُوا کھیلنا ہر ایک کا کام نہیں بڑے بڑے عقلمندوں اور ہوشیاروں کا کام ہے۔ پانسہ تو جو پڑے وہ پڑے۔ عقل چال چلنے میں بڑھتی ہے۔ جیت ہار کا مزہ عقل ہی کے ہاتھ ہوتا ہے اور اس پر لطف یہ کہ تفریح کی تفریح اور مشغلے کا مشغلہ ✤

راجہ جدھشٹر۔ یہ اپنے اپنے پسند کی بات ہے۔ مگر جہانتک میں جانتا ہوں جُوا اچھا نہیں۔ مہرشیوں نے جوئے کو بُرا لکھا ہے ✤

شکنی۔ اگر آپ جوئے کو بُرا ہی سمجھتے ہیں تو خیر مرضی نہ کھیلئے۔ مگر مرد جوئے اور جُدھ سے منہ نہیں موڑتے آپ کا جی نہیں چاہتا تو نہ سہی ✤

راجہ جدھشٹر۔ واقعی میں جوئے کو بُرا ہی سمجھتا ہوں۔ مگر جب بھائی دریودھن نے اسی غرض سے مجھے دعوت دی تو خیر ایک دو بازیاں کھیلونگا اُن کے دل کی دل ہی میں کیوں رہ جائے۔ ایک دو بازیوں میں کیا گھاٹا ہوگا ہار جیت قسمت پر منحصر ہے پانسہ پڑے اناڑی جیتے ✤

کہاں تو راجہ جدھشٹر قطعی انکار کر رہے تھے کہاں شدنی نے شکنی کے پھندے میں پھنسا دیا ✤

راجہ جدھشٹر۔ تو پھر آؤ بھائی دریودھن ✤

دریودھن۔ بازی کا ذمہ وار نہیں شرط کی ہار جیت سے آپ کو مجھ سے مطلب۔ زر و جواہر میرے پاس ڈھیر ہیں۔ جو جیتے جائے لیتے

جائے مگر ہاں چوسر سے معاف رکھئے میرے ماموں شکنی موجود ہیں اُن سے کھیلئے مَیں سیر دیکھونگا ⁛

راجہ جدھشٹر۔ مَیں کھیلتا تو تم سے کھیلتا شکنی ماموں سے کیا کھیلوں مگر خیر تم کہتے ہو تو یہی سہی۔ ان باتوں میں راجہ دھرتراشٹ بھیشم پتامہ۔ بدرجی۔ کرپا چارج۔ درونا چارج اور راجے آپہنچے۔ اور چوسر بچھ گئی۔ جس وقت راجہ جدھشٹر نے ہاتھ میں پانسہ لیا بولے۔ کہ مَیں یہ لعل وجواہرات کا ہار داؤں پر رکھتا ہوں۔ آپ بھی اُس کے مقابلے کا داؤں لگائیے ⁛

دریودھن۔ آپ اطمینان رکھیں۔ جتنے مارے جتنے لعل و جواہر درکار ہونگے حاضر کرونگا۔ بازی تو ہو۔ اب چوسر ہونے لگی۔ پانسے پر پانسہ پھینکنے لگا اتنے میں شکنی نے کچھ ایسی بناوٹ کی کہ پانسہ کچھ اور کا اور ہوگیا۔ جدھشٹر کی بازی ہر گئی اور شکنی نے پکارا کہ راجہ جدھشٹر مالا ڈھیلا کیجئے۔

راجہ جدھشٹر۔ بے ایمانی کی سند نہیں۔ آپ نے بنے ہوئے پانسے پھینکے یہ بالکل خلاف۔ مالا تو آپ کو دوں ہی گا۔ مگر چھل کپٹ ٹھیک نہیں ⁛

شکنی۔ نہیں نہیں یہ آپ کا خیال ہی خیال ہے آپس میں بھی کہیں بے ایمانی ہوتی ہے۔ آپ بے فکر رہیں ⁛

راجہ جدھشٹر۔ خیر لیجئے مالا۔ مگر بے ایمانی کی سند نہیں ⁛

شکنی۔ نہیں نہیں بھلا آپ سے بے ایمانی۔ دیکھئے کس طرح صاف پانسہ پھینکتا ہوں ⁛

ادھر شکنی نے پانسہ پھینکا۔ ادھر جدھشٹر نے بھی گٹھیں پھینکیں اور کہا ان ہزار بھرے ہوئے چاندی سونے کے صندوقوں کے مقابلے میں کیا چیز داؤں پر لگائی ⁛

دریودھن۔ بس برابر چاندی سونا تول دیجئے کا اور کیا ⁛

بازی ہونے لگی۔ دفعتہً شکنی نے پھر بنا ہوا پانسہ پھینکا اور بولا :-
راجہ جدھشٹر جی! صندوق ہضم۔ اب اور داؤں لگائیے +

راجہ جدھشٹر- اب کے لاکھوں روپے کی لاگت کا رتھ داؤں پر ہے +

نردیں بسائی گئیں۔ اور پانسہ پھینکا۔ شکنی نے پھر وہی چال کی اور بازی سوختہ۔ اب چوتھی بازی کی نوبت آئی۔ اس میں راجہ جدھشٹر سب ہاتھی گھوڑے ہار گئے جو مرصع زیورات سے لدے پھندے تھے +

جوئے کی ہار بُری ہوتی ہے۔ جہاں کھلاڑی ہارا بس اندھا ہو گیا پھر اونچ نیچ نیکی بدی کچھ نہیں سوجھتی۔ جدھشٹر کا بھی ہارتے ہارتے یہی حال ہُوا۔ سب مال و متاع ہار جانے کے بعد اُس نے اپنی سلطنت داؤں پر لگا دی اور بدقسمتی سے وہ بھی ہار گیا۔ اب تو حاضرین مجلس کے چھکے چھوٹ گئے۔ راجہ جدھشٹر کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔ بِدُر جی راجہ دھرتراشٹ سے بولے :-

مہاراج غضب ہو رہا ہے اس کا نتیجہ اچھا نہیں۔ مَیں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں۔ کہ دریودھن خاندان کی جڑ کاٹ کے رکھ دیگا۔ جس وقت اس کی پیدائش ہوئی تھی۔ سیار چلا چلا کر روتے تھے۔ آج کا جوا گھر مٹا کر رہیگا۔ آپ دریودھن کے کہنے میں آکر بس بور ہے ہیں کہے دیتا ہوں کہ یہ چوپڑ کوروں کو چوپٹ کر کے چھوڑیگی پانڈو سب کو پانسے کی طرح چت کرینگے +

آپ نے جس وقت مجھے بھیجا تھا۔ صاف صاف کہدیا تھا کہ عداوت اور دشمنی کی کوئی بات نہ ہوگی۔ آپ دیکھتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ ساری بدنامی کا ٹھیکرا آپ کے سر پھوٹیگا۔ تمام دنیا میں شہرت ہوگی کہ راجہ دھرتراشٹ نے اپنے بھتیجوں کو اپنے گھر بلا کر لوٹ لیا۔ دریودھن وغیرہ تو لڑکے کہلا کر چھوٹ جائینگے۔ سیاہی آپ ہی کے منہ پر لگیگی۔ آپ بیٹھے ہوئے دیکھیں آپ کا لاڈلا فرزند چھل کپٹ سے اپ سلے

بھتیجوں کو لوٹے۔ افسوس آپ کو خود ہی منظور ہے کہ بھتیجے مارے پڑیں۔ اور اُن کا ستیاناس ہو جائے ورنہ بیٹوں سے کیوں نہیں کہتے کہ بس۔ ڈالو چوسر کو چولھے بھاڑ میں +

بِدُرجی کی یہ تقریر راجہ دھرتراشٹ خاموشی سے سنتے رہے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ مگر دریودھن تاؤ کھاکر بولا۔

چچا صاحب۔ آپ جب ہوتا ہے۔ ہمیں لوگوں پر الزام رکھتے ہیں ہم لوگوں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے۔ آپ کے منہ میں جو کچھ آتا ہے۔ بک ڈالتے ہیں۔ کوئی کہاں تک ادب و لحاظ کرے آپ بہت کچھ کہہ چکے۔ اب خاموش ذرا زبان رو کے رہئے۔ مجھ میں زیادہ سُننے کی تاب نہیں۔ اگر آپ کو بُرا معلوم ہوتا ہے تو گھر جائیے یہاں بیٹھنے کی ضرورت نہیں۔ ہم بھائی بھائی کھیلتے ہیں تفریح کرتے ہیں۔ آپ بولنے والے کون جائیے جائیے تشریف لے جائیے +

بِدُرجی۔ (راجہ دھرتراشٹ سے) بھائی صاحب لیجئے میں تو جاتا ہی ہوں۔ مگر یاد رکھئے گا کہ گھر غارت ہو گیا۔ خاندان پر تباہی آگئی۔ میرا کہنا دریودھن کو بُرا معلوم ہوتا ہے یہ نہیں سمجھتا کہ میں اسی کی بھلائی کے لئے کہتا ہوں۔ اس کو کیا معلوم کہ خیر خواہ کون ہوتے ہیں خیر اندیشی کے معنے کیا ہیں۔ اگر اسے ہاں میں ہاں ملانے والوں اور خوشامدیوں کی پہچان کا وقوف ہوتا تو پھر رونا ہی کس بات کا تھا۔ مگر افسوس نیک و بد کی تمیز ہی نہیں +

راجہ دھرتراشٹ۔ نہیں نہیں بِدُرجی خفا نہ ہو۔ ناراض نہ ہو بیٹھو بیٹھو۔ لڑکوں کی بات کا بُرا ماننا ہی کیا۔ اگر ان میں اتنی ہی عقل ہوتی تو لڑکے کیوں کہلاتے۔ آؤ آؤ میرے پاس چلے آؤ۔ دریودھن کو بکنے دو +

راجہ دھرتراشٹ نے بِدرجی کو ان الفاظ سے روک لیا۔ اور پھر وہ قسمت کو ٹھونکتے ہوئے وہاں بیٹھ گئے +

ادھیائے ۱۶

راجہ جدھشٹر کی جوئے میں کامل ہار۔
دروپدی تک سے دست برداری

جب بدر جی کی ناراضگی رفع دفع ہو گئی۔ اور راجہ دھرتراشٹ نے اُنہیں پاس بٹھا لیا۔ تو پھر چوسر جمی۔ شکنی بولا کہ

راجہ جدھشٹر۔ آپ راج پاٹ سب ہار گئے۔ اب فرمائیے کیا چیز داؤں پر لگائی +

راجہ جدھشٹر۔ آپ سمجھتے ہیں کہ میری مایہ بساط بڑی کائنات اتنی ہی تھی۔ اجی جناب محلوں میں اتنی دولت پڑی پڑی ہے کہ آپ کو خواب میں بھی خیال نہ ہو۔ لیجئے میں نے سارا مال اسباب داؤں پر رکھ دیا پھینکئے پانسہ۔ شکنی نے پانسہ پھینکا تو من مانا چت۔ جدھشٹر کی ایک پیش نہ گئی۔ شکنی بولا کہ اب فرمائیے کیا داؤں پر +

راجہ جدھشٹر۔ جیت کی پریت نرالی۔ اس میں کسی کا بس کیا۔ خیر لیجئے اب میرے چاروں بھائی داؤں پر ہیں +

بازی جمی اور جدھشٹر کی ہار ہوئی۔ اب تو سب کا چہرہ زرد ہو گیا جدھشٹر نے کہا۔ اچھا لیجئے۔ اب کے میں خود ہی داؤں پر شکنی کی جیت تھی۔ جدھشٹر کی ہار۔ پانسہ پھینکتے ہی بازی نے گلے میں ہار کا ہار پہنا دیا اور ساتھ ہی طوق غلامی۔ اب تو شکنی کی چڑھ بنی۔ وہ قہقہہ مار کر ہنسا اور بولا کہ۔

راجہ صاحب۔ اب تو آپ اپنے تک کو ہار بیٹھے باقی صرف دروپدی داؤں پر رہ گئی

راجہ جدھشٹر۔ ہاے میں اپنی زوجۂ نازک اندام و محبوبۂ خورشید خام کو جوئے میں ہاروں۔ کیسے گوارا ہو۔ مگر نہیں قسمت آزمائی ضرور ہے۔ شاید پانسہ پلٹے۔ اُسی کی تقدیر سے بازی کا رنگ اور ہو۔ اچھا راجہ شکنی آپ بھی کیا کہینگے کہ جدھشٹر نے کہنا نہ مانا +

لیجئے مہارانی درو پدی بھی داؤں پر سہی +

جیوں ہی راجہ جدھشٹر نے دروپدی کو داؤں پر لگایا محفل میں ایک شور برپا ہو گیا۔ ہر زبان سے یہی صدا نکلتی تھی کہ او راجہ جدھشٹر دھرکال۔ دھرکال۔ ارے ایسا اندھاپن ایسی بیوقوفی +

محفل میں غل غپاڑہ مچا ہی تھا کہ شکنی جلدی سے پانسہ پھینک کر بغلیں بجاتا اور یہ نعرے مارتا اٹھ کھڑا ہوا۔ کہ وہ مارا دروپدی بھی جیت لی۔ بس بس ہٹاؤ چوسر۔ اس نعرۂ فتح سے محفل گونج اُٹھی۔ پانڈوؤں کے چہرے پر ہوائی چھوٹنے لگی +

بھیشم پتامہ۔ درونا چارج۔ بدرجی اور تمام حاضرین محفل دم بخود ہو گئے۔ سب نے سر نیچا کر لیا اور سوچنے لگے کہ نہ معلوم کیا شدنی ہے۔ یہ نالائق حرکت نہ جانے کیا کیا گل کھلائے +

ادھیاے ۱۷

دریودھن کا جوئے میں جیت کر دروپدی کو سبھا میں بُلانے کے لئے حکم۔ اُس کا انکار۔

دریودھن کا اصرار۔ آخر دوشاسن دریودھن

کے بھائی) کی سخت گیری و دست درازی۔ سبھا میں دروپدی کو برہنہ کرنے کی نیت۔ دروپدی کی مایوسی مجبوری۔ بھگوان کرشن چندر کی یاد۔ اُن کی غائبانہ امداد۔ بھری سبھا میں دروپدی کے پیراہن کی غیر معمولی درازی۔ دوشاسن کی کوشش برہنہ سازی میں ناکامیابی وغیرہ وغیرہ

آج کا دن ہندوؤں کی تاریخ میں وہ نامبارک دن ہے۔ جس روز سمجھ لیجئے کہ ہند کی تباہی و بربادی کا بنیادی پتھر رکھا گیا۔ اندر پرستھ کا راج قماربازی کے نذر ہو چکا ہے۔ ساری راجسویہ یگیہ کی دولت اپنے ہاتھ سے پرائے ہاتھ میں جا پڑی ہے۔ بھیم سین ایسے پہلوان کے اُن اعضا میں جان نہیں جن کے چھو جانے سے ہاتھی بھی قلابازیاں کھا جائے ارجن اس وقت وہ ارجن نہیں۔ جس کی گانڈیو دھنش کی ٹنکار سے اندر کا کلیجہ ہل جاتا تھا۔ جس نے اُس سمندر کو، تیروں کو پاٹ کر لنکا میں طاقت کے ڈنکے بجائے۔ جہاں نیل نل نے پہاڑ کے پہاڑ جوڑ کر سیت باندھا یعنی پُل باندھ کر بھگوان رامچندر کی فوج پار اُتاری تھی۔ اس کے بھی ہوش غائب ہیں۔ شیر قالین کی طرح خاموش بیٹھا ہے۔ سہدیو۔ نکل کے بھی رُخ ڈھیلے ہیں۔ چہرہ فق ہے۔ رنگ زرد ہے [illegible] جان نہیں

دروپدی

حواس باختہ ہیں۔ چوسر نے چوپٹ کر دیا ہے۔ راج پاٹ ہار دیا۔ مال متاع پانسے کی برائی نے لٹوا دیا۔ بھائی بھیل کی طرح جوے سے دبے دل ہی دل میں قسمت کو رو رہے ہیں۔ راجہ جدھشٹر خود بھی پریس بندھ ہو رہے ہیں۔ پر بندھے پرند کی طرح ہاتھ پاؤں ہلانے کی جرأت نہیں۔ حاضرین سناٹے میں ہیں۔ جس کو دیکھو۔ دانتوں کے تلے انگلی دابے عالم حیرت و افسوس میں خاموش ہے۔ دریودھن بغلیں بجا رہا ہے شگفتگی کے دانت نکلے پڑتے ہیں۔ دوشاسن کا کلیجہ خوشی کے مارے اچھل رہا ہے کرن کی بتیسی کھلی جاتی ہے۔ رنواس میں کسی کو کانوں کان خبر نہیں۔ کہ باہر کیا رنگ ڈھنگ ہے۔ سب رانیاں رنگ رلیاں منا رہی ہیں۔ مہارانی دروپدی بھی اپنی سکھیوں سہلیوں کے ساتھ ہنسی خوشی رنواس کی چہلوں میں شریک ہے۔ وہ اپنے کو تمام رنواس کی رانیوں سے بڑھ کر خوش قسمت سمجھتی ہے۔ دل ہی دل میں خوش ہے کہ میں راجہ دروپد کی بیٹی ہوں۔ دنیا کے سرتاج پانڈووں کی پٹ رانی ہوں اور دنیا کی تمام خوش نصیب اور حسین عورتوں کی سرمایۂ ناز۔ اُس کو شان و گمان بھی نہیں کہ آج اُس کی تقدیر نے روز بد دکھایا ہے۔ ذرا دیر کے بعد اس کی خوش نصیبی دفعتہً کیسا پلٹا کھانے والی ہے۔ افسوس جدھشٹر پنچ کنیاؤں میں افضل اور دنیا کی مہارانیوں میں ممتاز دروپدی کو جوئے میں ہار چکا ہے جس کو مہارانی کہتے کہتے بڑے بڑے مہاراجوں کی زبان گھستی تھی۔ اُس کو دریودھن لونڈی وغیرہ کہکر یاد کر رہا ہے +

بدرجی پہلے دریودھن کو بُرا بھلا کہہ چکے تھے۔ دریودھن نے بھی جلی کٹی سُنا کر کہہ دیا کہ بس رہنے دو۔ ال ہو جئے یہاں کچھ کام نہیں۔ مگر راجہ دھرتراشٹر نے بدرجی کو منا کر روک لیا تھا۔ کرلڑکوں کی بات کا برا نہ مانا کیا جس وقت دروپدی کے ہارے کا خاتمہ ہوا تو دریودھن اچھل پڑا۔ اور بدرجی سے مخاطب ہوا کہ:-

چچا صاحب مبارک - آپ کی دروپدی ہماری لونڈی ہو گئی۔ جائیے کہہ دیجئے کہ آج سے میرے محلوں میں جھاڑو دینے کی خدمت سپرد ہوئی۔ سچ کہئیگا کیسی بازیاں جیتی ہیں۔ ذرا ڈنڈوت تو کیجئے +

بدر جی۔ او کل کے چھوکرے تو مجھے بناتا ہے۔ میرا منہ چڑاتا ہے تیری تو عقل کی آنکھیں اندھی ہیں۔ تجھے اچھا بُرا کیونکر دکھائی دے جس کو تو اپنی جیت سمجھ رہا ہے اس پر خوشی نہ کر سمجھ لو کہ جبراج نے گلے میں پھانسی ڈال دی اب اس سے نکلنا محال۔ تو پانڈووں کی ہار کو ہار خیال کرتا ہے اتنی غلطی۔ کہیں شیر بکری کے جالوں میں قید ہوئے ہیں۔ یہ اپنی بھل منسئی سے غصہ ضبط کئے ہوئے ہیں جس وقت ذرا بھی بپھرے تو تیرا پتہ نہ لگے۔ تو شادیانے بجا رہا ہے۔ اچھل کود رہا ہے۔ مَیں دل ہی دل میں رو رہا ہوں۔ کہ ہائے خاندان کی تباہی کے دن نزدیک آ گئے۔ ایک مچھلی سے سارا تال گندہ ہوگا۔ اے دریودھن یاد رکھ کہ تیری بدولت دنیا اُلٹ پلٹ ہوئے بغیر بچ نہیں سکتی جو کھلاڑی اپنے آپ کو ہار چکا ہو۔ اُسے پرایا مال ہارنے کا استحقاق کہاں۔ راجہ جدھشٹر اپنے بھائیوں کے ہار جانے پر پرائی استری کو کیونکر ہار سکتا ہے۔ پس کسی اصول سے تم کو مجاز نہیں کہ مہارانی دروپدی کو لونڈی کے نام سے پکارو مجھے ڈر ہے کہ کہیں تجھ کو بھی اسی کمبختی سے سامنا نہ ہو۔ جس سے راجہ بین کو سابقہ پڑا تھا +

دریودھن۔ جی ہاں جناب آپ تو ایسی ہانکیں ہی گے۔ ہارا بھانڈو والی گاوے کی مثل ہے جب سب طرف سے ہارے تو چلے نانیارے کی کہاوت ایسے ہی موقع پر بولی جاتی ہے۔ اگلے لوگوں نے آپ ہی ایسوں کو پٹارے میں بند کر کے رکھ چھوڑنے کے لئے کہا ہے واہ واہ کیا منطق نکالی ہے دور کی کوڑی لانا اسی کا نام ہے۔ جناب آپ کو شرم آتی ہے تو نہ جائیے مَیں ابھی یہیں لونڈی دروپدی کو بلواتا ہوں (پراتی کامی سے مخاطب ہوکر) [illegible] سکتا ہے جا فوراً بے پیر بیسر کے قبل قبل سے

پہلے دروپدی کو سبھا میں لے آ- کہ دینا شسر کے سامنے چلے یاد ہوئی ہے +

پرات کامی حکم پاتے ہی بے تکلف جدھشٹر کے محل میں گھستا چلا گیا- بے روک ٹوک دروپدی کے سامنے پہنچکر بولا +

"دروپدی جی اب تم پانڈووں کی مہارانی سے کوروں کی داسی ہوگئیں- راجہ جدھشٹر تجھ کو بھی جوئے میں ہار گئے- چلو سبھا میں مہاراجہ دریودھن نے بلایا ہے اب محل میں جھاڑو دینا پڑیگی +

دروپدی- کیسا جوا اور کیسے جواری- کون جواری ہے جو عورت کو داؤں پر رکھیگا- معلوم ہوتا ہے کہ تو کچھ نشہ پی کر آیا ہے کہیں مالیخولیا تو نہیں ہو گیا- کیا مہاراجہ دھرم پتر کے پاس داؤں پر لگانے کو کوڑی پیسہ نہ تھا- پھر مجھے ہارنے کا سبب ؟

پرات کامی- جتنا مال دھن تھا سب مہاراجہ جدھشٹر ہار گئے- سلطنت ہار گئے- چاروں بھائی ہارنے کے بعد اپنے کو بھی ہار دیا آخر پانسے پر تمہاری نوبت پہنچی- اسی سے راجہ دریودھن تم کو داسی کہکر پکار رہا ہے اور کہتا ہے کہ لاؤ جلدی لاؤ +

دروپدی- میں چلنے کو تیار ہوں مگر پیشتر سب کھلاڑی راجاؤں سے دریافت کرآ کہ راجہ جدھشٹر پہلے کس کو ہار رہے ہیں اپنے کو یا مجھے جب تک اس بات کا جواب نہ ملے- میں نہیں جا سکتی +

پرات کامی دنہیں پیروں محفل میں آیا- اہل محفل کو سُنا کر جدھشٹر سے کہا-

"مہارانی دروپدی کا سوال یہ ہے جواب دیجئے +

راجہ جدھشٹر اس سوال پر خاموش رہے کچھ جواب دینے نہ بنا اور کوئی بھی کچھ نہ بولا- یہ عالم خاموشی دیکھ کر دریودھن بولا-

"جا کہدے کہ وہ خود ہی آکر کیوں پوچھ نہیں لیتی- وہیں بیٹھے بیٹھے لیا باتیں بنائی اور میرے پاؤں کیوں توڑے داسی ہے-

پرات کامی سیدھا دروپدی کے پاس پہنچا اور عرض کی کہ
مہاراجہ دریودھن کہتے ہیں جو بات چیت کرنا جو پوچھنا گچھنا ہو یہیں آکر دریافت کرو فضولیات سے مطلب نہیں۔ کہا کہ جلدی بلا لاؤ نہیں تو اور تدبیر کی جائے۔ مہارانی جی اپیچی سانڈوال نباشد میں تو پیغامبر ہوں جو اُنہوں نے کہا آپ سے کہدیا۔ جو آپ نے فرمایا اُن کے گوش گزار کردیا۔ آپ میرے کہے کا بُرا نہ مانیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اور ہونہار ہے۔ راجہ دھرتراشٹ کی عقل پر پتھر پڑ گئے۔ دریودھن راج کے نشے میں اندھا ہو رہا ہے۔ کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ کوروں نے بہت آسمان سر پر اُٹھا رکھا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ اُن کی جڑ بنیاد پر کلہاڑی نہ چل جائے +

دروپدی۔ میرا بھی دل یہی گواہی دیتا ہے کہ کوروؤں کی خیر نہیں۔ ایشور کو کچھ اور ہی منظور ہے۔ مگر یہ سب آگے چل کر دیکھا جائیگا اس وقت تو اپنے سر پڑی ہے۔ پہلے اس سے نمٹارا کرنا چاہئے۔ مہربانی کرکے پھر تم جاؤ۔ سبھا میں سب بزرگ رونق افروز ہیں۔ سب سے پکار کر کہدو کہ میری بات کا مجھے کیا جواب ملا۔ جب تک جواب نہ ملیگا۔ میں جگہ سے ہلنے والی نہیں۔ سبھا میں جانا تو بہت دور ہے۔ مجھے صرف جواب سُننے کی آرزو ہے۔ پھر تو میں کچھ دیکھ لونگی کہ میرا دھرم میری حفاظت وحفاظت میں جان لڑاتا ہے یا کنائی کاٹتا اور کاندھی دیتا ہے +

پرات کامی سبھا میں پہنچا اور سب کے سامنے وہی الفاظ دُہرائے جو دروپدی کی زبان سے نکلے تھے۔ کچھ دیر راجہ جدھشٹر مہر سکوت لگائے رہے مگر دریودھن کی ضدی طبیعت کا جوش وخروش دیکھ کر اسے طرح طرح کے اندیشے ہوئے اور اس نے پرات کامی سے کہا کہ جاؤ دروپدی کو سمجھاؤ۔ کچھ سوچ نہ کرے اور اپنے سسر دھرم مہاراجہ دھرتراشٹ کے حضور میں حاضر ہو جائے پھر جو ہوگا دیکھا جائیگا +

دریودھن یہ سنکر بجلی کی طرح تڑپا اور پرات کامی سے کہا۔

کیا فضول بکواس کر رہا ہے۔ اب تک دروپدی کو نہ لایا۔ جا بلالا۔ خیریت اسی میں ہے +

پرات کامی۔ آپ ناحق ناراض ہوتے ہیں۔ مہارانی دروپدی اُدھر کہتی ہیں کہ پہلے سوال کا جواب دے آؤ تب چلوں۔ ادھر آپ ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں۔ خرابی میری ہے۔ کیا میں گود میں اُٹھالاؤں یہ آپ ہی خود انصاف کیجئے +

دریودھن۔ (پرات کامی سے) اچھا جا بیٹھ۔ فقط باتیں ہی بنانا آتی ہیں۔ جس سے زبان چلتی ہے۔ اس طرح کام کاج کو ہاتھ پاؤں نہیں چلتے دیکھ میں ابھی بلوائے لیتا ہوں جاتی کہاں ہے +

(دوشاسن سے) بھائی۔ دروپدی پرات کامی کی مان کی نہیں۔ اس کو ابھی تک وہی زغم ہے۔ اس لئے تم جاؤ۔ اور جس طرح بنے سبھا میں لے آؤ +

دوشاسن تو اُدھار کھائے بیٹھا تھا اور خار کھائے بیٹھا تھا بندوق کی طرح چلا گولی کی طرح پہنچا۔ جاتے ہی دروپدی سے کہا۔ بہت دن مہارانی کہلا لیں۔ اب لونڈی کی عزت حاصل ہوئی ہے چلو سبھا میں کوروں کی ٹہل خدمت سے جنم سپھل کرو +

دروپدی۔ ابھی میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔ جب تک سب سبھا والے نہ کہہ دینگے تب تک نہ میں جاؤنگی نہ مجھے کوئی لیجا سکتا ہے +

دوشاسن۔ لونڈی کا بھی یہ دم داعیہ۔ ابھی تو جھونٹے پکڑ کر لے جاؤنگا۔ بھولی کس برتے پر ہے +

دروپدی۔ ہے ایشور آج یہ کیا معاملہ ہے۔ ادھر تو عورت کا ماہواری دھرم۔ جسم میں ناپاکی۔ بدن پر صرف ایک دھوتی۔ سر پر جمدوت سوار چھٹکارے کی صورت ندارد +

اس نے پہلے عاجزی کی۔ لیکن جونہی دوشاسن کے تیور اور نیچے دیکھے تو گھبرا کر اُن کنول کی طرف بھاگی۔ جہاں کوروں کی ناریاں

زندگی کے سکھ لوٹ رہی تھیں - دروپدی کو آگے بھاگتے اور دوشاسن کو پیچھے پیچھے جھپٹتے دیکھ کر تمام رنواس میں کہرام مچ گیا - ساری رانیاں سر پیٹنے لگیں کہ یہ کیا شرارت ہے مگر پتھر کے دل کہیں پگھلے ہیں -
دوشاسن کو رانیوں کی چیخ سے اور بھی جوش بڑھا اور لپک کر دروپدی کی چوٹی پکڑ لی - ادھر دروپدی اپنی دھوتی سنبھالتی ایشور کے واسطے دیتی اور ہاتھ جوڑتی تھی کہ رحم کر رحم مجھے ماہواری نا پاکی ہے - میں پاک نہیں - ادھر دوشاسن جھونٹے پکڑے ہوئے سبھا کی طرف کھینچ رہا تھا - کہاں نازک نازک پان پھول سے ہاتھ پاؤں کہاں دوشاسن کی دس ہزار ہاتھی کی طاقت +
دروپدی گھسٹتی ہوئی جا رہی تھی اور چوٹی پر زبردست ہاتھوں کے جھٹکے پڑ رہے تھے +
آہ کیسا دردناک نظارہ ہے - جن مشکبو اور عنبریں زلفوں کی مہک ہوا کو بسا کر آہوے تاتار و ختن کے نافوں کو مشک بیز کرتی رہی ہو - جس جعد مشکیں کی خوشبو سے بس بس کر تمام دنیا کے پھول مہکتے اور دماغ عالم معطر کرتے ہوں - جن بالوں کو مشاطۂ قدرت نے اپنی انکھ کے تیل سے تر کر کے شانہ حسن و جمال سے سنوارا ہو - جن گھونگروالے گیسوؤں سے رنگ حسن کا چربہ آسمان پر کالی کالی گھٹاؤں نے اتارا ہو - جن چوٹیوں میں رات بھر گندھے رہنے والے عدن کے موتی صبح ہوتے ہی باسی پھولوں کی طرح گھوڑے پر پھینک دئے جاتے تھے - جس لٹ میں بناؤ سنگار کے وقت ہیرے جواہرات ہی نظر آتے تھے ہائے اس وقت اُن کو بلا کا سامنا ہے - ان پر آسمان ٹوٹ رہا ہے کہاں وہ بالوں کی عطر بیزی کہاں دوشاسن کے ہاتھ کی حشر انگیزی - دروپدی چیختی چلاتی - توبہ تلا مچاتی کھینچتی چلی جاتی تھی اور بے رحم دوشاسن بالوں کو جھٹکے دیتا ہوا گھسیٹتا چلا جا رہا تھا - دروپدی نے لاکھ کہا کہ میں سبھا میں جانے کے لائق نہیں -

ناپاک ہوں - مگر دوشاسن کب سنتا تھا - وہ بال کھینچتا ہوا سبھا کی
طرف ہی لے چلا +

دروپدی کی حالت اس وقت دیکھی نہ جاتی تھی اگر سر کو ڈھانپتی تھی
تو شانوں سے دھوتی کا کنارہ سرکا جاتا تھا - اُدھر پردہ کرتی تھی تو کمر کی
سکر پھنڈی کھلی پڑتی تھی - اودھر ستر ڈھانپنے کی فکر ادھر سر کے بالوں کو
کھینچنے پر ظالم ہاتھوں کی بدعت سے تکلیف خلاصہ یہ کہ اس کی زندگی
حرام تھی - اور ایشور سے چاہتی تھی کہ کیوں پران نہیں نکل جاتے +

دوشاسن اسی طرح جھٹکے پکڑے کھینچتا ہوا سبھا میں لے گیا -

دروپدی جھکی دبی سمٹی جاتی تھی - اور سارا بدن بید کی طرح تھر تھر کانپ رہا
تھا معلوم ہوتا تھا کہ گئو قصائی کے ہاتھ میں ہے - پھول پان عورت
کا اور اختیار ہی کیا وہ دوشاسن سے سر بر کیونکر ہو سکتی تھی - اس
کو پانڈوؤں سے مایوسی تھی - اس نے سمجھ لیا کہ بس اب دین و دُنیا
میں کسی کا سہارا نہیں - اس نے فوراً ہی کرشن پرماتما کا آسرا لیا اور
اس کی زبان سے یہ الفاظ سنائی دینے لگے +

بن کاج آج مہاراج لاج گئی میری دُکھ ہرو دوارکا ناتھ شرن میں تیری
ہے کرشن گوپال - دین پال - جگت پال دروپدی ناتھ - ہے لاج تمہارے
ہاتھ ہے - دوشاسن نے ایک نہ سُنی - جب دروپدی بھی روتی پیٹتی چیختی
چلاتی ظالموں کے ظلموں سے ڈرتی - کرشن جی کو یاد کرتی ہوئی سبھا میں
پہنچی تو اُس نے سب کو خاموش پایا - سب کی گردنیں نیچی تھیں کسی
کی آنکھ اوپر نہ اُٹھ سکتی تھی - فقط دریودھن وغیرہ ہی خوش رہے
تھے - جس وقت یہ پہنچی تو اس نے بہ آواز بلند کہا -

واہ اتنی بڑی راج سبھا - دھرم جاننے والوں کا مجمع - ایسے
ایسے راجے مہاراجے موجود - بزرگان خاندان سے سبھا کی رونق اور

پھر بھی [illegible]
دھرم کال - دھرم کال - سچ کہتی ہوں کہ بھرت بنس کی اب خیریت

نہیں کچھ ہی دنوں میں اس کا خاتمہ نہ ہو جائے تو دروپدی نام نہ رکھوں
یہ کہکر اُس نے نظر اُٹھائی تو راجہ جدھشٹر وغیرہ پانچوں پانڈو سر جھکائے
ہوئے بیٹھے دکھائی دئے اُن کی آنکھیں غصے سے خون برسا
رہی تھیں۔ مگر کچھ بول نہ سکتے تھے ان کی حالت دیکھ کر دروپدی
ڈھاریں مار کر رو پڑی اور کلیجے پر وہ صدمہ ہُوا کہ بیان
سے باہر ہے +

دروپدی کے آنسو بہنے لگے بھیم سین کے کلیجے پر سخت
صدمہ ہُوا۔ مگر کچھ بولنے کا موقع نہ تھا۔ اس لئے غصہ ضبط
کئے اور دل مارے ہوئے خاموش بیٹھا رہا +

دروپدی کی ہائے واویلا اور گریہ وزاری سے دوشاسن کا کلیجہ
ہرا ہُوا جاتا تھا اس نے زور زور سے چولی کو جھٹکا دینا شروع کیا۔
بہت سخت وسست باتیں کہیں۔ دروپدی کی یہ حالت وہ تھی کہ پتھر
سے پتھر دل بھی پانی ہوکر بہ جاتا۔ مگر نہیں بیرحموں کو ذرا بھی رحم نہ آیا
کرن قہقہے لگانے لگا اور شکنی دوشاسن سے بولا کہ شاباش +

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

بھیم سین کو ان حرکتوں اور ان باتوں کے دیکھنے سُننے کی تاب
نہ آئی وہ بجلی کی طرح تڑپ گیا اور بادل کی طرح گرج کر بولا:۔
او نابکار دوشاسن۔ تب میں بھیم سین۔ جب تیرا خون پی کر تیری
جان چھوڑوں۔ جب تک تیرا لہو نہ چوسونگا۔ تب تک غصہ دور ہو
ممکن نہیں۔ ہوشیار رہ خبردار رہ۔ تیری نس نس سے خون نہ چوسا
تو بھیم سین کی زندگی اکارتھ +

سبھا والے سب بیٹھے خاموشی سے دیکھتے سُنتے رہے۔
دریودھن کے رعب داب سے کسی کی مجال نہ تھی کہ زبان ہلا سکے
صرف دریودھن۔ شکنی۔ کرن اور دوشاسن ہی خوشی میں مست

[illegible] ہنستے تھے جس وقت دروپدی کی گریہ وزاری

سُنکر بھیم سین نے شیروں کی سی گرج سُنائی۔ حاضرین کے کلیجے ہل گئے۔ سب کانپ اُٹھے کہ بھیم سین بات کا دھنی ہے۔ بغیر کچھ کئے نہ رہیگا۔ اتنے میں دروپدی بولی :-

بھیم سین جی آپ اپنا غصہ تھوک دیں۔ دل کو قابو میں رکھیں۔ پہلے مجھے اپنے سوال کا جواب لے لینے دیجئے دیکھوں تو اس سبھا میں دھرم ایمان کی بات بولنے والا کون ہے +

بھیشم پیتامہ۔ مہارانی دروپدی۔ دھرم کے معاملات بہت پیچیدہ ہیں۔ اس کی رگ رگ سے واقفیت بہت ہی مشکل ہے۔ تیرے سوال کا جواب میرے پاس نہیں۔ ساری سبھا موجود ہے اس کی آنکھوں کے سامنے راجہ جدھشٹر اپنے آپ کو جوئے میں کھو چکے۔ پس وہی دھرم کے رو سے جو بات واجبی ہوگی۔ بتائینگے ان سے بڑھ کر اور کوئی کچھ نہیں بتا سکتا +

دروپدی۔ مانا کہ راجہ جدھشٹر جوا کھیلے۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ کس نے زبردستی مار مار کر جوا کھلایا۔ سب کو معلوم تھا کہ شکنی وغیرہ پکے جواری اور پہلے سے کے کھلاڑی ہیں۔ اور راجہ جدھشٹر اناڑی ہی۔ پھر پانڈووں کو اندر پرستہ سے کیوں بلایا گیا۔ میری کیوں یاد ہوئی۔ کیا اس درگت کے لئے۔ سارے جواریوں نے آپ سب کے موجود ہوتے ہی راجہ کو ٹکلی ڈال کر لوٹا۔ آپ لوگ بھی کچھ باخبر نہ ہوئے۔ جب وہ اپنے کو ہار گیا تو مجھے ہارنے کا اُسے مجاز کیا تھا۔ صاحبو آپ کی استریاں ہیں بہو بیٹیاں ہیں۔ آپ سب منہ سے کیوں نہیں پھوٹتے۔ منہ میں گھنگھنیاں بھرے کیوں بیٹھے ہیں۔ ہائے ان سب کے ہوتے میری یہ درگت۔ او دھرم اب تجھ ہی پر بھروسا ہے اے کرشن چندر اب تمہارا ہی برتا ہے۔ پانچوں پانڈو تو گوڑ جکے کوروں نے دبا لیا اب فقط تارنے والے تم ہو۔ نند نندن تم بھی کان میں تیل ڈال لینا۔ جکس کی فریاد سنو گے!

آہ- پانچ پانچ خاوندوں کے ہوتے ہوئے میری یہ درد شا زندگی پر دھکار ہے
جس وقت دروپدی نے بھری سبھا میں یہ دل ہلانے والے الفاظ زبان
سے نکالے- بہتوں کی آنکھوں سے آنسو بہ گئے- بہتوں کا دل پانی پانی
ہوگیا- کسی کا دامن آنسوؤں سے تر تھا تو کسی کا رومال- بھیم سین کے
دل پر اس آہ وزاری نے تیرو نشتر کا سا کام کیا- اس کا چہرہ لال لال
انگارہ ہوگیا- اس کی آنکھیں خون میں ڈوب گئیں- بدن کے روئیں
روئیں نے گویا تلوار تول لی اور تاؤ کھا کر بولا- اے راجہ جدھشٹر آپ
پر زوف- مجھ پر دھرکال- اور سب بھائیوں پر تین حرف- ہائے جس
دروپدکماری نے کبھی پھول کی پنکھڑی کی چوٹ نہ سہی- کنگھی جس
کے بکھرے ہوئے بالوں کا اس قدر ادب کرتی تھی کہ مجال کیا ایک
بال بھی بیکا ہو جائے- ہائے اُس کی ہم سب کے سامنے بیعزتی-
اُس پر یہ ظلم- اُس کے دل پر ایسی سخت چوٹ- اُس کے کلیجے
پر یہ ناقابل برداشت صدمہ- سارا بس آپ کا کیا ہے- ورنہ میری
آنکھوں کے سامنے کس کی مجال تھی کہ دروپدی کے بالوں کو ہاتھ لگا
سکتا- دل میں آتا ہے کہ ابھی دوشاسن کے دونو ہاتھ کاٹ کے پھینک
دوں- جن سے وہ دروپدی کے بال کھینچ رہا ہے- اور پھر آپ کے
وہ ہاتھ جلا دوں- جن سے آپ نے پانسہ پھینک کر بازیاں ہاری
ہیں- بھائی سہدیو اٹھو جاؤ- جلدی کہیں سے آگ لے آؤ- ابھی
میں دونو کے ہاتھ جلا کر دل کی سلگتی ہوئی آگ بجھا ڈالوں- اب مجھ
سے دیکھا نہیں جاتا- حد سے زیادہ برداشت کر چکا +

ارجن- بھائی صاحب اس وقت آپ کہاں ہیں- آج تک کبھی
مہاراجہ جدھشٹر کی خدمت میں گستاخی نہ کی- آج ان پر کشٹ پڑا
تو آپ اُن کے دکھے ہوئے دل کو زبان کی چھری سے اور زخمی
کرتے ہیں- آپ کو دھرم کا خیال رکھنا چاہیے آپ پر نابکاروں کی
صحبت کا اثر ہو جائے تو تعجب کی بات ہے راجہ جدھشٹر بھائی

بڑے بھائی ہیں - ان کا رتبہ باپ کے برابر ہے - یہ جو کریں سب زیبا
جو کہیں وہ سب ٹھیک - ہم سب فرمانبردار ہیں - مطیع ہیں - ایسے دھرماتما
اور پھر لطف یہ کہ بڑے بھائی کی شان میں آپنے ایسے کلمات زبان سے
نکالے یہ شایاں نہیں - راجہ جدھشٹر کو فریب دیا گیا - مغالطے دئے گئے
دھوکے سے کام لیا گیا مگر اُنھوں نے اس حالت میں بھی چھتری دھرم
ہی کی پابندی کی بلا سے سب کچھ ناش ہو گیا - کیا پروا +

جیتے ہیں تو جیت لینگے پالا

بات تو رہی - اب ہمارا فرض ہے کہ ساتھ دیں اور ان کی بات نباہیں -
دُکھ میں ساتھ نہ دیا تو کیا - سکھ میں ساتھ دینے والے تو لاکھوں ایرے
غیرے پچکلیاں بھی ہو جاتے ہیں - بات تب ہے کہ ہم دکھ میں جان و
مال سے شریک و رضا جو رہیں +

بھیم سین - بھائی ارجن تمہارا کہنا بہت درست - مگر یہ بھی تو سمجھتے
ہوگے کہ اگر مجھے بڑے بھائی کی بزرگی کا خیال نہ ہوتا تو اُس وقت ہی
ہاتھ پھونک کر خاک کر دیتا - جب آخری پانسہ پھینکا تھا - کیا اُس وقت
اتنوں میں کوئی میرا ہاتھ پکڑنے والا تھا - یا اس وقت روکنے والا
ہے - اگر بھائی کی مرضی مقدم نہ ہوتی تو مجال تھی کہ دوشاسن میری
آنکھوں کے سامنے دروپدی کے جھونٹے پکڑ پکڑ کر کھینچتا - اسی وقت
میں اس کا خون چوس نہ لیتا - تو بھیم سین نام نہ رکھتا - فقط دھرم
کا خیال ہے - بھائی صاحب کے کہنے کی ترجیح ہے ورنہ بھیم سین
کے بازو پارہ پیئے رہنے والے نہ تھے - وہ ہاتھ دکھاتے کہ سبھا میں
خون ہی خون نظر آتا اور لاشیں ہی لاشیں دکھائی پڑتیں - از ماست
کہ بر ماست کے خیال سے چپ بیٹھا ہوں - خود کردہ را علاجے نیست
نے ہاتھ پاؤں کاٹ رکھے ہیں - دھرم نے مجبور کیا ہے - آداب بزرگی
سے معذور ہو رہا ہوں مگر کوئی یہ نہ سمجھے کہ بھیم سین کے ہاتھ پاؤں کٹ
گئے ہیں [illegible]

اپنی بوٹیاں نوچ رہا ہے۔ جس کا نتیجہ اچھا نہیں۔ میں پکار پکار کر کہتا ہوں سب لوگ سُن لیں جو پرتگیا اس وقت کرونگا کر کے نہ دکھاؤں تو ماتا کنتی کا پُتر نہیں۔ بلکہ بھگن کے لئے کلنک +

بھیم سین کے الفاظ بہت پرجوش تھے ایک ایک لفظ تیر و تفنگ سے کم نہ تھا۔ مگر مجبوری دھرم سے تھی یا راجہ جدھشٹر کی بزرگی سے اس جوش و خروش کی بات تو الگ رہی۔ اُدھر کوروں کی جماعت میں بھی ایک نیک روح اپنے خیال میں مست اور محو تھی جہاں ۹۹ اُچھلتے کودتے تھے وہاں دھرتراشٹ کے چھوٹے بیٹے کا کلیجہ اندر ہی اندر سلگ رہا تھا۔ کہ یہیں کیا ہو رہا ہے۔ باپ کی بھی عقل سپاٹو پر چلی گئی۔ بھائیوں نے بھی فہم و فراست عزت و آبرو کو استعفا دے دیا۔ اس کا نتیجہ بربادی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اب شک نہیں کہ کوروں کے کے دن پورے ہو گئے اور دو روزہ زندگی میں باد ہوا لگ گئی غرور و نخوت بغض و عداوت سے خاندان کا خاتمہ اور سلطنت کا قلع و قمع رکھا ہوا ہے۔ مجال کیا جو فرق ہو

مے نخوت سے کوئی جام جو بھر لیتا ہے
آسمان اس کا وہیں کاسۂ سر لیتا ہے

پیالہ بھر گیا اب صرف چھلکنے کی دیر ہے۔ بھیم سین کا جوش و خروش اور پانڈوؤں کا سکوت ضرور ایک دن خون کی ندیاں بہائیگا +

دروپدی کی آہیں سب کچھ کر کے رہینگی۔ اوپر اوپر جانے والی نہیں۔ اس سے دل پر کوروں کی حرکتِ ناشائستہ کی چوٹ لگی اور محفل میں کھڑے ہو کر یوں سخن سرا ہوا +

میں کورو خاندان میں سب سے چھوٹا ہوں اس لحاظ سے میری عقل بھی چھوٹی ہے۔ اور بزرگی بعقل است نہ بسال کا قول غلط۔ جتنا میرا سن ہے اتنی ہی سمجھ ہے معلوم نہیں میری سمجھ پر ... بات

ہے اس لئے کچھ عرض کرنے کی جرأت ہوتی ہے۔ آپ سب صاحب معاف
فرماویں۔ افسوس سبھا میں سرہی سر دکھائی دے رہے ہیں سب اپنے کو
فہم و فراست میں ہیچمدان دیگرے نیست سمجھنے والے موجود ہیں۔ مگر مہارانی
دروپدی اتنی دیر سے رو رو کر ہاتھ جوڑ جوڑ کر سوال کر رہی ہے اور اس بات کا
کوئی جواب نہیں دیتا۔ کیا یہی دھرم ہے۔ جہاں درونا چارج اور کرپا چارج
سے گرو موجود ہوں۔ جہاں مہاراج بھیشم پتامہ جیسے بڑے دادا جلوہ افروز ہوں
زہ وف ہے۔ اس سبھا میں یہ شرمناک بدعنوانیاں۔ کیا آج دھرم شاستر میں
آگ لگ گئی کیا آج سامنے بیٹھے ہوئے راجوں مہاراجوں نے دھرم کو
تلانجلی دے دی کہ کوئی دھرم کی بات منہ سے نہیں نکالتا معلوم ہے کہ سب
دھرم چھوڑ بیٹھے +

تھوڑی دیر تک دھرتراشٹ کا چھوٹا بیٹا بکرن اس طرح حاضرین
محفل سے خطاب کرتا رہا۔ مگر نہ جانے دریودھن نے کس طرح زبان کیل
دی تھی کہ کسی کے منہ سے آواز نہ نکلتی تھی۔ بکرن بھی زبان کے پھٹن
جھاڑ چکا۔ لیکن صدائے برنخاست۔ اس کا ایک ایک لفظ نقار خانے
میں طوطی کی آواز ہو گیا۔ اس پر بکرن کو اور بھی جوش ہوا۔ وہ بھری محفل
میں کہنے لگا کہ میں کھری کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ کوئی بُرا کہے یا بھلا۔
راجہ جدھشٹر کو زبردستی کھینچ کر بلانا۔ ما سہار کر جوا کھلانا۔ جوے میں بے
ایمانی کرکے سب کچھ جیت لینا اور پھر دروپدی جیسی مہارانی کی بےعزتی
کرنا۔ اس سے بڑھکر اور کیا ادھرم ہو سکتا ہے۔ مانا کہ راجہ جدھشٹر
جوے کی ہار سے اندھے ہوکر دروپدی کو بھی ہار گئے۔ اس سے کیا حاصل
جب راجہ جدھشٹر پہلے اپنے کو ہار چکے تو اُن کو دروپدی کے ہارنے کا
کیا مجاز رہا۔ وہ اکیلے راجہ جدھشٹر کی رانی نہیں۔ چار بھائیوں کا اور
بھی برابر کا حق ہے۔ پھر یہ دھینگا دھینگی کیوں میرے نزدیک اول سے
آخر تک بے ایمانی چھل کپٹ۔ شرارت جو ظلم و ستم کے سوا اب تک اور

کچھ نہیں ہوا اس کا نتیجہ اچھا نہیں۔ آخر پچھتاوا نہ ہو تو بکرن اپنا نام

بدل ڈالے سبھا والو کچھ تو ایمان کی کہو۔ سچ سچ بولو۔ اس وقت چپ رہنا بھی پورا ادھرم ہے +

بکرن حالانکہ دریودھن کا سب سے چھوٹا بھائی تھا۔ مگر اس کی عقل بھرشٹ نہ تھی وہ راستی پسند تھا۔ اسے چھل فریب چھل کپٹ سے نفرت تھی۔ خوشامد و چاپلوسی پر تف کرتا تھا۔ اس نے تمام بھائیوں کی رائے کے مقابلہ میں کھری کہنے ہی کو دھرم سمجھا جو کبھی دنیا لگتی کہی۔ منہ دیکھی کہنا پسند نہ ہوئی۔ چنانچہ جب وہ بھری سبھا میں اس طرح گرجا تو ہر طرف سے احسنت و مرحبا کی صدائیں بلند ہو گئیں۔ جو تھا شاباش شاباش کہہ رہا تھا۔ صرف کوروں کا فریق دانت کٹکٹا رہا تھا کہ اس نالائق کو کیا سوجھی۔ آخر کرن سے نہ رہا گیا۔ وہ تیورا کر جگہ سے اٹھا اور بکرن پر آنکھیں لال پیلی کر کے ہاتھ پکڑ کر بولا:۔

یہ حماقت یہ بیوقوفی۔ سب بڑے بڑے لوگ چپ بیٹھے ہیں تم کس کھیت کی مولی تھے جو لگے اپنی تان تننے۔ بیل نہ کودا کودی گون۔ یہ تماشا دیکھے کون۔ ابھی تم ہو ہی کیا۔ تمہاری عقل ہی کیا۔ نہ کچھ سمجھنا نہ بوجھنا اور دخل در معقولات کر دینا۔ بزرگوں کے موجود ہوتے اپنی ہانکنا اپنی تاننا سخت گستاخی اور بے ادبی میں داخل ہے۔ تم بڑے عقلمند بنکر چلے۔ خود پاندو چپ۔ تمام سبھا خاموش۔ تم بڑے بن کے چلے۔ مدعی سست گواہ چست۔ جدھشٹر اپنی آنکھوں کے سامنے دروپدی کو ہار چکا۔ ہم سب اسے جیت چکے۔ اب واہیات حجت کیسی؟

جس وقت دروپدی کا سوئمبر ہوا تھا۔ اس وقت کی بات ناظرین کو یاد ہوگی۔ ارجن سے پہلے کرن ہی اٹھا تھا کہ مچھلی کو چھید کر تیراندازی کے جوہر دکھا دے۔ مگر جونہی یہ تیر و کمان اٹھانے لگا۔ دروپدی نے کہا او سوت پتر دھنش بان رکھ دے تو مچھلی کو چھید بھی دیگا تو شادی نہ کرونگی۔ اُس وقت اس کے جی پر جو تیر لگا تھا اس سے جو زخم لگا تھا وہ اس وقت پھر تازہ ہو گیا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کو دروپدی کی ذلت

اور پانڈووں کی بے عزتی منظور ہی نہ ہوئی۔ بلکہ اس امر خاص کے لئے
اس نے سارا زبانی زور خرچ دینا گوارا ہُوا۔ بکرن کی طرف سے رو سے
سخن پھیر کر کرن دوشاسن سے مخاطب ہُوا کہ
بیٹھے کیا کرتے ہو۔ سب کا منہ دیکھنے سے حاصل۔ اُٹھو پانڈووں
سے کہو۔ سب کپڑے وغیرہ اُتار کر رکھ دیں۔ دروپدی کی بھی پوشاک
اتروالو +

پانڈووں نے جونہی کرن کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ سنے بڑی
خوشی سے اپنے اپنے لباس اُتار کر دوشاسن کے سامنے رکھ دئے۔
اب رہ گئی دروپدی جو صرف ایک دھوتی پہنے ہوئے تھی۔ وہ خاموشی
سے سر جھکائے بیٹھی رہی۔ اور اُتارتی تو کیا اُتارتی یہ شعر حسب حال تھا:۔

ننگی تلوار اور ہیں لاغر
کیا نچوڑے گی کیا نہائے گی

دھوتی اُتار دے تو کیونکر۔ لحاظ و شرم پردہ داری و تن پوشی کا
دار و مدار فقط ایک اسی پر تھا +

جب دروپدی نے دھوتی نہ اُتاری۔ تو دوشاسن غصے سے
جھپٹا اور بولا:۔

او لونڈی۔ اُتار دے بدن کا کپڑا +

دروپدی۔ صرف یہ دھوتی ہی دھوتی ہے اس کو اُتار کر کیا ننگی ہو
جاؤں۔ تمہیں شرم نہیں مجھے تو غیرت ہے +

دوشاسن۔ غیرت جائے چولھے بھاڑ میں۔ شرم کو لگے آگ۔ اُتار دے
دھوتی نہیں تو میں خود ہاتھ لگاؤنگا +

دروپدی۔ تم کو اختیار ہے۔ جو چاہو کرو۔ مگر میں دھوتی اپنے ہاتھ
سے اُتار نہیں سکتی +

دوشاسن۔ تو پھر اچھا مزہ چکھ +

دوشاسن نے یہ کہکر دروپدی کی دھوتی کھینچی۔ اور طاقتور ہاتھ

اس نازک بدن کو مادر ناد برہنہ کرنے پر اُدتارہ ہو گئے۔ جس کو قدرت نے اپنی دلفریبی کا مالک ایک دل خوش کن سرمایۂ حسن وجمال بنایا تھا اور جس پر چاند سورج کی بھی نگاہ پڑتے ہوئے جھجکتی تھی +

اس وقت دروپدی کا دنیا بھر میں کوئی نہ تھا جن پانچوں پانڈوؤں کے زور و طاقت پر اس کو بھروسا تھا۔ اُن کو خاموش اور بے پور کھ دیکھ کر اس کو مایوسیوں نے گھیر لیا۔ وہ سمجھ گئی کہ اب کرشن دیو کے سوا اس کو بچانے والا دنیا کے پردے پر نہیں۔ جس وقت دوشاسن اس کی بے بسی اور بے کسی کی حالت میں دھوتی پکڑ کر کھینچنے لگا۔ اس وقت اس کو کرشن چندر کے سوا سب کی طرف سے مایوسی ہوئی۔ وہ ایسی دردشا اور ننگ وناموس کے موقع پر پکاری۔ کہ اے جسومت کے پیارے نند کے دُلارے کرشن چند آنند کند پانچوں پانڈو خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب آسرا ہے تو فقط آپ کا۔ چاہے لاج رکھئے چاہے مٹائیے +

دروپدی ادھر کرشن جی سے یہ فریاد کرتی تھی ادھر دوشاسن کو یہ ہٹ تھی کہ دھوتی اُتار کر چھوڑوں یہ شرم سے جتنی سمٹتی تھی۔ اُس سے زیادہ دوشاسن اُس کو ننگا کرنا چاہتا تھا۔ جب ہزار ہاتھی کا بل رکھنے والے دوشاسن کے ہاتھوں نے پورا زور دکھلایا تو دروپدی بیچ پڑی اس کے دل سے نکلی ہوئی فریاد نے اہل محفل ہی کا دل نہیں ہلا دیا بلکہ دوارکا جی میں بیٹھے ہوئے سری کرشن جی کے دل پر وہ اثر کیا کہ پہلاد کی فریاد نے بھی نہ کیا ہوگا +

دروپدی کی جان میں جان نہ تھی۔ دھوتی اُتر جانے پر اس کے لئے کوئی پردہ عصمت نہ تھا۔ اس کے لئے وہ پہلے تو تمام سبھا کے بڑے بوڑھوں تمام محفل کے حاضرین سے فریادی ہوئی کہ بے گناہ پر یہ ظلم اور آپ سب بیٹھے ہوئے دیکھیں۔ اس کو امید تھی کہ کوئی تو دیبان ... مگر ... نے سب ... ڈیل دیا تھا۔ سب کی زبان

پر مہر لگا دی تھی کسی کے منہ سے ایک حرف نہ نکلا وہ فریاد کرتی تھی اور
دوشاسن دھوتی کھینچ رہا تھا - آخر دروپدی پکاری +

اے دینا ناتھ - اے دین دیال - اس وقت کہاں ہو - دین ہوں -
ادھین ہوں - چرنوں میں لین ہوں - سبھا والوں کے منہ پر مہر لگی ہے -
آنکھوں کا پانی مر گیا - ایمان کی کہنے دھرم کی بات بولنے کی کسی میں لیاقت
و طاقت باقی نہیں - بھگوان - جن پانڈوؤں نے مجھ کو سوئمبر میں جیتا تھا
جن کی جسمانی طاقتوں اور شستر ودیا کے کمالوں کو دیکھ کر بڑے بڑے
دیوتاؤں کے چھکے چھوٹتے رہے - اُن میں جیسے جان نہیں - کھلونے کی
طرح سبھا میں براجمان ہیں - بھیشم پتامہ جی اور دھرتراشٹ نے دھرم کی
بات بولنے کی قسم کھائی ہے - اب بتاؤ تمہارے سوا میرا کون ہے - گوپی ناتھ
اناتھ کے ناتھ جگت کے سوامی - انتریامی - اب تمہارے سوا کوئی خبر گیر
نہیں - سبھا والے راستی سے منہ چھپائے ہوئے ہیں کوروں کو ادھرم
کے خیال گھیرے ہوئے ہیں - میری سہائتا - میری رکھشا - میری حفاظت
میری دستگیری کرنے والا اگر کوئی رہ گیا ہے تو صرف ایک تم - نند نندن
رادھا ارچندن - کنس نکندن - جگ بندن - آج تمہاری قدرت کے
امتحان کا موقع ہے اور بھگت بتسل - بھگت سہائک کے خطاب کی
اصلیت کا یقین دلانے والا وقت ہے - تمام دنیا سے زیادہ پراکرمی
شہزور - شور بیر - بہادر - تیر تلوار کے دھنی - روئے زمین کو جیتے
ہوئے خاوند آنکھوں سے میری درگت دیکھ رہے ہیں مگر میری دردشا
میری مٹی خراب ہوتے ہوئے دیکھ کر کوئی نہیں سکتا ہائے کیا نازک
وقت ہے - خاندان کے بزرگ خاموش - سبھا میں بیٹھے ہوئے راجے مہاراجے
بالکل چپ چاپ - جن پانڈوؤں کے قدموں کا سہارا - وہ موَن - ادھر یہ
اور ادھر دوشاسن ایسے ظالم کی بدعت - اس دروپدی سے کیونکر صدمے
برداشت کئے جائیں - جس کے پاؤں میں پھولوں کی سیج کی ایک پنکھڑی
بھی کھٹکتی تھی تو سب انگ سے قل کا تیل پچواکر تلوؤں پہ ملتے تھے -

ہائے جس دروپدی کے ہونٹوں کو پان کی سرخی گراں تھی جس کی آنکھوں کو سرمے کا دنبالہ بھاری معلوم ہوتا تھا جس کی زلفوں کو عطر پھلیل کی مہک بار سر معلوم ہوتی تھی۔ جس کے پاؤں کو مہندی کا رنگ بوجھل کر دیتا تھا آج وہی تمہارے بھگتوں کی لونڈی اور تمہارے کمل چرنوں کی داسی دروپد کی راجکماری۔ پانڈووں کی پران پیاری اس کس مپرسی کی حالت اور ظالموں کے ہاتھوں دام مصیبت میں گرفتار ہے کہ آج تک کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ پیارے کرشن۔ نند دُلارے کرشن۔ ہیں میری فریاد اس وقت تک بے اثر۔ میری گریہ وزاری اب تک بے نتیجہ کیوں کیا شیس سجیا پر سو رہے ہو۔ لکشمی کے نازک نازک ہاتھوں کے پاؤں دبانے سے آنکھیں نہیں کھلتیں پہلا دار میری مصیبتوں کا مقابلہ کر لو۔ گجیند اور میری آفتوں کو ترازو میں تول لو۔ پھر مدد نہ کرو تو کچھ شکایت نہیں۔ مگر یقین جانو مجھ پر جو وقت پڑا ہے جو مصیبت نازل ہوئی ہے وہ تم پر اُس وقت بھی نہ پڑی ہوگی۔ جب رام اوتار میں سیتا ہرن ہُوا تھا۔ جدوراج آج لاج تمہارے ہاتھ ہے اگر لاج نہیں تو سمجھ لینا میں بھی آج نہیں یہ دیکھئے دوشاسن مادر زاد ننگا کرنے پر اوتارو ہو رہا ہے۔ شیام سندر وہ مایا دکھاؤ کہ میری لاج رہ جائے پھر وہ گوپیاں بھی آپ کا جس گائیں جن کا چیر ہر کر آپ نے اپنی قدرت کا ایک کھیل کھیلا تھا اور سارا زمانہ نغمہ زنی کرے کہ تمہاری قدرت عجیب ہے سمجھ میں نہیں آتا۔ چیر بڑھانے راکھی دروپدی پت گویں چیر ہرے +

دروپدی اسی طرح کرشن جی سے فریاد کر رہی تھی مگر پتھر کے دلوں پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ دوشاسن سے ڈانٹ بتائی کہ کیا واہیات بکتی ہے اُتار دھوتی اور ہو جا ننگی +

دروپدی نے کچھ جواب نہ دیا وہ بدستور کرشن چند آنند کی یاد کرتی رہی دوشاسن اس سے اور چڑھتا تھا۔ یہانتک کہ اس نے زبردستی دھوتی کھینچنا شروع کی بھگوان کرشن دیوا پہ بھلت کی فریاد سنیں ممکن نہیں جو نعو

دروپدی کی زبان سے گریہ وزاری کے ساتھ اظہار کے درد بھرے الفاظ نکلے
سری کرشن چندر دوارکا سے چل پڑے اور وہ قدرت کاملہ دکھائی کہ دروپدی
کے بدن کو ڈھانپنے والی دھوتی کا اور چھور ہی معلوم نہ ہُوا۔ اس دھوتی کو
اس دوشاسن کے طاقتور ہاتھ کھینچ رہے تھے۔ جس کے زور بازو کے
سامنے دس ہزار ہاتھی بھی کچھ مال نہ تھے۔ مگر کرشن چندر کی مایا پانچ چھ
گز کی دھوتی اس کے کھینچنے سے نہ کھینچتی تھی۔ دروپدی کے سارے بدن
پر صرف یہی ایک چیر تھا جس کو ہم دھوتی کے نام سے منسوب کر چکے ہیں
اس دھوتی کو دوشاسن کھینچنے لگا۔ تو عجیب ہی معاملہ پیش ہُوا۔ پانچ
چھ گز کی دھوتی سے لال۔ سفید۔ زرد۔ سرخ رنگ کا کپڑا نکلنا شروع ہُوا
کہ سبھا میں ڈھیر لگ گیا جگہ نہ رہی اور دوشاسن سا طاقت ور دھوتی
کھینچتے کھینچتے تھک کر بیٹھ گیا ہاتھ شل ہو گئے۔ بدن چور چور ہو گیا سانس
اُکھڑ گئی۔ دم پھول گیا۔ اس کو تو کیا تمام موجودہ حضرات کو حیرت تھی کہ معاملہ
کیا ہے۔ دوشاسن دیر تک دھوتی کھینچتا رہا مگر دروپدی ننگی نہ ہوئی اور سبھا
میں ہزار گز تک رنگ برنگ کا کپڑا ڈھیر ہو گیا۔ یہ رنگت دیکھ کر دوشاسن تو
ہانپنے اور سانس ٹھیک کرنے میں مشغول ہُوا۔ یہاں صاحبان محفل
دروپدی کے دھرم کو سراہنے لگے۔ سب کی زبان پر یہ الفاظ تھے دوشاسن
کی نالائقی پر تف۔ دریودھن کے اور خواشیوں کی سمجھ پر لعنت۔ ایک
ذرا سی عورت کو ننگا نہ کر سکے اور ان سے کیا ہو سکیگا۔ واہ رے استری
دھرم۔ تجھ میں سب کچھ کرامات ہے۔ دروپدی مہارانی۔ دھن ہو۔ تم نے
آج منکروں کو بھی استری دھرم کی طاقتوں کا قائل کر دیا۔ تم دھرم کی دیوی
ہو۔ چھما کرو۔ تمہارے دھرم نے ہم سب کو وہ قدرت دکھائی ہے کہ عقل
کام نہیں کرتی۔ دوشاسن نے تمہارے ساتھ بہت نالائقی کی اس نے
اس کا پھل پایا کہ بیٹھا ہُوا ہانپ رہا ہے۔ سانس اندر نہیں سماتی۔ اس
نے اپنی بدعنوانیوں کا یہ پھل پایا اور تم نے اپنے دھرم کا یہ اعجاز دکھایا
اب برا نہ مانو۔ تمہاری آن آج سے اور بھی مہان بڑھ گئی +

بے مشقت کے نہیں رتبۂ عالی ملتا
سرمہ پس جاتا ہے آنکھوں میں گھر کرتا ہے

سب پانڈو اس حیرتناک اور دردناک منظر ے کو دیکھ رہے تھے مگر بھیم سین کی نظر چبھتی ہوئی تھی وہ پہلے تو خاموش رہا۔ مگر جب دوشاسن کے بنائے کچھ نہ بنی تو مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا کھڑا ہو گیا اور بھرے ہوئے شیر کی طرح محفل میں گرجا کہ اے سبھا میں رونق افروز راجو مہاراجو اے کورو خاندان کے چراغو۔ بہت ہو چکی۔ چھاتی پر پتھر رکھنے کی اب تاب نہیں۔ دروپدکماری کی بھری سبھا میں یہ بے آبروئی یہ بےعزتی یہ بے حرمتی یہ سبکی۔ میں پکار کر کہتا ہوں۔ قسم کھا کر کہتا ہوں حلف کے رو سے کہتا ہوں۔ سوگند سے کہتا ہوں کہ اگر میں نے میدان جنگ میں چھاتی پر چڑھ کر دوشاسن کا خون نہ پیا تو زندگی اکارتھ۔ پرمیشور میں تجھ کو حاضر ناظر کرتا ہوں۔ اگر دوشاسن کا میں یہ حال نہ کروں تو میری کبھی نجات نہ ہو۔ میں اسے بغیر مارے زندہ رہوں یہ محال ہے۔ اس کی بوٹی بوٹی کاٹوں تب سند بھیم سین کا غصہ۔ قیامت کا نمونہ تھا۔ ادھر دروپدی کے چیر کی اعجاز نمائی پیش نظر ہو چکی تھی۔ جتنے راجے مہاراجے سبھا میں موجود تھے سب کانپ اٹھے۔ سب نے دوشاسن کو بڑا بھلا کہا۔ دریودھن اور دھرتراشٹ پر بھی تھوتھو کی۔ جن کے دل پہ دروپدی کی بے حرمتی کا خاص اثر ہوا وہ تو دو دو چار چار کر کے کھسکنے لگے کہ ظلم کون آنکھوں سے دیکھے۔ جب راجوں نے کھسکنے کا سلسلہ چلا تو ودر جی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پکارے کہ واہ صاحبو واہ آپ کو ایشور نے اسی لئے راج مکٹ دیا ہے کہ بے انصافی کر کے دھرم کی نہ بول سکے گھر کا راستہ لیں بلا سے دھرم رہے یا ایمان جائے آپ سب ڈاڑھی مونچھ لگائے مرد بنے سبھا میں بیٹھے ہوئے ہیں مگر کسی سے دروپدی کے ذرا سے سوال کا جواب نہ دیا گیا۔ دروپدی نے جو کچھ کہا اس کی ہر ان سے تائید کی اس کی عقل و فہم پر آفرین۔ تجھ پہ تحسین۔ حالانکہ

یہ سب سے چھوٹا ہے مگر اس نے بزرگی بعقل است نہ بسال کا ثبوت دیا۔ دھرم کی ایسی بات کہی کہ کسی کے منہ سے نہ نکل سکی۔ شاباش ہے بکرن۔ مگر افسوس کہ ادھر دروپدی کی فریاد تھی اُدھر بکرن کی رائے کسی نے ہاں بھی نہیں کی۔ اہم سے اہم معاملات ہمیشہ سبھاؤں میں ہی فیصل ہُوا کرتے ہیں۔ ایسی بھری سبھا میں افسوس ذرا سے معاملے کا تصفیہ نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ ایسے موقع پر چُپ سادھے رہتے ہیں اُن کو پاپ سے نجات نہیں اور جو ایسے معاملات میں دھرم کے خلاف بول لیتے ہیں اُن کے گناہ کا ٹھکانا کیا +

بدرجی کی یہ باتیں بھی سنی اَن سنی ہو گئیں کوئی بھی نہ ٹسکا۔ کسی نے بھی زبان نہ کھولی۔ آخر وہ بھی زبان کا پچھن جھاڑ کر بیٹھ گئے۔ جب ہر طرف سے صدائے برنخاست کا معاملہ دیکھا تو کرن دوشاسن سے بولا کیا جھک جھک بک بک سُن رہے ہو۔ دروپدی ہماری لونڈی ہے لے جاؤ اس کو گھر میں جو کوئی جس خدمت کو کہے کرتی رہے۔ تمہیں کیا ہمیں ٹیکھ سے مطلب ہے۔ اپنا کارج سدھ کرو +

دروپدی - اے کرن اگر میں بھی مرد ہوتی تو ان باتوں کا جواب دیتی مگر افسوس کہ میں عورت ذات ہوں۔ اپنے استری دھرم کا خیال ہے سبھا والو تم چاہے نہ بولو چالو۔ مگر دیکھ رہے ہو کہ دشٹ دوشاسن نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ میں نے آپ لوگوں سے جس بات کا سوال کیا ہے اُس کا جواب ملنے تک آپ سب دوشاشن کو بیرحمی سے باز رکھیں۔ دوشاسن نے میرے دل پر جو صدمے پہنچائے ہیں وہ برداشت نہ کر سکتی تھی مگر کیا کروں زندگی بے حیا تھی ورنہ کس کے منہ میں دانت تھے کس کا منہ تھا کہ میرے کپڑے کو چھو بھی سکے اب بھی کہتی ہوں کہ آپ ذرا سمجھائیں اور جب تک میری بات کا جواب نہ ملے تب تک اس سے معافی دلوائیں ورنہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں مجھ پر جو گزری وہ جھیل چکی اب جو ہے کی برداشت کرونگی - لیکن ور ای

ہوں کہ دل سے نکلی ہوئی آہ خاندان کے خاندان سوا ہا کرکے نہ رہے۔

ترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

ایشور ویسا کبھی نہ کرے پانڈو اور کورو خاندان دونو پھولیں پھلیں
مَیں کسی کا بُرا چیتنا نہیں چاہتی۔ مہاراجہ دھرتراشٹ اور پنڈو کی دونو
دو آنکھیں ہیں۔ ایشور ان دونو آنکھوں کو قائم رکھے مگر آج جو کچھ میرے
ساتھ ادھرم ہُوا وہ آپ سب کے انصاف کا مستحق ہے۔ جہاں مَیں
دوسروں کے ادھرم کا رونا روتی ہوں وہاں اپنی غلطی سے بھی شرمندہ
ہوں۔ آج یہ پہلا دن ہے کہ مَیں نے اپنے بزرگوں کو دیکھتے ہی ڈنڈوت
نہ کی۔ لاکھ دوشاسن میرے جھونٹے پکڑ پکڑ کر کھینچ رہا تھا۔ ہزار میری
بے آبروئی کے ڈھنگ ہو رہے تھے مگر یہ میرا فرض تھا کہ آپ کو نمسکار
کئے بغیر نہ رہتی۔ مَیں اس بے ادبی کی معافی مانگتی ہوں اور قدموں
کی اُستتی کر کے آشیرباد چاہتی ہوں +

اس وقت درو پدی کی حالت عجیب دردناک تھی اس کی آنکھوں
سے موتی کی طرح آبدار آنسو بہ بہ کر اس باریک ریشمی دھوتی کو تر بتر کر رہے
تھے۔ جس کو دوشاسن کے ناپاک ہاتھوں نے کھینچا تھا۔ اس کی آنکھیں
بیر بہوٹی ہو رہی تھیں اس کے چہرے پر ہلدی سی ملی نظر آتی تھی۔ بال
دوشاسن کی دست درازیوں نے بکھیرے دئے تھے اور رنج نے اس
کے چاند سے مکھڑے پر مردنی چھا دی تھی۔ جس وقت اس نے سب
سے مخاطب ہو کر ڈنڈوت کی اس کے دل پر نہ معلوم کیا صدمہ ہُوا کہ
پٹ سے زمین پر گر پڑی اور نازک نازک بدن لاجونتی کی طرح کملا کر بید
کی طرح تھر تھر کانپنے لگا +

اس وقت وہ دروپدی زمین پر پڑی ہوئی ہے جس کے لئے سوئمبر
کے پہلے تمام راجے مہاراجے آنکھیں بچھانے کو تیار تھے جس کو راجہ
دروپد نے ہمیشہ پھولوں پر رکھا۔ بیاہ ہونے پر جس کو پھولوں کی سیج
[illegible]

ہے۔ مگر کروٹ بدل بدل کر کہتی جاتی ہے کہ آہ سوئمبر کے بعد جس صورت
کے دیکھنے کو دنیا ترس گئی۔ اُف آج وہ یوں دُشٹ لوگوں کی بدولت گھونگٹ
سے محروم ہے۔ ہائے خاندان والے ہی خاندان کی عزت برباد کرنے
کے لئے مجھ بیکس کی مٹی خراب کر رہے ہیں۔ افسوس پانچ پانچ وہ شوہر
جن سے ایک دفعہ موت بھی پناہ مانگے میری ذلت دیکھ رہے ہیں اور
ذرا چوں بھی نہیں کرتے ان کے منہ پر دھرم نے چھاپ لگا دی۔ مہاراج
دھرتراشٹ سسر ہیں۔ بھیشم پتامہ جی مہاراج سارے خاندان
کے بزرگ جب انہوں نے مون سادھ لی تو اور کسی کا کیا۔ غرض سب دیکھ
چکے کہ مجھ بیکس کا چیر دوشاسن ایسے مہابلی سے نہ کھنچا گیا۔ بھگوان
کرشن دیو نے میری لاج رکھ لی اور اس پر بھی کسی کی آنکھیں نہیں
ہوتیں تو میں پیشینگوئی کرتی ہوں کہ بس اب کورو بنس کے خاتمے میں
فرق نہیں۔ میرا دل بول رہا ہے کہ دریودھن دوشاسن وغیرہ کے لئے
آج کی کارروائی نے پہلا پیغام موت سنا دیا۔ کورو اپنے دھرم کرم کی
بہت ڈینگ ہانکتے تھے آج میں نے دیکھ لیا کہ بس ٹائیں ٹائیں فش۔
اگر ان کو ذرا بھی دھرم سے لگاؤ ہوتا تو آج میری یہ دُردشا نہ ہوتی۔ دوشاسن
مجھ پر بہت بدعت کر رہا ہے۔ مجھ میں برداشت کی طاقت باقی نہیں
اے بزرگو۔ اے حاضرین محفل۔ کچھ تو منہ سے بولو سر سے کھیلو۔
کی خیال دور ہو۔ یا تو کہدو کہ ہاں میں سچ مچ لونڈی ہو گئی۔ یا بول دو
کہ نہیں۔ اگر آپ سب کہہ دیں کہ بیشک لونڈی ہو گئی تو دروپدی
اسی کو قبول کر کے ذلت کو عزت سمجھیگی۔ کوئی یہ نہ جانے کہ
دروپدی کسی حالت میں اپنے دھرم کو چھوڑنا پسند کریگی۔ چاہے جان
بھی چلی جائے۔ جب تک رانی رہیگی تب تک رانی کا کام کریگی جب
لونڈی ہو گی تب لونڈی کے دھرم کو بھی نباہ کر اپنا نام [illegible]
مگر کوئی [illegible] کا فیصلہ تو کرے

بھیشم پتامہ۔ پیاری دروپدی تمہاری بات کا جواب دوں دنیا

ہیں دھرم جاننے والے کہاں اگر ہیں تو وا جبی اِسے مانے گئے۔ جہان میں یکتا ہیں
آجکل دھرم طاقتور کی مٹھی میں ہے جس کو وہ پسند کرے وہی دھرم۔ باقی
دھرم بھی ہو تو ادھرم۔ آج کی رنگت دیکھ کر میرے اوسان خطا ہو گئے
ہیں سے سمجھ لیا کہ کوروں کی خیریت نہیں۔ یہ اس ادھرم کا مزہ لوٹینگے
ہیں تمہارے خاوندوں کی تعریف کرتا ہوں کہ وہ کیسے دھرم کے پابند
ہیں۔ اتنا کچھ ہو گیا۔ مگر زبان سے اُف نہ نکالی۔ دوسرا ہوتا تو یہیں
خون کی ندیاں بہ جاتیں۔ رانی دروپدی تم نے بھی آج جو دھرم
نباہا ہے اُس کا جش ہمیشہ دنیا میں گایا جائیگا۔ جو تم نے ضبط کیا
ہے وہ دوسری عورت کیا بڑے بڑے بہادروں سے ہونا ممکن نہیں
دھنی ہو دروپدی ایشور تمہاری مدد پر ہے۔ میں خاموش ضرور رہا۔ مگر
کیا بولتا۔ بولتا تو بیوقوف ہی بنتا۔ دیکھو جب درونا چارج کا یہ حال ہے
تو تمہارے سوال کا جواب کون دے۔ مگر مایوس نہ ہو راجہ جدھشٹر دھرم
کا سروپ ہیں وہ سب کی طرف سے جواب دیدینگے۔ اطمینان رکھو +

ادھیاے ۱۸

دریودھن اور دوشاسن وغیرہ کی شرارتوں پر بھیم سین کا جوش غضب۔ دوشاسن سے عوض لینے کی قسم۔ دریودھن کی سبھا حاضرین کی بھیم سین سے عاجزی

جس وقت بھیشم پتامہ جی خاموش ہو گئے دریودھن نے زبان
کھولا کہ ... ہم لوگوں سے کیا پوچھتی پھرتی ہے۔ سبھا والے

کون جواب دیں - ان کو کسی کے بیچ میں بولنے سے غرض واسطہ اور سب
سے کہتی سنتی ہے - بھیم سین - ارجن - نکل - سہدیو بے گلے کیوں نہیں
پڑتی کہ جو زبان ہلائیں منہ سے بولیں سر سے کھیلیں - خیر یہ چپ ہیں تو
انہیں بھی جانے دے تیرے جدھشٹر تو دھرم کے جھنڈے پر چڑھے
ہوئے ہیں وہی کچھ منہ سے بھکریں - ہم لوگوں کی سی نہ کہیں ایمان
سے بولیں کہ تجھے ہارے یا نہیں اگر ہارے تو تو ہمارے گھر میں لونڈی
اگر نہیں ہارے تو رانی کی رانی - بس جدھشٹر ہی کی زبان پر فیصلہ سہی -
جو کچھ کہنا سننا پوچھنا پچھنا ہو اپنے پانڈوں - اپنے خاوندوں سے پوچھ
اور کسی کا دماغ نہ چاٹ کان نہ کتر - تصفیہ دو باتوں پر ہے کان کھول کر
سن لے - ایک یہ کہ یا تو بھیم سین وغیرہ چاروں بھائی کہہ دیں کہ جدھشٹر
کو تجھ سے کچھ واسطہ نہ تھا نہ کبھی رہا - اس کا تجھ پر کوئی حق نہیں پہنچتا
یا خود جدھشٹر دھرم سے بولے کہ وہ تیرا خاوند نہیں *

دریودھن کی اس تقریر پر حاضرین مجلس پانڈوں کی طرف دیکھنے
لگے کہ سنیں کیا کہتے ہیں - مگر پانڈو ایک چپ میں ہزار بلائیں ٹلتی ہیں *

خموشی معنے دارد کہ در گفتن نمے آید

پر عمل کر کے کچھ نہ بولے - جب بھیم سین نے دیکھا کوئی زبان نہیں
کھولتا - کسی کے منہ سے بات نہیں نکلتی تو وہ بادل کی طرح گرجا کہ او
دریودھن سن - اے صاحبان محفل سماعت فرمائیے - دھرم پتر پانڈو
کل شرومنی مہاراج ادھیراج جدھشٹر بھرت بنس کے آفتاب عالمتاب
ہم سب کے بڑے بھائی ہیں سر کے تاج ہیں - سب کچھ ہیں انہوں نے
جو اچھا یا برا کیا اس کا میں ذکر نہیں کرتا - مگر ہاں مجھے دوشاسن سے مطلب
ہے - اس سے سمجھے بغیر رہوں تو دنیا کو منہ نہ دکھاؤں - دوشاسن شکر کرے
کہ مہاراجہ جدھشٹر کے لحاظ و ادب نے اس کی جان بچالی اگر یہ نہ ہوتا
تو اس کمبخت کی مجال تھی کہ مہارانی دروپدی کے چیر میں ہاتھ لگاتا -
چیر ہاتھ میں پکڑے بیٹھا ہے ہی تھی اگر بھیم بیٹھا رہا تو کیسے زندہ

خون پیتے بوٹیاں کاٹتے لمحہ نہ گزرتا۔ جو اس وقت بڑھ بڑھ کے باتیں مار رہے ہیں۔ جن جن کے چپیتے تیز ہیں سب زمین پر سوتے ہوتے کیا دریودھن کیا دھرتراشٹ کے اور سپوت سب کا ایک ایک جھڑپ ایک ایک اوجھڑ میں کام تمام تھا۔ کچھ کوروں پر ہی منحصر نہیں۔ مجھے مہاراجہ جدھشٹر پر بھی سخت غصہ آ رہا ہے۔ انہیں نے آج اپنے ہاتھوں اپنے اور ہم سب کے پاؤں میں کلہاڑی ماری ورنہ مجال تھی کہ مجھ کے برابر دریودھن وغیرہ بھیم سین کے ہوتے مہارانی دروپدی کو یہ دُکھ دیتے۔ اگر بھائی ارجن نہ روکتا تو میں سچ کہتا ہوں کہ ادھر تو سارے کوروں کا چرسا نکالتا دوشاسن کا خون پیتا اور مہاراجہ جدھشٹر کے بھی وہ ہاتھ پھونک دیتا جنہوں نے پاسے پھینکے تھے۔ مگر اب چارہ نہیں۔ دھرم بے سعادتی کی اجازت نہیں دیتا اس لئے چھاتی پر پتھر رکھے ہوئے بیٹھا سب کی شرارتیں دیکھ رہا ہوں۔ اگر مہاراجہ جدھشٹر جھوٹوں پر بھی اشارہ کردیں تو دھرتراشٹ کا گھر بل مارتے بے چراغ کر دوں۔ ایک کا ایک روتے اور پانی دینے والا باقی نہ رہے۔ تب کی سند۔ اگر یقین نہ ہو تو جس کا دل چاہے آزمائے ؎

ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گوے

اور پھر مزہ یہ ہے کہ نہ لاؤ ہو نہ لشکر صرف تن تنہا ایک اکیلی ذات سے سب کو مار کے گرا دوں اور اپنے اوپر ذرا بھی آنچ نہ آنے پائے بھیم سین کے چہرے پر اس وقت وہ جلال وہ رعب اور غصے کا وہ جوش تھا کہ تمام اہل محفل تھر تھر کانپنے لگے سب کو ڈر تھا کہیں غصہ بڑھے اور بھیم سین اٹھ کھڑا ہو کر سب کو زمین پر نہ بچھا دے۔ تمام صفوں میں بیٹھے ہوئے راجے مہاراجے ہاتھ جوڑنے لگے اہل محفل اپنی جان کے خوف سے بول اٹھے کہ بھیم سین تم بڑے لائق ہو تم نے بڑے بھائی ہی کا پاس نہیں کیا بلکہ دریودھن وغیرہ کو بھی بہت رعایت دی اگر تم انگلی بھی چھلا دیتے تو سب کی جان نکل جاتی [illegible]

[illegible] ہیں کہ ایسی

معصیت کو بھی خاموشی میں ٹال رہے ہو۔ تم اپنی طاقت کو اُتنا نہیں
جانتے جتنا ہم سمجھتے ہیں مگر غصہ رو کو اپنی طرف دیکھو۔ دوشاسن نے
جو نالائقی کی بیشک اُس کا برداشت کرنا تمہارا ہی کام تھا۔ مگر تم نے بھائی
کی نالائقی کا خیال نہ کرکے چشم پوشی کی۔ تم نہیں ہو دوشاسن ہی شاکی
ہی ہے۔ کہاں آفتاب کہاں ذرہ تم سب گو بولتے نہیں مگر دل میں تو
دوشاسن کو تھوکتے اور اُس کے افعال سے نفرت کرتے ہو +

ادھیائے ۱۹

دروپدی سے کرن اور دریودھن کی شرارت انگیز باتیں۔ بھیم سین کا غصہ۔ مہارانی گاندھاری کی راجہ دھرتراشٹ سے شکایت۔ راجہ دھرتراشٹ کی دروپدی پر نظر عنایت۔ پانڈول اور دروپدی کا رفاہ

بھیشم پتامہ کے چپ ہونے پر کرن نے پرانا بغض نکالنے کے
لئے یوں زہر اُگلنا شروع کیا کہ او دروپدی تو جن کے بھروسے پر ناز
کرتی ہے ان کو دم مارنے کی مجال نہیں۔ کیا بھیشم جی کیا پدر جی اور کیا
درونا چارج سب کی عقل ماری گئی ہے تیری بات کا جواب دینے کے
لئے منہ ہو تب جواب دیں ہاں دھرم چھوڑ کر پرتھی ناتھ ان داتا
بھرت کل شرومنی۔ کورو بنس شرو مکٹ مہاراج ادھیراج کو بُرا بھلا کہنا
ان کو سدھ ہے یہ نہیں جانتے کہ عاقبت خراب ہو رہی ہے دروپدی کی

سن - غلام ہو لونڈی ہو - یا چیلہ کسی کو جیتے جی آزادی نہیں مل سکتی مرنے
ہی کے بعد چھٹکارا حاصل ہوتا ہے - پانڈو بھی کورو بنس کے غلام
ہو گئے - اور تو بھی لونڈی - اب پانڈووں سے ہاتھ دھو وہ تیرے
خاوند نہیں رہے - رشتۂ خاوندی ٹوٹ گیا - تجھ کو تیری خوش قسمتی راجہ
دھرتراشٹ کے بیٹوں کے سایۂ عاطفت میں لے آئی - مہاراجہ
دریودھن کے یہاں ٹہل خدمت کر - چاہے دریودھن سے بیاہ
کر لے - چاہے سو بھائیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ رہ - یہ تیری
مرضی - تیری پسند - تو جس کے پاس رہیگی وہ پھولوں پر رکھیگا - دل
میں جگہ دیگا - آنکھوں پر بٹھائیگا - کلیجے سے لگائے رہیگا - جدھشٹر
کی طرح داؤں پر رکھ کر ہارتا نہ پھریگا - جس نے تجھے جوئے میں ہار دیا
اب اس سے رشتہ کیا تعلق کیسا - اس پر طرہ یہ پانچ پانچ خاوندوں
کی جورو بننے میں نہ رات چین نہ دن چین - ایک عورت کس کس کی
خدمت کرے - اس سے بہتر یہی ہے کہ ایک کی ہو رہ - ہٹکہ در گیر و
محکم گیر - اب پانڈووں کو تلانجلی دے وہ تیرے خاوند نہیں رہے نہ
تو اب رانی رہی اگر تجھے رانی بننا ہے تو کوروں میں جس سے جی چاہے
ناطہ جوڑ لے بغیر اس کے اب رانی کہلانے کی اور کوئی صورت نہیں
کرن کی یہ تقریر پانڈووں کے لئے زہر سے بجھا ہوا تیر اور سان پر چڑھی
ہوئی شمشیر تھی اس نے دروپدی کے کلیجے پر نشتر چبھو چبھو کر زخم پر زخم
ڈال دئے - مگر سب پر بندھے کبوتر کی طرح پرواز سے محروم یعنی منہ
میں زبان کے ہوتے بھی نہ بول سکتے تھے - بھیم سین پہلے تو خون
کے گھونٹ سکے ساتھ شربت کے سے گھونٹ پیتا رہا مگر جب کرن
کی زبان بڑھتی ہی چلی گئی تو وہ بجلی کی طرح کڑک کر بولا او سوت کے
بیٹے کیا واہیات بک بک لگا رکھی ہے - زبان سنبھال کر نہیں بولتا تیرا
منہ کہ بھیم سین کے منہ پر یہ باتیں کہے کیا تجھے بھیم سین کی طاقت کا
حال معلوم نہیں - جس سے [illegible]

شیروں کی کلائیاں ایک چٹکی سے مروڑ کا دیں۔ ہائے مہاراجہ جدھشٹر آپ نے خود لٹیا ڈبو دی جوئے میں دروپدی کو ہار کر ہمیں آج اس حالت پر پہنچا دیا ہے ورنہ ممکن نہ تھا کہ ایسے ایسے نیچے لوگ ہم لوگوں کے سامنے زبان بھی ہلا سکتے آپ نے ان کے چیتے تیز کر دئیے اور ہم کو ولا چنا بنا دیا +

دریودھن۔ بھیم سین جی تم زبان کا تڑاپن تو بہت دکھاتے ہو اصول کی بات کیوں نہیں کرتے۔ جدھشٹر سے پوچھا کہ کیا کہتا ہے +

اتنا کہکر دریودھن دھرپدی کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے زانو سے دامن اُٹھا کر تھپکی دیتا ہوا بولا کہ رانی بننا چاہتی ہے تو اس زانو پر بیٹھ یہ زانو تجھے عرش پر چڑھا دیگا۔ آنکھوں میں تیری ہی جگہ ہوگی +

بھیم سین یہ کلمات سُنکر تاب نہ اُٹھا اُس کے بدن میں غصے کے مارے بچھو کا سا زہر چھٹک گیا وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور سبھا والوں سے خطاب کر کے کڑکا کہ آپ سب لوگ گواہ رہیں میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ دریودھن جس ران پر دروپدی رانی کو بٹھانے کی خواہش کر رہا ہے وہ ران بھیم سین چُور چُور نہ کرے تو بھیم سین اپنے باپ کے نطفے سے نہیں۔ اگر اس ران کے پرخچے نہ اُڑائے تو سمجھ لیجئے گا کہ ماتا کنتی کا دودھ پینا حرام ہے۔ ایشور۔ اگر میں دریودھن کا ابھی زانو نہ پیس کے رکھ سکوں تو مجھ کو مکتی نہ دینا مجھے نرک میں رکھنا مجھے خوشی سے وہاں کی آگ میں جلنا منظور مگر دریودھن کی ہڈیاں چُور چُور کئے بغیر بھیم سین دم لے تو بھیم سین کا رویاں رویاں جلنے کے لئے تیار ہے۔ دریودھن سمجھ لے کہ تیرے لئے موت سر پر رکھی ہوئی ہے۔ سارا ہی تیرے ماتھے بیٹنگی اور کرن۔ دوشاسن تماشا ہی دیکھتے رہینگے ابھی اُٹھ کھڑا ہوں تو سبھا میں تم سب کیا کانی چڑیا تک نظر نہ آئے۔ ایک مکھی تک نہ پھٹکے۔ اس وقت بھیم سین سے غصے کی مدا نہ تھی۔ آنکھیں سرخ لال لال گھنگچی ہو رہی تھیں آنکھوں سے شعلے غضب اسی طرح نکلتا معلوم ہوتا تھا جیسے ساون بھادوں میں گھٹا میں کوندا لپکتا اور بجلی چمکتی ہے اس کا چہرہ لال لال انگارہ ہو رہا تھا

خون کا وہ جوش تھا کہ سارے چہرے کی جلد میں لہو ہی لہو کی جھلک
دکھائی دیتی تھی۔ جوش غضب میں اُس کے منہ سے جو سانس نکلتی تھی
لوہار کی دھونکنی کو مات کر رہی تھی۔ اس کی ایک ٹھنڈی آہ بھی عام
لوہے کیا فولاد تک کو پھونک دینے کی طاقت رکھتی تھی۔ اس وقت
بھیم سین کے منہ سے ایسی گرم گرم سانسیں چل رہی تھیں کہ غصے
بھرے اصل کالے ناگ کی پھپکار مات تھی اور آندھی کا جھونکا چلتا
معلوم ہوتا تھا آنکھیں ایسی خون میں ڈوبی ہوئی معلوم ہوتی تھیں کہ
بڑے بڑے شیر دلوں کی نظر چہرے کی طرف اُٹھتے ہوئے ڈرتی تھی ❖
بھیم سین کو دانت کٹکٹاتے اور جوش غضب میں بھرا ہوا دیکھ کر
بدُر جی نے دریودھن سے کہا ارے تیری سمجھ کہاں ہے۔ کیوں تم
سب لوگ اندھے ہو رہے ہو کیا نہیں جانتے کہ بھیم سین بات کا پکا
اور قول کا دھنی ہے جو کہیگا کر کے چھوڑیگا مجال کیا کہ بات پیٹ
پڑے کوئی ڈبرو گھسڑہ ہو تو اس کی بکواس کا خیال نہیں کیا جاتا بھیم سین
وہ بلوان اور ایسا بہادر ہے کہ ہاتھیوں کو ٹیچیاں دے پہاڑ کو بھی ایک
دفعہ ہلا دے اُس کی بات کو تم اِس کان سنتے اور اُس کان اڑاتے ہو۔
بس معلوم ہو گیا کہ شامت سوار ہے۔ ایشور نے ہم سب کی عقل پر
پردے ڈال دئے ہیں اسی سے کچھ نیک و بد سجھائی نہیں دیتا یہ
کہے دیتا ہوں کہ بھیم سین جو کہہ رہا ہے اس کا نتیجہ اچھا نہیں ایک
ایک سے بدلہ لیگا اور جو جو اس وقت چنڈال چوکڑی میں شریک
ہیں سب کو ناکوں چنے چبوائیگا بڑے ناموروں کی بیٹی دنیا کی عورتوں
کی سرتاج۔ پنچ کنیاؤں میں سب سے افضل مہارانی دروپدی کی مجمع
عام میں بے عزتی اس کے دل سے جو آہ نکلی ہوگی وہی کیا کم ہے
اس کے ساتھ بھیم سین کا غصہ کہے دیتا ہوں کہ کورو جنس اپنے ہاتھوں
اپنے حق میں وس بو رہا ہے اگر نام و نشان بھی رہ جائے تو بدُر
اپنا نام بدل ڈالے۔ راجہ دھرت راشٹر جب اپنے آپ کو ہار چکا

تو دروپدی پر اس کا حق کیا۔ اس کا حق اُس وقت تھا جب اپنے سے پہلے
دروپدی کو ہارتا۔ اے دریودھن میں تیرے بھلے کو کہتا ہوں تم شکنی کے
پھیر میں نہ آؤ۔ یہ قندھاری راجہ تمہارا گھر مٹا کر رہیگا *

دریودھن۔ (بِدُر جی سے) چچا صاحب آپ بار بار خفا ہوتے ہیں بگڑتے
ہیں۔ لوگوں پر دھیار رکھتے ہیں۔ تہمت تراشتے ہیں۔ الزام لگاتے ہیں
جو منہ آتا ہے کہہ جاتے ہیں۔ بھیم سین بھی اتنا گرجتے ہیں۔ اکڑا اکڑ کے
کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر کسی کے منہ سے وہ بات نہیں نکلتی جس پر
سارا توڑ ہے۔ راجہ جدھشٹر نہیں بولتے تو جانے دیجئے۔ بھیم سین
ارجن۔ نکل۔ سہدیو ہی کہدیں کہ راجہ جدھشٹر دروپدی کے خاوند نہیں
چلئے چھٹی۔ دو ٹوک فیصلہ۔ اگر دروپدی کو پھر لونڈی کہوں تو سزا۔ مگر
جب تک اس کا تصفیہ نہیں ہو لیتا۔ دروپدی لونڈی سے رانی نہیں
کہلا سکتی نہ اب طوق غلامی سے آزادی مل سکتی ہے *

ارجن۔ بھائی دریودھن بُرا نہ مانیگا جو اپنی سمجھ میں آتا ہے کہتا ہوں
آئندہ آپ کو اس وقت اختیار ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ میں کس طرح سب
باتوں کو ٹال کر نظر انداز کر رہا ہوں ورنہ میرے دھنس بان ایک ایک بات
کا جواب دینے کو کافی تھے۔ مگر نہیں میں ایسی پھلی پھولی پھلواڑی کا اجڑنا
پسند نہیں کرتا۔ ممکن ہے کہ خیالات کی غلطی زبانی مباحثے سے دور
ہو جائے اور پیچھے کسی کو پچھتانا نہ پڑے کہ زبانی حجت نے لاکھ کا
گھر خاک کر دیا۔ بھائی دریودھن تم ہی انصاف کرو کہ جب راجہ جدھشٹر
پہلے اپنے کو ہار گئے تو اُن کا دعوے رانی دروپدی پر کیا رہا وہ پہلے
ہم لوگوں کو ہارے ہیں۔ پھر اپنے کو۔ ہم سے جو خدمت لیجئے انجام
دیں مگر رانی دروپدی پر اُن کا کوئی حق نہیں اور یہی غلط فہمی فساد
کی جڑ ہے اور کیا عجب آگے چل کر اور کچھ رنگ لائے۔ دوشاسن
نے جو [illegible] سے [illegible] والی [illegible] ہے

مہارانی دروپدی کی بھری سبھا میں یہ دُرگت یہ ودشا اور ہم لوگ

بیٹھے دیکھیں - فقط مہاراج بھیشم پتامہ چچا دھرتراشٹ اور گرو درونا چارج
کا لحاظ تھا - نہیں تو آپ دیکھتے کہ یہیں کمر کمر خون بہتا ہوتا - مگر نہیں ہم
لوگ راستی پسند ہیں - جو سب کہدیں وہ بات ٹھیک اپنی راے
سے کچھ مطلب نہیں +

ادھر راج سبھا میں یہ تہتک ہو رہا تھا ادھر راجہ دھرتراشٹ
کی یگیہ شالا میں نیا گل کھلا جہاں وید دُھنی کے سوا سنکھ گھڑیال
کی آواز کے علاوہ اور کچھ سُنائی ہی نہ دیتا تھا وہاں سیار آآکر رونے
لگے - گدھوں نے رینگنا شروع کیا - اس بدشگونی سے بھیشم پتامہ
اور درونا چارج کے رونگٹے اور کان کھڑے ہوئے ان کی زبان سے
بیساختہ یہ الفاظ نکلے کہ بھگوان خیر کرنا - ایشور فضل رکھنا - آثار
بیڈھب نظر آتے ہیں - بدشگونی کچھ کہہ رہی ہے +

اسی عرصے میں مہارانی گاندھاری کو سب باتوں کی خبر لگی وہ
ہانپتی کانپتی راجہ دھرتراشٹ کے پاس پہنچی اور کہا کہ ہیں - آپ نے
بڑھاپے میں یہ کیا کلنک لگایا - بڑے چھوکروں کی راے پر چلیں
تو کیوں نہ اندھیر ہو - ہاے آپ نے دریودھن کے کہنے سے عمر بھر
کی ساری ناموری خاک میں ملا دی - سارا زندگی بھر کا جس مٹی میں ملا
کر رکھ دیا - راجہ جدھشٹر اور اُس کے بھائیوں کی یہ دُرگت - دروپدی
ایسی استریوں کی سرتاج پر یہ بدعتیں - ہاے آپ سے یہ سب کیسے
سُنا دیکھا گیا - پانڈو اندرپرستھ میں رہتے تھے آپ کا کیا لیتے تھے آپ
نے دریودھن کے کہنے سے انہیں بلایا - جوا کھلایا - اور ان کی
ایسی بےعزتی کی کہ کوئی دُشٹ سے دُشٹ دشمن بھی نہ کرتا -
دروپدی پر وہ شرمناک ظلم کئے کہ آج تک کسی راکشس نے بھی
پرائی عورت پر نہ کیا - اُف ہے - زوف ہے - لعنت ہے - دھرکال
ہے - اسے اب بھی کچھ نہیں گیا - سمجھو - ہوش میں آؤ - عقل کی آنکھیں
کھولو - کیوں خاندان کی [illegible] بیچے ہٹکے
[illegible] دیتی ہو

کہ بال بچوں کی خیریت نہیں۔ آج کی کرتوت زمین پر خون کی ندیاں بہائیگی پانڈووں کے چپ رہنے پر نہ جانیے۔ یہ خاموشی سب کی بولتی بند کریگی ؏

مہارانی گاندھاری کی باتوں نے راجہ دھرتراشٹ کے دل پر اثر کیا۔ اُس نے دریودھن کو بلاکر کہا کہ بس بہت ہو چکی۔ اب برداشت کی طاقت نہیں۔ تو نے میرے خاندان کی عزت و عظمت میں دھبا لگا دیا جس وقت تو زمین پر گرا تھا۔ اُسی وقت بدُرجی نے پیشینگوئی کر دی تھی کہ دریودھن خاندان کا خاتمہ کریگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج اُس کی ابتدا ہوئی میں بھی بیوقوف تھا جو تیرے کہنے میں آکر پانڈووں کو یہاں بُلا بیٹھا۔ بھلا میں کیا جانتا تھا کہ تم سب کی کیا غرض کیا نیت ہے۔ خیر جو ہونا تھا ہو چکا۔ سب باتوں کو ڈالو چولھے بھاڑ میں ؏

یہ کہکر راجہ دھرتراشٹ اپنے سنگھاسن سے اُٹھا دروپدی کے پاس آیا۔ اور بڑی محبت سے بولا۔ مہارانی دروپدی تم میرے خاندان کی رونق ہو۔ میرے پانچ کلیجے کے ٹکڑوں کی پران پیاری میرے سو بیٹوں کی رانیاں تمہاری لونڈی کے برابر ہیں۔ تمہاری کوئی برابری نہیں کرسکتا تمہاری ایسی بہو کی خدمت میں آج جو کچھ نالائقوں نے گستاخی کی ہے مُسے میں اندھے پن سے نہ دیکھ سکا۔ معاف کرنا نہیں تو کسی کی مجال تھی کہ تم ایسی بہو کا رویاں بھی دُکھا سکتا۔ تم سب سے بڑی ہو۔ کسی کی نالائقی کا خیال نہ کرو ؏

بڑوں کو اچت ہے چھوٹوں کی اُتپات

از خورداں خطا و از بزرگاں عطا

بزرگاں خوردہ بر خورداں نہ گیرند

تُلسی بُرا نہ مانئے جو گنوار کہ جائے جیسے گھر کا نہ دھا بُرا بھلا کہہ جائے

دروپدی۔ میرے ساتھ جو چاہے بدسلوکی کرے مجھے کچھ پرواہ نہیں مگر ہاں پانڈو اور کورو کل کی لاج کا خیال ہے کہ اس میں دھبہ نہ آنے پائے گا نہیں جب آپ کے بیٹے ہی مجھ کو ہزاروں آنکھوں کے سامنے ننگا کر

میں نہ شرمائیں تو فرمائیے۔ مجھ بدنصیب کا کیا قصور۔ آپ سب سے
پوچھ لیجئے کہ دوشاسن نے مجھے جھونٹے پکڑ پکڑ کر بے رحمی سے کھینچا
بالکل مادرزاد ننگا کرنا چاہا۔ مگر میں نے بھگوان کرشن دیو کی یاد کرنے کے
سوا کچھ نہ کیا۔ اگر اس وقت کوسنے لگتی تو جو کہتی وہی ہوتا چنانچہ آپ کو
معلوم ہے کہ عرصے تک دوشاسن میرا چیر کھینچتا رہا۔ پانچ چھ گز کا کپڑا
اتنا بڑھا کہ سبھا میں جگہ نہ رہی اور دوشاسن کے رُخ ڈھیلے ہو گئے۔
جب میرے کرشن کہہ دینے میں یہ تاثیر تھی۔ تو ممکن تھا کہ اور جو کچھ
کہہ دیتی وہی ہوتا۔ مگر نہیں فقط آپ کا لحاظ تھا +

راجہ دھرتراشٹ۔ رانی دروپدی میرے اہو بھاگ۔ زہے
نصیب کہ تم ایسی بہو سے میرا خاندان پوتر ہوا۔ اب میری خواہش
ہے کہ تم مجھ سے کچھ مانگو +

دروپدی۔ جو کچھ آپ کا ہے وہ سب میرا ہی ہے۔ پھر میں کیا
مانگوں +

دھرتراشٹ۔ نہیں نہیں کچھ اس وقت ضرور مانگو +

دروپدی۔ بس معافی مانگتی ہوں +

دھرتراشٹ۔ پیاری دروپدی زیادہ شرمندہ نہ کرو۔ نالائق دیوروں
کی بیوقوفیوں کا خیال بھولو۔ اگر تمہارے لڑکے ہوتے تو تم کیا کرتیں۔ اس
کے علاوہ بڑی بھاوج ماں کے برابر ہوتی ہے۔ پھر جب تم ماں کے
برابر ہو تو لڑکے کے برابر دیوروں کا قصور معاف کرنے میں کیا عذر۔
اب سب باتیں دل سے نکال کر مجھ سے تین بر دان مانگ کر چھوٹوں
کی باتوں کو بھول جاؤ +

دروپدی۔ میں آپ سے کیا مانگوں۔ مجھے کس چیز کی ضرورت ہے
آپ میرا ہاتھ اپنے پانچ بھتیجوں کو پکڑا چکے ہیں۔ بس انہیں کی دستگیری
چاہئے اور کوئی دنیا کی ہوس نہیں +

دھرتراشٹ۔ [illegible] بنا کرنے میں ابھی جوئے میں آگ لگا دے

دیتا ہوں۔ بھائیوں بھائیوں میں ایسی ہار جیت کیسی۔ پیاری بہو تم کو بھتیجوں کی طرف سے کیا فکر۔ تم اپنا سوال کرو +

دروپدی۔ آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر۔ ٹوکنے کی مجال نہیں۔ مگر مجھے اطمینان کیا +

دھرتراشٹر۔ دروپدی کیا تمہاری بھی عقل کہیں چرنے گئی ہے۔ بھلا میرے بھتیجوں کو بھی کوئی غلام بنا سکتا ہے۔ کلیجے کے ٹکڑے کھوڑے پر نہیں پھینکے جاتے ہیں۔ تم اس طرف سے بے فکر ہو کر اور کچھ مانگو میں ابھی دونگا۔ ورنہ ہوگی +

دروپدی۔ اگر آپ کی یہی خواہش ہے۔ تو وہ سب سامان پھروا دیجئے جو بے ایمانی سے شکنی وغیرہ نے جیت لیا ہے۔ بس +

دھرتراشٹر۔ اسی وقت سب لو۔ کسی کو کچھ عذر نہ ہوگا مگر تم نے کچھ نہ مانگا۔ جس کو دے کر میں خوش ہوتا۔ یہ تو معمولی باتیں ہیں +

دروپدی۔ آپ دھرم کو جانتے ہیں۔ شاستر کے اصول پہچانتے اور مانتے ہیں۔ پھر میں زیادہ لالچ کروں۔ کیا اپنا بیڑا غرق کروں۔ دھرم شاستر کے رو سے ویش کو ایک چھتری کو دو بر مانگنے کا اختیار ہے آگے ادھرم۔ ہاں برہمن سَو تک بردان مانگ سکتے ہیں۔ پھر میں تیسرا بردان کیسے مانگوں۔ مجھے دھرم کے خلاف چلنا منظور نہیں۔ چاہے کچھ کیوں نہ ہو جائے +

راجہ دھرتراشٹر۔ اچھا نہ سہی تو تمہارے پانچوں پران پتی تم کو مل گئے۔ سب ہاری ہوئی چیزیں تمہاری۔ تمہارا دھرم تمہارا مددگار ہوا۔ خوش رہو +

ادھیائے ۲۰

کرن کی طعنہ زنی بھیم سین کا اظہار غضب راجہ یدھشٹر کی فہمائش۔ راجہ دھرتراشٹ سے اظہار مرضی کی درخواست۔ راجہ دھرتراشٹ کی نظر عاطفت۔ کوروں کے قصوروں کے لئے عذر خواہی۔ اندرپرستھ جانے کی اجازت۔ پانڈوؤں کی ہستناپور سے روانگی

جس وقت دھرتراشٹ نے دروپدی کو بردان دیا۔ اور اُس نے تیسرے بردان لینے سے انکار کیا۔ تو راجہ دھرتراشٹ نے اُس کی بہت تعریف کی اور بیٹوں کے قصور کی معافی مانگی۔ دروپدی نے کہا کہ آپ بڑے ہیں۔ آپ کی بات ٹالنا میرے لئے حد درجے کی بے سعادتی تھی۔ نہیں تو دو بردان میں نہ مانگتی۔ فقط آپ کی بزرگی کی وجہ سے مجھے حرف سوال زبان پر لانا پڑا۔ کورو اس کارروائی سے دل شکستہ ہو رہے تھے کہ ہائے سارا کردہ ناکردہ برابر ہو گیا۔ کہاں ہم نے پانڈوؤں کو غلام بنانے کے لئے اتنی دردسری کی کہاں راجہ دھرتراشٹ نے یہ بیوقوفی کی کہ پھر اُن کو جیسا کا تیسا کر دیا۔ اور کسی کا منہ نہ پڑا کہ کچھ بولے یا زبان سے حرف نکالے۔ مگر نہیں کرن کو تاب نہ آئی وہ ضبط نہ کر سکا اُس نے ان [illegible]

پانڈو بڑے خوش نصیب ہیں۔ ہارے کے ہارے اور پھر دروپدی کے
صدقے میں جیسے کے تیسے۔ ایشور جورو دے تو ایسی ہی دے۔ جو
خاوندوں کے گلے سے طوق غلامی اُتروائے۔ پانڈو مونچھوں پر تاؤ دو
مدہ کرو۔ جوئے کا ہارا اور جورو کا مارا برابر ہوتا ہے مگر تم خوش قسمت نکلے
تمہارا ستارہ اوج پر ہے۔ نہ غلام بنتے دیر نہ راجہ بنتے دیر +

کرن کے ان فقروں سے بھیم سین کے تن بدن میں آگ لگ اُٹھی
اس کے کلیجے میں ایک ایک لفظ نشتر کی طرح چُبھا۔ اُس نے کہا۔ بھائی راجہ
جدھشٹر اب زیادہ سننے کی تاب نہیں۔ آپ نے مجھ کو بھی سب کا دبیل
بنا دیا۔ مگر یہ جیتے جی ممکن نہیں۔ چلئے اُٹھئے سبھا سے باہر ہو جائیے۔
پھر میں سمجھ لونگا تو سہی صرف ایک چچا دھرتراشٹر کو چھوڑ کر سب کی
ہڈی پسلی چور نہ کروں تو زندگی پر لعنت۔ وہ بعد میں سب کو مرا پڑے ہوئے
دیکھ لیجئیگا۔ میں برابر طرح دیتا جاتا ہوں۔ مگر بے ایمان نشتر پر نشتر چبھوئے
جاتے ہیں۔ بڑے مرد ہیں تو چلیں میدان میں اگر ایک بھی جیتا بچے تو
بھیم سین اپنے گدا سے آپ اپنا سر پھوڑ کر غصہ مٹائیگا +

راجہ جدھشٹر۔ بھائی بھیم سین! عقلمند زیادہ غصہ نہیں کرتے غصہ
حرام ہوتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آج تمہارے سامنے کوئی بھی نہیں ٹھہر
سکتا۔ تمہاری ایک انگلی کا اشارہ شیر کے طمانچے سے زیادہ خونریز ہے
مگر نہیں پیارے بھائی غصہ کس پر کرتے ہو۔ اپنے ہی بھائیوں پر۔
بھائیوں پر غصہ کرنا ہی کیا۔ اگر کوئی اور ہو تو البتہ بات ہے۔ تم غصہ
تھوک ڈالو۔ میں فیصلہ کئے دیتا ہوں

یہ کہکر راجہ جدھشٹر راجہ دھرتراشٹر کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے
ہو گئے اور بولے۔ اب مجھے کیا اجازت ہوتی ہے۔ جہانتک میری عقل
کام کرتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہستناپور کی آب وہوا ہم لوگوں کے لئے
موافق نہیں۔ اس لئے میں آپ کے ارشاد کا منتظر ہوں جو آپ فرمائیں
اُس سے عذر نہ ہوگا +

راجہ دھرتراشٹ۔ نورِ نظر۔ لختِ جگر۔ تم نے سچ مچ دھرم کو زندہ کردیا۔ تمہاری سعادت ولیاقت شرافت ومتانت کے دنیا میں ڈنکے بج رہے ہیں۔ ہمیشہ تمہارا جش گایا جائیگا۔ بڑے نیک ہو۔ راحت جان تم اپنے بھائیوں کی گستاخیوں کو دل سے بالکل بھلا دینا۔ یہ سب تم سے چھوٹے ہیں۔ تم عقلمند ہو تمہیں میں کیا سمجھاؤں۔ جو عقلمند ہوتے ہیں وہ اسی طرح بردباری سے کام لیتے ہیں۔ اوچھا پن نہیں ظاہر کرتے۔ دریودھن۔ کرن۔ دوشاسن وغیرہ نے جو نالائقیاں کی ہیں اُن کو معاف کرنا۔ ہائے اس بڑھاپے میں ایشور نے وہ دکھایا جو کبھی کانوں سے بھی نہ سُنا تھا۔ تم ایسے دھرماتما کے ساتھ یہ شرارتیں مگر مجھے اُمید ہے کہ تم کچھ خیال نہ کروگے۔ اور بھائیوں کو بھائی کی نظر سے دیکھوگے۔ رانی گاندھاری جی تمہاری ماتا ہیں۔ مجھ کو بھی اسی رشتے سے جیسا چاہے بُزرگ سمجھ لو۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ میری نظر میں کورو کچھ مال نہیں۔ مَیں تمہیں کو ان سب کا مربی۔ سرپرست اور صاف الفاظ میں سرتاج کیا بلکہ راجہ سمجھتا ہوں۔ نہ تمہاری لیاقت وسعادت میں شک ہے نہ تمہارے بھائیوں کی اطاعت ومحبوبیت میں ایشور تم سب کو پھلائیگا۔ میرا بھی اتنا قصور تھا کہ بے سمجھے بوجھے دریودھن کی بات مان کر تم کو یہاں بلالیا۔ جس کا نتیجہ وہ ہُوا جو میرے واسطے کلنک ہے کم نہیں مگر راحت جان میرا جو کچھ فعل تھا۔ دانستہ نہ تھا معاف کرنا۔ سب راج پاٹ تمہارا ہے کورو سب تمہارے چھوٹے ہیں۔ ان پر نظرِ عنایت رکھو۔ اور اب جاؤ اندرپرستہ میں اپنا راج کاج دیکھو سلطنت کے کاروبار کرو +

راجہ جدھشٹر راجہ دھرتراشٹ کے محبتانہ الفاظ سنکر قدموں پر گر پڑے اپنی طرف سے معافی مانگی۔ بھائیوں کی محبت کا اقرار کیا اور بھیم سین وارجن وغیرہ بھائیوں کے ساتھ دروپدی کو رتھ پر سوار کرکے اندرپرستہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ چلتے وقت [illegible] آپ کرنکلے

ہمیشہ وہی کرونگا۔ مجال کیا کبھی سرتابی یا تعمیل حکم سے گردانگی ہو +

ادھیائے ۲۱

پانڈووں کی اندرپرستھ میں واپسی۔ دریودھن وغیرہ کی راجہ دھرتراشٹ سے فریاد۔ مکرر قمار بازی کیلئے بلانے کی درخواست۔ راجہ دھرتراشٹ کی منظوری۔ گندھاری مہارانی گاندھاری وغیرہ کی واویلا۔ فہمائش راجہ دھرتراشٹ کی کج فہمی۔ پانڈووں کی طلبی۔ اُن کی آمد۔ قمار بازی کوروں کی جیت۔ پانڈووں کی ہار۔ بارہ برس کی صحرانوردی کے سامان

راجہ جدھشٹر اپنے بھائیوں اور مہارانی دروپدی کو لئے لاؤ لشکر کے ساتھ اندرپرستھ کو واپس چلے تو کوروں کی چھاتی پر سانپ لوٹ گیا۔ وہ ہاتھ ملنے لگے۔ کہ ہائے ہاتھ میں آیا ہوا شکار ہاتھ سے نکل گیا۔ جال میں پھنسی ہوئی سونے کی چڑیا جال سے نکل گئی۔ اُنہوں نے آپس میں پھر گھٹ پٹ کرنا شروع کی کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ ہمارے غلام آزاد ہو جائیں۔ راجہ دھرتراشٹ اندھا بوڑھا اس کو تمیز ہی کیا۔ عقل ہی کیا ہے۔ ہمارا سارا بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔ بزرگی بعقل دست نہ کہ بسال ایسے بڑے گڑھائی میں تلے جاتے ہیں۔ ہارا جدھشٹر جیتے ہم۔ راجہ دھرتراشٹ کو کیا مجازنہ تھا کہ سب کچھ پھر بخش دیتے۔ دشمن کو کبھی ابھرنے دینا نہ چاہیے

جس طرح ہو۔ جب قابو چلے ہیں کے رکھ دینے ہی میں مفر ہے۔ موذی کو
پہلے ہی مارنے کی بزرگوں نے اجازت دی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم
پانڈووں کو طرح دیں جن سے ہر وقت لڑائی اور موت کا اندیشہ ہے۔ ہم
کبھی دھرتراشٹ کے فیصلے کو نہ مانینگے۔ ہمارا دھرم یہ ہے۔ کہ جس
طرح ہو سکے پانڈووں کو نیچا دکھائیں۔ سر اُبھارنے نہ دیں +

آپس میں یہ بات چیت کر کے سارا جتھا راجہ دھرتراشٹ کی
خدمت میں پہنچا اور دہائی دی کہ آپ کی بزرگی کے قربان۔ آپ اُن سانپوں
کو دودھ پلاتے ہیں۔ جو ہمیں ڈسنے کے لئے اُدھار کھائے بیٹھے
ہیں۔ کسی عقلمند نے کہا ہے۔ کہ جو کلہاڑی اپنی ہی جڑ کاٹے اُس
کے دستے کے لئے اس درخت کو سینچے جس کی شاخ سے اُس کا
دستہ تیار ہونے والا ہے آپ تو جہاندیدہ ہیں۔ فہمیدہ ہیں۔ آپ
کے سامنے کچھ کہنا (سورج کو چراغ ہے دکھانا) +

کچھ یاد ہے کہ برہسپت جی نے راجہ اندر سے کیا نصیحت کی تھی اور
کن الفاظ میں اُن کو سمجھایا تھا۔ کہ دشمن کو چاہیئے جس طرح ہو اُبھرنے دینا
کیا معنے اپنی ہی مٹھی میں رکھنا چاہیئے کہ جس میں سنک نہ سکے۔ پانڈووں
سے اور ہم سے دشمنی۔ ہم نے اُن کو جوئے میں جیت کر غلام بنایا۔ آپ
نے پھر آزادی دے دی۔ آپ سیدھے سادھے بزرگوار۔ آپ کو کیا خبر
کہ پانڈو کون ہیں۔ جناب جس وقت اُن کا بس چلا۔ ہم سب کو کاٹ کر پھینک
دینگے۔ یہ کالے ناگ ہیں۔ ان کو دودھ پلانا بیکار۔ آپ دودھ پلاتے ہی
رہینگے۔ اور یہ وہ ہیں۔ جو موقع پا کر چپ سے کاٹ کھائینگے۔ پھر ایک
بنائے نہ بنیگی۔ ایسے موذیوں کو اس طرح آزادی دے دینا اپنے پاؤں
میں اپنے ہاتھ سے کلہاڑی مارنا اور جان بوجھ کر کنوئیں میں گرنا
ہے۔ آپ سمجھ لیجئے کہ عداوت جڑ پکڑ گئی جوئے کی ہار اور اپنی ذلت
کی کسر یہ لوگ رکھے رہینگے۔ اور اندر پرستھ پہنچکر دل کا بخار نہ
نکالیں تب ہی کہئیگا۔ آپ سیدھے سادھے ... [illegible]

لوگ کہا جاتا ہیں کہ نئی پود کے خیال کیا ہیں آپ نے سیدھے سبھاؤ اُن کو غلامی سے آزاد کر کے پھر راج پاٹ دے دیا۔ دیکھ لیجئیگا کہ یہ مہربانی ہم سب کے بے دفتوں کی بانی قہر آسمانی۔ مرگ ناگہانی اور موت کی نشانی ہوگی۔ افسوس کہ آپ کو اپنے کلیجوں کے ٹکڑوں پر رحم نہیں۔ بیشک آپ کا فرض ہے کہ سب چھوٹوں کو آنکھ کا تارا سمجھیں۔ مگر یہ بھی تو سمجھ لیجئے کہ جو گھر کے خاندان کو تباہ کرنے کی قسم کھائے ہوئے ہیں۔ اُن کو ایسی آزادی کیسی ہم غضب لوگ غفلت میں پڑے رہینگے اور دشمن کمین میں رہیگا۔ ابھی آپ مغالطے میں ہیں۔ جب کلسی کی دبی ہوئی آگ شعلہ زن ہو کر ہستی ابود کو خاک کریگی تب ہاتھ ملنے اور پچھتانے کے سوا کچھ نہ ہو سکیگا۔ اب بھی خیر و عافیت ہے۔ ابھی تک کچھ نہیں گیا۔ (علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد) بہتر ہے کہ آپ پیشبندی فرمائیں حفظ ماتقدم کے بغیر رفاہ کی صورت نہیں۔ دانشمند اختیار۔ پانڈو ابھی راستے ہی میں ہونگے۔ ہم لوگوں کی درخواست ہے کہ آپ اُنہیں واپس بلائیں۔ ایک مرتبہ چوسر اور ہو صرف ایک بازی میں ہم ان سے توڑ کر لینگے۔ شرط صرف یہ ہوگی کہ وہ راج پاٹ ہار کر اگر بارہ برس صحرا نوردی (بن باس) اختیار کر کے روپوشی سے کام لیں۔ اور اُس زمانے کے ایک سال بعد ہمیں اُن کا پتہ نہ لگے تو جیت اُن کی اگر ہم پتہ لگا لیں۔ تو اُن کو بارہ برس اور وشت گردی کرنا پڑے۔ وہ یہ شرط جیت جائیں تو ہم خوش ہمارا ایشور خوش وہ سب راج پاٹ بدستور کریں ہمیں کچھ سروکار کچھ واسطہ نہیں۔ اگر شرط پوری نہ ہو تو اُن کو تخت و تاج سے بالکل بے تعلقی۔ بن باس ضرور اختیار کرنا پڑیگا۔ اس میں کچھ مضائقہ کی بات نہیں۔ آپ پانڈوؤں کو یاد فرمائیں اور ہمیں قسمت آزمائی کا موقع دیں۔ اگر اس وقت آپ چوک گئے تو سمجھ لیجئیگا کہ عنقریب پانڈوؤں کے ہاتھوں سے ہم پر ظلم ہی ظلم ہونگے +

راجہ دھرتراشٹر دیودھن وغیرہ کے فقروں میں آگیا جو انہوں نے بڑی ہمانی۔ وہ دل میں [illegible] کی مصدر ہوگئی۔ اس [illegible] کی کم [illegible]

پانڈووں کو بُلانا چاہئے ایسا نہ ہو کہ وہ پھر اختیار پاکر میرے بیٹوں سے دشمنی کریں اور پُرانا غبار نکالیں۔ جس وقت بھیشم پتامہ جی۔ بِدُر جی۔ کرپا چارج۔ درونا چارج نے سُنا وہ بہ اتفاق راجہ دھرتراشٹر کے پاس آئے اور کہا آپ کیا غضب ڈھا رہے ہیں۔ سوتی بھڑ یں جگانا عقلمندوں کا کام نہیں۔ آپ پانڈووں کو نہیں بلاتے۔ بلکہ سانپ کے منہ میں انگلی دیتے اور آگ میں کودتے ہیں۔ اس کا نتیجہ اچھا نہیں۔ بڑھاپے میں آپ کی عمر بھر کی ناموری کو بٹہ لگ رہا ہے اور اب اور بھی دھبہ لگیگا +

راجہ دھرتراشٹر۔ آپ لوگ ناحق میرے کان کترتے ہیں۔ بھلا میرے بیٹوں کا کیا قصور ہے۔ لڑکے آپس میں کھیلتے ہارتے ہیں ہمیں مطلب۔ بھائیوں بھائیوں کو ایشور نے کھیل مال ہی کے لئے بنایا ہے۔ جب ہم آپ ان سنوں تھے تو آخر کھیلتے مالتے تھے یا نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ میں کھیل مال سے سب کو روکوں +

اس جواب سے بھیشم پتامہ وغیرہ نے سمجھ لیا کہ بس ہستناپور کے دن پورے ہونے والے ہیں۔ دریودھن وغیرہ نے راجہ دھرتراشٹر کی عقل کی آنکھوں پر پردے ڈال دئے۔ اب یہ کسی کی ماننے کا نہیں اپنی ہی کریگا۔ اس سے اپنی بات کیوں خراب کریں۔ وہ بہت اچھا۔ جو آپ کی مرضی۔ جو آپ کا منشا جو آپ کی مراد۔ جو آپ کو منظور وہی ٹھیک کہکر وہاں سے رخصت ہوئے تو مہارانی گاندھاری کو بھی خبر لگی۔ وہ ہائے واویلا کرتی۔ توبہ تلا مچاتی۔ سر دھنتی چھاتی پیٹتی۔ راجہ دھرتراشٹر کے پاس آئی۔ اور روتی پیٹتی کہ ہائے کیا غضب کر رہے ہو تمہاری عقل کہاں ہے۔ کیوں لاکھ کا گھر پھنک کروگے۔ دریودھن تمہیں ستیاناس کرکے رہیگا۔ میں نے سمجھ لیا کہ شدنی دریودھن کے ہاتھ اور تمہاری اوندھی عقل سے خاندان کو تباہ کرکے پیچھا چھوڑیگی۔ جس وقت یہ ننگ خاندان پیدا ہوا تھا۔ اسی وقت بِدُر جی نے کہ دیا تھا کہ اب خاندان کی [illegible] ہونے والی ہے۔

افسوس بڈھے ہو گئے اور پھر بھی اونچ نیچ کی سمجھ نہیں۔ سفید بال ہو گئے اور پھر بھی منہ پر کالک لگانے کی خواہش۔ کس کے آگے اپنا سر دے ماروں۔ میری تو مٹی خراب ہو رہی ہے۔ بھیشم پتامہ سمجھائیں۔ تم کچھ نہ سمجھو۔ درونا چارج نیک و بد سجھائیں۔ اور تمہاری آنکھیں نہ ہوں۔ پدرجی سب اونچ نیچ دکھائیں۔ تمہارے کان نہ ہوں۔ تو بس میں نے سمجھ لیا کہ ہونہار کچھ اور ہے۔ دریودھن کو میں نے نو مہینے پیٹ میں رکھا۔ پیدائش کے وقت کی تکلیفیں سہیں۔ دودھ پلایا گو موت کیا۔ مجھ سے بڑھ کر کس کو اُس کی محبت ہوگی۔ میں تو میں ناگن کو بھی اپنے بچے پیارے ہوتے ہیں۔ پھر تم سمجھتے ہو کہ میں اُس کی بُرائی کب چاہونگی۔ مجھ سے زیادہ تم کیا اُس کی محبت کروگے اور پھر بھی تم نہیں سمجھتے کہ میں اُس کی بھلائی کو کہتی ہوں یا بُرائی کے لئے۔ افسوس تم کو اتنا بھی خیال نہیں دوست دشمن کی بھی پہچان نہیں رہی۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں خاندان تباہ نہ ہو جائے ؞

دہرتراشٹ۔ افسوس کہ تم مجھے سمجھاتی ہو۔ یہ نہیں سمجھتیں۔ کہ جو ایشور کی مرضی ہوگی وہی ہوگا۔ اگر خاندان ستیاناس ہی ہونا ہے تو کون روک سکتا ہے۔ ایشور کی مایا ہیں کس کا دخل۔ کارخانہ قدرت میں کس کو دست و اندازی کا مجاز جو قسمت میں بدی یا نیکی لکھی ہے۔ اُس کا حرف بدلنے کی نہ تم میں نہ مجھ میں اور نہ اور کسی میں طاقت ہے۔ بس اس سے لڑکوں کے معاملے میں کچھ دخل دینے کی ہم کو کیا ضرورت۔ بڑوں کو چھوٹوں کے معاملے میں بولنے چالنے سے کیا مطلب۔ سب پانڈو کورو بھائی بھائی ہیں۔ کھیلتے ہیں۔ ہارتے ہیں۔ جیتتے ہیں۔ کھیل لڑکوں ہی کے لئے ہوتا ہے۔ لڑکے کھیلنے ہی کے لئے ایشور نے بنائے ہیں۔ پھر تمہیں کیا غم۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے جوئے میں جو بدمزگی ہو گئی ہے وہ اب رفع دفع ہو جائے۔ سب ہل مل کے کھیلیں ایسا نہ ہو کہ کسی کے دل میں کوئی کدورت باقی رہ جائے۔ نہ جانوں کا دستر ہے۔

کرجوئے اور جُدھ سے منہ نہ موڑیں۔ پھر کیا وجہ کہ راجاؤں کے بیٹوں کو
مروسے نامرد بنایا جائے۔ جدھشٹر بھی ویسا ہی میری آنکھوں کا تارا
ہے۔ جیسا دریودھن یا اور کورو۔ مَیں اُس کا کب بُرا چیتتا ہوں۔ اُس کی
بزرگی اور راج دھرم کے لئے چاہتا ہوں۔ کہ ایک دفعہ چوسر اور کھیلے اور
دونو فریق اپنے دل کی ہوس نکال لیں۔ کسی کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے
کہ ہم کو زیادہ موقع نہیں دیا گیا۔ جاؤ تم رنواس میں بیٹھو۔ مردوں کی باتوں
میں عورتوں کو دخل دینے سے کیا مطلب ٭

گاندھاری نے سمجھ لیا کہ ہونہار کچھ اور ہے۔ راجہ کی عقل گدی میں
سما گئی۔ کچھ شک نہیں کہ سٹھیا گئے۔ اچھا پھر جو ایشور کی مرضی۔ راجہ بھی
پت پر ایشور ہی ہے۔ اس کی بات کو ٹھکنے اور زبان لڑانے سے کوئی نتیجہ
نہ ہوگا۔ حجت کرکے پاپ لادنے اور زبان لڑا کر عذاب میں پھنسنے سے کیا
فائدہ۔ آگ جانے لوہار جانے دھونکنے والے کی بلا جانے۔ جو جس کی
قسمت میں لکھا ہوگا۔ اُس کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ اُس نے سمجھ لیا کہ
کورو خاندان کی قسمت کا نوشتہ یہی ہے کہ تباہی آئے وہ اپنے دل میں
افسوس کرتی اور راجہ دھرتراشٹ کی عقل کو دل ہی دل میں روتی ہوئی
خاوند کے پاس سے چل کھڑی ہوئی اور دعا مانگنے لگی کہ ہے ایشور خیر کرنا٭

ادھر گاندھاری رخصت ہوئی اُدھر راجہ دھرتراشٹ کے سر پہ
چڑھے ہوئے بھوت نے پرات کامی کو حکم دیا۔ جلدی جاؤ۔ پانڈو رستے
میں ہیں۔ جہاں ملیں۔ وہیں سے اُن کو یہاں واپس لاؤ۔ کہدینا کہ تمہارے
چچا نے ضروری کام کے لئے یاد کیا ہے۔ پرات کامی حکم پا کر تیز رو
گھوڑے پر سوار ہوا۔ گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا ہوا چلا تو جدھشٹر کی
سواری نظر آگئی۔ یہ گھوڑے کو پچکار کر سرپٹ چلا تو راجہ جدھشٹر سامنے
ہی تھے۔ بڑے ادب سے زمین بوسی کی اور راجہ دھرتراشٹ کا پیغام سنایا٭
راجہ جدھشٹر۔ ابھی راستہ بھی میلا نہیں ہوا۔ آخر اس قدر جلدی بلانے
کی کیا ضرورت ہوئی۔ کو فضا ایسا ضروری کام [illegible] گیا

پرات کامی - مجھے مہاراج نے جھٹ پٹ بھیجا - کہ پانڈوؤں کو راستے سے لوٹا لاؤ - اور کچھ نہیں جانتا - مگر آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ پھر جوا ہوگا - پوسرا ابھی تک بچھی ہوئی ہے ٭

جدھشٹر - میں نے پہلے بھی کہا تھا - اور اب بھی کہتا ہوں کہ جوئے سے کچھ فائدہ نہیں - اس کی ہار بھی ہار اور جیت بھی ہار جس کام میں نقصان ہو - اُس کے کرنے سے حاصل - خیر کچھ ہو میں چچا دھرتراشٹ سے زبان ہار چکا ہوں - کہ آپ جو فرمائینگے - میں اس کی تعمیل کرونگا - اب اُن کی سدول حکمی کروں تو گناہ - اس لئے چلنا بہر حال مناسب - چاہے بگڑے یا بنے - یہ کہکر جدھشٹر نے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ اندرپرستھ کی طرف سے رُخ پھیریں اور ہستناپور کا عزم کریں - چچا صاحب یاد فرماتے ہیں - جب راجہ جدھشٹر نے رتھ کی باگ ہستناپور کی طرف موڑی تو اُن کے بھائی گھبرائے کہ یہ معاملہ کیا ہے - چلتے دیر نہ بیٹھتے - مگر پرات کامی کی آمد اور راجہ دھرتراشٹ کے پیغام کی سُن گُن پائی تھی - اس لئے وہ راجہ جدھشٹر کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ

بھائی صاحب آپ کھو کر بھی نہ سیکھے افسوس - ذلت میں کیا کسر رہ گئی خیال فرمائیے - اور پھر آپ وہیں جاتے ہیں - کیا اب کچھ اور بے عزتی کی ہوس باقی ہے ٭

راجہ جدھشٹر - میں خود جوئے پر لعنت بھیجتا ہوں - قمار بازی سے مجھے سخت نفرت ہے - مگر بھائیو - سوچ لو - سمجھ لو - میں چچا دھرتراشٹ کو زبان دے چکا ہوں کہ جو آپ کہینگے - وہی کرونگا - مجال کیا جو فرق ہو اب وہ بلاتے ہیں - اگر نہ جاؤں تو میری بات میں فرق آجائیگا - میری زبان جھوٹی مشہور ہوگی - اس سے مناسب یہی ہے کہ وہاں چلے چلیں - چوسر دوسرے کھیلنے نہ کھیلنے کا اختیار ہے ٭

بھیم سین - ارجن - نکل - سہدیو راضی برضا - بڑے بھائی کی

فگاہ میں چلتے تھے۔ اُنہوں نے صرف اتنا تو کہا۔ کہ ہرن سونے چاندی کا نہیں ہوتا۔ مگر گردش قسمت سے مہاراجہ رامچندر بھی دھوکا کھا گئے اور تیر وکمان لے کر جو چلے۔ تو سیتا کو بھی ہاتھ سے کھو دیا۔ اور ہرن مار کر کیا ہاتھ آیا۔ کچھ بھی نہیں۔ تین کانے۔ جب مہاراجہ رامچندر ایسے پربھو پرشوتم کی بُرے دنوں میں عقل کام نہ کر سکی تو ہمارا آپ کا کیا ذکر۔ خیر آپ کی مرضی یہی ہے تو چلئے۔ جو قسمت میں لکھا ہوگا آگے آئیگا +

یہ کہکر سب بھائی مہاراجہ جدھشٹر کے ساتھ ہوئے۔ رتھ کے گھوڑوں نے قدم بڑھایا تو معلوم نہ ہُوا کہ کب راستہ کٹ گیا۔ خلاصہ یہ کہ پانڈو ہستناپور پہنچے۔ راج سبھا میں گئے۔ راجہ دھرتراشٹر کے قدم چومے اور بزرگوں کی پاپوشی کی دریودھن وغیرہ بھی اسی وقت کے منتظر تھے۔ جھٹ پٹ چوسر سامنے بڑھا دی شکنی مقابلے پر آ بیٹھا اور بولا کہ مہاراجہ جدھشٹر آپ کے ساتھ کھیلنے سے اب تک جی نہ بھرا۔ طبیعت نہ سیر ہوئی۔ بھلا ایک بازی تو اور ہو جائے۔ شرط یہ رہی کہ ہستناپور اور اندرپرستھ کی سلطنت۔ دولت۔ ٹھاٹھ باٹ ہاتھی گھوڑے لاؤ لشکر دونوں کے دونو داؤں پر لگائیں اور اس کے ساتھ ہی یہ شرط ہو کہ جو ہارے بارہ برس جنگل کی ہوا کھائے نہ سلطنت سے مطلب نہ مال و دولت سے سروکار صرف ایک مرگ چھالے سے غرض ہوگی اور دونو میں سے جس کی جیت ہو۔ وہ حرفے سے سلطنت کا مالک رہے نکسی کو شکایت کا موقع نہیں شکنی کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے۔ کہ سبھا میں رونق افروز دوراندیشوں نے منہ پیٹ لیا کہ ہے ابھی ایک معاملہ پیش ہو چکا ہے۔ اب یہ دوسری رنگت اور نئی فکر آنے لگی۔ سب لوگوں نے ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر کہنا شروع کیا کہ راجہ صاحب، آپ بھی کس فضولیات میں پڑے ہیں۔ چوسر کو ڈالو بھاڑ میں۔ جوئے کو جھونکئے چولھے میں۔ اتنی ہو چکی۔ اور پھر بھی آپ کا پیٹ نہیں بھرا۔ کیا بھارت ورش کو اُجاڑ کرنا مدنظر ہے۔ اسے پانچوں پانڈو کیا تمہاری بھی عقل خبط ہو گئی ... [illegible] ... بھی چھوٹ گئیں

کو کچھ سجھائی ہی نہیں دیتا۔ اتنا ہو چکا اور پھر آپ کی آنکھیں نہیں کیا
کچھ اور کسر باقی ہے ✦

راجہ جدھشٹر پر بینیچر دیوتا کی نظر تھی۔ وہ اس نصیحت کو اُلٹی سمجھے
اُنہوں نے خیال کیا کہ جو کوئی سمجھاتا ہے۔ اُن کے حق میں زہر ہوتا ہے۔
چنانچہ اُنہوں نے کہا کہ آپ لوگ فضول سمجھانے بجھانے کی زحمت اُٹھاتے
ہیں۔ جو شدنی ہے وہ ہوگا اُسے آپ کیسے روک سکتے ہیں۔ دوسرے
چھتریوں کا دھرم ہی یہ ہے کہ جوئے جدھ سے منہ نہ موڑیں۔ خواہ کچھ
ہی کیوں نہ ہو جائے اس لئے میں ایک بازی تو ضرور ہی کھیلونگا۔ ہار
جیت ایشور کے ہاتھ۔ اگر میں اس وقت میدان سے ہٹ جاؤں تو چھتری
کے نام کو کلنک لگے لوگ ہنسینگے کہ جدھشٹر ... ئے میں پیٹھ دکھا گیا۔
اس لئے میں ضرور چوسر کھیلونگا۔ مجھے پروا نہیں کہ شکنی پلے سرے
کے کھلاڑی سے سامنا ہے ✦

شکنی۔ مہاراجہ جدھشٹر۔ میدان ہمارا آپ کا ہے۔ کھیلتے ہم ہیں
دوسروں سے ہمیں کیا واسطہ ان کی بات سُننا ہی فضول۔ آئیے ہم
آپ شغل کریں۔ مگر پہلے شرائط اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ دونو راجے اور دونو
راجوں کا مال و دولت سب داؤں پر ہے۔ جو جیتے وہ سب لے جائے
اب رہے آپ اور دریودھن ان میں سے جو ہارے وہ بارہ برس سب
راج پاٹ چھوڑ کر بن میں رہے۔ بارہ برس ہو جائیں تو ایک برس
اور ایسا چھپے کہ فریق ثانی کو خبر نہ لگے۔ چاہے وہ سر پٹک، ٹیک کر
مر جائے۔ اگر پتہ لگ جائے تو پھر اور بارہ برس کا بن باس۔ بس
اتنی سی شرط ہے اور دونو کے لئے یکساں ✦

راجہ جدھشٹر کے بُرے دن تھے قسمت بگاڑ پر تھی۔ اُس نے
کچھ آغاز انجام نہ سوچا اور بہت اچھا کہکر چوسر کھیلنا شروع کی شکنی
پلے سرے کا چھٹا ہوا تھا۔ اس نے پانسہ پھینکا۔ تو جدھشٹر کے ہوش
اُڑ گئے کوروں نے بغلیں بجانا شروع کیں کہ وہ پانسہ جیت وہ بازی اپنے ہاتھ

ادھیائے ۲۲

راجہ جدھشٹر کی آخری ہار- بن باس کی تیاری دوشاشن کا جوش وخروش- شرارت انگیز اور دل شکن باتیں- بھیم سین اور ارجن کا عوض لینے کا تہیّہ- نارد کی آمد- راجہ دھرتراشٹ کو ملامت- سب پانڈوں کے عتاب سے خوف- وغیرہ وغیرہ

جس وقت آخری بازی میں کبھی پانسے نے موافقت نہ کی- اُس وقت جدھشٹر نے پوشاک شاہانہ اُتار کر مرگ چھالا اوڑھ لیا اور کہا کہ مال و دولت تخت سلطنت و تاج حکومت سب نذر ہے- اب یہاں جنگل میں منگل منائینگے- لنگوٹی میں پھاگ کھیلینگے- اچھا تو اب رخصت- آپ سب لوگ خوشی سے رہیں- بارہ برس گزرنے کے بعد زندگی ہوگی تو سب کو دیکھینگے ؎

در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں
رخصت اے اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

اے وحشت گری تحت کے چکر سے جاتے ہیں
رہو تم شاد اہل وطن ہم گھر سے جاتے ہیں

ایک ہے بات وطن میں ہے یا بن میں ہے
دُور جگ بھی نہیں کچھ روح اگر تن میں ہے

جیوں ہی راجہ جدھشٹر صحرا نوردی کے لئے نکلے دوشاسن نے آواز بلند کہا کہ چھ ... کے ٹکڑے ہوئے ... جہ در و دیوار وطن کی- اقبال

اسے کہتے ہیں۔ اوج مقدر اس کا نام ہے پانڈوؤں کو کیسا نیچا دکھلایا ہے
کیسے چیتے ڈھیلے کئے ہیں۔ کہ زندگی بھر نہ بھولینگے۔ ایشور تیرا ہزار ہزار
شکر۔ آج دشمنوں کی طرف سے دلجمعی ہوئی۔ بغلی گھونسوں کی طرف سے اطمینان ہوا
آستین کے سانپوں سے پنڈ چھوٹا۔ ایشور تیری مایا اپرم پار ہے تو نے مہاراجہ
دریودھن کو چکرورتی کی پدوی دلادی اب اس وقت روئے زمین پر ہم سب
کی کون برابری کرسکتا ہے۔ مہاراجہ دریودھن کا سارے زمانے میں حکم
چلیگا۔ انہیں کے نام کا سکہ بیٹھیگا۔ او۔ دروپدی پانڈوا ب کچھ بھی نہ ہے
جنگل میں ٹھوکریں کھاتے پھرینگے۔ بارہ برس تک ادھر ادھر پھرتے پھرتے
تلووں میں کھال نہ رہیگی۔ اگر تیرھویں برس ہم لوگوں نے ڈھونڈ نکالا تو
سمجھ لیں۔ کہ پھر بارہ برس وہی جنگل اور وہی کانٹوں کی تلووں کے چھالوں
سے رفاقت۔ پھر ایسوں کے ساتھ جاکر کیوں اپنی مٹی خراب کرتی ہے یہ
حسن وجمال۔ یہ نزاکت۔ یہ نازک اندامی۔ کہتا ہوں کہ ان کا ساتھ چھوڑ
ان کی محبت سے منہ موڑ۔ یہ مرد نہیں رہے۔ ہیز ہوگئے ہیجڑے ہوگئے
ایشور کی کرپا سے مہاراجہ دھرتراشٹ کی راجدھانی میں اتنے بیٹوں سے
اندر لوک کی سی چہل پہل رہتی ہے۔ جس کی رانی ہے اس کے عیش و
آرام دیکھ کر اندرانی کو بھی یہ رشک ہوتا ہے کہ ہائے میں کیوں کوروں
میں سے کسی کی رانی نہ ہوئی۔ کہتا ہوں کہ جنگل کی تکلیفیں خیال کر۔
خاندان اور گھر سے خارج شدہ پانڈوؤں کی محبت چھوڑ اور کورو راجکمار
میں سے جس کی چاہے ہو کے رہ۔ جس کا چاہے دامن پکڑلے۔ پانڈوؤں
کے ساتھ قدم قدم پر تلووں میں کانٹے ہونگے اور زبان پر آہ۔ کوروں کے
محلوں میں سونے چاندی کی پلنگڑی ہوگی۔ موتیوں کی جھالروں سے آراستہ
مخمل اور اطلس کے بچھونے ہونگے۔ اور پھولوں کی سیج۔ ہزاروں لونڈیاں
پاؤں دبائینگی۔ باندیاں آنکھوں سے تلوے ملینگی۔ سارا جسم گوندنی کی
طرح زیورسے لدا ہوگا۔ اندرپرستھ اور ہستناپور کے تمام اعلےٰ جواہرات
تیرے بدن پر ہونگے۔ اگر تو پانڈوؤں سے [illegible] سے کرم

پھوٹ گئے مٹی پلید ہوئی زندگی میں ایک لمحہ بھر بھی سکھ ہو تب کہنا بھی غنیمت ہے۔ جو کہنا ہو۔ پانڈووں کے سامنے کہہ لے۔ نہیں تو پھر عمر بھر پچھتانا ہی پڑیگا۔ کہ ہائے ملتا ہُوا راج پاٹ ہاتھ میں سے گنوا دیا ÷

دروپدی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اپنے پانڈووں کی حالت پر دل میں روتی۔ چھاتی پر پتھر رکھے دوشاسن کے پیٹ میں تیر چبھو نکلنے والے الفاظ خاموشی سے سنتی رہی۔ اس نے مناسب نہ سمجھا کہ دوشاسن سے زبان لڑائے۔ چنانچہ وہ ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہوئی کھڑی کھڑے آنسو بہتی رہی۔ اور سب پانڈو وقت پڑنے کے خیال سے بُت بنے بیٹھے رہے کوئی کچھ نہ بولا۔ صرف بہادر بھیم سین کو ایسی بیہودہ باتیں سننے کی تاب نہ تھی۔ وہ اُٹھ کھڑا ہُوا۔ اور جھپٹ کر دوشاسن کو دبوچ لیا اس وقت بھیم سین کی آنکھوں میں خون اُتر رہا تھا۔ چہرے کی تمتماہٹ دہکتی ہوئی آگ کا نظارہ پیش نظر کر رہی تھی۔ اس نے دوشاسن کو ایک ہچکولا دے کر کہا۔ او نابکار پھر وہی باتیں۔ نالائق زبان سنبھال کے بات نہیں کرتا۔ او دوشاسن تب میں بھیم سین جب میدان جنگ میں تیری ایک ایک بات کے عوض میں تیرا خون چوسوں۔ تیرا اچار نکالنا کونسی بڑی بات ہے۔ میں بیڑا اُٹھاتا ہوں کہ دریودھن وغیرہ کا بھی کچومر نکالوں۔ کرن کے جیسے بہت تیز ہیں۔ جب دیکھو بڑھ بڑھ کے باتیں مارتا ہے تو سہی بھائی ارجن اُس کو چٹنی کرے۔ اور شکنی ساری حرامزدگی تیری سمجھ لے کہ سہدیو تیرے لئے کال ہوگا۔ ایک دن میں سب کی بائی کچائی نکل جائیگی۔ وہ دن دور نہیں جب بھیم سین دوشاسن کا خون پی کر اپنی بات رکھیگا۔ سب سمجھ لیں کہ ان کی موتیں پھڑ پھڑانا شروع ہوگئیں شرمست آنے میں تھوڑی کسر ہے ÷

دوشاسن نا۔ صورت ہی کہے دیتی ہے زبان کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت۔ غیر دل کو خوش کر لو۔ پھر چاہے نمھی بھی نہ ماری جائے ÷

یہ کہکر دوشاسن مسخرہ پنا سے ... ہنسنے لگا

... سے ہٹ ...

بھیم سین کی اور آنتیں سُلگ اُٹھیں۔ اس نے اس کو پکڑ کر ایک جھٹکا دیا اور کہا۔ کہ چکھا دوں مزہ۔ رکھ دوں ابھی پسلیاں توڑ کے۔ بک بک کئے چلا ہی جاتا ہے۔ بھیم سین کی ایک جھڑپ تیرے واسطے کافی ہے +

دوشاسن۔ تم گٹو ہو اپنی طرف دیکھو۔ گٹو پر غصہ فضول ہے۔ گٹو مارے تب بھی اُس کو مارنا لازم نہیں +

یہ فقرہ پہلو دار تھا۔ یعنی او بھیم۔ تُو مرگ چھالا اوڑھے ہے۔ تُو اس وقت فقیری کی حالت میں ہے۔ تجھ کو مارنا ہی کیا۔ اگر اس حالت میں نہ ہوتا تو ابھی کتن بدیا ہو جاتی۔ بھیم سین اس شرر انگیز کلام پر اور جھلایا۔ اور بولا۔ کہ او بے ایمان۔ تمام زمانے کے جعلساز۔ پانسے بنا بنا کر کمل ڈال کے لوٹا۔ ہم کچھ نہ بولے۔ پھر بھی بات بات میں زہر اُگل اُگل کر کلیجے میں نشتر چبھوتا چلا جاتا ہے۔ زبان میں لگام نہیں دیتا۔ منہ نہیں سی لیتا۔ تتنی لپ لپ چلی جاتی ہے۔ سمجھ لے کہ شامت سوار ہے۔ بھیم جو کہہ چکا۔ وہ امٹ ہے جو زبان سے نکلیگا۔ کر کے چھوڑیگا۔ اگر تیرا خون پی کر تیری بوٹی بوٹی نہ کاٹوں تو دین و دنیا میں روسیاہ +

جدھشٹر۔ بھائی بھیم سین تم اتنے سمجھدار۔ پھر اس توتو مَیں مَیں سے فائدہ۔ سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا۔ جب وقت آئے تب دیکھ لینا۔ یوں فضول تھکا فضیحتی سے نتیجہ۔ آؤ چلیں +

یہ کہکر راجہ جدھشٹر نے بھیم سین کی بانہہ پکڑ لی اور دوشاسن کو چھوڑ کر وہاں سے روانہ ہونے لگے۔ دریودھن بھی ساتھ ہُوا۔ ظاہری غرض یہ تھی کہ چند قدم پہنچا دے۔ مگر دل میں شرارت تھی۔ چلا تو بھیم سین کی نقل کرتا ہُوا +

بھیم سین۔ او۔ دریودھن بھیم سین کی طرح چلنے کے لئے منہ چاہئے تو میری نقل کر کے بھیم سین نہیں ہو سکتا۔ وہی دریودھن رہیگا۔ جس کو مَیں ٹھینیاں دیا کرتا تھا۔ اور جس رانِ کو بھیم سین کا گدا توڑ کے چورچور کریگا۔ بھیم سین بھیم سین ہی ہے۔ دریودھن کو بھیم سین سے کیا نسبت +

بوزینہ ز نقل آدم انسان نشود

تو بھیم سین کو منہ چڑھاتا ہے۔ یاد رکھ کہ تو اور تیرے بھائیوں کا سر کچلے بغیر نہ رہونگا۔ بھیم سین یہ کہتا ہوا چلا جا رہا تھا جب وہ چپ ہوا تو ارجن شیر کی طرح گرجا کہ او دریودھن کس خیال میں ہے تو ارجن کو نہیں جانتا۔ کرن کے برتے پر پھول رہا ہے۔ کرن چیز ہی کیا ہے یاد رکھ کہ جس کرن پر تجھ کو ناز ہے۔ جس کی تیراندازی کے غرور میں تو اندھا ہو رہا ہے۔ اس کو اس کی فوج کے ساتھ خاک پر سلانے والا یہی ایک ارجن ہوگا۔ جس ارجن کے دل کو آج تو دکھا رہا ہے وہ کرن کو مار کر تیرے کلیجے کے ٹکڑے اڑائیگا۔ جو پرتگیا کی ہے۔ مجال کیا نہ پوری اترے کرن میرے تیر کا حصہ ہوا۔ اب رہا تو اور دوشاسن اور تیرے بھائی۔ ان کو بھیم سین کے زور بازو کا لقمہ سمجھ۔ تیری ران توڑے بغیر بھیم سین رہے یہ ناممکن۔ دوشاسن کا خون نہ چوسے کیا مجال تیرے بھائیوں کے دھرے کے دھرے نہ اڑائے ناممکنات سے۔ شکنی نے بڑا جعل فریب کیا۔ وہ سہدیو کے ہاتھ سے جہنمی ہوگا ۔

بھیم سین۔ اس وقت دریودھن جو چاہے گا لے۔ جب کہیں میدان جنگ ایسی انتہی پر چڑھ گیا تو ران توڑ نا کیا۔ اگر اس کے سر کو پاؤں سے نہ کچلا۔ تو پھر بھیم سین کی بات کیا۔ دوشاسن بہت گال بجاتا ہے۔ یہ سمجھ لے کہ اس کا خون بھیم سین ہی کے چوسنے کے لئے ہے۔ وہ سب کو یونہی مار ماروں کہ سانس نہ آئے۔ ایک ایک ہپوے میں سب کا کام تمام ہوگا۔ ایک ایک جھڑپ سب کا خاتمہ کریگی ۔

ارجن۔ اس وقت یہ سب مسخرہ پن کرتے ہیں تو کرنے دو۔ منہ چڑھاتے ہیں تو چڑھانے دو۔ ہم سب کو دھرم کا خیال ہے۔ نہیں تو کہ رہ چیز ہی کیا ہیں۔ مورکھوں کو مارنا ہی کون بات۔ بھائی بھیم سین جی آپ غصہ روکیں۔ غیظ و غضب نہ کریں۔ تیرہ برس ہم لوگوں کو کاٹنا کچھ مشکل نہیں پل مارتے کٹ جائینگے ... کٹ گیا جائیگا

آج جو پرتگیا کی ہے۔ جس بات کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اس کو تیرہ برس کے
بعد دکھا کر رہینگے۔ ارجن تب ارجن جب کرن کو اس کے ہیکڑی باز
راجاؤں کے ساتھ خاک پر لوٹتا اور خون میں ڈوبتا تیرتا دکھاوے۔
دریودھن کرن ہی کے بھروسے پر اکڑتا ہے۔ میں پکار کر کہتا ہوں کہ اس
کی موت میرے ہاتھ ہے۔ اگر نہ مارا تو میرا نام ارجن نہیں۔ میں چودہ برس
تک صبر کرونگا۔ آفتوں مصیبتوں کی کچھ پروا نہیں۔ جہاں یہ مدت گزری
بس ہم ہونگے اور دریودھن۔ اگر اس نے راج واپس نہ کیا۔ تو چاہے سورج
پچھم سے نکلنے لگے۔ مگر میں بغیر راج لئے کسی کی جان نہ چھوڑونگا۔ اور اس
وقت کی پرتگیا نہ پوری کروں۔ تو منہ کالا کر کے دنیا کو منہ نہ دکھاؤں۔ اور
شکنی تو اپنے چھل کپٹ پر اتراتا ہے۔ جعل فریب پر ناز کرتا ہے۔ بناوٹی
پانسے پر اُچھل کود رہا ہے۔ بے ایمانی پر بغلیں بجاتا ہے۔ یہ نہیں جانتا
کہ تیری ساری کارستانیاں تیری جان گنوا کر پیچھا چھوڑینگی۔ اگر مجھ سے
تجھ سے سامنا ہو گیا۔ تو ایسا کچومر نکالوں کہ تو بھی یاد کرے۔ مگر تو
سامنے ہی کیوں آئیگا۔ دم دبائے منہ چھپائے الگ چھپا ہوگا۔ مگر
مردمی تب ہے کہ تو مقابلے پر آئے اور میں اپنی پرتگیا پوری کرنے کے
لئے تیری بوٹیاں نوچ نوچ کر کوؤں چیلوں کو کھلاؤں +

نکل۔ اے راجہ دھرتراشٹ کے کپوتو۔ اب تک تمہاری بہت سہی۔
اب اپنی خیر منانا۔ اتنا ہو گیا میں نہیں بولا۔ صبر کی داد ایشور دیگا۔ اگر
تم سب کے دھرّے نہ اُڑا دئے۔ تو کچھ کام ہی نہ کیا۔ سب کی باتیں سُنتے
سُنتے کلیجہ پک گیا۔ اب جب بن سے لوٹینگے۔ تو ایک ایک کا منہ پچلینگے۔
ابھی جتنا چاہے زبان کا سنیچر اتار لو۔ مگر جب تیر تلوار کی نوبت آئیگی
تب معلوم ہو جائیگا۔ کہ جو زبان آج ہمارے کلیجے میں زخم ڈال رہی ہے
وہ تمہاری سب کی جان لیوا تھی یا ہمیں دکھ دینے والی +

جدھشٹر نے کہا۔ بھیم سین۔ ارجن۔ نکل۔ اس واہیات لوا لوجو ہے

بھاڑ میں اپنی تہذیب کو کھو نا کس نے کہا ہے۔ جو جس کو کہنا ہو کہنے دو۔

ایک چُپ میں ہزار بلائیں ٹلتی ہیں۔ فضول زبان لڑانے سے فائدہ۔ آؤ چلیں۔ دم بھر کا تو بھروسہ نہیں ہوتا۔ چودہ برس کس نے دیکھے ہیں۔ اگر جیتے پھرے تب جو ہونہار ہوگی۔ خود ہوگی۔ اس وقت ہمارا فرض ہے کہ میل جول سے رخصت ہولیں۔ زندگی ہے۔ تو پھر سب سے ملینگے +

(دہرتراشٹ جی سے) مہاراج چرنوں سے رخصت مانگتا ہوں اور سب بھرت بنسیوں کو ڈنڈوت کرکے چودہ برس کے لئے قدم چھوڑتا ہوں۔ دادا بھیشم پتامہ۔ گرو درونا چارج۔ مہاراج کرپا چارج جی آپ اجازت دیجئے۔ بن کے دُکھ اُٹھا آؤں اور پھر واپس آکر چرنوں کے درشن کرونگا +

راجہ جدھشٹر جن صاحبوں سے مخاطب ہُوا۔ اُن کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے دل اُمنڈ پڑا۔ منہ سے بات نہ نکل سکی۔ مگر ہاں دل ہی دل میں سب نے دعا دی کہ پھلو پھولو۔ جہاں رہو خوش رہو۔ خیر صلاح سے واپس آؤ۔ بدر جی کو لائق بھتیجوں سے کمال محبت تھی۔ پانڈوؤں کو بچھڑتے دیکھ کر اُن کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ اُنہوں نے دوڑ کر جدھشٹر کو گلے سے لگا لیا۔ اور بولے تم دھرم کی راہ جاتے ہو۔ مَیں روک نہیں سکتا۔ تمہارا دھرم تمہارا نگہبان۔ مگر سوچو مہارانی کنتی کا جنگلوں میں پھرنا کیسے ہوسکیگا جس نے محلوں کی آسائش کے سوا اور کچھ دیکھا ہی نہیں۔ جس نے جواہرات سے جڑے سونے کے پلنگوں کے سوا زمین پر قدم نہیں رکھا۔ جس کے نازک نازک تلوے اطلس اور مخمل کے فرش کے سوا جانتے ہی نہیں کہ خاک کیسے چھو جاتی ہے وہ بڑھاپے میں ایام ضعیفی میں جنگلوں جنگلوں ماری پھرے مَیں منظور نہیں کرتا۔ تم عقلمند ہو۔ سمجھدار ہو۔ انجام بین ہو۔ دور اندیش ہو۔ غریب کو کہاں کہاں گھسیٹتے پھروگے۔ میری خواہش ہے کہ مہارانی کو یہیں چھوڑے جاؤ مَیں دل و جان سے خدمت کرونگا۔ ان کو تکلیف نہ ہونے پائیگی +

جدھشٹر۔ آپ کی بزرگانہ توجہات کا شکریہ۔ میں تو آپ کو پتا کی جگہ پر سمجھتا ہوں۔ میرے لئے آپ کا سایۂ عاطفت غنیمت ہے۔ آپ کا ہاتھ میرے لئے سایۂ ہما سے زیادہ ہے۔ آپ جو فرمائینگے۔ وہ میری بہتری کے لئے ہوگا۔ میں کبھی آپ کے فرمانے کو ٹالنے کی جرأت نہیں کرسکتا اور نہ شاید آج تک جرأت ہوئی ہو۔ آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر۔ آپ جو فرمائینگے من وعن اُس کی تعمیل کی جائیگی +

بُدھر جی۔ تم سے بڑھ کر دھرم کے جاننے والا کون ہے۔ عالمیت میں کوئی تمہارا مقابلہ کرنے والا نہیں۔ سادرن رشی سے ہمالے میں بیاس جی سے بارنادبت میں۔ است رشی سے بھرنگ پربت (پہاڑ) پر بھرگ جی سے کلماکھ ندی کے ساحل پر اور ہر موقع پر نارد جی سے تعلیم پائی۔ تم سے بڑھ کر وید شاستر نیت دھرم کا جاننے والا اور کون ہے تم کو کچھ سمجھانا۔ صلاح مشورہ دینا۔ سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ مگر ہاں چونکہ میں تم سے بڑا ہوں۔ بڑوں کی محبت کا تقاضا یہی ہے کہ چھوٹوں کو کچھ نہ کچھ نصیحت کریں۔ اس سے میں تم سب کو ہدایت کرتا ہوں کہ بڑے میل جول سے رہنا۔ بڑے پیار سے بسر کرنا۔ سمجھ لو کہ بندھی ہوئی مٹھی مشکل سے کھلتی ہے۔ ایک دوسرے کو سب آسانی سے توڑ سکتے ہیں۔ مگر جب تنکے بٹ گئے ہوں تو مجال کیا کہ کسی کو کوئی توڑ سکے۔ ایک اینٹ کو ایک دو برس کا بچہ بھی اُٹھا کر پھینک سکتا ہے۔ لیکن جب ایک اینٹ سے دوسری اینٹ ملتے ملتے دیوار تیار ہو گئی تو ہاتھی بھی نہیں ریل سکتا۔ خواہ زلزلہ بھی ہلانے تو دانتوں پسینہ آجائے۔ اس سے میری نصیحت ہے کہ آپس میں ایک ایک کا دل ہاتھ میں لئے رہیں۔ کبھی وہ بات نہ ہو کہ بھائی کے دل پر شکن آئے۔ اگر باہم اتفاق رہیگا تو دیکھ لینا کیا اقبال و دولت کی افزونی ہوتی ہے۔ اگر گھر ہی میں پھوٹ ہوئی۔ تو سمجھ لو بس گھر کا گھر ہی بگڑا۔ [illegible]

[illegible] اس طرح کٹ جاتی۔ [illegible]

کٹ جاتی ہے مگر مہارانی کنتی کو چھوڑ جاؤ ؛

جدھشٹر۔ آپ کی نصیحتیں جان کے ساتھ۔ آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر۔ مَیں کبھی کوئی بات نہ بھولونگا۔ مگر ماتا کنتی کی نسبت ابھی مَیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ اُن کی مرضی پر منحصر ہے۔ یہاں رہیں یا جانے کو منظور فرمائیں۔ بہر حال مَیں راضی برضا ہوں۔ ماتا جی کے پاس جانے پر اس کا تصفیہ ہو جائیگا ؛

یہ کہکر راجہ جدھشٹر وغیرہ کنتی کے پاس گئے۔ عرض کی کہ رخصت دیجئے۔ تیرہ برس کے لئے قدموں سے جدا ہوتے ہیں۔ کنتی یہ سُنتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ کہ ہائے پرمیشور یہ معاملہ کیا ہے۔ کلیجے کے ٹکڑوں کا کلیجے سے چھوٹنا کیسا۔ آخر کہاں جاتے ہو۔ کس طرف جاتے ہو۔ مجھے کیوں چھوڑے جاتے ہو کیا تم سب کو اسی دن کے لئے پالا پرورش کیا تھا کہ جب بڑے ہو جب سب لائق ہو تو یوں دھتا بتاؤ ؛

جدھشٹر۔ (قدموں پر گرکر) نہیں ماتا جی نہیں۔ مَیں بیوقوفی سے سب راج پاٹ ہار گیا۔ اب مجھ پر تیرہ برس کا بن باس فرض ہے۔ مَیں نے جیسا کیا اُس کا پھل بھوگونگا۔ میرے لائق بھائی بھی میرے ساتھ ہیں۔ آپ کی بہو بھی راضی برضا ہے۔ جنگلوں میں اپنا ہی سنبھالنا مشکل ہوگا۔ پھر آپ کو بڑھاپے میں تکلیف دینا کس طرح گوارا ہو جس راہ سخت میں جاتے ہوئے۔ ہم لوگوں کے جی چھوٹتے ہیں۔ وہاں آپ خود سمجھ لیجئے کہ آپ کو گھسیٹنا کوئی بھی پسند نہ کریگا۔ ہم لوگوں کی قسمت میں آپ کی خدمت تیرہ برس تک لکھی نہیں۔ جہاں قسمت سے تخت و تاج اُتر گیا۔ وہاں یہ شرف سعادت بھی گیا۔ آپ چچا بدر جی کے ساتھ رہیں۔ ہم گئے۔ اور تیرہ برس کے بعد واپس آئے۔ اتنے دن کتنا کون بات ہے۔ صبح ہوئی شام ہوئی۔ اور بس ہوتے ہوتے ایک دن تیرہ برس ختم۔ پھر ہم لوگ ہونگے۔ اور آپ کے قدم۔ ہاں ضرور [illegible] سے جلنا۔ [illegible] مشکل [illegible]

[illegible] برس کے بعد ایک

سال چھپنا لازمی ہوگا۔ چھپنے سے مراد یہ ہے کہ ہم لوگوں کو خاص احتیاط سے اپنے کو پوشیدہ رکھنا پڑیگا۔ تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔ کہ کون ہیں۔ اور کوروؤں کو کسی طرح معلوم نہ ہو سکے کہ ہم کہاں ہیں اگر معلوم ہو جائیگا تو پھر بارہ برس کی میعاد بول جائیگی۔ اور ہم کو پھر وہی ٹھوکریں کھانا نصیب ہونگی۔ جن کے لئے اس وقت آپ آنسو بہا رہی ہیں۔ اس شرط کی وجہ سے میں یہی پسند کرتا ہوں کہ آپ چچا بدر جی ہی کے یہاں قیام کریں۔ ہم تیرہ برس کے بعد درشن کرینگے ✦

مہارانی کنتی کی حالت اس وقت عجیب دردناک تھی۔ پیارے بیٹوں کی جدائی میں آنسوؤں کا ایک دریا آنکھوں سے جاری تھا۔ ساتھ نہ جانے کی مایوسی رُلا رُلا کر چوٹے سنجا رہی تھی۔ کلیجہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا۔ دل کی ٹیس آگ پر کے پارے کو مات کر رہی تھی۔ وہ دوڑ دوڑ کر کبھی جدھشٹر کو گلے سے لگاتی تھی۔ کبھی بھیم سین کو چمٹا لیتی تھی۔ اگر ارجن کو ایک طرف سے سینے سے لگا لیا۔ تو دوسری طرف نکل وسہدیو کو۔ وہ اپنے پیارے کلیجے کے ٹکڑوں کا منہ دیکھتی اور اپنے کو کوستی تھی کہ ہائے سارا قصور میرا ہے۔ میرے ہی سبب سے آج میرے بچوں کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا۔ میں اُس وقت کیوں نہ مرگئی۔ میرے پران اُس وقت کیوں نہ نکل گئے۔ جب ست سرنگ سے سب کو لے کر بچی پرآئی۔ ہائے میں تو بے موت مرگئی۔ جب میرے بیٹے نظر سے اوجھل ہونگے تو زندگی کیسے رہیگی۔ اے پرمیشور کسی کی آئی مجھ کو آجائے۔ تو میں تیری قدرت کی قائل ہو جاؤں۔ اب پران رکھنے سے فائدہ ہی کیا۔ او آسمان مجھ پر پھٹ پڑ۔ او زمین شق ہو جا۔ بہت زندگی کا لطف اُٹھا لیا۔ اب زیادہ ہوس نہیں۔ ارے کرشن چندر دوارکا میں بیٹھے کیا کر رہے ہو۔ میرا بھی تم پر کچھ حق ہے۔ جہاں دروپدی کی لاج رکھی ہے۔ وہاں میری بھی بات رکھو۔ اور آرام سے خاک پر سلا دو۔ اس کے سوا میں اور کچھ نہیں چاہتی ✦

ادھر کسی ایک بیٹے سے چپٹ کر وہ ہار ہی تھی ادھر

پانڈو بے سرپرست ماں کے حال زار پر آنسو بہاتے تھے۔ ایک ایسا عالم حسرت و افسوس تھا۔ کہ دیکھنے والوں کے کلیجے پھٹتے تھے۔ بدرجی کے دل کی کیفیت اور ہی تھی۔ وہ لاکھ دل سنبھالتے تھے مگر نہ سنبھلتا تھا۔ انہوں نے مہارانی کنتی کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور عرض کی کہ مہارانی تمہارے بچے قول ہار چکے ہیں۔ انہیں بن میں جانے دو۔ جانتی ہو کہ یہ میرے کیسے پیارے ہیں۔ میں بھی تیرہ برس چھاتی پر پتھر رکھونگا کیونکہ دھرم کا نباہ دینا ہی لوک پرلوک بنانے والا ہے ✤

دھرم رہے تو سب رہے دھرم گئے سب جائے

ان کو دھرم کی راہ میں چلنے دو۔ دھرم سب کام سدھ کردیگا۔ اب رہی جدائی اس کے لیئے ہمارا تمہارا فرض ہے کہ زندگی کی دعا کریں۔ زندگی کے لیئے تیرہ برس کیا سو پچاس برس بھی کچھ دور نہیں۔ آپ ان سب کو جانے دیجئے۔ مجھ پر ہاتھ رکھئے۔ آپ کو میں ماتا سے بڑھ کر سمجھونگا اور آپ مجھے اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کی طرح سمجھیں۔ تیرہ برس جنگل میں پھرنا دل لگی نہیں۔ آپ کو تو پانڈو سر آنکھوں پر رکھینگے کیسی حالت میں تکلیف نہ ہونے پائیگی۔ مگر ڈر یہ ہے کہ کورو جب پتہ لگائینگے۔ نشان ڈھونڈینگے ایسی حالت میں ممکن ہے کہ آپ کی ہمراہی سے وہ اپنے آپ کو پوشیدہ نہ رکھ سکیں۔ اور پھر تیرہ برس کا بن باس اور نصیب ہو اسی طرح ہمارے پیارے بھتیجوں کی عمر ہی صحرا نوردی کے سوا راج پاٹ کا سکھ نہ دیکھا سکے۔ اس لیئے میں ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں کہ آپ یہیں رہیں۔ بیٹوں کے حق میں دعائے خیر کریں اور سب کو جانے دیں ✤

مہارانی کنتی کا دل تڑپ رہا تھا۔ کلیجے کی ٹیس دم بھر نکا رہی تھی۔ وہ کبھی ایک بیٹے کو دوڑ کر گلے سے لگاتی تھی۔ اور کبھی آنکھوں میں اندھیرا آجانے سے دوسرے بیٹے کو کلیجے سے لگاتے ہی غش کھا کر گر جاتی تھی ✤

پانڈو صادق القول تھے۔ یہ اپنی بات سے ہٹنے والے کہاں۔ جس طرح بنا ماتا کنتی کو سمجھا بجھا کر [illegible] وہ کہ جنگل [illegible]

[illegible] اور مہارانی

کنتی کو بدر جی کے پاس چھوڑا۔ یہ موقع عجیب درد انگیز تھا۔ تمام راج پاٹ ہارے ہوئے پانڈو جانی دشمن کے پہنچائے صدموں اور اپنی ندامتوں کا خیال دل میں جمائے ہوئے اس دن کو یاد کر رہے ہیں جب زمانہ آستانِ دولت پر سر جھکائے ہوئے تھا۔ جن بازوؤں نے تمام روئے زمین کے زبردست سے زبردست راجوں مہاراجوں کی چولیں ڈھیلی کر کے راجسو یگیہ کو اس خوبی سے انجام کو پہنچایا کہ کوئی بھنگا بھی بھنک نہ سکا کوئی مکھی بھی نہ بھنبھنائی آج وہ بازو شہبازوں کے پروں کی طرح دھرم کے ڈورے میں بندھے ہیں۔ طاقت پرواز تو ہے۔ مگر مجبور ہیں کہ ڈورے سے پر جکڑے ہوئے ہیں۔ راجہ جدھشٹر کو کچھ تو ضابطہ کچھ اپنی غلطی پر نادم وہ دل میں سوچتے تھے کہ ہائے میری بدولت میرے بھائیوں کا یہ حال ہوا۔ میرے ہی سبب سے مہارانی دروپدی پر یہ ظلم و ستم ہوئے اور اب میری ہی وجہ سے میرے پیارے بھائی راج کے سکھوں سے محروم ہو کر بن باس کے زمانے میں میری رفاقت اختیار کئے جاتے ہیں۔ ہائے جس ماتا نے دن کو دن رات کو رات نہ سمجھ کر ہمیں اتنا بڑا کیا۔ آج ہم اپنی بے سعادتی سے اس کو تیرہ برس کے واسطے تنہا چھوڑتے ہیں۔ اس دردناک نظارے کو الفاظ میں دکھا دینا قلم کا کام نہیں۔ ہر شخص اپنے کلیجے پر ہاتھ رکھ کر خود اندازہ کر سکتا ہے کہ ماں بیٹوں کی جدائی کے وقت ماں کا کیا حال ہوتا ہے اور سعادتمند بیٹے کے دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ نالائقوں کا ذکر نہیں ⁂

پانڈوؤں نے نہایت مجبوری سے چھاتی پر پتھر رکھ کر ماتا کنتی کو بدر جی کے پاس چھوڑا۔ اور ماتا کنتی نے منہ پیٹ پیٹ کر بال نوچ نوچ کر چھاتی کوٹ کوٹ کر کلیجے کے ٹکڑوں کو کلیجے سے جدا ہونے کی اجازت دی۔ شہر میں کہرام تھا۔ اور گلی گلی میں ماتم عام کہ ہائے لائق پانڈو تیرہ برس کے لئے بن باس جاتے ہیں ⁂

پانڈو ماتا سے رخصت ہو کر دروپدی کو لئے ہوئے چل دئے جو دیکھتا تھا

وہ روتا تھا۔ کہ جن کے قدموں کے نیچے آنکھیں بچھتی تھیں۔ جن کے
تلووں کو پھولوں کے سوا خاک کے ذرے سے شناسائی تک نہ تھی
وہ آج پیدل چلے جاتے ہیں۔ واہ رے انقلاب زمانہ اور نیرنگیِ فلک +

جس وقت راجہ دھرتراشٹ نے سنا کہ پانڈو دنیا پر لات مار گئے
تیرہ برس تک صحرا نوردی اختیار کی تو کلیجہ ہل گیا۔ دل اُمنڈ پڑا آنکھوں
میں آنسو بھر آئے۔ بدرجی کو فوراً بلایا اور پوچھا کہ پانڈو کہاں ہیں +

اس کا جواب یہی تھا کہ وہ اپنا دھرم پالنے قول نباہنے کے لئے
تیرہ برس کے واسطے صحرا نوردی کو روانہ ہو گئے +

بدرجی کے جواب پر دھرتراشٹ حیران ہو گیا۔ اور بولا کہ آخر کیسے
گئے۔ کچھ ساز و سامان۔ کچھ زادِ راہ کچھ توشۂ سفر +

بدرجی۔ نہ زادِ راہ ہے نہ توشۂ سفر۔ فقط ہاتھ پاؤں پر تیرہ برس
کی جلاوطنی گوارا کی ہے۔ جہاں تک میں جانتا ہوں ایک چھنجی بھی پاس نہیں؟

راجہ دھرتراشٹ۔ تو آخر گئے کس حالت سے ہیں +

بدرجی۔ راجہ جدھشٹر تو اپنا منہ ڈھانپے ہوئے گئے ہیں +

راجہ دھرتراشٹ۔ یہ کیوں اس کا سبب +

بدرجی۔ آپ جانتے ہیں کہ راجہ جدھشٹر دھرم کا سروپ ہے دھرم
کی طاقت چھپی نہیں۔ اگر وہ منہ ڈھانپ کر نہ جاتے تو ممکن تھا کہ
ہزاروں راہ چلتے جل بجھ کر رہ جاتے۔ جدھشٹر نے منہ ڈھانپ کر
عوام پر احسان کیا۔ ورنہ جس طرف نظر اُٹھتی۔ ایک آگ کا شعلہ اسی
طرف انگارے سے سلگا دیتا +

راجہ دھرتراشٹ۔ اور دروپدی کہاں ہے +

بدرجی۔ دروپدی بھی پانڈوؤں کے ساتھ گئی +

راجہ دھرتراشٹ۔ اس نے کچھ زیور و لباس ساتھ لیا یا نہیں +

بدرجی۔ کچھ بھی نہیں۔ کیا زیور کیا لباس سب اُس نے کوروں کے حوالے
کیا۔ وہ اپنے سر کے بالوں سے منہ [illegible]
[illegible] بکھیرے گئی ہے۔ جس

کا اشارہ یہی ہے کہ جس طرح آج وہ چہرے پر بال بکھیرے جا رہی ہے۔ اسی طرح چودھویں برس کورو خاندان کی عورتیں اپنے خاوندوں کے غم میں بال بکھیرے ہوئے گھروں سے روتی پیٹتی نکلینگی +

راجہ دھرتراشٹ - اور کوئی بھی ساتھ ہے +

بدُرجی - ہاں دھوم رشی بھی ہاتھ میں کشائے شام وید کی رچائیں دمنتر پڑھتے چلے جاتے ہیں +

راجہ دھرتراشٹ - اس سے غرض اس کا مطلب +

بدُرجی - غرض اور مطلب کا پوچھنا کیا - خلاصہ مطلب ظاہر ہے کہ جس طرح کوروں نے پانڈووں کا ستیاناس مارا ہے - اسی طرح چودھویں برس پانڈو کوروں کو چاپر کریں - دُھرسے اُڑائیں - چرسا نکالیں +

راجہ دھرتراشٹ - بھائی یہ تو بڑی خراب بات ہوئی +

بدُرجی - میں نے آپ کو پہلے ہی مطلع کیا تھا روکا تھا - مگر آپ نے لڑکوں کے بہکانے سے اونچ نیچ نہ سمجھی - اب کیا ہوتا ہے - تیر کمان سے نکل گیا - گویہ کتنا گستاخی ہے کہ آپ بڈھے ہوگئے - آپ جوانوں کی عقل کو نہیں سمجھ سکتے - مگر میں اس کلمۂ بے ادبی کی معافی مانگتا ہوں کہ آپ نے عمر بھر کی ناموری مٹی میں ملادی جوئے کے لئے بلا کر اپنے نام پر وہ دھبہ دکایا جو اُس وقت تک مٹنے والا نہیں - جب تک دنیا قائم ہے - جوے کے لئے بلانا - چھل کپٹ جعل فریب کرنا آپ کے نزدیک کچھ بات نہ ہو - مگر میں جہاں تک خیال کرتا ہوں - اس کا نتیجہ ایسا خونخوار ہوگا - جس کی نظیر دنیا میں مل ہی نہ سکیگی - آپ چاہے بُرا مانیں مگر میں خوشامدی نہیں - ہاں میں ہاں ملانا نالائقوں کا کام ہے - چاپلوسی پر لعنت بھیجتا ہوں - ایمان کی کہنے میں جان بھی چلی جائے تو باشد - کھری کہنا اپنا دھرم سمجھتا ہوں اس لئے میرا قول ہے کہ

کورو اپنی موت کا بیج بو رہے ہیں - چودھویں برس میں یہ بیج درخت

ہوگا وہ اس وقت سب پھل پھینکی اور اس درخت کی لکڑی کی چتا بنے گی

ہونگے۔ کچھ آپ کو سُنائی دیتا ہے کہ کیسی کیسی منحوس آوازیں کانوں کے پردے پھاڑ کر دلوں کو ہلا رہی ہیں۔ اوج ہوا پر گدھ چیل کوّے چیخ رہے ہیں۔ زمین پر گیدڑوں کی آواز آ رہی ہے۔ کیا یہ سب علامتیں بے اثر ہیں۔ ان کی تاثیر ادپر جانے والی نہیں۔ میری رائے میں کوروں کی تباہی کی پیشینگوئی ان سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ قدرت کی طرف سے ہم کو خبر دی جا رہی ہے۔ کہ انقلاب عظیم سے ہوشیار۔ اور ماتم عام کے لئے تیار رہو ۔

یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دفعتہً نارد جی وارد ہوئے۔ ان کے ساتھ بہت سے رشی مہرشی تھے۔ ان کی آمد پر بڑے تپاک سے استقبال ہُوا۔ سر آنکھوں پر جگہ دی گئی۔ جب نارد جی سنگھاسن پر بیٹھے۔ تو انہوں نے یوں زبان سے گوہر افشانی کی ۔

راجہ دھرتراشٹ تم ایسے عقلمند جہاندیدہ۔ سرد و گرم زمانہ چشیدہ۔ دھرم میں نامی۔ مآل اندیشوں میں گرامی اور افسوس کہ عمر بھر کا نام ذرا سی بات میں مٹا دیا۔ پانڈو ایسے لائق ان کے ساتھ ایسی واہیات کرتوت کچھ شک نہیں کہ تمہارے خاندان پر آفت آئے بغیر نہیں رہ سکتی سارا کنبہ سمجھ لو۔ کہ کٹنے ہی کو ہے۔ ادھر چودھواں سال آیا۔ ادھر ارجن مہاراشئی اور بھیم سین مہاپراکرمی کے ہاتھوں سب کورو خاک وخون میں ملینگے۔ بدر جی نے لاکھ سمجھایا۔ مگر تمہاری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ تم نے کسی کا کہنا نہ مانا۔ صرف دریودھن کی بات پر عمل کیا۔ سمجھ لو کہ تباہی کا تخم بو گیا۔ جدھشٹر کے ساتھ جُوا کھیلنا تباہی کی جڑ تھا۔ اب بیخ و بن سے خاندان کے اُجڑنے میں فرق نہیں۔ بھلا جوئے میں کوئی ایسی بھی حرکت کرتا ہے۔ جس سے ایک فریق کھلی ڈال کر لوٹ لیا جائے جدھشٹر ایسے دھرماتما کے ساتھ جعل فریب کرنا ایک دن ایسا رنگ لائیگا کہ سب راج پاٹ چوپٹ ہو جائیگا۔ اب بھی کچھ نہیں گیا جدھشٹر [illegible] خاندان کی عافیت چاہتے ہو تو پانڈوں

کی دلجوئی کرو۔ لڑکوں سے کہو کہ معافی مانگیں اور دشکنی کی تلافی کریں۔ اگر نہیں منظور تو تم جانو اور تمہارا کام ہے

سمجھانے سے ہم کو تھا سروکار اب مانو نہ مانو تم ہو مختار۔

یہ کہکر نارد جی تو رشیوں منیوں کے ساتھ نظر سے غائب ہو گئے۔ یہاں دھرتراشٹ کو اونچ نیچ نظر آنے لگی۔ اور وہ اس فکر میں غلطاں پیچاں ہوا۔ کہ اب کیا کیا جائے۔ نارد جی کی گفتگو دریودھن دوشاسن سُن چکے تھے وہ گھبرائے ہوئے درونا چارج کی خدمت میں گئے اور درخواست کی کہ مہاراج اب آپ ہی پناہ دینگے تو کام بنیگا جان بچیگی +

درونا چارج۔ جتنے رشی اور برہمن ہیں۔ یہی اُڑاتے ہیں کہ پانڈووں کو آدمی نہیں مار سکتا۔ سب کوروں ہی کی ناش ناش پکارتے ہیں۔ کچھ دل لگی نہیں کہ پانڈو دھرتراشٹ کے بیٹوں کو مار ڈالیں۔ جب تک میرے دم میں دم ہے کوروں کی حفاظت کرونگا۔ پانڈو تیرہ برس کے لئے تو بن کو گئے۔ واپسی پر عوض ضرور لینگے۔ جب میں نے راجہ درود کو ارجن کے ہاتھ سے گرفتار کرا لیا تو درودپد نے سخت زک اُٹھائی۔ مجھ سے عوض لینے کے لئے یگیہ کیا۔ یگیہ میں اگنی کنڈ سے درشٹ دمن کی پیدائش ہوئی یہ دروپدی کا بھائی پانڈووں کا سالا ہے۔ مجھے ضرور میدان کارزار میں قتل کریگا۔ پھر اپنی حفاظت کے تم خود ذمہ وار ہو گے۔ اے دریودھن تم نے کیا بہت بُرا۔ کوروں کی خیریت نہیں۔ اب تمہارا راج پاٹ چار دن کی چاندنی ہے۔ اس سے بہتر ہے پانڈو مان سکیں تو منا لو +

دریودھن درونا چارج کی باتوں سے اور کانپ اُٹھا۔ اُس نے بدُرجی سے استدعا کی کہ آپ جلدی تیز رو رتھ لیکر جائیے اور راجہ جدھشٹر وغیرہ کو لے آئیے معافی کر کے میل کرلیں۔ بدرجی نے پانچ رتھ پانڈووں کے پاس بھیجے لیکن وہ رتھوں پر سوار ہو کر مہارانی دروپدی اور پروہت کو ہمراہ لئے ہوئے آگے چل دئے اُلٹے نہ پھرے +

ادھیاے ۲۳

راجہ جدھشٹر وغیرہ پانچوں پانڈووں کی روانگی صحرا کے بعد راجہ دھرتراشٹ کا افسوس۔ نتیجے سے اندیشہ سنجے کی گفتگو

جب پانڈو فقیرانہ لباس پہنکر صحرانورد ہوئے تو راجہ دھرتراشٹ کی آنکھیں کھلیں۔ اُنھوں نے دریودھن دوشاسن کرن شکنی کی نالائقیوں پر آنسو بہائے۔ پانڈووں کے صبر و تحمل پر دل واہ واہ کرتا تھا۔ ان کی خاموشی کے ساتھ بن میں چلے جانے سے خیال ہوتا تھا۔ کہ چپ کی داد ضرور ایشور دیگا۔ نہ جانے ان کا صبر کس کس پر پڑے۔ ہائے کیا غضب ہے کہ راجہ دروپد کی راجکماری پانڈووں کی پیاری مہارانی دروپدی کو دوشاسن بال پکڑ پکڑ کر گھسیٹے بھری سبھا میں اس سرمایۂ حُسن و خوبی کو مادر زاد برہنہ کرنے میں رہ ہی کیا گیا تھا۔ جو پنچ کنیاؤں میں افضل مانی جا رہی ہے۔ او نالائق دوشاسن تو نے بڑا ہی خراب کام کیا ایسی بدعنوانی کسی راج میں نہ سُنی گئی ہوگی۔ ہائے دروپدی منتیں کرتے کرتے ہار گئی۔ ہاتھ جوڑتے جوڑتے تھک گئی کسی کے منہ سے اس کے سوال کا جواب نہ نکلا۔ ایسی زیادتی ایسی ناانصافی کمبخت بیٹوں نے بڑھاپے میں میرے منہ پر سیاہی لگائی۔ یہ کلنک کا ٹیکا میرے ماتھے سے کون مٹا سکتا ہے۔ میں نے سمجھ لیا کہ بس کوروخاندان کچھ دنوں کا مہمان ہے۔ بھرت بنسیوں کے آخری دن قریب آ گئے کیا راجہ دھرتراشٹ۔ کیا بھیشم پتامہ اور کیا بدرجی سب کو یکساں رنج تھا۔ سب دریودھن وغیرہ کو لعنت ملامت کرتے تھے اور ہر ایک کی زبان پر یہی پشینگوئی تھی۔ کہ آج کل [illegible] کا مہمان

زیروزبر کئے بغیر رہنے کا نہیں۔ پانڈو چودھویں برس پھرے اور کورو خاندان نیست و نابود ہُوا +

سبھا میں بیٹھے ہوئے راجے پچھتاتے تھے۔کہ ہماری شامت ہمیں ناحق یہاں لائی نہ آتے نہ یہ انتہا کا شہدہ پن دیکھتے دریودھن نے اپنی نالائقیوں سے ہم کو بھی دخل گناہ کر دیا۔اس کے ڈر اور لحاظ کے مارے ہم بھی ایمان کی نہ بول سکے۔اس کا اجر ہمیں ضرور ملیگا۔جس وقت نتیجے کا خیال آتا تھا خوف کے مارے بوٹی بوٹی کانپ کانپ جاتی تھی۔اوسان خطا ہو جاتے تھے اور بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ اب زمین پھٹی اب آسمان سر پر ٹوٹا۔راجہ دھرتراشٹ رنج میں ڈوبے ہوئے ٹھنڈی سانسیں بھر رہے تھے۔چہرے پر ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں کہ سنجے وارد ہُوا راجہ کو افسردہ دیکھ کر پوچھا +

جہاں پناہ خیریت تو ہے۔نصیب دشمنان مزاج ناساز معلوم ہوتا ہے +

دھرتراشٹ۔ناساز کیا معنے۔ناسازی تو اچھی تھی۔یہ سمجھو کہ میرا دم اُکھڑا جاتا ہے۔روح فنا ہو رہی ہے۔کیا آج کا واقعہ تم نے نہیں سُنا دریودھن اور دوشاسن وغیرہ نے کیسی نالائقی کی ہے۔نالائق حرکت کیا یوں کیوں نہ کہوں کہ سارے خاندان کے مٹانے کے لئے سوتی بھڑیں جگا دیں۔اور خود ہی سانپ کے منہ میں اُنگلی دی ہے۔جب ایسا ادھرم ہو تو پھر تباہی اور بربادی میں کیا شک +

سنجے۔مہاراج۔مَیں کیا عرض کروں۔سارے ہستناپور میں تھوتھو ہو رہی ہے کان نہیں دئیے جاتے۔فعل نالائقوں کا تھا۔مگر آپ پر بھی پھٹکڑی بج رہی ہے جو ہے آپ ہی کو بُرا بھلا کہتا ہے کہ واہ راجہ دھرتراشٹ سے خود ہی دھرماتما بھتیجوں کی ترقی دیکھی نہ گئی۔وہ خود یہی چاہتے تھے کہ پانڈو وسٹ جائیں [illegible]

تھی۔وہ بیٹوں کو رو کتے تو کس کی مجال تھی۔کہ ایسی [illegible] ترا ہر دو تیاں

کرتے۔ بیشک آپ سے بھی غلطی ہوئی۔ آپ کو ضرور روک دینا تھا۔ کہ کیا واہیات کرتے ہو۔ آپ کی آنکھوں کے سامنے جوئے میں جعل فریب ہو۔ دروپدی جھونٹے پکڑ پکڑ کے گھسیٹی جائے۔ اس کو ننگا مادر زاد کرنے کے لئے زور مارے جائیں۔ اور آپ بیٹھے دیکھیں تو دنیا الزام نہ دے۔ ہائے ہزار غیر مردوں میں پرائی عورت اور کون عورت راجہ دروپد کی بیٹی پانڈووں کی رانی آپ ہی کی بہو ننگی کی جائے ڈوب مرنے کی بات ہے نہ اپنی شرم رہی نہ غیر کی لاج۔ اس سے بڑھ کر بے حیائی اور کیا ہو سکتی ہے۔ دروپدی کے ننگے کرنے میں کس نے کسر چھوڑی مگر دھرم اُس کی طرف تھا۔ اس نے بیکس کی لاج رکھی۔ کورو غیرت دار ہوتے تو اُسی وقت قدم چھو کر معافی مانگ لیتے اور پھر منہ سامنے نہ کرتے۔

آپ سب کی تو یہ غیرت کہ دروپدی کی یہ درگت اور کوروؤں کی یہ شرارت بیٹھے دیکھیں۔ وہاں جس وقت دروپدی کے بال کھینچے جاتے تھے۔ سارے رنواس میں کہرام تھا۔ مہارانی گاندھاری منہ پیٹ رہی تھی۔ کہ ہائے یہ کیا غضب ہے۔ آپ کی تمام بہوئیں سر دھن رہی تھیں۔ کہ ارے یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہیں دروپدی پر یہ ظلم بس کوروں کے دن پورے ہو گئے۔ مجھے تو حیرت یہ ہے کہ خیر آپ نہ بولے تھے تو بھیشم پتامہ کو کیا ہو گیا۔ وہ سب کے کان پکڑتے اور روک دیتے۔ کہ خبردار ایسا نہ کرنا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ سارا آوے کا آوا اور نیل کا ماٹ ہی بگڑ گیا۔ سمجھ پر پتھر پڑتے ہیں۔ مگر اس طرح نہیں اب بھی غنیمت ہے کہ پانڈووں کو بلائیے۔ سب سے معافی منگوا کر میل کرا دیجئے نہیں تو نتیجہ بُرا ہو گا۔

آپ جانتے ہیں کہ سری کرشن جی پانڈووں کے طرف دار ہیں اور کیوں نہ عزیز رکھیں۔ راجہ جدھشٹر کا دھرم کرم دیکھئے بھیم ارجن کے چال چلن پر نظر کیجئے نکل و سہدیو کی روش کا خیال کیجئے۔

کیسے نیک افعال اور خجستہ خصال ہیں۔ جب وہ یہ واقعہ سنینگے تو مجھے ڈر
ہے کہیں جوش غضب میں کورو خاندان کی جڑ بنیاد نہ مٹا ڈالیں۔ کیا آپ
سمجھتے ہیں کہ جس وقت جوئے کے جعل فریب مہارانی دروپدی کی بیعزتی
اور پانڈووں کی آوارہ گردی کا حال سنینگے تو کان نہ ہلائینگے۔ دم نہ ماریںگے
مہاراج دیکھ لیجئیگا۔ کہ ایک ایک کورو کی تکا بوٹی ہو گی۔ لاشیں چیل کووں
کے کھائے نہ کھائی جائینگی۔ ہستناپور اُلٹ پلٹ ہو جائیگا۔ برہما بھی
کسی کو بچا نہ سکینگے۔ اس سے میری رائے ہے کہ آپ پانڈووں کو بلا
لیں اُن کی موجودگی میں کرشن چندر جی کا غصہ رُکا رہیگا۔ راجہ جدھشٹر
اُنہیں سمجھا بجھا دینگے۔ اس کے سوا اور بچاؤ کے لئے مفید تدبیر نہیں
آئندہ جو آپ کی مرضی۔ راجہ دھرتراشٹ یونہی ہکا بکا ہو رہا تھا۔ سنجے
نے اور بھی جان خشک کی۔ وہ لاکھ عقل لڑاتا تھا۔ سوچتا تھا کہ کیا کروں
مگر کچھ بنائے نہ بنتی تھی۔ وہ ہاتھ ملتا تھا کہ بڑی غلطی ہوئی +
لیکن اب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت

سبھا پرب ختم ہُوا

مہابھارت

حصۂ سوئم

بن پرب

رقم ہے تذکرہ اب پانڈووں کی بادیہ پیمائی کا وطن کے ہجر کا تیرہ برس کی وشت گردی کا

ادھیاے ۱

راجہ جنمجے کا واقعات گذشتہ پر سوال ویشم پاین کا جواب

راجہ جنمجے نے جس وقت جوے کی ساری سرگذشت سُنی وہ دنگ رہ گیا کہ ہیں۔ بھائیوں بھائیوں کا ایسا خون سفید۔ اس طرح گوشت ناخن سے جُدا ایک خاندان میں یہ تھو تھو کا فضیحتی۔ نہ اپنی ناک کی لاج نہ داڑھی مونچھ کی شرم۔ ایسے ہی ایسے خیالات کی اُلجھن میں جنمجے نے بیشم پاین جی سے سوال کیا۔ کہ مہاراج قماربازی۔ راجہ جدھشٹر کی ہار۔ دوشاسن کی شیطنت۔ دھرموان پانڈووں کی صحرا نوردی کے واقعات سنکر مجھے حیرت ہے کہ بھیشم پتامہ جی ایسے واجب التعظیم بزرگ۔ درونا چارج ایسے مقدس گرو اور بدر جی ایسے گیان کی مجسم تصویر سب کے سب آنکھوں سے [illegible] اور

کچھ روک ٹوک نہ کی یہ معاملہ کیسا؟
بھیشم پاشن۔ ایشور کی مرضی کے سامنے کسی کا کچھ بس نہیں۔ مشیت سے قابو نہیں چلتا۔ ہونہار ٹالے سے نہیں ٹلتی۔ شدنی کسی کے مان کی نہیں۔ بھیشم پتامہ جی کو مرتے دم تک افسوس رہا کہ ہائے میری زندگی میں میری آنکھوں کے سامنے یہ سب اندھیر ہُوا اور مَیں کچھ نہ کر سکا۔ مگر اب پچھتانے سے کیا ہوتا تھا۔ بوند کا چوکا گھڑے لنڈھاوے تو کیا ہونا ہے۔ جب چڑیاں کھیت چگ گئیں تو پھر کیا رہ گیا۔ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید کلۂ خود باید زد۔ بھیشم پتامہ ایسے مہاتما ہر وقت ہاتھ ملتے افسوس کرتے اور پچھتاتے تھے کہ ہائے دریودھن کے کھانے کی تاثیر نے میرا زندگی بھر کا کیا دھرا مٹی میں ملا دیا۔ بھیشم جی کے اس اظہار افسوس اور کلمات تاسف کے دلوں پر اثر کرنے والے پہلو آگے چل کر موقع پر دکھائے جائینگے +

یہاں اب اُن راہ نوردان بادیۂ ناکامی کا ذکر کیا جاتا ہے جو تاج شہنشاہی پوشاک عالم پناہی اُتار کر ماتھے پر کھور ملے۔ جسم پر بھبھوت لگائے۔ مرگ چھالا اوڑھے ہوئے ہستناپور سے شمالی جنگلوں کے کانے کوس کاٹنے کو اُن آراستہ رستوں پر جا رہے ہیں۔ جنہیں دریودھن کے حکم سے بدرجی نے روانہ کیا تھا۔ جس وقت یہ صحرا نورد عالمِ عُسرت ہستناپور سے باہر ہوئے لشکرِ غم جلو میں اور ہجوم آلام ہمرکاب ہُوا۔ رفیقوں میں اگر کوئی ساتھ تھا تو چتر سین ایسے پندرہ جاں نثار اور اُن کے عیال و اطفال۔ اس وقت شہر میں کہرام تھا۔ ہر طرف دھرتراشٹ اور بھیشم پتامہ پر لعن طعن کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ خاص و عام پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ جس راج میں ایسا اندھیر ہو وہاں رہنا کیا۔ جب دھرماوتار مہاراجہ جدھشٹر ہی نہیں تو پھر ہمارا یہاں کون۔ ہمیں اندھیر نگری میں رہنے سے واسطہ۔ جہاں مہاراجہ جدھشٹر نہیں وہاں بیکنٹھ بھی نرک سے زیادہ دکھدائی ہے۔ جہاں دھرماتما مہاراج جدھشٹر ہوں۔ وہ جنگل پر خار بھی ہمارے لئے گلزار ہمیشہ بہار ہے۔ اے ہستناپور تجھے رخصت ہوتے ہیں تیرا

آب و دانہ ہم لوگوں کے موافق نہیں رہا +

بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھا لیا — اپنی بلا سے بوم رہے یا ہما رہے
جب تک تھے گلزار میں ہم زینت گلزار رہے — ہمیں پروا نہیں اب گل رہے یا خار رہے
در و دیوار پر حسرت سے نظر کرتے ہیں — رخصت اے اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں
ہمصفیران چمن تم تو کرو سیر و بہار — ہم بھی آنکلینگے جب اپنی رہائی ہوگی

ان اشعار کے مضامین سے تارک الوطنی کا اشارہ کرتے ہوئے باشندگان ہستناپور مہاراجہ جدھشٹر کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے یک زبان و متفق اللفظ ہو کر بولے +

مہاراج یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ آپ ہم لوگوں کو بے سرپرست چھوڑ کر چلے جائیں ہم لوگوں سے یہ قدم نہیں چھوٹ سکتے آپ ہم کو اندھیر نگری میں چھوڑے جاتے ہیں کیا یہ آپ کو لازم ہے۔ جو آپ کا نہ ہوا اُس سے ہمیں اُمید کیا۔ آپکے جاتے ہی یہاں ادھرم کی عملداری بدافعالی کی گرم بازاری ہوگی یہ ہی سوچئے کہ ہمارا گزارہ کیونکر ممکن ہے۔ بے دھرم راجہ کی عملداری میں آن جل کرنیوالا بھی ادھرمی ہو جاتا ہے اس سے ہم لوگ بھی تمام زندگی کی آسائشوں کو جلاوطنی پر قربان کرنیکے لئے حاضر ہیں +

ہم بھی ہمراہ ہیں سایہ کی طرح — ساتھ جائینگے جدھر جائیگا

راجہ جدھشٹر۔ آپ سب صاحبوں کی محبت کا شکریہ مگر ذرا غور کیجئے میں ہستناپور اُجاڑنے کے لئے بن باس اختیار نہیں کرتا بلکہ آباد رکھنے کے لئے۔ اگر یہ خیال نہ ہوتا تو اس وقت تک اینٹ سے اینٹ بج چکی ہوتی۔ ہزاروں گھروں میں کوئی چراغ جلانے والا نہ دکھائی دیتا مگر نہیں مجھ کو بزرگوں کے قائم کئے ہوئے راج پاٹ کا خیال ہے میں مہاراجہ ہستی اپنے بزرگ خاندان کی راجدھانی کو اُجاڑ دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ ہم پانچ بھائیوں اور رانی دروپدی کے بن باس سے دنیا سونی نہیں ہوتی تیرہ برس باتوں میں گزر جائینگے۔ آپ لوگ نہ گھبرائیں۔ دیکھئے ہمارے دادا بھیشم پتامہ ہمارے گرو درونا چارج و کرپا چارج ہمارے چچا مہاراجہ دھرتراشٹ اور بدر جی ہماری [illegible] مہارانی کنتی سب

یہاں موجود ہیں اس کے علاوہ ہمارے چچازاد بھائی راجہ دریودھن وغیرہ بھی حکومت کے ڈنکے بجا رہے ہیں ؂

پھر آپ سب کو اتنی فکر کیوں۔ اگر آپ کو واقعی مجھ سے محبت ہے فی الحقیقت آپ کو جوش وفاداری ہے تو بچشم پتامہ راجہ دھرتراشٹ اور میری ماتا کنتی کی ایسی دلجوئی کیجئے کہ میں جنگل سے واپس آکر آپ کا شکریہ ادا کروں اور تب سمجھوں کہ آپ کا جوش رفاقت سچا اور پختہ تھا اب میں آپ کا شکریہ ادا کر کے آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ آپ میرے بزرگوں کی خدمتگزاری کے میرے فرائض اپنے ذمے لیں۔ اور مجھے رخصت کریں۔ زندگی ہے تو پھر درشن میلا ہوگا ؂

گو اہل شہر نے بہت حجتیں کیں وقیلیں ملائیں جوش رفاقت میں پیچھا نہ چھوڑتے تھے۔ ہمراہی سے منہ نہ موڑتے تھے۔ مگر راجہ جدھشٹر نے بہت کچھ سمجھا بجھا کر سب کو رخصت کیا اور خود ہمراہیوں سمیت شام کے وقت گنگا جی کے کنارے پہنچکر ایک گھنے درخت کے نیچے پاؤں کا زنجیر اُتارا۔ اب بھوک کسے تھی کھانا کون کھاتا۔ ہاں گنگا جی کو دیکھ کر دل میں کچھ لہر آئی تو دو دو چار چار چلو پانی سے حلق تر کر لی۔ آفتاب ڈوبنے کے بعد دیکھتے ہیں تو ہستناپور کے برہمنوں کا ایک جتھا اپنے متعلقین کو ساتھ لئے ہوئے سامنے تھا۔ پانڈو بہت خوش ہوئے سب نے فرداً فرداً اشیرباد دیا پوجا پاٹ کے سامان ہوئے اُلٹ نیم سندھیا ادپاسنا سے فراغت ہوئے پر پنڈتوں نے عمدہ عمدہ کتھائیں سنا کر سب کا غم غلط کیا اور بعد میں باوجود غم و الم بمصداق

یادِ مژگاں میں میری آنکھ لگی جاتی ہے
لوگ سچ کہتے ہیں سولی پہ بھی نیند آتی ہے

فرش گل اور بستر راحت پر سونے والے خاک و خاشاک پر مائل استراحت ہوگئے ؂

ادھیاے ۲

پانڈووں کے ساتھ برہمنوں کی رفاقت-جنک گیتا

راجہ جدھشٹر نے جب دیکھا کہ برہمنوں کی منڈلیاں ہمراہی و رفاقت کے لئے تیار ہیں تو وہ گھبرا گئے کہ گرہ میں کوڑی کمر میں پیسہ نہیں - اپنا ہی گزارہ مشکل ہے - ان سب کی خدمت کیسے ہوگی - اس لئے اُنہوں نے سب کے سامنے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ آپ لوگ ناحق تکلیف فرما رہے ہیں - میری حالت آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے - میں اب راجہ نہیں - ایک بن باسی ہوں مرگ چھالے کے سوا بدن پر اور کچھ نہیں - پیسہ کوڑی کے نام بالکل صفایا ہے - آپ لوگ مجھے اس دُکھ میں شرمندہ نہ کریں - جنگل تکلیفوں کا گھر ہے - صحرا نوردی بچوں کا کھیل نہیں - اس لئے آپ معاف رکھیں ؟

برہمن منڈلی - مہاراج کوئی کسی کو کھلاتا پلاتا نہیں - سب اپنی قسمت سے کھاتے پیتے ہیں - جس نے منہ چیرا ہے - وہ آپ سے آپ ہمارے پیٹ کی دوزخ بھر دیگا - آپ بیفکر رہیں ؟

جب دانت نہ تھے تب دودھ دیئو جب دانت دیئے کا اَن نہ دیئے
خود نکس افتد بدام عنکبوت رزق را روزی رساں پر میدہد

ہم آپ کے اَن سے جیے ہیں - آپ کے نمک کا ذائقہ خون میں موجود ہے آپکی ہم پر ہمیشہ نظر عاطفت رہی آپ کہیں ہوں ہمارے لئے کلپ برکش ہی ہیں - جب برہمنوں پر دیوتاؤں کی بھی چشم رحمت رہتی ہے تو پھر آپ کو یہ کیسا نامناسب خیال ہے ہمارا فرض ہے کہ جس طرح راحت میں شریک رہے تھے - اسی طرح تکلیف میں بھی ساتھ رہیں ہمارا ساتھ آپ کو ناگوار گزرا ہم آپ سے الگ رہیں آپ کے ساتھ ہی کھائیں

سنائینگے اور بھلا چیتینگے۔ راجہ جدھشٹر کے دل پر برہمنوں کی تقریر کا اثر ہوا اس کو راضی برضا ہوتے ہی بننا پڑا۔ اور اسی مقام پر ٹھہر گیا۔ اسی موقع پر ایک برہم گیانی برہمن سونک بھی ہمراہ تھا اس نے راجہ جدھشٹر کو فہمائش کی کہ :-

مہاراج جو کچھ ہونا تھا ہو گیا اب اس کا رنج فضول۔ سمجھ لیجیے پرمیشور کی مرضی یہی تھی کہ راج ہاتھ سے جائے اور دروپدی کو دکھ اٹھانا پڑے آپ دھرم کی تمام باریکیاں سمجھتے ہیں کوئی بات آپ سے پوشیدہ نہیں۔ اشٹ کرم یعنی سنجم۔ نیم۔ آسن۔ پرانایام۔ پریتہار۔ دھارنا۔ دھیان۔ سمادھی کا آپ کو بخوبی علم ہے۔ آپ دھرم پتر ہیں۔ برہم گیانی ہیں۔ آپ کو فکر و تردد سے کیا غرض۔ دیکھئے راجہ جنک نے دل کو قابو میں کرنے اور اختیار میں رکھنے کے لئے کیسے مختصر اصول بتائے ہیں چنانچہ سنئے اور دل کو ڈانواں ڈول نہ ہونے دیجئے ؛

جنک گیتا۔ دنیا میں انسان کو دو طرح کی تکلیفیں ہوتی ہیں ایک مانسی یعنی قلبی و روحانی۔ دوسری دیہک یعنی جسمانی۔ جسمانی تکلیف کی چار قسمیں ہیں۔ بیادھ یعنی تکلیف۔ اشٹ بھوگ صدمہ مفارقت۔ شرم آزار محنت۔ کنگت انجام صحبت بد۔ مانسی دکھ سے مراد وہ تکلیف ہے جو دل میں کسی بات کی فکر یا اندیشہ وغیرہ سے پیدا ہو۔ ان دونوں میں سے جسمانی تکلیف تو دوا دارو سے دور ہوتی ہے روحی قلبی یا روحانی تکلیف اس کا علاج صرف یہی ہے کہ انسان ضابطہ و تحمل ہو کر عمدہ عمدہ کتھائیں سنکر طبیعت بہلائے اور جس طرح جسمانی دکھ لذات دنیا سے دور ہوتے ہیں اسی طرح روحانی دکھ کو خالص عقیدے سے زائل کر دے۔ غور کیجئے کہ آگ کی طرح لوہے کو لال کر کے پانی میں بجھانے سے کیسا ابال اٹھتا ہے مگر پھر لوہا ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کے جسم میں کوئی دکھ پیدا ہو کر اس کے دل کو انگاروں پر تپاتا ہو تو گیان کے پانی سے ٹھنڈا کرے۔ [illegible]

تکلیف کا باعث ہیں۔ رنج راحت۔ خوف اور فکر کی جڑ موہ ہے۔ محبت سے بھاؤ اور انوراگ کا ظہور ہوتا ہے۔ جو کبھی چین نہیں لینے دیتے ۔ اس سینہ یا محبت کا اگر بھاؤ ہو گیا تو دکھ رہا ایک کونے میں یہ دھرم اور ارتھ کو اس طرح جلا کر خاک کر دیتا ہے جیسے تنۂ درخت میں سلگی ہوئی آگ درخت کو۔ نہ ہوتے ہیں تیاگی یا تارک اللذات ہونا کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ بات تب ہے کہ ہر طرح کی نعمتوں اور لذتوں کے موجود ہوتے ہوئے انسان اپنی خواہشات کو ہزار زنجیروں میں جکڑے رہے نہ کسی کے کہنے کا برا مانے نہ کسی کی طرف سے دل پر میل رکھے۔ لکشمی کی مایا کو درخت کا سایہ سمجھے ابھی یہاں ہے ذرا دیر میں وہاں ۔

اتفاق

دریہ جا سو سب جیوؤں کو سکھ رہ نہ سکے اک ٹھائیں
ہیاں سے ہوّاں گئی چھن کھیتر جم تر ور کی چھائیں

دولت کو کبھی ایک جگہ قیام نہیں۔ آج جو فقیر ہیں کل وہی امیر تھے۔ آج جن کو امیری پر ناز ہے کل انہیں کے اہل دولت دستگیر تھے۔ دوستوں کی دوستی پر ناز کرنا یہ بھی فضول۔ دوستی میں رنج کے سوا اور کچھ نہیں۔ دنیا اپنے مطلب کی دوست ہے۔ آشنا غرض آشنا ہیں۔ دوست کا لفظ ہی دوئی کی علامات ظاہر کرتا ہے۔ پھر متر تائی اور محبت کا بھی کچھ مزہ نہیں اس لئے عقلمند آدمی پر فرض ہے کہ جہاں کسی سے محبت جڑ پکڑتی معلوم ہو وہیں گیان کی باتوں سے دل لگا دے پھر مجال کیا کہ محبت ذرا سی تکلیف دے سکے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ تالاب کا پانی کتنا ہی کیوں نہ بڑھے کنول اوپر ہی اتراتے رہتے ہیں کنول کے پتوں کو پانی نہیں چھو پاتا اسی طرح محبت کیسی گہری ہو جب گیان دھیان سے کام لیا جائیگا تو دل پر اُس کی تاثیر کبھی غالب نہ آئیگی۔ بلکہ دل ہی غالب رہیگا جو اہل دنیا خواہشات گوناگوں سے شہد کی مکھی ہو رہے ہیں ان کو زندگی بھر چین نہیں۔ پہلے شہد تیار کرتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کو رگڑے جان کھپائی پھر شہد لگانے والوں کی بدعت سے ہاتھ

ملنا اور قسمت کو رونا پڑا آخر میں کبھی اگر مٹھاس کی چاٹ میں شہد پر منہ مارا تو مزہ گیا چولھے بھاڑ میں - زندگی ہی کو جواب ہو گیا - یہی حالت انسان کی ہے اگر مقصد حاصل ہُوا تب تو خیر ورنہ کوفت اور کڑھن کے سوا دنیا میں کیا دھرا ہے - علاوہ بریں انسانی خواہشات کا اور چھور نہیں اس کی ہوسیں ہر وقت بڑھتے ہی پائے گا مرتے دم تک یہ بلا پیچھا نہیں چھوڑتی اور جاتی ہے تو جان لیکر اس سے دانشمند لوگ دنیا ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ" سمجھ کر دولت و خزانہ الفت اہل زمانہ راحت و عشرت شوکت و حشمت - خواہشات نفسانی لذاتِ زندگانی وغیرہ کسی کو کچھ مال نہیں سمجھتے اور ان پر دل کو فریفتہ نہیں کرتے"۔

سونک رشی نے جنک گیتا کے سلسلے میں راجہ جدھشٹر کو اور بھی بہت سے مسائل و مواعظ سنا کر قطع کلام کیا اور راجہ جدھشٹر نصائح سنکر بہت خوش ہوئے +

ادھیائے ۳

برہمنوں کی خاطر تواضع کیلئے راجہ جدھشٹر کو سورج نارائن کا عطیہ

راجہ جدھشٹر نے برہمنوں کے بڑھتے ہوئے مجمع کو دیکھ کر دھوم رشی اپنے پروہت سے کہا کہ میں مفلس قلاش - ان کی خاطر و مدارات رہی در کنار روز کے کھانے پینے کی کیونکر سبیل ہو مجھے شرمندگی ہی شرمندگی معلوم ہوتی ہے اور سوچتا ہوں تو کچھ عقل کام نہیں کرتی +

دھوم رشی - آپ نہ گھبرائیں - سورج نارائن میں وہ قدرت ہے کہ جتنا چاہیں اناج برسا دیں - میں آپ کو ان کے ۱۰۸ ناموں کا اشٹوتر بتاتا ہوں آپ اس کا جپ کیجئے جو خواہش ہوگی پوری ہوگی جتنے

آدمی چاہے کھلائے پلائے گا +

راجہ جدھشٹر نے سچی عقیدت اور پوری بھگتی کے ساتھ استوتر پڑھنا شروع کیا۔ استوتر میں تاثیر تھی۔ فقط زبان سے نکل کر بھگتی کا رس ٹپکاتا تھا۔ سورج نارائن خوش ہو گئے اور پیکر نور میں درشن دیکر بولے:۔

راجہ جدھشٹر گھبراتا نہیں۔ بن میں ہیں تمہیں اناج پانی پہنچاؤں گا تم کو کھانے پینے کی کیا کمی تو سہی ہزار آدمی ساتھ بیٹھکر کھائیں اور کبھی کھانا نہ گھٹے۔ تو یہ تانبے کا تھال دروپدی اس میں کھانا پکایا کرے جب تک آخر میں دروپدی کھانا نہ کھا چکیگی تب تک مجال کیا کہ کوئی چیز ختم ہو۔ چاہے جتنے برہمن کھائیں +

راجہ جدھشٹر نے تانبے کا تھال لیا اور سورج نارائن کی بہت استتی کی۔ اس کے بعد سورج نارائن نظر سے غائب ہو گئے۔ اور جدھشٹر کی فکر دور ہو گئی +

بیشم پائن اہل عقیدت کے لئے فرماتے ہیں کہ سورج نارائن کا یہ استوتر بہت بابرکت ہے جو صدق نیت اور سچے اعتقاد سے پڑھے یا سُنے اُس کو کسی بات کی کمی نہ رہے ساری مرادیں بر آئیں۔ دولت و اولاد علم و فضیلت حاصل ہو مصیبتوں سے رہائی قید سے آزادی ملے۔ جنگ میں فتح نصیب ہو۔ آخر کار سورج لوک کے آنند قسمت میں ہوں +

رشی جی فرماتے ہیں کہ راجہ جدھشٹر وہ برتن لئے ہوئے خوش خوش پرستشگاہ سے باہر نکلے۔ دھوم رشی کو ڈنڈوت کی بھائیوں کو گلے سے لگایا دروپدی سے طرح طرح کے کھانے پکوائے برہمن کھانے بیٹھے تو ہر چیز سامنے ڈھیر کسی نعمت کی کمی نہیں۔ برہمن کھا چکے تو بھیم۔ ارجن۔ سہدیو۔ نکل کو کھانا کھلایا۔ پھر آپ نے خود طعام نوش کیا اس وقت تک ہر چیز بچی ہوئی تھی مگر جوہیں دروپدی کھا چکی تو برتن بالکل خالی۔ سب سورج نارائن کی کرامات کے قائل ہوئے راجہ جدھشٹر نے بہت دھنباد کیا اور وہاں سے گنگا جی کی طرف گئے ہوئے کامیک بن میں جا کر منزل کریں ہوئے +

ادھیائے ۴

بدُرجی کی صلاح نیک پر راجہ دھرتراشٹ کی ناراضگی

جب پانچوں پانڈو راہی صحرا ہو چکے تب تو راجہ دھرتراشٹ کو آگا پیچھا سجھائی دینے لگا اول تو نیند ہی نہیں پڑتی اگر آنکھ لگ بھی گئی تو فوراً چونک پڑے کروٹیں بدلتے سویرا ہو گیا ۔ دن کو یہ حالت نہ اُٹھتے چین نہ بیٹھتے آرام ۔ دل کی گھبراہٹ دم بھر قرار نہ لینے دیتی تھی ۔ آخر بدُرجی کو بلایا طبیعت کی کیفیت اور فکر و تردد کی اصلیت ظاہر کر کے کہا کہ بھائی منہ دیکھی نہ کہنا صاف صاف سب بے لاگ کہنا مجھے کیا کرنا چاہیے ۔ جس میں رات دن کی کوفت سے جان بچے +

بدُرجی ۔ از ماست کہ برماست ۔ خود کردہ را علاجے نیست ۔ افسوس کہ آپ نے اتنا زمانہ دیکھ کر بھی دھوپ ہی میں بال سفید کئے ۔ میں نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ دریودھن خاندان کی جڑ کاٹیگا ۔ آپ نے اس کی خاطرداشت سے بدنامی کا ٹھیکرا اپنے سر پہ پھوڑا ۔ پانڈو سیدھے سادھے دیوتا ۔ آدمی اُن کو چھل کپٹ سے جوئے میں جیت کر بن کو روانہ کیا دروپدی ایسی مہارانی پر وہ ظلم و ستم ہوئے کہ کبھی کسی نے نہ سُنے نہ دیکھے ہونگے مگر جب آپ نے یہ بھی دیکھا کہ اُس کو کوئی برہنہ نہ کر سکا تب بھی آنکھیں نہ ہوئیں تو اس کا علاج کیا ۔ آپ کے بیٹے فقط اپنی گلی کے شیر ہیں ۔ پانڈوؤں کے سامنے اُن کی بساط لومڑی سے زیادہ نہیں جس وقت یہ شیر بپھرے تو سب کے سب چٹنی ہو جائینگے اگر خاندان کی حفاظت منظور ہے ۔ بیٹوں کی جان کی امان مطلوب ہے تو جس طرح ہو منت سماجت خوشامد و آمد سے پانڈوؤں کو بلا کر ان کی خاطرداشت کیجئے ۔ اپنے فرزندوں سے اُنسے معافی منگائیں مگر یہ نہیں تو سمجھ

سمجھئے کہ آپ کو خود ہی خاندان کا ستیاناس کرنا مدنظر ہے ابھی کچھ نہیں بگڑا علاج ممکن ہے۔ مگر جہاں مواد پک گیا پھوٹے بغیر نہ رہیگا ✤

راجہ دھرتراشٹ۔ تم عجیب بد تہذیب آدمی ہو۔ تمہاری عقل جاتی رہی۔ پانڈووں کی طرفداری نے تمہیں اندھا کر رکھا ہے۔ جب دیکھو اُنہیں کی سی بولتے ہو۔ میرے لڑکوں پر ہی الزام رکھتے۔ تہمت تراشتے۔ بہتان لگاتے اور صاف صاف میرے ہی منہ پر کوستے ہو۔ یہ خیال نہیں کہ دریودھن میرے کلیجے کا ٹکڑا ہے۔ میں کلیجے کے ٹکڑے کو کیسے سینے سے نکال کر پھینک دوں۔ پورا پورا دور پورا پورا نزدیک۔ بیٹے بیٹے ہی ہیں۔ بھتیجے بھتیجے ہی۔ تم جب دیکھو دریودھن ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہو۔ مجھے آئندہ اور کچھ سننے کی برداشت نہیں۔ پس آج سے سامنے نہ آنا۔ اپنی راہ دھاکو یاد کرو۔ جہاں سینگ سمائے جاؤ۔ مجھے تجھ سے کچھ واسطہ نہیں تم کو ہستناپور کا دانہ پانی حرام ✤

بدرجی۔ جناب آپ خفا کیوں ہوتے ہیں۔ میں خود ہستناپور سے بیزار ہوں۔ مجھے خود ایسی صحبت سے نفرت ہے بہت اچھا رخصت ✤

ادھر بدرجی اُٹھ کھڑے ہوئے ادھر راجہ دھرتراشٹ بھی گرمایا ہُوا محل میں داخل ہو گیا ✤

ادھیائے ۵

بدرجی کی ہستناپور سے روانگی۔ جدھشٹر سے ملاقات

بدرجی کے دل میں راجہ دھرتراشٹ کی باتیں کاٹ کر گئیں اُن کو سخت رنج ہُوا گھر پہنچتے ہی رتھ پر سوار ہوئے اور ہستناپور سے چل دئے اور افسوس کرتا رہا کہ دھرتراشٹ دریودھن کے منتر

میں ایسا جکڑا ہوا ہے کہ ذرا بھی عقل باقی نہیں رہی۔ جو کرتا ہے۔ اُلٹی جو
بات کرتا ہے اوچھی۔ بس معلوم ہو گیا کہ بُرے دن آ گئے۔ خاندان کا خاتمہ
ہونے میں زیادہ دیر نہیں۔ بِدر جی گھر سے چلے تو پانڈوؤں کا راستہ پوچھتے
گنگا جی کے کنارے ہوتے ہوئے کامیک بن جا پہنچے۔ اس وقت تک
راجہ جدھشٹر کا وہیں قیام تھا اُنہوں نے بِدر جی کو آتے دیکھا تو روح
سلب ہو گئی اس فکر میں مبتلا ہوئے کہ چچا صاحب (راجہ دھرتراشٹر)
نے اب کیوں یاد کیا۔ راج گیا پاٹ گیا۔ صحرا نوردی و دشت گردی نصیب
ہوئی۔ اب یہاں کیا دھرا ہے جو کوئی چھوڑا کھینچیگا۔ گانڈیو دھنش کی فکر
ہو تو ہم اُسے ہارنے والے نہیں یہی تو ایک چیز باقی رہ گئی ہے۔ جس
پر آئندہ اُمیدیں منحصر ہیں راجہ جدھشٹر اس خلجان میں تھے کہ بِدر جی
جا پہنچے۔ سب پانڈوؤں نے بڑے ادب سے تعظیم و تکریم کی جانبین سے
مزاج پرسی کے بعد بِدر جی نے راجہ دھرتراشٹر کی بے التفاتی بے
مروتی۔ بیوفائی وغیرہ کی سرگذشت سُنا کر فرمایا کہ:-

راجہ جدھشٹر یوں سے بھاری پتھر چوم کر چھوڑا ہم سمجھتا ہوں مجھے اژدہے
کا منہ معلوم ہوتا ہے۔ راستی نے مجھ سے بھی تہیہ کر لیا کہ بس تمہار
ہی ساتھ رہونگا۔ بڑا ۔۔۔ سے کچھ نہیں۔ اب میری خوشی ہے کہ جیسا
جیسا میں مشورہ دیتا ہوں ویسا ویسا عملدرآمد کرو گو سچ ہے کہ بزرگی
بعقل است نہ بسال۔ مگر پھر بھی کہا ہے ؎

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

دیکھو جس وقت کسی سے دشمنی کی ٹھہرے اس وقت سے انسان
کا فرض ہے کہ اپنا موقع اور مصلحت دیکھے اگر موقع و مصلحت خلاف
ہو تو چپ لگا کے بیٹھ جائے۔ سانس و ڈکار تک نہ لے [illegible]
غرکت اس صبر کا اجر ایشور دیتا ہے۔ بھگوان [illegible]
کی طرح [illegible]

سے دھرم ہی کی راہ چلتے ہیں مجبوری سے بھی ان کا قدم اِدھر اُدھر نہیں ڈگتا اُن کا تو کیا ہی کہنا - ایشور اُن کے وائیں ہوتا ہے اور دھرم بائیں اُن کی بات ہی کیا ہے - اس سے آپ اپنے دھرم پر قائم رہ کر تکلیف کو تکلیف نہ سمجھ کر ایشور پر بھروسہ رکھتے ہوئے مصلحت وقت کا خیال کر کے وہی بات کریں جو مناسب حال ہو *

راجہ جدھشٹر - آپ تشریف لائے زہے نصیب ہم لوگ بڑے خوش قسمت ہیں کہ اس وقت دشت گردی کی حالت میں آپ ایسے بزرگ کا سایۂ عاطفت نصیب ہُوا - آپ جو فرماتے رہینگے آپ کا جو ارشاد ہوگا ہم لوگ اُسی پر عمل کرینگے - ہمارا یہ دھرم ہے کہ بزرگوں کی باتوں کو سر آنکھوں سے مانیں *

ادھیائے ۶

راجہ دھرتراشٹ کی پشیمانی اور بدر جی کی ملمہ طلبی

راجہ دھرتراشٹ کہنے کو تو کہہ گئے مگر جب بدر جی بوریا بندھنا باندھ کر آخر بخیر سیتے ہوئے ہستناپور سے چل دئے تو پیچھے سے پچھتاوا ہُوا کہ ہائے کتنی نادانی ہوئی - بدر جی لوکیشم جی دروناچارج جی سب دھرم کا روپ مانتے اور عقلمندوں میں سربلند جانتے ہیں - ان کے ساتھ یہ بدسلوکی - آہ میں تو ایک یونہی اندھا ہوں - بس پسر دریودھن کی محبت نے اور اندھا کر دیا - افسوس میں نے بڑی غلطی کی کہ اپنے پیارے بھائی بدر جی سے منہ پھٹ کر کہہ دیا کہ یہاں سے نکل جاؤ - بات کا زخم گہرا ہوتا ہے بدر جی بھی برداشت نہ کر سکے [illegible]

[illegible]

جاتے ہیں اس کا انجام معلوم نہیں کیا ہے۔ راجہ دھرتراشٹ اسی
خلجان میں تھے اسی کوفت میں اُن کی جان پھنسی ہوئی تھی کہ سنجے
حاضر خدمت ہوا۔ صورت دیکھی تو زرد۔ چہرہ پر مردنی چھائی ہوئی تھی پوچھا

مہاراج - کیوں کیوں خیریت تو ہے۔ پھول سا چہرہ کملانے کا سبب
صورت اترنے کا باعث زردی چھانے کی وجہ؟

راجہ دھرتراشٹ - (کل کیفیت کہکر) اس وقت دور تو کچھ نہیں بدر
جی کا ناراض ہوکر چلا جانا کلیجہ ڈالتا ہے۔ ایسے بھائی کی جدائی مارے
ڈالتی ہے کیا خوب ہو کہ تم جاکر اُن کو کسی نہ کسی طرح منالاؤ +

سنجے - میں جانے کو حاضر ہوں۔ اُن کا پتہ ٹھکانا - نہ جانے
کہاں اور کدھر سے رہیں +

راجہ دھرتراشٹ - جدھشٹر کے سوا اور کس کے پاس گئے ہونگے
اسی جگہ پر جاکر پتہ لگاؤ اور میری پریشانی دور کرو +

سنجے بہت اچھا کہکر اُٹھا وہاں سے پتہ نشان پوچھتے پوچھتے کامیک
بن میں پہنچا۔ پانڈوؤں نے بڑی عمدگی سے خاطر مدارات دعوت تواضع
کی۔ سنجے نے بدر جی کی خدمت میں ہاتھ جوڑ کر درخواست کی کہ ہستناپور
واپس چلیں۔ راجہ دھرتراشٹ آپ کے فراق میں بےچین ہیں۔ پہلے
تو ادھر سے اصرار اُدھر سے انکار ہوتا رہا۔ مگر جب سنجے نے جوش خون
کو ابھار کر یہ لفظ منہ سے نکالے کہ

اپنے بھائی کی زندگی چاہتے ہو تو چلو ورنہ تمہارے سر پر تمہارے
بھائی کا خون ہوگا +

تو بدر جی ہمراہ ہولئے اور ہستناپور پہنچے۔ راجہ دھرتراشٹ نے
بدر جی کو دوڑ کر گلے سے لگا لیا ماتھا چوما سینے سے چمٹایا گود میں بٹھاکر
مزاج پرسی کی اور گذشتہ باتوں کی معافی مانگ کر اپنی غلطی کا اعتراف کیا
فرمایا کہ میں تو برائے نام ہوں گھر بار تمہارا ہے۔ تمہیں سفید سیاہ

کے مالک ہو دریودھن وغیرہ سب [illegible] بال بچے ہیں۔ جس طرح

چاہو گوشمالی کرو۔ جب چاہے فرزند ÷
بدر جی کو کچھ منافرت تو تھی ہی نہیں۔ انہوں نے گذشتہ بات ٹال
گئی کر دی اور بڑی محبت کے ساتھ رہنے لگے ÷

ادھیاے ۶

بیاس جی اور منتری رکشر کی
راجہ دھرتراشٹ کو فہمائش

جس وقت سنجے کے ساتھ بدر جی ہستناپور واپس آئے دریودھن
وغیرہ کی ستی پٹی بھول گئی۔ ان سب کو خیال ہوا کہ بدر جی اب راجہ دھرتراشٹ
کے کیسے کان بھرینگے۔ ویسی پٹی پڑھائینگے کہ ان کا متعلقہ دل کا دل ہی
میں رہ جائیگا اور پانڈووں کی چڑھ بنیگی۔ دریودھن بدر جی کی آمد سے پیچ
پیچ انگاروں ہی پر لوٹ گیا۔ اس نے بیتابی کے ساتھ اپنی چنڈال
چوکڑی اکٹھا کی۔ جس کے سرغنہ شکنی۔ کرن اور دوشاسن تھے۔
دریودھن نے زمین پر سر دے مارا کہ ہائے آپ لوگوں کے ہوتے ہر
بات میں ہیٹی ہر معاملے میں اپنی ہی زک ہار تو ہار ہے جیت کمبخت
کا بھی شمار نہیں۔ یہ کیا اندھیر ہو رہا ہے۔ اس سے کیوں نہ پھندا لگا
لوں۔ گلے میں پھانسی لگا کر کیوں نہ مر جاؤں۔ ایسی زندگی سے فائدہ
جو موت سے بدتر ہو۔ میں کبھی کا اپنے کو ختم کر چکا ہوتا صرف انتظار یہ
تھا کہ آپ کو اطلاع دے دوں ÷

شکنی۔ مہاراج دریودھن اس وقت آپ کہاں ہیں۔ یہ بچوں کی
سی باتیں کیسی۔ راجہ جدھشٹر کا آنا کیا کوئی کھیل ہے۔ بھول تو وہ
تمہارے ہی کا نہیں اور اگر آگیا تو پھر وہی جو اری پاسے وہی اس کے
[illegible] کہاں

سکتا ہے میں تو پانچوں پانڈووں کو جیت کرونگا ٭

دوشاسن - دوریودھن اگر وہ چلے گئے ہیں اب کے آئیں تو پھر کیا
ہے تیرہ برس تک ٹھکانا رہیگا - جانینگے کہاں ساری شیخی یہیں گرد برد ہو جائیگی ٭

کرن - اب وہ کیا کیا کر یہاں آئینگے منہ دکھانے کی صورت بھی باقی
ہے اور اگر آ بھی گئے تو ہم سے کیا بھنا لینگے - جوئے کا ہارا اور جورو
کا مارا برابر ہوتا ہے - اُن میں دم ہی کیا جو ہمارے سامنے ڈاڑھی مونچھ
لگا کر آئیں ادھر چودہ برس کی بپتا ادھر دو کپڑے سے منہ اور یہاں بازی اپنے ہاتھ ٭

دریودھن - زبانی جمع خرچ سے کام چلنے والا نہیں پانڈو اصل کالے
ناگ ہیں - جب موقع پائینگے چپ سے کاٹ کھائینگے - عقلمندوں
کو چاہئے کہ سانپ کو کاٹنے کا موقع نہ دیں اور پہلے ہی سے زہر کے
دانت توڑ ڈالیں - پانڈو اس وقت اکیلے ہی ہیں کوئی ہاتھ بٹانے والا کیا
منہ روئے دھونے والا نہیں - جنگل کا معاملہ ہے آؤ ہم سب چلیں اور
سب کو مار کر ہمیشہ کی کوفت سے چھٹی کر لیں ٭

شکنی - کرن - دوشاسن نے اس رائے سے اتفاق کیا اور سب
کے سب اپنی اپنی تیاری کر کے شہر پناہ کے متصل ایک بڑے ہوئے
مقام پر جانے کے لئے کمربستہ ہو گئے ٭

ویاس جی رشیشور تھے جن کے چشم خیال میں دنیا بھر کی باتیں
پھرتی رہتی تھیں - جب انہوں نے کوروؤں کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھا تو
راجہ دھرتراشٹر کے پاس آ کے شکایت کی کہ آپ ایسے جہاندیدہ گرم
و سرد زمانہ چشیدہ اور پھر بھی اپنے نیک و بد کا خیال نہیں پانڈووں کو
بلا کر جوئے میں ہرایا - دروپدی کی حد سے زیادہ درگت کی پھر بھی صبر نہ
ہوا سب کو تیرہ برس کے لئے جلاوطن کیا اور اب بھی آپ اور آپ
کے بیٹوں کو چین نہیں پیچھے ہی پڑے ہوئے ہیں میں جانتا ہوں کہ
آپ کے بیٹوں کی شامتیں پھر پکار رہی ہیں تب ہی تیرہ تک کش باندھ
کر پانڈووں کے مارنے کو [illegible] اگر [illegible]

سب کا پچھر نکال کے رکھ دینگے۔ آپ کو ماتم کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا
خیریت اسی میں ہے کہ اپنے بیٹوں کو روک لیجئے آئندہ آپ کو اختیار ہے۔ اب تک
تو خیر بدنامی کا داغ تھا اب شاید آپ کو بیٹوں کی جدائی کا داغ اٹھانا
منظور ہے۔ ارجن اور بھیم سین کی طاقتیں وہ نہیں جو آپ کے بیٹوں کا
اچار نکالے بغیر چھوڑیں اسی سے میرا خیال یہ ہے کہ آپ اپنے بیٹوں کو
موت کے منہ میں جانے سے باز رکھیں جو ہونا تھا وہ تو خیر ہو چکا اب
پانڈوؤں کے دھرم کی وجہ سے تیرہ برس تک امن کی صورت ہے۔
چودھویں برس اگر ایک کورو بھی بچ جائے تو میں جھوٹا بہت کچھ ہو چکی
دل میں وہ مضبوط گرہیں پڑ گئیں کہ کھلنا محال۔ ادھر چودھواں برس
شروع ہؤا۔ ادھر جان بیجئے کہ کورو خاندان کا صفایا!

راجہ دھرتراشٹ۔ بیاس جی مہاراج کس کے آگے اپنا سر دے
ماروں۔ میری تو عقل کچھ کام نہیں کرتی۔ لڑکے اپنی ماں کے نہیں میں
اندھا اس پر بڑھاپا فرمائیے کیا کروں۔ نہ جان نکالے نکلتی ہے نہ موت
بلائے سے آتی ہے جب یہ حالت مجبوری ہے تو جو ایشور کی مرضی۔

بیاس جی۔ بھیشم پتامہ وغیرہ نے بھی کچھ انجام بینی نہ کی سونٹھ کا ناس
لئے رہے کوروں کو نہ روکا کیا آپ جانتے ہیں کہ پانڈوؤں پر جو کچھ گزری ہے
اس کا اثر اوپر ہی اوپر جائیگا۔ ہائے مہارانی گاندھاری نے بھی سمجھا!
وہ آپ کی آنکھیں نہ ہوئیں۔ جب آپ خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے
کے لئے تیار ہوں تو کوئی کیا کرے۔

راجہ دھرتراشٹ۔ آپ کا فرمانا صحیح۔ مگر میں بدقسمت کیا کروں۔
الفت پدری نے مجھے کانوں سے بہرا اور آنکھوں سے اندھا کر دیا آپ
بھی ہوتے تو شاید وہی کرتے جو مجھے کرنا پڑا۔ سمجھئے کہ دریودھن نہیں
گوبر سے اگا ہیں آیا۔ کیسے ہی کا ٹکڑا ہے پس میں اسے کیونکر
چھوڑ دوں اب رہی سمجھانے کی بات یہ اب آپ کے اختیار میں ہے
شاید آپ کی ...

قابلیت ہے آپ خود اُسے سمجھا دیں تو زہے نصیب وہ سمجھ جائے تو جانئے سب پاپ کٹ گئے *

بیاس جی - مجھے جو کہنا تھا آپ سے کہہ چکا آپ اپنا نیک و بد خود سمجھ لیں۔ رہا دریودھن کو سمجھانا وہ میترے رشی جی سمجھائینگے میں برائی بھلائی کیوں لوں - سارا فیصلہ وہی کرینگے - ان سے دوریودھن سے بات ہو گی تو سمجھ لیجئے کہ دو ٹوک فیصلہ ہو گیا یا تو وہ سب معاملہ ٹھیک ٹھاک کر دینگے یا پھر سراپ کی ٹھہریگی جس کا انجام آپ جانئیں یا وہ اچھا ہیں اب رخصت - نیک و بد سمجھنے کا آپ کو اختیار *

یہ کہکر بیاس جی تو اسی وقت نظروں سے غائب ہو گئے - اور دھرتراشٹ کو فکر پڑی کہ بیاس جی کی باتیں خالی جانے والی نہیں - ضرور کچھ رنگ لائینگی - اس سے انہوں نے دریودھن کو یاد کیا اور حکم دیا کہ شہر کے باہر کرن شکنی دوشاسن وغیرہ جو تیر ترکش باندھے پانڈووں پر نرغہ کرنے والے ہیں فوراً واپس آئیں - ادھر راجہ دھرتراشٹ کے حکم سے یہ لوگ واپس آئے اور اُدھر میترے رشی نے بھی تشریف آوری سے شرف بخشا - راجہ دھرتراشٹ نے بڑی تعظیم و تکریم کی قدم چومے سنگھاسن پر بٹھایا اور وہی کورو پانڈو کی بات چھڑ گئی - میترے جی نے فرمایا کہ میں پانڈووں ہی کے ہاں سے چلا آتا ہوں وہ اچھی طرح ہیں بن باس کا زمانہ استقلال سے بسر کرینگے - خلاف ورزی نہ ہوگی - مگر شکایت کی کہ ان پر بیجا جبر ہوا - ظلم ہوا - تعدی و بدعت ہوئی - مہارانی گاندھاری تک نے سمجھایا اور آپ کے کانوں پر جوں نہ رینگی اس کا نتیجہ آخر میں دیکھ لیجئیگا کہ کیا ہوگا - میترے رشی نے وہی سب باتیں کہیں جو بیاس جی وغیرہ نے سابق میں کہی تھیں بیٹے اُن کا دہرانا لا حاصل ہے - اس کے بعد جو کچھ کہا سنا اس کا لب لباب ان الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے یعنی میترے رکھشیر نے کہا *

اے راجہ دھرتراشٹ - او مغرور دریودھن - گوش ہوش سے سن سمجھ

تیں گوش ہوش سن - تو کون لاما پانڈوں پر کلیجہ تمہارا سنا اگر تجھے پانڈوں

ہیں کون ہے جو اِس وقت خود اِن بھائیوں کو جیت سکے جنہوں نے
دیوتاؤں تک کو دبا دیا ۔ ان سے مقابلے کی جرأت ۔ بھیم سین سے سامنا
ہوا تو تم سب کی ہڈیاں سرمہ کر کے رکھ دیگا ۔ کیا ارجن کے گانڈیو دھنش
کی خبر نہیں ۔ ایک ایک بان میں دشمنوں کی صفیں صاف ہونگی ۔ پانڈووں
کی لیاقت کو کوئی پہنچے مجال کیا وہ دھرم کی راہ میں چلتے اور ستّ کو
نباہتے ہیں ۔ اگر یہ نہ ہوتا تو تم سب کو کبھی مچھر کی طرح مسل کے رکھ دیتے
سب کے دیکھتے دیکھتے ہڈمب اور بکاسر وغیرہ راچھسوں کو کس طرح مار
لیا ۔ جیسے شیر لومڑی کو یا شہباز چڑیا کو ۔ جراسندھ کی کیفیت معلوم
ہے ۔ اُس کی طاقت سے ایک دفعہ تو چند دست بھی تھر تھرا جاتے تھے مگر وہ
بھیم سین نے تنکے کی طرح چیر کے پھینک دیا ۔ اگر ان واقعات
کے دیکھتے ہوئے بھی انسان کی آنکھیں نہ کھلیں تو اس سے
اور کیا سمجھنا چاہئے کہ بس دن قریب ہیں +

میتریہ جی اس طرح سمجھا رہے تھے مگر دریودھن کے کانوں پر
جوں بھی نہ رینگتی تھی ۔ ایک ہوا سی بہہ رہی تھی اور دریودھن نشۂ غرور
و نخوت میں مست پاؤں کے ناخن سے زمین پر لکیریں کھینچ رہا تھا ۔ اس
گستاخی اور نخوت کے خیال پر میتریہ جی کو سخت غصہ آیا ۔ انہوں نے
تیسری مرتبہ پانی سے آچمن کر کے سراپ دیا کہ او پاپی دریودھن تجھے تیرے
غرور کی سزا ہے تو نے میری ہتک کی ۔ میں تجھے نصیحت کر رہا تھا تو
اس کو سنکر رانوں پر تھپکیاں دیتا تھا ۔ تو سمجھ تیری یہی جانگھ بھیم سین
توڑے اور تجھے تیرے غرور کا مزہ چکھائے ۔ تو جس کرن دوشاسن
شکنی کے بل پر اینٹھ رہا ہے وہ سب ایسی موت مریں کہ کوئی پانی
دینے اور رونے والا بھی نہ ہو +

یہ سراپ اٹل ہے مجال کیا کہ جھوٹ ہو ۔ جو کچھ اس وقت زبان سے
نکلا ہے وہ پتھر کی لکیر کیا معنے بلکہ برہما کا لکھا ہے بھی مٹ
نہیں سکتا

رشی جی کا یہ سراپ سنکر راجہ دھرتراشٹ کے ہوش و حواس باختہ ہو گئے۔ اُنہوں نے قدم پکڑ لئے اور عرض کی کہ مہاراج چرن سیوکوں پر اتنا غصہ نہ کیجئے ناسمجھ ہیں کم فہم ہیں ان پر اتنے عتاب کی کیا ضرورت +

میتریے جی۔ دریودھن کے غرور نے جو شدنی تھا وہ زبان سے کہلا دیا میرا کوئی قصور نہیں۔ اب بھی خیریت ہے کہ کورو پانڈووں سے میل کریں اگر میل نہ ہوا تب تو یہ سراپ تیر بہدف ہے۔ برہما کے مٹانے سے بھی نہیں مٹ سکتا۔ اگر صلح ہو گئی تو پھر کسی کا ایک رویاں بھی میلا ہو جائے تو میرا ذمہ۔ مگر آپ کا بیٹا دریودھن اپنے زعم میں تنتا اینٹھتا ہے۔ اسلئے میں اس کو اس کی قسمت پر چھوڑ کر چلتا ہوں۔ آگ جلانے تو ہار جانے دھونکنے والے کی بلا جانے۔ جو آگ کھائیگا انگاروں کا مزہ چکھیگا +

یہ کہکر میتریے رشی جی تو غصے میں بھرے ہوئے چلے گئے اور دھرتراشٹ کو بدر جی کی زبانی کرمیر دیت کی جنگ عظیم اور بھیم سین کی فتح کا حال سُنکر اور بھی خلفشار ہوا کہ ایسے بہادروں سے کوروں کی کیسے جانبری ہو گی +

ادھیاے ۸

سری کرشن جی کی پانڈووں کے پاس تشریف آوری۔ کوروں پر عتاب۔ راجہ جدھشٹر و ارجن کی اُستتی۔ دروپدی کی فریاد۔ کرشن جی کی تسلی بخش تقریر۔ دروپدی کے بھائی کی گفتگو

پانڈووں کے ہستناپور سے جاتے ہی [illegible] زمانے میں خبر پھیل گئی کہ [illegible]

راجہ دروپد کا فرزند اور چندیری کا راجہ دھرتراشٹ کیت کا ایک بن میں جا کر ان سے ملے مہاراج سری کرشن چندر بھی دوارکا سے تشریف لے آئے اور بہت سے تاجداروں نے بھی شرف ملازمت حاصل کیا۔
جس وقت کرشن جی نے راجہ جدھشٹر وغیرہ کے بدن پر فقیرانہ لباس دیکھا نہایت رنجیدہ ہوئے اور جوش غضب میں فرمایا کہ بس چیونٹی کے پر نکل آئے۔ دریودھن۔ ششکنی۔ دوشاسن کرن وغیرہ کی موت دور نہیں عنقریب زمین ان سب کے خون سے رنگی جائیگی۔ ایسے فریبیوں سے جعلسازوں کا قتل کر دینا ہی دھرم ہے۔ جس وقت ذات مقدس کو دروپدی کی حالت زار اور دریودھن دوشاسن کی بدعتوں کا خیال آیا چہرہ تمتما اٹھا آنکھیں خون کبوتر ہو گئیں۔ جدھشٹر سے ارشاد ہوا کہ زبان ہلا دو تو سارے کوروں کی بوٹی بوٹی کاٹ کے پھینک دوں قسم لگا نہ رکھوں +

جدھشٹر نے ہمدردی کا شکریہ ادا کر کے التجا کی کہ
مہاراج ابھی مجھے اپنا قول نباہ لینے دیجئے پھر جو ہو گا دیکھا جائیگا بالفعل آپ اپنی طرف دیکھیں +
ہے بھگوان کرشن چند آنند کند۔ خلائق زمین و آسمان۔ مالک کون و مکان ہمہ از دوست آپ ہی ہیں۔ آپ نے پیکر عنصری کو نور موفور سے زینت دے کر بڑے بڑے شہزور راچھس قتل فرمائے سورج چندرماں۔ برہما بشن۔ شو۔ جل پرتھی پون اگن اکاش سب آپ ہی کے کرشمۂ قدرت کا ادنے نمونہ ہیں۔ آپ ہی نے باون جی کے سروپ میں تین قدموں سے پرتھی اکاش سب کو ناپ ڈالا۔ ذات والا صفات ہست و بود میں ہے عدم و وجود میں ہے قادر مطلق آپ ہی خالق برحق آپ ہی ہیں گلشن کائنات آپ ہی کی فیض نخل بندی سے ہمیشہ بہار ہے بہار و خزاں بقا و فنا ہست و نیست۔ مرگ و زندگی زوال و کمال سب

کو کوئی پیارا نہیں۔ جس نے چرنوں کا سہارا ڈھونڈا بس دنیا کی بادشاہت پر لات ماردی۔ شاہنشاہ عالم پناہ اُس کے پاؤں دھو دھو کر پینے لگے اندر بھی اُس کے پاؤں کا دھوون نہ رہا۔ مہاراج۔ جدھشٹر آپ کے چرنوں کی خاک ماتھے سے لگانا اپنا فخر سمجھتا ہے۔ آپ بھی مجھے وہی عزت دیں جو خاک قدم کو حاصل ہے ؁

راجہ جدھشٹر کے بعد ارجن نے بھی پرارتھنا کی اور بڑے ادب سے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑا ہوگیا۔ مہاراج نے جواب میں فرمایا:-

اے ارجن۔ کچھ جانتے ہو کہ میں تم سے جدا ہوں نہ تم مجھ سے۔ جو تم ہو سو میں ہوں۔ جو میں ہوں۔ سو تم ہو ؁

اس میں ذرہ برابر فرق نہیں۔ ظاہر بینوں کو دو قالب نظر آتے ہیں مگر یہ بات نہیں۔ جلوہ ایک ہی ہے۔ تم نر ہو میں نارائن یعنی دونو آئیں مل کر ایک ہی نر نارائن ہیں زمانے کی ضروریات اور اہل زمانہ کی نجات کے لئے دنیائے ناپائیدار میں آنے کی ضرورت پڑی۔ ظاہر پرست نہ پہچانیں کوتہ اندیش بھید نہ جانیں تو اور بات ہے مگر حقیقت شناس روشن قیاس روشن ضمیر صاحب عقل و تدبیر۔ اہل کشف و کرامات۔ عابدان عالی درجات تمام نکتوں سے واقف اور رموز قدرت سے آگاہ ہیں۔ دیکھو نہ آنکھوں کے سامنے کی بات ہے۔ ہزاروں دفعہ میرے کمالات قدرت مشاہدے میں آئے۔ مگر نہیں۔ دریودھن کرن وغیرہ ایسے عقل کے اندھے ہو رہے ہیں کہ کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ مجھے اب تک نہ سمجھے کہ کون ہوں کیا ہوں ایک طرف میرے دست قدرت کے کرشمے دیکھتے ہیں۔ دوسری طرف آنکھوں پر جہالت کا پردہ ڈالتے ہیں۔ ایسے ڈھٹیاروں سے اندھے اچھے جو اگر دیکھ نہ سکتے تو ٹٹول ہی کے راستہ چل لیتے ہیں۔ مگر ان نالائق کی مت اور کیا رو دونو کی چشم ظاہر و باطن پھوٹی ہیں آنکھوں کے آگے ناک سوجھے کیا خاک والی مثل ہے ؁

سری کرشن جی کا سلسلہ کلام جاری ہی تھا کہ ... غصہ

میں بھر گئی۔ اس کا چہرہ لال لال انگارہ ہو گیا۔ وہ تاؤ کھاتی ہوئی اُٹھی۔ سری کرشن جی کے سامنے کھڑی ہو گئی اور بولی :-

رادھا اُرچندن۔ بسدیو دیوکی نندن۔ است رشی دیول منی اور نارد دیو رشی کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ ہی بنا کنندہ کائنات۔ آپ ہی فنا کنندہ شش جہات ہیں۔ پرسرام جی کا قول ہے کہ آپ ہی بشن ہیں۔ آپ ہی سرودیاپک ہر جگہ موجود۔ حاضر و ناظر۔ آپ ہی قابل پرستش ہیں۔ کشپ جی نے دیوتاؤں کی سبھا میں آپ کو کل دیوتاؤں کا سرتاج بیان کیا تھا۔ اُن کے قول کا لب لباب یہ ہے کہ آپ ہی پانچ تتو یعنی عناصر کے بانی اور مخلوقات کونین کے آفریدگار ہیں جو کچھ انتظام قدرت ہے وہ آپ ہی کے اشارے پر چل رہا ہے ورنہ کسی کی مجال نہیں کہ تنکا بھی ہلا سکے۔ آپ کی مرضی کے بغیر پتا بھی نہیں ہل سکتا۔ لیل و نہار کو سفید و سیاہ کا اختیار آپ ہی نے دیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو کچھ ہیں آپ ہی ہیں۔ آپ کو بقا ہے سب کو فنا ہے۔ آپ قادر مطلق ہیں اور سب مجبور و ناچار۔ اسی طرح سب کچھ اُستت کر کے دروپدی آبدیدہ ہو کر کہنے لگی کہ ہائے آپ ایسے پورن برہم سرو شکتیمان کے بھائیوں یعنی پانڈووں کی میں رانی۔ آپ کے دوست دھرشٹ دمن کی بہن۔ مہاراجہ دروپد کی بیٹی۔ جھونٹا پکڑ پکڑ کر بھری سبھا میں دوشاسن کھینچے اور ننگا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑے۔ راجہ دھرتراشٹ اور بھیشم پتامہ ٹکر ٹکر دیدم دم نہ کشیدم پر عمل کریں آپ کے بیل انگلن کوہ پیکر بھائی بیٹھے بیٹھے دیکھیں اور دم نہ ماریں۔ ہائے کیسا نازک وقت تھا ننھی سی جان پر نہ جانے کیا بن رہی تھی۔ اُف جس وقت دھیان آتا ہے جان اُڑ جاتی ہے اور جب پران پتیوں کی خاموشی پر نظر جاتی ہے تو زمین و آسمان اُلٹ پلٹ نظر آتا ہے۔ ارجن کے گانڈیو دھنش پہ لعنت۔ بھیم سین کے گرز پہ اُف۔ نکل کی بہادری پر تین حرف۔ سہدیو کی طاقت کو دھتکار۔ ہائے سب آڑے وقت بیکسوں کھینچے رہے کاندھی دبے سے گئے اور وہ ان کو روپ کے

سامنے جن کو چٹکی سے مسل ڈالنا کوئی بات نہیں۔ جو پانڈووں کی نظر میں اگر کچھ ہیں تو مکھی مچھر کے برابر ✦

ہائے دریودھن نے ہم سب کے ساتھ کیا کیا بدسلوکیاں نہیں کیں پہلے طالب علمی کے زمانے میں ماتا کنتی سمیت خارج البلد کیا پھر بھیم سین کو زہر دیا۔ دریا میں ڈبویا۔ سانپوں سے ڈسایا۔ بعدہٗ بارناوٹ بھجوا کر لاکھ کا مندر میں جلا کر خاک ہی کر دیا ہوتا بھلے کو خبر لگ گئی۔ اور بھیم سین سب کو کاندھے پیٹھ کمر بازو پر لاد کر لے بھاگے نہیں تو مہاراجہ پنڈو کے بیٹوں کا پتہ بھی نہ لگتا۔ جب میرا سوئمبر ہوا تو ارجن کی فتحیابی کے وقت کوروں نے کونسی بات اُٹھا رکھی۔ یہ تو کہئے کہ پانڈو۔ دبرو دھسٹر دولا چنا بنیرے کو جو نہ تھے نہیں تو اب تک کوئی کیوں زندہ رہ سکتا کورو سب کو پیس کر رکھ دیتے کہیں ہڈیوں کا بھی پتہ نہ ہوتا۔ اب چھل کپٹ سے جوئے میں سب راج پاٹ جیت لیا۔ تیرہ برس کا بن باس دیا مجھ پر جو بدعت کی وہ اگر دوسرے پر ہوتی تو جی چھوٹ جاتے عزت و آبرو عصمت و عفت کی خیریت نہ تھی مگر آپ کا احسان ہے آپ کی نظر عنایت تھی کہ آبرو بچ گئی۔ میں نے دوشاسن جیسے ظالم سے آپ کا نام رٹ رٹ کر سب کی ناک رکھ لی۔ مگر مجھے افسوس یہ ہمیشہ رہیگا کہ جیتے بہادر پانڈو میرے پریشور میری ایسی مصیبت میں کنارہ کاٹ گئے۔ صرف ساتھ دیا تو آپ نے۔ ہائے میں آپ کے بھائیوں کی رانی ایسے عمدہ خاندان کی بیٹی اور آپ کے ہوتے میری یہ بے عزتی۔ یہ تب ہی یہ دُرگت ہو۔ اگر اس کا دشمنوں کو مزہ نہ چکھایا تو پھر زندگی پر تف اگر آپ سب خاموش ہے تو کہے دیتی ہوں کہ میرا صبر میرا شکر میرا تحمل میرا شکیب رنگ لائے بغیر نہ رہیگا ✦

دروپدی جس وقت یہ درد دل کی کیفیت کہکر زار زار رونے لگی سُنی منی کرادہ کمرہ اُٹھے آئے ہوئے راجاؤں نے بھی اُن کی جگر خراش فریاد سُنی ... سب کا دل اُمڈ آیا۔

سری کرشن چندر مہاراج کے دل پر بھی گہری چوٹ لگی۔ مگر اُنہوں نے طبیعت
کو روکا دل کو سنبھالا اور تسلی بخش الفاظ میں کہا:-

مہارانی درو پدی۔ کیوں گھبرائی جاتی ہو۔ دن گئے ہیں کہ راتیں جس طرح
تم اس وقت رو رہی ہو۔ اس کے بدلے کوروں کی عورتیں خاوندوں کی
لاشوں پر پھوٹ پھوٹ کے نہ روتی ہوں۔ تب کہنا۔ خاوند رن بھوم
(رزمگاہ) میں پھڑک پھڑک کے دم توڑ چکے ہونگے رگ رگ سے خون کا
فوارہ چھوٹ رہا ہوگا اور راجہ دھرتراشٹر کی بہوئیں سر پھوڑ پھوڑ کر آنسو
بہا رہی ہونگی۔ ارجن کے تیر لہو کی ندیاں بہا دینگے۔ لاش پر لاش ٹوٹتی
ہوگی۔ سر خون کے سمندر میں تیرتے ہونگے میری بات پٹ پڑنے والی
نہیں جو زبان سے نکل گیا ہے برہما کے مٹانے سے بھی نہیں مٹ
سکتا۔ تم کو واسی کون کہہ سکتا ہے۔ کس کا ایسا منہ تو سمجھی کہ راجہ جدھشٹر
روے زمین کے تاجدار ہوں اور تم اُن کی مہارانی۔ کوروں اور اُن کی رانیوں
کا تو کہیں پتہ نشان بھی نہ ہوگا۔ میں تو ابھی دو ٹوک فیصلہ کر کے دکھا دیتا
مگر افسوس یہ ہے کہ راجہ جدھشٹر نہیں مانتے وہ دھرم کی پرتگیا کے بعد
چاہتے ہیں کہ راج پاٹ ملے ورنہ میں ابھی تم پٹ رانی اور تمہارے مخالفوں
کی رانیوں مہارانیوں کو لونڈی سے بدتر کر کے دکھا دیتا۔ خیر۔ دیر آید درست آید؎
مہاراج کرشن جی کی تقریر سُنکر درو پدی نے ایک غلط انداز نظر سے ارجن
کی طرف دیکھا۔ ارجن بھی اُس کی طرف چبھتی نظر سے دیکھ رہا تھا۔ چار آنکھیں
ہوتے ہی ارجن درو پدی کے نفس مطلب کو تاڑ گیا اور بولا:-

درو پد کماری۔ تم اتنی عقلمند ہو کر بھی گھبرائی جاتی ہو ہم لوگوں نے جو
کچھ کیا مصلحت وقت اور دھرم کے لحاظ سے ورنہ ایک ہیز سے ہیز
نامرد سے نامرد بھی اپنی جورو کی بے عزتی نہیں دیکھ سکتا اور جان لیکر
یا جان دیکر صبر کرتا ہے ہمارے واسطے اُس وقت یہی مناسب تھا کہ
دھرم کا دامن پکڑے رہیں دھرم سے روگردانی نہ کریں چنانچہ وہی دھرم
آڑے بھی آیا دیکھ لو کہ دشمنوں کی تم سے ایک [illegible]

رہ گئی ہے وہ کچھ بھی نہیں۔ ادھر یہ زمانہ گزرا اور اُدھر ہم نے سب کی چولیں ڈھیلی کیں۔ سُن نہ لو مہاراج سری کرشن جی کیا فرما رہے ہیں دنیا ادھر کی اُدھر اور دن رات ہوجائے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں زمین آسمان ہوجائے مگر ان کی بات میں رتی بھر فرق نہ ہو اس سے تم صبر رکھو کورو بغیر سزا پائے رہ سکیں کیا مجال۔ ہاں ذرا دھرم پرتگیا پوری ہونے کا انتظار ہے ٭

درشٹ دمن۔ (فرزند راجہ درو پد اور درو پدی) بہن تم بیفکر رہو بالکل نہ گھبراؤ۔ ایک ایک سے ساری کسر نکال لی جائیگی تب ہم لوگوں کو چین ہوگا۔ گو میں ناچیز ہوں حقیر ہوں بہادروں کے سامنے میری کیا بساط کیا کائنات مگر بیڑا اُٹھاتا ہوں کہ درونا چارج کو میں ہی فرش خاک پر سُلا کر دم لونگا۔ بن چلا ہے گرو اور مسند سے نہ نکالا اگر اور یو دھشن۔ وہ دوشاسن کیا نالائقی کر رہے ہو۔ اس کی سزا بس یہی ہے کہ میں اس کو زمین پر لوٹتا ہوا دکھاؤں۔ یاد رکھنا کہ سب کی موتیں ایک ایک کے ہاتھ لکھی ہیں۔ سکھنڈی بھیشم پتامہ کو بان سجیا پر سلا دیگا بھیم دریودھن و دوشاسن کا چرسا لکا لیگا اور جون کرن کو جیتنی کریگا اور اسی طرح کوروں کا خاندان نحس نحس کئے بغیر ہم لوگ اب باز رہنے کے نہیں صرف راجہ جدھشٹر کو پرتگیا پوری کرنے کی دیر ہے۔ ہم کو کوروں سے دبنے ڈرنے اور اُن کے دبڑ و گھسڑ دبنے کی وجہ کیا۔ وہ کون دوبا ہیاں ہیں اُن میں جان ہی کیا ہے۔ مہاراج کرشن دیو اور سری بلدیو جی کے ہوتے ہوئے ہم کسی کی حیثیت ہی کیا سمجھتے ہیں کسی کا ہمارے سامنے دم ہی کیا ہے جو ہیچو ما دیگرے نیست بنے اگر کال بھی ہو تو ایک جھڑپ ایک اوجھڑ۔ ایک پٹخنی ایک جھپٹ میں کام تمام کرکے رکھ دیں ٭

سری کرشن جی۔ راجہ جدھشٹر کی پرتگیا سے کچھ بس نہیں۔ نہیں تو کوروں کو مزہ معلوم ہوجاتا۔ جب ہستنا پور میں جو سزا کچھی تھی اُس وقت میں ہوتا اگر مجھے ذرا بھی سن گن معلوم ہوتی یا پانڈو

خواہ دروپدی ہی میں سے کوئی یاد کرتا تو کسی نہ کسی طرح حاضر و غائب میں ضرور موجود ہو جاتا اور پھر دیکھتا کہ بدمعاش شکنی کیا کرتا ہے نالائق وہ شاسن میں کتنی طاقت ہے۔ میں اول تو اس فعل سے روکتا اگر میری بات ٹھکی جاتی تو ایسا مزہ چکھا دیتا کہ سات جنم تک یاد رکھتے خیر اب تو جو ہونا تھی ہو چکی۔ راجہ جدھشٹر اجازت نہیں دیتے ورنہ اسی وقت ہستنا پور میں گھر گھر ماتم ہو جاتا۔ اب میں آ گیا تو مزاج پرسی ہی سہی مگر یہ لوگ سزا کے مستحق ضرور ہیں۔ اس لئے میں کوروں کے مظالم کا حال سنتے ہی یہاں پہنچا۔ دوارکا میں پانی تک نہ پیا۔ اب سب کچھ راجہ جدھشٹر کے اختیار میں ہے جو چاہے کریں ◆

ادھیائے ۹

سری کرشن چندر جی دوارکا کو اور وشٹ دمن وغیرہ کی اپنی اپنی راجدھانیوں میں واپسی

سری کرشن جی ہستنا پور کے عالم آشوب میں کہاں تشریف فرما تھے اس کی کسی کو خبر نہ تھی۔ راجہ جدھشٹر بھی یہ جانتے تھے کہ وہ ایسے موقع نازک پر ضرور رونق افروز ہوتے مگر وہ نہ آ سکے۔ جس وقت مہاراج ممدوح الوصف نے دوارکا سے غیر حاضری کا ذکر کیا تو اس خیال کو لئے ہوئے اور باتوں کے ختم ہوتے پر راجہ جدھشٹر نے دریافت کیا کہ آپ دوارکا میں نہ تھے یہ تعجب کی بات ہے آخر تھے کہاں کوئی ضرورت تھی کوئی وجہ؟

سری کرشن جی۔ میں تو آپ کے جگیہ میں رہا یہاں ششپال اچھی طرح رخصت ہوئی تو راجہ شال میری عدم موجودگی میں دوارکا پر چڑھ دوڑا

خوب خوب ہاتھ دکھائے ہزار ہا نازک بدنوں کو خاک وخون میں ملایا کشتوں کے پشتے باندھ دئے۔ مجھ پر بھی خوب آواز ے کسے۔ بُرا بھلا۔ سخت سُست کہا۔ وہ ڈنکے کی چوٹ پکارتا تھا۔ کہ کرشن کہاں ہے۔ سامنے آئے منہ دکھائے۔ مَیں مزہ چکھاؤں خاک پر سلاؤں۔ غرور توڑوں۔ جیتا نہ چھوڑوں۔ مَیں وہاں ہوتا تو کس کی مجال تھی کہ لام کاف بکتا۔ اُسی وقت گرم چمٹا ہوتا اور زبان۔ تلوار ہوتی اور جان۔ مگر پیٹھ پیچھے سب کو گالیاں دیتے ہیں۔ منہ پر گالیاں دینے والوں کا منہ ہی نہیں دیکھا جب شال نے اودھم مچائی تو پردمن نے جواب ترکی بہ ترکی دیا۔ خوب لڑائیاں ہوئیں بہت سے معرکہ ہائے کارزار گرم ہوئے۔ مہینوں تک اچھی طرح مار دھاڑ ہوتی رہی۔ آخر شال کو زخم کاری لگا اور وہ اپنی راجدھانی میں لوٹ گیا دوارکا کے ایک ذرہ پر بھی قبضہ نہ کر پایا ÷

وہاں تو یہ خون خرابہ پہلے ہی ہو چکا تھا مگر جب مَیں تمہارے یگیہ سے دوارکا میں واپس گیا تو اور ہی رنگت دیکھی میرے تن بدن میں آگ لگ گئی اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا۔ راجہ شال کو پیغام جنگ دیا۔ وہ سنتے ہی فوراً فوج جرار لئے ہوئے مارنے مرنے کو تیار ہو گیا لڑائی شروع ہوئی مگر ایک ہی وار نے راجہ شال کو رہگرائے عدم کر دیا۔ ساری فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ مَیں بھی اپنی سلطنت دوارکا میں واپس آیا۔ یہی وجہ تھی کہ مَیں لاعلمی کی حالت میں آپ کے یہاں پہنچ نہ سکا۔ خیر گذشتہ را صلواۃ ابھی سہی۔ دشمن جاتے کہاں ہیں یہ فرما کر مہاراج کرشن چندر نے رخصت طلب کی اور سوبھدرا اور ابھمن کو طلائی وجواہر نگار رتھوں پر سوار کئے اور دروپدی کا بھائی دھرشٹ دمن اپنے پانچوں بھانجوں یعنی دروپدی کے بیٹے کو لئے ہوئے اپنی دارالحکومت کو روانہ ہوئے بہت سے رشیوں منیوں نے بھی اپنے آشرموں کی راہ لی ÷

ادھیائے ۱۰

راجہ جدھشٹر کی کامیک بن سے رخصت ۔ باشندگان اندرپرست کی آہ وزاری ۔ پھر عزم سفر دویت بن میں قیام

جب سری کرشن چندر جی نے دوارکا کی طرف رُخ کیا پانڈووں نے بھی برہمنوں کو نقد و جنس زر و جواہرات سے مالا مال کر کے وہاں سے آگے قدم بڑھایا ۔ شستر بستر سب دوارکا میں بھیج دیئے کہ فقیری اور صحرا نوردی کی حالت میں اُن کی ضرورت ہی کیا ۔ جب شاہی لباس زیب تن کرینگے ۔ تب زیور آہن بھی پہن لینگے ۔ تمام باشندگان اندرپرست نے رخصت کے وقت گھیر لیا اُن کو خیر مقدم کی خوشی کے بعد جدائی کے رنج نے بڑا دکھ دیا ۔ سب ہاتھ جوڑ کے کھڑے ہو گئے +

مہاراج ۔ آپ دھرم کے اوتار اور دھرم کی مجسم تصویر ہیں آپ نے اندرپرست ایسا آباد کیا کہ مہادیو جی کا شیو لوک بھی گرد ہو گیا ہے آپ اُسے ویران سنسان کئے جاتے ہیں ۔ اب ہم کس کے سایۂ عاطفت میں زندگی بسر کریں ۔ افسوس دریودھن کی سمجھ پر ۔ جس نے ایسے دھرماتما ہمارے اَن داتا ۔ پرتھی ناتھ مہاراج ادھیراج کے ساتھ ایسی بدسلوکی اور ایسی نالائقی کی ۔ ہم لوگوں کی جان میں جان نہیں ۔ رات دن کوفت اور کاہش ہی میں بسر ہوتی ہے ۔ اگر آپ کو ہم لوگوں کی زندگی منظور ہے تو قدموں کے ساتھ رکھئے ہم سے یہ قدم چھوٹا اور بس سمجھئے کہ ایک دار دم ٹوٹا +

راجہ جدھشٹر ۔ آپ فہمیدہ ہیں سنجیدہ ہیں ۔ زمانہ دیدہ ہیں ۔ سرد و گرم زمانہ چشیدہ ہیں ۔ آپ کو اس قدر انتشار ۔ تردد ۔ فکر کیوں ۔ آپ

میرے دھرم استھان کے باشندے رات دن دھرم ہی سے کام۔ پھر
بھلا آپ ہی مجھے دھرم پرتگیا سے باز رکھیں تو تعجب ہو کہ نہیں۔ بارہ
برس ہوتے ہی کیا ہیں۔ سویرا دوپہر شام ہوتے ہوتے عمریں تمام ہوجاتی
ہیں پھر بارہ برس کس شمار و قطار میں ہیں۔ بیشک جدائی کی ایک ایک
گھڑی بھاری ہوتی ہے ایک ایک دن پہاڑ نظر آتا ہے مگر دانشمند لوگ ان
گھڑیوں اور ان دنوں کو اس طرح کاٹ ڈالتے ہیں کہ معلوم ہی نہیں ہوتا
کب دن گزرا کب ہفتہ شروع ہوا۔ مہینے بیتتے معلوم ہی نہیں ہوتے
سال یوں کٹتے ہیں جیسے عاشقوں کی شب وصل۔ آپ سب لوگ دھرم
پر قائم رہیں کچھ کیوں نہ ہوجائے دھرم سے منہ نہ پھیرے اِس چرچے
اس تذکرے میں بارہ برس کیا ہزاروں برس ہوں تو اس طرح گزر جائیں
جیسے خوشی کی گھڑیاں۔ آپ سب مجھے دھرم کی راہ میں جانے دیجئے اور
دعا کیجئے کہ ہم لوگ اس جادہ ہمت میں ثابت قدم رہیں اور دھرم کی
برکت اور استقلال طبیعت کے فیض سے ہمیں وہ دن نصیب ہو کہ
آپ سب کو دیکھ کر اپنی زندگی سپھل کریں۔ آپ سب کو چاہئے کہ میری
ہمت بڑھائیے۔ جرأت دلائیے کہ راہ مشکل میں بڑے استقلال
سے قدم ماروں۔ اب اس وقت اظہار محبت کا وقت نہیں۔ دل کا کڑا
کرنا۔ محبت کی بھول بھلیوں میں پھنسنا ہمیشہ منزل کھوٹی کیا کرتا
ہے اس لئے میں اب آپ سے معافی مانگتا ہوں اور درخواست
کرتا ہوں کہ خوشی خوشی رخصت کیجئے میں جو قول ہار چکا ہوں اُس سے
جیتے جی نہ پھروں گا قول مرداں جان دارد ؎

وہ زبانیں نہیں رکھتے ہیں قلم کی صورت

اچھا اب آپ سب صاحب ہنسی خوشی گھر جائیں اور ہمیں اجازت
دیں زندگی ہے تو پھر دیدار ہوگا +

راجہ جدھشٹر کے یہ کلمات سنکر لوگ روتے ہوئے قدموں پر گرے
دعائے خیر کر کے اب بہ مشکل ہاؤ بھتے ... کی جب تک صاحب کلمات

کرکے آگے چلتے ہوئے اہل شہر روتے پیٹتے چلاتے ڈھاریں مارتے سر پیٹتے ہوئے گھروں کو روانہ ہوئے ایک کہرام مچا ہوا تھا۔ آہ وزاری کی دردناک آوازوں سے کلیجے پھٹتے تھے +

جب راجہ جدھشٹر دور نکل گئے تو اپنے پیارے بھائیوں سے مشورہ کیا کہ بارہ برس قیام کرنے کے لئے کون جگہ مناسب ہے۔ ارجن نے دویت بن تجویز کیا یہ جنگل بہت پر فضا تھا۔ ہر طرف سبزہ زار ہمیشہ بسنت کی سی بہار۔ چھتنارے درخت زمین پر چھائے ہوئے جھرنے ساون بھادوں کی سی جھڑی لگائے ہوئے۔ خلاصہ یہ کہ جنگل میں منگل کے لئے ہر طرح کی صورت تھی کون چیز موجود نہ تھی جس کی ضرورت تھی۔ راجہ راجہ جدھشٹر نے بھی ارجن کی تجویز پسند کی۔ اور وہاں سے چلے تو منزلیں مارتے اُس صحرائے پر بہار و دشت غیرت گلزار میں پہنچ گئے جہاں کا نظارہ کچھ عجیب ہی دلفریب تھا۔ درختوں کی گلفشانی طائروں کی نغمہ خوانی۔ جھرنوں کی روانی۔ ہرنوں کی مستی جوانی وغیرہ وغیرہ وہ سامان تفریح تھے کہ بے ساختہ طبیعت ہری اور دل شگفتہ ہو جاتا تھا راجہ جدھشٹر نے وہیں ایک کدام (درخت) کے سائے میں قیام کیا اور اس طرح اُس نمائش گاہ قدرت کی سیر کرنے لگے جس طرح راجہ اندر اپنے نندن بن میں تماشائی باغ و بہار رہتے ہیں۔ راجہ جدھشٹر کی آمد آمد کی خبر سنکر یہاں بھی جوق جوق برہمن آنے لگے اور دھرم کے معاملات پر گفتشانی ہونے لگی +

ادھیائے ۱۱

مارکنڈے کی جدھشٹر کے پاس تشریف آوری کلمات نصائح

دویت بن میں راجہ جدھشٹر کی رونق افروزی سے خاص چہل

پھل رہنے لگی۔ جنگل میں منگل اور صحرا میں سہرا نظر آنے لگا۔ رشی۔ منی
برہمن۔ پنڈت آ آکر دھرم چرچا کرنے سننے لگے۔ دھوم رشی پروہت روز
شرادھ کراتے اور سب کو ایک ایک کی پسند کے موافق کھانا کھلاتے
تھے کسی چیز کی کسی کو کمی نہ تھی ہر وقت میلا سا لگا رہتا تھا ایک روز
مارکنڈے رشی عرف چرنجیو منی تشریف لائے۔ رشی جی مہاراج کی
عزت و عظمت کا کیا پوچھنا آپ کا مرتبہ سب سے افضل اور حیات
جاوید حاصل ہے راجہ جدھشٹر نے درشن پاکر بڑے ہی اعزاز و اکرام
کے ساتھ استقبال کیا سر عقیدت قدموں پر جھکایا۔ مارکنڈے جی آسن پر
براجے گئے اور راجہ جدھشٹر کی طرف دیکھ کر ہنسے اور چپ ہو رہے +
سب رشیوں منیوں کو مارکنڈے جی کی بے محل ہنسی پر تعجب ہوا
راجہ جدھشٹر بھی حیران ہوئے کہ معاملا کیا ہے۔ آخر ہنسنے کا سبب
اُن سے ضبط نہ ہوا رہا نہ گیا۔ قدموں پر سر جھکا کر گزارش کی :-
رشی جی مہاراج بے موقع ہنسنے کی وجہ نہ معلوم ہوئی۔ رنج کے موقع
پر آپ کے ہنسنے سے سب حیران ہیں خلاف مزاج نہ ہو تو سبب بیان
فرمائیے۔ ورنہ ہم سب کو ہر وقت خلجان رہیگا +
مارکنڈے جی۔ مہاجیندر۔ مجھے آپ کو بن میں دیکھ کر اُس وقت کی یاد
آگئی۔ جب سرو شکتیمان سری ہوست کمار رامچندر جی چیشوبوں کے
بھیس میں سری لکشمن جتی اور جنک نندنی سری سیتا کے ساتھ
جنگلوں جنگلوں گھومتے ہوئے رکھیہ موک پربت پر قیام پذیر ہوئے تھے
مجھے ہنسی اس بات پر آئی کہ وہ تو سا کشات پورن برہم تھے اُن کو ترلوک
میں کوئی جیتنے والا کون ہو سکتا تھا۔ کیونکہ فتح و شکست انہیں کے
ہاتھ میں تھی۔ ہزیمت و نصرت کے وہی خود مالک ہیں وہ جو چاہتے
ایک جنبش نظر میں کر سکتے تھے مگر نہیں انہوں نے راچھسوں کے ہوش
میں لانے دیتوں کو سزا دینے کے لیے صرف بھگتوں کی خاطر پیکر عنصری
قبول کرکے صحرا نوردی کی تکلیفیں اُٹھائیں۔ اہل دنیا کو

تلقین ونصیحت کی کہ دیکھو باپ کی بات سچ یوں کرتے ہیں۔ سوتیلی ماں کا لحاظ وپاس اس طرح کیا جاتا ہے۔ سعادتمند کا حاصل کرنے کے لئے ایسی لیاقت چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے چودہ برس تک سب عیش وآرام چھوڑ کر بن باس اختیار کیا۔ ہر طرح کی مصیبتیں جھیلیں اور اُف نہ کی اب میں دیکھتا ہوں کہ تریتا کے بعد دواپر میں آپ کو بھی وہی عزت نصیب ہوئی ہے کہاں تو وہ دن کہ راجسویہ یگیہ میں تمام روے زمین کے راجے مہاراجے آستان دولت پر ماتھا گھستے تھے کہاں آج یہ صحرا نوردی۔ مگر راجہ جدھشٹر خوب یاد رکھئے کہ دھرم کی راہ سے کبھی قدم نہ ڈگنے پائے ست میں بال بھر فرق نہ آئے اس وقت بارہ برس آپ کو جگ معلوم ہوتے ہونگے مگر دیکھئیگا کہ جہاں دھرم اور ست کی بدولت آپ نے اپنی دلچسپی کے شغل پیدا کر لئے بس وہاں معلوم بھی نہ ہوگا کہ کب اور کیونکر یہ دن کٹ گئے میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ یہ دن کٹنے کے بعد راج پاٹ سب آپ کا ہوگا اور لکشمی آپ ہی کا دم بھریگی۔ اس لئے دن خوب استقلال سے بسر کیجئے۔ مارکنڈے جی نے اس کے سوا اور کوئی بات چیت نہ کی اور ختم کلام کرکے سیدھے ہمالیہ پربت کی طرف چل دئے ؛

ادھیائے ۱۲

والبدرشی کی آمد عفو وسزا کے متعلق چند نصیحتیں

دروپدی وبھیم سین کا دریودھن کی مخالفت میں جوش وخروش راجہ جدھشٹر کی علانیہ فہمائش

دویت بن کی رونق کچھ اور ہی ہو رہی تھی۔ سارا بن آدمیوں کا جنگل نظر
آتا تھا۔ وسیع تالاب کے چاندی کی طرح چمکتے ہوئے صاف و شفاف پانی میں صوفیوں
ہی صورتیں دکھائی دیتی تھیں۔ ہزاروں رشی منی جپ تپ ہون اگنیاہی میں مشغول
وید دھنی سے سارا جنگل گونج اٹھتا تھا۔ ہون کنڈ کے شعلوں سے درختوں کے
سائے میں بجلیاں چمکتی دکھائی دیتی تھیں۔ پانڈو جب دھنک ہاتھ میں لیتے
تو ذرا سی ٹنکار بھی شہر فلک کا دل دہلا دیتی اور جن کی بہاران مہاتماؤں کے
فیض قدم سے برہم لوک کا مزہ دکھا دیتی تھی۔ روز یہی مذہبی مشغلے اور رات دن
یہی دھرم کے چرچے رہتے تھے۔ اتفاقاً ایک روز والبدرشی وارد ہوئے۔ دھرم
منڈلی دیکھ کر ان کی کلی کلی کھل گئی۔ راجہ جدھشٹر نے سر آنکھوں پر جگہ دی
دھرم آسن پر بٹھلایا تعظیم و تکریم و مزاج پرسی وغیرہ کے بعد والبدرشی نے
کوروں کی بیوقوفی۔ حماقت ناقص العقلی کم فہمی پر افسوس کا اظہار فرمایا۔
خوشنودی ظاہر کی کہ مہاراج گو آپ اس وقت بن باسی ہیں۔ راج پاٹ کا
کچھ سکھ نہیں مگر سچ پوچھئے تو آپ کو یہ آنند یہ سکھ راج میں کبھی نہ ملا ہوگا
آہا کیسی کیسی دھرم کی زندہ مورتیاں آپ کے ارد گرد جمع ہیں۔ بھارگو۔ انگرا
بششٹ۔ کشپ۔ وگست۔ اترے وغیرہ رشی آپ کے ظل حمایت و سایۂ
عاطفت میں دھرم کے جھنڈے گاڑ رہے ہیں۔ وید دھنی سے سارے
آکاش میں آنند مئی چھائی ہوئی ہے۔ یہ کیوں نہ ہو جب کشتری کا برہمن سے میل
جول ہوا پھر تیج بل دھرم بل کا کیا ٹھکانا جس طرح آگ اور ہوا باہم متفق ہو کر بڑے
سے بڑے جنگلوں کو جلا کر راکھ کر دیتے ہیں۔ اسی طرح برہمنوں کا پرتاپ اور کشتری
کا تیج ایک دوسرے کے شریک ہو تو پھر کسی دشمن کا بچاؤ کہاں۔ روئے زمین
کے شور سے شور اور بہادر سے بہادر راجوں مہاراجوں کو زیر کرنے والے بھیم سین و
ارجن۔ نکل۔ سہدیو دھرم کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہاتھ پاؤں نہیں ہلا سکتے۔
انہوں نے اپنی آزادی اپنی بہادری دھرم کے ہاتھ میں دے رکھی ہے
ورنہ کس کی مجال تھی کہ ان کی ایک جھڑپ بھی سہہ سکتا خیر یہ بھی موقع
ہے اور یہی بات ہے جس سے پانڈوں کی تین لوک میں تعریف ہو رہی

ہے اور تعریف کیوں نہ ہو آپ لوگوں نے سے
در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست
پر عمل کیا طرح دینا بڑوں اور لائقوں کا کام ہے۔ نالائقوں کو اس کا مزہ کیا
مہاراجہ جدھشٹر۔ ہمارے ہادیوں نے اخلاق زندگی کے باریک سے
باریک مسئلے میں بھی کوئی بات اٹھا نہیں رکھی۔ کہاں غصہ جائز ہے کہاں
طرح دہی یا عفو قصور اس بارے میں دفتر کے دفتر لکھ ڈالے ہیں مگر
میں آپ سے لب لباب بیان کرتا ہوں +
ہمارے بزرگوں کی ہدایت ہے کہ اگر کسی شخص سے قبل میں نیکی
ہوئی ہو۔ اور اُس کے بعد کوئی بدی تو ایسی بدی کو قطعی نظر انداز کر دینا
چاہئے۔ اس کے عوض کی ضرورت نہیں۔ اگر کسی سے نادانستہ کوئی
قصور کسی وجہ سے سرزد ہوا ہو تو وہ بھی قابل معافی ہے۔ لیکن کوئی
جان بوجھ کر کسی خطا کا خطاوار ہو اور اپنی نادانستگی کا اظہار کرے تو
ایسے شخص کو بے تکلف چشم نمائی کرنا لازم ہے۔ چشم نمائی ہی نہیں بلکہ
اندازہ جرم سے زیادہ سزا دینا چاہئے اگر ناواقفیت میں کوئی کام
ہو گیا ہے تو بعد تحقیق واقعی درگزر کرنے میں ہرج و مضائقہ نہیں۔
اس کے ساتھ ہی اس جزاو سزا کے واسطے وقت اور موقع کا بھی لحاظ
کرنا ضروری ہے یہ بھی دیکھ لینا مقدم ہے کہ شہزور ہیں یا مستحق سزا
بالفرض کوئی آدمی طاقتور ہے اور اُس کو سزا دینے کی ضرورت پیش
آئی تو اُس کے اعزاء اقربا وغیرہ کی طاقتوں کا بھی اندازہ کر لینا
چاہئے۔ کیونکہ اُن کا سر اُبھارنا بھی موجب خطر ہی ہوتا ہے اس
کے علاوہ اُس شخص کو بھی سزا دے ڈالنا واجب نہیں جس
کی سزا کے سبب سے آئندہ کے لئے طرح طرح کے خطرے
اور اندیشے پیدا ہونے کا احتمال ہو۔ اہل خطا کو سزا دینا ضرور
فرض ہے مگر خاص خاص ضرورتوں میں طرح دینا بھی انسان کی لیاقت کا
اعلےٰ نمونہ ... کوئی ... نہیں ... پیش شمار ہے کہ

بے بہو پریت نہیں لیکن ؎

ہر سخن موقع و ہر نکتہ مکانے

ہر معاملے میں موقع و محل پر نظر رکھنا مناسب ہے۔ کاٹا دورے ہوڑے کی ضرورت نہیں۔ جیس کھشتری راجہ نے حسب موقع اپنا رعب وداب قائم کیا۔ وقت پر وقت سے کام نہ لیا۔ اُس کی عزت خیرباد کہہ گئی جس نے دشمنوں کو دھرم کے خیال سے آزاد کر دیا۔ اُس نے اپنے حق میں کانٹے بوئے۔ دشمن کو چھوڑنا چوٹ کھائے ہوئے کالے ناگ کو آستین میں پالنا یا ناگوں کے منہ میں انگلی دینا ہے۔ جیس کھشتری نے اپنے دشمن کو طرح دی۔ گویا سانپ کو دودھ پلایا۔ اپنے ہاتھ سے اپنے گلے پر تلوار پھیر لی۔ مگر ہاں جب طرح وہی اس وقت غیظ و غضب بھی ٹھیک نہیں۔ طرح وہی اور معافی بھی موقع موقع کی درست ہے اگر معافی ہی معافی کا سلسلہ چلایا جائے تو نہ انتظام ملک بیٹھے نہ کوئی کام دبا ہو۔ نوکر چاکر بھی لمبی تانے پڑے رہیں کوئی بات تک نہ سُنے۔ ہاتھی لاکھ کہنے میں ہو مگر انکس ضرور چاہئے گھوڑا ہزار سدھا ہوا ہو مگر لگام بغیر قابو میں نہیں۔ اتنے بڑے اونٹ کو نکیل ہی بس میں رکھتی ہے ذرا سی سنتی بغیر بند رکھنے پر نہیں چلتا۔ یونہی جو دباؤ نہیں رکھتا۔ بات بات کو نظر انداز کرتا ہے۔ اس کو نقصان ہی نقصان۔ اسی سے عقلمندوں نے نصیحت کی ہے کہ جہاں رحم و کرم کا موقع ہو۔ وہاں انسان رحم و کرم کرے اور جہاں تادیب کا موقع ہو۔ وہاں تادیب ہی سے کام لے مثل ہے گربہ کشتن روز اول۔ دیکھ لیجئے آدمی اپنے ہی جسم کے بگڑے ہوئے خون کو نشتر کے ذریعے سے نکال باہر کرتا ہے اور تب آرام پاتا ہے۔ جب یہ کیفیت ہے تو پھر فساد کرنے والے مادے کو خواہ وہ اپنے جسم کا ہو۔ خواہ دوسرے کے دل کا فوراً دور کر دینا چاہئے اگر ایسے موقع پر رحم سے کام لیا جائے تو اپنی سلامتی سے ہاتھ دھو بیٹھنا پڑیگی مجھے معلوم ہے کہ آپ بھی اسی طرح وہی اور درگزر سے مصیبتیں جھیل رہے ہیں اشارہ نہیں۔ دھرم کی راہ میں چلنے والے ٹھوکروں کی پرواہ نہیں ان سب آپ کو اس رحم و کرم کا پھل ملے بغیر یہ ... ... جن

اپنے موقع پر وہ کام کرے گا جو تیر بہدف ہو۔ جس کا نشانہ خالی ہی نہ جائے۔

جس وقت والبدرشی خاموش ہوئے دروپدی راجہ جدھشٹر سے بولی۔

پران پتی۔ آپ کے بے موقع رحم وکرم ہی نے سارا بس بویا۔ اگر آپ ذرا آنکھ ٹیڑھی کر لیتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔

بھیم سین۔ (راجہ جدھشٹر سے) آپ سُن چکے کہ والبدرشی نے کیا فرمایا ہم سب پر بڑے بڑے ظلم ہوئے ہیں کوئی تکلیف اُٹھا نہیں رہی جس سے ہمیں سامنا نہ ہوا ہو۔ اب کیا وجہ ہے کہ ہم خون کے گھونٹ پیتے ہیں ہر معاملے میں طرح دی دے جائیں۔ ہمارا فرض اور بزرگوں کی ہدایت بھی ہے کہ دشمنوں کا سزا دینا ضروری اور اشد ضروری سمجھیں۔

راجہ جدھشٹر۔ تم سب بہت ٹھیک کہتے ہو مگر میں کچھ اور ہی اونچ نیچ سوچتا ہوں۔ جانتے ہو کہ ستارہ برج زوال میں ہے وہ بڑے ہی جو بڑے بڑے پرتاپی راجاؤں کو راجسوی یگیہ کے موقع پر تم لوگوں نے ناکوں چنے چبوا کر مطیع کیا تھا جو جھک جھک کر تمہاری چوکھٹ چومتے تھے۔ وہ اس وقت اگلا غبار نکالنے کے لئے دریودھن سے مل گئے ہیں۔ اس کی طاقت اس وقت ایسی ہو رہی ہے۔ جس کو دیکھ کر کسی قسم کا ہواؤ نہیں پڑتا۔ ادھر گردش قسمت اُدھر مخالف کی یاوری اقبال۔ اس پر طرہ یہ کہ دریودھن کے پاس کرن ایسا مہارتھی جس کی طاقتوں کا ایک زمانہ قائل ہو رہا ہے اسی کو بھی جانے دو۔ بھیشم پتامہ۔ درونا چارج۔ کرپا چارج۔ اسوتھاما وغیرہ کی حمایت کے ہوتے کس کے منہ میں دانت ہیں کہ اس وقت دریودھن کے مقابلے میں ہتھیار اُٹھا سکے۔ یہ لوگ ایسے صاحب طاقت ہیں جن کے سامنے دیوتاؤں کی سٹی بھی تھرتھرا جائیں۔ اگر ہم نے اس وقت چھیڑ چھاڑ کی تو نتیجہ اور اندیشے گا۔ ہم اکیلے ہونگے اور ادھر سارا زمانہ۔ اس سے کال کاٹو کال فرض ہے مگر نہ گنواؤ۔ کبھی تو تقدیر جیتے گی۔ کبھی تو ہمارا تمہارا ستارہ اعلےٰ نمونہ ہوتا۔ سال بھر گھبراتے کیوں ہو جلدی کیا ہے۔ زندگی

کے نزدیک بارہ برس کچھ دور نہیں۔ پھر دیکھنا تمہیں تم ہو گے۔ دشمنوں کا کہیں پتہ بھی نہ ہو گا +

ادھیائے ۱۳

بیاس جی کی رونق افروزی۔ راجہ جدھشٹر ارجن کو پرانی سمرتی ودیا کی تعلیم

راجہ جدھشٹر بھیم سین کے آتش غضب پر تسلی بخش الفاظ سے پانی ڈال ہی رہے تھے کہ بیاس جی نے نزول اجلال فرمایا۔ پانڈووں نے دوڑ کر قدم چھوئے۔ چرنوں کی بلائیں لیں۔ تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اپنی خوش قسمتی کے اعتراف میں گوہر افشانی کی۔ ویاس جی مہاراج نے سب کو آشیرباد دیا۔ دھرم کی راہ میں ثابت قدمی کے لئے پیٹھ ٹھونکی۔ شاباشی دی۔ اور فرمایا:۔

میں نے جب چشم خیال سے دیکھا تو تم سب کی تکلیف آنکھوں کے سامنے پھر گئیں۔ میرے قدم فوراً ہی تپوبن سے اٹھ گئے اور دفعتہً یہاں آ گئے ابھی ابھی تم سے اور بھیم سین سے جو باتیں ہو رہی تھیں سب میں نے سُنیں تمہارا خیال ٹھیک ہے۔ مگر اب دو چار باتیں میری بھی یاد رکھو اور ان پر عمل کرو تو مجھے اُمید ہے کہ بھلا ہی بھلا ہو گا۔ تم کو بھیشم پتامہ درونا چارج کرن کرپا چارج اسوتھاماں سے جو اندیشہ ہے وہ فضول نہیں۔ واقعی آج اُن کا جواب دینے والا دنیا کے پردے پر کوئی مشکل ہی سے ملیگا۔ یہ لوگ دل میں تو قائل ہیں کہ ہائے پانڈووں پر یہ ظلم ہُوا مگر جب لڑائی چھڑیگی تو سب کے سب دریودھن ہی کی طرف ہونگے۔ جس لڑائی کا میں اشارہ کر رہا ہوں وہ شدنی ہے۔ ہوگی اور ضرور ہوگی۔ اُسی میں ان سب ظلموں کا بدلہ ہوگا اور زیادہ کیا کہوں آپ ... جن

دوا تنخلئے میں چلے چلیں ؛

راجہ جدھشٹر تخلئے میں گئے وہاں پہنچکر بیاس جی نے کہاکر گھبراؤ نہیں۔ خوشی کے دن گھوڑے کی چال دوڑے چلے آتے ہیں دشمنوں کی موت سر پر منڈلا رہی ہے۔ یہ فرماکر اُنہوں نے جدھشٹر اور ارجن کو کوپرتی سمرتی بدیا سکھائی اور فرمایا کہ جہاں مہارت حاصل ہوئی بس گھر بیٹھے جہاں کا حال چاہے دریافت کرلینا آنکھ بند کرنے کی بھی ضرورت نہیں اور جہاں چاہنا چلے جانا۔ اندر رُودر کے پاس جاؤ گے تو وہ اپنے اپنے عجیب وغریب ہتھیار دینگے۔ برن اور دھرم راج وغیرہ سب خیر مقدم کرینگے۔ سر آنکھوں پر بٹھائینگے یہ فرماکر اُنہوں نے راجہ جدھشٹر کی طرف روے سخن کیا اور فرمایا کہ ارجن اور کرشن نارائن ہیں باہم کچھ بھید نہیں اس کا حال آپ خود کرشن جی کی زبانی سن چکے ہیں۔ بس آپ ہر طرح اطمینان رکھیں۔ ارجن کو جو جیتے وہ گویا نارائن کو جیتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ارجن کو کوئی جیت نہیں سکتا۔ ارجن کو شیو لوک پال اور دیوتا وہ وہ ہتھیار دینگے۔ جن کے سامنے کال بھی نہ ٹھہر سکیگا۔ کوروں کی حقیقت ہی کیا ہے مگر بالفعل میری راے ہے کہ اب اس جنگل میں قیام کی ضرورت نہیں ہے

درویش رواں رہے تو بہتر آب دریا بہے تو بہتر

پانی جہاں ایک جگہ ٹھہرا۔ گندگی پیدا ہوئی۔ آدمی جہاں ایک جگہ بہت دنوں تک رہا کوئی نہ کوئی خرابی واقع ہوئی اس سے نقل مقام اچھا اتنا فرماکر بیاس جی چلتے پھرتے نظر آئے۔ جدھشٹر و ارجن نے پرتی سمرتی ودیا کی تحصیل اور مشق شروع کی اور دویت بن سے کام بن میں جاکر وہاں بھی رشیوں منیوں کا ایک میلہ لگا دیا ؛

ادھیاے ۱۴

جدھشٹر کی پیش بینی۔ ارجن سے مشورت۔ ارجن کی تحصیل

فنون جنگ کے لئے اندر کے پاس روانگی۔ تپشوی کے بھیس میں اندر سے ملاقات شستر ودیا سکھانے کا وعدہ

ایک روز راجہ جدھشٹر کو خیال ہوا کہ کوروں سے سربر ہونے اور کھویا ہوا راج پانے کی صورت کیا ہے۔ بھیشم پتامہ کی قوتیں ظاہر ہیں ان کا ساودھنر ودیا جاننے والا یعنی تیرانداز دنیا کے پردے پر نہیں۔ ان کے علاوہ درونا چارج کرپا چارج۔ کرن۔ اسوتھاماں ایک سے ایک بڑھکر تیر کے دھنی ہیں۔ بان بدیا ان سب کے نام پر ناز کرتی ہے۔ پچھم کی طرف دشمن ہو تو یہ پورب کی طرف رُخ کرکے نشانہ چیت کریں۔ مجال کیا جو تیر خطا کر جائے۔ دریودھن ان سب کی خوب خاطر تواضع کرتا ہے۔ اس لئے وہ اُسی کے جاں نثار و غمگسار ہو رہے ہیں آخر ان سے نمٹنا کیسے ہوگا۔ دل کی کسر کس طرح سے نکلیگی۔ دل میں پس و پیش کرکے اُنہوں نے ارجن سے تخلیہ کیا اور دل کے اندیشہ ظاہر کرکے کہا کہ ایسے لوگوں کا مقابلہ آسان نہیں پڑا ہوا لگیگا۔ چوٹی کا پسینہ تلووں تک آئیگا تب بھی سنجات نہ ہوگی۔ تیراندازی میں اگر ہماری کچھ طاقت ہے تو تم ہی سے۔ فتح و شکست تمہاری ہی تیراندازی پر منحصر ہے۔ ہار جیت کا تمہارے ہی دھنش بان پر دارومدار ہے۔ اس لئے تم کو مشق ضروری اور تکمیل فن لازمی ہے۔ بیاس جی مجھے اور تمہیں پرتی سمرتی بدیا کے گُر بتا گئے ہیں اُن کو سدھ کرو بیشک محنت و تکلیف ضرور ہے مگر بغیر اس کے چارہ نہیں۔ پیارے بھائی صبر و استقلال سے کام لو۔ طبیعت پر فکر کا سایہ نہ پڑنے پائے۔ دل تمام ناپاک خیالات سے پاک رہے۔ ایسی حالت میں کوچ کرکے دھنش لیکر ساودھ ہوؤں کے بانے میں شمال کی سیدھ کی طرف جاؤ راستے میں کسی سے بولنے چالنے بات چیت کرنے کی ضرورت نہیں۔ منزل مقصود پر رسائی ہوتے ہی سب کام بن جائیگا۔ پرتراشر کی وہ دھاک بندھی تھی دیوتاؤں پر وہ رعب غالب تھا کہ سارے دیوتا کانپ اُٹھے۔ اپنے اپنے ہتھیار اندر

سے یہاں چھپا دئے وہ ہتھیار اب تک اندر کے پاس ہیں۔ تم جا کر اندر کو ایسا خوش کرو کہ تمام ہتھیار ہاتھ آجائیں اور تمہارا کام سدھ ہو جائے ارجن نے ارشاد کی تعمیل کی۔ گانڈیو دھنش ہاتھ میں لیا۔ دو اکشی ترکش سے زیب کمر بڑھائی کوچ زیب تن کیا اور اگنی ہوتر برہم بھوجن۔ دان پن کرکے آکاش کی طرف دیکھتا ہوا چل پڑا۔ چہرے پر مردانہ تیور تھے۔ دل میں دھرتراشٹ کی اولاد کے قتل کی دُھن بندھی ہوئی تھی۔ منہ سے جو سانس نکلتی تھی وہ لوہار کی دھونکنی کی طرح آگ کو بھی پھونک دینے والی چہرے سے وہ جلال برس رہا تھا کہ دیکھنے والوں کی روحیں تھر تھر کانپ رہی تھیں رشیوں منیوں نے روانگی کے وقت آشیرباد دیا۔ ہر زبان پر اسی مضمون کے الفاظ تھے کہ ہے کنتی پتر سفر خیریت سے پیارا کیا ہو۔ بسلامت روی و باز آئی۔ تمام مرادیں کل آرزوئیں پوری ہوں۔ فتح تمہارے قدموں سے بندھی رہے دشمن تم سے زیر ہوں ہر موقع پر بالا تمہارے ہاتھ رہیگا۔ کسی سے پست نہ ہو کال کے مقابلے میں بھی شکست نہ ہو ؁

ارجن کے چلتے وقت دروپدی کا بھی جوش میں رو پڑی۔ سُرمگیں آنکھوں سے آنسوؤں کے عوض ایک موتی کی لڑی آنچل پر بکھر گئی اس نے حسرت بھری محبت آمیز نگاہوں سے دیکھ کر رخصت کرتے ہوئے دعا کی کہ:-

ایشور میرے پران پیارے کی محنت سپھل کرنا کوئی مدعا پورا ہونے سے نہ رہ جائے وہ ارجن سے مخاطب ہوکر) پران تم جانتے ہو کہ تم سے اور مجھ سے جسم اور جان کا سا تعلق ہے سمجھ لو کہ تم نہیں جاتے جان جاتی ہے مگر پروا نہیں۔ جان کبھی نہیں جاتی جسم البتہ مٹ جاتا ہے پس کیا مضائقہ جسم نہ رہے تو نہ رہے جان جسم سے نکل جائے تو اُس کو فنا نہیں۔ اچھا جاؤ۔ دل پر کسی کی جدائی کا میل نہ لانا۔ اندر کو جاکر راضی کرو اور خیر و عافیت کے ساتھ واپس آؤ۔ تم اپنے برادر معظم کے فرمانبردار مطیع الارشاد۔ تابع فرمان۔ اطاعت گزار اور جاں نثار ہو۔ دھرم کے خلاف چلنا ادھرم جانتے ہو۔ دل میں دعا ہے نظر بد سے محفوظ رہو ہے اسلئے بے ہوش ہوگئی۔ ؁ دُریودھن جو بے خبر ہو رہا ہے کہ تمہیں سونپ کر

دعا کرتی ہوں کہ ہر ایک خواہش پوری ہو کسی کام میں کسی طرح بگھن نہ پڑے
جس وقت دروپدی خاموش ہوئی - ارجن راجہ جدھشٹر اور دھومیہ رشی کے
چاروں طرف پھر کر اُتر کی سمت روانہ ہوا - جو سامنے آتا صورت دیکھتے ہی
ادھر اُدھر ہو جاتا تھا - ہوتے ہوتے ارجن نے اوج ہوا سے ہمالیہ پہاڑ پر پہنچکر
ایک روز کی منزل طے کی - یہاں دیکھا تو بڑے بڑے مقدس اہل ریاضت رشی
منی مصروف عبادت ہیں - وہاں سے سیدھیاں بھریں تو گندمادن پہاڑ طے
کرتا ہوا اندر کھیل پربت پر جا پہنچا - جہاں اندر کی تفریحی گاہیں تھیں - اس
پہاڑ پر پہنچتے ہی ایک آواز آئی "بس یہیں ٹھہرو" اس آواز نے ارجن کو چونکا
دیا - چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا - پہلے تو کچھ نظر نہ آیا - آخر
ایک درخت کی طرف نظر گئی تو ایک تپسوی کو اُس کی جڑ پر بیٹھے ہوئے دیکھا
اس بزرگ کی آنکھیں بیربہوٹی ہو رہی تھیں - لمبی لمبی جٹائیں - بدن لاغر - مگر
چہرہ ایسا نورانی کہ آنکھ ٹھہرنا محال - آنکھیں چار ہوتے ہی تپسوی نے کہا:-

یہ مقام میدان جنگ نہیں - امن و تسلط کی جگہ ہے - یہاں ایشور کے
بھگت جپ تپ سے زندگی بسر کرتے ہیں - یہاں ہتھیاروں کا کام نہیں
پھینکو اپنے دھنش بان - معلوم ہو گیا کہ تم بڑے طاقتور تیر کے دھنی ہو +

ارجن نے گوش دل سے یہ آواز سُنی مگر اُس نے چھتری دھرم کا خیال
کر کے دھنش بان پھینکنا گوارا نہ کیا اور کہا:-

یہ دھنش بان پران کے ساتھ ہیں میں چھتری ہو کر اپنے قدرتی زیور
نہیں پھینک سکتا +

تپسوی - اگر تم ایسے ہی چھتری ہو تو خیر کیا یاد کرو گے جو کچھ مانگنا ہو مانگو
تو میں اندر ہوں آزمانا چاہتا تھا کہ تمہارا دل گردہ کیسا ہے +

ارجن نے جو ہیں اندر کا نام سُنا ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کی
سریندر - امر نگر پتی - اہو بھاگ - زہے قسمت کہ آپ نے خود درشن دئے
ہیں خاص اسی غرض سے یہاں حاضر ہوا تھا - مجھے آپ بردان دینا چاہتے
ہیں شکریہ [illegible] آپ دھنش ودیا سکھا دیں

زیادہ تکلیف کی ضرورت نہیں +

اندر - اس مقام پر شستر استر ودیا کا کچھ کام نہیں یہ آنند لوٹنے اور زندگی کے سکھ بھوگنے کی جگہ ہے - چین آرام آسائش و راحت کے لئے جو چاہتے ہو بے تکلف مانگ لو +

ارجن - طمع نفسانی و خواہش جسمانی دیوتاؤں کو مبارک مجھے ان کی ہوس نہیں - میرے بھائی جنگل میں میرا انتظار کرتے ہونگے مجھے اُن کی جدائی گوارا نہیں میرا پہلا فرض یہ ہے کہ اُن بدکاروں کو زمین پر سلاؤں - جنہوں نے میرے اور میرے بھائیوں کے ساتھ حد درجہ کی بدسلوکیاں ہی نہیں بلکہ عداوتیں اور دشمنیاں کی ہیں +

اندر - میں ضرور تمہیں شستر ودیا سکھاؤنگا مگر پہلے تم ترلوچن ترشول دھاری سری مہادیوجی کے درشن کرو - اُن کے درشنوں کا تمہیں بہت فائدہ ہوگا اُن کی نظر فیض سے تمہیں شریک تک میں جانے کی قدرت حاصل ہو جائیگی +

اندر یہ کہکر دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے غائب ہو گئے اور ارجن نے وہیں اپنے قدم گاڑ دئے +

ادھیائے ۱۵

اندر کھیل پربت پر مہادیوجی کی نظر توجہ کے لئے ارجن کی ریاضت شاقہ

ارجن نے اندر کھیل پربت پر آسن جما دیا اس دلکش مقام کی بہار عجیب لطف خیز و فرحت انگیز تھی - سبزہ زار خوشگوار - درخت قطار در قطار - پھولوں کی مہک سے دماغ بسے جاتے تھے پھولی پھلی شاخوں پر مرغ خوش الحان چہچہاتے تھے - کیا پر فضا قدرتی نظارے تھے جنکو دیکھ کر [illegible]

کہیں بلبل چہکتی تھی تو کہیں طوطے خوش ہو رہے تھے ۔ اگر کوئل راگنی تھی تو فاختہ بھی راگ
سے ہو رہی تھی ۔ پپیہے مستانہ ہو رہے ۔ وہاں پر وہ بھی ڈالتے تھے ۔ ہنس بیٹھے بیٹھے
بوروں سے سرگم کے سر نکالتے تھے ۔ اندر وہ جو منوں کا پانی پیچ پیچ ہو تا تھا نہایت
شہر زندگی کا تھا ۔ مردہ جسم میں تپ دہ ہوا سے جان آتی تھی ۔ سیر و گلگشت کے لئے
دیوتاؤں کی طبیعت مشتاق تھی ۔ کہاں یہ مقام بہشتی انگیز ۔ کہاں یہ پہاڑ سناں
جنون خیز ۔ دیوتا بھی دستہ بستہ سر بسجود ہو جاتے تھے ۔ اکثر جب بھی ٹھنڈے تیرو ی
میں چور ہو جاتی تھی مگر نہیں ارجن نے بال کو ہڑ اور زنجیروں میں جکڑ کر لاش
کا دامن پکڑا ۔ ریاضت میں جان لڑا دی ۔ عبادت میں ہمت دکھا دی ۔ تمام
نعمتوں پر لات مار کر سوکھے پتوں پر بسر کیا ۔ اندر نکیل پربت کی چوٹیوں پر
ہو سکے نہ تکا دی ۔ ایک مہینہ تیسرے روز کھانا کھا کر گزارا ۔ دوسرے
مہینے چھٹے چھٹے دن بھوک کا بھوت اتارا ۔ تیسرے مہینے پندرہ دن کی
نوبت آئی ۔ چوتھے مہینے ہوا پھانک کر زندہ رہنے کی سمائی ۔ نہ کچھ کھانا
نہ پینا ۔ صرف ہوا کے آسرے پہ جینا ۔ ہاتھ آسمان کی طرف بلند طبیعت
کو تکلیف جسمانی پسند ۔ زمین پر صرف پاؤں کے انگوٹھے کا سہارا ۔ سر کی
جٹ سے پانی میں سورج کی کرن کا نظارہ ۔ اندر نکیل پربت پر غل مچ گیا
کہ ارجن ایسی تپسیا ایسی ریاضت کہیں کچھ دن اور ہوئے تو ٹوٹ جائے
ارجن کیا کچھ کرے ۔ سب گھبرائے ہوئے مہادیوجی کے پاس گئے ۔ التجا
کی درخواست کی ۔ گذارش کی استدعا کی کہ

مہاراج پربت باسی ارجن کے تپ سے گھبرا رہے ہیں ۔ معلوم
نہیں وہ کس غرض سے تپسیا کر رہا ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ ہم پر کچھ آنچ آئے
ایسا تپسوی تو آج تک دیکھا ہی نہیں ٭

مہادیوجی ۔ آپ لوگ گھبرائیں نہیں ۔ ارجن سے آپ لوگوں کو اطمینان
رکھنا چاہئے ۔ اس کو سُر لوک کی خواہش ہے نہ اندر لوک کی ۔ دولت و ثروت
کا بھوکا نہیں ۔ آپ کے پربت کی طرف نظر اٹھانے سے اس کو کیا کام ۔ مگر
ہاں جو وہ چاہتا ہے ۔ اسے میں جانتا ہوں ۔ ضرور مراد پوری کروں گا

مگر آپ لوگ بیفکر گھر بیٹھیں۔ یہ ہم فضول ہے؟

ادھیائے ۱۶

مہادیوجی کا بھیلیہ سروپ۔ ارجن سے جنگ صلح کے بعد مہادیوجی کی چشم رحمت

ارجن کا تپ مقبول ہُوا۔ مہادیوجی بھیلیہ کے بھیس میں اندرکھیل پربت پر تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت کا سروپ کچھ اور ہی تھا۔ سارے جسم میں کندن کی سی چمک دمک تھی۔ ہاتھوں میں دھنش بان۔ جسم پر رنگ رنگ کے سانپوں کا زیور۔ سری پاروتی جی ہمراہ۔ بہت سی نازنینیں جلو میں۔ جونہی ذات مقدس وہاں جلوہ افروز ہوئی۔ کچھ اور ہی رونق ہو گئی۔ سماں وہ سہانا کہ مُردہ سے مُردہ طبیعت بے ساختہ ہری ہو جائے۔ ادھر نظارہ دلفریب تھا اُدھر ارجن کے سامنے ایک بندیلا آموجود ہُوا۔ ظاہر میں تو بندیلے کی شکل و صورت تھی مگر دراصل وہ موک نامی راکھشس تھا۔ اُس کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر ارجن نے دھنش تان لیا اور کہا:۔

ابے تیری یہ مجال کہ میرے سامنے آئے۔ ارے کمبخت مَیں تیرا کیا قصور کر رہا ہوں کہ تو مجھ پر آنکھیں نکالتا دانت کٹکٹاتا آرہا ہے ارجن کو جانتا نہیں تیر کے عوض ایک تنکا اُٹھا کر بھی پھینک دیگا تو سر لوٹتا پھریگا۔

مہادیوجی۔ (بھیل کے بھیس میں) خبردار بندیلہ کو مت مارنا یہ ہمارا حصہ ہے۔ ہمارے تاکے ہوئے شکار پر کسی کی مجال نہیں کہ تیر چلائے۔

ارجن۔ جو پہلے مارے وہ میری۔ دار حرداں خالی نہ باشد یہ دل میں کہکر اُس نے تیر سر کر دیا۔ اُدھر ارجن کی چٹکی سے تیر نکلا اُدھر شیو جی کی کمان سے اگن بان چلا۔ دونو تیر نشانے پر جا بیٹھے۔ بندیلا معمولی شور نہ تھا ہاتھی کا پاٹھا

معلوم ہوتا تھا۔ مگر دو تیروں کی چوٹ نے اسے زمین پر ڈھیر کر دیا۔ گرنے کے ساتھ ہی دم پھڑکنے کی دیر تھی کہ ایک دوسری ہی صورت نظر آئی۔ بندیلے کا نام و نشان ندارد۔ ایک راچھس کی لاش فرشِ خاک پہ پڑی ہوئی نظارہ حیرت دکھا رہی تھی +

شکار کے چت ہونے پر ارجن دیکھتا ہے تو سامنے کچھ اور ہی نظر فریب کیفیت تھی۔ بھیلیہ مہادیوجی کی وضع قطع میں آنکھوں پر سوہنی ڈال رہا تھا۔ ساتھ والی ماہ وشیں اپنے جمالِ جہاں آرا سے دل کھبے لیتی تھیں۔ ارجن یہ رنگ دیکھ کر بہت خوش ہوا اور بھیلیہ (شیوجی) کے پاس آیا۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور زبان پر یہ کلام:-

کیوں جی ہمارے تاکے ہوئے شکار پر تم تیر مارنے والے کون۔ شکاریوں کا یہ دھرم نہیں۔ اب چارہ اس میں ہے۔ کفارہ اس میں ہے کہ میں تم پر تیر چلاؤں اور ایک ہی وار میں چت کروں +

بھیلیہ (یعنی شیوجی) اور قہقہے پہ جھینگر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ بچہ میرا ہی ہے۔ بن ہماری ملکیت۔ بن باسیوں کے رہنے سہنے کی جگہ تپسویوں کے تپ جپ کا مقام۔ اس پر طُرفہ یہ کہ تو بھولا بھٹکا یہاں آیا تو غرّے ڈبے دکھانے لگا۔ جوانی کے زعم نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ طاقت کے غرور نے اندھا کر دیا ہے نظر آئے تو کیا خاک۔ پہلے یہ بتا کہ تیرے یہاں آنے کا سبب ہی کیا ہے۔ تیرے یہاں آنے کی وجہ سمجھے تو یہ نازک نازک ہاتھ پاؤں دیکھ کر ترس آتا ہے۔ صورت دیکھتا ہوں تو طبیعت خوش ہوتی ہے۔ اسلئے بانوں کا رُخ تیری طرف نہ ہوا کیونکہ دل گواہی دے رہا ہے تو دکھ کے عوض سکھ اُٹھانے کے لائق ہے۔ اور اسطرح وہی کلا عث بھی ہی تھا +

ارجن۔ میں بھی کوئی گیا گزرا۔ دلاچیا۔ دبڑو گھسڑو نہیں ہوں۔ وہ دیکھئے میرا گانڈیو دھنش۔ یہ اگن بان جس کی طرف تیر کا منہ کر دوں بھسم کر کے رکھ دے۔ یہی دھنش اور یہی بان ہے۔ جس کے برتے جس کے بھروسے پر میں اس جنگل میں چلا ہوا بیٹھا ہوں۔ خود دیکھ لیا ہوگا کہ اتنے بڑے بندیلے کو

کس طرح شکار کیا ٭

شو جی - منہ سنبھال کر بولو - مجھ میں اس کے مارنے کی طاقت تھی - جب میرا تیر نشانے پر پہنچا تب اُس کا خاتمہ ہوا - میں دیکھتا ہوں کہ تو اپنے غرور میں بڑا جاتا ہے - نہ کمان کھینچنے کی تمیز - نہ بان چلانے کا وقوف - پھر بے کار مارنا - اچھا بڑا بہادر ہے تو وار روک - تجھ سے کچھ بیت نہیں ٭

ارجن - جا گھر بیٹھ - تجھ ایسے باون ہزار میری جیب میں پڑے ہیں - مجھ جیسے نامعلوم کتنوں کو چرائے بیٹھا ہوں - ارجن کے تیروں کو تو نہیں پہچانتا بڑے بڑے شیروں کو اس نے بوری بنا دیا ہے - تو نے بھول کر یہ کیں نے سمجھ لیا کہ تیری موت کا پیغام آ گیا ہے - لے سنبھل وہ تیر گیا ٭

ارجن کو اس وقت حد سے زیادہ غصہ تھا - آنکھیں سرخ تھیں سر خاک سرخ ہو رہی تھی - بدن کانپ رہا تھا - دل چاہتا تھا کہ بوٹی بوٹی چبا ڈالوں - اس نے تیر پر تیر مارنا شروع کئے مگر وہاں رویاں بھی میلا نہ ہوا - سارے تیر خالی گئے شو جی نے کہا بس - تا بس تا بس تھک - اب ہے تیرے تیر خالی - اسی بستے پر نہایا ٭

ارجن کو اس بات پر اور بھی طیش آیا - اُس نے وحشت سے بانوں کی بوچھاڑ کر دی - لیکن پھر شو جی کا بال بیکا نہ ہوا - وہ جدھر ارجن تیر برساتا تھا اُدھر جیسے ہوا بہتی تھی - شو جی ہاتھوں سے تیر پکڑتے جاتے تھے - ارجن کی ایک پیش نہ جاتی تھی - مخالف کے چہرے پر میل تک نہ دیکھ کر ارجن کو حیرت ہوئی کہ معاملہ کیا ہے - کہاں میرے گانڈیو کی وحشت - کہاں میرے بے خطا تیر وہ گھڑیاں گزر گئیں - ترکش خالی ہو گئے اور چٹکی سے مسل جانے کے لائق بھیلیہ پر تیروں کا سایہ بھی نہ پڑا ٭

ارجن دل میں گھبرایا کہ معاملہ کیا ہے - میرے تیروں کو برداشت کرنے کی طاقت بڑوں بڑوں میں نہیں - پہاڑوں کو چھلنی کر کے رکھ دیوں تیروں کا ایسا مینہ برسا دوں کہ موسلا دھار پانی کی ایک بوند زمین پر نہ گرے - میں نے ہزاروں بان مارے اور بھیلیہ جیسے کا بٹیا غرور کچھ بھید ہے - کہیں اس

بیس میں شو جی تو نہیں کیونکہ ہمالیہ پہاڑ انہیں کی تفریح گاہ ہے مگر پھر بھی
دل کو یقین نہ آیا خیال بٹنا کہاں بھیلیہ کہاں شو جی۔ چہ نسبت خاک با عالم
پاک اسی خیال کے ساتھ ارجن کو اپنے تیروں کے خالی جانے سے غیرت
معلوم ہوئی اور تہیہ کر لیا کہ بغیر مارے نہ چھوڑونگا اگر بھیلیہ کو نہ مارا تو کام
ہی کیا کیا۔ اس جوش غیرت میں اس نے اگنی دیو کا دیا ہوا وہ ترکش استعمال
کیا جو انہوں نے کھانڈو بن جلانے کے وقت مرحمت کئے تھے ان ترکشوں
میں یہ وصف تھا کہ ان کے تیروں کا مینہ برسایا جائے مگر کبھی خالی نہ ہوں ارجن
نے حالت غیظ و غضب میں ان ترکشوں سے کام لیا۔ تیروں کی بارش شروع
ہوئی۔ مگر ہر تیر گرم قہر پری پر بوند سے زیادہ کام نہ کر سکا۔ سارے تیر بھیلیہ نے
ہضم کر لئے اور ترکشوں کی بھی پیش نہ چلی۔ ارجن دل ہی دل میں بلبلا اٹھا اس
نے زچ ہو کر گانڈیو دھنش سر پر دے مارا اور چاہتا تھا کہ ختم کرے لیکن بھیلیہ
نے گانڈیو دھنش ہاتھ سے چھین لیا۔ اور ارجن کی ایک نہ چلنے دی۔ دھنش
کے ہاتھ سے چلے جانے پر اس نے تلوار اٹھائی۔ ایک تلوار کا ہاتھ سر پر رسید کیا
جو ہی تلوار سر پر پڑی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ بھلا ذرا سی چوٹ بھی نہ آئی حیرانی
ارجن کی جیسی جیسی بڑھتی ہوتی تھی اسی قدر جوش بڑھتا جاتا تھا اب اس نے پتھر
مارنا شروع کیا اور درختوں سے ٹہنیاں چور چور کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے جب
اس سے بھی تھک کر ہارا تو خم ٹھونک کر سے لپٹ گیا اور دنگل کشتی لڑنے لگے
مقابلہ پر خوب زور لگایا پھر لڑتے لڑتے دونوں پیچ سے ارجن کو ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو گئے
دوبارہ شو جی نے ایک ایسا دبایا تھا کہ ارجن زمین پر چاروں شانے چت ہو گئے
بڑی دیر بعد رفتہ رفتہ ہاتھ پاؤں میں جان آئی اور سانس ٹھیک ہوئے
شکست کی ندامت سے بدن پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔ غیرت مارے مرنے کے
لئے تیار ہی تھی تھوڑی دیر سے یکی ہتھی کو صاف کر تیغا نہ دکھایا تو کچھ کام نہ
کیا۔ خود ہی سے رو پڑتی تھی۔ آخر مہادیو جی کا دھیان کیا مٹی کی پنڈی بنا کر ہار پھول
چڑھائے اور درخواست ادا ہوئی۔ آنکھ بند کر کے کھولی بھیلیہ سامنے موجود
تھا اور مہادیو جی کی پنڈی پر چڑھائے ہوئے ہار پھول اس کے

گلے میں بھی نظر آئے۔ اب تو ارجن کی آنکھیں کھلیں دوڑ کر قدموں پر گر پڑا اور بولا:۔

"مہاراج آپ کے بھیس سے دھوکا ہوا۔ معاف کیجیے گا۔ میری خطا نہ تھی۔ فقط ظاہر بین کا قصور تھا"۔

شوجی نے ارجن کو قدموں پر سے اٹھا کر سر پر ہاتھ پھیرا پیٹھ ٹھونکی اور خوش ہوکر فرمایا:۔

شاباش ارجن تم انسان ہوکر ایسے صاحب تحمل۔ میں تمہارے استقلال سے بہت خوش ہوا چھتریوں کو ایسی ہی ثابت قدمی چاہیے تم واقعی اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ اس میں شک نہیں کہ تمہاری قوت بازو مجھ سے کم نہیں میں اپنی اظہار خوشنودی کے لئے تمہیں بتاتا ہوں کہ گذشتہ جنم میں تم ایک رشی تھے اس جنم میں انسانی دشمنوں کا کیا ذکر دیوتاؤں تک کو سر کر کے چھوڑو گے۔ میں تمہیں اپنا استر دیتا ہوں اس کو زیب تن کرو یہ وہ استر ہے جس کے سامنے کوئی دوسرا استر کام نہیں دے سکتا۔ تمام استر اس کا لوہا مانتے ہیں یہ فرماتے ہی ارجن کی آنکھ جھپکتے جھپکتے خود بدولت اپنے اصلی سروپ میں سری پاروتی جی کے ساتھ پیش نظر ہو گئے ارجن نے دیکھا تو کچھ اور ہی صورت سامنے تھی۔ گھٹنے ٹیک کر زمین پر سر جھکا دیا اور مودبانہ الفاظ اور خوشگوار لہجے میں اُستتی کر کے معافی چاہی۔

مہادیوجی نے ارجن کے حسن عقیدت کو سراہا ادب و لحاظ کی تعریف کی۔ نادانستہ خطاؤں کی معافی دی اور بڑے پیار سے ہاتھ پکڑ لیا۔

ادھیائے ۱۷

ارجن کی کامیابی مقصد۔ مہادیوجی کی چشم رحمت۔ پاسپت استر کا عطیہ

جس وقت مہادیوجی کی ارجن پر نظر عنایت ہوئی ارجن مارے خوشی
کے جامے میں پھولا نہ سمایا۔ اس کی آنکھوں سے پریم کے آنسو بہنے لگے
ہاتھ جوڑے سامنے کھڑا رہا مگر جسم کو حرکت ہوتی تھی تو اتنی ہی کہ سر قدموں
پر جھکا جاتا تھا۔ مہادیوجی کے دل پر ارجن کے جوش عقیدت و حسن ارادت
کا اثر غالب آیا۔ اُنھوں نے خوش ہو کر فرمایا:-

اے ارجن تم کون - تمہیں نام کو خبر نہیں مگر سنو میں تمہیں بتاؤں۔
کرشن چندر مہاراج نارائن ہیں اور تم نر۔ تم دونوں نے بدرکا شرم (بدری ناتھ)
میں بڑی تپسیا کی ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ تمہیں دونوں کے فیض اقبال
سے دنیا کا چکر چل رہا ہے۔ کرشن جی کی قدرتوں کا کیا کہنا۔ وہاں کے پربت کرولیں
پربت کو دانی خود بدولت نے اندر کے راج تلک میں جس وزنی اور قیامت خیز
دھنش سے دانو قتل کئے۔ وہ یہی تمہارا گانڈیو دھنش ہے جو تمہیں اگن دیو
سے ہاتھ آیا اور جس کو میں نے تم سے چھین لیا ہے تم فکرمند نہ ہو تمہاری
نقاہت تمہاری جراحت ابھی ابھی اچھی ہوئی جاتی ہے پہلے کچھ بردان
مانگ لو۔ تم ایسا شیر دل۔ بے کھٹکے چھتری کوئی اور نہیں ہے ✦

ارجن - بھگوتی پت - پاروتی پت - ستی پت - آپ دھنیہ ہیں کہ مجھ ایسے
ناچیز کے حال پر یوں مہربان ہو گئے۔ کیلاش ناتھ اگر آپ مجھے کچھ دینا
چاہتے ہیں تو اپنا پاسپت استر مرحمت فرمائیے۔ کہ پاسپت استر جس
کو برہم استر بھی کہتے ہیں اور جو پرلے کے زمانے میں تمام دنیا کو نیست
و نابود کر دیتا ہے۔ جب تک میں بھیشم پتامہ۔ درونا چاریہ کرن وغیرہ
کو میدان جنگ میں زیر نہ کر لوں۔ تب تک مجھے کھانا پینا سونا جاگنا
حرام ہے - علاوہ بریں دانو راکھشس جکش بھوت پشاچ گندھرب ناگ
بھی اپنے کو بہت کچھ سمجھتے ہیں۔ اس لئے اُن کی بھی گوردباونا مقدم
سمجھتا ہوں۔ اس کے واسطے آپ کے پاسپت استر کے سوا اور کوئی
ہتھیار بکار آمد نہیں ہو سکتا۔ میں نے سُنا ہے - غرضیکہ کارزار میں اس
استر سے خود بخود ہزار ہا ترسول گدا وغیرہ نمودار ہو جاتے ہیں ایک وار

ڈنڈبھی کی آواز سے زمین و آسمان گونج گئے دوسری طرف درختوں وغیرہ کا کیا
ذکر کرۂ خاک اور پہاڑ سب تھر تھر کانپنے لگے پاستر سے وہ قدرتی روشنی پیدا
ہوئی کہ تگا ہوں میں عالم نور ہو گیا۔ عرش سے فرش تک سب جان گئے کہ
پاسپت استر ارجن کے قبضے میں ہے +

جس وقت ارجن اور شوجی سے کشتی ہوئی تھی اُس وقت باہم بدن کے
چھو جانے سے ارجن کے تمام قابل اعتراض جسمانی نقائص دور ہو گئے اور
اس کے جسم میں ایسی پاکیزگی آگئی کہ بلا تکلف بلامزاحمت سورگ میں جا سکے +
مہادیوجی نے ارجن کو سُرگ کی سیر کے لئے اجازت دیکر گاندیو دھنش بھی
حوالے کیا اور پھر آپ اشیرباد دیتے ہوئے دیکھتے دیکھتے نظروں سے غائب ہو گئے +

ادھیائے ۱۸

ارجن پر دھرم راج - برن - کوبیر اور راجہ اندر کی مہربانی - آلاتِ جنگ کا عطیہ

جس وقت مہادیوجی نظر سے غائب ہو گئے تو ارجن حیران رہ گیا کہ میں
یہ دوپہر کا آفتاب کیسے نظر سے غائب ہو گیا مگر یہ حیرت دیرپا نہ تھی شوجی
کی قدموں کو دیکھتے ہوئے اُس کا یہ تعجب سے بھرا ہوا خیال دور ہو گیا اور
اس پر وہ خوشی غالب آئی جو پاسپت استر کے ملنے سے حاصل تھی وہ
دل ہی دل میں مگن تھا کہ بس اب مار لیا ہے کورو کہاں بچ کے جاتے ہیں
کیے سب چٹنی بنا دوں تب سے اِدھر یہ مارے خوشی کے بغلیں بجاتا تھا اُدھر تمام
دیوتاؤں کو مہادیوجی کی خوشنودی اور بخشش کی خبر ہوئی سب بڑے ذوق
شوق سے ارجن کے دیکھنے اور درشن دینے کو دوڑ پڑے بھانوں کا تانتا لگ گیا۔
دیکھتے پہاڑ کی چوٹیوں پر دیوتاؤں کا میلہ لگ گیا۔ سرکاری سر نظر آنے لگے
جب کبیر لگ گئی آ ... جی چ... کہ ... ارجن ... بلند کیا

ذرا ادھر دیکھو۔ کون کون لوک پال تمہیں دیکھنے آئے ہیں تم بڑے
صاحب طاقت ہو قالب خاکی وجامہ انسانی میں تمہارے مقابلے کا کوئی
انسان نہیں تم بڑے رشی ہو۔ تمہاری پیشانی اقبال چمک دمک میں سورج
چاند کو مات کر رہی ہے برہما جی نے تمہیں یہ پیکر عنصری عطا کیا ہے۔ بیشک
تم اُن بھیشم پتامہ کو بستر مرگ پر سلاؤ گے جو اس جہان میں تمام بسو دیوؤں کی
روح رواں ہیں اور جن کی قوتوں اور دھرم کے کارناموں کی چار دانگ عالم
میں دھوم ہے درونا چارج ایسے تیر کے دھنی کو آج تمام روئے زمین پر
کوئی نیچا نہیں دکھا سکتا۔ اس اُستاد فن کے محافظ وہ دگار بھی وہ وہ سورما
کھتری اور ایسے ایسے قوی راچھس انسانی قالب میں موجود ہیں۔ جن کے
بانوں کے اشاروں میں فتح تو فتح موت تک چلتی ہے۔ وہ بھی تمہارے ہی
تیروں کا لوہا مانیگا۔ اور اس کے تمام حمایتی تیروں کا لقمہ ہونگے۔ میرے پتا
سورج بھگوان ہیں اُن کا تجربہ تاب کسی سے پوشیدہ نہیں اُن کی نظر فیض
سے کرن کی ولادت ہوئی ہے۔ پھر اُس کے اختر اقبال اور نجم قسمت کی
چمک دمک کا کیا پوچھنا اُس کی چمکتی ہوئی پیشانی دیکھ کر دنیا کے شور بیروں
کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا ہوتی ہے۔ تیروں کے شہاب ثاقب کی بھی کچھ
بساط نہیں۔ ایک تیر میں قوس فلک کے پرخچے اڑا دے۔ جس وقت چلّہ
چڑھائے دھنش کی ٹنکار سے زمین و آسمان کو ہلا دے ایسے شور بیر
کا مقابلہ بھی تمہیں سے ہوگا اور تمہارے ہی تیر اُس کی آخری ہچکی تک
اُس کے گلے میں پانی ٹپکائینگے۔ یاد رکھنا کہ تمہارا دنیا میں وہ نام ہوگا
جو کسی طرح کبھی نہ مٹ سکے گا۔ ایک عالم تمہاری تعریف میں تر زبان
اور رطب اللسان رہے گا تم نے جب مہادیو جی کو خوش کر لیا تو ہم
لوگ کس گنتی کس حساب کس شمار و قطار میں ہیں۔ تمہارا اور وشنو
بھگوان کا ساتھ ہے۔ بس روئے زمین کو آلائش عذاب و گناہ سے
پاک وصاف کرو۔ لو میں یہ اپنا ڈنڈا استر دیتا ہوں۔ اس سے
وقت ضرورت کام لینا۔ یہ استر کوئی ستھا ہتھیار نہیں
دیا

استر نہیں۔ گاڑھے وقت۔ کڑی مصیبت میں یہی ہے جو کام آسکتا ہے ؛

ارجن نے دوڑ کر خوشی خوشی ڈنڈ نام کا استر دھرم راج سے لیا اور اس کے استعمال کی ساری ترکیبیں آناً فاناً میں پوچھ لیں۔ برن دیوتا بھی پچھم کی طرف سے وہیں تشریف فرما ہوئے تھے۔ ان کے پرنور رخ پر ہیروں کی چمک دمک نثار تھی۔ تمام خلقت آبی ہمراہ۔ ناگ ندیاں وغیرہ سب دیوتاؤں کے بھیس میں ساتھ یہ ارجن کی طرف مخاطب ہوئے اور بڑی محبت سے فرمایا ؛

کھشتریوں کے سرتاج ارجن۔ میں تمہیں دھرم کی راہ میں ثابت قدم دیکھ کر نہایت ہی خوش ہوں اس خوشنودی کے صلے میں میں تمہیں برن استر دیتا ہوں۔ یہ وہ کمندیں ہیں۔ جن سے کوئی کیسا ہی شہزور ہو کبھی بچکر نہیں جا سکتا یہ وہ پھانسیاں (کمندیں) ہیں جن سے نار کا می کی لڑائی میں میں نے بے شمار دیت گلا گھونٹ کر مار ڈالے۔ جس کو پاس لیا اُسے وہیں ڈھیر کر دیا۔ کسی کی مجال نہ ہوئی کہ جان بچا سکے تم اسے اپنے قبضے میں کرو۔ جب موقع پڑے استعمال کرنا۔ معرکۂ جنگ میں یہ خونخوار کمندیں سرکشوں کو گھونٹ کر رہینگی۔ سانس نہ لینے دینگی ؛

ارجن نے شکریہ ادا کرکے برن استر لے لئے اور ڈنڈ دت کی برائے جی ابھی نہیں تھے کہ تمام زر و جواہر کے مالک (کوبیر جی) سامنے آ براجے چہرہ کندن کی طرح دمکتا اور ماتھا سورج کی طرح چمکتا تھا بہت دیوتا ہمراہی میں تھے انہوں نے آتے ہی زبان معجز بیان سے گوہر افشانی کی کہ :۔

اے پانڈوؤں کے سرمایۂ فخر۔ گذشتہ جنموں میں میرا اور تمہارا بہت ساتھ رہا ہے تو یہ میرا پرسواپن استر جو ظاہر دکھائی نہیں دیتا مگر چھپے چھپے دشمنوں کو ایسی بپتی بلاتا ہے کہ کچھ کئے دھرے نہیں بن پڑتی اس سے اپنی طاقت دوچند سہ چند کیا ہزار چند ہو جاتی ہے اقبال ذرہ سے آفتاب ہو جاتا ہے یہ وہ خونخوار ہتھیار ہے جسے شوجی نے تری پراسر کے مقابلے میں استعمال کیا تھا جس وقت یہ ہتھیار چلا بس سمجھ لو کہ لشکر غنیم میں کھلبلی پڑ گئی

ہزاروں [illegible] اپنے استر کی

تمہیں دریودھن کے مقابلے میں ضرورت ہوگی - اسی لئے میں تمہیں دیتا ہوں - سمجھ لینا کہ یہ استر دشمنوں کو پھاڑ کر چنوں کی طرح بھون کر تمہاری فتح کے پھریرے اڑائیگا +

ارجن نے بڑی خوشی سے یہ استر بھی لے لیا اور کوبیر جی کی شکر گزاری میں سچے دل سے تر زبان کی - آخر میں راجہ اندر اپنے ایراپت پر سوار اندرانی کو ساتھ لئے دیوتاؤں کے جلو میں تشریف لائے اور بولے :-

ارجن تو اس وقت انسان سے اگلے جنم میں بہت پہنچا اور بڑا ہی سدھ ہیشان تھا - تجھ کو دیوتاؤں کی پدوی ملنے کے لئے یہ قالب خاکی عطا ہوا ہے دیوتاؤں کے رفاہ کی بہت سی خدمتیں تجھے کرنا ہونگی - اس لئے تو سورگ کو چل میں وہاں تجھے قسم قسم کے ہتھیار دونگا - میرا ماتل سارتھی رتھبان میرا رتھ لئے آتا ہوگا اسی پر سوار ہو لینا +

راجہ اندر کے عنایت آمیز کلمات سنکر ارجن کی اور بھی باچھیں کھل گئیں - اس نے ایک ایک دیوتا کی پانی پھول پھل سے پرستش کی فرداً فرداً استت کے ذریعے شکریہ ادا کیا - سب دیوتا بمان پر چڑھ کر وہاں سے روانہ ہو گئے - ارجن ایک ایک ہتھیار کو دیکھ دیکھکر خوشی مناتا تھا کہ بس پالا اپنے ہاتھ - فتح کا سہرا اپنے سر - کوئی اب کیا بنا سکتا ہے - دشمنوں کو موت کے گھاٹ اُترا سمجھنا چاہئے +

ادھیاے ۱۹

راجہ اندر کے رتھ پر امراوتی میں ارجن کی رسائی

سب لوک پال اپنے اپنے استھانوں پر واپس گئے یہاں ارجن سورگ جانے کی خواہش میں رتھ کے لئے چشم براہ و منتظر ہوا - آکاش پر نظر گڑی ہوئی تھی کہ یکایک ایک بجلی تڑپ کے ساتھ ... رتھ ... میں ... تھا اور قسم قسم

کے باجوں سے طرح طرح کے خوش کن نغمے سنائی دینے لگے قریب سے
دیکھا تو آنکھیں کھل گئیں۔ یہ وہی آفتاب کی طرح روشن رتھ تھا جس کے پہیئے
گو اندر کہہ گئے تھے۔ اس کی آراستگی کی کیا پوچھنا۔ چاند ستاروں کی چمک دمک
اس کی قدرت روشنی سے ماند تھی۔ دس دس ہزار ہاتھی کی طاقت کے
ہری نام گھوڑے جُتے ہوئے تھے۔ تمام ففائسات بجر۔ چکر۔ گولی چنور
چھتر۔ دھجا سے آراستہ اور ایک نور کی تصویر ہو رہا تھا۔ ماتل رتھبان
کی وضع قطع شکل وصورت دیوتاؤں سے کم نہ تھی۔ وہ رتھ کے گھوڑے
اُڑاتا ہُوا ارجن کے پاس آپہنچا اور درخواست کی:۔

تشریف لے چلئے۔ رتھ حاضر ہے۔ راجہ اندر طلب فرماتے ہیں
ارشاد ہے کہ دیر نہ ہو ابھی ابھی لے آؤ۔

ارجن۔ میں ابھی چلتا ہوں مگر ذرا گھوڑوں کو ٹھہراؤ۔ زہے نصیب کہ مجھے
اس رتھ پر سوار ہونے کا شرف حاصل ہُوا جو ہزاروں راجسو اور اشومیدھ
یگیہ کرنے والوں کو بھی مشکل سے نصیب ہوتا ہے۔

ارجن نے یہ کہکر گنگا جی میں اشنان کے بعد پوجا پاٹھ۔ جپ تپ سے
فراغت کر کے رتھ پر آسن جمائے رتھ چلا تو راستے کی سیر عجیب وغریب
نظر آئی۔ جہاں نہ سورج چاند کی روشنی پہنچتی ہے نہ سیارے چمکتے دکھائی
دیتے ہیں۔ وہاں بہان گھومتے دکھائی دئے ارجن نے ماتل سے پوچھا:۔

یہ بہان کس کے ہیں۔ اور ان میں روشنی کیسی ہے؟

ماتل۔ ان پر وہ فخر کائنات بزرگوار سیر کرتے اور گھومتے پھرتے ہیں جنہوں
نے یگیہ کئے ہیں۔ تپسیا سے سُرگ کو جیتا ہے۔ میدان جنگ میں منہ پر
تلواریں کھا کر بہادری کے جوہر دکھائے ہیں۔ خیرہ نیکی سے دائمی زندگی
حاصل کی ہے۔ اہل زمین جن کو سیارے سمجھتے ہیں وہ سب یہی ہیں اور
دوری کے سبب سے چراغ کی لو معلوم ہوتے ہیں۔

باتوں باتوں میں اندر پوری آگئی۔ ارجن نے دروازے پر دیکھا تو ایراوت
ہاتھی جھومتا [illegible] پڑی۔

ہوئی تھی۔ قد بلند سینگ نظر فریب۔ دانت چار بڑے خوشنما چاند کی طرح
چمکتے ہوئے سفید سفید ٭

ارجن خوش خوش تمام عجائبات و نفائسات دیکھتا ہوا امراوتی میں
داخل ہوا اور ماتلی نے رتھ کے گھوڑے آہستہ آہستہ آگے بڑھائے ٭

ادھیائے ۲۰

ارجن کی دیوتاؤں اور راجہ اندر سے ملاقات

اندرپوری کے دلفریب نظارے نے ارجن کی طبیعت پر موہنی ڈال رکھی
تھی مگر نندن بن کا سماں کچھ اور ہی جاں بخش تھا۔ ہرے ہرے درخت حسینان
سبز پوش کی طرح نشۂ شباب سے جھومتے نظر آتے تھے جن کی پھولوں سے
لدی ہوئی نازک ڈالیاں یوتھی کی دلہن بن رہی تھیں ٹھنڈی ٹھنڈی
دھیمی دھیمی ہوا پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے بسی ہوئی دل و دماغ معطر
کرتی اور نور کے سانچے میں ڈھلی اپسراؤں کی گیسوئے عنبرین و زلف مشکین
کی مہک لئے اڑتی تھی۔ یہ روح افزا سماں اُن بدنصیبوں کو نصیب نہیں
ہوتا۔ جنہوں نے کبھی جپ تپ کیا نہ اگنی ہوتر۔ یہ سیر و تفریح اُنہیں کو
میسر ہوتی ہے جو دنیا کے پھندے سے آزاد رہتے ہیں۔ ارجن رتھ پر
سوار پھولوں کی خوشبو سونگھتا ہوا سرد ہوا کے جھونکوں سے کلیجہ ٹھنڈا
کرتا اپسراؤں کی سریلی آوازوں اور گندھربوں کے ناچ رنگ سے طبیعت
بہلاتا گلگشت مارگ میں پہنچا۔ دیکھا تو دیوتاؤں کے بمان ادھر اُدھر
گھوم رہے ہیں۔ وہاں پہنچتے ہی گندھرب بڑی تعظیم سے پیش آئے
اور اندر کا بیٹا سمجھ کر پرستش کی۔ ارجن نے سادھ گن۔ مرگن۔ دو
اسونی کمار۔ ۱۲ سورج۔ ۸ بسو۔ گیارہ رودر۔ برہم رشیوں۔ راجہ دلیپ
ایسے راج رشیوں [illegible] ارجن [illegible] گندھرب وغیرہ نے حسب الحکم

و مراتب ملاقات کر کے راجہ اندر کے درشنوں کا شرف حاصل کیا۔ پہنچتے ہی
زمین بوس ہو کر ڈنڈوت کی۔ راجہ اندر اس وقت جواہرات سے جڑے ہوئے
سنگھاسن پر رونق افروز تھے طلائی اور مرصع ڈنڈی کا چنور جھلا جا رہا تھا
پنکھوں کی ہوا مہکتے ہوئے پھولوں کی خوشبو سے دماغ بساتی تھی بسواسو
گندھرب اور برہمن۔ رگ وید۔ یجر وید اور سام وید پڑھ رہے تھے ارجن
کو دیکھتے ہی اندر نے بڑے پیار سے ماتھا چوما اور گلے سے لگا کر جواہر
سنگھاسن پر بیٹھنے کی اجازت دی۔ اپنے ہاتھوں سے ڈنڈوت کی۔ اس وقت
راجہ اندر اور ارجن پر دوپہر کے آفتاب اور چودھویں کے چاند کا شبہ ہوتا
تھا۔ اندر کی اُلفت پدری جوش پر تھی۔ دیوتا لوگ خوش ہو رہے تھے تُمبرُ
قوم کے گندھرب سام وید کو خوش الحانی سے گانے لگے۔ گرتاچی نیسکا
گوپالی۔ سہر دکھنی۔ سہجنیا۔ اُربسی۔ چتر سینا۔ دُھرسرا اور دوسری اپسراؤں
نے نازو ادا سے ناچنا گھنگھرو بجانا اور بھاؤ بتانا شروع کیا ایک عجیب
لطف کی محفل جم گئی۔ سماں کچھ اور نظر آنے لگا۔

ادھیائے ۲۱

ارجن کا پانچ برس تک اندرلوک میں قیام شستر ودیا کی تعلیم۔ استروں کی دستیابی۔ علم موسیقی میں حصول کمال

جب ناچ رنگ سے فراغت ہوئی تو اندر کے اشارے سے دیوتاؤں نے
ارجن کو اندر جی کے راج محلوں کی سیر کرائی۔ سلح خانہ دکھایا۔ جہاں استر
شستر بھرے پڑے تھے۔ اندر جی نے بڑی خوشی سے ارجن کو بجر استر اور
اشنی استر مرحمت کئے اور ان کے استعمال کا ایک ایک گر بتایا۔ یہ استر بڑے
دشمن کش اور خونریز تھے اور [illegible] کبھی بادل

گرجا معلوم ہوتا تھا اور کبھی مور بولتا ہوا۔ ارجن کو اندر پوری میں رہتے رہتے پانچ برس ہو گئے۔ مگر ہر وقت دل راجہ جدھشٹر اور دوسرے بھائیوں ہی میں رکھا تھا۔ اس لئے ساری دلچسپیاں پھیکی معلوم ہوتی تھیں اتنی مدت تک بھائیوں کی جدائی ہر لحظہ شاق رہی۔ ایک ایک گھڑی پہاڑ معلوم ہوتی تھی۔ اندر جان پران سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ دم بھر کی علیحدگی گوارا نہ تھی۔ جس وقت ارجن نے رخصت مانگی اور بھائیوں کے پاس جانے کا ارادہ ظاہر کیا اندر جی نے فرمایا +

مَیں تم سے زیادہ مصلحت سمجھتا ہوں اور موقع و وقت جانتا ہوں ابھی کچھ دنوں اور یہیں ٹھہرو۔ شستر ودیا تم سب سیکھ گئے مگر ابھی ایک بات کی کسر باقی ہے۔ تمہیں بن میں بہت مرحلے طے کرنا ہیں۔ بہت سی مصیبتیں جھیلنا ہیں اس سے لئے مَیں چیتر سین گندھرب کو حکم دیتا ہوں کہ وہ تم کو ناد ودیا یعنی سرود (علم موسیقی) میں کامل وقت کر دے +

باجے بجانا اس طرح سکھا دے کہ دنیا کے پردے پر کوئی جواب نہ ہو اس علم موسیقی کی تحصیل سے طرح طرح کے فائدے ہونگے۔ دیوتاؤں کو جب چاہوگے رجھا لوگے۔ جب منظور ہو گا عامۂ خلائق کے دلوں پر موہنی ڈال دوگے۔ یہ علم اس زمانۂ صحرا نوردی و دورۂ دشت گردی میں تمہارے آڑے آئیگا۔ اور اس سے بہت کچھ فائدہ اُٹھاؤ گے +

ارجن راضی برضا تھا اُس نے سر قبول جھکا دیا چیتر سین نے دل لگا کر گانا بجانا سکھایا اور ایسی تعلیم دی کہ ارجن کی آئندہ زندگی میں اس کی بھی اسی طرح شہرت اور مصائب میں مدد ہوئی جیسی شستر ودیا نے مہابھارت کی لڑائی میں کی تھی یہ سب دلچسپی کے سامان اہل دنیا سے دنیا کو فراموش کرا دیتے خواب میں بھی اندر پوری چھوڑنے کا خیال نہ پیدا ہوتا۔ مگر ارجن کی بھائیوں سے لو لگی تھی۔ اس لئے اُس کو سب سازِ عیش مٹی معلوم ہوتے تھے اس کے پاؤں اُٹھے جاتے تھے کہ جیسے بنے بھائیوں سے ملے اور دریودھن وغیرہ کو ان کی کرتوں کا مزہ چکھائے ... عوض

کی فکر میں اس کو اور اس کے بھائیوں کو نیند نہ پڑتی تھی۔ سونا جاگنا حرام تھا ٭

ادھیائے ۲۲

فن حرب ضرب میں ارجن کی تکمیل۔ اُربسی کا اظہار عشق ارجن کی نفس کُشی۔ اُربسی کی بد دعا۔ راجہ اندر کے کلمات تشفی

ارجن فن حرب و ضرب میں پہلے ہی سے یگانہ روزگار تھا۔ اندر لوک کی تعلیم نے اس کے کمالات میں اور چار چاند لگا دئے اس پر جب علم موسیقی سے کماحقہ واقفیت ہو گئی تو گویا چودھویں کا چاند دوپہر کا آفتاب ہو گیا جن دنوں میں یہ علم موسیقی سیکھ رہا تھا اُربسی اپسرا پر اس کی نظر پڑتی تھی تو معلوم ہوتا تھا کہ گل کو بھنورا دیکھ رہا ہے یا چاند کو چکور۔ اُربسی کا گانا ناچنا وہ تھا کہ دیوتا لوگ آپے میں نہ رہتے تھے مست ہو جاتے تھے۔ پھر دوسرے کا کیا ذکر۔ ارجن بھی کبھی کبھی چھپتی نظر سے اُسے دیکھ لیتا اور انداز و ادا پر دل ہی دل میں واہ کرتا۔ چترسین کی نظر ظاہر پرست تھی وہ سمجھتے تھے کہ ارجن اُربسی پر فریفتہ ہے اس لئے واجب ہے کہ اس کو ارجن کے قدموں سے باندھ دیا جائے جانتے تھے کہ ارجن کو اندر جی فرزند مانتے ہیں ادجن اس وقت جو کہے وہی ہو جائے لمحہ بھر دیر نہ ہو۔ مگر ادب و لحاظ ہے پاس ہے چار آنکھوں کی شرم ہے اسلئے مناسب ہے کہ میں ہی ریشہ دوانی سلسلۂ جنبانی کروں کہ اپنا مہمان کوئی ہوس دل میں لئے ہوئے واپس نہ جائے۔ چترسین فوراً ہی اُربسی کے پاس گیا ادھر ادھر کی باتیں کر کے ارجن کی بات چھیڑ دی۔ ارجن کے ذکر میں باتیں ہی کیا وہی معمولی تعریف۔ کچھ بہادری کے اوصاف کچھ کمالات کی صفت۔ بعدہ حسب و نصب کا ذکر اندر کی ولدیت کے شرف کا اظہار اس کے بعد عشق انگیز

باتوں کے سلسلہ میں حسب ذیل گفتگو :-

چترسین - اُربسی ! تم نے نہ معلوم کتنی آنکھیں دیکھی ہیں - تمہارے سامنے کوئی کیا کچھ کہہ سکے - ارجن کی نظر بھی تم سے چھپی نہ رہی ہوگی +

بھانپنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں +
مگر خصوصاً تم آنکھ چار بھی نہ ہو اور جان لو کہ
محبت والے لوگوں کی نگاہیں ایسی ہوتی ہیں +

ارجن تم پر فریفتہ ہے - شیفتہ ہے - پس مناسب ہے کہ موقع نہ دو اس کے اور اپنے دل کا ارمان نکالو +

اُربسی خود ہی از خود رفتہ تھی اس تقریر نے مست کے ہاتھ میں تلوار دے دی - اس نے سنگار کر کے حسن و جمال کو اور بھی نور کے سانچے میں ڈھالا بن سنور کر رات کے وقت وہیں جا پہنچی - جہاں ارجن جلوہ افروز تھا تھوڑی دیر تک گانے بجانے کا چرچا ناچ رنگ کا ڈھنگ رہا - بعدہٗ اربسی نے اپنے مطلب کی بات چھیڑی - بات کیا تھی - اس کا ذکر کرنا فضول - اگر دوسرا ہوتا تو آپے میں نہ رہتا - مگر ارجن کو دل پر قابو حاصل تھا - ہوائے نفسانی پھونک مارتے اڑتی تھی - اس نے کانوں پر ہاتھ رکھے دانتوں کے تلے انگلی دبائی اور کہا ہیں یہ واہیات خیالات یہ بے حیائی - میں دوسری عورت کو اپنی ماتا کنتی اور اندرانی کے برابر سمجھتا ہوں تو بھی اپنے کو ماتا سمجھ اور مجھ سے کسی قسم کی اُمید نہ رکھ +

اربسی - باتیں نہ بنائیے آہا نہ گانٹھئے - میں وہ نظر بھول نہیں گئی - جس نے مجھ پر محبت کا جادو کر کے دل کو اتنا بے قابو کیا کہ خود اظہار مطلب کے لئے حاضر ہوئی +

ارجن - تمہاری غلطی کا میں ذمہ دار نہیں - تم اچھا ناچی تھیں عمدہ گاتی تھیں میں جچتی ہوئی محبت بھری نظر سے داد دیتا تھا - یہ پاک محبت کے اشارے کنائے تھے نہ کہ ناپاک محبت کے - یہاں ناپاک محبت پر تف کرتے ہیں - اُربسی ہو یا میرا کسی کی طرف نظر نہیں اٹھ سکتی +

اُربسی - ایسے فقروں میں میں نہیں آنے کی - ایسے چپیتے اور کسی سے تیز کیجئے - مجھ سے اڑ کر کہاں جائے گا - میں اُڑتی چڑیا پکڑتی ہوں - ناز معشوقانہ نہ کر رہنے اور بس +

ارجن - نیک بخت معاف کریں تیرے لائق نہیں نہ میرے لئے کسی بات کی کہیں کمی رہی ہے - جنگل میں بھی ہر وقت منگل ہے - مگر مجبور ہوں تیری بات مان نہیں سکتا - ہاں اور جو کچھ کہہ اُس کو ابھی کر دوں خواہش ہو تو تارا توڑ کے ہاتھ پر رکھ دوں +

اُربسی - آپ پورب بنس کے چراغ ہیں آفتاب ہیں ایسی تپسیا کی راجہ اندر خود یہاں لے آئے - دیوتاؤں کی آنکھ کی پتلیوں نے دوڑ دوڑ کر استقبال کیا - آپ کی سب کو خاطر تواضع منظور ہے پھر کیا وجہ کہ آپ میری دعوت قبول نہیں فرماتے +

ارجن - ایسی دعوت عداوت ہے - مجھ کو معاف رکھ میں سگ دنیا نہیں کہ ناپاکی میں منہ ڈالتا پھروں +

اُربسی - اُف اوہ - یہ دماغ - ایسی دلشکنی - ردِّ دعوت اور ناسپاسی کی سزا یہی ہے کہ لطف زندگی حاصل نہ ہو - خواہشات نفسانی کے لائق ہی نہ رہو جاؤ بس کہدیا کہ سال بھر تک ہیجڑوں کی زندگی بسر کرو - عورت کا منہ دیکھنا نصیب ہو + دعا پُراثر تھی - اس کا اثر شدنی تھا - اندر کو خیال ہوا کہ اُربسی کا کوسنا خالی نہ جائیگا - محبت پدری نے جوش کیا خود تشریف لائے ارجن کے ضبطِ نفس اور ترک لذات نفسانی کے لئے خوشنودی ظاہر کرکے بڑی تعریف کی پیٹھ ٹھونکی - سر پر ہاتھ پھیرا گلے سے لگایا اور فرمایا کہ :-

اے ارجن گھبرانا نہیں - یہ اپسرا کا سراپ بھی تمہیں کچھ فائدہ ہی دے رہیگا - جب تمہیں بارہ برس کی صحرا نوردی کے بعد تیرھویں برس روپوشی کی ضرورت ہوگی تو یہی سراپ تمہارے آڑے آئیگا - تمہیں راجہ بیراٹ کے یہاں ہیجڑا بن کر رہنا پڑیگا اور اسی حالت سے اقبال کی ترقی شروع ہوگی صرف ایک سال تک تمہیں یہ حالت بھگتنا پڑیگی - باقی نہ اب کچھ

ہے نہ بعد میں کچھ اندیشہ ہوگا - اطمینان رکھو ۞

ادھیائے ۲۴

اندرلوک میں لومس رشی کی ارجن سے ملاقات

راجہ جدھشٹر کی تشفی کے لئے پیغام

ایک روز ارجن راجہ اندر کے زانو بزانو راج سنگھاسن پر بیٹھا ہُوا تھا کہ لومس رکھیشر وار د ہوئے اُن کو سخت حیرت ہوئی کہ ارجن نہ کوئی بڑا تپشوی نہ مُنیا تھا اسے کیسے راجہ اندر کے برابر بیٹھنے کی عزت حاصل ہوئی - راجہ اندر صورت دیکھتے ہی تاڑ گئے کہ رشی جی کی عقل اس وقت چکر میں ہے - حیرت سے آئینہ دیوار بنے ہوئے ہیں - اُنہوں نے فرمایا ۞

آپ برہم رشی تمام اسرار غیب سے آگاہ اور پھر بھی یہ عالم حیرت مہاراج ارجن کو آپ انسان جانیں یہ کنتی کا جگر بند میرا فرزند ارجمند ہے - جو فنون حرب وضرب کی تکمیل کے لئے یہاں ٹھہرا ہے - علاوہ بریں یہ بڑا قدیم رشی ہے جن نرناراٹن نے اہل زمانہ کو طریقۂ ریاضت بتانے کے لئے تپشیا کی تھی اُن میں نر یہی ارجن تھا - اب میری خواہش والتجا سے دو نوں نر اور ناراٹن بالاتفاق گاؤ زمین کو بار گناہ سے سبکدوش کر کے پاتال کے نوات کوچ دیتوں کو قتل کرینگے - یہ نوات کوچ دیت بردان پا پا کر ایسے قوی دست خونخوار اور تیر قضا سے بیباک ہو گئے ہیں کہ دیوتاؤں کا قافیہ تنگ ہو رہا ہے منہ سئے ہوئے ظلم و ستم سہتے ہیں - اُف تک نہیں کر سکتے - منکنا ہاتھ پاؤں ہلانا معلوم ارجن ان سب کو نشانۂ اجل بنا کر روے زمین کو گرد فساد سے پاک وصاف کریگا - گو ناراٹن جی میں سب طاقتیں ہیں - نوات کوچ دیت ان کے مقابلے میں کیا چیز ہیں جب چاہیں ... ایک جنبش نظر میں خاک

سیاہ کردیں جس طرح اُنہوں نے کپل منی کا اوتار لیکر راجہ سگر کے ساٹھ ہزار بیٹوں کو ایک دم میں راکھ کر ڈالا تھا۔ لیکن نہیں ان کی قدرت کاملہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتیں ارجن کے سپرد کریگی۔ چنانچہ یہی شور بیر سری کرشن جی کا دست راست بنکر دیوتاؤں کو افکار سے نجات اور بدکاروں کو سزائے اعمال دیگا۔ بہتر ہو کہ آپ راجہ جدھشٹر کے پاس جاکر اُن کی تسلی کردیں ارجن کی خیر و عافیت سنائیں شستر ودیا کی تعلیم کا ذکر فرماکر سمجھا دیں کہ عنقریب ارجن فارغ التحصیل ہوکر حاضر ہوتا ہے۔ دیوتاؤں سے فنون حرب و ضرب کی تحصیل ضروری تھی۔ کیونکہ اس کے بغیر بھیشم پتامہ اور درونا چارج سے سربر ہونا خارج از امکان تھا۔ راجہ جدھشٹر کو یہ بھی نصیحت کردیجئے کہ تیرتھوں میں اشنان کرکے پیکر عنصری کو پاک کریں اور اس تیرتھ جاترا میں آپ اُن کے ہمراہ اور محافظ رہیں۔ ارجن نے بھی بڑے ادب سے پیغام رسانی اور ہمراہانہ رہنمائی درخواست کی۔ چنانچہ لومس رشی وہاں سے رخصت ہوئے اور عین اُسوقت راجہ جدھشٹر کے پاس پہنچے۔ جب وہ رشیوں اور برہمنوں کے مجمع میں بیٹھا ہُوا اور ارجن کے انتظار میں چشم براہ اور گوش برآواز ہو رہا تھا +

ادھیائے ۲۴

راجہ دھرتراشٹ کے یہاں بیاس جی کی آمد۔ ارجن کے سُرگ میں پہنچنے اور شستر ودیا سیکھنے کا ذکر۔ راجہ دھرتراشٹ کا خوف

کسی روز بیاس جی راجہ دھرتراشٹ کے یہاں رونق افروز ہوئے اُدھر اُدھر کی باتوں میں ارجن کا ذکر آگیا بیاس جی نے فرمایا کہ بن بیاس سے

فراغت حاصل کر کے سورگ لوک جا پہنچا اور اب راجہ اندر سے شستر ودیا
سیکھ رہا ہے یہ سنتے ہی راجہ دھرتراشٹ کے ہوش جاتے رہے اس کی
روح کانپ اٹھی کہ تو یہ اور غضب ہوا ایک تو کڑوا کریلا دوسرے نیم چڑھا
اس نے عالم پریشانی میں سنجے کو یاد کیا اور ارجن کی کیفیت بیان کر کے بولا کہ
ہائے مجھے عقل کے دشمن دریودھن نے جیتے جی مار ڈالا میری زندگی بھر کی
نیک نامی پر بٹہ الگ لگایا اور بھرت بنسیوں کی جان الگ ضغطے میں ڈالی ارجن
یوہیں تیر کا دھنی ثابت قدم - مرد میدان قوی بازو اور با قبال جوان ہے اب
راجہ اندر کی شاگردی میں نہ معلوم کون کون فن جنگ یاد کر کے آتا ہوگا مجھے
کوروؤں کی طاقت پر جو تھوڑا بہت بھروسہ تھا - بالکل جاتا رہا - کرن بیشک
اول درجے کا طاقتور اور تیر انداز ہے مگر اس کا ارجن سے سر بر ہونا محال -
کا دل موم ہے بہادر کا دل نرم ہوا تو سمجھ لو کہ مارا پڑا ہے درونا چارج اور
بھیشم پتامہ یہ دونوں کے دونوں بڈھے جیل ہو رہے ہیں - جوان اور بڈھے
کا مقابلہ کیا - آدمی اندر کے بجر سے بچ سکتا ہے مگر ارجن کے تیر وہ بلا
ہیں جن سے کوئی بچ سکے کیا مجال - ہائے اب خاندان کی تباہی میں شک نہیں
ہستناپور کا طبقہ الٹ پلٹ ہوا ہی چاہتا ہے - زمین خون کی پیاسی ہو رہی
ہے - تیروں کی زبانیں پیغام مرگ سنا رہی ہیں - مجھے تو ہر وقت یہی معلوم ہوتا
ہے کہ اب ارجن کے رتھ کی گھڑ گھڑاہٹ سنائی دی - اب گانڈیو دھنش کی
ٹنکار کانوں میں گونجی - اب تیر برسنا شروع ہوئے اور اب بھرت بنسیوں
کی لاش پہ لاش گری ؂

ادھیائے ۲۵

سنجے اور راجہ دھرتراشٹ کی گفتگو

راجہ دھرتراشٹ کی تقریر سنکے سنجے بولا ... آپ کا

خیال ہے وہی شدنی بھی ہے۔ دریودھن نے جو جو نالائق حرکتیں کی ہیں
ان کا نتیجہ ضرور بھگتنا پڑیگا۔ دروپدی کو برہنہ کرنا زانو پر بٹھلانے کے لئے
ران پر ہاتھ مارنا حد سے زیادہ زیادتیاں تھیں بھیم سین کی خون چوسنے والی
قسم اور ران توڑنے کی پرتگیا زبانی جمع خرچ نہ سمجھئے وہ جو کچھ کہہ چکا ہے
کرکے رہیگا۔ میری تو ہر وقت جان لرزتی رہتی ہے کہ دیکھئے کیا ہونہار ہے +

راجہ دھرتراشٹ۔ نہ معلوم اس دریودھن کی سمجھ پر کیسے پتھر پڑے
ہوئے ہیں کہ اپنی عقل کے آگے کسی دوسرے کی عقل کو کچھ سمجھتا ہی نہیں
بھیشم پتامہ۔ دروناچارج اور بدرجی سمجھاتے سمجھاتے ہار گئے۔ مگر اس
نے ایک نہ سُنی۔ مجھ کو تو خالی اندھا ہی نہیں بلکہ عقل کا اندھا بھی سمجھتا
ہے پھر میری بات کیا مانے۔ جس نے بڑوں کی بات نہ مانی وہ آدمی ہی کیا۔
ایسے ہی لوگ اپنی چال سے مات ہوتے اور اپنے ہاتھوں مارے پڑتے ہیں
ایک تو دریودھن خود ہی عقل کا پورا اُس پر شکنی کرن۔ دوشاسن کی شہ سب
نے اور بھی چاپر کرکے رکھ دیا۔ خیر میری قسمت +

پانڈو جیسے سعادتمند ہیں ویسے ہی اُن کی شہرت بھی ہو رہی ہے اِدھر
سری کرشن چندر کی خاص نظر عاطفت اُدھر دیوتاؤں کی چشم عنایت۔
ارجن مہادیو جی سے لڑا جھگڑا مار دھاڑ کی اور اُلٹے پاسپت استر لیا برن
نے کمند دی۔ راجہ اندر شستر ودیا سکھا رہے ہیں۔ پھر کوئی کیونکر یقین
کرے کہ کورو ایک چوٹ بھی سہہ سکینگے

ادھیائے ۲۶

راجہ جدھشٹر کی اوقات بسری

جنگل میں راجہ جدھشٹر کی بسر اوقات کی صورت کیا تھی ہزاروں برہمن
کی خورد و نوش کا انتظام کیونکر ہوتا تھا اس استفسار پر بیشم پاین

جی راجہ جنمجے سے فرماتے ہیں کہ

دھرم پتر راجہ جدھشٹر اور اُن کے بھائی روزمرہ پھل پھول بہم کرتے اور ہرن مار لاتے تھے۔ جنگل کے باشندے بھی کند مول پھل حاضر کرتے اور انعام پاتے تھے۔ راجہ جدھشٹر سب سے پہلے سادھو۔ سنت۔ رشیوں برہمنوں کو ان کے بعد بھائیوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ پھر خود کھا کر دروپدی کو سورج بھگوان۔ جو ٹوکنی دے چکے تھے اور جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اس کی برکت سے طرح طرح کے کھانے پینے پڑے رہتے تھے اور وہ اُس وقت تک خالی نہ ہوتی تھی۔ جب تک دروپدی نہ کھا چکے۔ یہی سبب تھا کہ ہزارہا برہمن مع عیال و اطفال اور ہزارہا سادھو۔ سنت اپنی منڈلیاں لئے ہوئے کام بن میں ڈیرا ڈالے وید پاٹھ اور کتھا بارتا کا آنند لوٹتے تھے۔ نہ کھانے پینے کی نہ اور کسی چیز کی تلاش۔ جو چیز تھی جدھشٹر کے یہاں سے بے منت مہیا ملتی رہتی تھی۔ راجہ جدھشٹر باپ کی طرح سب کی پرورش اور خاطرداشت کرتا تھا دروپدی کے سلوک مادر حقیقی سے رتی بھر کم نہ تھے۔ حالانکہ جنگل کی سکونت تھی گھروں کا سامان وہاں کہاں مگر عام و خاص سب خوش و خرم نظر آتے تھے بدن چست طبیعت درست خلاصہ یہ کہ راجہ جدھشٹر انہیں اشغال میں رات دن بسر کرتے تھے اور رشیوں منیوں کی خدمتگذاری اور دھرم کے ذکر و اذکار میں پانچ برس گزارے گئے۔

ادھیائے ۲۷

سری کرشن جی کے جوش غضب کا تذکرہ سنجے کی زبانی

دھرتراشٹ اور سنجے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں گفتگو کیا ہے وہی آموختہ پرانا سبق۔ رنج افسوس۔ خوف۔ اندیشہ۔ اسی سلسلۂ تقریر میں راجہ دھرتراشٹ ایک دفعہ گھبرا کر بولا۔

ارے سنجے کیا کہوں دل کا عجب حال ہے ۔۔۔ طرح طرح کے دردِ دسے

خیال پیدا ہوتے رہتے ہیں۔میں سوچا کرتا ہوں کہ جب نکل اور سہدیو (سوفی کمار کے بیٹے) ہاتھی کے سے پاٹھے میدان جنگ میں بادل کی طرح گرج کر تیروں کا مینہ برسائینگے جب بھیم سین کا گدا اندر کے بجر کی طرح کوروں کا پیچھا کرے گا جب ارجن کے گانڈیو دھنش سے تیروں کی برسات ہوگی۔تب یہاں کون مہارتھی۔کون شور بیر۔کون تیر تلوار کا دھنی ہے جو ٹکر لے سکیگا۔میری دانست میں تو کوئی نہیں ؎

سنجے۔آپ بہت درست فرماتے ہیں میں بھی رہ رہ کے یہی سوچتا ہوں اور جب انجام کا خیال آتا ہے تو جان سن سے اُڑ جاتی ہے آپنے پہلے بھی کچھ نہ سوچا۔لڑکوں کی محبت میں آپ نے بھی بڑی غلطی کی۔آپ کو چاہئے تھا کہ کوروؤں کو بد عنوانیوں سے باز رکھتے مگر نہیں جیوں جیوں آپ سر چڑھاتے گئے تیوں تیوں اُن کا عناد اور بڑھتا گیا۔زیادتی پر ایسی کمر باندھی کہ آخر کار یہاں تک نوبت پہنچی۔آپ نے کچھ سُنا۔جس وقت ان واقعات کی خبر طشت از بام ہوئی سری کرشن جی فوراً دوارکا سے اُٹھ دوڑے۔پنچال (پنجاب) سے درشٹ دمن غصہ میں بھرا ہوا لیکاان کے علاوہ اور بہت سے راجے مہاراجے کام بن میں پہنچے اور جدھشٹر سے اظہار ہمدردی کیا سری کرشن جی جوش غضب سے آپے میں نہ تھے انہوں نے وعدہ کر لیا کہ میں ارجن کا رتھ ہانک کر کوروؤں کو شرارتوں کا مزہ چکھاؤنگا۔اتنی دولت دلاؤں کہ تمام دنیا کے راجاؤں کے پاس نہ ہو۔تم نے تلوار کے زور سے دولت اکٹھا کی تھی۔تمام راجاؤں کو مطیع کر کے راجسو یہ یگ کیا تمہاری سلطنت فریب سے جیتی گئی کچھ مضائقہ نہیں ہیں اور بلدیو جی (بلدیو عرف بلرام) اکٹھے جاتے ہیں۔دریودھن۔دوشاسن۔کرن۔شکنی وغیرہ کہاں بچ کے جائینگے۔سب کی بوٹی بوٹی کاٹ کر تمہیں ہستناپور کے راج سنگھاسن پر بٹھائے دیتا ہوں ؎

راجاؤں نے سری کرشن جی کی وست قدرت کو سراہا قوت بازو کی

صفت میں تر زبان رہے لیکن ... بڑھ کر ... سے

عرض کی کہ

مہاراج تیرہ برس تک مجھ پر مہربانی کیجئے میں پرتگیا پوری کروں تب آپ جو چاہے کریں مالک ہیں +

سری کرشن جی - خیر آپ کی خاطر ہے مگر یاد رہے کہ جن لوگوں نے دروپدی کی بے عزتی کی ہے ان کے خون سے زمین رنگ کر رہونگا +

یہ ذکر کرکے سنجے نے راجہ دھرتراشٹ سے کہا کہ اگر راجہ جدھشٹر غصہ فرونہ کرتے تو کورو کب کے سری کرشن جی کے ہاتھ سے قتل ہو چکے ہوتے ایک بھی اس وقت باقی نہ ہوتا - مگر اب بھی صحرا سے واپسی پر پانڈوؤں سے کوروؤں کی خیر نہیں +

راجہ دھرتراشٹ - تمہارا خیال درست ہے میرا دل بھی یہی کہتا ہے کہ بن باس کا تیرھواں برس گزرتے ہی آفت کا سامنا ہوگا - ایشور ہی خیر کرے +

ادھیاے ۲۸

کوروؤں کی سرکوبی کے لئے بھیم سین کا اصرار - راجہ جدھشٹر کی فہمائش - برہد سورشی کی آمد - باہمی گفتگو

ایک روز راجہ جدھشٹر - دروپدی - بھیم سین - نکل وسہدیو گوشۂ تنہائی میں فکرمند بیٹھے ہوئے ارجن کی یاد کر رہے تھے - اتنے عرصے کی جدائی ان کو شاق ہو رہی تھی - انتظار میں دل بے چین ہو رہا تھا - آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے ہوئے تھے چہرہ بالکل اداس تھا بھیم سین کی طبیعت زیادہ تر ملول تھی اس کو کوروؤں سے عوض لینے کا خیال اور بھی تڑپائے ڈالتا تھا اس نے صدمۂ غم سے بیقرار ہو کر راجہ جدھشٹر سے کہا :-

بھائی صاحب - اب تو ارجن کی مفارقت برداشت سے باہر ہو گئی نہ جانے اس کا کیا حال ہے - ہے بھی کہ نہیں - میں نے ارجن ہی کے برتے پر دریودھن وغیرہ کے قتل کا بیڑا اٹھایا ہے جب وہ نہ ہوگا تو میں کیا کر سکونگا +

تو زندگی کا لطف بہ منزلہ صفر - تو اس قیمتی موتی کی طرح دنیا کے بدقسمتوں میں ہوگی - جو کسی نازک اندام کی مانگ میں پر مٹے جانے کے عوض کہیں کوڑے میں دبا پڑا ہوتی ۔

دمینتی کے تبسم آشنا نازک نازک پھول سے ہونٹوں پر اس تقریر سے ہنسی آگئی اس کا کملایا ہؤا چہرہ شگفتہ ہوگیا - اور دبی زبان سے بولی :-
کیلئے مجھ سے کیا کہتا ہے راجہ نل سے بھی تو کہہ

ہنس یہ سنتے ہی خوش خوش وہاں سے ہوا ہؤا راجہ نل کے پاس گیا اور کل کیفیت بیان کی :-

ادھیائے ۳۰

دمینتی کے سوئمبر کی تیاری - دیوتاؤں کا جوش عشق - نل کی پیغامبری - دمینتی کا دیوتاؤں سے انکار - راجہ نل کے ساتھ شادی کی رضامندی

ہنس تو راجہ نل کے ذکر سے دل میں دبی ہوئی آگ کو بھڑکا کر چلتا ہؤا یہاں دمینتی کے کلیجے کی ٹیس نے اس کے زخم پر نمک چھڑکنا شروع کیا اس کی بے چینیاں حد سے زیادہ بڑھ گئیں - بے قرار دل میں درد کی چمک نے گویا بجلیاں بھر دیں اس کا رنگ نیلا پڑ گیا - چہرے پر ہوائیاں چھوٹنے لگیں - آہ سرد ہوا کی دھونکنی کو مات کرتی تھی چشم سرگیں بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ کسی کو ڈھونڈھ رہی ہے - بھیم سین کی نگاہیں تاڑ باز تھیں بیٹی کی صورت سے تاڑ گیا کہ یہ حضرت عشق کی کارستانی ہے - اس نے فوراً سوئمبر کی ٹھہرا دی اور اپنا ارادہ مشتہر کیا - دمینتی کے حسن و جمال کی شہرت عالمگیر تھی کون تھا

جس کی آغوش اشتیاق تصویر میں تنگ نہ ہوتی ہو تمام راجے مہاراجے لاؤ لشکر کے ساتھ مالوہ کی طرف دوڑ پڑے ہر ایک کو یہی ہوس کہ ایسی تصویر نور ہمارے ہی آنکھوں سے چوکھٹے میں جڑ جائے۔ راجہ نل بھی جذبۂ محبت اور جوش اُلفت کی تحریک سے راہی مالوہ ہوا چشم و خدم کا کیا پوچھنا کوسوں تک ہمراہیوں کا پڑاؤ پڑتا تھا۔ راجہ نل ابھی راستے ہی میں تھا کہ اندر۔ اگنی۔ دھرم راج اور برن نے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔ صورت دیکھی تو آنکھیں نکل گئیں حُسن جوانی نے تصویر حیرت بنا دیا۔ سمجھ گئے کہ راجہ نل یہی حضرت ہیں اور سوئمبر میں قسمت آزمائی کی دُھن کھینچے لئے جاتی ہے اُنہوں نے راجہ نل کو ٹوکا اور کہا راجہ صاحب آپ مالوہ میں جاتے ہیں تکلیف نہ ہو تو ہمارا ایک پیغام دمینتی سے کہہ دیجئے +

راجہ نل- کیسا پیغام؟

دیوتا لوگ- آپ صرف یہ کہدیں کہ اندر- اگنی- دھرم راج اور برن سوئمبر میں شریک ہوتے ہیں چاروں میں سے جس کے ساتھ مرضی ہو شادی کرلے +

راجہ نل- میرا پیغام پہنچانے میں نقصان ہی کیا ہے۔ مگر محلوں میں گزر کی صورت +

دیوتا لوگ- ہم تمہیں ایک منتر سکھا دینگے جس کی تاثیر سے تم نظر سے غائب ہوگے منتر سیکھ لو اور بے تکلف محل میں چلے جاؤ کوئی روکنے ٹوکنے والا نہ ہوگا +

راجہ نل نے منتر سیکھا اور سیدھا وہیں پہنچ گیا جہاں راج کماری دمینتی سکھیوں سہیلیوں کے پاس بیٹھی ہوئی تجلی رُخ سے راج محل کے در و دیوار پر ستارے چھٹکا رہی تھی۔ جونہی راجہ نل سامنے پہنچا تمام نازنینان مشتری مثال وحسینان زہرہ جمال دنگ رہ گئیں۔ چہرے پر نظر پڑتے ہی ٹکٹکی بندھ گئی پتلیوں کو سکتہ سا ہو گیا۔ دل پر جیسے کسی نے ٹونا کر دیا۔ راجکماری دمینتی نے چھپتی نظر سے وہ موہنی صورت دیکھی اور مسکرا کر کہا۔

"کیوں صاحب آپ کون ہیں۔ یہاں کیونکر بے تکلف چلے آئے نہ پردہ نہ لحاظ۔ کیا دربان سب سو گئے یا سپاہیوں کو سانپ سونگھ گیا +

راجہ نل۔ میں دیوتاؤں کا پیغامبر ہوں میری کہیں روک ٹوک نہیں +
دمینتی۔ آپ کی تشریف آوری کا سبب مجھ کو اس وقت عجیب حیرت ہے
سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کو دیکھکر میرا یا کیا نہ دل کیوں آپے سے باہر ہُوا جاتا ہے +
راجہ نل۔ دل بے قابو ہو جانے کی کیفیت آپ جانیں۔ میں تو صرف پیغام لایا ہوں +
دمینتی۔ تو پھر فرمائیے +
راجہ نل۔ ممدوح الصدر دیوتاؤں نے فرمایا ہے کہ آپ ان چاروں میں سے
ایک کو پسند کر کے اُن کی آرزو پوری کریں +
دمینتی۔ چاروں دیوتا۔ مجھے اپنی عنایتوں سے معاف رکھیں میں اُن کے
لائق نہیں۔ جس کو دل دے چکی اُسی کی ہو چکی ہوں +
راجہ نل۔ بھلا ان دیوتاؤں سے بڑھ کر بھی کوئی اور ہے جس کو آپ کا دل
قبول کرنا چاہتا ہے +
دمینتی۔ جی ہاں وہ آپ ہی روپ ہیں۔ اُف اوہ۔ انتظار میں تڑپا تڑپا کر
ادھ مرا کر دیا۔ ہنس تو قفس میں چنگی ڈال کر الگ کھڑا ہو گیا۔ یہاں کلیجے میں
وہ آگ سُلگی کہ ہڈیوں کا مغز تک پگھلا دیا تم مجھے جذب محبت کی داد دیکر خدمت
میں قبول کر لو۔ صرف تمہارے ہی واسطے سوئمبر کا ڈھنڈھورا پٹوایا ہے +
راجہ نل۔ ایسے دیوتاؤں کے ہوتے میں کیا چیز ہوں کہ تم نے محبت کا
اتنا اظہار کیا +
دمینتی۔ بہت صحیح مگر ؎

دل پہ قابو نہیں کچھ جس پہ یہ چاہے آجائے
چاند سا کیسا بدن سانولی صورت کیسی

دل نے آپ ہی کو پسند کیا طبیعت آپ ہی کو چاہتی ہے۔ اسی میں
کسی کا کیا اجارہ ؎

قمری کے دل نے کی نہ محبت گلاب کی
اُلفت چکور کو نہ ہوئی آفتاب کی

دیوتا لوگ چاہے جیسے صاحب جمال ہوں اُن کی جنبش نظر میں

چاہے جیسی تاثیر ہو مگر مَیں اُن کو آپ کے پاؤں کا دھوون بھی نہیں سمجھتی - مَیں آپ کو پہلے دل دے چکی ہوں اب اس پر کون قبضہ کر سکتا ہے - پرائے مال پر کسی کا کیا اختیار - خود میرا بھی اپنے دل پر قابو نہیں +

راجہ نل - مَیں اس وقت ان باتوں کا کچھ جواب نہیں دے سکتا - دوسری حالت میں ہوں - دیوتاؤں کی پیغام رسانی مجھ پر فرض تھی - چنانچہ اس کا نباہ کرنا لازمی ہے +

دمینتی - ہاں نباہ کیجئے - مگر سوئمبر میں ضرور تشریف لائیے مَیں بھری سبھا میں سرِ محفل ہزار آنکھوں کے سامنے دیوتاؤں اور راجاؤں کو سوکھا ٹرکا کر تمہارے گلے میں جیمال ڈال دونگی - بس سب مرادیں پوری سارے مقصد حاصل +

راجہ نل بہت خوب کہکر دمینتی سے رخصت ہُوا اور دیوتاؤں کے پاس آکر نتیجہ گفتگو سے اطلاع دی +

ادھیائے ۳۱

سوئمبر میں راجہ نل کی بیداری قسمت گلے کی جیمال سے زینت - دمینتی سے شادی - دیوتاؤں کے بردان

آفتاب کی سنہری رو پہلی کرنیں گوشۂ مشرق سے نمودار ہو کر چاروں طرف نور برسانے لگیں اور سرخی مائل سپیدۂ صبح پر نگاہوں کا ٹھہرنا مشکل ہوگیا راج دوارہ اِں پر روشن چوکیاں بھیرویں کے میٹھے میٹھے رس بھرے بول سُنا چکیں - باغوں میں شاید ادتی گنی کلیاں منہ بند دھی رہ گئی ہوں ورنہ ہر جگہ پھولوں کا گلزار ہی کھلا نظر آتا ہے اس وقت - دمینتی کے سوئمبر کا نظارہ ہی کچھ اور ہے محفل سپہر مشاکل میں جا بجا ہر طرف راجے ہی راجے نظر آرہے ہیں - مکٹوں کے

شب چراغوں سے در و دیوار جگمگا رہے ہیں۔ ہر ایک دمینتی کے نشۂ محبت میں چور اور شراب اُلفت سے مخمور آمد آمد کے انتظار میں بیچین ہو رہا ہے آنکھیں ایک نظر دیکھنے کی ہوس میں پلکیں نہیں جھپکاتیں کان پازیب کی جھنکار سُننے کے اشتیاق میں ایسے محو ہیں کہ کسی کی کچھ نہیں سُنتے ؛

آخر دمینتی زرق برق پوشاک پہنے۔ زیور جواہرات میں غرق۔ ہر ہفت عروس سے آراستہ۔ لباس ناز و انداز سے پیراستہ نور کے سانچے میں ڈھلی حسن عالم فریب پر دل ہی دل میں اتراتی سہیلیوں ہمجولیوں کے ساتھ رونق انجمن ہوئی جس نے دیکھا دل میں آہ کر کے رہ گیا۔ جس سے چار آنکھیں ہو گئیں آپے میں نہ رہا۔ ہاتھ فوراً کلیجہ تھامنے کے لئے سینے پر پہنچ گئے۔ دمینتی ہاتھ میں جیمال لئے ہوئے خرام ناز سے دلوں کو کچلتی ہوئی صف بہ صف پھرنے لگی۔ اس کی سرمگیں اور شرمگیں آنکھیں راجوں مہاراجوں کو غلط انداز نظر سے دیکھتی کچھوں کو برمائی اور نامرادوں کی سرنوشت کو نظر سی کرتی ہوئی کسی کو ڈھونڈتی پھرتی تھیں مگر کسی صف میں تصویر مقصد نظر نہ آئی۔ یہاں تک کہ تمام ارباب محفل محرومی قسمت پر کف افسوس ملتے رہ گئے اور دمینتی ٹھٹکی تو کہاں جہاں پانچ شخص وسط محفل میں ایک ہی شکل ایک ہی صورت ایک ہی وضع ایک ہی قطع کے جلوہ افروز تھے خط و خال میں ذرا بھی فرق نہ تھا۔ دمینتی کو بڑی حیرت ہوئی کہ معاملہ کیا ہے پانچوں کی شکل راجہ نل کی سی ہے ان میں سے کس کو راجہ نل سمجھ کر جیمال پہنائے وہ تھوڑی دیر تک کھڑی ہوئی سوچتی رہی۔ آخر اس نے دیوتاؤں کا دھیان کر کے عرض مدعا کی۔ کہ اگر میری محبت سچی ہے اگر میرا جوش الفت بناوٹی نہیں تو مجھے راجہ نل ہی کی آغوش محبت میں جگہ ملے۔ اے اندر۔ اے اگنی دیو۔ اے دھرم راج۔ اور اے برن مغالطہ دہی کی سند نہیں عشق صادق کی داد یہی ہے کہ میں وہی گوہر مقصود پاؤں جس کے لئے قلزم الفت میں غوطہ لگایا ہے۔ دل ہی دل میں یہ عرض معروض کر کے اس نے پھر صورتیں پر نظر جمائی۔ تو عقل بولی۔ حیرت کا سبب۔ تعجب کی وجہ۔ پنڈت دیوتاؤں کی شناخت کیا بیان کرتے ہیں ؛

اب تو جیسے دمینتی کی آنکھیں کھل گئیں - اس نے پھر غور سے دیکھا تو دیوتاؤں کا سایہ نظر نہ آیا - پلک بھی نہ جھپکنے نہ پائی - زمین سے بھی کسی قدر اونچے تھے سمجھ گئی کہ یہ چار حضرات دیوتا ہیں - اور راجہ نل وہ ہے - جس کی نشست زمین سے بلند نہیں اور جس کا سایہ عرقِ اصلی کے پنسلی خاکے کا قائم مقام ہے اس کے علاوہ اُس نے راجہ نل کی پیشانی پر پسینے کے قطرے جھلکتے ہوئے دیکھے جن کی آب موتیوں کی جھلک کو مات کرتی تھی - دمینتی کی خوشی سے بتیسی کھل گئی آگے بڑھی اور راجہ نل کے گلے میں جیمال ڈال دی +

رونق افروزِ ان محفل میں جو نیک نفس راجے اور تقدس مآب دیوتا تھے - سب کی زبان سے واہ واہ نکلنے لگی جو ہوا پرست اور خود پسند تھے اپنا سا منہ لئے ہاتھ ملتے اور بڑبڑاتے ہوئے چلتے پھرتے نظر آئے +

جیمال پہنا کر دمینتی نے شرمیلے انداز سے راجہ نل کا دامن پکڑ لیا اور خاموش کھڑی ہو گئی - راجہ نل بولا - آفرین تمہاری عقلمندی پر - واقعی بڑی دانشمند ہو - میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہر وقت تمہاری مرضی مقدم سمجھونگا - مجال کیا جو خود رائی سے کام کروں - جب تک دم میں دم ہے جس وقت تک جان میں جان ہے - تب تک تمہاری محبت زندگی کا عنصرِ لطیف ہوگی اس وقت تک تمہاری اُلفت کو میں کلیجے سے لگائے رکھونگا - فرق نہ ہوگا +

دمینتی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا وہ بدستور خاموش رہی ہاں صرف اتنا کیا کہ سر جھکا کر ہاتھ جوڑ دئے - بس +

چاروں دیوتا یہ نظارہ آنکھوں سے دیکھ رہے تھے ان کو اس سلسلہ محبت سے نہایت ہی خوشی ہوئی اُنھوں نے فرطِ طرب سے راجہ نل کو فرداً فرداً دو دو بردان دئے - یعنی

اندر نے فرمایا کہ (۱) تمہارے یگیہ میں تمام دیوتا اصلی صورتوں میں رونق افروز ہونگے +

اور (۲) تمہاری بڑی عمدہ طور سے نجات ہوگی +

اگنی دیو کو سرفشاں ہونے کو (۱) جب اور وقت جہاں کہیں مجھے یاد کروگے

میں اُسی وقت وہیں موجود ہونگا +

(۲) چولا چھوٹنے پر تمہاری سکونت اُس لوک میں ہوگی جہاں میری روشنی سے بھی بدرجہا زیادہ جلوۂ نور ہوگا +

جمراج سخن سنج ہوئے کہ (۱) تمہارے ہاتھ کی پکائی ہوئی ہر چیز ذائقے میں بے نظیر ہوا کرے گی +

اور (۲) تمہارے دل کو ہمیشہ دھرم ہی سے تعلق اور واسطہ رہیگا +

برن دیوتا بولے - یہ لو ہار گلے میں ڈال لو - اس کی خاصیت عجیب و غریب ہے کچھ کیوں نہ ہو یہ ہمیشہ تازہ رہتا ہے خوشبو کبھی کسی حال میں نہیں جاتی +

اب رہا دوسرا بردان وہ بھی سُن لو بڑے کام کا ہے تم خواہ کہیں ہو مگر جب پانی چاہوگے فوراً موجود ہو جائیگا - یہی نہیں جس برتن کو دیکھوگے لبریز ملیگا +

چاروں دیوتا یہ بردان دیکر وہیں نظر سے اوجھل ہوگئے - صاحبان بزم حیران رہ گئے کہ بات کیا تھی - سوئمبر ہوگیا - سب راجے مہاراجے بھی اپنی اپنی راجدھانیوں کی طرف لمبے پڑے بھیم سین راجہ نل کا ساداماد پاکر پھولا نہ سمایا - اس نے بڑی دھوم دھام سے شادی کی - بہت کچھ دہیز دیا مفلوک مالا مال اور نادار خوشحال ہوگئے - شادی کے بعد راجہ نل دمینتی کو لئے ہوئے اپنی راجدھانی میں آیا - جوانی کی اُمنگوں کے حوصلے نکلے شباب کی ترنگوں کا کوئی ارمان باقی نہ رہا - خیر و خیرات سے ساون بھادوں کی جھڑی گرد ہوگئی اور کچھ دنوں کے بعد اشو میدھ یگیہ کیا +

ادھیائے ۳۲

کلجگ کی فتنہ پردازی - قماربازی پشکر کی جیت - راجہ نل کی ہار

دمینتی کا سوئمبر ہو چکا راجہ نل کے ساتھ شادی بھی ہو چکی مگر کلجگ اس

وقت تک خواب خرگوش ہی میں رہا۔ ایک روز وہ دیوتاؤں کی خدمت میں حاضر ہُوا ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد پوچھا کہ سوئمبر کب ہے۔ مَیں بھی جانے والا ہوں۔ دیوتا بولے:-

تم ابتک کہاں سو رہے تھے سوئمبر کا کیا ذکر دمینتی اور راجہ نل نہ معلوم کب کے نئے سے پرانے بھی ہو گئے۔ اتنا سُننا تھا کہ کلجگ آگ ہو گیا۔ چہرے سے آگ کی سی لپٹیں نکلنے لگیں۔ غصہ ضبط نہ ہُوا۔ جوش غضب میں یوں زہر اگلنے لگا:

او دمینتی بس تجھ پر جان دوں تیرے فراق میں دم توڑوں تو دوسرے کی بغل میں جا بیٹھے مجھ کو خبر بھی نہ ہو۔ رہ مزہ چکھاتا ہوں۔ راجہ نل کو وہ سراپ دوں کہ اُس کی بھی مٹی خراب ہو۔ اور تجھ کو بھی سینکتے نہ بن پڑے:

دیوتا لوگ کلجگ کی آتش غضب شعلہ زن دیکھ کر بولے کہ کلجگ بھگوان غصہ تھوک ڈالئے۔ زیادہ حرارت اچھی نہیں ہوتی۔ راجہ نل بڑا دھرماتما راجہ ہے دمینتی اُسی کے لائق تھی۔ ایشور کی تجویز کی ہوئی جوڑی پر کسی کو حرف رکھنے کا منہ ہی کہاں جو کچھ شدنی تھا ہُوا اور جو ہُوا وہ بہت اچھا ہُوا۔ اگر آپ راجہ کو بد دعا دینگے۔ تو آپ ہی کی بات جائیگی اُس کا کچھ نہ بگڑیگا اس سے شعلہ غیظ و غضب پر پانی ڈال دینا ہی اچھا:

دیوتا لوگ تو یہ کہکر فو دو گیارہ ہو گئے مگر کلجگ کی رگ ٹیڑھی ہی رہی سیدھی نہ ہوئی۔ اس نے عہد کیا کہ تو بھی راجہ نل کا سب راج پاٹ چھنوا کر جنگلوں کی خاک پھنکواؤں اور وہ کارستانی کروں کہ نہ جورو خاوند کا منہ دیکھ سکے نہ خاوند جورو کا:

کلجگ بھگوان موقع کی تاک میں تھے۔ راجہ نل روباہ بازی گردش ایام سے غافل عیش و آرام میں مست تھا۔ بارہ برس بڑے لطف سے گزرے:

جام طرب ہر ایک گھڑی بادہ ریز تھا
نظارہ فرش گل پر عجب لطف خیز تھا

اب لکھی بدی سنئے دیکھئے نیرنگی فلک کیا شعبدہ بازی کرتی ہے راجہ نل دھرم کرم اور نت نیم کا بڑا پابند تھا آندھی آئے پانی برسے کچھ ہو مجال کیا کہ فرائض میں ناغہ یا دیر سویر ہو۔ اتفاق کی بات ایک روز راجہ پیشاب کرکے بے ہاتھ پاؤں

وضو سے سندھیا میں مشغول ہوگیا ذراسی ناپاکی کلجگ کو پھل گئی وہ تاک لگائے تھا ہی فوراً جسم عنصری میں داخل ہوگیا اور عقل و دماغ کی کایا پلٹ دی بعدہ ایک دوسری ہی شکل میں راجہ نل کے بھائی پشکر کو اُکسایا کہ راجہ نل کے ساتھ جوا کھیلے۔ شرط راج پاٹ کی ہو۔ اور بازی ہار جیت کی۔ پشکر کھلاڑی تھا اس تحریک کو مفید مطلب سمجھ کر راجہ نل کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کلجگ مہاراج پانسہ بنکر ساتھ ہوئے۔ جس وقت جوئے کی بات چلی۔ راجہ نل تاب نہ لا سکا چوسر بچھا دی اور بازی شروع ہوگئی۔ عزیز اقارب روکنا چاہتے تھے مگر راجہ نل کے رعب سے ہوا نہ پڑا۔ سب بیٹھے بیٹھے دیکھا کئے اور راجہ نل نے تاج و تخت ملک و مال دولت و حشمت گھوڑے ہاتھی اور رتھ وغیرہ سب ہار دئے پاس ایک جھنجھنی نہ رہی۔ جس وقت ارکین دولت و امرائے سلطنت نے قمار بازی کا حال سُنا سب رانی دمینتی سے فریادی ہوئے رانی اُسی وقت اُٹھ دوڑی راجہ سے کہا اُٹھئے چلئے وزرائے دولت و عمائد سلطنت مشتاق پابوس ہیں مگر وہاں کون سنتا تھا۔ راجہ نل کے کانوں تک جوں نہ رینگی۔ آخر سب کے سب قسمت کو ٹھونکتے واپس گئے اور وہی ہوا جس کا سب کو اندیشہ تھا یعنی راجہ نل کے پاس گوشت پوست کے سوا کچھ ہارنے سے نہ بچا۔ جب راجہ نل اپنے پیکر عنصری کو داؤں پر رکھنے لگا تو دمینتی بہت ہی گھبرائی۔ اس نے قسمت ٹھونک کر اپنے بیٹے اور بیٹی کو اپنے باپ کے گھر کُندن پور میں بھیج دیا۔ رتھبان ان کو پہنچا کر پھرا تو مالوے میں ناموافقت ایام کا خیال کرکے اجودھیا کے راجہ رتو برن کی ملازمت اختیار کرلی ٭

ادھیائے ۳۳

راجہ نل کی تارک الوطنی۔ رانی دمینتی کی ہمراہی۔ گردش قسمت کا شاخسانہ۔ ملبوس پر کلجگ کی دست بُرد

پانسہ راجہ نل کے ساتھ بدی کر چکا کوئی بازی ہاتھ نہ لگی جب دیکھا رنگ بدرنگ - پشکر نے بالکل ننگیا لیا دانتوں پر چھیلن بھی نہ باقی رکھا - اب راجہ نل کرے تو کیا کرے - آخر ہاتھ جھاڑ کر اُٹھ کھڑا ہُوا - رنج کی انتہا نہ تھی - راجہ پشکر مجسم کلجگ ہو رہا تھا اُس نے اس حالت میں بھی ایک چرکا لگایا - راجہ نل کو اُداس اور چلتے ہوئے دیکھ کر بولا کہ اب بھی جو کچھ ہو داؤں پر رکھ دو - ایک بازی اور سہی بھاگنے کی سند نہیں یہ تقریر راجہ نل کے کلیجے میں کانٹے کر گئی مگر وہ ضبط کر گیا اس نے سب زیور و لباس اُتار کر رکھ دیئے اور رانی دمینتی کو ساتھ لیکر وہاں سے روانہ ہُوا - راجہ نل کی اس وقت کی بیکسی عجیب دردناک تھی - رانی اور راجہ کے بدن پر صرف ایک ایک ستر پیسہ کوڑی پاس نہیں - کھانے پینے کا سیہتا ندارد مگر خیر اُس نے ؎

ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم -

کہکر جنگل کی طرف رُخ کر دیا - راجہ کو اُس وضع و لباس میں جاتے دیکھکر اہل شہر پیچھے ہو لئے - ہر کوچہ و بازار میں کہرام مچ رہا تھا - عام خلائق کی آنکھیں آنسوؤں کا دریا بہا رہی تھیں نالہ جگر خراش پتھر کے دلوں کو پگھلا رہے تھے راجہ پشکر رعایا و برایا کا جوش رفاقت دیکھ کر اور بھی انگاروں پر لوٹا اُس نے ڈھنڈورا پٹوایا کہ خبردار خبردار کوئی شخص راجہ نل کی رفاقت نہ کرے اگر حکم کی خلاف ورزی ہوگی تو سر ہوگا اور تلوار +

رعایا سے مالوہ راجہ پشکر کے خوف سے گھروں کو واپس آئی اور راجہ نل دمینتی کو لئے ہوئے جنگل کی طرف راہی ہُوا - تین دن تک جنگل کی خاک چھانی پیٹ پیٹھ سے لگ گیا - آنتیں خشک ہو گئیں مگر کھانے پینے کا کیا ذکر منہ پر پانی کا چھینٹا بھی نہ پڑا - تین دن کی بھوک پیاس جان پر کیا قیامت توڑتی ہوگی اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں - آہ تین روز پہلے جس کے منہ کا اکال اہالے زمانہ کے لئے تمام نعمتوں سے زیادہ قیمتی سمجھا جاتا تھا - آج وہ جنگل کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے اور کہیں ایک دانہ نصیب نہیں ہوتا - ہائے پرسوں اترسوں تک جس مہا رانی دمینتی کے پان کی پیک یاقوت [illegible] ... تھے آج ... اُس

کے گلے میں ایسے کانٹے ڈال دیتے ہیں کہ وہ تھوک بھی نہیں سکتی *

بھوک پیاس کی مصیبتیں جھیلتے جھیلتے تین دن کے چوبیس چوبیس گھنٹے نہ معلوم کیونکر کٹے تیسرے روز راجہ نل سے اپنی بھوک پیاس ضبط نہ ہوئی نہ رانی کو بے آب و دانہ دیکھا گیا۔ اُس نے اپنا چادرہ اُتارا اور شکاری پرندوں پر ڈال دیا کہ نہ اُڑ سکیں اور آج پیٹ کی دوزخ بھرنے کے کام آئیں مگر قسمت سیدھی نہ تھی خود دام مصیبت کا شکار ہو گیا۔ پرند فوراً اُڑ گئے اور کپڑا بھی اُنہیں کے ساتھ اوج ہوا پر پرواز کر گیا۔ راجہ نل حیران کہ اے گردش قسمت یہ رنگ ہی کیا ہے وہ آنسو بھری آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھنے لگا کہ پرند اوپر سے :-

او بیوقوف عقل کے اندھے۔ ہم پرند نہیں وہی پانسے ہیں۔ جنہوں نے تیری یہ گت بنائی ہے تو اس کپڑے کے لئے روتا ہے ہم گوشت پوست کے سوا بدن پر لنگوٹی بھی نہ رہنے دینگے۔ جا ننگے بن کی ہوا کھا۔ راجہ نل نے رانی کے آگے سرد سے مار کر کہا۔ ایک کپڑا تھا وہ بھی قسمت سے اُتر گیا اب کیا کریں۔ رانی نے راجہ نل کے ساتھ آنسو ڈال کر تسلی دی اور وہ تو وہاں سے چلکر وندھیاچل کے قریب پہنچے یہاں دو راہہ تھا ایک کُندن پور کی طرف دوسرا کوشل دیش کی جانب راجہ نل نے دمینتی سے کہا :-

تمہارا میکا یہاں سے نزدیک ہے بہتر ہے کہ تم باپ کے گھر چلی جاؤ میرے ساتھ تمہیں تکلیف رہیگی وہاں آرام تو ملیگا *

رانی دمینتی۔ آفرین اس سمجھ پر۔ میں اور آپ کو بھوکا پیاسا بن میں ڈال دوں آپ عاقبت بنانے کی اچھی ترکیب بتاتے ہیں۔ میں جا کر راج سکھ اُٹھاؤں اور آپ جنگلوں کی ٹھوکریں کھاتے پھریں واہ *

راجہ نل۔ بیشک دوست اور عورت کی آزمائش مصیبت ہی کے موقع پر ہوتی ہے مگر تم اس سے مستثنےٰ ہو۔ تمہارے جوشِ رفاقت اور صدقِ ارادت کا مجھے پوری طرح یقین ہے۔ ہر کز شک آرد کافر گردد۔ مگر نہیں میں صرف اس غرض سے کہتا ہوں کہ ناحق تکلیف اُٹھانے سے فائدہ۔ تمہارا گھر ہی میں رہنا ٹھیک *

رانی دمینتی - یہ تو سب واہیات ہے ہاں سو بات کی ایک یہ ہے کہ اگر آپ بھی کُندن پور چلیں تو مَیں خوشی سے جانے کو تیار ہوں یہ ضرور میرا کہ آپ کے ساتھ میرے پتا کا برتاؤ بہت ہی اچھا رہیگا قدموں کے نیچے پلکیں بچھائینگے آنکھوں سے لگیں نہ سہلائیں تب کی سند ہ

ادھیاے ۴۴

راجہ نل کی رانی دمینتی سے علیحدگی - رانی کی پریشانی و سرگردانی - آخر چندیری میں گزر اور حالتِ بیکسی میں قیام

جس وقت رانی دمینتی نے راجہ نل کو اپنے میکے میں چلنے کے لئے تحریک کی راجہ نل آنکھوں میں آنسو میں آنسو بھر کر بولا :-

پیاری مَیں تمہارے پتا کے گھر کو بھی اپنا ہی گھر سمجھتا ہوں ضرور چلتا مگر اس بے سروسامانی و خانہ ویرانی کی حالت میں کیا منہ لیکر جاؤں یوں کے رابت دکھائی جائیگی - اس سے جنگل ہی کی خاک چھاننا بہتر ہ

دھنمس وقت کی بات یہیں کی یہیں رہ گئی اور دوسری باتوں نے رانی اور راجہ کی خلاق کو ادھر ہی طرف متوجہ کر لیا - ایک روز راجہ نل کو پھر رانی دمینتی کی تکلیفوں ن ہوا اس کا دل بھر آیا سوچنے لگا کہ دیسی پتی برتا رانی کی تمکنی سی جان پر مجھ بدنصیب کے سبب سے یہ مصیبت - کہاں پھولوں کی سیج اور کہاں صحرائے پرخار - ہائے سورج - چاند - جن تلووں کو دھو دھو کر پیتے تھے آج اُن کے آبلے برہنہ پائی کی تکلیفوں سے پھوٹ پھوٹ کر رو رہے ہیں - اس سے نازک اندام رانی کی پریشانیاں دیکھی نہ جاتی تھیں وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح رانی چھاتی پر پتھر رکھ کر اپنے باپ کے گھر چلی جائے تو اکیلی جان سے ہوئے مصیبتوں کے دن کاٹوں - دیسی خیال اور ویسی خلفشار ... ہو ... ویک

دھرم سالے میں رسائی ہوئی راجہ نے وہاں بستر لگایا۔ رانی تھکاوٹ سے بالکل پست
ہو رہی تھی۔ بچھونے پر سر رکھ کر لیٹی آنکھ لگ گئی۔ راجہ نے سوچا کہ اس سے بڑھ
کر علیحدگی کا موقع نہیں۔ رات کا وقت۔ رانی مائل خواب۔ بس چپکے سے کھسک
جاؤ۔ جب رانی جاگیگی تب آپ ہی اپنے باپ کے گھر کا راستہ لیگی۔ اس نے
آدھ دیوانہ وار رانی کی آدھی چادر پھاڑی اور اس کو اوڑھے ہوئے چلتا پھرتا
نظر آیا۔ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ جوش محبت نے قدم پکڑ لئے۔ انہیں پیروں
لوٹا اور آکر رانی کے سرہانے بیٹھ گیا اور منہ دیکھ دیکھ کر زار و زار رونے لگا تھوڑی
دیر آنسو بہا کر پھر اٹھا چلا اور پھر واپس آیا۔ راجہ نل نے پانچ مرتبہ یوں ہی پاؤں
کا سینچ پٹا یا اس سے رانی کی جدائی گوارا نہ ہوتی تھی۔ آنکھیں اس تصویر نور کو
آنکھوں سے اوجھل ہوتے دیکھ کر خون کے آنسو بہاتی تھیں مگر کلجگ نے
راجہ نل کی عقل پر ایسا پردہ ڈال دیا تھا کہ آخر کار وہ ایک مرتبہ چل ہی کھڑا
ہوا اور آندھی کی طرح جنگل میں جاکر ایک درخت کے نیچے لیٹ رہا۔ نیند غالب
تھی۔ زمین پر پیٹھ لگتے ہی آنکھیں جھک گئیں ۰

اب گھڑیالی نے صبح کا گجر بجایا۔ مرغ سحر نے بانگ دی۔ آفتاب نے
گوشۂ مشرق میں جمال جہاں افروز دکھایا۔ رات بھر غالب رہنے والی روشنی
سے پھر کرۂ خاکی منور ہونے لگا۔ نسیم سحر کے جھونکوں سے دمینتی کی آنکھ کھلی
انگڑائی لیتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔ آنکھیں مل کر دیکھا تو راجہ نل فرار۔ چادر آدھی
غائب۔ رانی کی جیسے جان نکل گئی۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا ابل
پڑا۔ کلیجے کی تڑپ پسلیاں توڑنے لگی۔ وہ فوراً ہی اٹھ کھڑی ہوئی اور ادھر
ادھر ڈھونڈھتی اس طرف سے اس طرف دیکھتی بھاگتی جنگل کی طرف چل
پڑی۔ رانی کی دردناک چیخ سے جنگلی جانوروں کی چھاتی پھٹتی گریہ و زاری
سے درختوں کا کلیجہ ہلا جاتا تھا۔ اس کے ہونٹ خشک ہو
رہے تھے۔ چہرہ بالکل مرجھا گیا تھا۔ اس کی یہ جگر خراش آواز
پتھر سے پتھر دلوں کو بھی تڑپا رہی تھی کہ ہے پران ناتھ۔ کہاں ہو
مجھے اکیلا چھوڑ کر [illegible] آخر کار

کوئی خطا۔ کوئی قصور۔ افسوس اس وقت ہاتھ میں انگوٹھی بھی نہیں۔ جس کا ہیرا ہی رفاقت کرے۔ ہائے جان کیونکر نکالوں دم کیسے توڑوں +

رانی کی پریشان حالی ایک ایک لمحے پر سیر کی سوائی ہوتی جاتی تھی۔ اس کا دل تڑپ تڑپ کر پہلو سے نکلا بھاگتا تھا۔ نہ کچھ کھانا نہ پینا نہ آنکھوں میں نیند نہ پاؤں میں قرار۔ اس نے تین دن تک برابر جنگلوں کی خاک اُڑائی۔ گوشہ گوشہ چھان ڈالا مگر راجہ نل نہ آج ملتا ہے نہ کل۔ رانی کو پاؤں توڑتے ہوئے ۷۰ پہر گھنٹے گزر گئے پھر بھی اس کا قدم آگے ہی پڑتا جاتا تھا۔ وہ جاتے جاتے آخر کار ایک جنگل میں پہنچی۔ جہاں بششٹ اور بھرگو کے سے رشی مُنی معبود حقیقی کی یاد میں محو دنیا کو اپنے تپوبل سے تھامے ہوئے تھے۔ رانی ان کی خدمت میں پہنچی اور ڈنڈوت کر کے کھڑی ہو کر آنسو پینے لگی۔ رشیوں نے اس پیکر نور کو دیکھا تو آنکھوں میں چکا چوندھ ہونے لگی۔ حسن مصفا پر لاکھ نظر جماتے تھے نہ جمتی تھی۔ اُنہوں نے دریافت کیا:۔

"زہرہ برج خوبی و زیبائی مشتری سپہر رعنائی"

تم بن دیوی ہو یا پہاڑ کی ماتا۔ کیا کرپا ہوئی جو درشن دئے ؟

دمینتی۔ میں دیوی نہیں۔ دنیاوی عورتوں کی پاؤں کی خاک۔ راجہ بھیم سین کی بدنصیب بیٹی۔ راجہ نل کی بدقسمت رانی ہوں۔ پران پتی جوے میں سب راج پاٹ ہار گئے۔ مجھ کو ساتھ لیکر بن کی ہوا کھاتے کھاتے مجھے اکیلا چھوڑ کر نہ معلوم کہاں چل دئے۔ اُنہیں کو ڈھونڈھتی ہوئی یہاں آنکلی ہوں تین روز سارے ہو گئے۔ کہیں پتہ نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ میرے دن پورے ہو گئے آخری گھڑی جلد آنے والی ہے۔ دو چار روز اور دیکھتی ہوں۔ اس کے بعد بھی پران ناتھ کا دیدار نہ نصیب ہوا تو جان دیکر رنج و غم سے پیچھا چھڑاؤنگی +

رشی رانی کے جان خراش حال سے متاثر و متاسف ہوئے اُنہوں نے بڑی تعظیم و تکریم سے بٹھایا اور یوں تشفی دی کہ

رانی دمینتی دل کو ڈھارس دے کچھ دنوں صبر کر تیرے عروج اقبال کے دن آہستہ آہستہ چلے آتے ہیں یہ دن کٹ جانے دے پھر تو ہو گی۔ راجہ نل

ہوگا اور سب وہی اگلا سا ٹھاٹھ باٹ - وہی راج پاٹ - اس وقت تک جو کچھ ہُوا اور ہو رہا ہے یہ سب کلجگ کی کارستانی ہے مگر اس سے گھبرانا فضول ہماری ریاضت سے کھلی ہوئی آنکھیں اُس زمانے کو قریب دیکھ رہی ہیں جب تجھے آنند ہی آنند ہوگا - دمینتی دل کی محویت سے یہ باتیں سُن رہی تھی کہ دفعتہً چونک پڑی دیکھتی ہے تو نہ وہاں کوئی رشی ہے نہ تپسوی نہ ندی نہ پھولے پھلے درخت - حیران کہ معاملا کیا ہے - یہ عالم بیداری ہے یا خواب آنکھیں پھاڑ کر اِدھر اُدھر دیکھا کہیں کچھ نظر نہ آیا آخر گرداب حیرت میں ڈوبی ہوئی وہاں سے چلی اور راجہ نل کی تلاش میں پاؤں بھٹکانا شروع کئے وہ سارا دن اور پہاڑ سی رات کیونکر کٹی دمینتی ہی کا دل جانتا ہوگا دوسرے کو کیا خبر - نہ یار ہے نہ مددگار ہے - بیکس بیٹی دو روز جنگل میں ناپتی پھرتی اور ناکامیوں پر آٹھ آٹھ آنسو روتی تھی - دوسرے روز چلتے چلتے ایک قافلے میں گزر ہُوا - اہل قافلہ پڑاؤ ڈالے ہوئے اپنے دھندوں میں مشغول تھے - یہ آدمیوں کی صورت دیکھ کر وہاں پہنچی اور ایک ایک سے پوچھتی پھری کہ کہیں راجہ نل کو فقیرانہ لباس میں تو نہیں دیکھا - اس کو جو اُمیدیں وہاں لے گئی تھیں وہ جواب نفی سے مبدل بہ مایوسی ہوئیں اور اس کی تشنۂ دیدار آنکھوں کو تکلیف وہی سراب سے اور رونا آیا - اس کارواں کا قافلہ سالار بہت نیک دل تھا - اس نے اس کی بے چینیوں کا مشاہدہ کیا تو اپنے پاس بلایا - صورت و سیرت پر عش عش کرکے گردش ایام پر آنسو بہائے - سرگزشت سُنی اور بڑی ہمدردی کے ساتھ کہا:-

اے سرمایۂ حسن و جمال و اے نازنین مہر تمثال - تیری افسردہ حالی دیکھی نہیں جاتی - دل کی پریشانیاں روئیں روئیں سے ظاہر ہو کر دیکھنے والے کا کلیجہ ملتی ہیں - میں اپنے کو خوش نصیب سمجھتا اگر راجہ نل کا پتہ بتا سکتا مگر افسوس یہ شرف مجھے حاصل نہ ہو سکا - میں نے یہاں شیروں ہاتھیوں اور جنگلی جانوروں کے سوا کسی آدمی کی صورت ہی نہیں دیکھی +

دمینتی - خیر میری قسمت مگر یہ تو بتا سکتے ہیں کہ آپ کا عزم اب

کدھر کا ہے؟

قافلہ سالار چندیری کی تیاریاں ہیں اگر تمہارا بھی قصد ہو تو بے تکلف چلی چلو
میں بڑی حفاظت کے ساتھ بہت اچھی طرح جہاں جانا ہوگا پہنچا دونگا ۔

ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا ہی بہت ہوتا ہے۔ قافلہ سردار کی ہمدردی
نے دمینتی کے بے قرار دل کو کسی قدر سنبھالا اُس کو آس ہوئی کہ جنگلوں میں ماری
ماری پھرنے سے تو جان بچیگی اچھا ہے کہ چندیری ہی میں زندگی کے کچھ دن
بسر ہوں اسی خیال سے اس کو قافلہ سالار کے ہمراہ کر دیا اور وہ اس کی دستگیری
سے چندیری کی طرف چلی۔ چلتے چلتے کئی روز ہو گئے ہر روز ایک نئی منزل سے
سامنا تھا۔ ایک روز ایک تالاب کے کنارے قافلہ اُترا جب رات کو سورہائی
ہوگئی تو ایک عجیب آفت نازل اور قیامت برپا ہوئی۔ جنگلی ہاتھی قافلے کے
ہاتھیوں پر ٹوٹ پڑے اور لگی مار پیٹ ہونے تمام قافلے میں ہلچل مچ گئی
صدہا آدمی جھپیٹ میں آکر نشانۂ اجل ہوئے۔ صدہا جان لیکر جہاں سینگ
سمایا بھاگ گئے۔ جو باقی رہے اُن میں سے بھی کوئی درخت پر کوئی اور کہیں
خلاصہ یہ کہ ساری رات ہنگامۂ قیامت برپا رہا۔ سب کو جان کے لالے پڑے
تھے۔ بڑی مشکلوں سے صبح ہوئی اہل قافلہ ایک ایک دو دو کر کے پڑاؤ پر آئے
سب حیران کہ قیامت کہاں سے ٹوٹ پڑی تھی۔ کون بلا آگئی جس نے اتنا خون خرابہ
کر ڈالا۔ اسی ذکر مذکور میں کسی کی زبان سے نکلا کہ بھائی ہو نہ ہو یہ آفت اُسی نازک
اندام سیم فام عورت کی بدولت نازل ہوئی جو ہمارے قافلہ میں نووارد ہے۔
دمینتی کے کانوں میں یہ بھنک پڑی تو جان اُڑ گئی وہ گھبرائی کہ اب خیریت نہیں
طویلے کی بلا بندر کے سر والی مثل ضرور صادق آئیگی وہ اس اندیشے سے دل ہی دل
میں کانپ اُٹھی اور سر پر پاؤں رکھ کر بھاگی تو پھر کر بھی قافلے کی طرف نہ دیکھا تھوڑی
دیر میں آفتاب اونچا ہوا۔ قافلہ سالار نے لوگوں کی صورت دیکھی تو زرد ہر ایک کے
دل میں یہی ڈر سمایا تھا کہ کہیں رات والی کالی بلا پھر تو نہیں آئی قافلہ سالار نے
فوراً حکم دے دیا کہ اب یہاں ٹھہرنے کا کام نہیں سب اختر بختر سمیٹ کر چلیں
لاشیں [illegible] جلتی ہوئی دھوپ [illegible] چھوڑی گئیں [illegible] رکھتا

ہوا کوچ کر گیا۔ دمینتی نے دیکھا کہ قافلہ چل پڑا۔ وہ تنہائی سے گھبرا رہی تھی سوچی
کہ جہاں تک بنے ساتھ نہ چھوڑوں۔ ایک سے دو بھلے۔ جماعت کی کرامات ہوتی
ہے۔ یہ سوچکر وہ قافلہ کے چند دھرم وان برہمنوں کے پیچھے پیچھے ہولی اور نقش
قدم پر قدم رکھتی ہوئی چلی۔ چند روز کے بعد چندیری میں پہنچکر راج محل کے
نیچے نیچے گزرا۔ اتفاقاً راجہ چندیری کی ماں غرفے سے جھانک رہی تھی اس
نے دمینتی کی صورت دیکھی تو دل پر کسی قدرتی جذب محبت کا اثر ہوا۔ یقینی مردم
شناس سمجھ گئی کہ یہ کوئی معمولی عورت نہیں ہو نہ ہو کسی راج محل کی فلک زدہ
تصویر نور ہے اس نے فوراً اپنی لونڈی دھاری کو حکم دیا کہ جائے اور ساتھ
لے آئے۔ حکم کی تعمیل ہوئی اور دمینتی کی قسمت نے اسے راجہ چندیری کی
ماں کے پاس پہنچا دیا۔ جن رانیوں سے چندیری کا رنواس جگمگا رہا تھا دمینتی
کی صورت دیکھ کر شرمائی لجائی اور دل میں کٹی جاتی تھیں۔ ہر ایک کی نظر حیرت
کے ساتھ چہرے پر پڑتی اور ہٹنے کا نام نہ لیتی تھی۔ راجہ چندیری کی ماں نے
بڑی محبت سے پوچھا:۔

اے ستم رسیدہ گردش ایام۔ تو کون ہے۔ تیری یہ صورت کس نے بنائی
اس شکستہ حالی اور مصیبت زندگی میں بھی یہ حسن و جمال کہ آنکھیں نہیں ٹھہرتیں
آفتاب گھنا تا ہے تو تانبے کی رکابی معلوم ہوتا ہے تیری خوبصورتی اس حال
میں بھی دلوں پر موہنی ڈالتی ہے۔ سچ بتا کہ تو اندر رانی ہے یا اندر کی پری یا کوئی
دمینتی نے رو رو کر سب داستان غم سنائی۔ راجہ چندیری کی ماں نرم دل
تھی۔ سننے کی تاب نہ لائی۔ اس کے بھی آنسو نکل پڑے اٹھ کر کلیجے سے
لگا لیا اور کہا:۔

رانی دمینتی تم یہیں رہو دیکھو ایشور کیا کرتا ہے ادھر ادھر پھرنے
سے کچھ حاصل نہیں۔ میں تمہیں بیٹی کی طرح رکھونگی اس طرح تمہاری خاطر داشت
کرونگی کہ رنج پاس پھٹکنے نہ پائے۔ ذرا صبر سے کام رکھنا۔ میں راجہ کو
بھی تھوڑے دنوں میں ملائے دیتی ہوں اطمینان رکھو۔ اسی وقت آدمی
دوڑاتی ہوں کہ پتہ لگا لائیں *

دمینتی نے اس مہربانی کا شکریہ ادا کیا اور بڑی عاجزی سے کہا۔ مہاتما اس وقت جان میں جان آئی میں بڑی خوشی سے قدموں میں جو نگی۔ میں نے آپ کا دامن پکڑا ہے آپ کو بھی بانہہ لگے کی لاج رہے +

ادھیائے ۳۵

راجہ نل کی پریشانی۔ آگ سے کوٹک کی حفاظت۔ تبدیلی شکل۔ سانپ کی نظر عنایت

دمینتی سے جدا ہونے پر راجہ نل کی حالت بہت ہی غیر ہوئی۔ وہ درخت کے نیچے بیٹھ کر پہروں رویا جب آنکھیں سوج گئیں جنگلوں جنگلوں بھوکا پیاسا ٹکریں مارتا پھرا پاؤں پھوڑا ہو گئے تلووں کو کانٹوں نے چھلنی کر دیا چند روز کی آوارہ گردی نے ایک ایسے جنگل میں پہنچایا جہاں ہر طرف آگ ہی آگ نظر آتی تھی شعلے آسمان کا منہ جھلسے دیتے تھے جس وقت اس نے جنگل میں قدم رکھا ایک آواز سنکر اس کے کان کھڑے ہوئے۔ آواز کیا تھی؟ صرف یہ

راجہ نل۔ رحم کر۔ آگ سے بچالے

راجہ نل کو اگنی دیوتا بردان دے چکے تھے کہ کبھی بدن پر آنچ نہ آئے۔ جو آواز پر چلا اور جلتی ہوئی آگ میں گھس پڑا۔ بردان کے اثر سے آگ آتش گل کی طرح سرد ہوگئی۔ حرارت کا نام نہ رہا۔ جہاں یہ گیا اس مقام پر ایک سانپ کنڈلی مارے ہوئے بیٹھا ہوا نظر آیا جس نے صورت دیکھتے ہی کہا کہ میں کوٹک ہوں نارد جی نے سراپ دیکر سانپ بنا رکھا ہے۔ میں اپنا قد چھوٹا کرتا ہوں تم مجھے اس آگ سے نکال لو تمہارا سلوک خالی نہ جائیگا۔ میں اس کا بہت عمدہ عوض دونگا راجہ نل کو رحم آیا اور جب جلتی ہوئی آگ سے باہر نکالا تو سانپ بولا مہربانی کرکے قدم گنتے ہوئے چلو۔ راجہ نل نے قدم گننا شروع کئے اور جونہی

دس کا عدد زبان پر آیا سانپ نے دانت مار دیا راجہ نل دیکھتا ہے تو صورت کچھ
اور کی اور - نہ وہ جلو خال نہ وہ حسن و جمال - سامنے دیکھتا ہے تو سانپ غائب اور
اُس کی جگہ ایک اسی کا ہمشکل آدمی موجود ہے عقل حیران ہوگئی کچھ معاملہ سمجھ میں نہ آیا +
دل میں افسوس کہ واہ نیکی کا بدلہ بدی - رحم نے خوب صلہ دیا کہ صورت بھی
کچھ کی کچھ کردی - سانپ اب سانپ نہ رہا تھا راجہ نل کی شکل و صورت کا خوشتر
جوان بن گیا تھا - اس نے راجہ نل کو عالم حیرت میں آلودہ فکر دیکھکر ڈھارس دی کہ
گھبرانے اور اندیشہ کرنے کی کوئی بات نہیں - میں نے تمہاری بہتری کے لئے
یہ کھیل کھیلا ہے - تمہیں ابتک کلجگ کمبخت نے بڑے بڑے دکھ دیے ہیں
خوب تگنی کا ناچ نچایا ہے - آج سے اس کی مجال نہیں کہ شرارت کرسکے -
ذمہ وار ہوں - رہا میرا زہر اس سے بھی تم کو آزار نہ پہنچیگا اطمینان رکھو میں تم
کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ ہر معرکۂ جنگ میں تمہاری ہی فتح کا ڈنکا بجیگا غنیم
ہمیشہ منہ کی کھائینگے - اب میری رائے ہے کہ تم اجودھیا میں چلے جاؤ وہاں
کا اکشواک بنسی راجہ رتوبرن بڑا ہی علم دوست اور علوم زمانہ میں کامل الوقت ہے
اُس سے ملو اور اپنا نام باہک سوت بتاکر کہو کہ مجھے فن شہسواری میں یکتائے
آفاق کردیجئے - وہ تمہیں شہسواری سکھائیگا - اور پھر اس فن کا کمال تمہیں
ایسا فائدہ دیگا - اس کی تشریح فضول - بس حد ہے کہ اسی کے فیض سے
رانی تمہارے آغوش میں آجائیگی - گیا ہوا راج از سرنو ہاتھ آئیگا تم تبدیلی شکل
سے بھی بے فکر رہو جب تمہیں صورت اصلی کی ضرورت ہو مجھے بلا لینا یہ کپڑا
اسے اوڑھ کر دھیان کرتے ہی میں تمہارے پاس ہی ہونگا - اتنا کہکر کو تاک نے
اپنی کینچل کا ایک ٹکڑا دیا اور بتایا کہ میری طلبی کے لئے یہ بھی ایک عجیب و غریب
چیز ہے ادھر اس پر آگ کی آنچ پہنچی اُدھر میں سامنے موجود ہوگیا گویا دم میں تھا
راجہ نل نے اُس کی ہدایتیں لوح دل پر نقش کرلیں اور سانپ دیکھتے دیکھتے نہ
جانے کہاں الوپ ہوگیا +

ادھیائے ۳۶

راجہ نل کی راجہ رتوبرن والیٔ اجودھیا کے یہاں ملازمت بھیم سین والد دمینتی کا دختر و داماد کی آوارہ گردی میں رنج والم - تلاش - برہمنوں کی روانگی - شیو دیو برہمن کی چندیری میں رسائی - دمینتی سے ملاقات

راجہ نل بدلی ہوئی صورت میں اجودھیا نریش کی خدمت میں پہنچا عرض کی کہ "اَنّ داتا - پرتھی ناتھ" فن شہسواری میں طاق ہوں گھوڑے ہانکنے میں خاص مہارت ہے کھانا بھی نہایت ہی نفیس پکاتا ہوں اور اور تفریحی کھیلوں میں بھی کافی دستگاہ حاصل ہے - آب و دانہ کی کشش اجودھیا میں لائی - کہ آوازۂ قدردانی اور رہبری قسمت نے در دولت پر پہنچایا کوئی منصب ہو کہ دلجمعی کے ساتھ دعاگوئی میں مصروف اور رضاجوئی میں مشغول رہوں - راجہ نے سائل کو بہت صاحب تمیز اور سلیقہ شعار پایا - دریائے عاطفت موجزن تھا اصطبل شاہی کی افسری دے کر دو ہزار روپیہ مشاہرہ مقرر کر دیا اور جیون بارسین سارتھی بھی تعلیم و تربیت کے لئے حوالے کئے - راجہ نل دن کو فرائض منصبی کی انجام دہی سے جدائی کی گھڑیاں کاٹتا رات ہوتی تو دمینتی کی یاد میں منہ لپیٹے ہوئے وہ اشعار پڑھتا جو دمینتی کی حالت زار کا نقشہ پیش نظر کرتے تھے ایک روز یہ اپنی دھن میں وہی روز کا آموختہ پڑھ رہا تھا کہ جیون سوت نے پوچھا کہ :-

آپ کس کے صدمۂ فراق میں دل پر چوٹ پہنچانے والے شعر پڑھا کرتے ہیں ؟

راجہ نل - کیا بتاؤں - ایک عقل کا دشمن اپنی چہیتی بیوی کو خواب ناز میں مست چھوڑ کر چلتا ہوا اُس وقت تو بے وفائی کی اب بیوی اُس کے تصور میں

بےچین ہو ہوکر قسمت کو روتے ہیں - ہر وقت یہ خیال دل تڑپاتا ہے کہ وہ سرمایۂ حسن و خوبی اور تصور آئینۂ محبوبی نہ جانے کس حال میں ہے کس جنگل کی ٹھوکریں اُس کے نازک نازک پاؤں کو دکھاتی ہونگی - اُس نے کچھ کھایا پیا بھی یا یونہیں منہ باندھے بیٹھی ہے میں ان اشعار میں اُسی کا رونا روتا ہوں وہ بھی ساجہ نل سنیئے جیون سوت کو یوں باتوں میں ٹرکا کر لمبی تانی اور خراٹے لینے لگا

اب ذرا راجہ نل کے خسر بھیم سین کا حال سُنئے - اُس نے جب پانسے کی بدی جوے کی ہار - تارک الوطنی دمینتی کی ہمراہی کا حال سُنا نہایت غمگین ہُوا اُس کے آنسو پلکوں پر ہی رکھے رہتے تھے سوز آہ سے کلیجہ پھکا جاتا تھا صاحب تاج و تخت تھا کس بات کی مقدرت تھی داماد اور بیٹی کی تلاش میں ساری دنیا چھان ڈالنے کا بیڑا اُٹھالیا اور ہزار ہا برہمن ادھر اُدھر روانہ کردئے +

برہمن راہ تلاش میں نکلے تو زمین کا گز بن گئے - جہاں کچھ سُن گُن پائی پہنچے اور پھر آگے بڑھے - انہیں میں سے شیو دیو برہمن جاتے جاتے چندیری راج میں پہنچا ان دنوں یہاں بڑی دھوم دھام سے یگیہ ہو رہا تھا برہمنوں کو راج محل میں جانے کی کچھ روک ٹوک نہ تھی - شیو دیو برہمن نے سوچا کہ چلو یگیہ دیکھ آئیں - سیر کی سیر اور تفریح کی تفریح اور کیا عجب کہ کسی سے راجہ نل اور دمینتی کا کچھ ٹھور ٹھکانا معلوم ہو +

وہ بے دھڑک راج محل میں جا پہنچا دیکھا کہ عورتوں کا ایک میلا لگا ہُوا ہے - اس نے تھوڑی دیر ادھر اُدھر نظر دوڑائی - آخر ایک طرف نگاہ پہنچی تو رانی دمینتی کی پیاری پیاری صورت نے ہاتھ بھر کا کلیجہ کردیا گو راجہ نل کی جدائی اور مصائب صحرا نوردی نے چہرہ بالکل مرجھا دیا تھا - شکل پہچان نہ پڑتی تھی - پھر بھی شیو دیو اپنی گودیوں کی کھلائی راج کماری کو دور ہی سے پہچان گیا اس وقت اُس کے جوش مسرت کی حد نہ تھی وہ مارے خوشی کے اُچھل پڑا اور بے تکلف دمینتی سے مخاطب ہُوا:-

کہ بھیم سین کی راج دُلاری - راجہ نل کی پران پیاری اسم نے

اپنے بھائی کے دوست شیو دیو کو پہچانا۔ کُندن پور کی کلپ لتا مہارانی دمینتی تمہاری ہی تلاش مجھے یہاں کھینچ لائی۔ تمہارے باپ ماں کا تمہارے رنج میں بُرا حال ہے۔ سب بھائی بند دریائے الم میں غرق ہیں۔ ساری رعایا پریشان ہے۔ کہو۔ پیاری تم اچھی ہو +

شیو دیو کی صورت رانی دمینتی کے لئے نئی نہ تھی اُس کے کان آواز سے بخوبی آشنا تھے وہ فوراً پہچان گئی کہ یہ شیو دیو ہی ہے وہ رو پڑی اور اُس کے گرم گرم آنسوؤں نے عارض گل رنگ پر ڈھلک ڈھلک کر اوڑھنی تر کر دی۔ چندیری کی راجکماری سونندا یہ رنگ دیکھ کر اپنی دادی کے پاس دوڑی گئی سب ماجرا سنایا۔ راجہ چندیری کی ماں اُسی وقت وہاں پہنچی اور برہمن کی زبان سے دمینتی کے گزشتہ حالات سُنے +

ادھیائے ۲۷

رانی دمینتی کی باپ کے گھر میں روانگی۔ راجہ نل کی تلاش کا انتظام۔ دمینتی کی راجہ نل کی یاد میں بیقراری

شیو دیو برہمن کی زبان سے سارے حالات سنکر راج ماتا یعنی راجہ چندیری کی ماں نے دوڑ کر دمینتی کو گلے سے لگا لیا اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے وہ بولی بیٹی میں تیری موسی ہوں تیری ماں میری بہن ہے جب تو گود میں تھی تب مجھے دیکھنے کا اتفاق ہُوا تھا۔ ایشور کی گت دیکھو کہ کس طرح پھر دیدار دکھایا۔ پیاری دمینتی یہ تمہارا گھر ہے۔ کسی بات کی فکر نہ کرو۔ چین سے رہو +

دمینتی۔ آپ نے مجھ پر وہ مہربانیاں کیں کہ مہر مادری کو بھلا کر یہ قول صادق کر دکھایا ماں سے مرے موسی جئے جو مہر میں سوائی ہو

مجھے یہاں ہر طرح کا آرام ہر طرح کی آسائش ہے قدم چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ مگر ماتا ایک مدت سے ماں باپ کو نہیں دیکھا۔ پران ناتھ کی جدائی جان لئے لیتی ہے گزشتہ مصیبتوں نے آدھی جان کر دی ہے۔ اس سے اگر آپ کی مرضی ہو تو گھر چلی جاؤں۔ ادھر میرا دل اُن کے دیکھنے کو بہت چاہتا ہے ادھر وہ میرے لئے پریشان ہیں۔ سُشیو دیو کی زبانی آپ سب سُن چکیں۔ پنڈت جی کا یہاں آنا ہی اُن کی بیتابیوں کا ایک ثبوت ہے۔ اس سے مضائقہ نہ ہو تو اجازت دیجئے +

راج ماتا۔ پیاری تم میری آنکھوں کی پتلیوں کا کھلونا ہو کیسے جدائی گوارا کروں۔ مگر بہن اور بہنوئی بے قرار ہوں گے۔ اس سے کچھ کہہ نہیں سکتی۔ اچھا مگر دیکھو کہا سُنا معاف کرنا +

دمینتی۔ آپ کے یہاں مجھے وہ سکھ رہا ہے جو کبھی نہ بھولیگا جس وقت مجھے دنیا میں کوئی نہ سجھائی دیتا تھا اُس وقت آپ نے مجھے جلا لیا نہیں تو اب تک نہ جانے مٹی کہاں ہوتی اور ہڈیوں کا بھی پتہ ہوتا یا نہ +

راج ماتا نے دمینتی کو سینے سے چمٹا لیا۔ دیر تک بلک بلک کر روئی اور بڑے ٹھاٹھ باٹ سے رخصت کیا۔ دمینتی گنگا جمنی فنس پر سوار تھی لونڈیاں باندیاں چاروں طرف دوڑی چلی جاتی تھیں۔ سواروں کے پرے اور پیادوں کے دستے اردلی میں تھے۔ دمینتی عین انتظار میں باپ کے گھر پہنچی۔ ماں باپ نے دیکھا تو کلیجہ پھڑک اُٹھا۔ مصیبتوں پر آنسو بہائے۔ خلاص کا افسوس کیا دھارس دی۔ صبر و استقلال کی ہدایت کی۔ چندیری میں مہربانیوں اور عنایتوں کی شکرگزاری میں خط بھیجا۔ اور دمینتی کو بڑے پیار سے آنکھوں میں رکھنے لگے۔ دمینتی کو کسی بات کی تکلیف نہ تھی باپ ماں ہر وقت ہاتھوں میں دل لئے رہتے اور دل پر کسی طرح کا میل آنے نہ دیتے تھے مگر دمینتی کو یہ سب عیش کے سامان اور محبتانہ برتاؤ زہر معلوم ہوتے تھے کسی آرام اور خوشی کی بات سے دل خوش نہ ہوتا تھا۔ ہر وقت چہرے پر اُداسی۔ جب دیکھو ٹھنڈی سانسیں حلق سے بھر اُٹھا دل آنکھوں سے ٹپ ٹپ ... راجہ نل کی یاد

اس کے کلیجے میں نشتر چبھو چبھو کر تڑپاتی اور فرقت کی پھانس پہلو میں کھٹک کھٹک کر کسی کروٹ چین نہ لینے دیتی تھی - لیکن دونوں شرم لحاظ کی وجہ سے وہ دل ہی دل میں گھلتی رہی - آخر برداشت نہ ہوئی اور آنکھوں پر ٹھیکری رکھ کر اپنی ماں سے کہہ ہی بیٹھی کہ :-

تمام سکھ - سارے عیش مٹی ہیں کب تک چھاتی پر پتھر رکھے رہوں اب تاب نہیں - آپنے مجھے پاکر جیسے داماد کو بھلا ہی دیا معلوم ہوتا ہے کہ میری زندگی کے دن پورے ہو گئے ایک دن پنجرے کا پنچھی اُڑ جائے بغیر مفر نہیں +

ماں - بیٹی - اتنا نہ گھبراؤ - عقلمند مصیبت میں چھوٹا دل نہیں کرتے استقلال سے کام لیتے ہیں - تم ذرا صبر کرو - میں راجہ نل کو تلاش کراتی ہوں - جہاں کہیں ہونگے جلدی سے آجائینگے +

یہ کہکر وہ راجہ بھیم سین کے پاس گئی بیٹی کے غم و الم کا قصہ سنایا - راجہ بھیم سین نے اُسی وقت شبھو دیو برہمن کو ایک ہزار گائیں اور ایک گاؤں انعام دیکر دمینتی کے لانے کا معاوضہ دیا اور صدہا برہمنوں کو راجہ نل کی تلاش کے لئے نامزد کر کے ڈھونڈھ لانے والے کے لئے انعام مقرر فرمایا +

جب برہمن رخصت ہونے لگے رانی دمینتی نے سمجھایا کہ ادھر اُدھر فضول قدم ناپنے سے کچھ فائدہ نہیں - راجہ نل دھرماتما ہے تپسوی ہے ملیگا تو عالم برہمنوں میں کامل رشیوں میں - نیک خیال آدمیوں میں - جہاں ایسی صحبت نظر آوے وہاں یہ چند شلوک سنانا وہ ان کو سنکر خاموش نہ رہ سکیگا - خود بخود سامنے آکر ان کے جواب میں گوہر افشانی کریگا +

خوب یاد رہے کہ راجہ نل اب اپنی اصلی صورت میں نہیں میرا پت برت دھرم میری چشم دل کو اور ہی شکل میں اُس کی تصویر تصور دکھا رہا ہے - تبدیلی شکل سے مغالطہ نہ کھانا عقلمندی سے پہچاننا اور جہانتک ہو سکے جلد واپس آنا - برسات سر پر آگئی پانی بوند کے دن ہیں رشی لوگ بھی اس موسم میں اپنی اپنی کٹیوں میں آسن جمائے رہتے ہیں - کھلے جنگلوں میں نہیں رہتے اس سے ان مہاتماؤں کے یہاں بھی ضرور سراغ لگانا ممکن ہے اتفاق سے اور کسی نشانی سے ہو جائے - اچھا اب جاؤ

شلوکوں کا جواب لاؤ۔ خالی جواب ہی نہیں راجہ کا ٹھیک ٹھیک پتہ ٹھکانا بھی پوچھتے آنا باقی سب خود عقلمند ہو۔ جیسا موقع دیکھو گے کارروائی کرو گے ❊

یہ تقریر یہیں پر ختم ہوئی۔ دمینتی نے شلوک حوالے کرکے برہمنوں کو رخصت کیا اور خود بیچین دل کو بہلانے اور طبیعت کی اُلجھن مٹانے کو محل سے پائیں باغ میں چلی گئی۔ اس وقت باغ کی بہار کچھ عجب ہی فرحت بخش اور نظر فریب تھی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے بسے ہوئے دل ودماغ کو معطر کرتے اور درختانِ چمن کی ٹہنیوں کو ہلا ہلا کر نازک کمروں کی لچک دکھاتے تھے۔ کالی کالی گھٹائیں پہلے جھومتی ہوئی اُٹھیں پھر بادلوں نے چھپر چھایا۔ چاروں طرف بجلی چمکی کوندھا پریوں کی طرح چھلاوا دکھا کر اُس برق وش کے چہرے کی چمک دمک دکھاتا جس کا نقاب تیز ہوا کے جھونکے سے اُلٹ جانے پر پھر سنبھال لیا گیا ہو۔ بجلی چمک چمک کر اُن چمکیلے دانتوں کا نظارہ پیش نظر کر رہی تھی جو شب وصل کی خوشی میں عاشق و معشوق کی نہ رکنے والی ہنسی اور خندۂ دندان نما سے ہجران فرقت نصیب کے کلیجے تڑپایا کرتی ہے۔ دمینتی کے پہنچتے ہی بادل گرجا اور موسلا دھار شروع ہوئی ❊

دمینتی کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گئی۔ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ دل بجلی کی طرح تڑپنے لگا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں ہوائے سرد کے جھونکوں کا مقابلہ کرنے لگیں اس نے کالے کالے لمبے لمبے عنبرین گیسو عارض روشن پر جھکا کر کالی گھٹا کو شرما دیا اور آنسوؤں کی جھڑی لگا کر جوشِ جنون میں یوں نعرہ زن ہوئی ❊

اے کلیجے کے مالک۔ اے جسم وجان کی روح وروان۔ ہر طرف جل تھل جدھر دیکھو پانی ہی پانی۔ بجلی کی تڑپ دل دہلاتی ہے۔ بادل کی گرج کلیجہ ہلاتی ہے بانبیوں سے کالے ناگ نکل پڑے ہیں۔ ندی نالے اُبل پڑے ہیں جنگل میں میری یاد کو کلیجے سے لگائے گرداب غم میں ڈوب رہے بیکسی پر ابر سے سیاہ دل کی آنکھوں سے بھی ٹپ ٹپ آنسو گر ریب جاتا ہے مگر ہائے بیرحم فلک کا دل ذرا بھی نہیں پسیجتا پی پی کی صدا سے کان ... بیتاب ہے ...

[illegible] دمینتی ... ضرور تشریف ... ہمارا رہیگا ❊ ... پہنچا۔ راجہ رتو برن

کوک کر کانوں کے پردے پھاڑے ڈالتی ہے اگر تیرے دل میں بھی کسی کے فراق کی ہوک اُٹھتی ہوتی تو یوں اپنی ہی گائے نہ جاتی چُپ لگاتی۔ آہا آم کے سرخی مائل ہرے پتے اپنی دلفریبی سے نگاہوں کو کس طرح محو کر رہے ہیں مگر افسوس کہ دمینتی ایسی بدنصیب ہے کہ کیریوں کی بجلی بھی اسے برق غضب ہی نظر آتی ہے مرغان خوش آہنگ و گل ہائے رنگا رنگ میرے دل کو خوش کرنے کے لئے لاکھ چہکتے مہکتے ہیں مگر اس پہ وہ گہری چوٹ ہے کہ چین لینے نہیں دیتی۔ مینا کے میٹھے میٹھے بول طوطوں کی رس بھری آواز۔ لالوں کی خوش الحانی۔ بلبلوں کی نغمہ خوانی سے جنگلی جانوروں کو بھی حال آتا ہے درخت جھومنے لگتے ہیں۔ لیکن دمینتی کو محویت ہے تو صرف اپنی نالہ و فریاد اپنی آہ و فغاں سے +

دمینتی کو یہ موسم خوشگوار اور جوش بہار بالکل زہر معلوم ہوا پانی کی ایک ایک بوند بوندی کی کٹاری بنکر سینے پر گہرے چرکے لگاتی اور بجلی چمک چمک کر بجلی کی تلوار سے زیادہ کلیجے میں کاٹ کرتی تھی اس کا دل اس نظارۂ جنون خیز و فصل عشق انگیز سے اور بھی گھبرایا وہ آنچل سے آنسو پونچھتی ہوئی وہاں سے کھسکی اور ہچکیاں روکتی ہوئی محل میں آئی +

ادھیائے ۳۸

راجہ نل کی تلاش۔ برہمنوں کی روانگی۔ برتناو برہمن کی کامیابی۔ شیو دیو برہمن کی اجودھیا میں روانگی دمینتی کی دھرم میترکی شکل سے منوا۔ راجہ رتوبرن کو دمینتی کے سوئمبر میں شرکت کا پیغام

آنا۔ برسات سر پر سے چلے تو اُنہوں نے پہاڑ جنگل شہر قصبے سب چھان مارے کٹیوں میں آسن کا نے نہ لگی۔ صرف برناو برہمن کی رسائی بخت اسے اجودھیا کے یہاں بھی ضرور ... خوش خوش ... آیا ... اور گزارش کی

کُندن پور کی راجکماری - مالوہ دیش کی مہارانی - مبارک ہیں پتہ لگالایا +

راجہ نل اجودھیا میں راجہ رتوبرن کے یہاں ہیں ہیں جب ڈھونڈتا سراغ لگاتا اجودھیا کے راج دربار میں پہنچا تو ارکین دولت اور عمائدین سلطنت کی بھیڑ لگی تھی میں نے موقع پاکر آپ کے شلوک پڑھے تو سارے اہل دربار سُن قفل - وہاں ہر طرف خاموشی - مگر ایک گوشے میں ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور لگا شلوک پڑھنے - کوئی مطلب کو نہ پہنچا - گو مگو کا سا معاملہ رہا - وہ سمجھ گیا کہ مجھ سے خطاب تھا - میں نے جان لیا کہ سوال کا جواب ہے اور جواب دہندہ ہمارے راجہ نل کے سوا دوسرا نہیں مہارانی کیا کہوں تمہارے راجہ کی صورت کیسی بگڑ گئی ہے بالکل پہچان نہیں پڑتے وہ راجہ رتوبرن کے افسر اصطبل ہیں اور کھانے پکانے کی خدمت بھی انہیں کے سپرد ہے جس وقت وہ جواب دے کے اُٹھے پہلے مجھے ڈنڈوت کی اور بڑے سلیقے سے مزاج پرسی کر کے نفس مطلب پر آئے +

برناد برہمن نے جس وقت راجہ نل کی زبان سے نکلے ہوئے شلوک سنائے رانی دمینتی رو پڑی آنسوؤں سے آنچل شرابور ہو گیا وہ اُٹھ کر اپنی ماں کے پاس گئی اور تخلیے میں کہا +

ماتا جی - کچھ قسمت چیتی - اچھے دنوں کی آمد کے آثار پائے جاتے لگے آپ کے داماد کا پتہ لگ گیا وہ اجودھیا میں ہیں - شیو دیو برہمن کو بھیجئے - رتوبرن کے پاس جائے اور جو میں بتادوں صرف وہی وہاں کہے اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو ماں نے منظور کیا شیو دیو برہمن کی طلبی ہوئی - رانی دمینتی نے برناد برہمن کو زر و جواہر میں تول دیا فرمایا کہ اسی کو بس نہ سمجھنا راجہ کو آ لینے دو پھر دکھا دونگی کہ معاوضہ کیونکر دیتے ہیں - اُدھر سے فراغت پاکر دمینتی شیو دیو برہمن سے مخاطب ہوئی اور بولی

مہاراج نہ کوئی پیغام ہے نہ سندیسا - آپ راجہ راجہ رتوبرن سے یہ کہدیں کہ راجہ نل کا کہیں پتہ نشان نہیں نہ جانے دشمنوں کا کیا حال ہوا - رانی دمینتی کی ساری آس ٹوٹ گئی - چنانچہ کل اُس کا دوسرا سوئمبر ہے آپ بھی ضرور تشریف لے چلیں - سویرا کُندن پور ہی میں ہو - ورنہ موقع ہاتھ سے جاتا رہیگا +

شیو دیو برہمن روانہ ہوا - ہوا کی چال چلا - اجودھیا میں پہنچا - راجہ رتوبرن

کو سوئمبر میں شرکت کے لئے پیغام سنایا ٭

ادھیائے ۳۹

راجہ رتوبرن والی اجودھیا کی مدربیہ دیش کی طرف روانگی - راجہ نل کی رتھبانی

رانی دمینتی کے سوئمبر کی کیفیت سُنکر راجہ رتوبرن کے قدم اُٹھنے لگے فوراً رتھبان کو بلاکر کہا کہ ضرورت ظاہر ہے اور وقت کم - پس اس طرح تیز لے چلے کہ کل سویرے تک ہم مدربیہ دیش ہی میں ہوں - رتھبان راجہ نل تھا جو ہیں اُس نے دمینتی کے سوئمبر کا حال سنا متعجب رہ گیا - حیران کہ ایسی پتی برتا رانی اور میرے ہوتے میری زندگی میں دوسری شادی - کیا پتی برت نمائشی تھا کیا دمینتی کی محبتیں منہ دیکھے ہی کی تھیں - ذرا دیر کے بعد اس خیال نے پلٹا کھایا - اُس کی عقل بولی کہ دمینتی ایسی عورت نہیں - جو دوسرے کی آغوشِ محبت کے لئے للچائے معلوم ہوتا ہے کہ میری تلاش کے لئے اُس نے یہ ڈھنگ نکالا ہو مگر کیا اس واہیات ڈھنگ کے عوض کوئی اور طریقہ نہ تھا - راجہ نل کی اس وقت عقل چکرا رہی تھی - توہمات خیالات کی کوئی چول ٹھیک بیٹھنے نہ دیتے تھے آخر اُس نے سوچا کہ پیش از مرگ واویلا - آبِ ندیدہ موزہ از پا کشیدہ سے حاصل ناحق بال کتنے جھماں آگے آئینگے - گھبراہٹ کیا ہے - کل سویرے سب آپ سے آپ معلوم ہو جائیگا -

اُس نے راجہ رتوبرن سے بہت اچھا - بہت بہتر کہکر اصطبل کی طرف رخ کیا اور چار چلق و چُست اور خرام صبا رفتار سندھی گھوڑے رتھ میں جوت کر حاضر دولت کر دئے راجہ رتوبرن نے گھوڑوں کی ہڈیاں نکلی ہوئی دیکھیں تو بولا کیا مریل گھوڑے جوت لائے نہ بدن پر گوشت نہ ہڈیوں میں مغز یہ خاک چلینگے - کہیں راستے ہی میں چھوڑ دیں کہ پانڈو دو نو دین سے گئے نہ حلوا رہے نہ مانڈے کی مثل اور آگئے تھے ہر بھجن کو اوٹن لگے کپاس کی کہاوت ہو جاوے اُنکو بدلو

اچھے اچھے ڈیل ڈول بھاری بھاری لاش کے گھوڑے کسو +

راجہ نل - مہاراج آپ بیفکر رہیں تیل وکھییں تیل کی دھار سے آپ کو کیا کام میں پہنچا دینے کا ذمہ وار ہوں - سویرے آپ وہاں نہ ہوں تو میں گنہگار +

رتوپرن - کہتا ہوں کہ پچھتاؤ گے یہ بالکل مردہ ہیں کوس دو کوس پر جا نکل جائیگا سو قدم پر سانس اُکھڑ جائیگی +

راجہ نل - میں نے سارے اصطبل کی جان نکال لی ہے اور کوئی گھوڑا ان گھوڑوں کے برابر نہیں - ذرا باگ ہاتھ میں لینے دیجئے پھر دیکھیئگا کہ ہوا گرد نہ پائیگی - آپ کو مدریہ پہنچا کر دم نہ لیں تو میرا ذمہ +

رتوپرن - میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہہ رہے ہو - دیکھ لینا دھوکا کھاؤ گے +

راجہ نل - مہاراج سچ عرض کرتا ہوں کہ ان گھوڑوں کو دوسرے گھوڑے پہنچ ہی نہیں سکتے - ان کی سوکھی ہڈیوں پر نہ جائیے یہ فولاد اور موٹے تازے گھوڑے پھس ڈھول کے اندر پول کے مصداق - ملاحظہ نہ فرمایئے ہر ایک گیارہ گیارہ بھونریوں سے لدا ہُوا ہے - ایک بھونری ماتھے پر - دو دو بغلوں میں دو دو کانوں کے پیچھے ایک ایک گردن ران اور سینے پر - یہ بھونریاں عام گھوڑوں کو کہاں نصیب ان کو ان کی سی چال کہاں میسر - ان کی پوئی اور اوروں کی سرپٹ برابر آپ بے تکلف سوار ہوں یہی گھوڑے کل منہ اندھیرے مدریہ دیش میں کھلینگے +

راجہ نل کو گھوڑوں کی بہت اچھی شناخت تھی راجہ رتوپرن بھی واقف تھا - وہ پھر کچھ نہ بولا اور رتھ پر سوار ہو گیا - راجہ نل نے بارسین سوت سے کہا "ہانکو" +

بارسین نے جونہی راس ہاتھ میں لیکر چمکارا گھوڑوں نے ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دئے ایک بارگی تھرتھرا کر بیٹھ گئے تو اُٹھنا معلوم راجہ نل نے بارسین سے راس لے لی اور کہا بس گھوڑے یوں ہی ہانکے جاتے ہیں بھائی جان سائیسی علم دریا ہے بچوں کا کھیل نہیں - اب دیکھو میں سیر دکھاتا ہوں یہ کہکر اُس نے گھوڑوں کو چمکارا اور راس کھینچی تو گھوڑے بجلی ہو گئے اس طرح اڑے کہ نظر نہ کام کرتی تھی - بارسین بھی اپنے فن میں استاد وقت تھا اُس نے گھوڑوں کی

تیز پروازی دیکھی تو عقل گم ہو گئی - دل میں کہتا تھا کہ ہو نہ ہو یہ باہک نہیں ضرور راجہ نل ہے دنیا میں راجہ نل کے سوا دوسرے کو یہ کمال کہاں نصیب ؛

ادھیائے ۴۰

رتھ کی تیز روی - راجہ نل کے ہاتھ سے بہیڑے کے درخت کی بیخ کنی - کلجگ کا ظہور - عذر خواہی و عہدہ خیر اندیشی

راجہ رتوبرن کا رتھ ہوا سے باتیں کرتا چلا تو سمند خیال بھی پیچھے رہ گیا - ذرا دیر میں گھوڑوں کے جیسے پر لگ گئے اور رتھ اوج ہوا پر تیر کی طرح چلنے لگا - راجہ کے ہوش گم کہ رتھ آسمان سے باتیں کر رہا ہے - گھوڑے بے پر و بال بازووں میں طاقت پرواز کہاں سے آگئی - اتنے ہی میں راجہ کا دوپٹہ اڑکر زمین پر جا گرا راجہ بولا ذرا رتھ روکنا - بارسین دوپٹہ اٹھا لائے ؛

راجہ نل - دوپٹہ سے صبر کیجئے نہیں تو منزل کھوٹی ہو جائیگی - گھوڑوں کو ایک جوجن کی دوڑ جاتے میں اور ایک جوجن کی دیر یہاں تک پہنچنے میں ہوگی ؛

راجہ رتوبرن خاموش ہو رہا اور سیدھیاں بھرنے لگا تھوڑی دور چلکر ایک بہیڑے کا درخت سر بفلک نظر آیا راجہ بولا کہ

دیکھنا باہک جی - کیسا اونچا اور چھتنارا درخت ہے - میں نے سارے پتے اور پھل گن لئے اتنے پتے اتنے پھل ؛

راجہ نل - آپ کا شمار بغیر خود گنے کیونکر صحیح سمجھوں ؛

راجہ رتوبرن - تم صحیح سمجھو یا غلط - میں نے تو سب گن ڈالے ؛

راجہ نل - تو ذرا میں بھی شمار کر لوں ؛

راجہ رتوبرن - مفت دیر ہوگی ؛

راجہ نل - نہیں میں ابھی گنے لیتا ہوں - ایک لمحہ سے زیادہ نہ گزریگا ؛

یہ کہکر راجہ نل نے بارسین کے ہاتھ [illegible] گئے

لگا جب گن چکا تو شمار ٹھیک پایا۔ نہ ایک کم نہ ایک زیادہ وہ راجہ رتوبرن سے بولا +
مہاراج میں اس وقت دنگ رہ گیا کہ آپ نے ایک نظر میں اتنے پتے اور پھل
کیونکر گن لئے۔ کیا آپ مجھے بھی گر بتا سکتے ہیں +

راجہ رتوبرن۔ ہاں بشرطیکہ تم بھی اشوبدیا (فن اسپ رانی) سکھا دو +

راجہ نل نے منظور کیا اور دونو نے اپنے فن ایک دوسرے کو سکھا دئے
جس وقت راجہ نل نے تازہ فن سیکھا ہیئت ہی بدل گئی۔ کرکوٹک سانپ کی تاثیر
جسم سے زائل ہو گئی۔ کلجگ کے سراپ کا اثر جاتا رہا۔ حالت جنون نے پنڈ
چھوڑا۔ کلیجے کی سلگی ہوئی آگ ٹھنڈی پڑی +

اس نے بہیڑے کے درخت پر کلہاڑا چلایا درخت چوٹی کے بل زمین پر
گرا اور اس میں سے کلجگ مہاراج نکل کر سامنے ہاتھ جوڑے ہوئے کھڑے ہو گئے
راجہ نل نے کلجگ کی صورت دیکھی تو چہرہ تمتما گیا غصے سے آنکھیں لال ہو گئیں
بد دعا دینے کو زبان کھلنے ہی والی تھی کہ کلجگ ہاتھ جوڑ کر گڑگڑایا +

"مہاراج جان بخشی کیجئے۔ میں آپ کے غلاموں کا غلام ہوں۔ اس وقت
کی درگزر خالی نہ جائیگی۔ میں جاں نثاری کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرونگا جس
وقت آپ اندرسین کی والدہ سے علیحدہ ہوئے تھے اُس وقت اُس نے بددعا دی
تھی کہ او کلجگ تیرا ستیاناس جائے مصیبتوں سے چھٹکارا نہ ملے خانہ ویرانی
کہیں کا نہ رکھے۔ ادھر اس بددعا سے جان پر آفت۔ ادھر کرکوٹک کے زہر سے
آپ کے جسم میں مجھ پر آتش سوز جگر کی شعلہ زنی۔ ان دونو ہی سے زندگی کے لالے پڑے
ہیں اُس پر آپ سراپ دینگے تو نہ جانے کس قہر کا سامنا ہوگا آپ اپنی طرف
دیکھیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تمام دنیا آپ کا جش گائیگی۔ آپ کا نام
ہمیشہ زندہ رہیگا اگر اس میں ذرا بھی فرق پڑے تو میں مجرم گنہگار واجب التعزیر +

راجہ نل کا دل کلجگ کی عاجزی سے پسیج گیا اُس نے غصہ تھوک کر ترک
دی اور پھر گھوڑوں کی راس پکڑ لی +

اتنا سب کچھ ہو گیا مگر راجہ رتوبرن کو مطلق خبر نہ ہوئی۔ راجہ نل کو کلجگ کیطرف
سے اچھی طرح اطمینان ہو گیا اور اب اس کو کوئی فکر باقی نہ رہی رہی تو تبدیلی صورت کی یا

سو عُمر کی۔ چنانچہ وہ ان دونو خیالوں کو دل میں لئے ہوئے گھوڑوں کو اڑانے لگا۔
اور رتھ نے سورج بھگوان کے رتھ کی رفتار سے دن بھر میں منزل سفر طے کرلی ٭
راجہ نل نے جس دن بہیڑے کا درخت کاٹا اُس روز سے یہ درخت اہل زمانہ
کی نگاہوں سے گر گیا۔ اس کی عظمت جاتی رہی لوگ بُرا سمجھنے لگے وجہ یہ کہ یہی درخت
ہے جس میں کلجگ کی بود و باش رہتی ہے ٭

ادھیائے ۱۴۱

کُندن پور میں راجہ رتوبرن کی آمد۔ رانی دمینتی کو راجہ نل کی تبدیلی شکل سے شناخت میں معذوری۔ عجیب وغریب افعال سے پہچان میل ملاپ خوشی خرمی۔ جدائی کا خاتمہ بالخیر

راجہ رتوبرن ہوا کی طرح کُندن پور پہنچے تو دور تک رتھ کے پہیوں کی آنے والی
آواز سے گویا دمینتی سے کہدیا کہ مبارک۔ جس کی جدائی میں تو سوکھ کر کانٹا ہو گئی
چہرہ مرجھا گیا ہے وہ کلیجے کو سکھ اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والا آگیا وہ دل
میں خوش ہو گئی آنکھوں کی پتلیاں شوق دیدار میں ادھر اُدھر دوڑنے لگیں راجہ
رتوبرن خوشی خوشی رتھ سے اُترا۔ آمد آمد کی خبر سُنکر بھیم سین نے پیشوائی کی
مصافحہ و بغلگیری کے بعد ایوان افلاک بارگاہ میں آیا میزبان و مہمان مرصع
تخت پر رونق افروز ہوئے۔ بھیم سین نے تشریف آوری و میزبان کا شکریہ
ادا کرکے اظہار محبت کے ساتھ دریافت فرمایا۔
آج چاند کدھر نکلا۔ یہ اور ایسا خوش نصیب کہ تعظیم و استقبال
کا شرف حاصل کروں ٭
راج رتوبرن نہایت ذکی الطبع و سلیم المزاج تھا اُس نے تقریب رونق افروزی
صاف صاف ظاہر کرنا مصلحت نہ سمجھی صرف اتنا کہا آج یہی لہر آگئی کہ چلو کُندن پور

کی ہوا کھا آئیں۔ آپ کی ملاقات کا بھی اشتیاق راہبر ہوا۔ گھوڑے رتھ اڑا لائے
بھیم سین دل میں تو سمجھ گیا کہ ساڑھے چارسو کوس کی دوڑ۔ غیر راجوں کی قلمرو سے قطع منزل دل لگی نہیں۔ نہ گھوڑوں کی جان خاصل نہ وقت خالی تو ضرور کوئی معاملہ کھینچ لایا ہے مگر اُس نے بھی مناسب نہ سمجھا کہ بات پوچھے بات کی جڑ پوچھے اُس نے مہربانی کے شکریہ پر تقریر ختم کی اور ایک عالیشان محل میں ٹھہرا دیا +
دمینتی پردے میں بیٹھی ہوئی مشتاق نگاہوں سے دل میں بسی ہوئی تصویر کو ڈھونڈھ رہی تھی مگر وہاں تین آدمیوں کے سوا کوئی چوتھا شخص نہ تھا جس سے وہ آنکھوں میں پھرنے والے مرقع کا نقشہ ملاتی۔ دو تو وہی رتوبرن اور راجہ بھیم سین تھے تیسرا شخص اجنبی تھا جس پر شک ہوتا تھا تو راجہ رتوبرن کے رتھبان کا۔ دمینتی کی نگاہیں اُس کی صورت شکل سے ناآشنا تھیں مگر دل کو یہی خیال تھا کہ راجہ نل کے سوا رتوبرن کا رتھ کون ہانک لا سکتا تھا نظر کچھ کہتی تھی دل کچھ بولتا تھا جوش محبت کی تحریک کچھ تھی اشتیاق دیدار اپنی ہی گاتا تھا۔ دمینتی نے سوچا کہ یوں کچھ ہوتا نہیں۔ ظاہر صورت خالی مغالفہ ہی نہ ہو اس لئے اُس نے اپنی ہمراز خواص کشنی کو بھیجا کہ رتھبان سے بات چیت کرکے جو کچھ خیال جچے ظاہر کرے وہ تابع فرمان تھی اشارے ہی پر جا پہنچی ادھر اُدھر کی باتیں کیں اور آکر دمینتی کو سنا دیں گفتگو کا لب لباب جو کچھ دمینتی نے سُنا وہ یہ تھا۔

کشنی خواص۔ آپ کون ہیں کہاں سے آئے۔ کیونکر آنا ہوا؟

رتھبان۔ راجہ رتوبرن کے ساتھ آنا ہوا +

خواص۔ رتوبرن نے کہاں تکلیف فرمائی +

رتھبان۔ دمینتی کے سوئمبر کی خبر نے کھینچ بلایا۔ راتوں رات اتنی بھاری منزل طے ہو گئی۔ گھوڑوں نے بڑا کام کیا +

خواص۔ رتھ آپ ہی ہانکتے تھے؟

رتھبان۔ ہاں ہانکتا کیا تھا۔ راسیں فقط ہاتھ میں لے لی تھیں +

تقریر کا سلسلہ تو اتنے ہی الفاظ پر ختم ہو گیا اس کے بعد کشنی خواص نے آنکھوں دیکھی باتیں کہنے کی یوں تمہید اٹھائی +

راج کشوری - بات چیت سلیقہ شعور تو خیر جیسا ہے ویسا ہے۔ میں نے
بعض کام ایسے دیکھے کہ دنگ رہ گئی۔ نہ جانے آدمی ہے یا کوئی عقل کا پتلا۔ جب
بات چیت ہو ہی رہی تھی کہ ہمارے مہاراج نے پانی کے لئے خالی گھڑے بھیجے
رکھبان نے اُٹھ کر اپنے انگوچھے سے پونچھے اور نظر بھر کر دیکھا تو سب کے سب لبریز
مہرہ تک تر۔ اس کے بعد طرح طرح کا گوشت پہنچا ساتھ ہی کچھ پھول بھی تھے
رکھبان نے سارا گوشت خوب اچھی طرح گھڑے پانی میں دھو دھلا کر تھوڑا سا
پھوس سورج کو دکھلایا کہاں سورج کہاں پھوس۔ مشعل سی جل اُٹھی اور گوشت
پکا پکایا تیار دم کی بھی کسر نہ رہی۔ یہ کرشمہ دکھا کر پھول دونوں ہاتھوں سے مل کر رکھ
دئے مگر پھر دیکھا تو سب تازہ و تر۔ رنگ ویسا ہی شوخ دھبے کا نام نہیں۔ اس
کے بعد دیکھتی ہوں تو اور بھی اچنبھا ہُوا ہاتھ سے دہکتے ہوئے انگارے پکڑ لئے
مگر آنچ کا نام نہیں۔ ایک ایک پتنگا برف ہو گیا۔ بھڑکتے ہوئے شعلوں میں یخ
سی بھری معلوم ہوئی۔ یہی نہیں پھر ایک دفعہ اشارہ کیا تو پانی رواں وہ
بھی اُدھر جدھر نظر پھر گئی۔ میں نے تو ایسے کرتب قصہ کہانیوں میں بھی
نہ سُنے تھے آنکھوں سے دیکھنے کی کون کہے پتھر کی مورت بنی دیکھتی رہی اور
کچھ سمجھ میں نہ آیا جادو تھا یا طلسم +

دمینتی - یہ سب باتیں تو میں نے سنیں۔ اب اگر اس کا پکا پکایا ہُوا گوشت
مجھے لادو تو میں چاکھ کے دیکھوں اور بتا دوں کہ معاملہ کیا ہے +

خواص فوراً ہی دوڑی گئی اور اُنہیں پیروں واپس آئی۔ گوشت پیش کیا
اور منتظر ہوئی کہ دمینتی اب کیا کہتی ہے۔ دمینتی نے گوشت کھایا تو طبیعت
پھڑک اُٹھی۔ بھیس کا سارا بھید کھل گیا پہچان گئی کہ ذات شریف کون ہیں
اور کیا صورت بنا رکھی ہے۔ اُس نے کشتی سے کہا +

جا میرے کلیجے کے ٹکڑے اور راج دلاروں کو لے جا ان کو دیکھ کر وہ
کیا کہتا ہے دیکھتی رہنا +

خواص دونوں کو آغوشِ محبت میں لئے ہوئے رکھبان کے سامنے گئی رکھبان
نے دونوں کو بڑی اُلفت سے گود میں بٹھا لیا چوما چاٹا گلے لگایا وہ ایسا دل بھر آیا کہ

آخر آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی برس گئی +

دمینتی اب اچھی طرح پہچان گئی کہ اُس کا سرمایۂ زندگی۔ لطف حیات - مہاراجہ نل یہی ہے۔ وہ اپنے ماں باپ کے پاس دوڑی گئی۔ خوشخبری سنائی اور اشتیاق دیدار میں باہمی گفتگو کی درخواست کی۔ باپ ماں بھی بمصداق اندھا کیا چاہے دو آنکھیں۔ خوش ہو گئے اور ملنے کی اجازت دی +

دمینتی نے کشنی کو بھیجا وہ راجہ نل کو دمینتی کے محل میں بالائی خاطر تواضع سے بٹھلایا کہ اتنے میں دمینتی آئی اور رتھبان سے مخاطب ہو کر پوچھا کیوں جی - تم بھی تجربہ کار ہو - اتھادنوں دنیا کی سیر کی ہے - بہت کچھ دیکھا بہت کچھ سُنا ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ راجہ نل کے سوا کوئی اور بھی مرد نظر سے گزرا یا قصہ کہانی میں بھی سُنا جس نے اپنی پاک دامن عفت مآب اور فرمانبردار ہمخوابہ فرش راحت کو بے قصور بلا سبب سنسان جنگل کف دست میدان میں بیکس مینی وہ دوگوش چھوڑ کر دغا بتائی ہو +

راجہ نل سوال کا جواب کیا دیتا اس کی نظر نیچی ہو گئی اور آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہنے لگا۔ جب ذرا آنسو تھمے ہچکی کم ہوئی تو بولا

اے مہارانی دمینتی یہ راجہ نل کی خطا نہ تھی اُس بد نصیب نے سلطنت ملیامیٹ کی نہ تم ایسی نیک بختا کو جنگل میں حیران و پریشان کیا - یہ سب کلجگ کی کارستانی تھی - میں اس وقت راجہ نل نہیں ہاں کبھی تھا اس لئے راجہ نل نہ سمجھو اس نام کے خیال سے دل تڑپ تڑپ جاتا ہے - پیاری جس وقت تم نے اپنے بد قسمت خاوند کی جدائی سے بے تاب ہو کر کلجگ کو بد دعائیں دیں تو اُس کو جان کے لالے پڑے میری پناہ میں دوڑا آیا - فریاد کی معافی مانگی پھر یہ ہوا وہ ہوا سب باتیں کہکر راجہ نل نے کہا مگر تم اپنی تو کہو +

یہ دوسرا سوئمبر کیسا - جس میں راجہ رتو برن بلائے گئے ہیں

دمینتی یہ سُنکر رو پڑی عارض گل رنگ پر آنسوؤں نے شبنم کے قطرے چھڑکا کر ہیرے کا سا جڑاؤ کر دیا وہ ہچکی بندھی ہوئی آواز سے بولی

آپ کے ڈھونڈ ھنے کے لئے یہ کیا تھا - آپ کو آپ کی تلاش کے لئے نہ معلوم

کس کس کے پاؤں نہ پڑے مگر آپ کہاں ملتے ہیں۔ آخر یہ تدبیر سوچی جو بیشور راست لایا آپ کے درشن نصیب ہوئے۔ اگر آپ کو کسی قسم کی بدگمانی یا نیت فاسد کا خیال ہو تو اندر۔ برن۔ جمراج۔ اور اگن دیوتا گواہ ہیں کہئے تو بلادوں یہ کہنے کی دیر تھی کہ دفعتہً برن نمودار ہوئے اور فرمایا۔

کہ راجہ نل جس طرح تم سا با مروت۔ ایماندار۔ راست باز اور بہمہ صفت راجہ ہونا محال ہے اُسی طرح دمینتی کی سی شوہر پرست وفاشعار۔ پاکدامن۔ نیک خو عورت دنیا کے پردے پر پیدا نہیں یہ ہر حالت میں پاک وصاف رہی ہوا کے مخالف بھی اس کے آنچل کو نہ چھو سکی۔ دونو بغلگیر ہو جائیں جدائی کے دن کٹ گئے ۔

راجہ نل یہ سنتے ہی کرکوٹک ناگ کی دی ہوئی پوشاک نکالکر پہنی اور دل ہی دل میں اُس کا دھیان کیا کیچل انگ پر رکھتے ہی ادھر کرکوٹک پیش نظر تھا اور ادھر راجہ نل اپنی شکل وصورت بدل کر بجنسہ وہی ہو گئے جس کی تبدیلی سے اور تو اور دمینتی کے سپاکباز دل کو بھی اپنی جان ومال کے مالک کی تصویر نہ پہچاننے دی تھی اب کیا تھا نظارہ ہی کچھ اور ہو گیا آکاش سے پھولوں کی بارش شروع ہو گئی دمینتی نے دوڑ کر پران پتی کے قدم چومے راجہ نل نے اپنے سرمایۂ لطف زندگی کو سینے سے لگا لیا۔ بیٹی دوڑ کر گلے سے چمٹ گئی۔ بیٹے نے جھپٹ کر قدم کی خاک سے ماتھے کو منور کیا۔ لونڈیاں باندیاں اُچھلنے کودنے لگیں۔ خواصوں پیش خدمتوں نے بغلیں بجائیں۔ مبارکباد کے غل سے محل گونج اُٹھا۔ دمینتی کے باپ ماں کی گویا دوبارہ زندگی ہوئی پھولے نہ سمائے رات بہت جا چکی تھی۔ مدتوں کے بچھڑے ہوؤں کو شوق دیدار کے خیال سے اُن کے قدم پکڑ لئے ملاقات صبح پر موقوف رہی جس محل میں تھوڑی دیر پہلے در ودیوار پھاڑے کھاتے تھے بالکل ہو کا عالم تھا اسکی رونق کا اس وقت کا کیا پوچھنا روشنی سے گوشہ گوشہ جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔ ہنسی قہقہے سے کان بھر رہے تھے۔ دمینتی راجہ نل پر نچھاور ہوئی جاتی تھی۔ راجہ نل دمینتی کی بائیں لیتا تھا۔ دونو اپنی اپنی بیتی کہتے طبیعت کی اُداسی کو خواب پریشان کی جھوٹا ... اور خمار کو صبا سے راحت کے تازہ فرط سے مسرور بنا دیتے تھے ... [illegible] ... پھر بھی اس کا

ہر ایک لمحہ اس کیفیت اور لطف سے گزرا کہ برسوں کی پہاڑ سی راتوں کی لفتہ شماریوں اور بے تابیوں کا خیال بھی دروازہ خلوت نہ جھانک سکا ؛

ادھیائے ۱۸۱

راجہ نل اور راجہ بھیم سین (خسر راجہ نل) کی ملاقات سسرال سے رخصت - پشکر سے قماربازی - راجہ نل کی جیت - مخالف پر بنظر ترحم عفو تقصیرات - جان بخشی وغیرہ اور خود راجہ نل کی سلطنت آرائی -

راجہ نل اور دمینتی کی رات بڑے عیش و عشرت میں گزری معلوم ہی نہ ہوا کہ خوشی کی باتوں میں کب سویرا ہو گیا - جس وقت آفتاب کی چمکتی ہوئی کرنوں نے شبستان عشرت کے چراغ جھلملا کر اپنی روشنی پھیلا دی اور مرغان سحری خوش نوائیوں نے میٹھے میٹھے سروں سے دل پر موتی ٹالنا شروع کی دونوں خلوت سے برآمد ہوئے - راجہ نل نے غسل کیا پوشاک شاہانہ بدلی - رانی دمینتی نے آئینہ سامنے رکھ کر برسوں کے چھوٹے ہوئے سنگار سے عضو عضو کو نور کے سانچے میں ڈھالا - راجہ بھیم سین ابھی محل ہی میں تھے کہ راجہ نل کی آمد آمد کا آوازہ بلند ہوا - ادھر سے راجہ نل کو اشتیاق بڑھائے جاتا تھا ادھر بھیم سین کو شوق دیدار نے بیتاب کر کے تنگے بڑھایا - دونوں بڑی محبت کے ساتھ بغلگیر ہوئے بھیم سین نے بڑے جوش و الفت کے ساتھ کلیجے سے لگا لیا دونوں طرف سے بیٹھ کر مزاج پرسی شروع ہی کی تھی کہ رانی دمینتی سولہوں سنگار کئے ویسی ہی جواہر میں غرق برق پوشاک پہنے سامنے پہنچی - دوسری طرف راجکمار ساتھ تھا ایسی طرف خوش ماہ رخسار ... یہی کی ... عشرت میں چور تھا ... ترحم ... کر دیا کہ

دل کی کلی کھلی اور بھیمی کھل گئی ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھا لیا فواسے فواسی کو زانوؤں پر جگہ دیکر چہرے کی بلائیں لیں۔ اب سرگذشت چھڑی جو کچھ آوارہ گردی میں جان پر گزری تھی کہہ سنائی بھیم سین نے ایشور کا بڑا شکریہ ادا کیا۔ بیٹی داماد کو دعائیں دیں کہ پھولو پھلو۔ لاکھوں برس سلامت رہو۔ تم دونوں نے مصیبتیں تو جھیلیں مگر دنیا میں استقلال اور صبر و شکر کے جھنڈے گاڑ دئے ॰

راجہ نل نے عرض کی۔ آپ کے اقبال سے مصیبتوں کے دن کٹ گئے آفتوں سے چھٹی مل گئی اب بھیگی بلی بنے رہنے کی کیا ضرورت پشکر نے فریب کیا۔ دغا بازی جعل کپٹ سے راج ہتھا لیا حیلے سے ساری دولت ڈب میں کر لی۔ اب اجازت دیجئے کہ چوسر بچھا کر قسمت کا پانسہ جیت کروں ॰

راجہ بھیم سین۔ بیشک پشکر سے راج لینا چاہئے مگر سالہا سال کے تھکے ماندے دکھوں کے فلک زدہ ہو۔ کچھ دنوں آرام کرو سستا لو پھر جو چاہے کر لینا ابھی کل چلے آتے ہو آخر ہم لوگوں کی ترسی ہوئی نگاہوں کو تو جی بھر لینے دو ॰

راجہ نے بھیم سین کے آگے سر قبول خم کیا اور ایک مہینے تک وہاں قیام کرکے قسمت آزمائی کی ٹھانی ॰

راجہ رتوپرن کئی روز تک کُنڈن پور میں فروکش رہا تھا جب راجہ نل سے ملاقات ہوئی تو عذر خواہی کی کہ معاف کرنا میں نہ سمجھا تھا کہ آپ راجہ نل ہیں میں نے آپ سے رتھبانی کی خدمت لی۔ اس گستاخی کی ندامت مجھے سر اٹھانے نہیں دیتی میں سراپا خطا ہوں مگر نادانستگی قابل پذیرائی ہے ॰

راجہ نل۔ آپ کیا فرماتے ہیں میں آپ کا احسانمند ہوں آپ کے سلوک نہ بھولونگا مجھ پر جو کچھ گزری وہ ستاروں کی گردش سے تھی کسی کا قصور نہیں۔ اب میں پشکر سے جُوا کھیلنے کا ارادہ کرتا ہوں اس لئے آپ منظور کریں تو مجھ سے علم اسپ رانی سیکھ لیں اور مجھے قمار بازی سکھا دیں ॰

راجہ رتوپرن نے منظور کیا اور فریقین نے اپنے اپنے فن ایک دوسرے کو سکھائے ایک مہینہ انہیں اشغال میں ختم ہو گیا بھیم سین نے بہت تحفہ تحائف دیکر راجہ رتوپرن کو رخصت کرکے راجہ نل کو قمار بازی کی اجازت دی ॰

راجہ نل کے پاس اس وقت ہاتھ پاؤں کے سوا اور کچھ نہ تھا خسر نے ایک نہایت ہی عمدہ رتھ حوالے کیا۔ سولہ ہاتھی پچاس گھوڑے ہمراہ کئے اور چھ ہزار پیادے ساتھ کر کے بہت کچھ اور دولت بخشی وہی۔ راجہ نل اپنی قدیم راجدھانی کی طرف روانہ ہوا جب قریب پہنچا نزول مرکب کی خبر گرم ہوئی پشکر نے بڑے تپاک سے استقبال کیا مراسم تعظیم و تکریم ادا کئے جب خیر و عافیت پوچھی جا چکی تو راجہ نل نے کہا

راجہ پشکر تم بھائی ہو۔ تم نے مجھے فریب سے آوارہ گرد کیا۔ دغا سے ہماری مایۂ نشاط جیت لی۔ اس کی کچھ شکایت نہیں۔ سارے ہتھکنڈے کلجگ کے تھے۔ خیر اس کی تو کور وب گئی۔ اب میں مال و دولت لیکر آیا ہوں۔ جا کھیلو۔ چوسر بچھاؤ۔ دیکھو اب کیسے حکم چلتے ہو؟

پشکر۔ ایک دفعہ آپ کو جیت چکا اب آپکے پاس رکھا ہی کیا ہے ہاں اگر دمینتی کو داؤں پر رکھئے تو کیا مضائقہ ہے۔ مدتوں سے میں اس کے شربت وصل کی پیاس سے بیچین ہوں۔ یہی خواہش رہتی ہے کہ کیونکر اسے پاؤں اور اندرانی سے افضل بناؤں ؛

پشکر کے یہ الفاظ تیر و نشتر سے زیادہ کلیجے میں کاٹ کرنے والے تھے راجہ نل بجلی کی طرح تڑپ گیا آنکھیں خون میں ڈوب گئیں۔ ہاتھ تلوار پر دوڑا ہی تھا کہ اسی وقت سر اڑا دے مگر خلقی نیکیوں نے ہاتھ پکڑ لیا۔ جوش خون بولا۔ جانے دو اپنی طرف دیکھو آخر بھائی ہی ہے۔ راجہ نل دانت کٹکٹا کر رہ گیا اور نرمی سے بولا واہیات باتوں سے مطلب نہیں۔ یا چوسر بچھاؤ یا ہتھیار اٹھاؤ۔ بس

پشکر۔ یہی مرضی ہے تو بہتر ؛

جوے کی رائے قرار پا گئی۔ چوسر بچھی۔ داؤں لگے۔ پانسے پھینکے اور ہار جیت شروع ہو گئی۔ راجہ نل کا اقبال زبردست تھا تمام بازیاں اسی نے جیت لیں۔ پشکر سارے مال و متاع و دولت و سلطنت سے ہاتھ دھو بیٹھا ہار بڑی ہی اس سے آدمی کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں زندگی تک کی محبت نہیں رہتی پشکر کا بھی منہ چٹکی ہو گیا چہرے پر مردنی چھا گئی راجہ نل کو یہ رنگ دیکھ کر ترس آیا اور بولا

بھائی تم نے جو کچھ کیا بہت اچھا کیا - تم غیر نہیں - لو اپنا راج - میں نے جان بخشی کی - سارے قصور معاف - دل چاہے تو محبت بھی رکھنا - غیریت سے کچھ فائدہ نہیں +

اس وقت پشکر کی ندامت حد سے بڑھی ہوئی تھی چہرہ عرق عرق بدن پسینہ پسینہ دوڑ کر قدموں پر گر پڑا - ماتھے پر تلووں کی خاک ملی چشم ترحم کا شکریہ ادا کیا رانی اور راجہ کی درازی عمر اور عروج اقبال کے لئے لاکھوں دعائیں دیں راجہ نل نے اس کا راج اور اثاث البیت واپس کر کے اُسے اُس کی بیت الحکومت میں رخصت کیا اور خود دار الحکومت مالوہ میں اقبال کے ڈنکا بجانا شروع کئے تمام اراکین دولت و عمائدین سلطنت کے دن پھرے - عامۂ خلائق کی جان میں جان آگئی دربار شاہنشاہی گرم رہنے لگا - کنڈن پور سے مہارانی دمینتی کی طلبی ہوئی - ٹھاٹھ باٹ - تزک و احتشام شان و شوکت کا کیا ٹھکانا رنگ ہی کچھ اور کا اور ہو گیا - سب راضی خوشی - سب شاد و خرم +

ادھیاے ۴۲

برہدشوَرشی کی تسلی بخش فہمائش - راجہ جدھشٹر کا ارجن کی طرف سے اطمینان - رشی سے قماربازی کی تربیت

راجہ نل کی قماربازی - پشکر کا فریب - جوے کی ہار جیت - راجہ کی خانہ بربادی صحرا نوردی - دمینتی سے مفارقت - صدمات جدائی - اچھے دنوں کی آمد فرقت نصیبوں کا وصل - حصول دولت و سلطنت کا ذکر ختم کر کے برہدشوَرشی نے راجہ جدھشٹر سے فرمایا

کہ یہ نیرنگ زمانہ کی حکایت اور انقلاب روزگار کی داستان آپ سن چکے دیکھئے راجہ نل پر کیا کیا مصیبتیں پڑیں کیسی کیسی بلائیں نازل ہوئیں غریب تھے نہ یار نہ مددگار

غربت میں نہ رفیق نہ غمگسار - اس کا ساد کھ ایشور کسی کو نہ دکھائے آپ کی وشت نوردی کی تکلیفیں اُس کے پاسنگ برابر نہیں - بھائی درد دکھ بٹانے کو حاضر - خانی خدمت کے لئے ہمراہ - برہمنوں کی ٹولی دل بہلانے کو موجود - رشی منڈلی سے ہر وقت چہل پہل سچ پوچھو تو جنگل میں منگل ہے - صحرا میں دسہرا - دشت میں گلگشت بن میں سیر چمن - بن باس میں بھوگ بلاس - دکھ میں سکھ - غرضیکہ آپ اور راجہ نل میں زمین و آسمان کا فرق ہے پھر آپ کو ناحق ملال ہے فضول مصیبتوں کا خیال ہے اتنے دن کٹ گئے ہیں - باقی اور بھی یونہیں گزر جائینگے ہاتھی نکل گیا دم باقی ہے ؞

راجہ جدھشٹر - آپ کا فرمانا درست - راجہ نل کی سی مصیبت یہاں خواب و خیال میں بھی نہیں میں اس سے نہیں گھبراتا - تردد ہے تو یہ کہ ارجن آنکھوں سے جدا ہے عرصے سے پتہ ٹھکانا نہیں - ایسے بھائی کی جدائی میں نہ دن کو چین ہے نہ رات کو آرام - سینکڑوں طرح کے خیال پیدا ہوتے ہیں - دل برائی ہی کی طرف جاتا ہے وہ آجاتا تو پھر نہ کچھ ملال تھا نہ کوئی وبال - یہ دن کیا ایسے ایسے لاکھوں پہاڑ بھی ہوں تو میں کاٹ ڈالوں کبھی منہ سے اُف نہ نکالوں ؞

برہد شو رشی - بیشک آپ کو ارجن کی جدائی شاق ہے ایک نظر دیکھنے کا اشتیاق ہے - لیکن گھبرانے کی کوئی بات نہیں ایشور کا سب فضل ہے - ارجن کو کوئی نہیں اندرپوری میں مزے کر رہا ہے راجہ اندر بیٹے کی طرح جان سے عزیز رکھتے ہیں شستر بدیا کی تعلیم جاری ہے ایسے ایسے کمال حاصل کئے ہیں کہ باید و شاید - ایک دنیا میں جواب نہ نکلیگا - آپ فکر نہ کریں - تھوڑے دنوں کی اور کسر ہے - اُدھر تکمیل فن ہوئی ادھر ارجن آپ کی خدمت میں آگیا ذرا صبر درکار ہے ؞

راجہ جدھشٹر کو اس تقریر سے ڈھارس ہوئی بے چین دل سنبھل گیا رشی سے عرض کی کہ

مہاراج جوئے نے مجھے اس حال کو پہنچایا ہے - بے ہوئے پانسوں نے تاٹ الٹ دیا - دغابازوں نے ننگیا لیا فریبیوں نے جنگلوں کی ٹھوکریں کھلائیں اس سے مجھ پر فرض ہے کہ کچھ اس فن میں بھی کمال حاصل کروں (؟) آپ کی اس

فن میں خاص مہارت ہے سکھلا دیں تو زہے نصیب. عین مہربانی۔ شاید صحرا نوردی کے بعد پھر اسی سے کام پڑے اور تقدیر کا پانسہ جیت کرنے کے لئے چوسر ہی سے سامنا ہو +

برہدسورشی نے درخواست قبول کی اور بہت دل لگا کر بڑے شوق سے قمار بازی کی رگ رگ بتا کر راجہ جدھشٹر کو اس فن کا بھی اُستاد بنا دیا +

ادھیاے ۴۳

نارو جی کی آمد تیرتھوں کا ذکر۔ راجہ جدھشٹر سے تیرتھ جاترا کی تحریک۔ راجہ کو ارجن کی فکر۔ تبدیلی سکونت کا خیال۔ لومس رشی کی تشریف آوری

برہدسورشی قمار بازی سکھا کر چلتے ہوئے تو نارد جی نے نزول اجلال فرمایا اور راجہ جدھشٹر سے سب تیرتھوں کے نام و نشان بیان کئے عظمت و برکت کا دفتر سنایا۔ فردًا فردًا ہر ایک کی فہرست گوش گزار کی اور تمام باتوں کا نچوڑ صرف اس فقرے پر کیا کہ

زمین کی پرکرماں (طواف) سے مطلب حاصل ہے سارے کا رج سدھ ہیں جگہ جگہ پھرنے کی ضرورت نہ تیرتھ تیرتھ کے درشنوں کی حاجت مگر خوب ہو کہ تم بھی اس وقت سب تیرتھ برت کر لو۔ بہتی گنگا میں ہاتھ دھو لینا اچھا پھر ایسا موقع فرصت ملے یا نہ ملے۔ راجہ جدھشٹر سُننے کی بات ہے ایک مرتبہ بھیشم پتامہ ہردوار میں گئے وہاں پُلست جی سے ملاقات ہوئی رشی مہاراج بھیشم پتامہ کو دیکھ کر مگن ہو گئے۔ سب تیرتھوں کا حال کہنا شروع کر دیا۔ جب پشکر تیرتھ کا نام آیا تو انہوں نے بہت ہی عظمت بیان کی۔ بے شک یہ ہے دل پر وہ افسانہ نقش ہیں جو اس تیرتھ کی شان میں پُلست جی کی زبان سے نکلے۔ اسی سلسلے

یہں نارد جی نے تمام تیرتھوں کا مشرح و مفصل ذکر کر کے اپنی راہ لی۔ راجہ جدھشٹر خوش تو بہت ہوئے تیرتھ جاترا کے شوق نے چاہا کہ اس وقت قدم اُٹھ جائیں مگر ارجن کی جدائی کا خیال پھر سامنے آکھڑا ہُوا۔ اُنہوں نے دھوم رشی سے کہا +
ایک مدت ہو گئی۔ ارجن آج آتا ہے نہ کل۔ کیا کروں کس طرح دل کو سمجھاؤں ایسا لائق فائق صابر و شاکر۔ فرمانبردار۔ اطاعت گزار۔ صاحب طاقت وہی بھائی ایشور سب کو دے۔ ایسے قوت بازو بڑے نصیبوں سے ملتے ہیں میری قدرا نفر دیکھی اور اندر کی خدمت میں جا پہنچا۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک دن خون خرابہ لکھا ہے۔ بغیر تیر تلوار ہاتھ میں لئے مفر نہ ہوگا۔ اس پر طرہ یہ کہ ٹکر کن سے۔ درونا چارج سے بھیشم پتامہ سے۔ اسوتھاماں سے کرن سے۔ جن کی دھاک وہ کہ نام سنتے ہی آدمی کا پتا پانی پانی ہو جائے۔ تلوار تھرتھرا کر خود ہاتھ سے چھوٹ پڑے تیر چلتے چلتے کمان کے گوشوں میں چھپ جائیں۔ دنیا کا کوئی شور بیر کوئی صاحب شمشیر نہیں جو ایک چوٹ سہہ سکے چوٹ سہنا تو کارے دارد آنکھ بھی ملا سکے اس خیال نے ارجن کو اندر پوری میں پہنچایا مگر واپسی کا نام نہیں۔ دل اس جگہ سے اُچاٹ ہو گیا ٹھہرنے کو مطلق جی نہیں چاہتا اس لئے آپ کوئی ایسا مقام تجویز کریں جو ہم کو بھی زیادہ آرام دہ ہو اور میں وہاں ارجن سے بھی مل سکوں آپ تو جہانیاں جہاں گشت ہیں دنیا کا کوئی مقام ایسا نہیں جہاں آپ کے قدم نہیں پہنچے جو آپ کی نظر سے نہیں گزرا۔ مجھے مہربانی سے فرمائیے کہ کہاں ڈیرہ ڈنڈا پہنچایا جائے +

دھوم رشی نے اس کے جواب میں تمام مقدس تیرتھوں اور جاترا کے لائق مقاموں کی تفصیل سنانا شروع کی۔ ایک ایک کا ریتی سے ریزہ تک حال بیان کر کے کہا کہ اتنے تیرتھ موجود ہیں۔ جہاں مرضی ہو جہاں جی چاہے قیام کیجئے۔ ہم سب ساتھ ہیں ہر جگہ رفاقت کرینگے۔ ابھی سلسلۂ تقریر ختم نہ ہُوا تھا کہ لومس رشی نے آکر درشن دئیے اور رنگِ صحبت بدل دیا +

ادھیائے ۴۴

لومس رشی کی پیغام رسانی - تیرتھ جاترا کی تحریک

لومس رشی کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ انہیں سے اندر اور ارجن نے درخواست کی تھی کہ راجہ جدھشٹر کو درشن دیکر خیر و عافیت سے مطلع کریں۔ جس وقت رشی مہاراج آئے راجہ جدھشٹر نے بڑی تعظیم و تکریم کی قدم دھوئے پھول کا مالا زیب گلو کیا۔ خاطر و مدارات کے بعد راجہ جدھشٹر نے دریافت کیا

مہاراج کہاں سے تشریف آوری ہوئی۔ میرے نصیب کس طرح جاگے؟

لومس رشی۔ اندرلوک سے آتا ہوں۔ وہاں ارجن سے ملاقات ہوئی تھی۔ ارجن کی وہاں جو قدر و منزلت ہو رہی ہے کیا بیان کروں۔ میں نے اندر کے برابر سنگھاسن پر بیٹھے دیکھا۔ چلتے وقت راجہ اندر نے آپ کو پیغام کہلا بھیجا۔ اور مجھ سے کہدیا کہ ہر طرح دلجمعی کر دینا۔ ارجن بہت اچھی طرح سے ہے۔ شستر ودیا سے فراغت مل گئی۔ گندھرب ودیا (علم موسیقی) میں بھی کمال حاصل ہو گیا۔ تھوڑے دن صبر کریں ارجن عنقریب قدم بوس ہوگا۔ اندر کے بعد خود ارجن نے بھی اس مضمون کو دہرایا۔ چنانچہ میں اسی غرض سے ملنے آیا ہوں۔ آپ کو بشارت آپ کو مژدہ کیونکہ آپ جن بھیشم پتامہ۔ درونا چارج۔ کرپا چارج۔ اسوتھاماں سے ڈرتے تھے۔ جن کا خوف آپکے دل کو ہلا دیا کرتا تھا اُن کی بہادری کے دن لد گئے اُن کی دھاک کا خاتمہ ہو گیا۔ ارجن کے ہتھیار سب کی شیخی کرکری کرینگے۔ ارجن کی تپسیا نے وہ مقبولیت حاصل کی کہ مہادیو جی نے اپنے ہتھیار مرحمت فرمائے۔ لوکپالوں نے اپنے سلاح جنگ کا تحفہ پیش کیا اب ارجن کے آنے میں زیادہ دیر نہیں۔ سال گزر گئے دن رہ گئے ہیں۔ جبتک آپ تیرتھ جاترا سے فراغت کر آئیں یہ بھی لازمی فرض ہے کر ڈالئے نیک کام میں دیر فضول۔ ادھر آپ جاترا سے لوٹے۔ اُدھر ارجن کو بھی قدموں میں حاضر سمجھئے +

ادھیائے ۴۵

تیرتھ جاترا کے لئے راجہ جدھشٹر وغیرہ کی کام بن سے روانگی

دمس رشی کو راجہ اندر سے فہمائش کی تھی کہ راجہ جدھشٹر کو تیرتھ جاترا کرا احسان ہوگا۔ چنانچہ اُنہوں نے خوشی سے ہمراہی منظور کی مگر فرمایا کہ

بھیڑ چھانٹو۔ مجمع کم کرو۔ سفر دور دراز ہے زیادہ جماؤ ٹھیک نہیں +

راجہ جدھشٹر نے حکم کی تعمیل کی بہت سے برہمنوں کو سمجھا بجھا کر راجہ دھرتراشٹ کے یہاں بھیج دینے کی ٹھہرائی اور کچھ گنے گنے برہمن ساتھ لیکر تیسرے دن کام بن سے عزم روانگی کیا سارے برہمن اور بن باسی اکٹھے ہو کر آئے التجا کی کہ مہاراج ہم سب کو اکیلے چھوڑنے سے آپ کا کیا فائدہ ہم ساتھ رہینگے۔ تو کتھا سناتے آپ کا دل بہلاتے آپ کی جے جے کار مناتے تیرتھ جاترا بھی کر لینگے۔ جس کا ثواب آپ کو ہوگا ہم کو قدموں سے جدا ہونا منظور نہیں۔ خوشی سے یا ناخوشی سے جس طرح آپ چلینگے ضرور جائینگے۔ آپ ہم لوگوں کی فکر چھوڑ دیجئے۔ جس طرح ایشور گزارا دیگا گزار لینگے۔ مگر قدم نہ چھوڑینگے +

راجہ جدھشٹر پر سب کی منت وسماجت کا پورا اثر ہوا۔ جوش اُلفت نے آنکھوں میں آنسو جھلکا دئے۔ زبان بول اُٹھی کہ

اچھا۔ خیر۔ جو آپ سب کی مرضی۔ اگر چلنا ہی مدنظر ہے تو راضی برضا ہوں چلئے +

قافلے کا قافلہ کمر کسے کھڑا تھا کوچ کی دیر تھی کہ ویدویاس جی وارد ہوئے دیو رشی ساتھ پربت رشی ہمراہ آتے ہی اُنہوں نے ہدایت کی کہ پہلے نہا دھو کے پاک وصاف ہو لو دیو برت رکھو تب جاترا کے لئے عزم کرنا۔ چاروں بھائیوں (جدھشٹر۔ بھیم۔ نکل۔ سہدیو) اور دروپدی نے برت رکھا سر پر جٹائیں باندھیں۔ بیاس جی وغیرہ نے اشیرباد دیا اور جاترا کے عازم دھوم رشی کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اندر سین وغیرہ کل پندرہ خدمتگار ہمراہی میں تھے اور چند رشی اور برہمن۔ پندرہ رتھ کام بن سے چلے اور عنان عزم پورب کے رخ مڑ گئی +

ادھیائے ۹۶

دھرم اور ادھرم کے معاملات پر لومس رشی کے خیالات کا اظہار

جاتریوں کے رتھ منزل مارتے چلے جاتے ہیں۔ راجہ جدھشٹر حیران ہیں کہ ایشور کی مایا کچھ سمجھ میں نہیں آتی۔ میں آج تک پاپ اور ادھرم کے قریب ہی نہیں گیا میری تو یہ دُردشا اور دشمن سرتاپا گناہ پتلے سرے کے بے دھرم دو مزے کر رہے ہیں گلچھرے اُڑا رہے ہیں۔ رات دن ناچ رنگ۔ شام سویرے سیر تماشا اقبال کو دن دونی رات چوگنی ترقی۔ دولت کی ہر لحظہ افزونی۔ ترقی کی حد۔ عروج کا حساب نہیں کیا اُلٹا زمانہ اور کیسے اندھیر کی بات ہے۔ اس خیال میں دل کو اُلجھن ہوئی تو ضبط نہ ہُوا۔ لومس رشی سے بھی رونا رو دیا۔ رشی جی نے فرمایا۔

دھرم پُتّر! تمہارا خیال غلطی پر ہے۔ اس وقت بھول میں ہو۔ دھرم دھرم ہی ہے اور ادھرم ادھرم ہی۔ ظاہر میں تو پاپی لوگ پھلے پھولے دکھائی دیتے ہیں مگر دراصل ان کی جڑ کمزور ہوتی ہے دھرم کو ثبات و قیام ہے اس کی جڑ پاتال میں ہے۔ ادھرم کی ترقی کا زمانہ چار دن کی چاندنی پھر اندھیاری پاکھ کے مصداق ہے آندھی آئی آم گرے دور بس صفایا۔ دھرم سدا پھل ہے۔ جب سے پھلنا شروع ہُوا بس خزاں ہو تب بھی بارآور۔ بہار ہو تب بھی ثمردار۔ دھرم کی راہ چلنے والوں کو دھن لوٹ بھی لینگے تو نتیجہ بھگتینگے۔ ایک دن آگے کے ہاتھوں کو پیچھے ہونا پڑیگا پاپی بہت بیٹھے اور ایسے بڑھے کہ کچھ ٹھکانا نہیں مگر جس وقت مٹے تو ایک دم سے فنا ہی ہو گئے کوئی نام لینے والا پانی دینے والا نہ رہا کیا اس کا نام ترقی ہے یہ ترقی نہیں بلکہ ستیاناسی کی نشانی ہے۔ ندیاں بڑھتی ہیں چڑھتی ہیں سیلاب آتے ہی طوفان برپا ہوتا ہے۔ مگر جہاں پانی کا اُتار ہُوا بس ایک دن بالو کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔ دھرم سمندر ہے۔ جس کا پانی نہ بوند بھر گھٹے نہ قطرہ بھر بڑھے ہمیشہ ایک ہی حال معمولی اعتدال۔ بادل برسیں۔ ندی نالے بہیں کچھ پروا نہیں پھر سمندر اور برساتی نالے ندیوں کی کیا برابری +

ست جگ کا واقعہ سنا ہوگا اس زمانے کو دیو یُگ کہتے ہیں اس دور میں دھرم کی عملداری کا کیا پوچھنا۔ دیوتا لوگوں نے ان ایام فرحت فرجام میں خوب دھرم

کے جھنڈے گاڑے۔ راچھسوں نے بھی خوب قوت پکڑی مگر فرق ادھرم اور
دھرم کا تھا۔ دیتیوں کی طاقتوں سے سیدھے سادھے دیوتا دہل گئے بچاؤ کے
لئے تیرتھوں میں پناہ لی۔ راچھسوں نے کہا ہم کیوں پیچھے رہیں ہم میں کس بات
کی کمی ہے۔ پس اُنہوں نے بھی تیرتھوں پر دھاوا بول دیا مگر سب پاپی تھے
دھرم نے سب کو گردنیاں دیں کر ہیں ہاتھ دیکر نکال باہر کیا۔ راچھس نشہ نخوت
میں چور تھے۔ زمین پر سیدھا قدم نہ پڑتا تھا جل اُٹھے کہ ہیں دیوتاؤں کی توقیر
ہماری تحقیر تو سہی دھرم کا چرسا اور دیوتاؤں کا اچار نکالا جائے اب کیا تھا ادھرم
نے دل پر حکومت جمالی۔ آنکھوں کا پانی مرگیا عقل رخصت ہوگئی دماغ کو شرارتوں
ہی کی سوجھنے لگی۔ اگر کچھ ثواب تھا تو وہ بھی غائب۔ جب پاپ بڑھا ادھرم نے
ترقی کی تو کہاں انسانیت۔ کہاں رحم کہاں دولت کہاں سلطنت۔ سب نے اپنی اپنی
طرف راہ لی اور موت کے منہ جھونک کر اُس غرور اور نخوت کا مزہ چکھایا جس نے
چند دورہ ترقی کے زعم میں آسمان سر پر اُٹھا رکھا تھا۔ دیتیوں کا تو یہ حشر ہوا اب
دیوتاؤں کی سُنیئے وہ بیچارے جان چھپائے تیرتھوں میں پڑے رہے وہاں شغل
کیا وہی جپ تپ دھرم کرم۔ کوئی مخالف ہوا پاس نہ پھٹکی۔ کسی واہیات خیال
نے خواب میں بھی اثر نہ کیا۔ پس وہ مزے میں رہے ادھرم ایک بال تک بیکا نہ
کر سکا بلکہ ان کی ذات والا صفات ممدوح خاص و عام و فخر انام ہوئی +

راجہ جدھشٹر خیال رکھو۔ ادھرم ایک دفعہ بیشک آسمان پر چڑھتا ہے
مگر جب گرتا ہے پاتال کا پتہ بھی نہیں لگتا۔ ایشور نے ویدوں میں خود یہی بات لکھی
ہے کہ دھرم کو زوال نہیں ادھرم کا کمال ہی بمنزلۂ زوال ہے تم ایسے خیالات
دل میں نہ لاؤ تیرتھ جاترا کرو جو دولت و سلطنت ہاتھ سے جاتی رہی سب قبضے
میں سمجھو۔ کچھ گنتی کے دنوں کی دیر ہے۔ راجہ نرگ یشوہی۔ بھاگیرتھ۔ پدو اور پورو ا
وغیرہ جتنے دھرماتما فرمانروا گزرے ہیں سب نے تیرتھ جاترا ہی سے ابنائے روزگار پر
فضیلت حاصل کی خیر و ثواب۔ شہرت و نیکنامی۔ دولت و ثروت تمام چیزیں اسی
دھرم کی برکت سے نصیب تھیں۔ تم بھی اسی تیرتھ برت کی بدولت دنیا کے سرمایہ ناز
اور تاجداران زمانہ میں سرفراز ہو گے۔ راجہ اکشواک۔ ہچکند۔ ماندھاتا۔ بھرت

کی طرح تمہارا نام نیک بھی یادگار زمانہ رہیگا۔ مایوسی کے دن گئے اب یہ سمجھو کہ جو کچھ دنیا کی سختیاں اور عقبےٰ کی برکتیں ہیں۔ سب تمہارے حصے میں آنے کے لئے دعائیں مانگتی اور دن گزار رہی ہیں۔ تم اپنے دشمنوں کی ظاہری ترقی پر نہ جاؤ یہ موسمی کیڑے ہیں فصل بدلتے ہی ان میں سے ایک نہ دکھائی دیگا۔ ان کا عروج ان کے لئے کنواں کھود رہا ہے۔ سچ سمجھو کہ پروار چیونٹیوں کی طرح موت کے منہ میں جانے کا وقت قریب ہے +

ادھیائے ۷۴

جاتریوں کی منزلیں۔ اُرسٹھ تیرتھوں کے نام۔ گیا جی کی وجہ تسمیہ

جاتریوں کے رتھ چلتے چلتے گومتی پر پہنچے درشن اشنان وغیرہ کے بعد جاتریوں نے نیمکھار (نیمسارن) کی راہ لی۔ یہ تیرتھ بہت قدیم اور نہایت مقدس ہے۔ سب لوگ یہاں ٹھہر گئے۔ کچھ دنوں صدقِ عقیدت سے تپ برت۔ دان پن برہم بھوج سے ثواب دارین حاصل کیا۔ پھر کمنیا تیرتھ میں گئے اسو تیرتھ کے درشن کئے۔ کوؤں کے تیرتھ پر شرادھ کرم کے فرائض ادا کئے۔ بعدہ چند روز کال کوٹ پربت پر قیام پذیر رہے اس مقام پر راجہ جدھشٹر لومس رشی سے ملتجی ہوئے کہ مہاراج اُرسٹھ تیرتھ کون ہیں۔ کہاں کہاں ہیں۔ کس کس نام سے مشہور ہیں بیان فرمائیے سُننے کا اشتیاق ہے +

لومس رشی۔ بہت اچھا میں سناتا ہوں۔ مگر پہلے آپ یہ خوب سمجھ لیں کہ جامۂ انسانی قبول کر کے اگر تیرتھ جاترا نہ کی تو زندگانی اکارتھ ہے ہر شخص پر فرض ہے کہ ان تیرتھوں میں جا کر ضرور دل اور جسم کو پاک کرتا رہے تیرتھ کیا چیز ہیں ان سے کون کون ثواب حاصل ہوتا ہے سب کی تفصیل وتشریح شاستروں میں درج ہے تیرتھوں کا مہاتم اسی سے سمجھ لیجئے کہ تمام رشی منی اپنی تپسیا کو اُس وقت مقبول

سمجھتے ہیں۔ جب تیرتھ جاترا سے فراغت پائی۔ یہ اڑسٹھ تیرتھ حسب ذیل ہیں۔

(۱) اودھ پوری	(۲) مدھ پوری	(۳) دوارکا	(۴) مایا پوری
(۵) کانچی	(۶) اونتی	(۷) کاشی	(۸) پریاگ تیرتھ راج
(۹) گیاجی	(۱۰) چترکوٹ	(۱۱) نیمسارن عرف نیمکھار	(۱۲) کورکشیتر
(۱۳) جنکپور	(۱۴) بدری ناتھ	(۱۵) ہردوار	(۱۶) کیدار
(۱۷) گنگوتری	(۱۸) دیو پریاگ	(۱۹) کرن پریاگ	(۲۰) نیلگر مادھو
(۲۱) لکشمن کنور	(۲۲) مانسروور	(۲۳) سمسر دھارا	(۲۴) دھنش تیرتھ
(۲۵) پھلگو	(۲۶) ٹکشیا	(۲۷) کپل دیو	(۲۸) سیت بند رامیشور
(۲۹) سگر	(۳۰) بیج ناتھ	(۳۱) پنچ بٹی	(۳۲) رام محلہ
(۳۳) رکھموک پربت	(۳۴) پمپا سر	(۳۵) شری رنگ	(۳۶) برہم ست
(۳۷) مکت ناتھ	(۳۸) دامودر کنڈ	(۳۹) لوہا گڑھ	(۴۰) پورج منڈل
(۴۱) ہیم گوپال	(۴۲) چترکھج ناگر	(۴۳) سوم ناتھ	(۴۴) نرسنگھ دوارا
(۴۵) گنگا دواری	(۴۶) ملیاگر	(۴۷) پنچ سرپاپنچ تیا	(۴۸) ہنگلاج
(۴۹) منی کرن	(۵۰) کوپ تلائی	(۵۱) پشکر	(۵۲) دردر چھیتر
(۵۳) آبو	(۵۴) نارائن سر	(۵۵) شمشیر سکھر	(۵۶) نیپال کنڈ
(۵۷) شیشا گرہی	(۵۸) کیشوگر	(۵۹) رودہنی کنڈ	(۶۰) پوری جگن ناتھ
(۶۱) ترلوکی ناتھ	(۶۲) پدم ناتھ	(۶۳) پربھاس کھیتر	(۶۴) گوپالی جبار دھن
(۶۵) گنگا بھاگیرتی	(۶۶) لوہار گرام	(۶۷) بندوسر	(۶۸) گرنار

کال کوٹ سے چل کر جاتریوں نے مانھودا تیرتھ کے اشنان کئے وہاں سے
گنگا سرستی اور جمنا کے سنگم پر تیرتھ راج پریاگ میں ٹھہرے یگ دان برہم بھوج
سے فارغ ہوکر برہما جی کی بیدی پر کئی روز تپشیا کی پھر گیاجی میں تشریف لے گئے
برسات کا زمانہ تھا۔ چار مہینے وہیں اکشے بٹ کے سایہ میں قیام کرتے رشی
مگیہ اور اور یگیہ کئے سہلروں رشیوں منیوں کا میلہ لگ گیا ویدوں کی آواز آکاش
میں گونجتی تھی دھرم چرچے کے سوا کان اور کسی چیز سے آشنا نہ تھے۔ یہ تیرتھ
نہایت ہی مقدس ہے اشلوک کا یہ حال کہ سب تیرتھوں کا راجہ کہلاتا ہے اس

کے قریب ہی برہم سرتیرتھ واقع ہے۔ جہاں مہادیوجی دھنش دئے ہوئے ہمیشہ رونق افروز رہتے ہیں اور جس میں بڑے بڑے رشیوں حتےٰ کہ مہاراج نے بھی یگیہ کئے تھے ۔

سمپٹھ نامی رشی نے جدھشٹر سے گیاجی کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے گوہرافشانی کی کہ اگلے زمانے میں مورت جس کا فخر خاندان راجہ گے بڑا نامی گرامی راج رشی تھا اُس نے اس مقام پر ایسا عظیم الشان یگیہ کیا کہ اب تک نہ ہُوا اور نہ آئندہ ہونے کی اُمید ہے۔ راجہ نے داد و دہش کی حد کردی۔ پُن دان کا شمار و حساب نہ تھا۔ غلے کے پہاڑ آسمان سے باتیں کرتے نظر آتے تھے۔ دودھ دہی - دہی کی ندیاں بہ رہی تھیں جگہ جگہ بھنڈار۔ ذرا ذرا فاصلے پر لنگر۔ رسوئیوں میں گرم گرم کھانے ہر وقت تیار۔ ہر ذائقے کی غذا ہر ایک کے لئے موجود۔ زر و جواہر کی ہر چہار سو بارش۔ کسی بات کی کمی نہیں۔ یگیہ کی وہ دھوم دھام ایسی شہرت کہ رشیوں اور برہمنوں کے سر ہی سر نظر آتے حاجتمندوں اور سائلوں کی وہ بھیڑ کہ سوئی اُچھالنے سے زمین پر نہ گرتی تھی۔ ہر ایک نے منہ مانگی مراد پائی۔ جس چیز پر نظر ڈالی بے مانگے ہاتھ آئی۔ راجہ اس یگیہ میں شرادھ وغیرہ سے پتروں یعنی بزرگان سلف کی روح کو ایسا خوش اور آسودہ کیا کہ نام صفحۂ روزگار پر نقش ہوگیا۔ اہل عالم کیا دیوتا بھی قالب نورانی میں پیش نظر ہو کر حسن ارادت و جواہر سعادت کے مدّاح و معترف ہوئے۔ راجہ گے کا یگیہ اسی ندی کے کنارے ہُوا تھا جو سامنے موجیں مار رہی ہے۔ گے کا نام گیا سر تیرتھ ہے جس سے راجہ گے کا نام زندہ جاوید رہیگا ۔

ادھیائے ۹۸

راجہ جدھشٹر کی اگست رشی کے آشرم میں رسائی لومس رشی کی گوہر افشانی۔ الوک دیت کی برہمنوں سے بدسلوکی واقعات خونریزی اگست رشی کو بزرگوں کے عذاب کا علم

لوپامدرا سے شادی - اگست رشی کو روجہ باعصمت کی وجہ سے دولت کی تلاش - اُلوک دیت کے یہاں تشریف بری باتابی برادر اُلوک کا خاتمہ اگست جی کی مطلب برآری

راجہ جدھشٹر گیاجی میں یگیہ وغیرہ سے فارغ ہوکر درجیاپور میں قیام پذیر ہوئے یہیں اگست رشی کا آشرم تھا۔ اگست جی کا نام سُنکر راجہ جدھشٹر نے لومس رشی سے عرض کی کہ

مہاراج - یہ اگست رشی جی وہیں جنہوں نے باتابی دیت کو قتل کیا تھا؟

لومس رشی - جی ہاں وہی ؛

جدھشٹر - وارداتٍ کیا گزری تھی - کشت وخون کی وجہ؟

لومس رشی - سنئے باتابی دیت کا ایک بھائی تھا۔ جسے اُلوک کہتے تھے۔ اُس نے کسی برہمن کو دبایا کہ ایشور سے میرے لئے ایسے بیٹے کی درخواست کرے جو اپنے وقت کا اندر ہو۔ برہمن نے ٹکا سا جواب دیدیا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا اُلوک کے تن بدن میں آگ سُلگ اُٹھی تاؤ دیکھا نہ تاؤ ایک ہی ہاتھ میں غریب کی جان لے لی مگر اس خونِ ناحق سے پیٹ نہ بھرا تمام برہمنوں کی جان کے پیچھے پڑ گیا جسے پاجاتا زندہ نہ چھوڑتا اُس کی خونریزی عجیب مضحکہ آمیز و سحر انگیز تھی۔ اُسے کوئی منتر سدھ تھا جس کے اثر سے مقتول پھر ہنستا کھیلتا اُٹھ بیٹھتا۔ چنانچہ برہمنوں کے قتل میں بھی یہی کارستانی جاری تھی پہلے وہ اپنے قوتِ بازو باتاپی کو بکرا بناتا پھر اُس کا گوشت برہمنوں کو کھلا کر باتاپی باتابی پکارتا آواز میں جادو تھا منتر کی تاثیر بہدف تھی جب باتابی کا نام منہ سے نکلتا باتاپی فوراً پیٹ چاک کرکے اُچھلتا کودتا ہنستا کھیلتا باہر نکل آتا اور برہمنوں کی جان مفت چلی جاتی ہزاروں برہمن اسی طرح ہلاک ہوگئے جو زندہ تھے اُن کو ہر وقت جان کا خطرہ تھا۔ اسی زمانے میں اگست رشی کسی روز کہیں جارہے تھے کہ ایک گڑھے میں اُن کے بزرگ اُلٹے لٹکے ہوئے دکھائی دیے

اُنہوں نے دریافت کیا کہ اس عذاب کی وجہ؟ جواب ملا تم بے اولاد ہو اسی سے ہماری جان پر یہ آفت ہے۔ جب تک تمہارا بیٹا شرادھ نہ کرے اُس وقت تک ہماری نجات نہیں۔ اگست رشی نے کہا اگر یہی ہے تو اطمینان رکھئے میں آپ سب کو اس عذاب سے چھٹکارا دلواتا ہوں۔ اگست رشی یہ کہکر وہاں سے چلتے ہوئے اور شادی کی فکر محبوبۂ دلنواز کی تلاش میں غلطاں پیچاں رہنے لگے ◆

اس واقعہ سے قبل راجہ بدرتھ کو یگیہ کی برکت سے ایک دُختر مہ جمال کا دیدار نصیب ہوا تھا جس کو دنیا میں لوپامدرا کے نام سے شہرت ہوئی لوپامدرا نے جب ذرا ہوش سنبھالا کام کاج کے قابل ہوئی تو اگست رشی راجہ بدرتھ کے پاس پہنچے اور اپنی شادی کا معاملہ پیش کیا راجہ بدرتھ نے پہلے تو بہت بغلیں جھانکیں مگر جب اگست رشی کے کشف وکرامات کا خیال آیا تو چپ چپاتے لوپامدرا کے ساتھ شادی کر دی سسرال میں کیا رکھا تھا۔ گھنا جنگل۔ ننھی سی کٹی۔ اور بیٹھنے کو کشاسن یہاں لوپامدرا نازوں کی پلی محلوں میں کھیلنے کودنے والی۔ ہزاروں لونڈیاں خدمت کو موجود۔ سینکڑوں سہیلیاں آنکھیں دیکھے رہنے کو حاضر۔ جب اگست رشی اپنے آشرم میں گئے تو لوپامدرا بڑے تیونار اور بڑے ناز و انداز سے سنگار کرنے بیٹھ گئی۔ سامنے آئینہ۔ سنگاردان میں عطر پھلیل۔ سُرمہ مسّی۔ صندوق میں زیور جواہرات۔ گٹھڑی میں زرکار ملبوس ◆

جس وقت چوٹی کنگھی کی وابستگی دیکھی اگست رشی نے فرمایا یہ کوئی راج محل نہیں تپوبن ہے۔ مجھ کو زیبائش و آرائش سے کیا سروکار۔ سب لباس و زیور پھینکو۔ یہاں رشی استریوں کی سادی دھوتی اور غریبانہ اوڑھنی کافی ہے لوپامدرا نے سرِ تسلیم خم کیا۔ ہر ہفت عروسی سے کان پکڑے۔ چوتھی کی دلہن بننے سے نفرت کی اور دھوتی اوڑھنی سے سروکار اور رشی کی خدمت سے مطلب رکھا۔ رات دن اطاعت سے غرض تھی اور شام و صبح رضاجوئی سے واسطہ ایک دن لوپامدرا نے بڑے ادب سے عرض کی:-

پران ناتھ دھرم سروپ۔ بہت دن اس وضع میں بسر ہوئے سادگی سے طبیعت سیر ہو گئی۔ حکم دیجئے کہ سامان لباس و زیور جواہرات سے جسم

خاکی کو تصویر نور بناؤں۔ یہی نہیں بلکہ آپ خود بھی یہ چیتھڑے پھینکئے امیروں کی پوشاک پہنئے ۔

اگست رشی۔ لباس اور زیورات بھلا میں کہاں سے لاؤں۔ دولت کبھی آنکھوں سے نہیں دیکھی۔ چھیل چکنیاں بنوں تو کیونکر؟

لوپا مدرا۔ آپ کو دولت کی کیا کمی۔ سرستی کی طرح لکشمی زبان پر ہے سلطنت خاک کی ایک چٹکی ہیں۔ جس کو دھونی کی راکھ دے دیجئے۔ سنکھ پتی ہو جائے ابھی پلک جھپکا لیجئے تو میرے پتا کی سی دولت کیا کوبیر کا خزانہ یہیں ہو۔

اگست رشی۔ بالفرض یہی سہی تو پھر تپسیا کی کیا سبیل۔ چنے کا چبانا اور شہنائی کا بجانا کب ممکن ہے۔

لوپا مدرا۔ اگر یہی تھا تو پھر پاؤں میں بیڑی کیوں پہنی۔ شادی کی کیا ضرورت تھی۔ جب کسی کو پاؤں سے باندھا تو رشتے کا نباہ بھی مقدم اور لطف زندگی بھی ضروری ہے۔

اگست رشی اس بات پر معقول ہو گئے۔ سوچے کہ عورتوں کو زیور و لباس بڑے پیارے ہوتے ہیں لوپا مدرا بڑے بھاری راجہ کی بیٹی۔ پیدائش کے دن سے زر و جواہرات ہی آنکھوں سے دیکھے ہزاروں زیور پہن پہن کے توڑے پھینکے اب اس کا دل رکھ لینا ضروری ہے انہوں نے آخرکار کہدیا کہ اچھا جو تمہاری مرضی وہی میری خوشی۔ لیکن مجھے کسی دولتمند راجہ سے کچھ دولت لے آنے دو۔

یہ باتیں یہیں ختم ہو گئیں اگست رشی کو دولت کی فکر راجہ شرت برن کے پاس لے گئی راجہ نے صدق عقیدت سے پرستش کی اور قدموں پر سر رکھ کر اظہار آرزو کیا کہ

مہاراج۔ ارشاد ہو۔ کیا خدمتگزاری کروں؟

اگست رشی۔ تھوڑی دولت درکار ہے۔

شرت برن۔ تھوڑی بہت کیا۔ جو کچھ میرے پاس ہے اُس کو اپنا ہی سمجھئے۔ میں راج پاٹ سب نذر کرتا ہوں۔

اگست رشی۔ تمہاری عقیدت آفریں مجھ کو یہی سب کچھ مل گیا

دولت اس کے سامنے کوئی چیز نہیں +

سُرت برن - نہیں مہاراج یہ نہ ہوگا - میں تعمیل ارشاد ضرور کرونگا +

اگست رشی - مجھے عذر نہ تھا لیکن تمہاری آمدنی خرچ سے ایک حبہ زائد نہیں - اس لئے میں اپنی خواہش واپس لیتا ہوں +

سُرت برن - یہ تو آپ بیڈھب سناتے ہیں - مجھے خوش نصیبی پر فخر کرنے کی پھر اور کیا بات ہوگی +

اگست رشی - تم کوئی خیال دل میں نہ لاؤ - میں اپنی خوشی سے دولت لینا منظور نہیں کرتا - وجہ یہ کہ جس کے آمد و خرچ میں توفیر کی مدیا بچت نہ ہو اُس کو ایک رقم کثیر دینے میں ضرور دُکھ ہوتا ہے پس میں تمہارا دل دکھانا نہیں چاہتا آؤ چلیں کسی دوسرے راجہ سے ملیں جلدی ہی کیا ہے +

اگست رشی یہ کہکر راجہ سُرت برن کو لئے ہوئے راجہ بردھنشو کے پاس گئے پھر راجہ ترسدس کے یہاں لیکن کسی سے ویک ٹکا نہ لیا سب کو ہمراہ لیکر راجہ کالوان کو درشن دینے پر سوال کیا کہ وہ اٹیل آسامی بتاؤ جو جاہے جتنی دولت دے ڈالے - مگر خزانے کا ایک کونا بھی نہ خالی ہو +

راجہ کالوان - مہاراج ایسا راجہ تو پہلاد کی نسل میں صرف ایک اُلوک دیت ہے جس کی دولت کا حساب نہ شمار چلئے وہیں چلیں اُس سے مطلب نکل آئیگا +

اسے قرار پاگیا اور سب کے سب اُلوک دیت کے پاس پہنچے اُلوک نے بڑی آؤ بھگت خوب تعظیم تکریم کی اور دعوت کی ٹھہرائی منتر کی تاثیر نے باتاپی کو بکرا بنایا گوشت تیار ہوا - اور حسب معمول اگست جی کے سامنے پیش ہوا - اگست رشی صاحب کشف و کرامات تھے اُلوک دیت کی کارستانی سمجھ گئے مگر زبان سے کچھ نہ کہا گوشت پر خوب بڑھ بڑھ کر ہاتھ مارے اور ایک ڈکار لی تو باتاپی ہضم اتنے میں اُلوک نے آواز دی - باتاپی - باتاپی - مگر وہاں باتاپی ہو تو بولے - باتاپی اب کہاں - اگست جی کی ڈکار ہضم کرگئی اُلوک نے دوسری بار پھر پکارا تو اگست جی اور ڈکار لیکر بولے

اسے نہ بھیج سے وہاں ایک ہی ہے بیٹھ گیا ہے لیکن تو مجھ کو بھی

کوئی ایسا ویسا برہمن سمجھتا ہے - بھائی سے ہاتھ دھو۔ وہ کب کا ہضم ہو چکا
اُلوک مارے غیرت کے زمین میں گڑ گیا - بھائی کی جدائی نے دل پر گہری
چوٹ دی - عذر خواہی کر کے بولا :-

"مہاراج آپ نے کس غرض سے تکلیف فرمائی ؟

اگست رشی - دولت کی خواہش گھسیٹ لائی +

اُلوک - تو پھر جس قدر خواہش ہو بے تکلف لیجئے میں عذر نہ کرونگا +

اگست - یہ بات ہے تو دس دس ہزار گائیں سونے سے سینگ منڈھوا کر میرے ہمراہی راجوں کو دلواؤ اور دونی مجھے - اس کے علاوہ ایک جواہر نگار رتھ چاہئے جس کے گھوڑے ؎

چھلیں تو اُڑیں شرار کی طرح
تڑپیں دل بے قرار کی طرح

اُلوک نے اگست رشی کے لفظ لفظ کی تعمیل کی - رشی مہاراج رتھ پر سوار ہو کر گھر آئے راجوں کو ہنسی خوشی رخصت کیا لوپامدرا کو زیور و جواہرات سے لاد دیا آپ بھی دنیادار بن گئے - کچھ دنوں بعد دھم باہو کی ولادت ہوئی خوشیاں منائی گئیں - جشن ہوئے - دھم باہو بڑا صاحب جلال و صاحب کمال تھا جس کی بدولت اگست جی کے بزرگوں نے عذاب سخت سے رہائی پائی +

ادھیائے ۴۹

بھرگو تیرتھ دھوسر اتیرتھ کی فضیلت - پرسرام چندر اور پرسرام جی کا تذکرہ - برترا سیر راچھس کی جفا کاری و دادھیچ رشی کی ہڈیوں کے بجر سے قتل - کالکے دیت کی بد اگست رشی کے فیض کمالات سے سمندر کی پایابی - بھگیسوں

کا دفعیہ

لومس جی کا سلسلۂ سخن جاری ہے انہوں نے فرمایا کہ

اے راجہ جدھشٹر۔ سامنے جو دریا موجیں مار رہا ہے اُسی کو سری گنگا بھاگیرتی کے نام سے فضیلت حاصل ہے گنگا جی کی عظمت کو کوئی اور دریا نہیں پہنچتا۔ ان کا ظہور مہادیو جی کی جٹا سے ہُوا ہے بھاگیرتی میں اشنان کرنے سے عمر بھر کے پاپ دھو جاتے ہیں اور آدمی بے تکلف بھوساگر کے پار اُتر جاتا ہے۔ اس بھرگو تیرتھ میں رشیوں منیوں کی گنتی نہیں۔ جپ تپ کا بازار گرم رہتا ہے تم بھی یہاں اشنان کرو تو دیکھو کیسا تیج بڑھ جاتا ہے۔ پرسرام جی ایک مرتبہ تیج کھو بیٹھے تھے مگر اس تیرتھ کی برکتوں نے جس طرح اُنہیں وہی جلال عطا کر دیا اُسی طرح تمہاری دولت و حکومت اس کے چشمۂ فیض سے پھر واپس مل جائیگی ✤

راجہ جدھشٹر نے بڑی خوش اعتقادی سے غسل کر کے لومس رشی کے قدم چھوئے اور پوچھا۔

مہاراج آپ نے پرسرام جی کا ذکر فرمایا۔ میں نے سمجھا ✤

لومس رشی۔ سُنو۔ تریتا جگ کا دور دورہ تھا۔ پورن برہم بھگوان نے راجہ دسرتھ والیِ اجودھیا کے شانۂ دولت میں اوتار لیکر سری رامچندر جی کے نام سے شہرت پائی۔ میں ذاتِ مقدس کو بچشم خود دیکھ چکا ہوں۔ عجب پرتاپ تھا دستِ قدرت کے وہ اعجاز کہ پرسرام جی کو حیرت ہوئی۔ ہوا ئے آزمائش اجودھیا میں لے گئی راجہ دسرتھ کی طرف سے رامچندر جی پیشوائی کو گئے ملاقات ہوئی پرسرام جی نے اظہار مسرت کے بعد اپنا دھنش پیش کیا اور کہا کہ

یہ دھنش وہ ہے جس نے چھتریوں کے قتل عام سے خاص شہرت حاصل کی ہے اسے چڑھائیے اور مجھے دستِ قدرت دکھائیے ✤

سری رامچندر جی۔ آپ کو آپ کا دھنش مبارک میں اسے کیا ہاتھ لگاؤں رشیوں اور برہمنوں کے اعزاز میں فرق ڈالنا میرا وطیرہ نہیں۔ میرے لئے چھتریوں کا دھرم بہت ہے

پسرام جی - باتیں نہ بنائیے۔ فقروں میں نہ اڑائیے دھنش چڑھائیے بغیر مفر نہ ہوگا

سری رامچندر جی یہ سُنکر مسکرا دئیے۔ سر تسلیم خم کر کے ہاتھ میں دھنش لیا چٹکی سے چلہ کھینچنے کی دیر تھی کہ دھنش دوہری کمر کی طرح خم کھا گیا ٭

پرسرام جی - اس کی سند نہیں - یہ تیر لیجئے - تب دھنش چڑھائیے۔ بات تب ہے کہ دونو سرے کان کے پاس آپس میں مل جائیں ٭

سری رامچندر جی - اب تک میں آپ کے غرور کا حال کانوں ہی سے سُنتا تھا آج آنکھوں سے دیکھ لیا۔ آپ تو اپنے زعم ہی میں مست ہیں کسی کو نظر ہی میں نہیں لاتے - برہما جی کو دعا دیجئے جن کی بدولت دھاک بندھ گئی چھتری کھیت رہے - اب آپ مجھے بھی طنطنہ دکھاتے - گیدڑ بھبکیوں میں لانا چاہتے ہیں تو اچھا دیکھئے میں کون ہوں ٭

اس وقت سری رامچندر جی کے چہرے کے جلال کا کیا پوچھنا۔ پیکر نورانی کیا سے جانے کیا ہو گیا رونگٹے رونگٹے میں برہما بشن مہیش جلوہ دکھانے لگے۔ خط و خال میں بارہ سورج - آٹھ بسو - گیارہ رُدر - چاروں وید - سادسیہ گن - رت گن - گرہ نچھتر اگن نظر آنے لگے - تپر رشی - دیا - گندھرب - دھنونتر کی صورتیں نظر آ گئیں - سو و بھی - بیلی - تمام رنگ کی گھٹائیں چھا گئیں - یہ جلوہ قدرت دکھا کر نرم چٹکی سے تیر چھوڑا تو زمین میں تری کا نام نہ رہا - دفعتاً بادل گھرے - مینہ برسا - زمین تھرا اُٹھی - طبقۂ خاکی سے ہولناک آوازیں آنے لگیں تیر کرشمۂ اعجاز دکھا کر پھر واپس آیا - اور پرسرام جی بیہوش ہو کر گر پڑے - چہرے کا تیج بالکل جاتا - تھوڑی دیر یہی حالت غشی رہی - پھر پرسرام جی کے ہوش ٹھکانے ہوئے قدموں پر سر جھکایا ثنا و صفت میں تر زبان ہوئے۔ سری رامچندر جی نے فرمایا - بس اب مہیندر پربت پر چلے جائیے - کبھی اودھر کا رُخ نہ کیجئیگا۔ پرسرام جی مارے غیرت کے کٹ گئے سر اُٹھائے نہ اُٹھتا تھا حیا سے آنکھیں نیچی کئے مہیندر پربت کی طرف راہی ہوئے - اگلے تیج کے ماتھے گئی - سال بھر کے بعد بھرگو جی کو ترس آیا پرسرام جی کے پاس آئے بولے

جگ بند [illegible] سری رامچندر [illegible] نہیں

سے خود نمائی۔ بشن بھگوان ہی سے غرور۔ رام چندر جی کو تم نے رام ہی جانا۔ پورن برہما کو بھی نہ پہچانا۔ خیر جو ہو گیا سو ہو گیا۔ اب جاؤ بدھوسرا ندی میں اشنان کرو اس تیرتھ کی برکتوں سے تمہارا تیج پھر جیسا کا تیسا ہو جائے گا" پرسرام جی فوراً بشن بھگوان کی خدمت میں حاضر ہوئے تیرتھ اشنان کے لئے اجازت حاصل کر کے بدھوسرا ندی میں نہائے۔ تیرتھ نے برکت ظاہر کی۔ چہرہ اصلی تیج سے پھر جگمگانے لگا۔

اے راجہ جدھشٹر جس تیرتھ کے درشن کرنے آئے ہو یہ تیرتھ وہی ہے۔

اتنا فرما کر لومس رشی نے اگست رشی کے ذکر کو پھر یوں شروع کیا کہ زمانۂ ماضیہ میں برترا اسُر راچھسوں کا دل لیکر اندر سے آمادۂ جنگ ہوا۔ اندر گھبرا اُٹھے۔ دیوتاؤں کو لئے ہوئے برہما جی سے فریاد کی۔ جواب ملا کہ مہارشی دیدیچ کی ہڈیوں کا بجر بنواؤ۔ تب برترا اسُر سے نجات ملے۔ دیوتا مہارشی کی خدمت میں پہنچے برترا اسُر کے ظلم و ستم کی شکایت کی۔ ہڈیوں کے لئے حرفِ سوال زبان پر لائے۔ دیدیچ رشی برہم گیانی تھے۔ اُنہیں گوشت پوست کی محبت کیا فوراً آنکھیں بند کر کے چولا چھوڑ دیا۔ دیوتاؤں نے ہڈیاں لیکر بشنا دیوتا سے بجر بنوایا اندر بجر لیکر سرگرم کارزار ہوئے اور راچھسوں کا صفایا کر دیا جو راچھس جان چھپا کر بھاگے اُنہوں نے پھر ایکا کیا۔ چنڈال چوکڑی مشورت کے لئے اکٹھا ہوئی تو یہی طے پایا کہ بس یگیہ ہی نہ ہونے دو پھر دیکھیں دیوتا کہاں سے غیبی طاقتیں لاتے ہیں بس کیا تھا سارے راچھس برہمنوں کے دشمن ہو گئے۔ جہاں یگیہ کرتے دیکھا اودھم مچائی۔ یگیہ برہم کیا برہمن پیٹ کی آگ میں جھونکے۔ دیوتاؤں مقدس گروہ اس ظلم و ستم سے اور بھی گھبرایا جب کوئی بچاؤ کی صورت نہ دیکھی تو برہما کو لئے ہوئے سری نارائن جی کا پلہ پکڑا پہنچے۔ غرق ادب جھکایا فریاد کے ساتھ چشمِ ترحم کی درخواست کی جواب ملا اگست رشی کی خوشامد کرو وہ سمندر خشک کر دیں تب راچھسوں کا قلع قمع ممکن ہے دیوتا خاک بوس ہو کر وہاں سے پھرے اگست رشی کے پاس آئے درخواست کی کہ:۔

رشیوں کے سرتاج مہاتما متراورن رشی کے فرزند سربلند کشف و کرامات میں آپ [illegible] آپ کی [illegible] کے خود سری نارائن قائل ہیں پچھلے دنوں آپ

ہی دیوتاؤں کی جان بچائی - جب بندھیاچل نے سورج کا رتھ روکا تب آپ ہی کے طفیل ہوئے دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا تھا اہل زمانہ دم توڑ رہے تھے کہ آپ نے بلائے درمان سے نجات دی - اب ہم کو پھر مصیبتوں سے سامنا ہے آپ کی پناہ میں آئے ہیں رحم فرمائیے +

اگست جی اُٹھ کھڑے ہوئے فرمایا چلئے - جب دیوتا رشی جی کو سمندر کے کنارے لے گئے تو وہاں تماشائیوں کی بھیڑ لگی ہوئی پائی - جدھر دیکھئے دیوتا ہر طرف کنہر گندھرب غرض سب کے دیکھتے دیکھتے اگست رشی نے اعجاز ریاضت دکھایا - چلو منہ سے لگایا تو سمندر بالکل خشک - پانی کا نام ندارد - ہر طرف سے نعرۂ تحسین بلند ہوئے جو تھا کمالاتِ کشف کا قائل ہو گیا دیوتا سمندر میں اُترے اور زمین کھود کھود کر راچھسوں کو نکالا - مارا اور اُن کے سردار کاٹ لگے - دیت کے بھی خوب دھرے اُڑائے - جب اپنے بھائی برتراسُر کے مارے جانے پر دیوتاؤں کے خون کا پیاسا ہو گیا تھا +

اس دھر پکڑ مار دھاڑ میں جو اچھس کسی طرح بچ نکلے - اُنہوں نے پاتال میں پناہ لی - باقی سب نظرِ تیغ بیدریغ ہوئے راچھسوں سے چھٹی پا کر دیوتاؤں نے اگست رشی سے پھر درخواست کی کہ مہاراج سمندر خشک پڑا ہے - آپ ہی چاہیں تو چشمۂ فیض جاری ہو جائے +

اگست رشی - میں میں اپنا کام کر چکا یہ میرا کام نہیں - کچھ دن صبر کیجئے جب بھاگیرتھ راجا کا ظہور ہو گا تو اُن کے فیضِ ریاضت سے پھر جل مئی ہو جائیگی

ادھیائے ۵۱

راجہ سگر کا یگیہ - یگیہ کے گھوڑے کی چوری - تلاش - راجہ کے ساٹھ ہزار بیٹوں کی کپل مُن کے استھان پر رسائی گھوڑے کی دستیابی - کپل مُن سے شرارت کپل مُن کی چشم

قہر سے آتش فشانی۔ سب کی موت۔ راجہ بھاگیرتھ کی تپسیا۔ سری گنگا جی کی رونق افروزی

راجہ یدھشٹر کے استصواب سے لومس رشی راجہ بھاگیرتھ کا ذکر فرمانے لگے کہ سورج بنس کو جن راجہ اکشواک کے نام سے عظمت ہے اُن کی نسل میں ایک راجہ سگر گزرے ہیں۔ اُن کے کوئی اولاد نہ تھی۔ لہذا رانیوں کے ہمراہ کیلاش پر جاکر تپسیا کی۔ تب اس حد کمال کو پہنچا کہ سری مہادیو جی از حد خوش ہوئے اور فرمایا ایک دو کیا اکٹھے ساٹھ ہزار بیٹے لو۔ یہ سب ایک ہی ساتھ عالم وجود میں آئینگے۔ اور ایک ہی ساتھ سب کا خاتمہ ہوگا یہ اُس وقت کا اثر ہے۔ جس وقت تم نے تپ شروع کیا تھا۔ اب رہی بقائے نسل کی صورت اُس کے لئے دوسری رانی کے بطن سے ایک اور فرزند ظہور پذیر ہوگا +

بعد ان پُر اثر تھا رانی بیدربھی حاملہ ہوئی اور اُس کے بطن سے ایک تونبا برآمد ہُوا اس ہنگم ولادت سے کون خوش ہو سکتا تھا تجویز ہوئی کہ پھینک دو تونبے کا تجویز پر عمل درآمد ہونے ہی کو تھا آکاش بانی میں یہ الفاظ سنائی دئیے +

"ہیں! بھگوان شنکر کے عطیہ کی یہ بے قدری۔ خبردار اسے ضائع نہ کرنا ساٹھ ہزار فرزندوں کا منہ اسی سے دیکھنا نصیب ہوگا تونبے کے بیج الگ الگ گھڑوں میں رکھکر گھی بھروا دو۔ چند دنوں میں لڑکے کھیلتے دکھائی دینگے +

آکاش بانی کی تعمیل ہوئی اور میعاد مقررہ پر راجہ سگر کے رنواس میں بیٹوں کی ایک فوج نظر آنے لگی +

اب رہ گئی دوسری رانی شبیا۔ وہ بھی بار آور ہوئی اور بطن سے ایک نہایت ہی شکیل وجمیل فرزند زینت آغوش ہُوا۔ یہ پسر نیک اختر نہایت سعید و رشید تھا اور وہ ساٹھ ہزار نہایت شریر النفس۔ ان کے زمانہ شباب و عالم جوانی میں راجہ سگر اشمیدھ یگیہ میں مصروف ہوئے۔ یگیہ ابھی ناتمام تھا کہ راجہ اندر گھبرائے۔ اندیشہ ہُوا کہ کہیں اندر آسن ہاتھ سے نہ نکل جائے خوف قوی تھا خود یگیہ میں پہنچ گھوڑا ہی چُرا

لائے اور باندھا کہاں۔ کپل منی کے استھان۔ کپل منی سمادھی لگائے ایشور کے دھیان میں محو تھے اُنہیں معلوم بھی نہ ہُوا کہ اندر کب آئے کب گھوڑا باندھ گئے یہاں ہُون کے وقت گھوڑے کی ضرورت ہوئی تو استھان سُونا۔ کنوؤں میں بانس ڈالے سوئی کے ناکے تک میں ڈھونڈھا مگر کہیں پتہ نہ لگا۔ آخر راجہ سگر نے ساٹھ ہزار بیٹوں کو تلاش کے لئے بھیجا یہ زمین کھودتے کھودتے وہاں پہنچے تو گھوڑا سامنے تھا۔ خوب اُچھلے کودے۔ جی بھر کے بغلیں بجائیں مگر رگ رگ میں شرارت بھری تھی۔ کپل مُنی کو چھیڑ بیٹھے۔ ایسی شیطنت کی کہ آخر کپل مُنی سے ضبط نہ ہُوا غصہ روک نہ سکے آنکھ کھول کے دیکھ دیا تو ساٹھوں کے ساٹھوں ہزار سوخت ہو گئے راکھ کے سوا کچھ نہ تھا۔ نارد جی نے راجہ سگر کو سانحۂ جگر خراش سُنایا وہ روئے پیٹے آخر صبر کیا اور شبیا رانی کے لخت جگر انسومان سے کہا کہ بتاؤ کیا کیا جائے۔ بیٹے بھی گئے اور یگیہ بھی ناتمام اور سب پر یہ آفت کہ تمہارے بھائیوں کی نجات ناممکن۔ اُس نے چھاتی ٹھونک کر حامی بھری کہ میں اپنے بھائیوں کی مٹی سوارتھ کر دونگا۔ آپ بے فکر رہیں انسومان اُسی وقت چل کھڑا ہُوا اور منزل مقصود پر پہنچکر مہاراج کپل منی کے درشن کئے۔ کپل مُنی جی بہت خوش ہوئے اور فرمایا

"کیوں کیا خواہش ہے"

انسومان۔ ۶۰ ہزار بھائی نظر قہر سے خاک ہو گئے ہیں۔ ان کی نجات کیواسطے کیا ارشاد ہوتا ہے ادھر یگیہ بھی ناتمام ہے حکم ہو تو گھوڑا لے جاؤں ٭

کپل مُنی۔ بیشک گھوڑا لے جاؤ مگر بھائیوں کی نجات گنگا جی کے بغیر ممکن نہیں۔ اگر تم میں ہمت ہے تو مہادیو جی کی عبادت کرو۔ گنگا جی اُن کی توجہ بغیر نہیں آسکتیں ٭

انسومان قدم چھو کر رخصت ہُوا۔ یگیہ میں گھوڑا پہنچایا۔ یگیہ کی کارروائیاں ختم ہوئیں۔ راجہ سگر کچھ دنوں کاروبار سلطنت کر کے راہی ملک بقا ہوئے تخت سلطنت پر انسومان نے جلوس فرمایا اور بھائیوں کا غم دل میں لئے ہوئے دار فانی کی راہ لی۔ انسومان کا فرزند راجہ دلیپ تھا اس نے بھی ایک مدت مقررہ تک

تپ کیا مگر بیکار۔ گنگا جی سُرگ سے نہ آئیں آخر اسی ہوس میں جان دی اور اور تک حکومت بھاگیرتھ کو نصیب تھا +

راجہ بھاگیرتھ کو ساٹھ ہزار بزرگوں کی نجات کا خیال قدرتی تھا۔ اس نے دولت سلطنت سے منہ پھیر کر کیلاش کی راہ لی۔ صدق دل سے دھیان کیا تو سری گنگا جی بنفس نفیس سامنے تشریف لائیں ارشاد ہوا کہ

"مانگو کس چیز کی طلب ہے" +

بھاگیرتھ۔ ۶۰ ہزار بزرگ ہلاک عرت کے نذر ہوئے ہیں جملوں میں جگہ ملی ہے ان کی نجات چاہتا ہوں آپ کا چشمہ فیض موجزن ہو تو سب تر جائیں +

گنگا جی۔ تمہاری سعادتمندی پر آفرین میں خوشی سے تمہارے بزرگوں کو نجات دینا منظور کرتی ہوں مگر ایک مشکل ہے۔ جس وقت میں سُرگ سے چلی میری رو کو کون روکے گا۔ شوجی کی تپشیا کرو وہ مجھے اپنی جٹا میں جگہ دیں تو کام بن جائے +

بھاگیرتھ جی ہمہ تن محو ہو کر سری مہادیو جی کی عبادت میں دل لگا دیا۔ ایسی ریاضت کی کہ خود بدولت خوش ہو گئے۔ فرمایا کہ

شوق سے گنگا جی کو طلب کرو۔ میں جوش سیلاب کو روک لونگا +

راجہ بھاگیرتھ نے سری گنگا جی سے نزول باران رحمت کی درخواست کی وہ سُرگ سے چلیں۔ مہادیو جی نے جٹا میں جگہ دی۔ جٹا سے تین دھارائیں بہیں۔ ایک دھارا بھاگیرتھ کے پیچھے پیچھے چلی۔ اگست جی کا شکم یا سمندر لبریز ہو گیا۔ بھاگیرتھ کی محنت سپھل ہوئی۔ مراد بر آئی۔ ترپن کیا سری گنگا جی نے راجہ سگر کے ساٹھ ہزار بیٹوں کو نجات بخشی +

ادھیائے ۱۵

ہیم کوٹ پربت۔ بیترنی ندی اور برہمن کی جاترا اور ان کے حالات لومس رشی کی زبانی

پانچو جاتری اب انند اور اپرانند تیرتھوں پر پہنچے ان ندیوں کا بھی بڑا مہاتم ہے یہاں کے اشنان سے نہ پاپ رہتے ہیں نہ کسی قسم کا اندیشہ۔ راجہ جدھشٹر نے بھیم کوٹ پر عجیب ہی حیرت انگیز نظارہ دیکھا بادل ہر طرف چھپر چھائے ہوئے مگر ایک بوند پانی کا نام نہیں۔ صرف پتھروں کی بوچھاڑ اور کنکروں کی بارش تیز و تند ہوا کے وہ جھکورے کہ پہاڑ پر چڑھنا محال۔ آدمیوں کی بود و باش نہیں۔ مگر دیدوں کی دھونی سے دل مست۔ صبح ہو یا شام جیسے بھیے آگ روشن شعلے نمودار مکھیوں کی وہ کثرت کہ دم بھر ٹھہرنا موت پھر کون وہاں جائے کون تپ کرے

راجہ جدھشٹر حیران ہو گئے کچھ معاملہ سمجھ میں نہ آیا لومس رشی سے پوچھا کہ یہ دنیا سے انوکھا مقام کون سا ہے؟

لومس رشی۔ اسے رشینہ کوٹ پربت کہتے ہیں اسی پر رشینہ رشی کی بود و باش تھی۔ رشی بڑا خرشٹ۔ تُرگ۔ صد بار ال دیدہ اور سرد و گرم زمانہ چشیدہ تھا چشیدہ ایسا صاحب کمال مگر غصے میں بھی فرد۔ ہر وقت ناک بھوں چڑھی ہی رہتی تھی جب دیکھیے غصہ ناک پر ایک دن پربت سے کہہ دیا۔ خبردار کسی کو چڑھنے نہ دینا پتھروں کی بوچھاڑ کرنا۔ تازہ ہوا کو بھی حکم دے دیا کہ ایسا جھکڑ چلا کہ کسی کا پاؤں نہ ٹک سکے۔ حکم کی تعمیل ہوئی اور سنگباری کا ہوا کی طوفان خیزی نے ساتھ دیا۔ ذرا اگر اس کی طرف نظر کرتا کسی کو بھی معلوم ہوتی ہے اس جگہ لطف ہے تو بس اسی گھاس کا مقدور اب کوشکی ندی سے کوشش کریں اس مقدس کا تیرتھ ہے بسوامتر جی نے یہیں فیض عبادت سے کمال حاصل کیا تھا ٭

سب لوگوں نے مقدس ندی میں پاپ دھو بہائے اور کوشکی ندی پر پہنچے۔ دیکھا تو پانی آئینے کی طرح صاف۔ لہروں میں سورج کی کرنوں سے زیادہ چمک۔ بسوامتر جی کا تپ آشرم نور لئے ہوئے ٭

لومس رشی یہاں پہنچکر بولے

کہ بسوامتر جی کے ایک فرزند ارجمند تھے شرنگی رکھ کا نام تم نے سنا ہوگا انھوں نے مرگی دہرنی کے بطن سے قالب عنصری پایا ایسا تپ میں ویسا کمال حاصل تھا کہ ایک مرتبہ نہ موسم نہ فصل نہ وقت نہ موقع اور موسلا دھار پانی برسا دیا راجہ لوم پاد

اس قدر معتقد تھے کہ اپنی راجکماری شانتا کے ساتھ شادی کر دی +

اب قافلہ یہاں سے بھی بڑھا۔ چلتے چلتے وہاں پہنچا جہاں گنگا جی سمندر میں ملی ہیں یہاں سے کوچ کر کے کلنگ دیش میں گزر ہوا لومس رشی گوہر افشاں ہوئے کہ بیترنی ندی کے درشن کیجئے دھرم راج یگیہ کو اسی تیرتھ کی برکتوں نے عظمت دی یہاں پر رشیوں منیوں کی عبادت گاہیں چوٹیوں پر تپسیا کے لئے عمدہ سے عمدہ جگہیں۔ فطرت فریب منظر۔ دلکش نظارے +

راجہ جدھشٹر یہاں اشنان اور پن دان وغیرہ سے ثواب دارین حاصل کر کے لومس رشی سے بولے :-

مہاراج یہاں نہانے سے میری جیسے آنکھیں کھل گئیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہی جدھشٹر ہوں تمام لوک نظر کے سامنے پھر رہے ہیں۔ کانوں میں بیٹھا کانس رشی کی آواز آرہی ہے دیکھ رہا ہوں کہ جاپ کر رہا ہیں۔ اس ندی کی برکت وعظمت کو میں مان گیا +

لومس رشی۔ خاموش خبردار اب کسی سے نہ کہنا دل ہی دل میں رکھنا۔ جانتے ہو کتنی دور سے آواز آرہی ہے؟ تین لاکھ جوجن سے کم فاصلہ نہیں +

بات دبوب گئی راجہ جدھشٹر چپ لگا گئے کسی دوسرے کو خبر نہ ہونے پائی۔ عازمان سفر نے قدم اٹھائے برہما جی کے بن میں پڑاؤ پڑا۔ لومس رشی سخن سنج ہوئے کہ

یہیں برہما جی نے اپنے یگیہ میں جہاں اور دان دئے وہاں کشیپ جی کو پرتھوی دان کر دی۔ یہ بن اور پہاڑ بھی نذر کیا۔ پرتھوی بگڑی کہ واہ کہاں یہ کہاں کشیپ۔ ایسے شخص کو دان دے جانے سے میری ہتک ہے کشیپ جی صاحب کمال تھے انہوں نے ریاضت سے ایسا خوش کیا کہ پرتھوی دیوی بن گئی درشن دیکر پانی پر قائم رہنے کا اقرار کر لیا دیکھئے یگیہ کی بیدی وہ ہے کوئی اسے ذرا ہاتھ لگا دے تو سمندر میں غوطہ لگا جائے۔ سنو میں منتر بتاتا ہوں اسے پڑھ کر بیدی پر چڑھ جاؤ بے کھٹکے اشنان کرو +

ادھیائے ۵۲

مہیندر پربت کی جاترا - آکرت برن سے ملاقات
سری پرسرام جی کے حالات اُسی کی زبانی

راجہ جدھشٹر نے سمندر سے مہیندر پربت کی راہ لی وہاں کا شب گوتری دیاشٹ گوتری منشیوں کے درشن سے سرمایۂ سعادت حاصل کیا وہیں سری وشنو جی کے اوتار پرسرام جی کی بھی قیامگاہ تھی اُن کے خدمتگار سے پوچھا۔

مہاراج جی کہاں تشریف رکھتے ہیں۔ درشنوں کا کیا وقت ہے؟

آکرت برن - کل چودش کو +

راجہ جدھشٹر - تم جو مہاراج کے حالات سے اچھی طرح واقف ہو گئے اس لئے تکلیف نہ ہو تو بیان کرو +

آکرت برن - خوب اچھی طرح واقف ہوں۔ شوق ہے تو سُنئے +

ہے ہے دیش کا راجہ بڑا زبردست تھا اسے ارجن سہسر باہو کہتے تھے ہزاروں بانہوؤں کی طاقت نے اس کی دھاک باندھ دی تھی۔ دتاترے جی اس پر مہربان تھے۔ اُن کے طفیل اس کو ایک عجیب و غریب بمان اور حیرت انگیز نقد ہاتھ آگیا۔ اب کیا تھا اس کے چیتے اور بھی تیز ہو گئے مارے غرور کے اکڑا ہی جاتا تھا۔ ملک گیری کی ہوا سمائی تو آکاش پر عملداری جمالی۔ روے زمین پر اپنے نام کا سکہ چلایا۔ سمندر تک سر کر لئے آخر سخت گیریوں سے انسان تنگ آگئے دیوتا تک چیخ اُٹھے۔ بشن بھگوان تک فریاد پہنچی اُنہوں نے پرسرام جی کے قالب میں ظہور فرما کر اہل خلق کو ظلم و ستم سے نجات دی ارجن سہسر باہو تہ تیغ ہوا یہ دست قدرت کا ایک ادنےٰ کرشمہ تھا اور داستان طول ہے سننا منظور ہو تو کہئے سرے سے سُناچلوں

راجہ جدھشٹر - ہاں ہاں ضرور کہو۔ لطف تو اسی میں آئیگا +

آکرت برن - زمانہ سابق میں راجہ گادھ کا بنجح (قنوج) کے فرمانروا تھے

شوق ریاضت میں صحرا نشینی اختیار کی تھی ان کی دُختر نیک اختر ستوتی بھرگو جی کے فرزند روچیک رشی کے ساتھ منسوب ہوئی کسی روز بھرگو جی روچیک رشی کے پاس تشریف فرما ہوئے نازک انداز بہو کو دیکھ کر ماتھ بھر کا کلیجہ ہو گیا بولے:-

جو خواہش ہو طلب کرے۔ بحر عاطفت جوش پر ہے +

ستوتی - آپ کا پوتا کھلاؤں یہی آرزو ہے مگر وہ زور و طاقت میں یگانہ روزگار ہو +

بھرگو جی - منظور - اور کچھ؟

ستوتی - تو پھر مجھے ایک بھائی بھی عطا ہو +

بھرگو جی - اچھا یہ بھی منظور - یگیہ کا پرشاد دیتا ہوں یہ تم کھانا وہ اپنی ماں کو کھلانا تم [illegible] کی پرستش کرو - تمہاری ماں گولر کی +

ہدایت پر عمل ہوا پر اُلٹا ساں بیٹی کا حصہ اُڑا گئی بیٹی ماں کا - ستوتی نے گولر کی پرستش کی - ماں نے پیپل کی +

بھرگو جی روشن ضمیر تھے انہیں نے راز معلوم ہوگیا آئے اور بہو سے کہا کہ ایسا مغالطہ یہ غفلت تیری ماں چپکے سے تیرا حصہ منہ میں رکھ گئی تجھے اپنا حصہ کھلایا پرستش میں بھی اسی طرح الٹو اسی ہوئی جس اب تو جسہ مانگی اولاد سے بے دسترس رہ اب تیرا بیٹا برہمن مگر میرا چھتری ہوگا اور بھائی ساد ھو مگر بڑا صاحب زور +

ستوتی نے درخواست کی کہ مجھے ایسا بیٹا نہ دیجئے پوتا دیجئے تو خیر +

استدعا قبول ہوئی اور ستوتی کے بطن سے جمدگن کا ظہور ہوا جمدگن جی بڑے صاحب کمال ہوئے ویدوں کے عالم باعمل استرو دیا میں اُستاد زمانہ +

ادھیائے ۵۳

جمدگن جی کی اور سری پرسرام جی کا تذکرہ ریتکا والدہ پرسرام جی کا قتل - دوبارہ زندگی سہرا باہو اور اُس کے بیٹوں کی شرارتیں پرسرام جی کے ہاتھ سے چھتریوں کی خونریزی وغیرہ

آکرت برن مائل گفتار ہے کہ جمدگن کی زوجہ عفت گزیں راجہ پرسین جت کی راجکماری تھی۔ جس کا نام رینکا تھا۔ جمدگن جی جنگل میں مصروف ریاضت رہا کرتے تھے۔ رینکا بھی خدمت میں حاضر رہتی تھی ایک روز رینکا نہانے لگی وہاں ایک نیا ہی معاملہ پیش ہوا۔ اُس کی نظر راجہ ماروت پر پڑی۔ جس کے حسن دلفریب نے اس کے دل پر جادو کا اثر کیا آنکھوں کی حسن پرستی سے دل ہی دل میں نادم ہوئی۔ جب واپس آئی تو جمدگن نے بھانپ لیا جوش غضب سے بولے

تف۔ زوف۔ لعنت +

جمدگن جی کے پانچ بیٹے تھے۔ رومنوان[1]۔ سوشیشٹ[2]۔ سوکھین[3]۔ بسوبسو اور پرسرام۔ چنانچہ اُنہوں نے اول الذکر چار بیٹوں سے کہا +

اڑا دو اس کی گردن۔ اس کی گردن۔ اس کی نیت کا ٹھکانا نہیں رہا +

بیٹے ماں پر کس طرح ہاتھ چلاتے اُنہوں نے گردن نیچی کر لی اور خاموشی سے حرف انکار کا مطلب ظاہر کر دیا۔ جمدگن جی عدول حکمی سے آگ ہو گئے۔ فوراً بددعا دے دی کہ آدمی سے ہرن ہو جائیں۔ بددعا تیر بہدف تھی۔ چاروں کے چاروں جانور بن گئے +

اسی عرصے میں پرسرام جی نے آکر قدمبوسی کی جمدگن جی غصے میں بھرے بیٹھے ہوئے ہی تھے۔ دیکھتے ہی حکم دیا کہ

تمہاری ماں نالائق ہو گئی اس کا ابھی سر اُڑا دو +

زبان ہلنے کی دیر تھی پرسرام جی نے فوراً ہی ایک ہاتھ مار دیا گردن الگ ہو گئی سر الگ جا پڑا +

جمدگن پرسرام جی کی اطاعت گزاری سے نہایت ہی خوش ہوئے فرمایا کہ کہو کیا صلہ دوں +

پرسرام جی۔ اور کچھ نہیں ماں کو زندہ کر دیجئے بھائی پھر جیسے کے تیسے ہو جائیں مجھ پر عذاب قتل نہ ہو ماں کو نہ معلوم ہو قاتل کون تھا۔ مجھے درازی حیات کی دعا دیجئے ایسی برکت عطا کیجئے کہ میدان جنگ میں فتح کا سہرا میرے ہی سر رہے

جمدگن جی کی زبان نے امرت کی تاثیر کی گردن پر سر رکھتے ہی رینکا اُٹھ بیٹھی معلوم

ہی نہ ہُوا کہ کیا گزرا۔ سب بیٹے بھلے چنگے آدمی ہو گئے اور پرسرام جی کو منہ مانگی مرادیں مل گئیں ⁘

کچھ دنوں کے بعد انوپ دیش کا راجہ کارت سرج سہسر ابا ہو وہاں پہنچا فقیروں کی جھونپڑی میں چھپتیں بھوگ کہاں۔ لڑکے بھی غیر حاضر تھے لہٰذا بمصداق برگ سبز است تحفۂ درویش۔ رینکا نے پھل پھول سے خاطر تواضع کی مگر وہاں سلطنت کا گھمنڈ بادشاہت کا غرور۔ حکومت کا نشہ۔ فرمانروائی کا زعم تھا یہ سوغات کیا نظر میں آتی۔ نیکی برباد گناہ لازم کی مثل صادق آئی حضرت چڑھ گئے۔ گائیوں کے بچھڑوں پر نزلہ گرایا سب کو ہنکا لے گئے ⁘

جمد گن جی سب ٹکر ٹکر دیکھا کئے دم نہ مارا۔ مگر جب پرسرام آئے تو سرگذشت کہہ سنائی ⁘

پرسرام جی شمشیر برہنہ تھے۔ ہر وقت میدان سے باہر۔ اُن کو تاب کہاں پرسا اُٹھایا اور سر پر جا پہنچے۔ لڑائی شروع ہوئی کُشت و خون کا بازار گرم ہُوا۔ تھوڑی ہی دیر میں سہسر باہو زمین پر چت ہو گیا۔ فوج میں کانی چڑیا تک باقی نہ بچی ادھر پرسرام جی شیروں کو خاک پر سُلا کر بن کو روانہ ہو گئے۔ ادھر سہسر باہو کے بیٹے دانت کٹکٹاتے دانتوں سے بوٹیاں نوچتے دوڑ پڑے اور مارے تیروں کے جمد گن کا بدن چھلنی کر دیا۔ جمد گن جی یا تو تپ کر رہے تھے یا چیختے چلاتے جنگل کی طرف اُٹھ بھاگے۔ بدن لہولہان۔ زخموں نے ہرن کی بہلیاں چمکا رکھی تھیں۔ پھر آشرم میں لوٹ آئے اور تکلیف سے تڑپ تڑپ کر جان دیدی۔ مرتے دم تک زبان رام رام رٹتی رہی اور یہی نام لیتے لیتے زبان بند ہو گئی۔ اسی عرصے میں پرسرام جی جنگل سے آئے جمد گن جی کو دیکھا تو مردہ صد سالہ کے برابر۔ رو ئے پیٹے سر دھنا اور آگ بگولا ہو کر دشمنوں پر جا برسے آناً فاناً میں سہسر باہو کے تمام بیٹوں کو قیمہ کر ڈالا اسی طرح کاٹ کاٹ کر ہی چھتریوں کے خون سے زمین لال ہو گئی اور کنار پر سرام جی نے انہیں کے خون سے کرکشیتر میں پانچ کنڈ لبریز کئے اور پتروں کو جل دینے کی رسم اُسی خون سے ادا کی۔ کشیپ کو اور برہمنوں کے ساتھ زمین عطا کرنے کے علاوہ سونے کا ایک چبوترہ دان کیا۔ جس کی بلندی ۳۶ ہاتھ اور لمبائی ۴۰ ہاتھ تھی ⁘

یہاں پر آکرت برن نے پرسرام جی کا ذکر خیر ختم کیا اور چودش کے روز راجہ جدھشٹر کو مہاراج ممدوح کے درشن حاصل ہوئے ادھر سے پرستش اُدھر سے نوازش رات اسی آنند میں گزری +

ادھیاے ۵۴

پربھاس چھیتر کی جاترا - سری کرشن جی و بلرام جی کی ملاقات - بلرام جی اور ساتکی کا راجہ جدھشٹر کی حالت پر تاسف - درجودھن وغیرہ کے خلاف جوش و خروش - سری کرشن جی و راجہ جدھشٹر کی دلاسا دہی

پرسرام جی سے رخصت ہو کر راجہ جدھشٹر نے آگے کی منزل میں قدم رکھا سمندر کے کنارے تمام تیرتھوں کے درشن کئے سمندر اور پرستشا ندی کے سنگم پر اشنان کیا وہاں سے گوداوری گوداوری سے دراوڑ دیش پہنچے اگست رشی کے نام سے منسوب اگست تیرتھ پر قیام کیا - یہاں ارجن کے عجیب و غریب اوصاف سے واقفیت ہوئی - پھر سورپاک تیرتھ ہوتے ہوئے دیوتاؤں کے یگیہ استھان میں وو چیک رشی کے فرزند کی بیدی پر پہنچے وہاں کے رشی آشرموں مندروں کے درشن کئے دان پُن کر کے پربھاس چھیتر میں وارد ہوئے بارہ روز تک نرجل اور نراہار برت رکھا اتفاق سے سری کرشن جی اور سری بلدیو جی بھی وہیں رونق افروز تھے جدھشٹر کی موجودگی کی خبر پا کر لاؤ لشکر کے ساتھ برہمنوں کو لئے ہوئے پہنچے جس وقت راجہ جدھشٹر اور دروپدی وغیرہ کو فقیرانہ لباس پہنے اور فرش خاک پر بیٹھے ہوئے دیکھا آنکھوں میں خون اُتر آیا - خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے مگر خیر دیدہ خواہد شد کے خیال نے غصہ تھاما اور باہم بغلگیر ہوئے - مزاج پرسی کی - سری کرشن

جی کو دروپدی کی حالت زار پر بڑا افسوس ہوا وہ کہتے تھے کہ ہائے کہاں یہ پھولوں سے نازک جسم۔ آفتاب و ماہتاب کی آنکھیں نیچی کرنے والی صورت اور کہاں یہ بے سروسامانی یہ عالم پریشانی۔ راجہ جدھشٹر نے ارجن کا حال سنایا۔ تحصیل فنون حرب و ضرب کی کیفیت گوش گزار کی۔ جدوبنسی زمانے کے انقلاب اور ایام کی گردش پر آنسو بہاتے تھے۔ سوچتے تھے کہ واہ ری نیرنگی فلک کہاں راجہ جدھشٹر کے وہ ٹھاٹھ باٹ۔ اقبال وہ اوج اختر تقدیر کی وہ بلندی۔ وہ طنطنہ و عالم پناہی۔ وہ دبدبہ شاہنشاہی راجسویہ یگیہ کی وہ عظمت و شان دربار گاہ کی وہ رونق کہاں یہ آوارہ گردی یہ صحرا نشینی یہ مرگ چھالے سے تن پوشی +

بلرام جی ایک آہ سرد بھر کر آنند کند سری کرشن چندر سے بولے :-

بھائی اُلٹی گنگا بہنے لگی۔ زمانہ اُلٹ پلٹ ہو گیا۔ دھرم کی برکتیں جاتی رہیں ادھرم اچھے پھل دینے لگا۔ دیکھئیے دھرم کی بدولت راجہ جدھشٹر کس حالت کو پہنچ گئے۔ کیسی دُردشا ہو رہی ہے اس کے خلاف دریودھن کی طرف نظر کیجئے کیسے مزے اُڑا رہا ہے۔ ہر وقت عیش ہر لحظہ جشن۔ یہ زندہ نظیر کم فہموں کے خیالات کو عجب مخمصے میں ڈالیگی وہ سوچینگے کہ ادھرم ہی دھرم سے اچھا ہے خدا خیال کیجئے دست بادی اور دھرماتما جدھشٹر پر ایسی ایسی بدعتیں اور ناگوار سے ناگوار حرکتیں کرنے پر بھی دریودھن پھولتا پھلتا جائے تو انسانی عقل کو کیونکر مغالطہ نہ ہو بھیشم پتامہ درونا چارج کرپا چارج گریبان میں منہ ڈال کر نہیں سوچتے کہ کیسا ادھرم ہوا ہے کورو اپنے ادھرم پر اترا رہے ہیں راجہ دھرتراشٹ کو ذرا شرم نہیں آتی۔ ابھی تک اس پاپ سے آنکھیں نہ کھولیں جس نے ماں کے پیٹ ہی میں آنکھیں پھوڑ دی تھیں۔ کچھ شک نہیں سب کا پیالہ بھر گیا چھلکنے بھر کی دیر ہے۔ آہ جن پانڈوں نے روے زمین کے تاجداروں کو زور بازو سے سر کیا جن کے قدموں پر بڑے بڑے مُکٹ دھاری سر جھکائے رہتے تھے۔ اندر آسن جن کے قدم چومنے کو ترستا تھا آج اُن کو خاک پر بیٹھنا نصیب ہے افسوس +

بلرام جی کے دل پر اس دردناک نظارے کا ایسا اثر تھا کہ اُن کی آنکھوں میں آنسو بھر بھر آتے تھے دل سمجھانے سے نہ سمجھتا تھا اُن کی یہ کیفیت دیکھکر ساتکی

جدو بنس شرو گت۔ آپ کو افسوس کی کیا ضرورت آپ کے اختیار میں سب کچھ ہے ایک اشارے میں دنیا اُلٹ پلٹ کر سکتے ہیں تین لوک کے مالک ہمارے مہاراج کرشن چندر کی جس پر نظر عنایت ہو اُس کو دُکھ درد کیسا آپ کا خادم حاضر ہے حکم ہو تو اسی وقت پانڈووں کی مصیبتوں کا خاتمہ کر دے۔ میں مہاراج کرشن چندر جی کو تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھتا کوروُں کے لئے آپ میں اور پردمن کافی ہیں فوج کو کوچ کا ارشاد ہو۔ ایک آنا فانا میں تو ہستناپور کوروُں سے پاک وصاف ہو جائیگا۔ آپ چل کر ذرا سیر دیکھیں میں جدیودھن وغیرہ کو چٹنی کئے بغیر پانی نہ پیونگا۔ آگ کو جنگل جلاتے دیر ہو میری تلوار کی آنچ دم بھر میں سب کو سواہا کر دے تب سند۔ تب بات جب پردمن کرپا چارج وغیرہ کو چت کرے۔ رہے بھیشم پتامہ جی وہ اپنے آگے کسی نہیں سمجھتے تو بس میں نے آپ کے لئے رکھا۔ چلئے میدان صاف۔ پالا اپنے ہاتھ بالفعل تخت کے مالک پردمن ہم سب اطاعت گذار۔ قول نباہ چکنے کے بعد راجہ جدھشٹر کا راج پر جودھن تخت سے دست بردار اتنی سی بات کے لئے فضول تامل۔ ناحق دیر۔

سری کرشن جی۔ ساتکی میں تمہاری رائے تسلیم کرتا ہوں۔ بہت ٹھیک کہتے ہو مگر مشکل یہ ہے کہ راجہ جدھشٹر کو نہ تخت کی پرواہ نہ دروپدی کو راج کی ہوس۔ یہ تو اس پر مرتے ہیں کہ جو منہ سے کہہ دیا وہ کسی طرح نبھ جائے۔ مگر یہ نہ ہوتا تو راجہ دروپد اور راجہ چندیری نہ معلوم کب کے میدان مار چکے ہوتے اور ہم لوگ یوں ہاتھ پر ہاتھ رکھے نہ دکھائی دیتے۔ کیا کریں دھرم کی پابندی قول کا نباہ کچھ کرنے دھرنے نہیں دیتا۔ خیر دن جاتے ہیں کہ راتیں۔ ایک دن یہی شدنی ہے جو ہوگی ہزار میں ہوگی لاکھ میں ہوگی۔ بے ہوئے نہ رہیگی۔

راجہ جدھشٹر۔ ساتکی جی آپ کی ہمدردی کا شکریہ۔ ہمت پر آفرین بیشک آپ کے آگے دریودھن کچھ چیز نہیں۔ وہ آپ کی چوٹ نہیں سہہ سکتا مگر خیال کیجئے گیا ہوا راج تو ہر وقت مل سکتا ہے۔ دھرم جاکر ملنا محال ہے۔ اس لئے میں راج سے دھرم کو مقدم سمجھتا ہوں۔ آپ کچھ دنوں صبر کریں۔ آپ کی ہوس نکالنے کے دن دور نہیں

ابھی میں تیرتھ برت کر رہا ہوں اس سے فارغ ہو کر اسی جگہ حاضر ہو گا ﴿
یہ کہکر راجہ جدھشٹر نے مہاراج کرشن چندر جی و بلرام جی وغیرہ کی ذرہ نوازی کا شکریہ ادا کیا اور رخصت ہو کر وہاں سے آگے بڑھے ﴿

ادھیاے ۵۵

پیسونی ندی اور جمنا ندی کی جاترا

راجہ جدھشٹر پیسونی ندی پر وارد ہوئے لومس رشی نے فرمایا کہ راجہ نرگ نے اسی مقام پر یگیہ کیا تھا اور چیون رشی کے یگیہ کا مقام وہ تالاب ہے جس کے کنارے برہمن بید خوانی کر رہے ہیں۔ چیون رشی اچھے مہاتما تھے۔ ان کی استری کا نام سوکنیاں تھا۔ اسونی کماروں کی طبیعت سوکنیاں کے حسن و جمال و فریفتہ تھی۔ اُنہوں نے بہت پاپڑ بیلے کہ سوکنیاں اُن سے ہم بغل ہو چیون رشی کو تلانجلی دے مگر اُس نے راہِ وفا سے منہ نہ موڑا دو ٹوک جواب دیکر تنکا سا توڑ دیا۔ اسونی کمار اُس کی پاک دامنی سے خوش ہوئے جوش عاطفت سے چیون رشی کو بڑھاپے میں جوانی عطا کر دی اور چیون رشی کے یگیہ میں انہیں نے امرت حرمت فرمایا۔ راجہ اندر اس بات پر ناراض ہوئے۔ بجر تانا کر رشی کی ہڈیاں چور کر دیں مگر جس طرح ہاتھ اُٹھایا تھا اُسی طرح رہ گیا۔ ہل نہ سکا چیون رشی اندر کی شرارت سے برہم ہوئے۔ اُنہوں نے کرتیا کو پیرایۂ ظہور پہنا کر اندر کی سرکوبی کا انتظام کیا۔ اندر گھبرائے جان میں جان نہ رہی۔ عذر خواہی کی معافی مانگی۔ رشی جی نے خطا در گزر کر دی اندر کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا ﴿

راجہ جدھشٹر نے یہاں فرائض لازمی ادا کئے سندھو بن کا راستہ لیا آرچیک پربت پر مُرت دیوتا کی دوامی قیامگاہ میں رشیوں سے ملے پھر جمنا جی میں اشنان کئے۔ جمنا جی کون ہیں اس کے متعلق لومس رشی بولے۔

سو جو جگہ کہ صاحبزادے ہی کرشن چندر بانی ان کا اعتقاد

جم کا خوف پاس پھٹکنے نہیں دیتا جو نہائے سیدھا سُرگ کو جائے۔ راجہ ماندھاتا نے اسی تیرتھ کو اپنے لئے منتخب کیا تھا +

ادھیائے ۵۶

راجہ ماندھاتا کا تذکرہ

راجہ جدھشٹر راجہ ماندھاتا کا تذکرہ سُننے کے مشتاق تھے چنانچہ لومس رشی نے گوہر سنجی فرمائی کہ

اکشواک کی نسل میں یوناسو راجہ کو بے اولادی کا غم تھا۔ چراغ خاندان کی فکر میں لاکھ تیل پانی ایک کیا مگر شمع آرزو نے لو نہ دی۔ آخر راج وزیروں کے متھے منڈھا اور خود بھارگو آشرم میں چل دئے وہاں پہنچکر یگیہ کی ٹھانی یگیہ ہُوا پانی میں منتروں نے تاثیر بھری کلس اُٹھا کر احتیاط سے رکھا گیا۔ ہدایت ہوئی کہ رانی سویرے یہی پانی پیئے۔ اتفاق کی بات۔ رات کو راجہ یوناسو پیاس سے بیچین ہوئے اور بے سمجھے بوجھے وہی پانی پی گئے سویرے دیکھا گیا تو کلسہ خالی۔ پوچھ گچھ ہوئی کہ راجہ کی غلطی تھی۔ بھارگو جی نے فرمایا

راجہ بُرا کیا۔ حمل ضرور ہوگا +

راجہ یوناسو۔ پھر کوئی تدبیر۔ مَیں تو مرجاؤنگا۔ حمل تک غنیمت ہے۔ لڑکا پیدا ہوگا تو کیونکر جان رہیگی +

بھارگو جی۔ خیر اس کو مَیں دیکھ لونگا۔ جو ہو گیا اچھا ہُوا +

حمل کے دن پورے ہو گئے راجہ کے بائیں پہلو سے فرزند کی ولادت ہوئی چہرے پر آفتاب کا جلال۔ صورت نور کے سانچے میں ڈھلی +

راجہ تصویر حیرت بنے ہوئے تھے کہ واہ عجیب قدرت ہے۔ اندر جی سے اندر دیوتاؤں کو لئے وارد ہوئے۔ دیوتاؤں نے اندر سے کہا سب کچھ تو ہے مگر یہ فرمائیے کہ راجہ جی لڑکے کو دودھ کون پلائیگا +

اندر۔ اس کی پرورش کا ذمہ وار میں۔ میری چھنگلی چوسنا اس کے لئے شیر مادر

سے زیادہ ہوگی +

اس موقع پر اندر کی زبان سے ماندھاتا کا لفظ نکلا تھا جس کے معنے ہیں میں پرورش کرونگا۔ پس یہی لفظ سب کی زبان پر چڑھ کر نام بن گیا اور اسی نام سے اس نونہال گلشن اقبال کی شہرت ہوئی۔ اندر جی کی چھنگلی میں امرت کی سی تاثیر تھی۔ ماندھاتا بہت جلد ماہ نو سے ماہ ہفت ہوگیا کمسنی ہی میں وید حفظ کرلئے تیراندازی گویا گھٹی ہی میں پڑی تھی۔ فنون حرب وضرب میں استاد وقت اس کے سامنے کان پکڑنے لگے۔ راجہ ماندھاتا نے خود پیشانی پر قشقۂ فرمان روائی کھینچا۔ جواہرات خود بخود خزانے میں پٹ گئے۔ ماندھاتا بڑا دھرماتما تھا خوب جی بھر کے یگیہ کئے۔ قند ھار فتح کیا۔ شام کل کے فرمانروا کو قید حیات سے نجات دی۔ جب چولا چھوٹا اندر آسن پر بیٹھنے کو نصف جگہ ملی +

اتنا فرما کر لومس رشی نے بتایا کہ کورکشیتر میں جو دیو یجن استھان آپنے دیکھا وہ اسی راجہ ماندھاتا ہی کی یادگار ہے

ادھیائے ۵۷

مختلف تیرتھوں کے درشن

راجہ جدھشٹر نے پھر اور مختلف تیرتھوں کے درشن کئے جن کے نام مع کیفیت ضروری درج ذیل کئے جاتے ہیں +

تیرتھوں کے نام مختصر کیفیت لومس رشی کی زبانی +

ملکشا وترن (جمنا کا تیرتھ) سرگ کا دروازہ۔ راجہ بھرت۔ کے یگیہ کا مقام۔

(جدھشٹر کو اس میں اشنان کرنے سے کل لوک نظر آنے لگے ارجن کو بھی انہوں نے آنکھوں سے دیکھا) +

سرستی — اس مقدس ندی پر مرنے والے کو بیکنٹھ نصیب ہوتا ہے دکش پرجاپت نے اپنا یگیہ کر کے یہیں بردان دیا تھا +

مقام	کیفیت
بشن تیرتھ متصل سرستی	اس مقام پر سرسوتی زمین میں غائب ہو گئی ہیں وجہ یہ کہ نکھاد راجہ کی قلمرو کا دروازہ یہی سمجھی جاتی تھیں۔ یہ ذلت گوارا نہ ہوئی اور زمین میں سما گئی ✢
چمسو بھیدن	یہاں سرسوتی جی نمودار ہوئی ہیں اور مقدس ندیوں کا اتصال ہوا ہے ✢
سندھو تیرتھ	یہاں لوپامدرا اور اگست رشی کا سمبندھ یعنی تعلق شادی ہوا تھا ✢
پربھاس	اسے اندر کا تیرتھ کہتے ہیں دافع عذاب و بخشندۂ ثواب ہے، بہت مقدس ✢
بشن پد	
بیاشا ندی	بششٹ جی کو جب فرزند کا غم ہوا تھا تو رسی سے ہاتھ پاؤں جکڑ کر اسی ندی میں ڈوبنے لگے تھے مگر بچ گئے رسّی کی بندشیں کھل گئیں ✢
کاشمیر منڈل	کامل الوقت رشیوں کا مقام سکونت۔ یہیں کاشیپ ججاتی عالم و فاضل رشیوں کا مکالمہ ہوا تھا ✢
مانس پہاڑ	اس مقام پر اشنان کرنے سے نجات حاصل ہوتی ہے یہاں پرسرام جی قیام پذیر رہے تھے ✢
اوجانک تیرتھ	اسکند بششٹ ارن دھوتی کے سم پلائن ہونے کا مقام ✢
کمشی وان سرودر	لکشمی جی کا آشرم اور کنولوں کی بہار اسی تالاب میں ہے ✢
بھرگو تنگ پربت	
بسا ندی	پانی بہت صاف ✢
چلا و اپچلا متصل جمنا	ان ندیوں کے قریب راجہ شوی عرف اوشی نر نے یگیہ کیا تھا جس میں اندر نے ان کے دھرم کی آزمائش کی کسوٹی پر کسا تھا۔ اندر باز بنے۔ اگنی دیو کبوتر۔ کبوتر آگے باز پیچھے۔ اس کو خوف جان اس کو شکار کی فکر۔ کبوتر بھاگا تو راجہ شوی کے پاس جا چھپا باز بھی جھپٹا ہوا پہنچا راجہ بولے کبوتر کو معاف کرو کیونکہ

پناہ میں آچکا ۔

باز۔ میری خوراک آپ نہ دینگے تو کھاؤنگا کیا ۔

راجہ ۔ کبوتر کے ہم وزن میں گوشت دیتا ہوں ۔

باز ۔ اچھا یہی سہی یہاں پیٹ بھرنے سے مطلب ہے ۔

راجہ نے گوشت کاٹ کر ترازو میں رکھا تولا تو کبوتر کے وزن سے کم ۔ اور گوشت کاٹا ۔ پھر پلہ اونچا آخر سارا گوشت کاٹ کاٹ کے تلوا دیا ۔ لیکن ڈنڈی پوری نہ ہوئی ۔ ناچار خود پلہ میں بیٹھ کر کہا کہ اب تو تول میں کمی نہیں ۔ جب راجہ اندر ہمت وجرأت اور دھرم کی پختگی کو دیکھ کر خوش ہو گئے فرمایا آفریں راجہ شیوی تم بڑے دھرماتما ہو تمہارا نام ہمیشہ زندہ رہیگا ۔

ادھیاے ۵۸

سمنگا ندی کی جاترا لومس جی کی گوہر افشانی یعنی اشٹا بکر جی کی راجہ جنگ کے یگیہ میں تشریف بری ۔ راجہ جنک سے رمز کی باتیں ۔ عالمانہ و عاقلانہ سوال و جواب

جب راجہ جدھشٹر وغیرہ سمنگا ندی پہ اشنان کرنے کو گئے تو لومس رشی نے فرمایا "اس ندی میں اشٹا بکر جی کا کوبڑ درست ہوا تھا ۔ بڑا مشہور تیرتھ ہے ۔

راجہ جدھشٹر ۔ اشٹا بکر جی کون تھے ۔ ان کا کچھ حال ؟

لومس رشی ۔ اشٹا بکر جی بڑے عقل کے پتلے تھے ۔ لیاقت بات بات سے ٹپکتی تھی ۔ ابھی بالکل نو عمر تھے اچھی طرح ہاتھ پاؤں بھی نہ نکالے تھے کہ راجہ جنک کی دھوم دھام سنکر اپنے ماموں سویت کیت کے ساتھ یگیہ میں جا پہنچے ۔ سن کچھ نہ تھا عمر بالکل تھوڑی تھی ۔ دربانوں نے روکا کہ یہاں چھوکروں کا کام نہیں ۔ سن رسیدہ زمانہ دیدہ بھیوں سے سوا کوئی یگیہ میں شریک نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ کوئی ابوالعلا ہو

فاضل ہوئے تکلف چلا جائے ممانعت نہیں۔ آپ معاف کریں +

اشٹا بکر۔ بچوں کی سی صورت پر نہ جاؤ۔ جانے دو ہم بچے بھی ہوں تو بڈھے برہمنوں سے کسی طرح کم نہیں۔ عقل تو اتنی بڑی۔ روکنے کو ایسے مرد۔ ذرا یہ تو بتاؤ کہ برہمن بڈھا ہو یا بچہ اُس سے گستاخی کرنا کس نے سکھایا پڑھایا ہے +

دربان۔ ابھی صاحبزادے ہو۔ بڑے بچوں کے منہ نہیں لگتے۔ بڑپن اپنے رکھنے سے رہتا ہے۔ رکھ پت رکھاؤ پت۔ جاؤ کچھ پڑھ لکھ آؤ تب بات کرونگا۔ جمعہ جمعہ آٹھ دن کا سن اور باتیں وہ لمبی چوڑی۔ ڈینگ وہ کہ گویا ساری بدیائیں پیٹ میں بھری ہیں +

اشٹا بکر۔ جاؤ بھی۔ بس معلوم ہو گیا تم نے بھی دھوپ ہی میں بال سفید کئے ہیں۔ ارے بھلے مانس۔ بزرگی بعقل است نہ بسال۔ تاڑ کا اتنا بڑا ڈیل پھل کے نام صفر۔ بھلا وہ بڑا یا ذرا سی دبلی پتلی انگور کی بیل جس میں انگور کے گچھوں کی وہ بہار کہ آنکھیں کھل جائیں +

دربان۔ کچھ معلوم ہے بڈھے پٹارے میں بند کر کے رکھے جاتے ہیں۔ کہاوت ہے "جواناں بہ شمشیر نہ پیراں بہ رائے۔ بڈھوں کی جو رائے کام کر سکتی ہے وہ ڈنڈ بیل جوانوں کی تلوار سے بھی ممکن نہیں۔ مطلب یہ کہ بڈھے فہمیدہ ہوتے ہیں زمانہ دیدہ ہوتے ہیں جو اُن کو سمجھ ہوتی ہے وہ کل کے چھوکروں میں کہاں ابھی زمین پر آئے ہو جاؤ کھیلو کودو۔ پڑھو لکھو۔ چھوٹے منہ سے بڑے بوڑھوں کی سی باتیں اچھی نہیں معلوم ہوتیں +

اشٹا بکر۔ کیا بال چاندی کے تار ہو جانے سے بزرگی ہو جاتی ہے کیا دانت گر جانا بڑپن کی نشانی ہے۔ سفید بال تو بہت جانوروں کے بھی ہوتے ہیں۔ اس سے کیا۔ عمر بھلا کوے سے بڑی کس بڈھے کی ہوگی۔ مگر تمہاری منطق ہی اوچھی ہے۔ تمہارا بید ہے یا بعید۔ یہاں تو سیدھی بات جانتے ہیں کہ بڑا وہ جو بید کا عالم بید کے انگوں کا ماہر کامل ہو۔ ہم پوپلے منہ اور سن ایسے بالوں کو بزرگی تمغہ نہیں مانتے۔ بہتر ہے کہ تم یگیہ میں جانے دو۔ ہماری عمر نہ دیکھو ہمارے اوصاف پر نظر ڈالو اس کہت کا مطلب سمجھو +

جدیپ چیونٹی ات بل ہین تدپ ڈرسے ایراوت کا پے
(دگو کہ) (حد سے زیادہ ناتواں) (تاہم) (اندر کا ہاتھی)

(سمندر) (اس حالت میں بھی)

افق کہت باون - ات لگھو تہوں تین پگین سے تربھون ناپے
(بہت ہی چھوٹا) (تاہم) (قدموں) (تین لوک)

پربھو انگشٹ پرمان جگت کرتا سکل برہمانڈ میں بیاپے
جب چراغ کی ذرا سی لَو دُور دُور تک روشنی پھیلاتی ہے اور اتنا بڑا پہاڑ جگنو کی طرح بھی آنکھوں کو منور نہیں کرسکتا تو پھر بزرگی کے معاملے میں یہ واہیات بحث کیسی؟ ابھی تم کو کیا معلوم جب میں بندی پنڈت کا ناطقہ بند کرونگا تب سمجھو گے کہ دنیا جو جو آگر ہے اسی سے کہتا ہوں ؎

خاکساراں جہاں را بہ حقارت منگر
توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

کچھ چھوٹائی بڑائی کو جانے بھی ہو کہ یوہیں ہانکنے لگے دیکھو ؎
آسمان آنکھ کے تِل میں ہے دکھائی دیتا

دربان کی عقل جاتی رہی کہ دودھ کے دانت نہیں اُکھڑے زمین پر اچھی طرح پاؤں نہیں ٹیکا اور یہ منطق یہ دلیل اُس نے کہا کہ اچھا تو میں اندر جاتا ہوں آپ پیچھے پیچھے ہولیں یہ نہ معلوم ہو کہ ساتھ ہیں اشٹابکر سمیں دیل سے مطلب ہے تیل کی دھار سے کیا کام کسی طرح ہو یکیہ میں پہنچا دو پھر ہم نمٹ لینگے۔

دربان آگے ہُوا اشٹابکر اور سویت کیت پیچھے پیچھے چلے۔ دیکھا سبھا ہو رہی ہے۔ پنڈوں کا میلا لگا ہے اشٹابکر جی بے تکلف وہیں جا پہنچے بے کھٹکے بیٹھ گئے اور راجہ جنگ کو آشیرباد دے کر بولے۔

مہاراج آپ کا خطاب جنک ہے زمین آپ کے قبضۂ قدرت میں دنیا کی سب دولتیں موجود مگر میں کسی لالچ سے نہیں آیا۔ صرف یہ خواہش گھسیٹ لائی کہ آپ کے بندی پنڈت نے کفسر اندھ کر دی سنا ہے کہ وہ اپنے کو بہت کچھ سمجھتا ہے

کوئی عالم اُس کے سامنے نہیں ٹھہرتا - ہزاروں پنڈتوں کو مات کرکے دریا میں ڈبو دیا - آج حکم دیجئے کہ سامنے آئے وہ دویت کو ثابت کرے میں ادویت کو - دیکھوں اس کی لیاقت کتنی ہے - مہاراج لطف تب ہے کہ گگھی بندھ جائے - منہ سے بات نہ نکلے ؞

راجہ جنک اور حاضرین حیران ہو گئے کہ ذرا سا چھوکرا جسم ٹیڑھا بچا نہ جائے بکتا ہی کیا ہے ؞

بھلا ذرے کی کیا طاقت جو سورج کے مقابل ہو ؞

کہاں بندی پنڈت علامۂ روزگار - کہاں یہ طفل شیرخوار یہ سوچکر راجہ جنک بولے مہاراج آپ معاف فرمائیں تمہاری سمجھ خطا پر نہیں کچھ خطا ہے تو کمسنی کی کہ آپ اپنے زعم میں مست ہیں دوسرے کی طاقت و لیاقت آپ کی نظر میں کیونکر نجچے - عمر کا تقاضا اسی کا نام ہے آپ کی ہمت پر آفرین مگر ؎

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

پیر شو بیاموز - بندی بڑا دھرندھر پنڈت ہے جب بڑے ہو جیئگا پڑھ لکھ جائیگا تب خیر مقابلے کے لئے خم بھی ٹھونک بیٹھیگا - ابھی چھوٹے منہ بڑی بات والی کہاوت ہے

اشٹابکر - آپ کا فرمانا درست - بہت صحیح مگر جناب کیا آپنے یہ نہیں سُنا ؎

گاہ باشد زپیر دانشمند | بر نہ آید درست تدبیرے
گاہ باشد کہ کودکِ ناداں | از غلط بر ہدف زند تیرے

سب دھان بائیس پنسیری نہیں ہوتے سب انگلیاں برابر نہیں ہوتیں تم بھی سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنے لگے واہ - اُونٹ جب تک پہاڑ کے تلے نہیں جاتا تب ہی تک بلبلاتا ہے - بندی پنڈت کو ابتک سیدھے سیدھے روکھے پھیکے پنڈتوں سے سابقہ رہا ہوگا اس سے جہاں روک ٹوک نہیں وہاں اندھی والی مثل نے اُس کے چیتے تیز کردئے اب میں للکارتا ہوں آجائے سامنے دیکھوں

راجہ جنک - یہ دماغ یہ مزاج ہے تو اچھا سُنئے

۳۰ کلا - ۱۲ - انس - ۲۴ - پرب - ۶ - ستارا - میں نے کیا کہا مطلب ؟

اشٹابکر - اس کا مطلب کیا کہوں بس اتنا ہی کافی ہے کہ جو آپنے کہا اُس کا

اثر آپ پر نہ ہو- آپ کال چکر کا حال سُنئے- کال چکر سورج چاند اور ما بقا سیاروں کی گردش کے زمانے کو کہتے ہیں- اس کی تین قسمیں ہیں (۱) ۳۶۰ دن کا ساون (۲) ۳۶۵ دن ۱۵ گھڑی کا سورج (۳) ۳۶۴ دن کا چندرماں- ان تین قسموں کی سمتوں میں وہی یگیہ کرنا لازم ہیں- جن میں اُن کی خصوصیت ہے- چنانچہ سال قمری میں برت وغیرہ- سال شمسی میں سولھوں سنگار اور ساون کے سال میں یگیہ وغیرہ کے فرائض ادا کرنا مناسب ہیں مگر میری دعا ہے کہ ان مناسب زمانوں میں جو نیک کام ہوں اُن کا ثواب آپ کے آڑے آئے- بس اتنا ہی جواب کافی ہے- عاقلاں را اشارہ کافی است +

راجہ جنک- اچھا اب عقل کے گھوڑے دوڑائیے بتائیے کہ جسم رتھ ہے اس رتھ کو کون گھوڑے چلاتے ہیں گو وہ گھوڑے دراصل جُتے نہیں ایک بار باز کی طرح ٹوٹتے ہیں مگر کام گھوڑے ہی کا دیتے ہیں ساتھ ہی یہ بھی سمجھائیے کہ ان کو حمل میں رکھنے والا کون ہے اور حمل سے پیدائش کس کی ہوتی ہے؟

اشٹابکر- یہ وہ ہیں جن کا آپ کیا آپکے دشمنوں پر بھی سایہ نہ پڑے جسمانی رتھ کے گھوڑوں کا نام ہی تکلیف اور موت- یہی باز کیا معنے بجلی کی طرح انسان پر گرتے ہیں- دل ہی ان کے لئے حمل ہے اور دل ہی سے ان کا ظہور- انہیں کی بدولت دل اصلی حالت پر نہیں رہتا- تبدیلی عجب نیرنگ دکھا دیتی ہے- اس کے سوا دوسرا نہیں جان سکتا کہ کیا گزر گئی +

راجہ جنک- اب ایک چیستان اور پوچھے بتائیے آپ کس کو جانتے ہیں جس کی خواب میں بھی پلک سے پلک نہیں ملتی- جس میں پیدائش کے بعد قوت رفتار نہیں ہوتی جو دل گردے سے محروم ہے جس کے بڑھنے میں دیر نہیں لگتی +

اشٹابکر- آپ بھی کیا بچوں کی سی پہیلیاں بجھاتے ہیں- چاروں کون ہیں میں بتائے دیتا ہوں سنئے +

۱- مچھلی- ۲- انڈا- ۳- پتھر- ۴- دریا +

راجہ جنک ان جوابات سے اچنبھے میں رہ گئے اُدھر منہ سے سوال نکلا اِدھر پٹ سے جواب- دیر کا نام نہیں سُنئے کہ مہر ورکوئی بات نہ فانقت سے

زیادہ ہے۔ فرمایا کہ مہاراج میری خطائیں معاف کیجئیگا آپ تو یُہ گُنی بہہ صفت موصوف معلوم ہوتے ہیں مجھے شک ہے کہ کہیں آپ کوئی دیوتا نہ ہوں میں نے تو کبھی اس سمجھ بوجھ اس عقل و فہم کا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ آپ نے میرا منہ کیل دیا۔ میری زبان بند کردی۔ میں دروازہ کھلوائے دیتا ہوں۔ بندی شاستری بیٹھے ہوئے ہیں اُن سے نمٹ لیجئے" رموز عاشقاں عاشق بداند" آپ کا اور اُن کا سمجھوتہ ٹھیک ہوگا ہم سب لوگ تماشائی ہیں +

ادھیائے ۵۹

اشٹابکر جی کا اظہار لیاقت۔ بندی پنڈت سے شاستر ارتھ

اشٹابکر جی راجہ جنک سے خطاب کرتے ہیں کہ آج آپ کی راج سبھا ہے اور بندی علامۂ دہر۔ یقین کیجئے کہ گہرے پانی کی مچھلی نگلنے میں بگلے کو دیر ہو۔ مگر میں چٹ پٹ اس مغرور پنڈت کو مات کردونگا۔ بڑے بول کا سر نیچے کرنے اور غرور کا مزہ چکھانے کے لئے میں آگیا ہوں۔ بلائیے بندی پنڈت کہاں اوڑھنی اوڑھے چوڑیاں پہنے گھونگھٹ میں منہ چھپائے بیٹھا ہے +

اشٹابکر جی کا کڑکا سنتے ہی راجہ جنک نے اس نشستگاہ کے دروازے کھول دئے جہاں بندی شاستری ایک کم عمر کے پُرجوش الفاظ سُن رہا تھا جونہی اشٹابکر جی نے بندی کی صورت دیکھی شیر کی طرح بپھرے اور اس طرح گرجے کہ "پنڈت جی آپ نے بڑے بڑے پنڈتوں کو بیوقوف بنایا ہے۔ آئیے سامنے اور مجھ سے بھی دو دو باتیں ہو جائیں۔ سو دن چور کی تو ایک دن ساہو کی۔ سو سُنار کی تو ایک لوہار کی +

بندی۔ بڑے شوق سے شاستر ارتھ کیجئے۔ یہاں بھاگنے والا کون ہے کہئے سوال شروع کروں +

اشٹابکر۔ ضرور ... کیا چاہتے ہیں ... آنکھیں بند ...

بندی۔ تو پھر گوش ہوش سے سُنئے۔ آگ ہر جگہ موجود ہے مگر ایک ہی سورج تمام جہان کو روشن کرتا ہے مگر ایک ہی ہے راجہ اندر بھی ایک ہی ہے جس سے سارے دشمن زیر رہتے ہیں۔ راجہ جمراج بھی ایک ہی ہے جو پتروں کا راجہ ہے پس نتیجہ یہ نکلا کہ پرماتما کچھ بھی نہیں جو کچھ ہے جیو آتما ہی ہے ✤

اشٹاوکر۔ غلط۔ اندر اور اگنی دو سکھا۔ نارد اور پربت دو رشی۔ رتھ کے چکر دو اشونی کمار دو۔ برہما جی کی اولادیں دو۔ ایک عورت ایک مرد۔ مراد یہ کہ جیو آتما اور پرماتما دو ہیں۔ پرماتما نہیں تو جیو آتما کہاں ✤

بندی۔ مخلوقات ارضی و سماوی کا وجود تین طرح سے ہوتا ہے۔ پُن سے دیوتا پُن اور پاپ کے میل سے انسان۔ اور پاپ سے کیڑے مکوڑوں یعنی سانپ بچھو وغیرہ کی پیدائش ہوتی ہے۔ تین آشرموں کے اصول بھی تین۔ سُرگ نرک پرتھوی۔ روشنیاں بھی تین۔ سورج۔ چاند اور آگ ✤

اشٹاوکر۔ برہم گیانیوں سے پوچھئے اُن کا چوتھا آشرم موکش ہے۔ یعنی تین آشرموں سے آگے چار ہیں۔ برہما کے بھی چار صفات ازلی ہیں۔ براٹ سوتر۔ انتریامی۔ تریہ اکار۔ اِکار۔ اُکار۔ اور اردھ ماترا بھی چار۔ بیکھری مدھما پشنتی پراکھ نام کی آوازیں بھی چار اور وید بھی چار رگ وید۔ شام وید اتھروید۔ یجُر وید ✤

بندی۔ سمجھ معلوم ہے کہ اگنی پانچ قسم کی ہوتی ہیں۔ مثلاً گارہ پتہ۔ دکشناگنی وغیرہ چھند بھی پانچ پد کا ہوتا ہے پُورن ماشی میں جو یگیہ ہوتے ہیں اُن کی بھی پانچ قسمیں ہیں۔ اندریاں بھی پانچ پانچ۔ چت نام کی اپسراؤں کے بھی پانچ جوڑے ہوتے ہیں۔ پرمان۔ بپریہ۔ بکلپ۔ نندا۔ اسمرتی بشیوں کے استھان بھی پانچ

اشٹاوکر۔ سب پانچ پانچ کیا گاتے ہیں وید میں یگیہ کی دکشنا چھ قسم کی بیان کی گئی ہے چھ رت کال چکر کے ہیں۔ اندریاں بھی چھ یعنی ایک من اور پانچ گیان اندری۔ کرتکا نچھتر بھی چھ۔ ساوسک۔ جگ بھی چھ۔ پانچوں اندریاں اور ایک من یہ چھ کے چھ رت اور جنگلوں کی طرح بشیوں کا مزہ لوٹنے والے ہیں۔ آتما

سب سے جدا گانہ۔ شاستر بھی دیکھ لیجئے چھ ہی ہیں +

برہمن
بندھی۔ آتما کرتا۔ بھوگتا یعنی فاعل و مفعول ہے۔ چنانچہ دیکھئے پانچ کرم اندریاں ایک من ایک بدھی (یعنی عقل) یہ مل کے سات ہوئے تو نہیں یہی کرتے ہیں جو کچھ کرتے ہیں۔ یہی کٹ منڈل ڈالنے والے ہیں۔ جن کے سبب سے پرماتما کے درشن نہیں ہو پاتے انہیں کی تحریک سے موہ کا وجود ہوتا ہے جو لوک پرلوک دونو سے انسان کو کھو دیتا ہے۔ رشی بھی سات ہی ہیں یعنی سپت رشی جن کو سمجھ لیجئے کہ پانچ گیان اندری من اور بدھی۔ زمین سے بھی سات ہی قسم کے غلے کی پیداوار ہوتی ہے۔ زمین کے بھی سات طبق۔ بین کے بھی سات تار۔ اگر یہ سات تار نہ ہوں تو بین کا عدم وجود برابر۔ ایکتار بجانے سے کچھ حاصل نہیں۔ آتما بھی اسی طرح سات تاروں کا بین ہے اگر اس کو کسی نے بجا لیا تب تو میٹھے میٹھے سُر کانوں کو آنند دے گئے۔ نہیں تو اس آتما روپی بین سے کچھ فائدہ نہیں۔ اسی بنا پر میں کہتا ہوں کہ آتما فاعل ہے اگر آتما فاعل نہیں تو ثبوت + اشٹا بکر۔ اندریوں کے خوش کن رشتے آٹھ ہیں ان آٹھوں کی تعریفیں بہت اور کثیر التعداد ہیں۔ برہم آنند سروپ بھی آٹھ یہ حال مشہور ہے جس سے اُدھیت کی سدھی ہوتی ہے۔ تمام لوک پرلوک سکھ بھوگنے والے دیوتا بھی آٹھ بشو ہیں۔ ان کے خلاف جو اگیان دنیا کو اپنے بس میں کرتا رہتا ہے۔ اس کے کلنش بھی آٹھ ہی ہیں +

بندھی۔ بہت ٹھیک مگر دیکھئے تو تری یگیہ میں تین تین سمدھ کی ایک ایک رچا ۹ سمدھ کی ہو جاتی ہے پرکرت کے تین تین گُن مل کر بھی ۹ ہو جاتے ہیں اور ان سے نو نو قسم کے پھل ملتے ہیں۔ آپ نے برہسپتی چھند کی کیفیت سُنی ہوگی۔ یہ نو نو اکشروں کے چار پدوں سے مل کر بنتا ہے اور ۹ کے ہندسے کو جس طرح چاہے تقسیم کرو صرف دو ۹ ہی کا عدد نکلیگا اسی طرح مایا بھی ۹ کے عدد کی طرح مختلف صورتوں میں نمودار ہوتی ہے مگر نتیجہ ایک ہی ہوتا ہے مثلاً

۹ = ۱×۹

۲۷ = ۳×۹ اور ۷+۲ = ۹

۱۸ = ۲×۹ اور ۸+۱ = ۹

۳۶ = ۴×۹ اور ۶+۳ = ۹

۹ × ۵ = ۴۵ اور ۵ + ۴ = ۹ ‏ ۹ × ۶ = ۵۴ اور ۴ + ۵ = ۹

۹ × ۷ = ۶۳ اور ۳ + ۶ = ۹ ‏ ۱۰ × ۹ = ۹۰ اور ۰ + ۹ = ۹

۱۱ × ۹ = ۹۹ اور ۹ + ۹ = ۱۸ = ۸ + ۱ = ۹ ‏ ۱۲ × ۹ = ۱۰۸ اور ۱ + ۰ + ۸ = ۹

۱۳ × ۹ = ۱۱۷ اور ۷ + ۱ + ۱ = ۹ ‏ ۱۴ × ۹ = ۱۲۶ اور ۶ + ۲ + ۱ = ۹

۱۵ × ۹ = ۱۳۵ اور ۵ + ۳ + ۱ = ۹ ‏ ۱۶ × ۹ = ۱۴۴ اور ۴ + ۴ + ۱ = ۹

۱۷ × ۹ = ۱۳۵ اور ۳ + ۵ + ۱ = ۹ ‏ ۱۸ × ۹ = ۱۱۷ اور ۷ + ۱ + ۱ = ۹

۱۹ × ۹ = ۱۷۱ اور ۱ + ۷ + ۱ = ۹ ‏ ۲۰ × ۹ = ۱۸۰ اور ۰ + ۸ + ۱ = ۹

اسی طرح جس طرح ضرب دئے جائے۔ آخر میں ۹ ہی حاصل ضرب ہونگے اسی طرح میں کہتا ہوں کہ مایا بھی ۹ کے ہندسے کی طرح مختلف حالتیں بدل کر دویت کا مسئلہ ثابت کرتی ہے +

اشٹابکر۔ انسان کی پانچ اندریاں اور اندریوں کے پانچ دیوتا ہوتے ہیں ان دسوں سے دس قسم کی خواہشات ومحسوسات کا ظہور ہوتا ہے۔ محققوں نے برہم بھی دس سینکڑے یعنی ہزار طرح کا بیان کیا ہے۔ عورات کا حمل بھی دس ماہ رہتا ہے تتو کی ماہیت دان اور اُن کے متحمل بھی دس ہی ہیں یعنی پانچ اندریاں اُن کے پانچ دیو +

بندی۔ جانوروں کی اندریوں کے گیارہ شبد ہوتے ہیں۔ رنج وخوشی وغیرہ انساں کی حالتیں بھی گیارہ ہیں دیوتاؤں میں رُودر بھی گیارہ +

اشٹابکر۔ سال بھی بارہ مہینوں کا ہوتا ہے۔ پُرش سنگھیا بھی بارہ مہینے کی ہوتی ہے۔ جگت چھند کے ایک چرن میں بارہ اکشر ہوتے ہیں۔ پراکرت جگ بھی بارہ دن کا ہے۔ آدیتہ بھی بارہ یہی بارہ آدیتہ یعنی دھرم۔ ست۔ دم۔ تپ۔ امات سر۔ لجیا۔ تتکشیا۔ انسویا۔ جگ۔ دان۔ دھرت جم بشیوں کو جدا جدا کرتے ہیں۔ جو مراد بارہ ماس اور ایک برس ہے۔ جگت چھند اور بارہ اکشر کہنے سے ہے۔ وہی جگت اور برہم سے ہے۔ بارہ آدیتہ کا آچرن کرنے والی گیانی جیسے دیر دکش یعنی ظاہر کرتے ہیں۔ اُسی کو مخالف پردکش یعنی پوشیدہ + بنی جا سمجھی کرتے ہیں تتو فنی دانی کی ہے نہیں۔ دنیا کے

سات دیپ اور تیرہ جزیرے کون نہیں جانتا۔ دل کی صفائی کا تعلق مقامی آب وہوا اور اوقات مناسب پر مقرر ہے ✤

شلوک سنسکرت میں تھا بندی آدھا اڑا گیا اور خاموشی سے بات ٹالنے ہی کو تھا کہ اشٹا بکر بولے بس۔ ٹائیں ٹائیں فش۔ معلوم شد بافندگی مجھ سے سُنو کہ تیرہ دن کرشن چندر جی کے ساتھ کیشی دیت سرگرم کارزار رہا۔ اگن۔ بایو اور سورج کی طرح دس اندریوں من۔ بُدھ۔ اہنکار کا جامہ آتما ہے۔ انہیں تیرتھوں سے خواہشات اور محسوسات کی ساری باتیں ہیں اور انہیں نے آتما پر ایک پردہ سا ڈال رکھا ہے ان کو بارہ آدیتوں نے ہی زیر کیا ہے پس ہم بدھ وغیرہ کے پھندے سے جب آزاد ہوئے تو اودیت کو پہچان سکتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے قول سے اودیت ثابت ہو گیا اب سامعین کے ہاتھ فیصلہ ہے ✤

اشٹا بکر جی بے تکلف یوہیں گویا رہے۔ بندی کی زبان بند ہو گئی وہ بغلیں جھانکنے لگا کہ اب کیا کہوں مگر کوئی بات سمجھ میں نہ آتی تھی۔ حاضرین محفل پھڑک اُٹھے ایک شور بلند ہو گیا کہ بندی پنڈت کی ایک بچے کے سامنے زبان نہ کھلی یگیہ کے موجودہ پنڈت اشٹا بکر کے قدمبوس ہوئے۔ بڑی تعریف کی اشٹا بکر نے سب کا شکریہ ادا کیا اور راجہ جنک سے گذارش کی کہ

مہاراج یہ وہی بندی ہے جس نے نہ جانے کتنے پنڈت دریا میں ڈبوا دئے میرا بھی یہی حال ہوتا مگر ایشور کو بندی کی قلعی کھولنا تھی۔ مجھے بچا لیا اب آپ کا فرض ہے کہ اس کو بھی دریا میں غرق کرا دیں۔ انصاف کی شرط یہی ہے ✤

بندی۔ اشٹا بکر جی آپ خفا نہ ہوں۔ میرے پتا برن جی بارہ سال سے یگیہ میں مشغول ہیں جو برہمن میں نے ڈبوئے ہیں وہ سب یگیہ میں شریک ہیں۔ چنانچہ آپ کے پتا بھی وہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اب آپ کی بدولت مجھے اپنے باپ کی بھی قدمبوسی نصیب ہوگی۔ مجھے فخر ہے کہ آپ ایسے لائق وفائق پنڈت کی خدمتداری کر سکونگا ✤

اشٹا بکر۔ میں نے بندی کی وہ زبان بند کر دی وہ منہ کیل دیا جس نے برہمنوں کو دریا میں ڈبو دیا مگر داہ ری دنیا اس میں پھر بھی نااتفاقی ہی ہے

آگ کی خاصیت جلانا ہے اس کو اچھے بُرے کا خوف نہیں ہارے جیتے ہوئے کو کچھ نہیں جانتی میں دیکھتا ہوں کہ راجہ جنک بھی فتح وشکست کی تمیز نہیں کر سکتا اے راجہ جنک اپنی تعریفوں پر شبھ ہو مست ہاتھی کی طرح گھمنڈ نہ کرو کہتا ہوں کہ میری شرط پوری کہو ورنہ سمجھ لو کہ تیج نہیں پھر نہ پچھتانا ✦

راجہ جنک۔ آپ انسان نہیں معلوم ہوتے بیشک آپ میں کوئی غیبی طاقت ہے بندی پنڈت کو جیتنا اتنی کمسنی میں آپ ہی کا کام تھا اور کسی کی طاقت نہیں مجھے کسی بات میں عذر نہیں۔ بندی پنڈت حاضر ہے جو منظور خاطر ہو سزا دیجئے ✦

اشٹاوکر۔ بندی کو میں نے ہرا دیا اس کو بھی وہی سزا چاہئے جو اس نے اور پنڈتوں کو دلوائی ہے میں پروا نہیں کرتا کہ یہ برن کا بیٹا ہے۔ برن کا بیٹا سزا کا مستحق ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ سزا نہ دیجاوے ✦

بندی میں برن کا بیٹا ہو کر سمندر سے ڈروں۔ ناممکن۔ آپ شوق سے ڈبوئیں۔ میری ہار ہوئی مجھے کچھ رنج نہیں خوشی یہ ہے کہ اشٹاوکر جی اپنے پتا کھوڈک کے درشن پائینگے جن کی ان کو خبر بھی نہیں کہ کہاں ہیں ✦

اتنا کہنے کی دیر تھی کہ برن جی نے تمام غرق شدہ برہمنوں کو سمندر سے اس طرح نکال دیا گویا ڈوبے ہی نہ تھے۔ سب کے سب راجہ جنک کے پاس آئے کھوڈک اشٹاوکر جی کے پتا سب سے آگے تھے انہوں نے راجہ جنک سے فرمایا کچھ دیکھا آپ نے۔ انسان بیٹے کی ہوس کیوں کرتا ہے جو کام میرے لئے ناممکن تھا وہ میرے نور نظر نے کر دکھایا کہ نہیں۔ دُنیا کا کارخانہ ہی نرالا ہے ناتوان کا بیٹا شہزور۔ جاہل کا عاقل۔ غریب کا امیر ہوتا ہے۔ علے اہذا۔ آپ کو مبارک کہ آپ کے دشمنوں کا جمراج نے خاتمہ کر دیا۔ آپ کے یگیہ میں شام وید کے منتروں کی دُھنی سے تین لوک گونج رہے ہیں۔ سارے دیوتا اپنا اپنا حصہ قبول کرکے آنند ہیں۔ گویا سب کام سدھ ✦

لومس رشی کا بیان ہے کہ بندی نے راجہ جنک سے رخصت حاصل کی اور سمندر میں غوطہ لگا گیا۔ اشٹاوکر اپنے پتا کے ساتھ اپنے آشرم میں آئے جس وقت کھوڈک نے اپنی استری کو دیکھا دونو خوش ہو گئے۔ کھوڈک جی بولے:۔

اشٹابکر وس دریا میں غوطہ لگاؤ تو تمہارے جسم کا ٹیڑھا پن ابھی دور ہو جائیگا
اشٹابکر نے تعمیل ارشاد کی جو نہیں غوطہ لگا کر سر ابھارا سارا بدن نور کے
سانچے میں ڈھل گیا۔ آٹھ عضو ٹیڑھے تھے سب کے سب درست ہو گئے جس وقت
سے یہ کرامات ظاہر ہوئی اس ندی کا نام سمنگا ندی ہو گیا ؛

ادھیائے ۶۰

اشٹابکر کی پیدائش جسمانی نقائص سے نام کی وجہ تسمیہ اُن کے والد ماجد کی سرگذشت

راجہ جدھشٹر کا لومس رشی سے سوال ہے کہ
مہاراج اشٹابکر جی کی پیدائش کیونکر ہوئی اُن کے اعضا کی خمیدگی
کا باعث اور پھر درست ہونے کی وجہ ؟
لومس رشی۔ سُنئے اودالک رشی کا نام آپ نے سُنا ہوگا کھوڑک اُن کے
شاگرد رشید و مرید سعید تھے۔ گرو بھگتی کوٹ کوٹ کر بھری تھی نفس پر ایسا
قابو تھا کہ جیت اندری کی پدوی حاصل کر لی تھی کھوڑک کے گرو اُس کی سعادت
اور عقیدت پر ایسے فریفتہ ہوئے کہ کل وید پڑھا ئے اور اپنی بیٹی سوجاتا کے
ساتھ گٹھ بندھن کر دیا۔ سوجاتا ابھی حاملہ ہی تھی اشٹابکر جو پیٹ ہی میں تھے کہ آواز
دی آپ کا وید پاٹھ سنتے سُنتے مجھے چاروں وید کنٹھ ہو گئے ہی نہیں بلکہ سب معنے
ومطلب بھی۔ چاہئے تو سُن لیجئے مگر گستاخی معاف آپ عالم و فاضل ہو کر بھی پاٹھ
ٹھیک طور پر نہیں کر سکتے۔ کھوڑک حیرت میں رہ گئے کہ بیٹا ماں کے پیٹ سے بول رہا ہے
اُن کو غصہ آیا کہ واہ کے آمدی و پیرے شد ہی۔ از ماشنیدہ بناف من مے گر ازند کا قول
جوش غضب میں بددعا دے دی کہ گستاخی کا لطف تب ہے جب بدن میں آٹھ ہی خم ہو جائیں
بددعا دل سے نکلی تھی خالی کیونکر جاتی۔ اشٹابکر جی پیدا ہوئے تو جسم میں آٹھ

خم موجود ہو گئے اسی لئے اشٹابکر (یعنی آٹھ خم والا) کا خطاب بھی زبان زد خاص و عام ہوا۔ اشٹابکر کے ماموں سویت کیت کی ولادت انہیں دنوں میں ہوئی جب اشٹابکر کی دونو باہم عمر تھے اور اُن کی بود و باش بھی ایک ساتھ تھی ابھی اشٹابکر جی بطن ہی میں تھے۔ دسواں مہینہ ولادت کی خبر دے رہا تھا کہ اُن کی ماتا نے کھوڈک اپنے خاوند سے کہا کہ بیٹا ہونے کو ہے یہاں ٹکا پاس نہیں آخر نباہ کیسے ہوگا بیٹے کی پرورش کے واسطے کیا سبیل ہے؟

کھوڈک۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ راجہ جنک کو ایشور سلامت رکھے۔ وہاں سے کوئی خالی ہاتھ نہیں پھرتا۔ میں وہاں پہنچا اور رقم لایا +

یہ کہکر کھوڈک راجہ جنک کے دربار میں پہنچا۔ بندی پنڈت سے شاستراتھ کی ٹھہری۔ بندی علامۂ عصر تھا کھوڈک کی ایک پیش نہ گئی اُس نے پالا مار لیا کھوڈک اپنا سا منہ لیکر رہ گیا شرط یہ تھی کہ جو ہارے ڈبو دیا جائے۔ بس کھوڈک کے سر بیتی سمندر کی لہریں تہ میں بٹھا کر نہ جانے کہاں سے کہاں لے گئیں۔ اُدالک رشی کو جب خبر پہنچی کہ داماد کا یہ حال ہوا آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہ گیا بیٹی دسوجاتا کے پاس گئے۔ ساری واردات بیان کی اور کہا کہ بیٹی گھبرانا نہیں اور بیٹا پیدا ہو تو کچھ نہ کہنا کہ کیا گزری +

اشٹابکر جی جب پیدا ہوئے تو اُدالک رشی ہی کو اپنا باپ سمجھنے لگے انہیں کچھ خبر نہ ہوئی کہ اُن کے باپ کھوڈک کو کس بلا سے سامنا ہوا اُن کا باپ اور کوئی تھا۔ اُدالک رشی اپنے بیٹے سویت کیت کے ساتھ اشٹابکر جی کی بھی پرورش کرتے رہے کسی کو معلوم نہ ہوتا تھا کہ بیٹا کون ہے اور ناتی دنواسا کون۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ اشٹابکر اپنے نانا کی گود میں جا بیٹھے۔ بال ہٹ مشہور ہے۔ اُن کے ہم عمر ماموں صاحب سویت کیت نے اُن کو اپنے باپ کی آغوش محبت میں بیٹھا ہوا دیکھ کر جوش رشک سے کہا کہ

اُٹھو میرے باپ کی گود میں بیٹھنے کا استحقاق تم کو نہیں اپنے باپ کی گود میں جا کے بیٹھو۔ اس وقت اشٹابکر جی کی عمر دس گیارہ برس سے زیادہ نہ تھی منہ سے دودھ ہی ٹپکتا معلوم ہوتا تھا مگر نہیں سویت کیت کے الفاظ نے

ان کے دل پر مقناطیسی اثر کیا اور وہ نانا کی گود سے اُٹھ کر اپنی ماں کے پاس آئے اور پوچھا کہ صورت حال کیا ہے سچ سچ کہنا +

ماں غریب کیا جواب دیتی بیٹے کی مایوسیوں پر نظر کر کے اُس نے صاف کہدیا کہ تمہارے پتا کھوڈک تھے جن کو بندی پنڈت نے شاستر ارتھ میں جیت کر غرق دریا کر دیا +

اشٹابکر نے جس وقت یہ کیفیت سُنی بدن میں آگ لگ گئی +

سمندِ ناز کو ایک اور تازیانہ ہُوا

کی کہاوت صادق ہوئی وہ بولے کہ تو میں اشٹابکر جب بندی کو انگلیوں نچاؤں چنانچہ وہ اُسی وقت پر تگیا کر کے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ سویت کیت نے بھی ساتھ دیا۔ راجہ جنک کے دربار میں پہنچے اور دس گیارہ برس کی عمر میں اُس بندی پنڈت کا ناطقہ بند اور قافیہ تنگ کر دیا جس کا طوطی بول رہا تھا اور جس نے ہزاروں عالم پنڈت دریا میں ڈبو دئے تھے۔ راجہ جنک اشٹابکر جی کی لیاقت کے قائل ہو گئے اور اُنہوں نے کمسنی میں جو زبان سے کہا تھا اُس کو پورا کر کے دکھایا +

ادھیاے ۶۱

شرنگی رکھ کے حالات۔ اُن کے سلسلے میں دوسرے ذکر و مذکور

تذکرے تذکرے اور باتوں باتوں میں شرنگی رکھی کا بھی ذکر چل پڑا راجہ جدھشٹر لومس رشی سے بولے کہ شرنگی جی کے نام کی غایت اصلی کیا ہے سر پر سینگ کیسا؟

لومس رشی نے فرمایا کہ ایشور کی قدرت کاملہ کو کوئی نہیں سمجھ سکتا وہ انسان کے سر پر سینگ لگا دے تو کون تعجب کی بات ہے وجہ یہ کہ اُس کی قدرتیں عجیب و غریب ہیں جن کو انسانی عقل سمجھ ہی نہیں سکتی تم شرنگی جی کے حالات سُننے

کی آرزو ہے تو لو سنو ❖

شرنگی جی کے پتا بڑے بھاری تپشوی اور تیجوان رشی تھے جنگل میں رہنا بسنا۔ بستی سے پرہیز۔ نام سمیک رشی۔ کمال ریاضت میں بےنظیر۔ بےجواب بے مثال۔ قصہ کوتاہ اپنے وقت میں فرد روزگار تھے۔ شدنی بات ایک دن یہ دریا میں اشنان کر رہے تھے ہونہار رُکتی نہیں۔ ضرور ہوتی ہے ہزار بہانے سے ہوتی ہے۔ ایک اُرسبی داپسرا بھی اُدھر آ نکلی۔ رشی جی ہاتھ پاؤں دھونے میں مشغول تھے۔ فوراً اُٹھی تو کیا دیکھتے ہیں۔ اندر کے اکھاڑے کی اپسرا سامنے ہے۔ جس کو دیکھ کر دیوتا بھی آپے میں نہیں رہ سکتے۔ اُرسبی سے یوں سرسری طور پر چار آنکھیں ہوئی تھیں کہ رشی مہاراج قابو میں نہ رہے اور تخم محبت بارآوری تحمل الفت کی لو دے ہٹا۔ اُرسبی تو رشی کے عالم بے اختیاری و جوش طبیعت کو دیکھ چلتی پھرتی ہوئی۔ جو موتی صدف جوش عشق سے نکل کر آبدار نظر آتے تھے اُن کو ایک ہرنی نے قطرۂ عالی بنایا اور اس برکت سے شرنگی رکھی عالم وجود میں آئے۔ سمیک رشی اسرار غیب سے واقف تھے۔ اُنہوں نے شرنگی رکھی کو آغوش محبت میں لیا اور کٹی میں پرورش و پرداخت شروع کی۔ شرنگی رکھی کا سن جب دس بارہ سال کا ہوا قدرت نے سر پر ایک خوشنما سینگ پیدا کر دیا جس سے شہادت ملتی تھی کہ ولادت کیونکر ہوئی۔ شرنگی جی نے اپنے پتا سے تعلیم پائی۔ چاروں وید ازبر کر لئے اور ایسا تپ کیا کہ دنیا جہاں میں دھوم مچ گئی انہیں دنوں راجہ لوم پاد کے حدود حکومت میں ایسا قحط پڑا کہ خلقت گھبرا اُٹھی۔ نجومیوں نے بتایا کہ شرنگی رکھی کے بغیر کسی سے یہ آفت ارضی و سماوی دور نہ ہو سکیگی۔ راجہ لوم پاد کی روش ٹھیک نہ تھی اس کو برہمنوں سے عناد تھا۔ اسلئے تمام برہمن خوف عتاب و عذاب سے بھاگ بھاگ کر جہاں جہاں تہاں جان چھپا گئے تھے۔ جب قحط کی آفت نازل ہوئی تو راجہ کی آنکھیں کھلیں کان ہوئے اور اُس نے برہمنوں کو اکٹھا کر کے علاج قحط دریافت کیا۔ برہمنوں نے بھی یہی صلاح دی کہ شرنگی رکھی کے بغیر مشکلات کا دفعیہ ممکن نہیں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ وہ آئینگے کیونکر نہ تپ چھوڑینگے نہ آفت سے انگدیش کو نجات ملیگی۔ راجہ لوم پاد کو فکر ہوئی کہ اب کیا کرنا چاہئے شرنگی رکھی کو لانے کی تدبیر کیا ہے۔ وسومت ایک کسبی اچند و صاحب جند ماہتاب

سامنے آ کھڑی ہوئی اور بیڑا اُٹھایا کہ میں رشی کو لا کر دکھا دوں گی۔ راجہ نے انعام واکرام کا لالچ دیا اور وہ سرمایۂ حسن و جمال ہم پایۂ بدر و ہلال تپوبن میں جا پہنچی دیکھا کہ شرنگی رکھی معبود حقیقی کی یاد میں محو۔ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہیں۔ بدن سوکھ کر کانٹا ہو گیا ہے۔ ہڈیاں ہی ہڈیاں دکھائی دیتی ہیں۔ بیسوا وہیں ٹھہر گئی اور دیکھنے لگی کہ آخر رشی جی کا رنگ روپ کیا ہے۔ کھاتے کیا ہیں پیتے کیا ہیں۔ خالی ہوا ہی پھانکتے ہیں یا کیا۔ شرنگی رکھی بڑی دیر کے بعد دھیان سے فارغ ہوئے اُٹھے اور ایک درخت کے پاس جا کر چھال چاٹنا شروع کی اور پھر واپس آ کر اپنے جپ تپ میں مشغول ہو گئے بیسوا سمجھ گئی کہ حضرت کی غذا بس یہی ہے۔ اسی درخت کی اسی غذا میں کچھ زبان کے ذائقے کا مصالحہ لگانا چاہئے یہ سوچ کر اُس نے اُسی چھال پر لذیذ حلوا مل دیا اور خود سیر دیکھنے لگی۔ دوسرے روز رشی جی جب چھال چاٹنے لگے تو مزہ ہی کچھ اور پایا زبان کو ذائقے کی چاٹ ہوئی اور چند روز حلوے کی چاٹ سے کچھ ایسی چہرے پر چکناہٹ آ گئی کہ صورت ہی بدل گئی۔ یہ رنگت دیکھ کر بیسوا اٹھلاتی مٹھلاتی سامنے پہنچی ناز کرشمے دکھلائے وہ پھبتی ڈالی کہ شرنگی رکھی آپے میں نہ رہے فریفتہ ہو ہی گئے۔ بیسوا کا منتر ایسا چلا کہ رشی کی عقل غائب غلہ ہو گئی وہ پیر بندھے راجہ روم پاد کے یہاں چلے آئے آگے آگے بیسوا پیچھے پیچھے خود بدولت راجہ روم پاد نے رشی جی کی بہت خاطر تواضع کی۔ بیسوا نے منہ مانگا انعام پایا۔ ملک ہرا ہوا۔ پانی برسا۔ قحط کی مصیبتیں دور ہوئیں۔ شرنگی رکھی کی قدرت کاملہ کا راجہ روم پاد کو خاص اعتقاد ہوا۔ اپنی بیٹی کے ساتھ شادی کر دی جس کے بطن سے کھوڈک کی پیدائش ہوئی کھوڈک کو اشٹاکر جی کے سبب خود نگری کی وجہ سے خاص عزت حاصل ہوئی۔ اشٹاکر جی کی بدولت اس موضع نے کسینگا نام پایا۔ یہ وہ ندی ہے جس کے کنارے راجہ بھرت کے ماتھے کو راج تلک سے زینت اور بھارت ورش کو نام نامی سے عظمت حاصل ہوئی تھی۔ بیاشن تیرتھ میناک پربت وہ متبرک مقام ہے۔ جہاں ادتی نے اولاد کی خواہش میں اناج وغیرہ کا بہت کچھ دان کیا تھا۔ بیاشن تیرتھ کے درشنوں کا پھل یہ ہے کہ مال و دولت کی کمی نہ ہو لکشمی ہر وقت موجود ہے ... [illegible] ... رہی ہیں

سبنت کماروں کو جو فضیلت حاصل ہوئی وہ انہیں گنگا جی کی بدولت ہے اس سے تھوڑے فرق پر بھاردواج کا وہ آشرم ہے جہاں اُن کے بیٹے بکریت کی جان گئی تھی یہ واقعہ بھی سننے کے قابل ہے سُنیئے ؎

بھاردواج اور ریبھیہ رشی بڑے گہرے دوست تھے دوستی کیا دانت کاٹی روٹی ہی تھی۔ بھاردواج کے فرزند بکریت کو تپ کی ہوا سمائی تو وہ تپ کیا کہ اندر کے ہوش و حواس گم ہو گئے سونا جاگنا حرام ہو گیا کہ اب اندر آسن کی خیر و عافیت نہیں۔ گھبرائے ہوئے بکریت کے پاس آئے اور پوچھا کہ

آخر اتنی تکلیف کی وجہ؟

بکریت - آپ اندر آسن کے لئے گھبراتے ہیں یہاں اس کی کچھ خواہش نہیں اگر ہوس ہے تو اتنی کہ مجھے اور میرے پتا جی کو وید ازبر ہو جائیں۔ بس ؎

اندر سوچے کہ سستے چھوٹے۔ مفت میں بلا ٹلی۔ بردان دیدیا کہ وید یاد ہو جائینگے۔ بکریت نے بردان پایا تو دماغ عرش پر ہو گیا خوش خوش بھاردواج کے پاس آیا سب کیفیت کہی اور عرض حال میں کچھ ایسے الفاظ استعمال کئے جن سے نخوت ٹپک رہی تھی۔ بھاردواج نے سمجھا کہ غرور اچھا نہیں دنیا جو خوا اگر ہے۔ ذرا سے کمال پر پھولنا ٹھیک نہیں ہوتا۔ لوگ کم ظرف سمجھتے ہیں۔ اوچھی گگری چھلکت جائے کی پھبتیاں سننا پڑتی ہیں۔ ابھی صاحبزادے ہو کچھ دیکھا بھی نہیں میری فقط اتنی نصیحت نہیں بلکہ یہ سمجھاتا ہوں کہ خبردار خبردار بھول کر بھی ریبھیہ رشی کی طرف رُخ نہ کرنا۔ باپ نے سمجھانے کو تو سمجھایا مگر بکریت کے نزدیک ہوا سی بہ گئی وہ اپنے زعم میں ریبھیہ رشی کے آشرم میں جا ہی پہنچا۔ وہاں ایک نیا گل کھلا ریبھیہ رشی کی بہو پر نظر جا پڑی۔ موہنی صورت نے آپے میں نہ رہنے دیا۔ نشۂ عشق نے ایسا متوالا کر دیا کہ تاب نہ آئی دل چلی ہی اٹھا کہ

"پیاری" آغوش تنگ ترس رہی ہے پہلوے شوق کو سرفراز کرو ؎

وہ نازک اندام وسیمن فام غیر مرد کی یہ ناشائستہ باتیں سنکر روتی ہوئی بھاگی اور اپنے خسر یعنی ریبھیہ رشی سے فریادی ہوئی۔ رشی کے تن بدن میں آگ لگ اٹھی جٹا کا ایک بال اگن کنڈ میں جلا دیا۔ بال کے سلگتے ہی ایک نہایت مہیب شخص

کنڈ سے برآمد ہوا جو رشی جی کا اشارہ پاتے ہی بکریت کی جان کا گاہک ہو گیا اب تو بکریت کی روح قبض ہو گئی۔ بھاگتے بھاگتے بہت سے رشیوں کے پاس گیا پناہ مانگی۔ امان چاہی مگر سب طرف سے صدائے برنخاست ✣

آخر بکریت بھاردواج جی کے آشرم میں پہنچا اس وقت رشی جی ہوم کے لئے لکڑی لینے ادھر اُدھر گئے تھے ایک اندھے خدمتی نے بکریت کو روکا کہ بس وہیں ٹھہرو۔ جب تک بھاردواج جی نہ آئیں کسی کو اجازت نہیں کہ آگے قدم بڑھائے۔ اس روک ٹوک میں بکریت کے سر پر قاتل پہنچ گیا اور ایک ہی ہاتھ میں جان لے لی ✣

اب بھاردواج آشرم میں آئے ہَون کنڈ میں لکڑیاں ڈالیں آگ سلگائی تو ڈھونڈا ڈھنڈو۔ حیرت ہوئی کہ معاملہ کیا ہے آشرم کے اندھے محافظ سے دریافت کیا ✣ اندھے نے سارا ماجرا بیان کیا۔ بھاردواج کو اپنے بیٹے کے انتقال پر ملال سے سخت رنج ہوا تاب ضبط نہ ہوئی۔ فوراً بددعا دی کہ او ریبھہ رشی تو نے میرے نور نظر کی جان لی ہے تو بھی تیرے بیٹے تیرے بیٹے تیرے ٹکڑے ٹکڑے اڑائیں یہ سراپ زبان سے نکالتے ہی انہوں نے اپنے کلیجے کے ٹکڑے بکریت کی لاش چتے پر رکھی اور اُسے کلیجے سے لگائے خود بھی جل گئے ✣

ریبھہ رشی اپنے آشرم میں تھے اُن کے دو بیٹوں یعنی اَرْوانس اور پرمانس کو راجہ برہدمن نے یگیہ میں مدعو کیا۔ یگیہ شروع ہوا اتفاق سے رات کے وقت پرمانس کو اپنی کٹی میں آنے کی ضرورت ہوئی۔ دیکھا کہ ایک ہرن بیٹھا ہوا ہے فوراً تلوار گھسیٹی اور وار کر دیا مقتول ہرن نہ تھا بلکہ ریبھہ رشی تھے مرگ چھالے اوڑھے بھاردواج کے سراپ نے جان نہ بچنے دی بیٹے ہی کے ہاتھ سے خاتمہ کرا دیا پرمانس اپنی غلطی پر بہت نادم ہوا یگیہ میں اپنے بھائی اروانس سے کیفیت بیان کی۔ رائے ٹھہری کہ تپ کیا جائے جس میں عذاب قتل باقی نہ رہے۔ تپ ہوا ہتیا دور ہوئی۔ مگر بعد میں ایک تازہ گل اور کھل گیا ✣

راجہ کے یہاں یگیہ تھا پرمانس رشی موصوف شریک تھے انتظام

تھے اُنہوں نے اُرمانس پر اُلٹی وہونس رکھی۔ کہ یہ باپ کا قاتل ہے اس کی
یگیہ میں شرکت کیسی۔ حکم کی تعمیل ہوئی اُرمانس نکالا گیا بھائی کی بے ایمانی سے
دل ٹوٹ گیا اسی وقت سے تپ کی ٹھہرائی۔ اس صدق عقیدت سے کیا کہ
ریبہ رشی الاگ زندہ ہو گئے بھاردواج پھر سرگ سے چلے آئے۔ بکریت پھر
عالم وجود میں موجود ہو گیا ٭

لومس رشی کا قول ہے کہ راجہ جدھشٹر دیکھی آپ نے تپ کی برکت
ناخواندوں کو ویدوں کی علمیت اور مردوں کی دوبارہ زندگی ہو جانا آسان بات
نہیں یہ کرامتیں تپ ہی کے حصے میں ہیں ٭

ادھیائے ۶۱

راجہ جدھشٹر کی تیرتھ جاترا۔ مِیناک پربت اور کیلاش وغیرہ تیرتھوں کا تذکرہ۔ نرکاسر کی سرگذشت بارہ وتار کا ذکر

لومس رشی راجہ جدھشٹر سے مخاطب ہیں کہ اس مقام سے آگے بڑھنے پر
آپ کو دو پہاڑ ملینگے۔ ایک مِیناک پربت جس کا رنگ سفید و سیاہی مائل ہے دوسرا
کال پربت اس پہاڑ پر ہمیشہ آگ روشن رہتی ہے اسی پہاڑ سے گنگا جی کی دھار
موجیں مارتی ہوئی نمودار ہوتی ہے۔ انہیں مقام پر دیوتا لوگ تفریحی چھچیوں سے
دل بہلایا اور غم غلط کیا کرتے ہیں۔ آگے چلینگا تو ساٹھ جوجن بلند کیلاش پربت
ملیگا۔ بدر کاشرم وہیں ہے۔ اسی آشرم میں دیوتاؤں کا میلا لگا رہتا ہے۔ کیا
گندھرب اور کیا یکش اس مقام کے محافظ ہیں جس مقدس مقام پر اس وقت
آپ ہیں یہ جمنا گنگا کا استھان کہلاتا ہے۔ سُنئے کس زور سے پانی کے جھلاؤ کی
آواز کانوں میں گونج رہی ہے۔ اتنا کہکر لومش رشی نے گنگا جی کی استتی کر کے
دھار نگا کو ... مارتی ... جدھشٹر آپ کے ... دلی سے جنم

سپھل کرنے کو حاضر ہوئے ہیں۔ مہارانی دروپدی بھگتی بھاو کو دل میں لئے ہوئے ہمراہ ہے۔ بھائی بھی ساتھ۔ ایسی کرپا کیجئے کہ ان کی منو کامنا سدھ ہو جائے گنگاجی سے یہ عرض حال کرکے اُنہوں نے راجہ جدھشٹر کو ہدایت کی کہ چند روز اسی مقام پر آرام کرلو۔ یہاں سے بہت ہی دشوار گذار منزل شروع ہوگی ۔

راجہ جدھشٹر نے چند روز قیام منظور کیا اور عزم مصمم کرکے بھیم سین اور رانی دروپدی سے فرمایا کہ راستہ خراب ہے مفت کی تکلیف سے کچھ حاصل نہیں تم ہردوار پلٹ جاؤ رشی اور برہمن منڈلی کو بھی ساتھ لو میں لومس رشی کے ساتھ چلتا ہوں نکل ہمراہی کو کافی ہے جاترا سے فارغ ہوکر ہردوار میں آملونگا۔ اطمینان رکھو ۔

بھیم سین اور دروپدی کو جدائی کب گوارا تھی۔ اُنہوں نے کہا یہ کبھی ممکن نہیں۔ ذراسی تکلیف بچانے کے لئے آپ کے قدموں کی جدائی گوارا کرنا ہم لوگوں کا دھرم نہیں۔ ہم بھی آپ ہی کے قدم بہ قدم چلینگے۔ وہاں ارجن کی مفارقت کا رنج بھی دل سے دھو جائیگا۔ آنکھیں اُس کے دیدار سے شاد ہونگی۔ اور آپ ہم لوگوں کی تکلیف کا کچھ خیال نہ کیجئے۔ قدموں کے ساتھ رکھئے ۔

درخواست منظور ہوئی اور راجہ جدھشٹر معہ اپنے قافلے کے ساتھ گندمادن پربت کی طرف قدم اُٹھایا۔ لومس رشی نے سندر نامی پربت وہ شو جلا کے مقدس استھان کی سیر کرائی یہ وہ مقام ہیں جہاں مریچ بھرگو وغیرہ رشی مہرشی شام وید کی رچاؤں سے زندگی کا آنند اُٹھاتے تھے اس کے بعد کیلاش کی چوٹیوں کی طرف اشارہ کرکے بتایا کہ یہ پہاڑ نہیں نرکاسر کی ہڈیاں ہیں نرکاسر کا حال سننے کے لائق ہے۔ اس نے تپسیا سے وہ طاقت حاصل کی کہ اندر تک کانپ اُٹھے اور وں کا کیا ذکر۔ دہشت سوار ہوئی تو اندر نے بشن بھگوان سے فریاد کی وہاں دریائے عاطفت جوش پر تھا۔ جس وقت نرکاسر کے مظالم کی کیفیت اور دیوتاؤں کی دردناک سرگذشت سُنی۔ ذات مقدس نے جوش غضب سے پھروں کی بوچھار کرکے نرکاسر کو ہلاک کردیا۔ یہ جو کچھ پہاڑ سے نظر

آسکتے ہیں۔ دراصل پہاڑ نہیں نر کاسر کی ہڈیاں ہیں۔ یہ روایت تو آپ نے سُنی۔ اب ایک اور اتہاس سُنئے۔ ست جگ ابھی شروع ہی ہُوا تھا۔ جو خلقت عالم وجود میں آئی سب گوشت خوار ہوئی اور پھر عالم موجودات میں اس کی اتنی کثرت ہوئی کہ کرہ خاک بار گراں سے سوجن نیچے دھنس گیا۔ پرتھوی نے گھبرا کر نارائن جی کی امداد چاہی فریاد کی۔ کہ بوجھ اُٹھائے نہیں اُٹھتا دبی چلی جاتی ہوں جلد علاج کیجئے ورنہ میری خیریت نہیں ؁

بھگوان نے توجہ سے شکایت سُنی اور رحم و کرم سے تسلی دے کر پرتھوی کو منتظر توجہات کیا۔ اب اظہار قدرت ہُوا۔ پیکر انوار نے بارہ کی صورت قبول کی۔ جسم ایک کالا پہاڑ نظر آتا تھا۔ منہ میں ایک دانت وہ جس پر پرتھوی روک کر سو جوجن اوپر اُچھال دی۔ اس وقت کرہ زمین کو منجھدھار میں پھنسی ہوئی ناؤ کی طرح جنبش ہوئی۔ تمام ذی روح کیا انسان کیا حیوان کیا چرند کیا پرند سب کو جان کے لالے پڑ گئے۔ دیوتاؤں نے برہماجی سے پناہ مانگی۔ جواب ملا کہ کوئی گھبرانے کی بات نہیں نہ کسی آفت ناگہانی کا خوف ہے۔ سری بشن بھگوان باراہ بنے ہیں اور اُنہوں نے زمین دانت پر اُٹھائی ہے ؁

دیوتاؤں نے دریافت کیا کہ مہاراج تشریف کہاں رکھتے ہیں۔ درشن کس جگہ مل سکینگے ؁

برہماجی۔ نندن بن میں ؁

دیوتا فوراً نندن بن میں گئے۔ جمال مقدس سے آنکھیں پر نور کیں اور اُستتی کر کے جنم سپھل کیا ؁

ادھیائے ۶۴

گندھا دن پربت کی تکلیفات۔ دروپدی کا کسل سفر اور طبیعت کی خرابی۔ گھٹوت کچ فرزند بھیم سین کی آمد

اور دروپدی کی رفع تکلیفات کا انتظام

راجہ جدھشٹر وغیرہ گندھمادن پربت پر پہنچے جٹائیں بندھی ہوئی تھیں مرگ چھالا زیب تن تھا ہتھیار بدن پر سجے ہوئے تھے۔ کٹھن منزل کی سختیوں پر مصیبت میں مصیبت کا سامنا ہو گیا اس زور شور سے آندھی آئی ایسی کالی گھٹائیں چھائیں مینہ برسا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا۔ سب پر ہیبت طاری ہو گئی۔ ہوش جاتے رہے۔ دروپدی کے بدن میں تھرتھری نے وہ حالت پیدا کر دی کہ بھیم سین اسے کھوہ میں لیجا کر چھپا اور لوگ بھی جہاں ٹھکانا ملا وہیں جان چرا گئے آندھی دم نہ لینے دیتی تھی۔ خاک پربت کو چھپائے ہوئے تھی بادل گرج رہے تھے بجلی چمک کر کلیجہ دہلاتی تھی پانی کہتا تھا کہ آج برس کر رہونگا۔ اولے اس کثرت سے پڑے کہ انبار لگ گئے۔ ایشور مناتے مناتے بڑی مشکلوں سے آسمان صاف ہوا۔ آندھی بھی رُکی۔ سب ادھر اُدھر سے نکل کر باہم ملے سلامتی کی خوشیاں منائیں۔ دروپدی رگ گل سے نازک۔ ہاتھ پاؤں تھرکانپ سے بیدم ہو ہی رہے تھے کہ بجلی کی چمک اور بادل کی کڑک۔ آندھی کے جھونکوں اور اولوں کی بھرمار نے اور بھی ادھ موئی جان کر دی۔ اس پر ہر جگہ برف ہی برف ادھر پاؤں رکھا اُدھر پھسلا اُس سے اس قدر تکلیف ہوئی کہ آخر ہوش و حواس باقی نہ رہے اچیت ہو کر گر پڑی کہرام مچ گیا کہ مصیبت پر مصیبت کیسی۔ راجہ جدھشٹر گھبرا گئے ہونے آئے گل اندام رانی کو مرگ چھالے پر لٹایا۔ بہت تدبیریں کیں مگر دروپدی کو ہوش نہ آیا۔ راجہ جدھشٹر رو پڑے کہ ہائے راجہ دروپد کی راجکماری پانڈووں کی بھاونی کا یہ حال جس نے زندگی بھر فرش مخمل کے سوا زمین پر قدم نہ رکھا۔ اس کو میری وجہ سے یہ پیادہ روی اور صحرا نوردی کی تکلیفیں۔ تف ہے مجھ پر۔ میں نے جوا کھیل کر سب کو ایسی بلاؤں میں پھنسایا۔ میری زندگی پر تف۔ بھیم اجیوں نے ڈھارس دی کہ گھبرائیے نہیں سب مصیبت کٹ جائیگی۔ ذرا صبر کیجئے دھومیہ رشی نے اسی وقت منتر پڑھ کر پانی کا ایک چھینٹا دیا تو دروپدی نے آنکھ کھول دی۔ سب کی جان میں جان آئی [illegible]

گویا وکیا جو ہمارا گشتی سے بطن سے عالم وجود میں آیا تھا۔ گھٹوت کچ فوراً پہنچا اور ڈنڈوت کرکے درخواست کی کیا حکم ہے ؎

بھیم سین نے سب کیفیت بیان کی اور کہا منزل سخت ہے اور مہارانی دروپدی کا یہ حال ہے۔ اتنی تکلیف کرو کہ سفر خیریت سے ختم ہو جائے ؎

گھٹوت کچ نے سر ادب خم کیا اور عرض کی بھلا میرے ہوتے ہوئے میری ماتا جی کو زحمت ہو ممکن نہیں۔ میں بہت اچھی طرح سے تیرتھ جاترا کرا دونگا ؎

ادھیائے ۶۳

گھٹوت کچ اور اُس کے ساتھیوں کی مدد سے راجہ جدھشٹر وغیرہ کی بدر کاشرم میں رسائی ورشن وغیرہ کا انند

گھٹوت کچ اکیلا نہ تھا۔ بلکہ اُس کے ہم جماعت اُس کے ساتھ تھے جدھشٹر نے دیکھا تو بہت خوش ہوگئے بھیم سین سے بولے کہ یہ لخت جگر بیل تن دکوہ پیکر ہے زبان کا بھی پابند ہے دھرم کا بھی عامل ہے راچھسوں میں اس کا شمار نہیں اب ایشور چاہیگا تو ہم لوگوں کو کسی وقت کا سامنا نہ ہو پائیگا ؎

گھٹوت کچ - میں کس لائق ہوں جو کچھ کریگا آپ ہی کا اقبال کریگا۔ میں اپنی ماتا مہارانی دروپدی اور نکل و سہدیو جی کو اُٹھا کرلے چلونگا اور میرے ہمراہی دوسرے لوگوں کی خدمتگزاری کرینگے پیشتر سے کیفیت معلوم ہوتی تو کسی تکلیف کا نام نہ ہوتا خیر اب بتلائیے کدھر کا عزم ہے ؟

گھٹوت کچ نے دروپدی کو اپنے اوپر سوار کیا ساتھیوں نے اور سب کو لادا اور رستے کا دلچسپ نظارہ دکھاتے ہوئے ہوا کی طرح بہت ہی جلد بدر کاشرم میں جا پہنچے۔ بدر کاشرم کی قدرتی دلچسپیاں دلوں پہ موہنی ڈال گئیں درخت ہرے بھرے پھل خوشگوار۔ پھول خوشرنگ۔ فوارے خوش لحان نغمہ نچ بھری ہری دوب نظر فریب [illegible]

بشو کے واسطے ایک نظارہ دکھا دیجئے - آپ کی قدرت کاملہ اور فخر ترحم کے ہوتے مجھے جمال مقدس کے دیکھنے کی تاب نہ ہو ممکن نہیں آپ جو چاہیں وہی ہو سکتا ہے +

مہابیر جی نے بڑی منت وسماجت پر بڑی توجہ سے نظر کی اور سروپ بدلا - اس وقت اُن کی جسامت اور قد و قامت نے گندھمادن پربت کا سر نیچا کر دیا آنکھیں سرخ سُرخ جیسے دہکتا ہُوا انگارہ - بھویں قوس قزح کی طرح خمیدہ چہرے کا جلال وہ کہ آنکھ ٹھہرنا مشکل معلوم ہوتا تھا - کہ پہاڑ پر ایک اور پہاڑ آسمان سے باتیں کرنے لگا کیلے کے تمام درخت چُرمُرا گئے دم لپیٹ کر دو زانو ہو بیٹھے تو چار دانگ عالم میں نور ہی نور برس گیا - بھیم سین انوار تجلی پر نظر نہ جما سکا پلکوں نے آنکھوں پر پردہ ڈال دیا +

ہنومان جی ہنسے اور کہا کہ

بس اتنے ہی میں گھبرا گئے کہیں میدان جنگ کا سروپ دیکھو تو جانے کیا حال ہو - بھیم سین نے عرض کی کہ

آپ کے سروپ پر نگاہ نہیں ٹھہرتی - آپ کی قدرتوں کا کیا ٹھکانا میں تو حیران رہ گیا کہ یہ صورت یہ ڈیل ڈول جس پر سایہ بھی پڑ جائے اس کی ہڈیاں چکنا چور ہو جائیں انسان کیا پہاڑ بھی ہو تو سرمے کی طرح پس جائے لیکن ایک حیرت بڑی بھاری ہے +

ہنومان جی - وہ بھی کہہ ڈالو دل میں نہ رکھو +

بھیم سین - جب آپ میں ایسی قدرت ایسی طاقت تھی تو ہزاروں زحمتیں اُٹھانا کیوں منظور کیں - راون آپ کی ایک ادھ جھڑ بھی تو نہ سہہ سکتا +

ہنومان جی - بیشک - راون کچھ مال نہ تھا - میں ہر وقت مسل سکتا تھا مگر پھر اس سے مہاراج رامچندر جی کے دست قدرت کی شہرت نہ ہوتی - اچھا خیر اب تم جاؤ کنول لے آؤ - پون جی تمہارے محافظ ہیں - کچھ خوف کی بات نہیں پہلے سوگندھکا بن ملیگا - پھر کوبیر کا باغ - باغ میں یکشوں اور گندھربوں کا پہرہ ہے اُن سے ... ساتھ ... منت و سماجت سے کام لینا پھول مل جائے گا - بلی کرو گے تو خرابی ہو گی -

لوگ بے سمجھے بوجھے کام کر بیٹھتے ہیں۔ اُن کو نقصان اُٹھانا پڑتا ہے دھرم دھرم
نہیں رہتا بزرگوں کی فرمانبرداری و خدمتگذاری سے تھوڑی سی عقل والا بھی عقل
کا پتلا بن جاتا ہے۔ عقلمندی یہی ہے کہ عقل و انکسار سے حصول مطلب کرے
جس مقصد وری کے لئے منتر کی ضرورت ہو تو خود دوسری نہ کرے۔ بلکہ برہمن
سے مدد ملے پیغامبر کو اچھی طرح ایک ایک بات ذہن نشین کرا دینے سے مطلب
برآری میں فرق نہیں پڑتا۔ جو باتیں راز کی ہوں وہ دل ہی دل میں رکھے۔ عورت
بچے۔ لالچی۔ رذیل۔ نشہ باز اور جاہل سے تذکرہ ہُوا تو بس بھید نہ کھلنا محال۔
راجہ وہی دانش پسند ہے جس سے مشیر کار لائق۔ دوست ہوا خواہ۔ منتظم
حکومت عادل اور قانون دان ہوتے ہیں۔ دھرم کے معاملات میں برہمنوں
ہی کا دخل لازمی ہے۔ عورتوں کے پاس مردوں کا کچھ کام نہیں۔ شریروں
کی سرکوبی والئے ملک کا فرض ہے۔ ظالموں کی سزادہی کے لئے نرم دل
حاکم مقرر کرنا ناجائز اور پناہگیر کو پناہ نہ دینا گناہ ہے +

اے بھیم سین جو دھرم میں نے کہے یہ سب کشتریوں کے ہیں۔ ان کو
لوح دل پر نقش کر لو۔ خیال رکھو کبھی ان میں فرق نہ آنے پائے۔ جپ تپ
اور یگیہ سے جس طرح برہمنوں کو نجات ابدی حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح
کشتریوں کو رعیت پروری سے۔ ظالموں کی سرکوبی سے اور بیشوں کو مہمان
نوازی اہل ریاضت کی خدمتگزاری اور کار خیر میں داد و دہش سے +

ادھیائے ۶۸

ہنومان جی کا جوش محبت بھیم سین کو فتحمندی کا بردان

کشتریوں کا اُپدیش سُنا کر ہنومان جی نے قد چھوٹا کر لیا اور بھیم سین کو چھاتی
سے لگا کر بدن میں ایسی طاقت بھر دی کہ بھیم سین کے ڈنڈ بلوں کی صورت ہی
کچھ اور ہو گئی۔ بھیم سین نے بہت شکریہ ادا کیا۔ اپنی خوش قسمتی کو روئیں روئیں

سے سراہ کر قدم چھو لئے۔ ہنومان جی کے دل میں محبت کا خاص جوش پیدا ہوا ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے بھیم سین سے کہا

بھائی بس اب گھر جاؤ۔ یہاں آنے کا حال کسی سے نہ کہنا۔ جب کوئی کام پڑے تو میری یاد فائدہ دے رہیگی۔ جب سے میں نے تمہارا جسم چھوا میری چشم دل میں بھگوان رامچندر کی موہنی تصویر پھر گئی واہ کیا سروپ ہے کیا جلوہ نور بیان نہیں ہو سکتا چلو اس درشن کا بھی پھل تم پا گئے۔ اب جس چیز کی ہوس ہو مجھ سے بیان کرو۔ اگر دھرتراشٹ کے نالائق بیٹوں کی سزا منظور ہو تو ابھی ہستناپور جاؤں سب کو خاک پر سلاؤں۔ طبقے کا طبقہ اُلٹ ڈالوں ٭

بھیم سین - کس زبان سے شکریہ ادا کروں۔ آپ کی قدرت سے کوئی بات بعید نہیں۔ آپ کا سا حامی و مربی جب ہم سب پر مہربان ہے تو ہمیں کس کا ڈر کس بات کی خواہش۔ آپ کا جس وقت دھیان کرینگے۔ تو دشمنوں کا مار لینا کیا مشکل ہے ٭

ہنومان جی - تم بھی پون پتر ہو۔ میں بھی پون کمار۔ اس رشتے کا لحاظ مجھے ہر وقت رہیگا۔ جس وقت معرکۂ جنگ میں تم گرجو گے۔ تو میری شیر کی سی گرج بھی ہم آواز ہو کر دشمنوں کے پتے پھاڑیگی۔ ارجن کی دھجا کو مجھ سے زینت رہیگی۔ تم جیتو گے دشمنوں کا نام و نشان باقی نہ رہیگا۔ اچھا اب رخصت ٭

اتنا سنتے ہی بھیم سین دیکھتا ہے تو ہنومان جی ندارد۔ آنکھیں ڈھونڈتی رہ گئیں ٭

ادھیائے ۶۹

بھیم سین کی منزل مقصود پر رسائی راستے کے دلچسپ نظارے

بھیم سین نے وہاں سے قدم اٹھایا۔ مہابیر جی کے بتلائے ہوئے راستے پر چلے تو گندھ مادن پربت کے جنگلوں اور چشموں کی بہار کچھ عجیب ہی دیکھی ہر جگہ ... کے جھنڈ ... کا ہجوم۔ ... اپنی کلیلوں میں مست پرندل

کوہ جیلوں سے کام ندی پر رسائی ہوئی تو ہنس ہی ہنس دل بہلاتے ہوئے نظر آئے۔ سنہری رنگ کے کنولوں نے دل کا کنول کھلا دیا۔ صاف شفاف پانی رواں۔ کملنی کویر کے باغ میں جوبن پر چار طرف جھرنے۔ راچھسوں اور یکشوں کا پہرا۔ نیلے اور سنہری کنولوں کی دلفریب خوبصورتی۔ بھیم سین کو اس پر فضا مقام نے قدرتی نظارے دروپدی کی یاد آگئی۔ جھرنے دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا۔ دو گھونٹ پیئے تو قند کا مزہ آگیا۔ کلیجہ تر ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ امرت نیچے اترا ہے۔ وہیں پشکر اپنی بہار دکھا رہی تھی۔ سرخ سرخ یاقوت کے ہمرنگ کنولوں سے شفق شام گرد تھی۔ بھیم سین کو آتے دیکھ کر پہرے والوں کو حیرت ہوئی کہ یہ شخص کون ہے۔ بدن پر مرگ چھالا۔ بازو پر جبڑا و جوشن گلے میں موتیوں کے ہار ہتھیار زیب تن۔ اس کے یہاں آنے کی وجہ پوچھ راچھس اُس کی طرف دوڑ آئے۔ دریافت کیا :-

کون ہو۔ کیا کام ہے۔ فقیرانہ لباس پر یہ سلاح جنگ کیسے ؟

ادھیائے ۷۰

کنول کے جنگل میں بھیم سین اور راچھسوں کی لڑائی بھیم سین کی فتح۔ کنولوں کی دستیابی

بھیم سین نے راچھسوں کے سوال پر جواب دیا کہ

راجہ جدھشٹر کا قوت بازو ہوں۔ سب بھیم سین کہتے ہیں ہم سب بدر کا شرم میں قیام پذیر تھے کہ اس طرف سے کنول کا ایک سہسر دل پھول وہاں جا گرا مہارانی دروپدی میری دھرم استری ہے اُس نے پھول بہت پسند کیا اور مجھے ایسا ہی پھول لانے کی فرمائش کی۔ چنانچہ ایشور نے یہاں پہنچا دیا صرف پھول لے جانا مقصود ہے ؂

راچھس۔ جانتے ہو یہ مقام کس کی سیر گاہ ہے؟ مہاراج کویر جی کی۔ یہاں

پرند پر نہیں مار سکتا۔ ہوا کا بھی گزر نہیں۔ مہیش اور دیو رشی کیا دیوتاؤں کی بھی مجال نہیں۔ کہ پانی کا چلو منہ سے لگا لیں۔ اگر کوئی بھولا بھٹکا آ جاتا ہے تو موت پیچھا نہیں چھوڑتی۔ تم کہاں بھول پڑے۔ پھول پانا کیسا دیکھنا بھی ممکن نہیں۔ ہاں کویر جی اجازت دے دیں تو یہ اور بات ہے اگر اُن کی خلاف مرضی جرأت کی تو جان سے ہاتھ دھوئے بغیر مفر نہیں ✦

بھیم سین۔ مدعی سست گواہ چست۔ کویر جی کہاں ہیں اُن کا حکم دکھاؤ دوسرے مجھے اُن کی اجازت سے غرض۔ کیا یہ مقام اُن کا بسا ہا خریدا ہے کویر کا یہاں کچھ اجارہ نہیں جو اُن کو استحقاق حاصل ہے وہی دوسروں کو پھر میں کیوں اُن کے سامنے ہاتھ پھیلاؤں؟

راچھس۔ واہ وا۔ یہ غتے ڈبے۔ پرائے بغیچے پر جبھینگر چڑھ بیٹھا کہنے لگا کہ بغیچہ میرا ہی ہے اچھے آئے ✦

بھیم سین۔ تو پھر آنکھیں کھول دوں۔ لو دیکھو سیر دکھاتا ہوں ✦

یہ کہکر بھیم سین نے ایک دوڑ ماری تو بس کنولوں کے پاس ہی تھا۔ راچھس آگ بگولا ہو کر جھپٹے۔ ڈانٹا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا نہیں تو بُری ہوگی ✦

بھیم سین۔ جاؤ ہوا کھاؤ۔ مرد ہے ہو تو روک لو ✦

اب کیا تھا راچھس ہتھیار لیکر جھپٹ پڑے بھیم سین نے بھی گدا اُٹھایا۔ مار دھاڑ شروع ہوئی۔ گدا جس پر پڑا ہڈی پسلی چور کر دیا۔ راچھسوں کے ہتھیار کچھ نہ بنا سکتے تھے۔ لاش پر لاش گرتے دیکھ کر راچھسوں کے جی چھوٹ گئے۔ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔ جس کا جدھر سینگ سمایا جان بچا گیا کچھ کویر جی سے رونا روئے سرگذشت سنائی۔ حکم ہوا کہ بھیم سین سے لڑنے بھڑنے کی ضرورت نہیں۔ شوق سے پھول لے جائے۔ راچھس اپنا سا منہ لیکر رہ گئے بھیم سین کے پاس آئے غرض کی کہ آپ کو کنول لے جانے کی اجازت ہو گئی۔ کویر جی خوشی سے حکم دیتے ہیں ✦

بھیم سین۔ اُن کی عنایت۔ تم سب کی مہربانی یہ کہکر بھیم سین نے چوٹی

کے پھول چُن لئے اور وہیں کھڑے ہو کر سیر دیکھنے لگا +

ادھیائے ۱۷

گٹھوت کچ کی مدد سے راجہ جدھشٹر وغیرہ کی پشکرنی میں تشریف بری بھیم سین سے ملاقات - قیام

بیشم پائن فرماتے ہیں۔ راجہ جنمیجے بھیم سین نے جس وقت راچھسوں پر گدا چلانا شروع کیا۔ اس غضب کی آندھی چلی کہ پہاڑ تک ہل گئے باول کی گرج نے کانوں کے پردے پھاڑ دئے۔ جدھشٹر اس وقت گندھ مادن پر تھے وہ چونک پڑے کہ معاملہ کیا ہے۔ درو پدی جی سے پوچھا

بھیم سین دیر سے دکھائی نہیں دیا کہیں کسی سے لڑائی تو نہیں ہو رہی ہے

درو پدی۔ کنول کا پھول لینے کے لئے گئے ہیں۔ میری فرمائش تھی +

راجہ جدھشٹر۔ بے شک کہیں گھمسان لڑائی ہو رہی ہے وہ طاقت کے زعم میں ہاتھی کی طرح مست رہتا ہے۔ پہاڑوں کی اُس کی ایک زقند کے سامنے کچھ بساط نہیں۔ ایسا نہ ہو کسی غصہ ور تپشوی سے بھڑ پڑا ہو پیارے گٹھوت کچ چلو بھیم سین کے وہاں چلیں دیکھیں کیا معاملہ ہے۔ گٹھوت کچ دروپدی کو اور راچھس سب ہمراہیوں کو لے اُڑے پل مارتے دیکھا تو پشکرنی میں راچھسوں کی لاشیں ڈھیر ہیں۔ بھیم سین چشمے کے کنارے کھڑا ہے۔ آنکھیں سُرخ خون کبوتر گدا ہاتھ میں +

راجہ جدھشٹر بڑے جوش محبت سے پاس گئے سینے سے لگایا اور کہا یہ لاشیں کیسی۔ کیا کسی سے کچھ بگڑ گئی۔ کہیں کسی دیوتا سے تو لڑا نہیں بیٹھے؟

بھیم سین۔ مَیں پھول لینے آیا۔ راچھس مزاحم ہوئے۔ مَیں نے لاکھ طرح دمی۔ مگر کیا ہوتا ہے۔ موت سے کسی کا بس نہیں سب کے دل چور سے ہو چکے تھے گرا کہ سامنے آگئے میرا کچھ قصور نہیں ہے +

راجہ جدھشٹر- خیر جو کچھ ہوگیا وہ تو ہوگیا- آئندہ سے ایسی خونریزی نہ کرنا زیادہ غصہ ٹھیک نہیں +

یہ فرماکر اُنھوں نے پھول لے لئے اور دروپدی کو دے کر سب ہمراہیوں کے ساتھ پیشکرنی کی سیر سے دل بہلانے لگے- اتنے ہی میں بہت سے راکھس حاضر ہوئے راجہ جدھشٹر نے سب کی آؤ بھگت کی اور وہیں ٹھہر کر ارجن کے ارجن کے انتظار میں چشم براہ رہنے لگے +

ادھیائے ۶۲

جٹاسر دیت کی برہمن کے بھیس میں شرارت- راجہ جدھشٹر دروپدی وغیرہ کو لیکر فراری- بھیم سین کے ہاتھ سے قتل

راجہ جدھشٹر پیشکرنی اور کنولنی کی سیر سے بہت محفوظ ہوئے- جوش مسرت سے بھائیوں سے بولے :-

ہم لوگ کیسے خوش نصیب ہیں کہ تمام متبرک و مقدس تیرتھوں کے درشنوں سے جنم سپھل کرنے کا موقع حاصل ہوا- جہاں دیوتاؤں کی رسائی دشوار ہے وہاں ہم پہنچیں- ایشور کی خاص مہربانی اور تقدیر کی رہنمائی ہے اب مجھے خواہش ہے کہ کوبیر پوری کی کیوں ہوس باقی ہے راجہ جدھشٹر نے جونہیں منشائے خاطر کا اظہار کیا- یہ صدائے غیب سنائی دی کہ کوبیر پوری کا عزم فضول ہے وہاں رسائی محض ناممکن- بدکاشرم کا راستہ پکڑو وہاں پہنچنے پر برکھ پوریا کی سیر کرنا بڑا عمدہ مقام ہے باکمال لوگ وہیں نظر آئینگے- اس سے آگے ارشٹ سین کی قیامگاہ میں مقابل دیتے ہے اس آکاش بانی پر سب نے کان لگادئے غور سے سُنا پھر دیکھا- تو پھولوں کی بارش ہو رہی ہے خوشبو سے بسی ہوئی ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے دماغ معطر اور دل ہرا ہوگیا- دھوم رشی بولے :-

بس خاموشی سے چلے چلو۔ ٹھہرنے کا موقع نہیں۔ آواز غیب کی تعمیل واجب ہے ÷

راجہ جدھشٹر وغیرہ نے اُسی وقت وہاں سے بدری کاشرم کی راہ لی پہنچے تو ایک تازہ شگوفہ کھلا گھٹوٹ کچ کے ہمراہی راچھسوں سے ساز کرکے جٹاسر نامی راچھس برہمن کے بھیس میں یہاں آیا اور لیاقت کا کرہ کا سناتا ہوا برہمنوں کی منڈلی میں شامل ہوگیا۔ غرض یہ تھی کہ پانڈوں کے ہتھیار ہتیا کر دروپدی کو اُڑا لے جائے۔ کسی نے بھروپیہ نہ پہچانا سب سمجھے کہ برہمن ہے چنانچہ راجہ جدھشٹر نے بھی اچھی طرح خاطر تواضع کی۔ ایک روز راجہ جدھشٹر نے گھٹوت کچ کو رخصت کیا۔ سب ساتھی راچھس اُس کے ہمراہ گئے۔ بھیم سین شکار کھیلنے چلا گیا۔ قیامگاہ پر صرف جدھشٹر رہ گئے اور دروپدی سہدیو اور نکل۔ باقی ہمراہیوں میں سے کوئی اشنان کو گیا کوئی پھلوں پھولوں کی تلاش میں۔ جٹاسر نے خالی موقع پاکر اصلی صورت ظاہر کی اور جدھشٹر دروپدی وغیرہ کو اُٹھا کر وہاں سے چلتا ہوا۔ سہدیو تو تلوار گھسیٹ کر قابو سے نکل بھاگا اور آواز دیتا ہوا بھیم سین کی تلاش میں چلا۔ یہاں دروپدی وغیرہ مصیبت میں مبتلا ہے راجہ جدھشٹر نے کہا اے بے ایمان راکشس۔ ہم لوگوں کے لے جانے سے تیرا کیا فائدہ ہوگا۔ جانور تک کچھ دھرم کا خیال کرتے ہیں مگر تو اُن سے بھی بدتر ہے۔ رعیت پرور راجوں کے ساتھ یہ بدسلوکی سخت گناہ ہے۔ تو نے میرا نمک کھایا اور پھر مجھی سے نمک حرامی جس تھل میں کھانا اُسی میں چھید کرنا ÷

راجہ جدھشٹر نے اس طرح بہت سمجھایا مگر راچھس کان میں تیل ڈالے رہا راجہ جدھشٹر نے کہا اچھا ذرا سا دھرم کا کرشمہ دیکھ۔ یہ کہکر بدن ایسا بھاری کرلیا کہ اُس کے قدم بوجھل ہوگئے تیزی سے چل نہ سکا۔ اُدھر سہدیو یہ کہتا ہوا لپکا کہ بھائی صاحب گھبرائیگا نہیں۔ آتا ہوں۔ چھتریوں کے لئے لڑائی سے منہ موڑنا درست نہیں۔ یا دشمن کے ہاتھ سے قتل ہو یا غنیم کو جیت کر آواز ... کے ساتھ سہدیو وہاں آ پہنچا اور لڑائی شروع ہوئی مگر دو دھم مچتے لگی کبھی راچھس سہدیو کو ... کے پکڑتا تھا کبھی سہدیو اُسی پر چڑھتا تھا دو طرفہ

گھونسے چل رہے تھے اور ہاتھیوں کی سی ٹکریں لڑ رہی تھیں اتنے ہی میں بھیم سین آ پہنچا۔ جدھشٹر وغیرہ کی جان میں جان آئی۔ بھیم سین نے اسے جھڑکی دیتا کہ او بدمعاش جاتا کہاں ہے۔ تیری موت آ گئی۔ پہلے میں اسنے برہمن کے بھیس کی رعایت کی تھی۔ ورنہ کب کا ختم کر دیتا۔ یہاں ایسے بہروپ صورت دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں۔ یہ نہ سمجھ کہ بھیم سین کی آنکھیں دھوکا کھا گئی تھیں اچھا لے اب سنبھل۔ راکھشس ایک پہاڑ رکھتا ہوا تھا۔ اس نے نہ معلوم کتنے پہلوان مار کے پچھاڑے تھے۔ وہ بھی تیور بدل کر کھڑا ہو گیا اور لڑائی چھڑ گئی۔ وار پہ وار ہونے لگے۔ اس مار پیٹ میں جدھشٹر وغیرہ اس کے پنجے سے چھوٹ کر چاہتے تھے کہ زخمی کر دیں مگر بھیم سین نے کہا

کوئی تکلیف کی ضرورت نہیں میں اسے اکیلا کھا جاؤنگا۔ اس میں جان ہی کیا ہے۔ راکھشس ہلکا ہوا تو اور بھی شیر ہوا۔ برابر کی چوٹیں چلنے لگیں گھونسوں سے مطلب نہ نکلا تو درختوں کی مار شروع ہوئی۔ درختوں سے جی بھر گیا تو کشتی کا جھگڑا خوب زور ہوئے کوئی داؤں پیچ اٹھا نہ رہا لڑتے لڑتے بہت دیر ہو گئی تو راکھشس کا دم پھول سا گیا ڈگمگانے لگا۔ بھیم سین نے ہاتھ اٹھایا اور گدے سے زمین پر پٹک کر ایسا گھسا دیا کہ ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ گردن پر وہ تلا ہوا ہاتھ پڑا کہ تسمہ نہ لگا رہا۔ راکھشس کے مرتے ہی شور تحسین و آفرین بلند ہوا

بھیم سین نے راجہ جدھشٹر سے عرض کی کہ

آپ کے اقبال نے فتح پائی۔ مبارک +

راجہ جدھشٹر نے کہا شاباش زندہ باش +

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

بر دست و بازوے ہمت تو ملک آفریں کنند

ادھیائے ۶۳

سویت پربت اور مالونت پربت کی جاترا۔ ارشٹ سین

وغیرہ رکھیشروں کے درشن

جٹاسر قتل ہو گیا۔ بلائے بے درمان سے نجات ہوئی۔ سب اول بدریکا آشرم
میں رہنے لگے ارجن کے انتظار میں راجہ جدھشٹر کی بے چینی بڑھتی جاتی تھی
وہ کہتے تھے کہ پانچ برس گزرنے میں اب کچھ دن ہی رہ گئے ہیں۔ مگر ارجن کا پتہ
نہیں۔ انتظار کی حد ہو چکی۔ اُنہوں نے سب سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے یہاں
رہیں کہ سویت پربت پر جا کر انتظار کریں۔ سب نے سویت پربت ہی کی صلاح دی
اور قافلہ وہاں سے روانہ ہوا راستے میں جو تیرتھ پڑا اُس کے درشن کئے مقدس
ندیوں میں اشنان کیا۔ برکھ پروا ایک بڑے بزرگ راج رشی تھے وہاں رسائی ہوئی
تو اُنہوں نے بڑی خاطر و مدارات کی بڑی محبت سے مہمان رکھا۔ راجہ جدھشٹر بہت
ممنون ہوئے سب ہمراہیوں کو اُن کے سپرد کر کے خود ساتویں روز بھائیوں اور
دروپدی کے ساتھ [illegible] کی سیر کو روانہ ہوئے راج رشی بڑے خلیق اور مہمان نواز
تھے۔ کچھ دور تک ساتھ گئے۔ راستہ بتا کر واپس آ گئے۔ راجہ جدھشٹر چلے تو جنگل
کی بہار دنیا سے نرالی دیکھی۔ پھل چکھے تو روح خوش ہو گئی۔ پھول سونگھے تو دماغ
معطر ہو گیا۔ سبزہ زار سے طبیعت ہری بھری ہو رہی تھی۔ جھرنے دل کو لبھا رہے
تھے۔ پہاڑوں کی چوٹیاں چاندی سونے سے منڈھی اور جواہرات سے جڑی
نظر افروز تھیں۔ ایک طرف ہرنوں کے غول ہری ہری دوب چر رہے تھے۔
دوسری طرف شیر و پلنگ پھر رہے تھے۔ نیل گائیں۔ سُرا گائیں۔ ارنا بھینسے
چیتل۔ تیندوے ہزاروں قسم کے جانور گھومتے تھے۔ اونچے اونچے چھتنار
درخت جنبش بادِ بہار سے مستوں کی طرح جھومتے تھے۔ اس سیر کی دلچسپی نے
گندھ مادن کی ایک دوسری چوٹی سے مالیونت پر پہنچا دیا۔ یہ چوٹی نہایت
خوشنما اور گندھربوں کنّروں وغیرہ کی تفریح گاہ ہے۔ جس طرف دیکھئے ہزارہا
رنگ کے پھول جدھر کان لگائیے مرغان خوش الحان کی دلکش آوازیں۔ ہزاروں
قسم کے میوہ دار درختوں کا گننا دشوار۔ ہر درخت کے پھل کا ذائقہ
خوشگوار۔ تالابوں میں جانوران آبی ذوق و شوق میں محو۔ درختوں پر

رنگ برنگ کے پرندے اپنی دھن میں مست۔ یہاں کرشن رشی کا آشرم تھا۔ رشی
جی نے وہ ریاضت شاقہ کی تھی کہ ہڈیوں کا ڈھانچا ہو گئے تھے۔ گوشت کا نام نہ
تھا۔ راجہ جدھشٹر وغیرہ ساشٹانگ ڈنڈوت کر کے وہاں پہنچے۔ برت رشی کو
بھی وہیں پایا۔ ارشٹ سین رشی صورت دیکھتے ہی پہچان گئے کہ پانڈو درشن
کو آئے ہیں۔ اُنہوں نے کہا

راجہ جدھشٹر آپ کو بڑی مصیبت سے سامنا ہوا مگر واہ رے استقلال
دھرم سے ذرا دل اُچاٹ نہیں۔ پابندی قول بدستور قائم ہے بزرگوں کی عقیدت
مندی میں ذرا کمی نہیں۔ کہاں صحرا نوردی کی تکلیفیں اور کہاں دھرم کا جوش
آفریں۔ بزرگوں نے دھرم کو مصیبتوں میں قائم رکھنا کارے دارد مگر تم نے
مشکل کو آسان کر کے دکھا دیا۔ پتر لوک میں بزرگوں کی خواہش رہتی ہے کہ
اُن کے بیٹے پوتے ایسے نیک کام کریں کہ اُن کی روح خوش ہو اگر اولاد
نیک ہوئی تو اُن پر مُوئے پر سو دُرّے کی کہاوت سچ ہوتی ہے۔ جو لوگ باپ
ماں گرو۔ اگنی دیوتا اور آتما کو ذرا سی بھی دُکھ نہیں دیتے خوش رکھتے ہیں اُن
کے برابر دوسرا خوش نصیب نہیں۔ لوک میں بھی اُن کا اعزاز پرلوک میں
بھی اُن کا شرف دونوں اُن کے مطیع ۔

راجہ جدھشٹر۔ میں کسی لائق نہیں۔ آپ کے چرنوں کی برکت سے جو کچھ
شُدبُد ہو سکتا ہے کرتا ہوں۔ آپ کے چرنوں کے درشن نصیب ہوئے
اس لئے جو کچھ فرمائیے بجا ہے ۔

ارشٹ سین رشی۔ ابھی آپ نے یہاں دیکھا ہی کیا ہے اس پربت پر بڑے
ایسے کامل رشی ہیں کہ باید و شاید۔ کوئی پون آہاری ہے ہوا کھانے کے سوا
معلوم ہی نہیں کہ زبان کا ذائقہ کیا ہوتا ہے۔ کسی میں وہ قدرت ہے کہ آکاش
کی ہوا کھائے اور جہاں چاہے وہاں دم بھر میں پہنچ جائے۔ یہاں گرڑ جی بھی
آیا کرتے ہیں۔ دیوتاؤں اور کنہروں کا تو گھر ہی ہے۔ پہاڑوں کے جوڑوں
سے [illegible]

مردنگ سُن لیجئے۔ کسی وقت بھیری ڈھول وغیرہ [illegible] یہاں

ٹھہر کر باجے شنیں۔ دیوتاؤں مہاتماؤں کو چلتے پھرتے دیکھیں افسانی آمدورفت کی حد بس یہیں پر ختم ہے اگر کوئی جائے تو راچھس اپنی سینگوں سے بھونک ڈالیں کویرجی کی بھی آمدو رفت یہاں رہتی ہے مہاتما لوگ جو عجائبات یہاں ملاحظہ دیکھتے ہیں دوسرے کو دیکھنا نصیب نہیں۔ پھل ایسے لذیذ ایسے خوشگوار کہ عرب بات۔ کچھ دنوں اسی پربت پر قیام کیجئے اور سمجھ لیجئے کہ اقبال چمکنے کے دن قریب آ گئے ٭

ادھیائے ۴۷

پانڈوؤں کو گرڑ جی کے درشن - دروپدی کی فرمائش بھیم سین کی روانگی - کویر پوری میں رسائی راچھسوں سے جنگ مینی مان راچھس کا قتل

راجہ جنمے جے کے سوال پر ویشم پائن پانڈوؤں کی بودوباش اشتغال اور خورد و نوش کا یوں ذکر کرتے ہیں کہ ہر دوار سے چل کر ان کی بسر اوقات ہرن کے شکار پر تھی یا جنگلی اور پہاڑی پھلوں پر۔ گندھ مادن کے سے شیریں اور لذیذ پھل پھول دنیا کے پردے پر نہیں۔ دوران سفر میں لومس رشی اور دھوم رشی کبھی کوئی کتھا سناتے تھے کبھی کوئی التماس کسی وقت تیرتھوں کا ذکر تھا تو کسی موقع پر دھرم سے معاملات کی تشریح و توضیح۔ گندھ مادن پربت پر پانچویں برس رسائی ہوئی تھی۔ یہاں انہوں نے جو کچھ دیکھا حیرت بخش تھا۔ ارشٹ سین رشی کے آشرم میں قیام کرنے پر ایک روز کیا دیکھتے ہیں کہ گرڑ جی ایک اژدھے کو لئے ہوئے آئے اس کا من اس طرح چمکتا تھا جیسے آسمان پر پورنماشی کا چاند گرڑ جی سے اسے فوراً جان گیا ہی تھا کہ دفعتاً اکر تاکر زمین پر گرنے لگے اور کچھ پھول اسے تو پانڈوؤں کے پاس آ کر پھولوں کی خوشنمائی کا کیا

پوچھنا ہر ایک کی پانچ پانچ رنگوں سے زینت۔ مہک نے دماغ معطر کر دیا ہوا سے عطر کی لپٹیں آنے لگیں۔ دروپدی بھیم سین سے بولی :-

آہا! کیسے خوبصورت پھول ہیں۔ گرچہ جی کے پروں میں ایسے ایسے پھول پھر کیوں وہ خوبصورتی پر نہ اترائیں۔ واقعی یہ مقام سیر کے قابل ہے مگر راچھسوں کے کا مارے کاہے کو دل کی ہوس نکلنے پائیگی۔ تم چاہو تو ابھی میدان صاف ہو جائے۔ راچھس نہ رہینگے تو پھر کوئی خوف نہ رہیگا ؀

بھیم سین اسی وقت تیر و کمان گدا اور تلوار لیکر روانہ ہُوا۔ چوٹی پر گندھرب راچھس دور بھاگ نظر آئے کوبیر جی کا محل دکھائی دیا۔ محل تھا یا مخزن جواہرات در و دیوار طلائی۔ سقف و بام مرصع۔ سامنے دار زر کار شامیانہ گوہر و جواہر کی جھالروں سے آراستہ۔ رنگ رنگ کے جھنڈوں کی بہار۔ اپسرائیں محو رقص گندھرب نغمہ سنج۔ یہاں سے قدم بڑھایا تو سرد ہوا کے مشکبو جھونکوں نے مست کر دیا۔ پھولوں کی خوبصورتی نے نگاہیں آگے نہ بڑھنے دیں۔ وہ وہیں ٹھٹھک گیا اور سنکھ بجا کر اس زور سے خم ٹھونکا کہ سب ویر دہشت بدحواس ہو گئے راچھس ہتھیار لے کر دوڑے۔ بھیم سین نے گدا اُٹھایا اور کشت و خون سے زمین سُرخ کر دی۔ بے شمار راچھس دم بھر میں چٹ پٹ ہو گئے کسی کا وار کارگر نہ ہُوا۔ آخر کوبیر جی کے سپہ سالار منی مان راچھس سے فریادی ہوئے اُس نے کہا

زوف ہے۔ ایسے موٹے موٹے ہاتھ پاؤں اور مچھر کے برابر آدمی سے کچھ بس نہ چلا۔ جاؤ ڈوب مرو۔ یہ کہکر وہ تنہا اکڑتا للکارتا بھیم سین کے مقابل ہُوا۔ بھیم سین نے زور پہنچتے ہی تیس تیس وقت نام کے بان مارے مگر خالی گئے۔ حریف نے گدا سے سب روک کر بھیم سین پر وار کیا۔ بھیم سین نے بلبلی گدا سے جواب دیا۔ سہ بارہ منی مان نے شکتی بان سے بازو زخمی کیا جس کا لگتے ہی بھیم سین چوٹ کھائے ہوئے شیر کی طرح گرجا دانت پیس کر گدا مارا تو حریف کا سر دو ٹکڑے۔ افسر کو نشانہ اجل دیکھ کر راچھسوں کا دم فنا ہو گیا

جانیں لیکر بھاگے تو بالکل میدان صاف پایا بھیم سین کے ہاتھ

ادھیاے ۵۷

راجہ جدھشٹر کی واقعۂ جنگ سے آگاہی - بھیم سین کو فہمائش - راچھسوں کی کویرجی سے فریاد - اُن کی تشریف آوری راجہ جدھشٹر وغیرہ سے ملاقات - اظہار خوشنودی

راجہ جدھشٹر پہاڑ کی کھوہ میں تشریف فرما تھے مہارانی دروپدی بھی پاس تھی بھائی بھی ساتھ - دفعتاً شور وغل سے کان کھڑے ہو گئے دیکھا تو بھیم سین ندارد نکل بھیدیو کو ساتھ لے کر اوپر چلا پہاڑ کی چوٹی پر چڑھا وہاں سے بھیم سین کی صورت نظر آئی - جس کے چہرے کا جلال اندر کو اور گدا بجر کو شرما رہا تھا - آس پاس لاشیں خبر دے رہی تھیں کہ سخت خونریزی ہوئی ہے راجہ جدھشٹر نے آواز دی ؂

بھیم سین - تم یہاں کہاں - افسوس تم نے کہنا نہ مانا - پھر انتوں کا خون سر پر لیا - راجوں کو ایسی خونریزی کبھی مناسب نہیں - کویر جی کو خبر ہو تو کیسی ٹھہرے ؟

بھیم سین نے ذرا گردن نیچی کر لی اور راجہ جدھشٹر وغیرہ کی نظر کویر جی کے محل کی خوشنمائی پر جم گئی کویر جی دولت سرا میں تھے - زخمی راچھس روتے پیٹتے پہنچے - دہائی دی کہ

مہاراج - ایک آدمی نے ہمارے بہت سے ہمجنس اور آپ کے وفادار سپاہی خاک و خون میں ملا دئے اور تو اور منی مان کی بھی جان لے لی ؂

کویر جی - بھیم سین کا یہ دم داعیہ - یہ زعم - میرے آدمیوں کی خونریزی ایک مرتبہ طرح کیا دی اور کبھی جیسے تیز ہو گئے اچھا جلد رتھ تیار کراؤ - حکم کی دیر تھی - رتھ سامنے آ کھڑا ہوا رتھ کیا تھا مشرقی افوار تھا - گھوڑے صبا رفتار عقاب کی طرح فلک پیما اور بیہ آرے تو رتھ سے طرح طرح کے باجوں کی خوش کن

آواز آکاش میں گونج گئی بھیتوں کے ہر چکر میں "جے کویر جی" کا نعرہ بلند ہوتا تھا
کویر جی رتھ پر تھے جلو میں دیوتا اور گندھرب پانڈوؤں کے دیکھتے دیکھتے رتھ
تماشائیوں کی آنکھوں میں چکا چوندھ ڈالتا ہوا وہیں آموجود ہوا جہاں سے
راجہ جدھشٹر بھیم سین کو دیکھ رہے تھے۔ راجہ جدھشٹر سمجھ گئے کہ کویر جی
یہی ہیں اُن کو اندیشہ کہ شاید کچھ عتاب نہ ہو اس خیال سے اُٹھ کھڑے
ہوئے اور بڑے ادب سے ڈنڈوت کی۔ کویر جی رتھ سے اُتر پڑے اور بسوکرما
کے تیار کردہ جواہرات سے مرصع پشپ بواق پر رونق افروز ہوئے بھیم سین
زخمی تھا مگر بے پروا۔ یہ بھی روبرو حاضر ہوا۔ بازو پر مرصع بازو بند طلائی جوشن
گلے میں جواہرات کے ہار۔ دوش پر مرگ چھالا۔ ہاتھ میں تیر و کمان۔ کویر جی نے
بھیم سین کی طرف دیکھا چہرے پر خفگی کے کچھ آثار نہ تھے جدھشٹر سے بولے
کہ آپ لوگ کچھ خیال نہ کریں جو شدنی تھا ہوا۔ بھیم سین سے ناراض خفگی
فضول ان کی موت ہی بھیم سین کے گدا سے تھی۔ آپ سب شوق سے
یہاں قیام کریں کوئی مزاحمت نہ کریگا۔ بھیم سین نے رانی دروپدی کی خاطر
سے راچھس قتل کئے اس اظہار طاقت سے میں اس واسطے زیادہ خوش
ہوں کہ آج اگست جی کی بد دعا کا اثر زائل ہوا +

راجہ جدھشٹر۔ آپ کو کیسا سراپ مجھے بڑی حیرت ہے ÷
کویر جی۔ کش دلی کی سبھا میں جاتا تھا۔ سب لاؤ لشکر ساتھ شاہی ڈنکے
بج رہے تھے۔ جونہیں جمنا جی کے کنارے پہنچے منی مان نے اوپر سے تھوکا
تھوک اگست رشی کے منہ پر پڑا جو سورج سے آنکھ لڑائے اور دونو ہاتھ
اُٹھائے تپ میں مصروف تھے۔ اگست جی کو اس گستاخی پر سخت طیش آیا
بد دعا دی کہ منی مان اور اس کے ہمراہی ایک انسان کے ہاتھ سے قتل ہوں
کویر جی کی آنکھوں کے سامنے میرا یہ ترک ادب تو وہ بھی کان کھول کر سنیں
جب تک منی مان کے قاتل کا درشن نہ کرینگے۔ تب تک سراپ سے نجات نہ
ملیگی۔ چنانچہ شکر ہے کہ بھیم سین کو دیکھ لیا۔ بد دعا سے نجات ملی منی مان
گستاخی کی سزا پاگیا ہم روز کے ضغطے سے جان بچی +

ادھیائے ۷۶

کویر جی کی بزرگانہ نصیحتیں بھیم سین کو فہمائش کے وقت نیک

کویر جی سرپ کی سرگذشت ختم کر کے درفشاں ہوئے کہ
راجہ جدھشٹر تپ کو دھرم سے اُلفت ہے عقل و فہم میں طاق ہیں پھر
بھی میں کچھ سمع خراشی کرتا ہوں سُنئے اور یاد رکھئے۔ شنیدہ اثرے دارد۔
حصول مقصد کے پانچ ذریعے عقلمندوں نے بتائے ہیں:۔

۱۔ تکلیف اور مصیبت میں گھبرانا فضول۔ استقلال لازمی ۔
۲۔ عقل و فراست کی پیروی ۔
۳۔ قوت کا اظہار ۔
۴۔ معقول تدابیر سے چارہ جوئی ۔
۵۔ ہوائے زمانہ کی شناخت ۔

دور ستجگ میں ہر ایک مستقل مزاج تھا بے سوچے سمجھے کام کرنے
والے نہ تھے۔ تدبیر سے غفلت نہ تھی۔ جو چھتری مستقل مزاج تھے زمانہ کی
ہوا کا رُخ پہچانتے تھے جن کو دھرم کا لحاظ تھا اُن کی حکومت کو کبھی زوال
نہ ہوا۔ مدتوں تک اقبال کے ڈنکے بجاتے۔ جن لوگوں کے اعمال افعال درست
ہیں۔ رفتار زمانہ کی شناخت ہے اُن کا نام ہمیشہ دنیا میں روشن رہتا ہے اور
پرلوک میں بھی اعلےٰ مرتبہ پاتے ہیں۔ اندر ہی کو دیکھ لیجئے۔ انہوں نے موقع
وقت کی قدر و منزلت اور ہوائے زمانہ کی شناخت ہی سے اندر آسن پر قدم
رکھا۔ نالائق اور سیاہ دل لوگ بے محل اور بے موقع غصہ کر بیٹھنے کا نتیجہ بھوگتے
ہیں۔ اس دنیا میں یا تھی عور و عذاب اس دنیا میں بھی روسیاہ رہتے ہیں مقبول
کو نجات نہیں۔ ایسے سیاہ سادھوؤں پر جیسے بیراگیوں کی نجات کیا خاک
ہو۔ جن میں رام بغل میں چھری۔ مغرور بد اعمالی [illegible] جیسا نہ
ٹکار مغرور ہے بھی عذاب سے بری نہیں۔ خسارہ کھینچتے ہیں [illegible]

مجال - اس طول کلام سے میری غرض یہ تھی کہ آپ بھیم سین کو فہمائش کریں کہ
زعم اچھا نہیں - زود رنجی بری عادت ہے - بغیر سوچے سمجھے کام کر اُٹھنا کبھی نہ کبھی
ضرور دغا دیگا - اس لئے آپ سب ارشٹ سین رشی کے پاس ٹھہریں اور
اُن کی پند و نصائح سے فائدہ اُٹھائیں - آپ کو راج کی فکر میں راتوں کو نیند نہیں
پڑتی - دن فکر ہی میں کٹتا ہے - اس فضول کوفت سے حاصل - آپ کو یہاں کوئی
تکلیف نہ ہونے پائیگی - جس طرح آپ کی حفاظت دھرم راج کرتے ہیں بھیم سین
کی پون جی - ارجن کی اندر - اسونی کمار نکل سہدیو کی اسی طرح مَیں بھی ہر وقت
محافظ رہونگا - ہمراہیوں کی حفاظت یہاں کے سب گندھرب وغیرہ کرینگے
آپ بے فکر رہیں - ارجن بڑا لائق ہے بڑا خلیق - بڑا با مروت - بڑا سوربیر ہے
گانڈیو دھنش کو اس کی ذات پر فخر ہے - سارے دھرم اُس کے لوح دل
پر نقش ہیں - طاقتور بھی ہے - عقلمند بھی ہے - مستقل مزاج بھی ہے -
ثابت قدم بھی ہے - بردبار بھی - صابر بھی - وہ زعم یا کسی کی محبت میں
اندھا ہو کر ایسی حرکت نہیں کرتا جس سے نام پر بٹہ لگے - کورو بنسیوں کے
لئے وہ سرمایۂ فخر ہے - دیوتا ادھر سب عزت کرتے ہیں بھیم سین میں
جو نقص تھا وہ مَیں نے بتلا دیا مجھے اُمید ہے کہ یہ خود اپنے مزاج کی اصلاح
کرینگے - ذرا سی توجہ اور احتیاط کافی ہوگی - راجہ شانتن مجھے ملے تھے اُنہوں
نے آپ کی خیر و عافیت دریافت کی ہے - آپ کے بزرگوں میں یہ سرتاج
مورث اعلےٰ تھے - جنہوں نے جمنا کے کنارے اشومیدھ یگیہ
کر کے بہت ناموری حاصل کی تھی ان کو مَیں نے خود دیکھا ہے کہ
جہاں ارجن پر نظر پڑی خوش ہو گئے - کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو گیا - مَیں چاہتا
ہوں کہ بھیم سین بھی وہی روش اختیار کریں - جس سے بزرگوں
دل زیادہ خوش ہو +

راجہ جدھشٹر راجہ شانتن کی خوشنودی کا حال سُن کر دل ہی دل
میں خوش ہوئے - بھیم سین سر ادب خم کئے ہوئے زمین بوس ہوا کوبیر جی
نے دعا دی [illegible] شکایت [illegible] دوست تمہارے

ممنون رہیں - اور دولت تمہارے قدموں سے بندھی رہیگی" اچھا اب تم جاؤ راجہ جدھشٹر آپ بھی تشریف لے جائیں - ارجن کی فکر میں پریشان نہ رہئے عنقریب وہ قدمبوس ہوگا +

یہ کہکر کویر جی اسی شان سے رخصت ہوگئے جس شان سے تشریف لائے تھے - راچھسوں کی لاشیں اٹھوادی گئیں - بچے کھچے راچھس راجہ جدھشٹر کی خدمت میں رہے +

ادھیائے ۲۲

ارشٹ سین رشی کے آشرم میں چار اطراف عالم کا سرسری نظارہ دھوم رشی کی معلومات

کچھ رات دھرم چرچے میں گزری کچھ آرام میں - صبح ہوتے ہی پوجا پاٹھ وغیرہ سے فارغ ہوکر دھوم رشی اور ارشٹ سین نے راجہ جدھشٹر کو درشن دئے جدھشٹر نے بڑی تعظیم و تکریم کی - رونق افروزی کا شکریہ ادا کیا دھوم رشی نے راجہ جدھشٹر کو پورب کی طرف متوجہ کرکے فرمایا کہ مندراچل ادھر ہے یہ پہاڑ زمین پر کیا سمندر میں بھی پھیلتا چلا گیا ہے - اس گوشہ دنیا کی حفاظت اندر اور کویر کے متعلق ہے - مہا اندر اور کویر کی سکونت ادھر ہی ہے سورج اسی طرف سے نمودار ہوتا ہے - اب دکن کی طرف نظر کیجئے - جمراج کی جم پوری اسی طرف ہے - جہاں مرنے کے بعد جیودھوں کو اعمال کے موافق سکونت ملتی ہے - پچھم کی طرف استاچل پہاڑ واقع ہے - برن لوک اسی طرف ہے اور ادھر کے باشندوں کی پرورش برن جی کے ذمہ +

اتر کی طرف سمیر پہاڑ کرہ نور کی طرح روشن ہے - اس پہاڑ پر برہما جی کی جلوہ گاہ ہے - برہم گیانیوں کے سوا اس پر کسی کا گزر نہیں اسی پہاڑ کے پورب رخ بھگوان بشن لکچھمی کے ساتھ فروکش ہیں - دیوتاؤں اور راچھسوں

کی یہاں رسائی نہیں جو روشن ضمیر و فخر ابنائے جنس یہاں پہنچتے ہیں پھر اُن کو دنیا میں آنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہاں ہمیشہ روز روشن رہتا ہے رات کی تاریکی کا نام نہیں۔ اسی پہاڑ کے گرد سورج چکر لگاتا رہتا ہے جو مقام سورج کے مقابل ہوتے ہیں۔ وہاں دن رہتا ہے۔ ملبقے میں رات - دکشنائن کے سورج میں سردی اور اترائن کے سورج میں گرمی کا موسم رہتا ہے اسی دورے میں سورج کی کشش تمام چیزوں کا رس نچوڑ کر برسات کی بہار کا لطف دکھاتی ہے۔ پانی برستا ہے۔ ذیروحوں کی خوراک پیدا ہوتی ہے +

راجہ جدھشٹر نے بڑے شوق سے سب سمتوں کا ذکر سنا اور وہیں قیام کر کے ارجن کی راہ دیکھنے لگے۔ ایام قیام میں خوب خوب کیفیتیں دیکھیں بڑے بڑے کاملوں کے درشن کئے اس مقام کی فضا عجیب دلآویز تھی۔ جہاں کی گلگشت پر دیوتاؤں کا دل فریفتہ ہو وہاں کی قدرتی بہار اور دلچسپی کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ پشکرنی کے دلفریب نظارے تھے اور پانڈو۔ پانڈو تھے اور رانی دروپدی +

ادھیاے ۶۸

ارجن کی اندرپوری سے واپسی بھائیوں اور دروپدی سے ملاقات - دیوتاؤں کے عطیات کا معائنہ

راجہ جدھشٹر نے ایک مہینے تک ارشٹ سین رشی کے آشرم میں خوب بیکنٹھ کا سا لطف دیکھا مگر ارجن کی یاد کبھی نہ بھولتی تھی۔ ایک روز منتظر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک رتھ آسمان دکھائی دیا۔ رتھ کی چمک دمک سے نگاہ نہ ٹھہرتی تھی۔ آنکھوں میں ہزاروں بجلیاں چمک جاتی تھیں دیکھتے دیکھتے رتھ قریب آیا۔ سر پر تاج سے ... ارجن ... راجہ جدھشٹر

کے قدم چومے۔ جدھشٹر نے گلے سے لگالیا بھیم سین وغیرہ سب ایک دوسرے سے ملے رانی دروپدی بھی دوڑی ہوئی پہنچی۔ ارجن نے بڑی محبت سے مزاج پوچھا۔ پھر دھوم رشی ارشٹ رشی وغیرہ کے آگے سرادب خم کیا باہم مزاج پرسی ہوئی۔ ہر ایک کے چہرے پر خوشی چھا گئی اُداسی کا نام نہ رہا راجہ جدھشٹر نے ماتل (اندر کے رتھبان) کی بہت خاطر کی پاس بٹھایا سب دیوتاؤں کا حال دریافت کیا۔ ماتل نے بھی بڑی خوش بیانی سے ایک ایک بات کا جواب دیا اور رتھ اُڑا کر رخصت ہوا +

ارجن کو راجہ اندر۔ اگنی۔ برن۔ جم۔ کوبیر۔ چندرماں۔ پون۔ وشن۔ پرجاپتی وغیرہ نے قسم قسم کے استر شستر مرحمت فرمائے تھے راجہ اندر نے زیور وجواہرات سے مالامال کر دیا تھا۔ تمام سوغاتیں ارجن نے راجہ جدھشٹر کے سامنے رکھ دیں کل نفائسات دیکھ دیکھ کر ناظرین پر حیرت طاری تھی۔ دروپدی زیورات پہنکر ایسی خوش ہوئی کہ پھولی نہ سمائی روئیں روئیں سے مسرت کا اظہار تھا +

جب سب جمعی سے بیٹھے۔ ارجن نے پانچ برس کی غیر حاضری کے تمام حالات بیان کئے۔ بہت دیر تک یہی ذکر و مذکور ہوتے رہے۔ پھر سب نے آرام کیا۔ ہر وقت کی فکر سے نجات ہوئی +

ادھیاے ۹۷

راجہ اندر کی تشریف آوری سے راجہ جدھشٹر وغیرہ کی عزت افزائی۔ ارجن سے اظہار محبت کام بن کی تپسی کیلئے ہدایت

صبح ہوئی تمام لوگ بیدار ہوئے ارجن نے راجہ جدھشٹر کے قدم چھوئے ساری جماعت روزانہ اشغال عبادت میں مشغول ہوگئی آفتاب کو زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ اوج فلک سے ایک رتھ اُترتے معلوم ہوا۔ باجوں کی آواز دل لبھاتی تھی دیوتاؤں کے بادلوں کے وسط میں رتھ ستارہ وں

میں چاند کی طرح فضا افروز تھا سب سمجھ گئے کہ راجہ اندر کی سواری ہے۔ سب مؤدب ہوکر استادہ ہو گئے اتنے ہی میں رتھ آپہنچا راجہ اندر دیوتاؤں اور گندھربوں کے حلقے میں سواری سے اُترے راجہ جدھشٹر نے صدقِ عقیدت سے پرستش کی۔ راجہ اندر ارجن کو دیکھ کر خوش ہو گئے۔ جوش محبت میں پیشانی کا بوسہ لیا۔ جدھشٹر سے فرمایا *

تمہاری سب مرادیں بر آئیں۔ ایشور ہمیشہ تم پر ہاتھ رکھے۔ روے زمین پر تمہاری ذات سے دھرم کا سکّہ بیٹھے۔ اکھنڈ راج کرو۔ ارجن بڑا لائق ہے اس نے اپنی سعادتمندیوں سے مجھے از حد خوش رکھا۔ مَیں نے اسے تمام فنون حرب وضرب گھول کر پلا دئے۔ اب تینوں لوکوں میں اس کا سامنا کرنے والا ایک نہیں۔ ارجن کے ہاتھوں سے وہ وہ کارنمایاں ہونگے۔ کہ دنیا کبھی اس کے نام کو فراموش نہ کر سکیگی۔ اس کی واہ واہ سے اہل زمانہ کے کان بھرے رہینگے۔ کوئی اس کا رویاں نہ دکھا سکیگا۔ لکشمی پت بشن ہر حالت میں اس کے لئے سپر ہونگے۔ اب میری ہدایت ہے کہ تم اس آشرم میں زیادہ نہ ٹھہرو کام بن کی سکونت ہی تمہارے لئے مفید ہے *

راجہ جدھشٹر نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔ بہت خوب۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ ارجن آگئے اب مجھے یہاں کے قیام کی ضرورت خود ہی نہیں۔ آپ نے مجھے اور میرے ہمراہیوں کو جو فخر عطا کیا ہے اُس کا کس زبان سے شکریہ ادا کروں۔ میری درخواست ہے کہ ہمیشہ یہی نظر توجہ قائم رہے *

راجہ اندر خوشی خوشی اُٹھے حاضرین نے اُستت شروع کی رتھ ہوا سے باتیں کرتا ہُوا چلا تو نظر سے غائب۔ راجہ جدھشٹر وغیرہ کو اندر کے درشنوں سے جو خوشی ہوئی بیان سے باہر ہے *

ادھیاے ۸۰

ارجن کے ایام غیر حاضری کے واقعات کا سلسلہ راجہ جی کی

زبانی - مہادیو جی سے جنگ - اُن کی نظر عنایت - اندرپوری میں حاضری تعلیم و تربیت - نوات کوچ راچھسوں پر فتحیابی

اندر جی تشریف لے گئے - ارجن کا اعزاز دیکھ کر ہر ایک کو نہایت خوشی ہوئی راجہ جدھشٹر نے پوچھا +

کہو بھائی ارجن کیا کیا دیکھا - پانچ برس کن کن اشغال میں بسر ہوئے - کن کن دیوتاؤں نے خاطر مدارات کی - کس کس نے کون کون سوغات دی راجہ اندر تمہاری کن خدمات سے خوش ہوئے +

ارجن - بہت خوب عرض کرتا ہوں +

آپ کے قدموں سے جدا ہو کر میں نے ایک رات بھوگ تنگ پہاڑ پر کاٹی دوسرے دن ایک برہمن سے ملاقات ہوئی اُس کی ہدایتوں پر عمل کرکے میں نے ہمالیہ پربت پر تپسیا کرنا شروع کی - ایک مہینہ پھلوں پر گزارہ کیا دوسرا مہینہ ہوا پھانک کر رہا - تیسرے مہینے ہوا کو بھی ہوا بتائی - چوتھے مہینے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے رہا - اتنی ریاضت شاقہ کی مگر ضعف کا نام نہ تھا - جسم میں وہی طاقت اور وہی پھرتی موجود تھی - پانچویں مہینے دیکھا کہ ایک بندیلہ (شور) مارا مارا پھر رہا ہے اس کے کسی قدر پیچھے ایک بھیل ہے اور بھیل کے ساتھ کچھ عورتیں - میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ سور پر تیر چلا دیا - بھیل نے مجھے روکتا رہا - میں نے ایک نہ سُنی - وہ نشانہ دکایا کہ سُور وہیں چت ہو گیا - بھیل بگڑا کر اُس کا تاکا ہوا شکار مارنے والے تم کون ہو؟ میں نے جواب دیا کسی کا شکار ہو یہاں تو نشانہ لگانے سے کام ہے اس پر بہت بڑھا وُ ہوا - باتوں باتوں میں لڑائی کی ٹھہر گئی - خوب چوٹیں چلیں مگر بھیل کی حرکات عجیب تھیں - کبھی کوہ قامت کبھی پست قد اور تیروں کا کیا ذکر برہماستر کو بھی ہضم کر گیا - مجھے حیرت تو ہوئی مگر کچھ پرواہ نہ کی ہتھیار پر ہتھیار چلاتا رہا یہاں تک کہ سب استر شستر ہاتھ سے نکل گئے اور گھونسہ مارتے مارتے ایسا بدن شل ہو گیا کہ مجھ میں دم نہ رہا بدحواسی سے کھڑا نہ رہنے دیا زمین پر

گرادیا۔ آنکھیں کھول کر دیکھتا ہوں تو نہ بھیل ہے نہ ساتھی عورتیں یہی بھی زمین پر حیت تھا کہ شوجی سامنے کھڑے نظر آئے۔ مہارانی پاربتی بھی بائیں ہاتھ پر رونق افروز تھیں۔ حسن عالم افروز کا کیا کہنا آنکھ نہ ٹھہرتی تھی روئیں روئیں سے آفتاب کی کرنوں کا نور برس رہا تھا۔ شوجی نے آتے ہی فرمایا +

ارجن تو یہ اپنا گانڈیو دھنش اور کشے بان کا ترکش۔ یہ میں نے ہی لئے تھے۔ میں تم سے بہت خوش ہوں۔ جس چیز کی خواہش ہو شوق سے مانگ لو +

ارجن۔ آپ کے درشنوں سے میری سب مرادیں بر آگئیں۔ زیادہ نظر عاطفت ہو تو دیوتاؤں کے ہتھیار دلوائیے +

شوجی۔ اچھا رُدر استر اور پاسپت استر یہ تو میں دیتا ہوں مگر یاد رکھو ان ہتھیاروں کو معمولی نہ سمجھنا۔ پاسپت استر میں ساری دنیا خاک سیاہ کرنے کی قدرت ہے اسے استعمال کرنا تو بہت سوچ سمجھ کر +

شوجی استروں کے منتر بتا کر تشریف لے گئے دوسرے روز آندھی اُٹھی گھٹائیں چھائیں۔ راجہ اندر۔ برن۔ جم۔ کوبیر وغیرہ بمانوں پر سوار تشریف لائے باجے بجے اپسرائیں ناچیں۔ عجب لطف نظر آیا۔ اندر مجھ کو اپنی پوری میں بلوا لے گئے۔ کوبیر اور دھرم راج نے اپنے اپنے استر مرحمت فرمائے۔ ماتل رتھبان اندر جی کا رتھ لایا میں یہاں سے روانہ ہوا راستے کی سیر کرتا اور نندن بن کی بہار کا لطف اُٹھاتا ہوا راجہ اندر کی خدمت میں پہنچا بڑی شفقت سے پیش آئے۔ اندر آسن پر بائیں طرف جگہ دی۔ خوب خوب جلسے دکھائے شستر ودیا خود سکھائی۔ گانا۔ بجانا۔ ناچنا سیکھنے کے لئے چتر سین گندھرب کے سپرد کیا۔ استر دئے۔ ہر فن کی بخوبی تعلیم دیکر ایک روز مجھ سے فرمایا کہ اب کوئی تمہاری ٹکر نہیں لے سکتا۔ ہر معرکے میں تمہاری ہی فتح رہیگی۔ اب میری خواہش ہے کہ تم سمندر کے تین کروڑ دیتوں کا قلع قمع کراؤ +

میں نے سر تسلیم خم کیا انہوں نے دست مبارک سے میرے سر پر یہ کریت رکھا [illegible] بدن کی [illegible] زینت دی

اور اپنے اس رتھ پر سوار کر کے روانہ کیا۔ جس پر سوار ہو کر انہوں نے راجہ بل بیرو جن کے فرزند کی بائی کیجائی نکالی۔ سبرت۔ نمچ۔ برترا۔ اُسر۔ پرہلاد۔ نرک وغیرہ بہت سے راچھسوں کو نیچا دکھایا تھا۔ دیوتاؤں نے چلتے وقت اشیرباد کے ساتھ دیودت نام کا سنکھ دیا جس کی آواز پر فتح دوڑی چلی آتی ہے۔ میں اب چلا منزل مقصود پر پہنچا۔ راچھس کمیں میں گوشہ گیر تھے سنکھ بجاتے ہی دوڑ پڑے تلواریں بجلی کی طرح کوندنے لگیں۔ ترسول اور برچھی کوندے کی طرح لپکنے لگے تیروں کی بارش شروع ہوئی۔ ہر طرف سے دیوتا اور گندھرب دوڑے ہوئے آئے اُستت کرنے لگے۔ میں نے گانڈیو دھنش ہاتھ میں لیا راچھس کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ بھگدڑ پڑ گئی۔ ماتل نے رتھ سے ہزاروں راچھس پیس ڈالے۔ پھر اودھر سے نرغہ ہوا۔ نوات کوچ راچھسوں نے مجھ پر تیروں کا چھپر چھا دیا۔ مگر بال بیکا نہ کر سکے۔ گدائیں پھینکیں لیکن بے سود۔ میرے ہتھیار برابر کارگر ہوتے رہے۔ ایک ایک تیر سینکڑوں کے سر اُڑا کر دم لیتا تھا راچھسوں نے پتھروں کی بوچھاڑ کی تو اندر استر نے ٹکڑے اُڑا دیئے۔ اگن استر نے بارش روک دی۔ مایا استر نے آگ بجھائی۔ شیل استر نے آندھی کو دفع کیا۔ غرض راچھس کا حملہ بہت زبردست تھا ایک ساتھ آگ پانی وغیرہ کی بارش ہونے لگی وہ اندھیرا چھایا کہ بھادوں کی اندھیری راتیں مات ہو گئیں۔ ماتل کو کبھی ایسے محاربۂ عظیم سے سابقہ نہ ہوا تھا۔ بہت گھبرایا گھبراہٹ میں کوڑا بھی ہاتھ سے چھوٹ پڑا میں نے اُسے ڈھارس دی اور گانڈیو دھنش سے پھر ایسے تیروں کا مینہ برسایا کہ سب سرِنفنہ خاک پر سو گئے جو بچے بھاگے۔ جو پھر منہ آئے تیروں کی نذر ہوئے میں اسی طرح تیر برساتا ہوا راچھسوں کے مقام سکونت تک پہنچ گیا وہاں راچھسوں کی عورتیں کوٹھوں پر چڑھی صفِ جنگ ہی کی طرف نظر گڑوئے ہوئے تھیں مجھے دیکھتے ہی سب اودھر اُودھر ہو گئیں۔ میں نے شہر کو سونے کی لنکا پایا۔ ماتل سے پوچھا:-

یہ جگہ تو دیوتاؤں کی بود و باش کے لائق ہے یہاں راچھسوں کی سکونت کیسی؟

ماتل- دیوتاؤں کی نفرت کی وجہ راچھس [illegible] نکال باہر کیا

مَیں - دیوتا ان کو نہ جیت سکے تعجب ہے +

ماتل - انہیں برہماجی کا بردان ہی یہ تھا کہ دیوتا نہ جیت سکیں - جب ان کا ظلم و ستم برداشت سے باہر ہُوا تو اندرجی نے برہماجی سے فریاد کی - برہماجی نے تسلی دی اور کہا ذرا دم لو - صبر کرو تمہارا بیٹا ارجن تدارک کردیگا - چنانچہ دیکھ لیجئے آج آپ ہی کے ہاتھ سے سب مارے گئے برہماجی کی بات سچ ہوئی +

ادھیائے ۸۱

ارجن کی ہرنیہ پور میں جنگ آزمائی - پلوم اور کالک راچھسوں کا قتل - اندرپوری میں واپسی

ارجن سخن سرا ہے کہ واپسی کے وقت ہرنیہ پور شہر راستے میں پڑا یہاں پولوم اور کالک راچھسوں کی بستی تھی - ان دونے برہماجی کی تپسیا سے ایسی طاقتور اولاد پائی جسے بردان تھا کہ دیوتا اور گندھرب وغیرہ کچھ نہ بنا سکیں - برہماجی نے تپ کے صلے میں یہ عجیب وغریب اور نہایت عالیشان شہر ان کو مرحمت فرمایا اس شہر میں مکان ایسے عمدہ ہیں کہ حیرت ہوتی ہے - کوئی کانِ جواہر ہے تو کوئی قصبہ معدن زرد گوہر - راچھسوں کو دیکھا تو بڑے قوی ہیکل بڑے شہزور جب ماتل سے سُنا کہ یہ وہی راچھس ہیں جن سے دیوتاؤں کی کچھ نہیں چلتی تو مَیں نے اپنا رتھ اسی طرف بڑھایا - رتھ کی چمک دمک دیکھ کر راچھس سمجھے کہ راجہ اندر آ گئے - سب اُڑ دوڑ سے ایک ساتھ دھاوا بول دیا - مَیں نے مہادیوجی کا پاسپت استر گانڈیو دھنش پر رکھ کر جو ہیں مہادیوجی کا دھیان کیا ایک پیکر نورانی سامنے موجود ہوگیا - چہرے پر سورج کی چمک - منہ تین - بازو چھ - آنکھیں نو - مَیں نے اُس کے قدموں پر سر جھکایا اور استر راچھسوں پر چلایا راچھسوں کی عجیب دُرگت ہوئی - دیوتا - گرڑ - راچھس - پشاچ - شیر - چیتے - سانپ وغیرہ بے شمار ذیروح اور خونخوار جانور بدن میں چمٹ گئے -

جس پر جھپٹے وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ سانس نہ لے سکا۔ ایک ہی استر نے میدان صاف کر دیا۔ شہر کی طرف نظر اُٹھاتا ہوں تو بالکل سنسان جانور وں اور گدھوں نے سارے گھر اُجاڑ کر دئے۔ لاشیں ڈھیر تھیں اور عورتوں کی گریہ و زاری سے آواز ماتم آ رہی تھی۔ میں وہاں سے راجہ اندر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ساری کیفیت بیان کی۔ راجہ اندر نے کارنمایاں کی تعریف کی۔ دیوتا خوش ہو گئے +

ادھیائے ۸۲

ارجن کو دیوتاؤں کے عطیات۔ راجہ جدھشٹر کی مسرت

ارجن سخن پیرا ہے کہ بھائی صاحب راجہ اندر نے میرے جسم پر کئی زخم دیکھے تو حفاظت جسمانی کے لئے یہ کوچ عطا فرمایا جو میرے بدن پر ہے سونے کا بالا بخشا جو آپ مجھے پہنے دیکھ رہے ہیں۔ اپنے تمام استر دئے جو آپ کے پیش نظر ہیں۔ دیکھئے یہ دیودت سنکھ ہے۔ اسی کی آواز سے مخالفوں کا پتا پانی پانی ہو جاتا ہے۔ اور زیورات دروپدی کے زیب تن ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کس خوبی کے ہیں یہ سب دیوتاؤں نے مجھے مرحمت کئے تھے +

راجہ جدھشٹر نے فرمایا کہ ارجن تمہاری ذات پر مجھے فخر ہے۔ بیشک بھیشم پتامہ۔ درونا چارج۔ کرپا چارج وغیرہ کی تمہارے سامنے کچھ حقیقت نہیں یہ سب تمہارے ہی تیر کا نشانہ بنینگے۔ مجھے اب تک بڑی فکر تھی کہ تم وہاں ہو یہاں مقابلہ بڑے بڑے بہادروں سے ہے۔ کیونکر نمٹارا ہوگا شکر ہے کہ تم آ گئے۔ تم سا خوش نصیب آج تک چندر بنس میں نہ ہوا نہ آئندہ ہوگا بھلا دیوتاؤں سے یہ اعزاز کون حاصل کر سکتا ہے۔ جن سے دیوتاؤں کی روح فنا ہو اُن کو تم حرف غلط کی طرح مٹا دو تمہارا ہی کام ہے +

ہم سب لوگوں کی اُمیدوں کا دارومدار تمہیں پر ہے۔ سب راج بلکہ اب اپنا ہی سمجھو +

ادھیائے ۸۳

ہتھیاروں کی نمائش - دیوتاؤں کی ممانعت
پانڈوؤں کی ہستناپور کی طرف واپسی

راجہ جدھشٹر اور سب ہمراہیوں کو اُن ہتھیاروں کے دیکھنے کا اشتیاق تھا جو ارجن کو دیوتاؤں سے ملے تھے سب کی خواہش کا اندازہ کر کے راجہ جدھشٹر نے ارجن سے کہا:-

ذرا دکھانا ہتھیار کون کون ہیں - کیسے کیسے ہیں؟

ارجن نے رتھ پر بیٹھ کر دیودت سنکھ کی آواز سنائی - شیو جی کے پاسپت اور رودر استر دکھائے راجہ اندر گھبرائے کہ کہیں ارجن انہیں چلا نہ بیٹھے - وہ بیرن - یم - کویر اور نارد جی کے ساتھ آئے اور کہا:-

ارجن ہاتھ روکے رہئے - انہیں ذرا بھی حرکت ہوئی تو دنیا اُلٹ پلٹ سمجھ لینا - جدھشٹر سے فرمایا کہ ابھی معاف کیجئے لڑائی کے موقع پر دیکھ لیجئے گا کہ یہ استر کیسے ہیں؟

ارجن نے رتھ سے اُتر کر دیوتاؤں کے قدم چومے - اطمینان دیکر رخصت کیا اور ہتھیاروں کی نمائش و آزمائش ملتوی رہی - پانڈوؤں نے اس مقام پر صحرا نوردی کے دس سال بسر کئے گیارھویں برس بھیم سین نے راجہ جدھشٹر سے استدعا کی کہ.......

مہاراج ارجن بھی آ گئے - دس برس بھی گزر چکے - اب مناسب ہے کہ باقی دو برس ہستناپور کے قریب بسر کریں - تیسرے برس چھپنا پڑیگا - بعد جنگ و جدال کا سامنا ہوگا - تب راج کی نوبت آئیگی ÷

راجہ جدھشٹر نے تجویز پسند کی اور سب کے ساتھ وہاں روانہ ہوئے راستے میں کیا شغل تھا وہی دھرم کے چرچے تیرتھ برت وغیرہ بدری بشال میں پہنچے تو ایک رات وہیں

آرام کیا وہاں سے کراتوں راج وارد ہوئے۔ سوباہو راجہ نے خوب مدارات کی راجہ جدھشٹر کے تمام نوکر چاکر یہاں خدمت میں حاضر ہو گئے کیسی روز بھیم سین ادھر اُدھر سیر کرتا پھرتا تھا۔ اتفاق سے پہاڑ پر ایک کھوہ کی طرف گزرا تو ایک اژدھے نے دونو پاؤں جکڑ لئے جدھشٹر کو خبر لگی تو دوڑے گئے بھیم سین کو بلائے ناگہانی سے نجات دلائی ۞

ادھیائے ۸۴

اژدھے کے منہ میں بھیم سین کو خوف جان۔ جدھشٹر کی مدد کو تشریف بری۔ اجگر اور جدھشٹر کے سوال و جواب راجہ نہک کی سرگذشت غرور کے نتائج

راجہ جنمے جیشم پاین سے پوچھتے ہیں کہ بھیم سین کی طاقت کے تمام دنیا میں جھنڈے گڑے تھے۔ بس حد ہے کہ دس ہزار ہاتھی کا زور۔ اُنہوں نے وہ وہ قوی ہیکل راچھس زیر کئے جن سے دیوتاؤں کی روح تھراتی تھی پھر یہ کیا کہ اجگر سے جیت نہ پائے ۞

بیشم پاین۔ یہ رمز کی باتیں ہیں۔ دنیا میں کوئی بات بلاوجہ نہیں ہوتی جس کو میں نے اجگر کہا وہ در اصل اجگر نہ تھا۔ بلکہ اجگر کے چولے میں راجہ نہک پانڈوؤں کے پرداوے کا دادا تھا۔ راجہ نہک اگست جی کی بددعا سے اجگر بن گیا تھا۔ ادھر خود طاقتور اُدھر بددعا کی تاثیر جس کو لپٹ جاتا اس کا زور کھینچ لیتا تھا۔ بھیم سین شہزور تھا مگر کیا کرے دعا کی تاثیر نے اس کی طاقت زائل کر دی کچھ ہاتھ نہ مار سکا۔ اور جدھشٹر کی بدولت رہائی ملی۔ جس وقت اجگر نے جکڑا اور بھیم سین کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو گئے۔ بھیم سین نے دریافت کیا۔ آخر تو ہے کون؟ میری طاقت ایک دم سے جاتی رہی۔ کچھ معاملہ سمجھ میں نہیں آتا

اجگر - تمہارے پردادے کا دادا ہوں - بھوک سے جان نکل رہی ہے تم سے پیٹ کی آگ بجھانا چاہتا ہوں +

بھیم سین - ایسا غضب نہ کرنا - میرے چاروں بھائی جیتے جی مرجائیں گے دروپدی جان دے دیگی - ماتا کُنتی کا سنتے ہی دم نکل جائیگا +

یہ کہتے کہتے بھیم سین کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے وہ رونے لگا کہ ہائے بدقسمتی نے کہاں موت کے پنجے میں پھنسایا - مجھے اپنی زندگی کی پرواہ اور موت کا کچھ غم نہیں - غم ہے تو یہ کہ ایک میرے سبب سے کئی جانوں پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹیگا - یہاں بھیم سین زار زار رو رہا تھا وہاں جوش خون سے جدھشٹر کی بائیں آنکھ پھڑکی بازو بھی پھڑکا تو بایاں - گیدڑوں کی آوازوں نے بدشگونی کی علامتیں ظاہر کیں دل میں بھی کچھ بےچینی پیدا ہوئی - بھائیوں سے دریافت کیا +

بھیم سین کو کیا کہیں بھیجا ہے - مجھے آثار بیڈھب نظر آتے ہیں +

دروپدی - بھیجا تو کسی نے نہیں - خود ہی کسی ترنگ میں جنوب کی طرف گئے ہیں - میں نے درختوں کو اُکھاڑتے پتھروں کو ٹھکراتے کودتے پھاندتے دیکھا تھا +

راجہ جدھشٹر یہ سنتے ہی اُلٹے دوڑے - بھٹکتے ہوئے وہاں پہنچے جہاں ایک زرد رنگ کا چیتی دار اژدہا بھیم سین کو منہ میں دبائے پڑا تھا - جدھشٹر کی جان اُڑ گئی کہ غضب ہوگیا - اژدھے کی وہ طاقت کہ دس ہزار ہاتھی کا زور کچھ کام نہیں کرتا - بھیم سین سے دریافت کیا +

بھائی کہو تو یہ کیا ہوا +

بھیم سین نے جو کچھ گزری تھی کہہ سُنائی اور کہا کہ طاقت واقت کچھ کام نہیں دیتی بےبس ہوں +

جدھشٹر نے اس وقت عاجزی کو مطلب برآری کا ذریعہ بنایا بڑے ادب سے سوال کیا +

اژدھوں کے سرتاج - آپ نے میرے قوت بازو اور جان سے عزیز بھائی پر کیوں یہ مہربانی فرمائی ہے مجھے یہ خوف ہے کہ جیتے جی ہم لوگوں کے لئے

زحمت نہ ہو جائے - ذرا آپ اپنی تعریف تو بیان فرمائیں +

اجگر - راجہ نہک کا نام سُنا ہے - مَیں تمہارے پردادے کے بزرگوں میں سے ہوں - روئے زمین پر حکومت تھی - قلمرو میں آفتاب غروب نہ ہوتا تھا نہ جانے کتنے یگیہ کرڈالے - دان پن کا حساب ہی کیا ہے - حکومت کے غرور اور اختیارات کے زعم نے یہ نوبت کردی - ورنہ دنیا میں میرے ہی نام کے ڈنکے بجتے تھے خودی اور تمکنت سے سر پر بھوت سوار ہُوا کہ پالکی رشی اُٹھائیں کہار بر طرف - اگست جی کو غصہ آیا بددعا دے بیٹھے - مجھے اس حالت پر پہنچا دیا - آج چھ پہر سے پیٹ میں قوا دے پڑا ہوں - آنتیں کھرچ رہی ہیں کچھ منہ میں گیا ہو تو قسم لے لو - تمہارا بھائی ایک داڑھ کا تھا شکر ہے کہ تم بھی آ گئے - دو ایک اور ایسے لقمے بھگوان بھیج دے تو میں بھوک مر جاؤنگی - آج کا تو یوں سیدھا ہُوا کل کا پھر ایشور مالک ہے +

راجہ جدھشٹر - مَیں حاضر ہوں مجھے کچھ عذر نہیں مگر آپ میرے بھائی کی جان بخشی کریں بھوگ کا علاج میں کر دونگا جو خوراک جو غذا کہئے حاضر کروں +

اجگر - مَیں بھیم سین کو یوں نہیں چھوڑ سکتا - ہاں اگر میرے دو سوال حل کردو تو خیر کیا مضائقہ +

راجہ جدھشٹر - ضرور فرمائیے جو کچھ ذہن میں آئیگا گوش گزار کرونگا +

اجگر - بس سوال یہ ہے کہ برہمن کہلانے کے لائق کون ہے اور جاننے کے لائق کون چیز ؟

راجہ جدھشٹر - برہمن وہ ہے جو سچ بولے دان کرے بامروت و رحمدل ہو دل آزاری و خونریزی سے متنفر ہو - جپ تپ سے کام رکھے اور جاننے کے لائق فقط ایک برہم ہے جس کو نہ خوشی سے مطلب نہ رنج سے غرض - نہ چشم خیال میں محسوس ہو نہ آئینہ فکر میں عکس افگن اور جس کو خانۂ دل میں پا کر انسان کو نہ رنج و راحت کی فکر رہتی ہے نہ درد و دوا کی +

اجگر - دنیا کے چار برنوں کے واسطے برہم دیا اور ست دو نو باعث نجات ہیں کیا ان اوصاف سے شودر بھی برہمن ہو سکتا ہے ؟

راجہ جدھشٹر۔ ہاں جس برہمن میں شودر کے عادات و خصائل ہیں وہ شودر ہی ہے برہمن نہیں اور شودر برہمن کے اوصاف سے متصف ہے تو وہ شودر نہیں برہمن ہے +

اجگر۔ اچھا مانا مگر جب اپنے اوصاف و عادات سے شودر برہمن اور برہمن شودر ہُوا تو پھر قومیت کہاں رہی یہ مسئلہ ہی ندارد ہو گیا +

جدھشٹر۔ دنیا میں برن اس طرح ملے جُلے ہیں کہ ذات کی شناخت ہونا محال ہو ہمیشہ سے تمام برنوں کی عورتوں سے شادی کرتے چلے آئے ہیں۔ اُن کی نسل بھی پھیلی ہے۔ گفتگو۔ عادات۔ پیدائش و موت اور اصول مباشرت سب کے لئے یکساں ہیں۔ چنانچہ عالم و فاضل روشن ضمیر و حقیقت شناس رشیوں نے یہی فیصلا کیا ہے کہ آچار مقدم ہیں۔ اُنہوں نے اولاد کی پیدائش کے وقت ماں کو ساوتری اور باپ کو آچارج مان کر ہدایت کی ہے کہ نال کاٹنے سے پہلے ذات اور قومیت کے اصول برتنا چاہئے۔ احکام وید کے موافق سنسکار نہ ہونے سے انسان کسی برن کا ہو شودر ہی رہے گا۔ سوائمبھو منو جی کی بھی یہی رائے ہے۔ برنوں کے خلط ملط ہونے سے ان کی شناخت وقت طلب ہو گئی۔ اسی سے سنسکار اور آچار پر دارو مدار رکھا گیا +

اجگر۔ اچھا اب پہلے سوال کو یاد رکھ کر یہ تو بتائیے کہ برہم جاننے کے لائق اور راحت اور رنج سے مبرا ہے تو اس کے واسطے کوئی لفظ ہے؟

جدھشٹر۔ وہ لفظ نرد کار برہم ہے۔ کیونکہ انسان کے لئے رنج و راحت لازمی ہیں اور سکھ دکھ نتیجۂ اعمال +

اجگر۔ آپ نے میرے سوالات کے جواب دئیے۔ جاننے کے لائق نربکار برہم کی شناخت کرائی پس اب بھیم سین کو آزاد سمجھو +

جدھشٹر۔ باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ وید اور ویدانگوں کے عالم ہیں اس لئے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے خیال میں کن کن اوصاف سے نجات ابدی حاصل ہو سکتی ہے +

اجگر- شیریں زبانی سے راستگوئی سے اور اُن لوگوں کو دان دینے سے جو مستحق ہوں +

جدھشٹر- اچھا یہ تو فرمائیے کہ دان پُن کا پھل زیادہ ہے یا سچائی کا شیریں زبانی کو فضیلت ہے یا خونریزی کرنے کو؟

اجگر- ان میں فضیلت کی کمی و بیشی نہیں فرق ہے تو صرف اوصاف کی کثرت و قلت کا اگر راستی کے کام زیادہ ہیں اور دان کے کم- تو اول الذکر کو فوقیت ہوگی علے ہذا +

جدھشٹر- اور مرنے کے بعد نجات کس کرم سے حاصل ہوتی ہے؟

اجگر- اعمال کے لحاظ سے انسان کو تین حالتوں سے سامنا ہوتا ہے دان وغیرہ نیک کاموں سے سُرگ ملتا ہے- نیک کاموں کی زیادتی اور خراب افعال کی کمی سے قالب انسانی حاصل ہوتا ہے جس میں انسانیت نہیں غصہ ور ہے نفس پرست ہے- دل آزار ہے لالچی ہے- خونریزی کا عادی ہے- وہ ضرور حیوان ہوگا- گائے اور گھوڑے وغیرہ جو گوشت خوار نہیں- اُن کی حالت خونخوار جانوروں سے جدا ہے اُن کے پچھلے کرم اُن سے اچھے ہوتے ہیں- ذی روح کے لئے چوراسی لاکھ جونیں مقرر ہیں- جو کوئی جیسے کام کرتا ہے ویسا قالب پاتا ہے اور اُسی قالب میں اعمال کے مطابق رنج و راحت کی بھی کمی و بیشی رہتی ہے +

ایک زمانہ وہ تھا کہ سُرگ میری سیر گاہ تھا- میری نظر میں کسی کی حقیقت نہ تھی- دیوتا برہم رشی اور گندھرب وغیرہ دبکتے تھے- سب سے میں خراج لیتا تھا- ایک جنبش نظر سے پرائے جسم کی طاقت کھینچ لینا کوئی بات ہی نہ تھی- وہ طنطنہ تھا کہ بڑے بڑے برہم رشی پالکی کاندھے پر اُٹھاتے تھے- ایک روز اگست جی کو بھی یہ خدمت ملی- میں نے پاؤں سے ٹھکرا کر سرپ سرپ کہا مراد یہ تھی کہ ذرا تیز چلیں وہ بگڑ گئے اور کوس بیٹھے کہ کمبخت تُو سرپ (سانپ) ہو جائے- ایشور کے سُرگ سے زمین پر گر پڑے- بد دعا زبان سے نکلنے کی دیر تھی کہ میں سانپ ہو گیا- اب تو ہوش جاتی رہی- ساری ہیکڑی خاک میں مل گئی- اگست جی سے گڑگڑایا کہ:-

مہاراج خطا معاف ہو نتیجے کو پہنچ گیا۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ سزا کی کچھ میعاد بھی ہے۔ اگست جی میری اگلی شان و شوکت قدر و منزلت۔ اوج و عروج سے واقف تھے۔ اُن کو رحم آگیا فرمایا کہ "ابھی غرور و تمکنت کا مزہ چکھو دعائیں مانگو کہ دھرم راج جدھشٹر کے درشن ہوں۔ چنانچہ آج تقدیر جاگی۔ دن پھرے سراپ سے جان بچی۔ اب پھر اصلی صورت نصیب ہوئی۔ آپ کی بدولت دوبارہ سُرگ میں جاؤنگا ✣

یہ کہتے ہی اجگر کی صورت تبدیل ہو گئی۔ راجہ نہک نے سُرگ کی راہ لی۔ جدھشٹر اور بھیم سین قیامگاہ پر آئے۔ بھیم سین کی آنکھیں کسی کے سامنے نہ اُٹھتی تھیں۔ چہرے پر پسینہ چھلک رہا تھا رشیوں اور برہمنوں نے سمجھایا... کہ بُرا ماننے کی بات نہیں۔ آج تو سیکھے کہ غرور کا نتیجہ کیا ہے تم کو طاقت کے گھمنڈ نے یہ سبق دیا۔ اب بھی احتیاط نہ کرو تو تعجب ہے ✣

بھیم سین۔ واقعی آپ سب کا فرمانا درست ہے مَیں نے کان پکڑے کبھی غرور کے پاس نہ پھٹکونگا ✣

ادھیائے ۵۸

برہمات کی کیفیت۔ سری کرشن جی و مہارانی ست بہاما کی کام بن میں رونق افروزی۔ پانڈوؤں سے ملاقات۔ دوران گفتگو میں مارکنڈے رشی و سری نارد جی کی تشریف آوری۔ حالاتِ زمانہ سابقہ سری مارکنڈے جی کی زبانی

راجہ جدھشٹر کا سرسوتی کے ساحل پر قیام ہے۔ یہاں یوں ہی معمولی دلچسپی
کے اسباب مہیا ہیں اُس پر جب برسات کا سہانا موقع آجاتے تو کیا کہنا
صحرا نوردانِ بادیۂ غربت نے اس فصل خوشگوار کی بھی جی بھر کے بہار دیکھی
ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں - اودی اودی کالی کالی گھٹاؤں - بادل کی کڑک - بجلی کی
چمک - رعد کے شور - مینہ کے زور - جنگلوں کے سبزہ زار - ہری ہری دوب
کی بہار - درختوں کی گلریزی - پھولوں کی عطر بیزی - ہرنی ہرنوں کی کٹھولیوں -
چڑیوں کی میٹھی میٹھی بولیوں - کبکوں کے قہقہوں - بلبلوں کے چہچہوں
طوطی کے نغمۂ دلنواز - طاؤسوں کے رقص ناز - خامۂ قدرت کے نقش و نگار
پپیہے کی پکار - کوئل کی کوک - آواز غوک - رنگ رنگ کے برساتی کیڑوں کی خوشنمائی
جھولوں پر حسینان سراپا ناز کی غزل سرائی - پوربی ملہاروں کی دلآویزی - حرز اپری
کجریوں کی جنون انگیزی - دریاؤں کی طغیانی - موسلا دھار برسنے والی پانی سے
کیسا ہی پژمردہ دل ہو - ایک دم ہرا ہو کر کنول کی طرح کھل جاتا - ارجن جو چتر سین
گندھرب کا شاگرد رشید تھا - اس کے دل میں ترنگ اُٹھی کہ ذرا دل بہلائیں
خوش قسمتی سے یہ بہار نصیب ہوئی ہے اُس نے ایک ملہار چھیڑی اور آواز
کا وہ اُتار چڑھاؤ دکھایا وگیکڑی تال سُر کی وہ خوبیاں ظاہر کیں کہ سامعین
عش عش کر گئے - طائران خوشنوا کو حال آنے لگا - جانوران صحرائی عالم وجد
میں ہو گئے - راجہ جدھشٹر کو اس موسم کی دلچسپی اور بہار یہ کیفیت نے ایسا
محو کیا کہ چار مہینے وہاں کی دلبستگیوں سے دل نہ اچاٹ سکے - جب موسم سرما نے
فصل برشکال کو گلے مل کر رخصت کیا - اُنہوں نے بھی کاتک شدی پورنماشی کی
رات وہیں بسر کر کے علے الصباح کام بن کی راہ لی - ہمراہیوں کا جتھا ہم رکاب تھا
رتھ ہوا سے باتیں کرتے تھے - کام بن میں ایک ہفتہ قیام ہوا تھا کہ سری کرشن چندر
جی کے نزول اجلال کی خبر گرم ہوئی - پانڈو سر کے بل رواں ہوئے استقبال کیا
قدمبوسی حاصل کی - کرشن جی سب سے بغلگیر ہوئے - دروپدی ست بھاماں
سے ملی - طرفین سے مزاج پرسی ہوئی - اظہار محبت کیا گیا - پھولوں کے ہار
پہنائے گئے اس وقت کام بن میں جو کیفیت نظر آتی تھی بیان سے باہر

ہے یہی معلوم ہوتا تھا کہ کام بن میں نندن بن ہے - پانڈو نہیں اشونی کمار ہیں - کرشن جی نہیں بھگوان شنکر ہیں - مہاراج کرشن جی سب کے دیدار فرحت آثار سے نہایت ہی خوش ہوئے راجہ جدھشٹر سے فرمایا کہ

دھرم کے مقابلے میں راج پاٹ کچھ چیز نہیں - آپ کے دھرم اور ست نے دو نو لوگوں پر اپنا سکہ بٹھالیا - دھرم کا مقدم غرض تب تھا وہ بارہ برس کی تیرتھ جاترا سے کر چکے با اینہمہ آپ پر دنیاوی خواہشات کا مطلق اثر نہیں اودھر دھرم کی کمائی - اُدھر دھنر ودیا کی دولت اس سے بڑھ کر ایک کشتری کو اور کیا چاہئے !

راجہ جدھشٹر سے اتنا فرما کر دھوم رشی کی طرف روئے سخن کیا کہ مہاراج دیکھئے اودھر تو راجہ جدھشٹر لوک پرلوک بنانے میں مشغول اودھر دریودھن وغیرہ کو پاپ بٹورنے سے دلچسپی کیا طبیعتوں کا اختلاف ہے کوروؤں کا بھی کہیں بھلا ہو سکتا ہے - جن کو ادھرم کے سوا اور کسی کام سے مطلب نہیں - دروپدی کو بھری سبھا میں ننگا کرنے کی کوشش - اس پاپ کو خیال کرتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں - یہ پانڈوؤں ہی کا کلیجہ تھا کہ برداشت کر گئے - طرح دے دی دوسرا ہوتا تو اپنا اور اُن کا خون ایک کر دیتا - اُن لوگوں نے پاپ کی گٹھڑی اچھی طرح باندھ لی - ملک عدم کی تیاریاں کر چکے - کوس سفر پر چوٹ پڑنے کی دیر ہے اور دروپدی سے مخاطب ہو کر مہارانی جی مصیبتوں کے دن گئے - اچھے دن دوڑے چلے آتے ہیں - دیکھ لینا کہ بدنصیب کوروؤں کو کئے کا کیسا پھل ملتا ہے ہمارے دوست ارجن اندر سے شستر ودیا سیکھ ہی آئے - دیوتاؤں کے تمام استر تمہارے قبضے میں ہیں - اب کس کا ڈر ہے - تمہارا بھائی میرے یہاں شستر ودیا سے فارغ ہو چکا اب جادون جی بید کی تعلیم دے رہے ہیں اور پردمن جی تیر اندازی کی وہ بھی تمہارے فرزندان نام دار ابھمن سومینہ اور بھانو کی طرح پر دمن کو عزیز بجان ہے (راجہ جدھشٹر کو متوجہ کر کے) مہاراج دھرم پُتر - آپ یہ خیال نہ کیجئے گا - کہ بارہ برس کی صحرا نوردی سے آپ کی محبت اور قدر و منزلت کو لوگوں نے بھلا دیا - نہیں نہیں یہ بات نہیں - صدہا راجے

مہاراجہ جاں نثاری کے لئے کمربستہ ہیں دریودھن کے نام سے اُن کی آنکھوں میں خون اُترتا ہے وہ جس وقت موقع ہوگا۔ جان و مال سے حاضر ہونگے مگر ہستناپور پہنچنے سے قبل میری رائے ہے کہ آپ وہ قول پورا کریں جو بھری سبھا میں آپ کر چکے ہیں +

راجہ جدھشٹر۔ ترلوکی ناتھ۔ پانڈو آپ کے دست گرفتہ ہیں آپ کا سایۂ عاطفت ہم سب کے لئے تاج افتخار ہے مجھے جو کچھ بھروسا ہے وہ آپ کی مدد کا جس پر آپ کی نظر عنایت ہو۔ اُس کو کسی سے کیا ڈر۔ کسی اور کی مدد کیا درکار۔ آپ کی کرپا سے بارہ برس خیر و عافیت سے گزر گئے اب ایک سال سخت مصیبت کا اور باقی ہے۔ آپ چاہینگے تو وہ بھی آسانی سے کٹ جائیگا +

ابھی راجہ جدھشٹر کی بات ادھوری ہی تھی کہ مارکنڈے رشی وعدۃً وارد ہوئے رشی مہاراج زندہ جاوید ہیں۔ ہزاروں برس کی عمر پر بھی پچیس برس سے زیادہ سن معلوم نہ ہوتا تھا۔ سب لوگ ان کو دیکھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے ڈنڈوت کی۔ بڑی تعظیم و تکریم سے بٹھایا۔ قدم دھوئے۔ پھول چڑھائے سری کرشن جی نے شکریہ ادا کر کے گوہر افشانی کی کہ

مہاراج سب لوگ زبان مبارک سے راج رشیوں کے حالات سُننے کے مشتاق ہیں +

مارکنڈے جی کچھ جواب نہ دینے پائے تھے کہ سری نارد جی بھی تشریف فرما ہوئے اُن کے لئے بھی آنکھیں بچھ گئیں اور خوب تواضع و تکریم ہوئی نارد جی نے دریافت کیا +

کیا باتیں ہو رہی تھیں میں مُخل تو نہیں ہُوا +

سری کرشن جی۔ واہ مہاراج۔ آپ اور مُخل صحبت ہم لوگ تو بڑا فخر کرتے ہیں کہ ادھر مہاراج مارکنڈے جی نے عزت افزائی فرمائی اُدھر آپ نے تاج سربلندی بخشا مارکنڈے جی مہاراج سے درخواست کی گئی ہے کہ کچھ زمانہ قدیم کے حالات بیان فرما کر ممنون توجہات فرمائیں چنانچہ جنبش لب کا انتظار تھا کہ آپ کے درشن دشمنے نصیب +

راجہ جدھشٹر جی نے عرض کی کہ جب اپنی مصیبت اور کوروؤں کی راحت

پر نظر کرتا ہوں تو میری عقل چکرا جاتی ہے کہ معاملہ کیا ہے اچھے اور بُرے اعمال کا نتیجہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ علاوہ بریں جب موجودہ زندگی یا آئندہ قالب میں رنج وراحت وغیرہ کرموں کی اچھائی یا بُرائی پر منحصر ہیں تو ایشور کے دست قدرت میں کیا رہ گیا میرا سوال یہ ہے کہ قالب عنصری سے جدا ہونے پر جیو آتما لوک یا پرلوک میں اعمال زندگی کے موافق نیک و بد افعال کے عوض اچھے یا بُرے پھل کیونکر پاتا ہے اور مدت ہائے دراز تک ان اعمال کا ذخیرہ کہاں جمع رہتا ہے؟

مارکنڈے۔ سوال بہت معقول ہے۔ اہل دنیا کو اس سے عمدہ سبق ملے گا۔ سنو:

ابتدائے آفرینش میں سب سے پیشتر برہماجی کا ظہور ہوا۔ اُنہوں نے انسانی خلقت کو لباس عنصری سے آراستہ کیا۔ اس وقت کے انسان راستی پسند اور باخبر تھے ہر چیز حسب خواہش دستیاب ہوتی تھی۔ سُرگ میں آمد و رفت کا اختیار حاصل تھا۔ عمریں ہزارہا برس کی حرص و ہوا مفقود نفس پرستی و خواہشات نفسانی معدوم۔ اولاد کی کثرت ہزاروں تک کی نوبت:

دوسرے دور میں انہیں لوگوں پر کام کرودھ لوبھ موہ کا غلبہ ہوا فکر معاش میں فریب و مکر کی ہوا چلی۔ اب اعمال کا چکر چلا۔ نیک کاموں اور بُرے فعلوں کی جزا و سزا ملنے لگی۔ پاپیوں کے لئے حیوانوں اور پرندوں کے قالب تیار ہوئے۔ تکمیل خواہشات میں لوہا لگنے لگا۔ دلوں میں وہم گھر کر گیا صدق اٹھتا جاتی رہی۔ خاندانی فضیلتوں پر داغ لگا۔ بیماریاں پیدا ہوگئیں۔ رنج و غم کا دور دورہ ہو چلا۔ عمریں گھٹیں۔ ذیروحوں کی خونریزی۔ دوستوں سے دغابازی اور ایسے ہی دوسرے افعال قبیحہ سے عقل پر پتھر پڑ گئے۔ فہم و فراست جواب دے گئی۔ اگلی باتیں جھوٹ معلوم ہونے لگیں کیسی ہی سچ بات ہو کبھی عقل باور نہ کرتی تھی۔ ایسی ایسی بد افعالیوں اور اُن کے خلاف نیک اعمالیوں کے لحاظ سے روح اچھا یا بُرا قالب پاتی ہے۔ شریر یعنی قالب عنصری دو قسم کا ہوتا ہے:

ایک استھول دوسرا سوکھشم۔ یعنی لنگ۔ جب استھول شریر نہیں رہتا

تو سوکھشم شریر میں نیک و بد اعمال کی سزا و جزا ملتی ہے سوکھشم شریر سارے اعمال کا خزانہ ہے اور جب سوکھشم شریر یعنی عمر طبعی کو پہنچ جاتا ہے تو جیو آتما کوئی دوسرا قالب قبول کرتا ہے۔ اعمال اس کے ساتھ رہتے ہیں جن کے لحاظ سے اس کو رنج ملتا ہے یا راحت یہ کبھی ممکن نہیں کہ اعمال کا اچھا یا بُرا نتیجہ یعنی سزا یا جزا نہ ملے جو لوگ روشنضمیر۔ نفس کش۔ پابند شاستر۔ راسخ الاعتقاد۔ راست گفتار۔ نرم دل ہمدرد خلائق ہیں۔ دھرم اور برت کو جان سے زیادہ مقدم سمجھتے اور اندریوں پر قابو رکھتے ہیں۔ اُن کو مقدس اور پاک قالب میں مراتب اعلےٰ ملتے ہیں اُن کی عادات نیک ہوتی ہیں۔ جسم تندرست عوارض سے پاک۔ اندیشہ و فکر سے مبّرا جب سورگ سے عالم موجودات میں آئے۔ روشنضمیری سے آتما اور پرماتما کی شناخت کر کی سرائے فانی سے نیک اعمال کی بدولت عالم باقی میں پھر جا پہنچے۔ مخلوقات عالم میں سے کچھ ذیروح تو وہ ہوتے ہیں۔ جنہیں یہاں تو راحت ملتی ہے مگر سورگ میں راحت کا نام نہیں۔ کچھ جاندار ایسے ہیں جن کو دنیا میں دکھ سے سامنا رہتا ہے۔ مگر عقبےٰ میں سکھ ہی سکھ ہے۔ اکثروں کے لئے دونو جگہ آرام ہی آرام ہے۔ اور بہتوں کے لئے نہ یہاں چین نہ وہاں۔ جو زندگی میں وید خوانی میں مشغول رہتے ہیں نفس کشی کرتے اور کسی کی روح کو نہیں ستاتے جان نہیں مارتے اُن کو دنیا میں تو ضرور تکلیف رہتی ہے مگر سورگ میں راحت ہی راحت ہے۔ جو اشخاص بچپن سے نیت خیر رکھتے دھرم کو مقدم سمجھتے ایمانداری سے روپیہ کماتے ہیں۔ شادی کرتے۔ یگیہ وغیرہ نیک کاموں میں مصروف رہتے ہیں اُن کو ہر جگہ عیش ہی عیش ہے بہتوں نے نہ کچھ پڑھا نہ لکھا نہ تپ کیا نہ دان پُن نہ اولاد ہے نہ اولاد کی فکر اُن کو کہیں بھی راحت نہیں +

اتنا کہکر راجہ جدھشٹر سے فرمایا کہ

تمہارا یہ تکلیف کا زمانہ چند روزہ تھا۔ اسے تکلیف کا زمانہ نہ سمجھو بلکہ ایام راحت کا پیش خیمہ۔ تمہیں یہاں ہی عنقریب سکھ ہی سکھ حاصل ہوگا۔ اور سورگ میں بھی راحتیں نصیب رہینگی۔ تمہارا جنم ہی اس واسطے ہُوا ہے کہ دیوتاؤں کی مشکلات حل کرو۔ پتروں کو ثواب پہنچاؤ +

ادھیائے ۸۶

۱۔ ہےہے دیش کے راجکمار کی تیر اندازی۔ رشی کا قتل راجکمار کا خوف عذاب۔ ارشٹ رشی کی برکت سے مردہ رشی کی زندگی۔ مارکنڈے جی کی زبانی

۲۔ اترے رشی کا افلاس۔ استری کو پرورش اولاد کے لئے فکر زر۔ رشی کی راجہ بین کے اشومیدھ یگیہ میں رسائی۔ برہمنوں سے مباحثہ۔ مباحثے میں جیت حصول دولت سے مقصد برآری

مارکنڈے جی نے اب زمانہ قدیم کے حالات یوں بیان کرنا شروع کئے ہےہے دیش ایک راج کا نام تھا۔ وہاں کے راجکمار کو شکار کی دھن ایک جنگل میں لے گئی۔ جہاں ایک گھاس کا انبار نظر آیا۔ راجکمار کو شکار کی دھن بندھی تھی۔ گھاس میں کالے ہرن پر نشانہ لگایا۔ شکار فوراً چت ہو گیا۔ راجکمار خوش خوش پہنچا تو روح اڑ گئی۔ کلیجہ دھک سے ہو گیا۔ منہ پیٹ لیا کہ ہائے غضب ہو گیا۔ کالے ہرن کے دھوکے میں ایک مہاتما رشی کی جان لے لی۔ افسوس مرگ چھالے نے دھوکا دیا۔ اس کے دونوں کے نیچے سے زمین نکل گئی بھاگا ہوا راجدھانی میں آیا۔ برہمنوں کے آگے سر دے مارا کہ ہائے غضب ہو گیا۔ نظر نے خطا کی۔ نادانستگی میں ایک رشی پر تیر سر ہو گیا۔ سخت رنج ہے۔ خوف عذاب سے جان میں جان نہیں۔ برہمن دوڑے ہوئے ارشٹ نیم رشی

کے آشرم میں گئے دیکھا کہ رشی صحیح سلامت ہے۔ ارشٹ نیم رشی جی صاحب کشف و کرامات تھے صورت سے سمجھ گئے کہ یہ لوگ کس غرض سے آئے ہیں وہ ہنسے اور کہا کہ جس برہم رشی کو تمہارے راجکمار نے ہرن سمجھ کر نشانے سے چت کیا تھا وہ دیکھو سامنے بیٹھا ہے راجکمار ابھی بچہ ہے نا سمجھ ہے اس کی خطا ہی کیا کہہ دینا کہ اطمینان رکھے اُس پر برہم ہتیا کا اثر نہ ہوگا۔ برہمن مردہ رشی کو زندہ دیکھ کر حیرت میں رہ گئے زیادہ تعجب یہ ہوا کہ ذرا دل پر میل نہیں دریائے عاطفت اس حالت میں بھی جوش زن ہے ہو رشی جی۔ بھائی اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں جو دنیا کو لات مار کر جنگل میں تپسیا کو زندگی کا ماحصل سمجھتے۔ سچائی پر جان دیتے اپنی بھوک مار کر سادھوؤں بیراگیوں کا پیٹ بھرتے ہیں اُن سے موت بھی پناہ مانگتی ہے پھر راجکمار کا تیر کیا اثر کرتا میری تپسیا کی طاقت نے مردے کو اٹھا کر بٹھا دیا +

مارکنڈے جی نے یہ ذکر ختم کر کے دوسرا تذکرہ چھیڑا گوہر افشاں ہوئے کہ اترے رشی بڑے قناعت پسند اور باکمال تھے مگر پلے جھنجھنی نہ تھی بلکل کھکل ان کی استری جب دیکھو سر ہوتی تھی کہ مہاراج آپ کی قناعت سے بچوں کا پیٹ نہیں بھرتا یہ بیچارے کب تک ہوا پھانکیں پیٹ میں تو ادیں تو کیونکر ذرا ادھر ادھر جائیے کسی راجہ سے ملئے کچھ لائیے تب یہ غریب پلیں۔ بے کوڑی پیسہ ان کی پرورش کیسے ہو رشی کا جواب دو ٹوک ہوتا تھا کہ بن باسیوں کو روپے پیسے سے کیا غرض۔ میں پرائے ہاتھ کا میل لینے کے لئے کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤں گا +

اتفاق سے انہیں ایام میں راجہ بین نے اشومیدھ یگیہ کیا استری پیچھے پڑ گئی کہ بھلا اب تو جاؤ جہاں ہزاروں رشی منی ہونگے وہاں جانے سے تمہاری عزت گھٹ نہ جائیگی۔ اترے رشی مجبور ہو گئے کوئی عذر نہ چل سکا۔ یگیہ میں گئے راجہ بین کو اشیرباد دیا اور بولے :-

راجہ بین! تیرے دھرم کا کیا کہنا روے زمین پر تو پرتھم (افضل الکونین) ہے کون بشر ہے جو تیرا مداح خواں نہیں سارے رشی تیرا یش گاتے ہیں +

اترے رشی کے منہ سے پرتھم کا لفظ نکلتے ہی گوتم رشی اور تمام برہمن یک زبان ہو کر بول اُٹھے کہ واہ اترے رشی راجہ بین کی شان میں پرتھم کا لفظ

معلوم ہُوا کہ عقل سٹھیا گئی - کچھ معلوم ہے کہ یہ لفظ کس کی شان میں استعمال ہوتا ہے - اندر کے سوا کوئی راجہ اس لفظ کے ساتھ یاد نہیں کیا جا سکتا +

اترے رشی - میری عقل سٹھیا گئی ہے تو تم لوگوں کی بلا سے پہلے ذرا اپنے داغ کا علاج کرالو تو بات کرو - مَیں نے جو کہا وہ پتھر کی لیک بالکل ٹھیک - راجہ بین بڑے رعیت پرور - انصاف پسند ہیں - دوست خیر کی دنیا قائل ہے - پس ان کی شان میں برہم کا لفظ موزوں نہیں تو اور کس کی شان میں ؟

برہمن منڈلی - کیوں ایسا نہ کہو تو راجہ سے روپیہ کس طرح اینٹھ سکو گے اس بات سے کچھ اترے رشی کو طیش آیا کچھ برہمن گرم ہوئے - ایک ہنگامہ برپا ہو گیا - ہُلّڑ مچ گئی +

کشیپ رشی غل غپاڑہ سنکر بولے

یہ کس نے کانوں کے پردے پھاڑ رکھے ہیں - کس نے ایسے شخص کو گھسنے دیا جس کے سبب سے ہاے ہتیا مچ گئی - کیا بات ہے کہو؟

برہمنوں نے سب کیفیت سنائی - کشیپ جی نے کہا کہ اچھا ذرا دم لو - فضول بک بک جھک جھک سے نتیجہ نہیں - سنت کمار جی تصفیہ کر دینگے کہ حق پر کون ہے +

رشی اور برہمن سنت کمار جی کی خدمت میں حاضر ہوئے - سارا مباحثہ گوش گزار کیا - سنت کمار جی نے فرمایا کہ

اترے رشی کا فرمانا بہت درست ہے بین ایسے راجہ کی شان میں برہم کا لفظ استعمال کرنا کیوں روا نہیں - آپ سب لوگ غلطی پر ہیں +

رشی اور برہمن اپنا سا منہ لیے وہاں سے راجہ کی خدمت میں آ گئے - سنت کمار جی کا فیصلہ بیان کیا - راجہ بین کو برہم کے لفظ سے وہ اعزاز حاصل ہُوا جو راجہ اندر کے واسطے مخصوص تھا - اترے جی کے کمال لیاقت نے اُن کو ایسا گرویدہ کر لیا کہ سامنے سونے چاندی کا ڈھیر لگا دیا بہت سی گائیں نذر کیں - اترے رشی وہاں سے خوش خوش پھرے - آشرم میں آئے ساری دولت استری کے حوالے کی اور کہا لو چین کرو - اب تو دل بھرا +

ادھیاے ۸۷

تارکش رشی کی درخواست پر سرسوتی جی کی سخن سرائی۔ دان پُن کے پھلوں کا بیان (مارکنڈے جی کی زبانی)

مارکنڈے جی کا سلسلۂ سخن جاری ہے کہ ایک تارکش رشی گزرے ہیں۔ جنہوں نے برہما کی عالم و فاضل بیٹی سرسوتی سے سوال کیا کہ

انسان کی نجات کے وسائل کیا ہیں۔ دان سے نجات کیونکر ملتی ہے؟

سرسوتی جی۔ وید پاٹھی۔ تپسوی اور برہم کو سرو بیاپک ماننے والے دیو لوک میں جاتے ہیں۔ یہ لوک نہایت ہی عجیب و غریب ہے۔ اُس میں خوبصورت نہریں جن کے صاف و شیریں پانی میں ہر رنگ کی مچھلیاں۔ طلائی و نقرئی رنگ کے کنول۔ درختوں کی نرالی بہار۔ جن کو رنگ رنگ کے پھولوں سے زینت۔ پھلوں سے زیبائش۔ پھول بھی وہ جن کی مہک مُردوں کے دماغ میں جان ڈال دے۔ پھل بھی وہ جن کی خوشبو سے اندر اُن بھی امر پھل بن جائے۔ یہاں جو پہنچا اُس کے آرام و آسائش کا کیا ٹھکانا۔ خوبصورت سے خوبصورت اپسرائیں خدمت کو موجود دیوتا تک رضا جوئی کے لئے حاضر۔ لوک ایک نہیں۔ کئی ہیں جہاں مختلف اوصاف کے لوگوں کی بود و باش ہوتی ہے +

سورج لوک میں وہ جگہ پاتا ہے جس نے بیل دان کئے ہوں +

اندر لوک اُسے ملتا ہے جس نے لباس اور سونا چاندی کا دان کیا ہے +

سُورگ لوک اُس کے واسطے ہے جو بہت سیدھی اور دودھاری گائے دان کرے۔ بچھڑا بھی ساتھ ہو +

اندر لوک کا وہ مستحق ہے جو برہمنوں کو ہدایت مقررہ کے موافق دان دیتا ہے +

گئو لوک میں وہ جاتا ہے جو ہون کے باقیماندہ اناج کو کھاتا ہے۔ برہم کا خواہش

مل جانا بھی اُس کے واسطے کچھ عجب نہیں +

اب ذرا ایک ایک دان کا پھل سنئے +

طاقتور - بے شر اور کھیتی کے لائق بیل دان کرنے سے دس گئو دانوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے +

سینگ منڈھ کر - پوشش ڈال کر - دکشنا دے کر دان کرنے سے کپیلا گائے دان دینے والے ہی کو نہیں - پرکھوں اور اُن کے پتروں کو بھی سورگ میں پہنچا دیتی ہے +

گئو دان گھور نرک کے عذاب سے انسان کو چھڑا دیتا ہے +

سات برس بلا ناغہ ہَوَن کرنے والے کی گذشتہ و آئندہ سات پشتیں نجات حاصل کرتی ہیں +

مگر یاد رہے کہ وید نہ جاننے والے برہمن سے آگ میں ہَوَن کرانے کا نہ کچھ پھل ہے نہ گئودان کا - اور نہ بے ہاتھ پاؤں دھوئے ہَوَن کرنے کا - نتیجہ یہ نکلا کہ ہَوَن کرنے والا گئودان لینے والا برہمن وید خواں ہونا چاہئے اور ہَوَن کرتے وقت ہاتھ پاؤں ضرور دھو کر پاک و صاف ہو جانا لازمی ہے +

تارکش رشی - آپ نے بہت سے رمز بتائے ہیں بہت ممنون ہوا - اب میری خواہش ہے کہ آپ کچھ اپنا حال سنائیں - تکلف دہی کی معافی مانگتا ہوں +

سرشوتی جی - علم دولت وغیرہ تمام دنیا کے لوازمات سے میری پرورش ہوتی ہے - یہی میری ترقی اور یہی میری رونق و عظمت کا باعث ہیں جن کو نجات کی خواہش نہ کسی بات کا اندیشہ و تردد - وید خوانی سے سروکار ہے مردم آزاری و خونریزی سے عار ہے - جپ تپ کو مآل زندگی اور سرمایۂ حیات جانتے ہیں - اُن کی وہ عظمت ہے کہ پرماتما کو قبضے میں کر لیتے ہیں - پرماتما کیا ہے - کل کائنات کے درخت کی جڑ - اور درخت کون جس کی شاخوں کا شمار ہی نہیں - خلاصہ یہ کہ جس کے ملنے کی ہوس میں اندر اپسے اگنی ایسے دیوتاؤں نے یگیہ کئے وہی میری جلوہ گاہ ہے +

ادھیائے ۸۸

برہما جی کی مچھلی کے قالب میں مختلف حالتیں۔ پرلے کا طوفان مذکور الصدر مچھلی کی مدد سے کشتی پر منوجی کی جانبری۔ ہمالیہ کی نوبندھن چوٹی پر تپسیا

مارکنڈے جی راجہ یدھشٹر سے مخاطب ہیں کہ اب بیوسوت منو کا حال سنئے یہ بدری بشال آشرم میں تپ کر رہے تھے کہ چیرنی ندی سے آواز آئی ٭

مہاراج - جان بچائیے بڑی بڑی مچھلیاں میری طرف جھپٹ رہی ہیں ٭

منوجی نے انسان کی آواز سُنی اُسی وقت ندی کے کنارے پہنچے دیکھا ایک چھوٹی مچھلی فریادی ہے وہ اُسے لے آئے اور ایک پانی کے گھڑے میں ڈال دیا۔ مچھلی کا قد بڑھتے بڑھتے اتنا بڑھا کہ آخر منوجی کو باولی میں چھوڑنا پڑا۔ باولی میں بھی وہ اس قدر بڑھ گئی کہ جگہ نہ رہی۔ منوجی پہنچے تو اُس نے بہت شکریہ ادا کیا اور عرض کی کہ

مہاراج دیکھئے کیسی تنگی سے بسر کر رہی ہوں اگر آپ گنگا جی میں چھوڑ دیں تو بڑا احسان ہو۔ آپ کا سلوک میں کبھی نہ بھولونگی۔ اور آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ ایک وقت اسی طرح آپ کی بھی میرے سبب سے جان بچیگی ٭

منوجی راضی تو ہو گئے مگر گنگا جی تک کیسے پہنچائیں مچھلی مچھلی نہ رہی تھی مگر مچھ بھی پاسنگ برابر نہ تھا وہ اس فکر ہی میں تھے کہ کیا کریں اتنے میں پھر مچھلی کو دیکھا تو بالکل چھوٹی وہ اُسے اُٹھا کر لے گئے اور گنگا جی میں چھوڑ دیا ٭

تھوڑے دنوں کے بعد مچھلی مگر مچھ کا کیا ذکر ایک پہاڑ دکھائی دینے لگی گنگا جی میں سمانہ سکی منوجی اشنان کو گئے تو درخواست کی کہ

مہاراج آپ ہی میری جان بچاتے چلے آئے ہیں۔ گنگا جی میں بھی اب

گنجائش نہ رہی۔ آپ ہی تکلیف کریں تو سمندر میں فراغت سے رہ سکوں مچھلی نے یہ کہکر جسم چھوٹا کر لیا۔ منوجی نے سمندر میں پہنچایا۔ جب منوجی چلنے لگے تو مچھلی بولی:۔

منوجی مہاراج۔ ایک بات سُنتے جائیے۔ پرلے ہونے والی ہے پانی کے سوا خشکی کا نام نہ رہیگا۔ ایک کشتی تیار کیجیے۔ تمام ضروری ذخیرہ اُس میں ہو ایک مضبوط رسا بھی اُس میں بند ھا رہے۔ جب پرلے کا زمانہ آئے سپت رشیوں کو لئے ہوئے کشتی پر سوار ہو جائیے گا۔ میں موقع پر پہنچونگی۔ اس وقت صورت اور ہے اُس وقت منہ پر ایک طول طویل سینگ پائیگا میں آپ کو اس پرلے میں بچاؤنگی کوئی خوف کی بات نہیں +

مچھلی چلی گئی منو نے کشتی تیار کی۔ طوفان کا بھی دن آگیا دنیا بھی غرق ہوئی۔ منوجی طوفان کے تھپیڑے میں پھنسے مچھلی بھی اُسی وقت آپہنچی جب کشتی ڈگمگا رہی تھی۔ منوجی نے بڑی پھرتی سے رسے کا پھندا پھینکا۔ مچھلی سینگ میں ڈال کر ادھر اُدھر چکر دینے لگی۔ پانی کے زور شور کا کیا ذکر تمام دنیا دریا بُرد ہو گئی۔ اونچے پہاڑ تک پانی میں ڈوب گئے۔ مچھلی بھاگتے بھاگتے ہمالیہ پہاڑ کی طرف پہنچی۔ ہمالیہ کی سب بلند سے بلند چوٹیاں پانی کے اندر تھیں۔ صرف ایک سر بفلک چوٹی ڈوبنے سے باقی تھی۔ مچھلی نے وہ کشتی وہیں بندھوائی اور کہا کہ

مجھے پہچانا۔ برہما کون ہے۔ پرجاپتی کسے کہتے ہیں۔ میں ہی وہ ہوں جن کا تم نے نام سُنا تمہیں اس طوفان بلا سے بچانے کے لئے مچھلی کا قالب قبول کر رکھا تھا +

منوجی۔ اب انتظام آفرینش کے ذمہ وار تم ہو تمہیں تپ کرنا لازم ہے +

یہ الفاظ ختم ہوتے ہی دیکھتے ہیں تو مچھلی ندارد۔ اب فکر ہوئی کہ انتظام آفرینش کیونکر ہو۔ سپت رشیوں سے مشورہ ہوا سب کی رائے سے اسی نوبندھن نامی چوٹی پر منوجی مہاراج نے تپسیا شروع کر دی نوبندھن چوٹی وہی ہے جس میں منوجی نے مچھلی کے کہنے سے کشتی کا رسا باندھا تھا +

ادھیائے ۸۹

زمانۂ قیام - دُنیا کی تقسیم - مہاپرلے کے چشم دید واقعات نارائن جی کی ذات مقدس کا بیان - مارکنڈے رشی کی زبانی

راجہ یدھشٹر یہ حالات سنکر مارکنڈے جی سے بولے کہ مہاراج آپ نے پرلے تک کا حال سُنایا جو برہما جی کو معلوم ہے یا آپ کو دوسرے ذی روحوں کو کیا پتہ پرلے اُسوقت کے لوگوں کو سٹا گئی - دیکھتا اور کہتا کون - آپ فرمائیے کہ آگے چلکر کیا ہُوا اور کیا ہوگا؟

مارکنڈے جی - پرلئے کے بعد نارائن جی انتظام کائنات فرماتے ہیں برہما جی کو حکم ہوتا ہے کہ نگلو اور تخلیق شدی ہو برہما جی سلسلۂ آفرینش قائم کرتے ہیں اور زمانے کی تقسیم یوں ہوتی ہے ÷

ست یگ ۴ ہزار دب سال کا

دب سال کا ایک دن دُنیا کا ایک برس ہوتا ہے - دب سال کی چوکڑی برہما کا ایک دن ÷

یہی دن پرلے کا

تریتا - ۳ ہزار دب سال کا

دواپر - ۲ ہزار دب سال کا

کلجگ - ایک ہزار دب سال کا

کلجگ کے دورے میں اندھا دُھند ادھرم کی عملداری رہتی ہے - جھوٹ فریب ہتیا غصہ - لالچ وغیرہ کا دورہ دورہ ہوتا ہے انسان کو خراب افعال سے رغبت اور نیک اعمال سے نفرت ہو جاتی ہے - جپ تپ - پوجا پاٹھ برت پُوتن - ایسے ایسے تمام نیک کام برہمن تک چھوڑ بیٹھتے ہیں اوروں کا کیا ذکر - خوردنی و ناخوردنی چیزوں کا امتیاز نہیں رہتا - چھوت پات کو واہیات سمجھتے ہیں کشتریوں کو رعیت پروری سے تنفر رہتا ہے - جرأت و بہادری کو کھو بیٹھتے ہیں - سادھو سنتوں کی خدمتگذاری سے کچھ کام نہیں رہتا فکر رہتی ہے

تو بس ہو کر جس طرح بنے روپیہ ہاتھ آئے۔ دولت ہی کے فکر میں اندھے رہتے
ہیں۔ شودروں کا عروج ہوتا ہے دولت سے مالا مال ہوتے ہیں سمجھتے ہیں کہ
عقل بس انہیں پر ختم ہے۔ حکومت ملیچھوں کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے۔ غلہ
بے مزہ پھل بد ذائقہ ہو جاتے ہیں کم عمر لڑکیاں صاحب اولاد ہو جاتی ہیں آٹھ
برس کی عمر میں حمل رہ جاتا ہے۔ درختوں کی بار آوری کم ہو جاتی ہے۔ گایوں کا
دودھ گھٹ جاتا ہے اوقات مناسب پر پانی نہیں برستا۔ امساک باراں سے
قحط عالمگیر ہوتے ہیں۔ ناخن اور بال بڑھا بڑھا کر لوگ مہاتما بن بیٹھتے ہیں
برہمچاری خوب مال مارتے ہیں۔ گوشت کھاتے شراب میں اڑاتے ہیں برہمن رذیلوں
سے فخر کے ساتھ دان لیتے ہیں۔ مطلب آشناؤں محسن کشوں کی کثرت ہوتی ہے
صادق الاعتقاد اور نیک نیت لوگوں کو چین نہیں ملتا۔ ان کی زندگی کم ہوتی ہے
پاپی بےفکری سے بہت دنوں تک زندہ رہتے ہیں۔ عورتوں کا چلن بگڑ جاتا ہے
خاوندوں کے ہوتے نوکروں سے ملتفت ہوتی ہیں معہ حسین بی بی سے التفات
نہیں رکھتے۔ زنان بازاری کو گلے کا ہار بناتے ہیں۔ شراب خانے آباد رہتے ہیں
عبادت خانے سنسان۔ جہاں پہلے دھرم ہوتے تھے وہاں بدفعلوں کی گرم بازاری
رہتی ہے۔ آخر کار پرلے کا دن آتا ہے۔ وہ طوفان خیز بارش ہوتی ہے کہ جلا مٹی
کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔ مہاپرلے وہ ہے جس سے ایشور ابناشی کے سوا
دیوتا اور سورگ سب نیست و نابود ہو جاتے ہیں ٭

مجھے ایک مرتبہ مہاپرلے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے طوفان آیا کل مخلوقات
کالعدم ہو گئی صرف میں محفوظ رہا۔ آکاش سے پاتال تک پانی کے سوا اور کچھ
نہ تھا۔ میں ڈوبتے تیرتے بہتے بہتے ایسا گھبرایا کہ کیا کہوں مصیبت میں سب
کو ایشور یاد آتا ہے میں نے بھی اس سے پناہ مانگی۔ ایشور کی قدرت کہ ذرا
دور آگے ایک بڑ کے درخت تک پہنچ گیا دیکھا کہ درخت کی شاخیں کوسوں
تک چھپر چھائے ہوئے ہیں۔ شاخوں پر ایک نہایت نفیس فرش ہے اور
فرش پر ایک خوبصورت لڑکا۔ لڑکے کا سراپا کس زبان سے بیان کروں
چہرہ سورج کی طرح روشن آنکھیں چاند کی طرح پُرنور میں حیران تھا

کہ کہاں ایسی جہا پڑے کہ تمام مخلوقات عدم آباد کو سدھا رہی - یہ چھوٹا سا بچہ یہاں کیسے آگیا اِس کو بچانے والا کون تھا اتنے میں وہ لڑکا خود بول اُٹھا کہ آئیے رشی جی - آپ کے واسطے بچھونا اچھا ہے - ذرا آرام کیجئے کسل دور ہو جائے ؛

اتنے ہی میں اُس نے منہ کھولا تو میں، اُسی وقت پیٹ میں داخل وہاں میں دیکھتا ہوں تو آنکھیں کھل گئیں - عجیب حیرت ہوئی کہ واہ ساری دنیا بدستور قائم - گنگا - ستلج وغیرہ دریا اُسی طرح جاری ایشور کی مایا دیکھتے میں منہ سے نکلا - دیکھا کہ وہ پیکر نور خواب آرام میں ہے - میری منت والتجاح پر وہ ذات مقدس یوں حرف زن ہوئی کہ

میں نارائن ہوں - روپ اصل میں ایک ہے مگر جلوے ہزاروں ہو جاتے ہیں - دُنیا کو پیدا کرنے والا پرورش کرنے والا اور فنا کرنے والا میں ہی ہوں برہما - بشن - مہیش - اگنی - پَوَن - چَوَن - یم - اندر - سب میرے ہی جلوے ہیں - میں ہر جگہ موجود ہوں - نہ میری ابتدا ہے نہ انتہا - دگھنی - منہ - آنکھیں چاند - سورج - ماتھا - آکاش - دشائیں (اطراف عالم) کان - پسینہ - پانی میں ہی شیش کے روپ میں کرۂ خاک اور پہاڑوں کے بوجھ کو اُٹھائے ہوئے ہوں جس وقت طبقۂ خاکی پانی میں غرق ہوگیا - میں نے ہی زمین کو پانی سے نکالا - باراہ اوتار جس کو کہتے ہیں وہ میں ہی ہوں - برہمن میرا منہ - کشتری بازو - ویش ران اور شودر قدم ہیں - چاروں وید کا ظہور میری زبان سے ہوا جس زمانے میں راچھس آسمان سر پر اُٹھاتے ہیں - زمین گناہوں کے بوجھ سے دب جاتی ہے - مخلوقات ظلم وستم سے جگر خراش نالے کرتی ہے - ذی روحوں کی جان پر بن جاتی ہے - رشی منی چیخ اُٹھتے ہیں دیوتاؤں سے کچھ بنائے نہیں بنتی اُس وقت میں کسی نہ کسی شکل میں نمودار ہو کر گناہ زمین کو بار گناہ سے سبکدوش کر دیتا ہوں - میں تو یہیں بیٹھے بیٹھے سب کچھ کر سکتا ہوں مگر اوتار لینے سے غرض یہ ہوتی ہے کہ اہل دنیا اپنی ہی طاقتوں پر نہ اترائیں غیبی طاقتوں کو بھی سمجھیں - ظالموں کو خوف مظلوموں کو تسلی رہے - کہ کوئی اُن کی فریاد سُننے والی طاقت موجود ہے

دگر یہ نہ ہو تو سب دل شکستہ اور مایوس ہو کر بے مارے مر جائیں۔ اہل دنیا کی مشکلات
کے موقع پر ظاہر ہو جاتا ہوں آفتیں دور ہونے پر غائب +

اے راجہ یدھشٹر جس وقت نارائن بھگوان نے درشن دے حقیقت
اصلی سے آگاہ فرمایا۔ میری خوشی کی حد نہ تھی۔ تقدیر کو سراہتا خوش قسمتی کی بلائیں
لیتا تھا۔ نارائن جی تو دیکھتے دیکھتے ہی نہ جانے کس طرح نظر سے غائب ہو گئے بعد
گلشن کائنات کی چمن بندی کا تماشا دیکھا۔ برہما جی نے مخلوقات سے روئے زمین
کو آباد کیا۔ تین دورے میری نظر سے گزر گئے صرف ایک کلجگ باقی ہے وہ دیکھنے
کو جی نہیں چاہتا۔ مگر کیا کروں مجبور ہوں۔ عمر ختم ہونے والی نہیں۔ سلسلۂ حیات
طول طویل ہے موت میرے قبضے میں زندگی میرے اختیار میں۔ جب چاہوں مر
جاؤں۔ جب چاہوں جی اٹھوں مگر روز روز کا مرنا روز کا جینا اچھا نہیں معلوم ہوتا
ہے۔ اس دنے پراق نہیں چھوڑتا۔ جس وقت کلجگ آگیا سمجھ لیجئے کہ دنیا کی ہوا ہی
پلٹ گئی وہ وہ پاپ وہ وہ گناہ ہونگے۔ کہ زمین کانپ اٹھیگی۔ لڑکے والدین کو
بیوقوف سمجھینگے۔ رضا جوئی و فرمانبرداری کیسی۔ عورتیں لڑائی جھگڑے بکھیڑے
سے خاوندوں کا ناک میں دم کر رکھینگی۔ تیتھی برت گنگا۔ پوجا پاٹھ دھرم کرم جڑ
پیڑ سے مٹ جائینگے۔ لوگ ادھرم کرینگے۔ دھرم کو فضول اور واہیات سمجھینگے جب
اس ادھرم کا پیالہ چھلکنے کو ہوگا تو بھگوان جی کو تکلیف کرنا پڑیگی۔ نہکلنکی اوتار میں
جلوہ دکھائینگے۔ پاپ کی ناؤ ڈوبینگے۔ دھرم کی بیل پھر ہری بھری ہوگی +

ادھیائے ۹۰

نہکلنکی اوتار کا ذکر۔ اکشواکن نسی راجہ پریچھت کا شغل شکار ایک عورت سے عشق۔ باہمی شرائط شادی کے بعد کی سرگذشت راجہ شل کا تذکرہ۔ ہرن کے شکار کی غرض سے بام دیو رشی کے

گھوڑوں کی طلبی - عدم واپسی پر حجت و تکرار - راجہ کی تیر اندازی - بام دیو رشی کی بد دعا وغیرہ مارکنڈے رشی کی زبانی

مارکنڈے راجہ یدھشٹر کے استفسار پر نہکلنکی اوتار کا یوں بیان فرماتے ہیں کہ جب نیک اعمالوں کا قحط ہوگا۔ بد افعالیاں اپنا سکہ جما لینگی تب بھگوان اوتار لینگے۔ برہمن کے گھر سنبھل کے مقام پر لوگ بشن جس کے نام سے پکارینگے نہکلنکی کی طاقتیں غیبی ہونگی۔ طاقت بے نظیر۔ عقلمندی میں یکتائے روزگار یوں تو نہ کوئی ہتھیار پاس ہوگا نہ لڑائی کا اوزار۔ مگر ایک اشارے میں سب کچھ موجود ہو جائیگا۔ ذات مبارک دھرم کو از سر نو زندہ کریگی۔ بد کردار راجے لقمۂ تیغ اجل ہونگے۔ روئے زمین پر نہکلنکی ہی کی حکومت کا ڈنکا بجیگا۔ وید کے سب قائل ہونگے۔ دھرم کی خلاف ورزی عذاب میں داخل سمجھی جائیگی یہ تو نہکلنکی کا سرسری حال تھا۔ اب ذرا سنو برہمنوں کی عظمت کیا ہے؟ راجہ اکشواک کون تھے کہنے کی ضرورت نہیں اسی کی نسل میں ایک راجہ پریکھیت گزرا جس کو شکار کی دھن جنگل میں لے گئی۔ شکار تو الگ رہا حضرت خود کمند زلف میں اسیر اور تیر نظر کے شکار ہو گئے یک دیسی سرمایۂ حسن و جمال زہرہ تمثال سے آنکھیں لڑ گئیں کہ دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ آپے میں نہ رہے۔ طبیعت بے اختیار ہوئی۔ حرف سوال زبان پر آگیا وہ تصویر خورشید مرقع ناہید بولی کہ ہم آغوشی منظور۔ بشرطیکہ پانی سے سامنا نہ ہو۔ دل کا کسی پر آجانا بُرا ہوتا ہے طبیعت کی شگفتگی انسان کو قابو میں رہنے نہیں دیتی۔ راجہ نے کہہ دیا کہ

شرط قبول۔ عہد منظور۔ آؤ چلو۔ محل کو اس کی زینت بنو

وہ سپہر خوبی و ماہ برج محبوبی داخل محل ہوئی۔ رات دن عیش و عشرت کی گرم بازاریوں نے بلبل و گل۔ پروانہ و شمع کی دلچسپیوں کو گرد کر دیا۔ راجہ صاحب ہر وقت دل ہاتھوں میں لئے رہتے۔ خیال رہتا کہ پانی سامنے نہ آنے پائے

مگر اب شدنی دیکھئے۔ راجہ کو باغ بنانے کی سوجھی۔ باغ بنایا باغ میں
باولی نہ ہو تو باغ کا لطف کیا۔ لہٰذا باولی بنوائی۔ مگر کیسی۔ عام نظروں سے
پوشیدہ تہ خانہ کی طرح +
ایک روز جوش محبت سے رانی کو باغ کی سیر کرانے لے گیا باغ دکھاتے
دکھلاتے جوش محبت سے ایسا ازخود رفتہ اور باغ کی نفاست پر ایسا محو ہوا
کہ کچھ خیال نہ رہا اور اُس ہوریا سے خوبی و خرم محبوبی کو باولی دکھادی۔ جو ہیں باولی
نظر آئی دیکھا تو رانی غائب غوطہ لگانا بھی اچھی طرح محسوس نظر نہ ہوا۔ راجہ کے دل
کو سخت صدمہ ہوا۔ کلیجے پر وہ چوٹ لگی کہ تڑپ تڑپ گئے ہاتھ ملتے سر دُھنتے
اور منہ پیٹتے تھے کہ ہائے سونے کی چڑیا جان بوجھ کر ہاتھ سے اُڑادی افسوس
اب زندگی کی آس کون ہے۔ رونے دھونے سے فائدہ نہ دیکھ کر اُس نے باولی کا
سارا پانی اُچھاڑ ڈالا۔ تہ نظر آئی مگر رانی کا نام و نشان ندارد۔ اگر کوئی ملا تو ایک مینڈک
مینڈک کو دیکھتے ہی راجہ آگ ہو گیا۔ عقل گدی میں ہو رہی تھی۔ سمجھا کہ یہی رانی کو نگل
گیا نہ کچھ سوچا نہ کچھ سمجھا منادی کرادی کہ ایک مینڈک زندہ نہ بچے۔ مینڈکوں
کی شامت اعمال تھی۔ لاکھوں مفت ہلاک ہوئے۔ لوگوں کو جان کی فکر میں زندگی
حرام ہو گئی۔ مینڈکوں کا ایک راجہ آیو تھا۔ اُس سے اپنے ہم جنسوں پر یہ بدعت نہ
دیکھی گئی وہ راجہ سے ملا اور عرض کی کہ
مہاراج۔ آپ کو کس نے بہکا دیا ہے۔ بھلا مینڈکوں کی یہ طاقت کہ انسان کو
نگل جائیں۔ آپ جس کو اپنا دل دئے رہے جس کے فراق میں مرغ بسمل کی طرح تڑپتے
ہیں جس کے واسطے خون ناحق کی پرواہ اور عذاب و ثواب کا خیال نہیں وہ نہ جانے
آپ نے لشتوں کو حکم دے چکی ہے آپ اُس کے لئے بیتاب ہیں تو لیجئے دیکھئے
یہ وہی ہے یا اور کوئی۔ راجہ جس وقت اپنی محبوبہ گل اندام و معشوقہ لالہ فام کو دیکھا
گلے سے لگا لیا بلائیں لیں اور سمجھا کہ دوبارہ زندگی ہوئی۔ کچھ مدت عیش و
آرام سے گزری پھر راجہ تپشیا کو چلے گئے۔ راجہ شل تخت نشین ہوا
ایک دن راجہ شل شکار میں مشغول تھا۔ ہرن بھاگا۔ راجہ نے
پیچھا کیا رتھ تیز رو تھا مگر کہاں ہرن کہاں رتھ کے گھوڑے

شکار کی چھاؤں تک نہ پائی۔ راجہ شوق شکار میں بیتاب تھا۔ گویا تہیہ کر لیا کہ ہرن مارے بغیر دائیں ہاتھ کا کھانا حرام۔ رتھبان نے عرض کی کہ

مہاراج۔ یوں ہرن زد پر آنے والا نہیں۔ اس کا ہتھے چڑھنا دشوار ہے۔ بام دیو رشی اسی جنگل میں تشریف رکھتے ہیں اگر اُن کے گھوڑے مل سکیں تو کیا مجال کہ صید نکل جاوے +

راجہ کے تلووں سے لگی تھی۔ بام دیو کے قدموں پر گرا گھوڑے مانگے واپسی کا وعدہ کیا رشی نے گھوڑے دیئے۔ راجہ نے شکار جیت کیا مگر نیت بدل گئی۔ گھوڑے اپنے اصطبل میں باندھ رکھے۔ رشی جی نے کچھ دنوں انتظار کیا۔ جب عرصہ گزر گیا تو چیلے کو بھیج کر گھوڑے طلب کئے راجہ نے جواب دیا کہ رشیوں کو گائے بیل رکھنا مناسب ہے گھوڑے راجوں کے واسطے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ چیلہ ناکام واپس آیا تو بام دیو خود پہنچے۔ پہلے درخواست کی جب راجہ نے انکار کیا تو بات بڑھا ہوا تکرار بڑھی۔ راجہ نشۂ غرور میں مست تھا بو سے خودی دماغ میں سمائی تھی۔ خادمان دردولت کو حکم ہوا کہ

لانا تیر۔ ابھی بام دیو کا سارا مہاتما پن نکال کے رکھ دیں +

بام دیو بولا کون راہ چاہ در پیش۔ جو دوسرے کے لئے کنواں کھودیگا۔ وہی کنوئیں میں گریگا۔ شوق سے تیر منگائیے۔ میرا بال بیکا کرنا تو کار دارد خود اپنی جبر رگھسیٹیگا +

تیر آیا چلے پر چڑھا چٹکی سے نکلا۔ بام دیو نے ایک اشارہ کر دیا تو سیدھا محل میں۔ کہرام مچ گیا کہ ہائے راجکمار تیر کا نشانہ ہو گئے۔ راجہ کو اس صدمہ نے اور آگ کر دیا۔ جوش غضب میں دوسرا تیر مارنے ہی کو تھا کہ بام دیو کی زبان سے یہ بد دعا نکلی۔ بس رہ جا یونہیں پتھر بن کے +

رشیوں کا قول خالی نہیں جاتا۔ ان کی بد دعا پھٹ نہیں پڑتی راجہ کا جسم فوراً ہی پتھر بن گیا ساری ہیکڑی دھری رہ گئی اب تو راجہ کے چھکے چھوٹ گئے دل کو بہت پچھتاوا ہوا بام دیو کی بہت کچھ منت سماجت کی۔ رویا پیٹا بام دیو کو رحم

آیا کہہ دیا کہ

اچھا قصور معاف +

بام دیو کی زبان میں امرت کی سی تاثیر تھی۔ راجہ شل کا جسم پھر اصلی حالت پر آگیا اور کان پکڑے کہ اب کسی ہیدپاٹھی برہمن کی خدمت میں گستاخی نہ ہو گی +

یہ فرماکر مارکنڈے جی نے فرمایا کہ ایک رشی بہت سن رسیدہ ہیں اُن سے اور اندر سے گفتگو ہوئی تقریر کے سلسلے میں رشی جی نے اندر کے ذہن نشین کیا کہ دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی گرفتار مصیبت نہیں۔ جس کے جورو بچے دنیا سے اُٹھ گئے ہوں جس کو دشمن کے قبضۂ اختیار میں زندگی کاٹنا پڑتی ہے۔ امیری کے بعد مفلسی اور قدر و منزلت کے بعد بیعزتی یہی وہ آفتیں ہیں۔ جن سے انسان زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہے

ادھیاے ۹۱

راجہ شوی کی آزمائش۔ اُن کی کامیابی۔ کوشک برہمن کا تذکرہ اور ایک پتی برتا عورت کا ذکر

مارکنڈے جی راجہ شوی کا ذکر یوں بیان فرماتے ہیں کہ یہ راجہ بڑا دھرماتما تھا۔ اس کی آزمائش کے لئے اندر باز بنے اور اگنی کبوتر۔ باز کبوتر پر جھپٹا کبوتر جان بچا کر بھاگا اور ہانپتا ہوا راجہ شوی کی پناہ میں جا چھپا باز پیچھے پیچھے پیکتا ہوا راجہ کے پاس پہنچا اور کہا کہ میری خوراک دلوائیے راجہ بولا کبوتر نہیں مل سکتا میری پناہ میں آگیا ہے۔ رہی پیٹ کی آگ اُس کے لئے میرا گوشت حاضر ہے +

باز۔ مجھے پیٹ بھرنے سے مطلب ہے لائیے گوشت ہی کبوتر کے برابر تول دیجئے رتی بھر گھٹ بڑھ نہ ہو۔ گوشت کی ناپ تول شروع ہوئی۔ ترازو کے ایک پلے میں کبوتر تھا دوسرے میں راجہ کا گوشت مگر جب تولا گوشت کم۔ راجہ نے وزن پورا کرنے کے لئے سارے جسم کا گوشت کاٹ کاٹ کر ترازو کے پلے میں چڑھا دیا مگر پھر بھی پوری نہ پڑی یہ حال دیکھ کر راجہ نے اپنی ہڈیوں کا ڈھانچا بھی تولنے کے لئے رکھ دیا اور کہا کہ دیکھنا

ابھی ڈنڈھی پوری ہوئی یا نہیں +

اندر جی راجہ کی اس ہمت اس حوصلے کو دیکھ کر حیران ہو گئے بڑی ثنا و صفت کی اور کہا کہ

راجہ صاحب معاف کیجئیگا۔ مجھے اور اگنی جی کو آپ کی آزمائش منظور تھی کہ دھرم کو کس طرح نباہتے ہیں۔ آپ کو زحمت ہوئی۔ آزمائش میں پورے اُترے بس اس کا صلہ بھی لیجئے ابھی ابھی سارا جسم ٹھیک ہُوا جاتا ہے یہی نہیں بلکہ ہر پارۂ گوشت کے لئے سنہری لکیریں بدن بھر پر نظر آئینگی +

اتنا کہتے ہی بدن جیوں کا تیوں ہو گیا اور اندر اگنی راجہ شوبی کے دھرم کو سراہتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوئے راجہ شوبی نے بھی سُرگ میں بود و باش کے لئے عمدہ آرامگاہ پائی اور دنیا میں نام چھوڑا +

مارکنڈے جی نے یہ ذکر ختم کرکے استری دھرم کی فضیلت اور اس کی عظمت دکھانے کو دوسرا تذکرہ چھیڑا۔ آپ نے فرمایا +

کوشک جی ایک بڑے تیجوان برہمن تھے۔ چاروں وید کنٹھ سب وید انگ نوک زبان ایک روز عین وید خوانی کے وقت درخت پر سے بگلے نے بیٹ کی ان کے کپڑے خراب ہو گئے ضبط نہ ہو سکا غصہ ہی آگیا ادھر نظر اُٹھائی تو بگلا وہیں جل کر خاک سیاہ جس وقت بگلا مرا کوشک جی کو افسوس ہُوا کہ مفت ایک غریب کی جان گئی بگلا مارے پکھنا ہاتھ نہ تھی بلا پر جلانے سے عذاب کے سوا اور حاصل ہی کیا ہُوا وہ اسی رنج و غم میں بھیک مانگتے ہوئے ایک گرہست کے گھر پہنچے آواز دی کہ مائی کچھ دلوا۔ اندر سے آواز آئی کہ جہ تن مانج رہی ہوں ذرا دم لیجئے ہاتھ خالی ہو تو چٹکی حاضر کروں +

ابھی مالکہ مکان برتن ہی صاف کر رہی تھی کہ خاوند آگیا وہ اُٹھی اور جو تا نشست سے کھانا کھلایا یاد نہ رہی کہ بھکاری دروازے پر کھڑا ہے جب خاوند کو کھلا پلا کر چھٹی پائی تو بھکاری کا خیال آیا اُسی وقت دوڑی گئی اور چٹکی پیش کر کے بولی +

مہاراج۔ معاف کیجئیگا۔ شوہر کے آجانے سے مجھے آپ کا دھیان نہ رہا تھا۔ گرہ بڑی میں پھنس گئی تھی +

کوشک۔ تُو نے خاوند کو بہت کچھ سمجھا اور برہمن کی حقارت کی سے جا دینی چٹکی +

عورت - آپ کی خفگی فضول ہے خاوند میری جان و مال کا مالک ہے اور سچ پوچھئے تو پرمیشور ہی ہے پھر اُس کے مقابلے میں کسی دوسرے کی خدمت کیونکر مقدم سمجھتی؟

کوشک - تیرا خاوند کیا چیز ہے برہمن وہ ہیں جن کو نمسکار کرتے کرتے اندر کی بھی زبان گھستی ہے۔ جس وقت نگاہ ٹیڑھی ہو جائے دنیا اُلٹ پلٹ کر دیں +

عورت - آپ کا فرمانا بہت درست ہے اگست جی ہی سمندر کو چلو گا کر پی گئے بانا پی دیت ایک ڈکار میں ہضم کر لیا۔ چنانچہ آپ نے بھی بگلے سے سری گنیشائے کی آگے پیچھے کیا ہوتا ہے مگر دنیا میں سب بگلے نہیں جن کو آپ پھونک دیجئیگا۔ میں التجا کرتی ہوں کہ غصہ تھوکئے اور خفگی قبول فرمائیے۔ برہمنوں کے جہاں آپنے اوصاف بیان کئے وہاں مجھ سے بھی سنئے۔ ان کو نرم دل ہونا اور غصے سے دور رہنا چاہئے۔ میں پتی برتا ہوں پتی برتاؤں پر کسی کے غصے کا اثر نہیں ہو سکتا آپ ذرا جنک پور کی ہوا کھائیں۔ سادھوؤں کی خدمت کریں پھر دھرم بیادھ آپ کو بتا دیگا کہ برہمنوں کا دھرم کیا ہے۔ ابھی آپ ناواقف ہیں۔ برہمن وہی ہے جو رحم دل ہو۔ غصہ ور نہ ہو۔ غصہ حرام ہوتا ہے اس کو پاپ کی جڑ کہتے ہیں غصہ ور آدمی کو کسی دشمن کی ضرورت نہیں وہ خود اپنا ہی دشمن ہے +

کوشک جی نے اس عورت کی زبان سے بگلے کا حال سنا تو حیران ہوگئے کہ اس کو کس نے غیب کی بات بتا دی ہے +

مائی - تو نے میری ناقدری ضرور کی مگر میں خوش ہوا کہ تو پتی برتا ہے میں نے تجھے معاف کیا۔ تو جنک پور جانے کے لئے ہدایت کرتی ہے تو میں تیری بات مانونگا۔ اے رخصت +

ادھیائے ۹۲

خدمت والدین کی برکت - دھرم بیادھ ساکن جنکپور کی سعادتمندی سے کوشک برہمن کو سبق

مارکنڈے جی کا بیان ہے کہ پتی برت دھرم سے بڑھکر عورت کے واسطے کوئی اور افضل دھرم نہیں۔ پتی برتا استری کو نہ دیوتاؤں کی پرستش درکار۔ نہ برت وغیرہ کی حاجت۔ صرف ایک خاوند کی خدمتگزاری ہی سے دائمی نجات ہے جس وقت کوشک جی پتی برتا عورت کی عظمت کے قائل ہو کر جنک پور پہنچے تو دھرم بیادھ سے ملے اُس نے ایسا گیان سکھایا کہ آنکھیں کھل گئیں۔ دھرم بیادھ والدین کا نہایت فرمانبردار تھا۔ وہ کوشک جی کو مکان پر لے گیا۔ اپنے ماں باپ کے درشن کرائے اور کہا کہ میرے دیوی دیوتا یہی ہیں کوشک جی بیٹھ گئے دیکھا کہ دھرم بیادھ نے اپنے ہاتھ سے والدین کو نہلایا دھلایا کھانا کھلایا کپڑے پہنائے اور اُن کے روبرو دست بستہ بیٹھ گیا والدین کا رواں رواں آشیش دیتا تھا۔ ہر لفظ میں درازی عمر اور کامیابی مقصد کی تھی دھرم بیادھ نے دست بستہ عرض کی آج کوشک جی مہاراج نے آپ کے دولت خانہ کو عزت بخشی ہے +

والدین۔ کوشک جی ڈنڈوت قبول ہو۔ آپ نے بڑی کرپا کی۔ ہمارے زہے نصیب +

کوشک جی۔ آپ یہ کہتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ میں بڑا خوش نصیب تھا جو آپ کو دیکھا۔ دھرم بیادھ کا کہاں تک شکریہ ادا کروں اُنہوں نے بڑی مہربانی کی +

والدین۔ ہم لوگ تو کسی لائق نہیں مگر آپ ایسے برہمنوں کی نظر عنایت نے لائق بیٹا دیا اُس سے جو چاہے کہہ لیجئے دھرم بیادھ کو پرمیشور لاکھوں برس کی عمر دے اس کو ہماری خدمت کے سوا جیسے کچھ اور کام ہی نہیں وہ آرام دیتا ہے کہ سُرگ کی آسائشیں نظروں سے گر گئیں +

کوشک۔ دھرم بیادھ سے آپ کے کام تو ایسے نیک خیالات ایسے پاکیزہ پھر شودر کے گھر پیدا ہونے کی کیا وجہ آپ کو تو برہمن ہونا چاہئے تھا؟

دھرم بیادھ۔ اگلے جنم میں مجھے وید پاٹھ سے لیاقت و فضیلت حاصل تھی ایشور کا دیا بھی سب کچھ تھا مال و دولت کی کمی نہ تھی ایک راجہ کی دوستانہ صحبت میں تیر اندازی بھی آگئی شکار کا شوق بھی پیدا ہو گیا جب راجہ شکار کو جاتا میں بھی ہمراہ رہتا۔ ایک روز ہرن پر نشانہ بازی ہو رہی تھی کہ میرا تیر ایک رشی کے سینے میں جا بیٹھا نشانہ بھرپور تھا۔ برہمن پھڑکنے لگا میں پہنچا تو رشی کی جان رگ رگ سے نکل رہی تھی قدم چھوئے اور معافی مانگی کہ

نادانستہ خطا ہوئی ہے۔ شست برق پر بندھی تھی تیر غلطی سے آپ کو چھید گیا +
برہمن - تیرا برہمن کے یہاں جنم اور دل شودروں کی طرح سخت - برہمن کا کام شکار کھیلنا
نہیں - شکار وہ کھیلتے ہیں جن کے دل میں ایشور کا خوف اور جاندار کا رحم نہیں +
ان الفاظ کے ختم ہوتے ہی رشی نے چولا چھوڑ دیا اور مجھ کو شودر کی جون ملی یہاں
ایشور نے باپ ماں کی خدمت سے وہ عظمت بخشی کہ کسی دولت و ثروت کی ہوس نہیں
جس پتی برتا نے آپ کو یہاں بھیجا اُس کے دل کی آنکھیں پتی برت دھرم سے کھول
دیں میری ماں باپ کی خدمتگزاری نے اُس کو آپ کے جاتے ہوئے بگلے کا حال گھر بیٹھے
کیونکر معلوم ہوگیا فقط پتی برت دھرم کی برکت سے - وہ مجھے بخوبی جانتی اور میں
اپنی روشن ضمیری سے اُس کے کمالات سے آگاہ ہوں آپ وید پڑھنے چلے تب آپ نے
والدین کی رضامندی پر نظر نہ ڈالی - آپ کی جدائی میں روتے روتے ان کی آنکھیں پھوٹ
گئیں - آپ کا وید پڑھنا بالکل مٹی میں مل گیا - اب جائیے والدین کی خدمت کیجئے جب
تک آپ یہ نہ کریں گے تب تک لیاقت و علمیت سب بیکار +

ادھیائے ۹۴

کوشک برہمن کی والدین کی خدمت میں حاضری
سوامی کارتک عرف اسکند جی کا ذکر خیر

کوشک جی دھرم بیادھ کی ہدایت کے موافق اپنے مکان پر پہنچے - اندھے
والدین کا مرجھایا کنول ہرا ہوگیا - جس وقت دھرم بیادھ کی سعادتمندیوں کے کارنامے
سُنے ان کی زبان سے بیساختہ تعریف نکلی اُس کی خوش اعتقادی اور اُس کے
ماں باپ کی خوش قسمتی نے نہال کر دیا - مارکنڈے جی نے یہ ذکر ختم کرکے اور
بہت سے تذکرے بیان فرمائے یعنی
انگرا رشی کی تپسیا - برہسپت جی کی پیدائش - انگرا رشی کی آٹھ کنیاں کی بابت
اگنی کا انگرا پر پدرانہ دست شفقت - اگنی کے فرزندوں کی سرگذشت

سپت رشیوں کی استریوں کے جوش عشق میں اگنی کی بیتابی و بے اختیاری پر جاہت کی دختر سواہا کی سپت رشیوں کی استریوں کی شکل و لباس میں اگنی سے مواصلت سورن کنڈ میں اگنی کا تخم ڈالنے سے سوام کارتک جی کا ظہور اُن کے اسکندہ نام کی شہرت چھ منہ - بارہ آنکھوں کانوں اور بازوؤں سے جسم کی زیبائش - ان کی طاقت - سپت رشیوں کا استریوں سے تعلق - دیوتاؤں کی اسکندہ سے مخالفت لوک ماتا کے ذریعے قتل کی کوشش - لوک ماتا کی اسکندہ کی خدمت میں پناہ گزینی - اندر اور اسکندہ کی جنگ و جدل - اول اندر کی شکست - اسکندہ کی فتح اور اندر کی خطا بخشی - اسکندہ کی اولاد کی ولادت - ماتاؤں کی پرستش کا رواج - اسکندہ کی دیوتاؤں کے لشکر میں عہدہ سپہ سالاری پر تقرری دیوکنیاں سے شادی وغیرہ +

ادھیائے ۹۵

دروپدی اور ستبھاماں کی گفتگو - پتی برت دھرم کے اصول کی بکار آمد ہدائتیں - مہاراج کرشن چندر کی واپسی

مارکنڈے جی کی گوہر افشانی پر ستبھاماں بھی کان لگائے ہوئے تھیں جب سلسلۂ کلام منقطع ہوا وہ دروپدی کو علیحدہ لے گئیں اور پوچھا سچ بتا تم اپنے خاوندوں کو کس منتر کے زور سے قابو میں کئے ہوئے ہو جو کہہ دو وہی کریں وہ منتر مجھے بھی بتادو تو عمر بھر احسان مانوں +

دروپدی - مہارانی جی - اس وقت آپ نے وہ بات کہی جس پر مجھے ہنسی آتی ہے آپ شتروجیت کی بیٹی - مہاراج کرشن چندر جی کی پٹ رانی - حد درجے کی عقلمند دھرم شاستر سے واقف اور ایسا بے تکا سوال - جادو ٹونے یا چھو منتر سے کہیں خاوند قابو میں ہو سکتے ہیں - اگر اُن کو ذرا بھی معلوم ہو جائے کہ ہمارے لئے تنتر منتر ہو رہے ہیں تو کیسا قابو میں آنا وہ سمجھ لیں کہ استری نہیں ناگن ہے جو کچھ چاہ

پیار مروت۔ لحاظ ہوگا۔ سب طاق پر رکھ دینگے۔ ہر وقت ڈرتے رہینگے کہ کچھ بی بی نے جادو تو نہیں کر دیا۔ اکثر عورتیں اسی بیہودہ خواہش میں مردوں کو نہ جانے کیا کیا کھلا دیتی ہیں۔ مردوں کو معلوم ہوگیا۔ تب تو سمجھ لو کہ عمر بھر کے لئے ٹوٹا پھاٹی ہوگئی۔ اگر پردہ ڈھیار ہا بھی تو قابو میں آنا کہاں ہاں ایک نہ ایک بیماری غریب خاوند کے پیچھے لگ گئی۔ ایسی ایسی حرکتیں وہ عورتیں کرتی ہیں جن میں عقل نہیں ہوتی۔ جن کو ایشور نے سمجھ دی ہے اُن کے شوہر خود بخود قابو میں آجاتے ہیں۔ اُن کو گنڈا تعویذ ٹوٹکے ٹونے کی کیا ضرورت۔ میں اس لائق کہاں کہ مجھ سے میرے خاوند خوش ہوں یہ اُن کی مہربانی ہے کہ اپنی لیاقت سے میری عزت بڑھاتے ہیں۔ میرا تنتر منتر کچھ ہے تو یہ سنئے +

سویرے جاگنا پانی گرم کرنا۔ نہلانا دھلانا۔ اپنے ہاتھ سے رسوئیں پکانا ہنسی خوشی کھانا کھلانا۔ جو تھالی میں بچے اُسے اپنے لئے نعمت سمجھنا ہر وقت خبرگیری کرنا۔ بچھونے بچھانا۔ آرام سے سُلا دینا اور آپ نیند کو بلانا۔ بس اس کو چاہے۔ جادو سمجھئے۔ چاہے ٹونا۔ باقی اور کچھ میں نہیں جانتی جو عورتیں جادو گنڈے کے پھیر میں رہتی ہیں اُن کی عاقبت خراب ہوتی ہے مجھے اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے کہ دن بھر منہ پر پانی نہ پڑنے پایا۔ خاوندوں کی خدمت سے دم مارنے کی فرصت نہ ملی جس نے بھوک پیاس نہ ماری وہ خاوند کی خدمت ہی کیا کر سکتی ہے +

ست بھاماں۔ بیشک میں مانتی ہوں کہ تمہارے برابر خاوند کی کوئی کیا خدمت کریگا۔ میں دل لگی کرتی تھی۔ ہنسی سے پوچھا کہ دیکھوں تم کیا کہتی ہو +

دروپدی۔ میں آپ کو سمجھانے کے لائق نہیں۔ آپ خود سب جانتی ہیں آپ کی خاطر بھی ہمارے مہاراج کو ہر وقت منظور رہتی ہے۔ مگر میں دو چار باتیں کہنے میں مضائقہ نہیں سمجھتی اگر آپ اُن اصولوں کے موافق مہاراج کی خدمت کریں تو سارے رنواس میں آپ ہی آپ ہوں۔ سُنئے

مہاراج کی تشریف آوری کے وقت آپ ادب سے استقبال کیا کریں پلنگوں کے ساتھ عمدہ بچھونا بچھا دیں۔ پاؤں دھو کر بٹھائیں وہ لونڈی سے کچھ کہیں تو آپ سمجھیں کہ مجھ کو حکم ہوا۔ فوراً حسب مرضی کام کر دیا کیجئے اب یہ دوم سے

جو بات جیت ہو دل میں رکھئے دوسرے کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائے جبتک وہ رنواس میں نہ رہیں تب تک پھولوں کے ہار گوندھئے۔ جب وہ آئیں تب پہنائیے کھانا کھلائیں تو نفیس اپنے ہاتھ کا پکایا ہوا۔ سوتوں کی جو بات سُنی اس کان سے اُس کان اُڑا دی گویا کچھ تھا ہی نہیں۔ بد نفس عورتوں سے میل جول کرنے سے پرہیز رکھئے پر دُشمن ہوں یا سانپ یا اور کوئی رذیل کسی کے پاس بیٹھنے کی ضرورت نہیں جب مہاراج جی تشریف لائیں۔ تب آپ عمدہ عمدہ لباس نفیس نفیس زیور پہنئے پہنائیں۔ سولہوں سنگار سے جسم نور کے سانچے میں ڈھلا ہو اگر آپ اس طرح برتاؤ کیجئے تو سب پٹ رانیاں اور رانیاں طاق پر بیٹھی رہیں اور کرشن جی مہاراج ایک آپ ہی کا دم بھریں۔ اس سے بڑھ کر ٹوٹکا ٹونا مجھے معلوم نہیں +

ست بھاماں۔ تمہاری باتیں آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ میں نے ایک ایک نصیحت گرہ میں باندھ لی۔ اب اپنے بیٹوں کا حال سنئے۔ سب آپ کی دعا سے اچھے ہیں۔ پڑھتے ہیں لکھتے ہیں کسی بات کی تکلیف نہیں۔ رکمنی جی سوبھدرا جی وغیرہ بیٹوں کی طرح پرورش کرتی ہیں۔ ہمارے مہاراج اور بلدیو جی ان کی لیاقتوں سے بہت ہی رضامند رہتے ہیں۔ استر بدیا سیکھ چکے۔ روز سوار ہوتے ہیں سیر کرتے ہیں۔ ششسر جی کی نگہبانی رہتی ہے وہ ادھر سے اُدھر قدم پڑنے نہیں دیتے +

یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ مہاراج کرشن جی راجہ جدھشٹر اور مارکنڈے رشی وغیرہ سے رخصت ہوئے ست بھاماں بھی دروپدی سے گلے ملی۔ رتھ آیا مہاراج اور مہارانی سوار ہوئے۔ گھوڑوں نے کنوتی بدلی۔ قدم اٹھے تو ہوا پیچھے رہ گئی +

ادھیائے ۹۶

راجہ دھرتراشٹ کو پانڈوؤں کی قریبی بود و باش سے اطلاع بیٹوں کی شرارتوں پر اظہار افسوس فکر اندیشہ وسواس اور دریودھن وغیرہ کی کوتہ اندیشیاں

کرشن جی کی روانگی کے بعد مارکنڈے۔ نارد اور لومس رشی بھی رخصت ہو گئے۔ پانڈو

دھوم رشی اور برہمن کام بن میں مقیم رہے۔ شغل کیا تھا؟ تپسیا کرتا۔ یا تنا بھجن۔ ہرت
روز راجہ جدھشٹر کے پاس نئے نئے برہمنوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ رشیوں کی استریاں
دروپدی کے پاس آیا جایا کرتی تھیں۔ ادھر سے پتی برت دھرم کی ثنا و صفت تھی ادھر
خاطر تواضع تکریم تعظیم۔ پانڈووں کی تیرتھ جاترا کے زمانے میں نہ جانے کتنے برہمن
آئے اور چلے گئے۔ انہیں میں سے ایک گھومتا پھرتا ہستناپور میں جا پہنچا۔ راجہ
دھرتراشٹ سے ملاقات ہوئی تو تیرتھ جاترا کے ذکر ہی میں برہمن نے پانڈووں کا
اول سے آخر تک حال سنایا۔ راجہ دھرتراشٹ کے ہوش اڑ گئے کہ پانڈووں کے
دھرم کا یہ پرتاپ۔ حسن نیت کی یہ برکت کہ جنگل میں بھی منگل۔ راجہ جدھشٹر میری آنکھ
کا تارا کس کس بات کی تعریف کروں اُس کی سی خدمت و اطاعت کوئی کیا کریگا مگر
افسوس کہ میرے نالائق بیٹوں نے اُس کے ساتھ وہ وہ بدسلوکیاں کیں کہ یاد کرتے
دل کانپ اُٹھتا ہے۔ یہ جدھشٹر ہی کی خوبیاں تھیں کہ اُس نے ہر موقع پر طرح دی ہر
معاملے کو رفت گزشت کر دیا۔ شکنی کی شرارت دوشاسن کی شیطنت دریودھن کی
بدعت سے جدھشٹر کے دل پر چاہے میل نہ ہو مگر بھیم سین کی خون بھری آنکھوں
میں وہ تصویر ہر وقت پھرتی رہتی ہوگی۔ جب بدبختوں نے دروپدی کو ننگا کرنے میں اپنی
سی کچھ اُٹھا نہ رکھی تھی۔ ہائے رے انقلاب۔ جس راجہ جدھشٹر کو مار گیر سوت بھاٹ
خواب راحت سے بیدار کرتے تھے وہ اب جنگلوں کے جانوروں کی کرخت آوازوں
سے جاگتا ہوگا۔ ارجن ویسا شہ زور راجوں کا شِرومکٹ۔ نکل و سہدیو سے خوبصورت
نوجوان بستر خاک پر سوئیں۔ افسوس جس دروپدی کو فرش گل پر پھول کی ایک ایک
پنکھڑی چبھتی تھی آج وہی گھاس پھوس پر سردی اور گرمی کی تکلیفیں اُٹھا
رہی ہے۔ ہائے میری موت کیوں نہ آگئی۔ ایسے ایسے لائق بیٹوں پر میری
ہی بدولت یہ مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹا۔ دھرماتما پانڈو سختیاں جھیلیں اور ادھرمی
دریودھن عیش کرے وہ جانتا ہے کہ پانڈو برباد ہو گئے زندہ بھی ہوں تو سر اُٹھانے
کا دم کہاں۔ یہ خبر نہیں کہ اس کی موت کلسی کے اندر اندر آگ سلگا رہی ہے
لگی پڑا اور شعلہ بھڑکا۔ بھاڑ کو چنوں کے بھوننے میں دیر ہوتی ہے بھیم سین
اور ارجن کے غصے کی آگ کوروؤں کو آناً فاناً میں خاک کر ڈالے گی۔

ارجن اندر سے شستر و دیا سیکھ آیا دیوتاؤں کے ہتھیار ڈھیر ہو گئے اب انسان کیا دیوتاؤں کی بھی اُس سے پیش نہیں جا سکتی۔ حالانکہ یہ طاقتیں حاصل ہیں مگر واہ رے پانڈوؤں کی بُردباری۔ تحمل قوت برداشت۔ صحرا نوردی کی زحمتیں۔ جلاوطنی کی مصیبتیں گوارا اور دھرم سے پھرنا قطعی نامنظور۔ شاباش ہے پانچوں بھائیو یہ تمہارا ہی کلیجہ تمہارا ہی دم ہے دوسرے میں یہ ہمت کہاں؟

یہاں راجہ دھرتراشٹ اس طرح افسوس میں تھا وہاں شکنی وغیرہ کی چنڈال چوکڑی میں خوشی منائی جا رہی تھی کہ پانڈوؤں کی اچھی طرح گت مکت ہو گئی۔ اب اُن میں دم ہی کیا رہ گیا۔ رائے قرار پائی کہ ہرے کیئے کام بن میں آئے ہیں۔ شائد سر اُبھاریں سلئے ذرا اپنی ٹیپ ٹاپ دکھا کر ابھی سے آنکھیں کھول رکھنا چاہیئے ؛

ادھیائے ۹۷

پانڈوؤں کو شاہی طاقت دکھانے کے لئے دریودھن وغیرہ کی منصوبہ بندی۔ راجہ دھرتراشٹ کو سبز باغ کی نمائش اجازت شکار کی درخواست۔ حیلہ و حجت کے بعد منظوری

دریودھن وغیرہ کی ٹولی جمع ہوئی۔ پانڈوؤں کو شان و شوکت دکھانے کا منصوبہ تو ہو ہی چکا تھا اب کسر یہ رہ گئی کہ راجہ دھرتراشٹ سے کیا بہانہ کریں شکنی بولا کل صبح ہم سب مہاراج کی خدمت میں جائیں ملی بھگت رہے جو میں کہوں اُسی پر سب اتفاق کریں میں کہونگا۔ کہ مہاراج گائیں تکلیف میں ہیں رہنے کی جگہ ٹھیک نہیں حکم ہو تو گھوسیوں کے گاؤں ہیں ان کے رہنے کی ٹھیک ٹھور کی جائے۔ گھوسیوں کے مواضعات کی دیکھ بھال ہو۔ ان کی پڑتال برسوں سے نہیں ہوئی۔ اچھے اچھے بچھڑوں پر بھی نشان لگانے کی ضرورت ہے۔ آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں ؛

کرن - شکنی جی - واقعی آپ کا خیال بہت دور تک پہنچتا ہے اور کسی کو بھلا
ایسی حکمت عملیاں کبھی سوجھ سکتی ہیں ÷
دریودھن نے بھی منطقہ پسند کیا اور سویرے سویرے ایک تھیلے کھیتے
بیٹے دھرتراشٹ کی خدمت میں جا پہنچے کوئی ذرا پہلے کوئی ذرا پیچھے۔ جس میں معلوم
ہو کہ آپس میں سانٹھ گانٹھ ہے۔ شکنی نے عرض کی
مہاراج - کاروبار بیس تنہ ہی بغیر کام نہیں چلتا۔ راجہ دریودھن ذرا سیر گرمی
چاہتے ہیں۔ چنانچہ اُن کی تجویز ہے کہ ایک پنتھ دو کاج ۔ گھوسیوں کے مواضعات
کی گنتی بھی کرا لیں۔ گایوں بچھڑوں کی دیکھ بھال بھی ہو جائے اور دویت بن میں
شکار سے طبیعت بھی بہلی رہے ÷
کرن - بیشک مواضعات کے شمار کی ضرورت ہے۔ اہلکاروں سے مرضی موافق
مطلب نہ ہوگا۔ راجہ دریودھن عزم رکھتے ہیں تو بہت مناسب راجوں کا فرض
ہی یہ ہے کہ وہ آنکھ بھی رکھیں صرف کانوں سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا ÷
راجہ دھرتراشٹ - میں منع نہیں کرتا۔ مگر خیال صرف یہ ہے کہ راجہ جدھشٹر وہیں
کہیں قیام پذیر ہیں۔ تم لوگوں کے اس وقت جانے سے مجھے ڈر ہے کہ کچھ اور کا
اور نہ ہو جائے۔ تم سوچو کہ ایسا موقع پھر نہ ملیگا۔ پانڈو بنا ہی کیا لینگے۔ جد فیصلہ ہی
کر دو۔ یہ نہ سہی تمہارے ساتھیوں سے اُن کو کچھ آزار ہی پہنچے تو بھی اچھا نہیں اُن
کے کسی نوکر چاکر ہی سے کوئی سوار پیادہ چھیڑ چھاڑ کر بیٹھے تب بھی نا زیبا ہے فوراً
بارہ برس کی دبی ہوئی آگ ایک دم سے بھڑک اُٹھیگی۔ گویا کسی تے شراب کے
قرابے انڈیل دئے اپنے کو دو باہیاں نہ سمجھنا۔ پانڈو اب وہ نہیں رہے جو پہلے
تھے اُن کی طاقتیں دیوتاؤں کی بدولت کچھ سے کچھ ہو گئیں ہیں ۔ ارجن کی بہادری
جانتے ہو۔ جس نے صرف اپنے ہاتھ پیروں سے دنیا کے تاجداروں مطیع کر لئے
تھے۔ اب تو اس کے پاس دیوتاؤں کے ہتھیاروں کا انبار لگ گیا ہے۔ ایک
استرے جس لشکر کو چاہے کاٹ کے ڈال دے۔ اُدھر بھیم سین معلوم ہی ہے کہ کون
ہے بارہ برس میں نہ جانے کتنے زبردست راچھس مار کے اُڑا دئے ہیں دریودھن
کو کبھی اجازت نہ دونگا کہ خود جائے وہاں کسی معتبر اہلکار کا جانا ضروری ہے

اور کسی کے جانے میں کچھ ہرج نہیں ✦

کرن۔ مہاراج کا یہ خیال ہی خیال ہے راجہ دریودھن کی یہ مجال ہے کہ اشارے کے بغیر تنکا بھی ہلائیں پانڈو جہاں رہیں خوش رہیں ہم لوگوں کو اُن سے ملنے جلنے کی ضرورت۔ اُن کی بے عزتی کرنے سے ہمیں مل ہی کیا جائیگا ✦

شکنی۔ اور مانا کہ اتفاق سے سامنا ہو جائے تو راجہ جدھشٹر کے دل میں کبھی بدی کا خیال جگہ نہ پائیگا۔ اُن کو رشک اور حسد سے لگاؤ ہی نہیں وہ قول کے پابند ہیں جو ہزار آدمیوں کے سامنے کہہ چکے ہیں اُسی کا نباہ کرینگے۔ ادھر ہم لوگوں کا بھی دل صاف ہے پھر لڑائی جھگڑے کا اندیشہ کیسا۔ دوسرے ہمیں خوکیا پڑی ہے کہ کسی غریب کو چھیڑیں یا ستائیں۔ اگر دیکھینگے کہ پانڈو پورب میں ہیں تو ہم پچھم کی طرف آنکھیں کر لیتے چلے فراغت شد ✦

دریودھن۔ پتاجی آپ میری طرف سے ہر طرح مطمئن رہیں کوئی خطا ہو تو چور کا حال وہ میرا۔ آپ اجازت دے دیں۔ انتظام کی ضرورت ہے ✦

راجہ دھرتراشٹ۔ اچھا جاؤ۔ مگر خوب یاد رکھنا کہ میرے بھتیجوں کی ذرا بھی دلآزاری نہ ہو اُن کا کتا بھی بھونکے تو تم نے دتکارنا نہیں۔ چپکارکے پیچھے ہٹ آنا اگر مجھے معلوم ہوا کہ تم نے کچھ اشارتاً یا کنایتہً بھی شرارت کی تو سمجھ لینا کہیں دنیا میں نہیں لیجیے میں خنجر مار کر جا دونگا

کرن وغیرہ قدمبوس ہوئے اور اچھلتے کودتے بغلیں بجاتے دریودھن کے ساتھ اُس کی نشستگاہ میں آئے اُسی وقت حکم ہو گیا کہ فوجیں آراستہ ہوں جو لبہ شاہی عازم سفر ہے

ادھیائے ۹۸

دویت بن میں دریودھن اور گندھربوں کا مقابلہ۔ کوروں کی قطعی شکست۔ دریودھن اور مستورات کی گرفتاری پانڈوؤں کا جوش خون۔ گندھربوں سے جنگ و جدل۔ راجہ جدھشٹر کی

بدولت سب کی رہائی

دریودھن کرن وشکنی لاؤ لشکر کے ساتھ چلے دل میں پانڈووں کی طرف سے بُغض تھا۔ ظاہر میں شکار کا بہانہ۔ گھوسیوں کے مواضعات کو گئے بچھڑے پسند کئے شیر و پلنگ وغیرہ کے شکار سے فراغت پا کر دویت بن میں ناچ رنگ کی ٹھہرائی۔ خوب جلسے ہوئے۔ سیر تماشے کے سوا اور کچھ کام ہی نہ تھا جب ان رنگ رلیوں سے جی بھر گیا تو حکم ہوا کہ تالاب کے ادھر اُدھر کی ساری زمین صاف کی جائے طرح طرح کے کھیل تماشے ہونگے۔ کارپردازان شاہی کو اشارہ کی دیر تھی۔ سب تالاب پر پہنچے اور انتظام کرنے لگے۔ اتفاق کی بات گندھربوں کے راجہ چترسین نے بھی تفریحی دلچسپیوں کے لئے یہ مقام منتخب کیا تھا اور گندھرب صفائی صحرا میں مشغول تھے۔ اُنہوں نے ہستناپوری والوں سے کہا۔ یہاں تمہارا کام نہیں بھاگ جاؤ۔ پھر کہیں ادھر نہ آنا +

دریودھن کے اہلکار اپنا سامنہ لئے دریودھن کے پاس آئے۔ اور ساری کیفیت گوش گزار کی +

دریودھن شراب خوری سے مست تھا بولا کہ

جاؤ کہہ دو کہ اندر بھی یہاں قدم رکھنا چاہے تو اُس کی مجال نہیں۔ تمہاری کیا بساط کہ دم بھر ٹھہر سکو۔ کیا دریودھن کو نہیں جانتے کیا کرن کا نام نہیں سُنا اہلکاروں نے حرف بحرف گندھربوں کو سنا دیا اُنہوں نے کہا

دریودھن کیا چیز ہے اور کرن کیا مال جاؤ کہہ دو سیدھا گھر لوٹ جاوے سورگ کے باشندوں سے یہ بے ادبی +

اہلکاروں نے گندھربوں کی ڈانٹ ڈپٹ سنائی تو دریودھن غصے سے لال ہو گیا۔ فوراً فوج روانہ کی کہ گندھربوں کو مار کے اڑا دے جو ہیں مڈبھیڑ ہوئی۔ گندھربوں نے وہ بودھی مار ماری کہ ہزاروں بہادر خاک وخون میں مل گئے لاش پر لاش گرتے دیکھ کر کرن رتھ پر سوار ہوا۔ دریودھن اور سب کورو ساتھ لئے شیر کی طرح گرجتا ہوا میدان میں آ ڈٹا۔ اور ہزاروں گندھرب زمین پر سلا دئے راجہ چترسین کو سخت

غصہ آیا ایک منتر پڑھتے ہی ساری فوج کو اس طرح بیہوش کر دیا گویا سانپ سونگھ گیا ہے۔ اب گندھربوں کا زغہ ہُوا۔ ایسے تیر برسائے کہ کرن اور کورو چھپ گئے گھوڑوں کو موت نے چٹ کیا۔ رتھ ٹوٹ پھوٹ کے رہ گئے۔ کرن کا رتھ چکنا چور ہُوا تو بکرن کے رتھ پر چڑھ کر وہاں سے نو دو گیارہ ہو گیا کورو گندھربوں کے پنجے میں گرفتار ہوئے۔ دریودھن بیہوش تھا۔ اس کی بھی مشکیں کسی گئیں گیہوں کے ساتھ گھن بھی پسا۔ دریودھن کی رانیوں کو بھی اسیری کا مزہ چکھنا پڑا کوروں کے بچے کھچے وزیر اور سرداران دولا وران لشکر دوہائی کھینچتے راجہ جدھشٹر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی

جہاں پناہ غضب ہو گیا۔ راجہ چتر سین نے آپ کے بھائیوں کو گرفتار کر لیا۔ آپ کی بھاوجیں بھی گندھربوں کے پنجے میں پھنس گئیں۔ آبرو کا معاملہ ہے۔ خاندان کی ناک رکھئے +

راجہ جدھشٹر ان دنوں یگیہ میں مصروف تھے اس وقت وہ پوجا کر رہے تھے۔ بھیم سین بولا کہ خوب ہُوا۔ نالائقوں کی سزا یہی ہے۔ بچہ چلے تھے ہم کو ستانے اب ذرا کچھ دنوں سینکیں +

راجہ جدھشٹر۔ بھیم سین۔ ہیں تمہارا یہ خیال۔ دریودھن لاکھ دشمنی کرے پھر بھائی ہی ہے۔ بھائی کی مدد کرنا تمہارا فرض ہے ذرا سوچو تو دریودھن کی عورتوں کا تعلق تمہارے خاندان سے ہے کہ نہیں۔ خاندان کی عورتیں پرائے ہاتھ میں چلی جائیں کیسی شرم کی بات ہے۔ میں مجبور ہوں یگیہ ادھورا نہیں چھوڑ سکتا۔ نہیں تو خود جاتا اب تمہیں لازم ہے کہ بھائیوں کی مدد کرو۔ ارجن نکل۔ سہدیو کو بھی ساتھ لے لو +

حکم ہوتے ہی پانڈوؤں کے رتھبانوں نے کوروں کے خالی رتھ جوتے اور چاروں بھائی سوار ہو کر گندھربوں کے تعاقب میں چلے۔ سامنا ہوتے ہی انہوں نے مدھر بان سے پیش قدمی کی۔ گندھرب بھی ہتھیار لے کر مقابل ہوئے۔ ارجن نے باآواز بلند کہا:۔

گندھرب سُرگ کے باشندے اور وہ پرائی عورتوں کی بیحرمتی کا خیال نہ کر کے یوں پکڑ لے جائیں تعجب ہے۔ ایسی حرکت تو انسان بھی ناپسند کرتے ہیں ہم لوگ

اپنے بھائیوں کو چھڑانے آئے ہیں - بہتر ہے کہ آپ مہربانی کرکے آزاد کردیں ❖

گندھرب - ہمیں چھوڑنے کا اختیار نہیں - ہم کو راجہ اندر کا حکم ہے کہ پکڑ لاؤ نالائق کو یہ پانڈوؤں کا دشمن ہے - دویت بن میں بھی تنگ کرنے آپہنچا ❖

ارجن - بہتر تو یہی ہے کہ میرے کہنے سے چھوڑدو اگر منظور ہے تو

ہمیں میدان ہمیں چوگاں ہمیں گوے

ہم بھائیوں کو چھڑائے بغیر تمہیں یہاں سے ہلنے نہ دینگے ❖

گندھربوں نے ارجن کی کچھ نہ سُنی - ارجن نے گانڈیو دھنش ہاتھ میں لیا اور تیروں سے سر اُڑانا کلیجے چھیدنا شروع کئے - گندھرب بھی خوب منہ جوڑ لڑتے توڑ کر مقابلہ کیا مگر گانڈیو دھنش کے تیروں نے ایسا بزن بولا کہ ہزاروں گندھرب بھی ڈھیر ہوگئے - راجہ چترسین گھبرا کر اُڑا فوج بھی ساتھ ہی مائل پرواز ہوئی لیکن بے سود - ارجن نے ایسے تیر پر تیر مارے کہ آکاش کا راستہ بند ہوگیا - اب چترسین جائے تو کدھر جائے - نہ راہ رفتن نہ جائے ماندن - آخر ارجن سے بولا کہ سُرگ کی باتیں اتنی جلد ہی بھلا دیں کچھ یاد ہے کہ تمہارے دوست کون کون تھے مجھے بھی پہچانا کہ کون ہوں - واہ - دوستوں ہی سے لڑائی ٹھٹھیرے بدلائی ❖

یہ آواز سُنتے ہی ارجن نے منتروں کے زور سے سارے تیر واپس بلا لئے دم بھر میں بدلی چھٹ گئی مطلع صاف ہوگیا - چاروں بھائی رتھ پر سے اُتر پڑے پہلے ارجن پھر بھیم سین نکل و سہدیو چترسین سے بغلگیر ہوئے - راجہ چترسین بولا راجہ اندر کو دریودھن کی نیت فاسد کی خبر لگی تو ہم لوگوں کو حکم ہوا کہ جاؤ گرفتار کر لاؤ یہ پانڈوؤں کی ایذا رسانی کے لئے بن میں لاؤ لشکر کے ساتھ آیا ہے ہم لوگوں نے حکم کی تعمیل کی ہے تم اسے بھائی کہتے ہو یہ بھائی ہے یا تمہارا جانی دشمن - اس کو چھڑاتے ہو یا اُس سانپ کو دودھ پلاتے ہو - جس کے کاٹے کا منتر نہیں ❖

ارجن - ہم لوگ بھی برادر معظم راجہ جدھشٹر کے حکم سے آئے ہیں بھائیوں کو نہ چھڑائیں تو دنیا کیا کہیگی ہم لوگ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہینگے ❖

راجہ چترسین - راجہ جدھشٹر کو کیا خبر کہ دریودھن کی نیت کیا ہے - وہ کہاں ہیں میں اُن کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے بھائی کے ساتھ سلوک کرنا اپنے

پاؤں میں اپنے ہاتھ سے کلہاڑی مارنا ہے +

سب لوگ راجہ جدھشٹر کی خدمت میں پہنچے +

بڑے تپاک سے مزاج پُرسی وغیرہ کے بعد راجہ چترسین نے کہا آپ کیا غضب کرتے ہیں۔ ایسے دشمن کو چھوڑنے سے آپ کیوں اپنے سر کی گئی ہوئی بلا کو پھر بلاتے ہیں۔ راجہ اندر کا حکم ہے کہ باندھ لاؤ ادھرمی کو +

راجہ جدھشٹر۔ دیویندر کا کس زبان سے شکریہ ادا کروں اُن کو ہم لوگوں سے واقعی شفقت پدری ہے ورنہ یوں کوئی کسی کا خیال کب رکھ سکتا ہے آپ کا کہنا بھی بہت درست مگر ذرا غور کیجئے۔ ہم لوگوں کی موجودگی میں دریودھن وغیرہ یوں گرفتار ہوگئے تو سخت روسیاہی کی بات ہے جتنے منہ اتنی ہی باتیں ہونگی اُنگلیاں اُٹھینگی کہ دیکھئے یہی پانڈو ہیں جنہوں نے دشمنی کے مارے خاندان بھر کی ناک کٹنا گوارا کی اور بھائی بھاوجوں کو قید مصیبت سے نہ بچایا آپ میرے بھائیوں اور مستورات کو آزاد کر دیں میں آپ کا ازحد ممنون ہوگا اگر یہ لوگ حیادار ہونگے تب تو گریبان میں سر ڈالینگے کبھی آنکھ سامنے نہ کرینگے۔ بالفرض کتے کی دُم ٹیڑھی رہی راہ راست پر نہ آئے تو دیکھ لیا جائے گا۔ ایک تو راجہ اندر کا اقبال ہی کافی ہے۔ دوسرے ہمارے ہاتھ پاؤں کی تھوڑی جان نمٹ لیگی +

راجہ چترسین نے "خیر جو مرضی کہکر قیدیوں کو سامنے بلایا۔ گندھربوں سے کہا راجہ جدھشٹر حکم دیتے ہیں کہ سب کو چھوڑدو +

دریودھن جس وقت سامنے آیا آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے راجہ جدھشٹر کو دیکھتے ہی ڈنڈوت کے لئے جھکا اور گردن جھکالی۔ دریودھن کی رانیاں پاؤں چھوکر بولیں :-

آج آپ کی بدولت جان بچی۔ ایشور آپ کا سایہ ہمیشہ ہم لوگوں کے سر پر قائم رکھے +

راجہ چترسین پانڈوؤں سے رخصت ہُوا۔ اندر کے حکم سے امرت کی جھڑی لگی۔ مُردہ گندھرب جی اُٹھے اور اندرلوک کو چل دیئے۔ دریودھن کی خاک پر سوئی ہوئی

فوج بھی لوٹ پوٹ کے اُٹھ بیٹھی - ہر طرف راجہ جدھشٹر کی جے جے کار ہونے لگی - جو آیا راجہ جدھشٹر کے قدم چھوتا جان و مال کو دعائیں دیتا اور نیکیوں کو سراہتا ہوا +

دریودھن کی رانیوں نے درویدی کے پاؤں لاگے - شکریہ ادا کیا کہ آپ کے پُن پرتاپ سے آج عزت بچ گئی - کوئی کمبخت دن ہوتا ہو گا جب آپ کی یاد میں دو چار آنسو نہ ڈال لیتی ہوں وہ رات منحوس ہے جس میں آپ کا دھیان کلیجہ نہ کلپاتا ہو مگر کیا کریں کیسے مردوں کے دل میں اپنا دل ڈال دیں ایشور کرے آپ جلد راج پاٹ کا سکھ بھوگیں - ہماری اُجڑی نگری پھر بسے +

دریودھن بڑے ادب سے سر نیچا کئے ہوئے راجہ جدھشٹر کے پاس بیٹھا تھا راجہ جدھشٹر نے کہا

اتنے دنوں کے بعد تمہارا دیدار ملنے سے طبیعت بڑی خوش ہوئی - پیارے بھائی دنیا چند روزہ ہے - زندگی کو ثبات نہیں - یہاں اگر قیام ہے تو صرف نیکی یا نیکنامی کو - انسان کے ہاتھ پاؤں کیسے ہوتے تازہ ہوں دم بھر میں بیکار - پہاڑ سا ہاتھی بھی مٹھی دو مٹھی خاک بن جاتا ہے - اس لئے اب دل صاف کرو - کدورت سے کچھ نتیجہ نہیں - اتفاق بڑی چیز ہے +

دریودھن کے منہ سے بات نہ نکلی وہ آنکھیں نیچی کئے ہاتھ جوڑے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا - ہچکی بندھ گئی - راجہ جدھشٹر نے بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا گلے لگا کر بولے :

ہیں ہیں روتے کیوں ہو رونے کی وجہ یہ نہ سمجھنا کہ میں نے تم کو چھوڑا کر احسان کیا نہیں نہیں میں نے اپنا فرض ادا کیا اب جو تمہارا فرض ہو وہ کرنا اچھا اب جاؤ سب بڑوں چھوٹوں کو میری طرف سے پوچھ دینا +

یہ کہکر راجہ جدھشٹر نے سب کو رخصت کیا - وہ ہستناپور کیطرف روانہ ہوئے

ادھیاے ۹۹

کوروؤں کی احسان فراموشی - پانڈوؤں سے بغض و حسد - دریودھن کی مایوسیاں - راچھسوں کی ہمت افزائی بھیشم پتامہ کی طعنہ زنی - کرن وغیرہ کا جوش - یگیہ کی تجویز فتح عالمگیر کا ارادہ

دریودھن کے ساتھ پانڈوؤں نے جو سلوک کیا تھا وہ کبھی فراموش ہونیکے لائق نہ تھا مگر نہیں زمانہ اُلٹا ہے اس میں نیکی کا بدلہ بدی ملتا ہے کوروؤں کو احسانمندی کے عوض اور جلن پیدا ہوئی۔ شرمندگی تھی کہ دشمنوں کے ہاتھ سے رہائی۔ اس سے تو قید مصیبت ہی اچھی تھی۔ دریودھن کا خون کبھی اونٹتا تھا کبھی خفت و ندامت سے چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا تقریباً چار کوس زمین ناپی ہوگی کہ قدم نہ اُٹھ سکے۔ دریائے گنگا کے ساحل پر اُتر پڑا۔ فوجوں نے بھی وہیں پڑاؤ ڈال دیا اور دریودھن قدرتی سبزہ زار اور گنگا جی کے صاف شفاف پانی کی موجوں سے دل بہلا رہا تھا کہ کرن رتھ دوڑاتا ہُوا آیا آتے ہی کہا

فتح مبارک زور بازو پر آفرین۔ آپ آپ ہی ہیں کیوں نہ ہو۔ آپنے سب گندھربوں کو مار بھگایا۔ اقبال اسے کہتے ہیں۔ افسوس میں آپکے جوہر دلاوری نہ دیکھ سکا۔ فوج کے بیہوش ہوتے ہی میرے قدم اُکھڑے میدان میں نہ ٹھہر سکا۔ بکرن کا رتھ روکے سے نہ رُکا گھوڑے نہ سنبھلے لے بھاگے۔ جب دیکھا کہ میدان صاف ہوگیا میں آپ کو ڈھونڈتا یہاں آپہنچا سب فوج صحیح و سلامت ملی کسی کا رویاں تک میلا نہ ہُوا یہ نمایاں فتح واقعی آپ ہی کا حصہ تھی کہانتک تعریف کی جائے +

دریودھن - اے کرن تم فتحمندی کی مبارکباد دیتے ہو۔ یہاں قسمت کو روتے روتے آنکھیں سوج گئیں آج ہم لوگ مرتے مرتے بچے۔ ذلت کی بات اُٹھا نہ رہی گندھربوں نے ہم سب کی مشکیں کس لیں انہوں کو پھر گرفتار کر کے لے چلے

تھے مگر بھلا ہو پانڈوؤں کا جن کی بدولت جان بھی بچی اور آبرو بھی رہ گئی +

کرن - پانڈوؤں میں کیا دم تھا کہ وہ آپ کو چھڑاتے واہ - باتیں نہ بنایئے +

دریودھن - نہیں تمہاری قسم پانڈوؤں ہی نے بچالیا نہیں تو قید مصیبت ہوتی اور میں - رانیاں ہوتیں اور بے عزتی - راجہ جدھشٹر کی نیک نیتی کا کیا کہنا واہ واہ کیا نیک دل آدمی ہے - اس کو جیوں ہی خبر ملی بھائیوں کو بھیجا کہ ہم لوگوں کو چھڑا لائیں - سب بھائی دوڑ پڑے ارجن نے ایسے تیر برسائے کہ ہزاروں دم بھر میں چٹ پٹ ہو گئے - راجہ چترسین آکاش کو چلا تو تیروں کا چھپر چھاکر راستہ بند کر دیا - چترسین اُلٹے پیروں لوٹا سُرگ کی دوستی کا ذکر کرنے پر بلا ٹالی - راجہ جدھشٹر نے کہہ سُنکر ہم کو رہائی دلوائی - واقعی اگر پانڈو مدد نہ ہوتے تو آج لُٹیا ڈوب گئی تھی ارجن کے کمال دیکھ کر میرے تو ہوش جاتے رہے منتروں کی وہ تاثیر کہ تیروں سے گندھربوں کو گویا قلعہ بند کر دیا اور جانے کی راہ نہ رکھی - ساری فوج مردہ پڑی تھی - گندھرب بھی زمین پر سو رہے تھے میرے دیکھتے دیکھتے اندر نے امرت برسایا تو سب کے سب اُٹھ بیٹھے - افسوس دشمنوں نے ہماری جان بچائی - یہ کلنک کا ٹیکا کس طرح مٹیگا - دنیا کو کیونکر منہ دکھاؤنگا - اس سبکی سے موت بہتر - میں بے حیائی کی زندگی پسند نہیں کرتا +

کرن - یہ واہیات خیال کیسا - نامرد خودکشی کرتے ہیں - مردوں کے لئے فتح بھی شکست بھی ہے

گرتے ہیں شہسوار ہی میدان جنگ میں
وہ طفل کیا گریگا جو گھٹنوں کے بل چلے

رہی پانڈوؤں کی بدولت رہائی تو اس میں کون ہتک کی بات ہے جہاں کوئی نہیں ہوتے وہاں کیا سویرا نہیں ہوتا - اگر پانڈو مدد نہ کرتے تو کیا گندھرب ایسے ہی دوباہیاں تھے کہ ہمیں چپ چھپاتے لے جاتے اور ہم سب کان دبائے چلے جاتے راجہ صاحب خون کی ندیاں تو بہہ جاتیں - اندر آسن تک ہلا دیا جاتا میں آخر وہاں سے کھسک ہی کیوں آیا تھا صرف اسی لئے کہ ذرا پانڈوؤں کی طاقت دیکھ لوں پھر اپنا ہنر دکھاؤں اور گندھربوں کے رُخ ڈھیلے کروں +

دریودھن۔ کچھ بدنامی اچھی طرح ہوگئی ہیں کسی کے سامنے آنکھ اُٹھانے کے قابل نہیں رہا دوشاسن کو گلے لگا کر) بھائی لو۔ راج تمہیں مبارک۔ باپ ماں اور بھائی بند تمہارے سپرد۔ میں نے یہاں سے ہٹنے کی قسم کھائی۔ تپ کرونگا اور یہیں کی مٹی میں مل جاؤنگا ✦

دوشاسن کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے قدم پکڑ کر بولا ✦

یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ آپ جنگل میں رہیں میں راج کروں۔ بات ہی کیا ہے کونسی بدنامی ہوگئی۔ آفتاب پر کون خاک ڈال سکتا ہے۔ آسمان پر تھوکنے والے کا تھوک اُسی کے منہ پر پڑیگا۔ آپ جیسیں دنیا کو طنطنہ عالم پناہی دکھائیں کون جانے گا کہ جنگل میں مور ناچا۔ نکھیا میں گرا پھوٹا ✦

کرن اور دوشاسن دونو لاکھ فہمائش کرتے رہے مگر دریودھن اپنی ہٹ پر اڑا تھا ایک نہ مانتا تھا جان دیدینے ہی کی سمائی تھی راج سے قطعی انکار تھا ✦

اتفاق کی بات پاتال کے راچھس ٹکیہ کر رہے تھے۔ غرض یہ تھی کہ دیوتاؤں پر کسی طرح فتح حاصل ہو۔ عین اسی وقت وید منتر کی تاثیر سے ایک کرتیا اگن ہون کنڈ سے برآمد ہوئی۔ راچھسوں نے درخواست کی کہ

ذرا دریودھن کو تو لے آنا ✦

کرتیا اگن اُڑی جنگل میں آئی اور دریودھن کو اُڑا لے گئی۔ سب راچھس سر ہوگئے کہ واہ کیسے بہادر کیسے جری اور پھر یہ عورتوں کے سے خیال تمہیں اپنی طاقتیں معلوم ہی نہیں اسی سے ڈرتے ہو ورنہ تمہیں کون مار سکتا ہے جسم کا بالائی حصہ فولادی ہے۔ اس پر لاکھ بجر بھی ٹوٹیں تو اثر نہ ہو نیچے کا حصہ معمولی ہے تو کیا پھر بہت کچھ ہے اودھر بڑے بڑے راچھسوں نے تمہاری مدد کے لئے اوتار لیا ہے۔ بڑے بڑے راج سنبھالے ہوئے ہیں۔ لشکروں کے دل بادل جب چاہو چھا جائیں۔ تم ذرا سے ارجن سے ڈر گئے وہ چیز ہی کیا ہے گندھرب کو دبا لیا ہوگا۔ تم سے سامنا ہو تو ابھی چھٹی کا دودھ یاد کرا دیں۔ تم مزے سے ہستناپور جاؤ چین سے رہو ہم لوگ ہیں۔ پانڈوؤں کو صفحۂ دنیا پر سے مٹا کر دم لینگے۔ روئے زمین پر تمہارے سوا اور کسی کی ڈونڈی

نہ پٹ سکیگی +

دریودھن یا تو ہمت ہارے ہوئے تھا یا راچھسوں کے بڑھاوں سے اُس کے جسم میں پھر تازہ خون دوڑنے لگا۔ راچھس خوش ہو گئے اور بس مار لیا۔ دریودھن کے نیچے ہوئے دل میں جان آگئی۔ انہوں نے کرتیا سے کہا کہ بس کام ہو چکا دریودھن کو پہنچا آؤ۔ اور دریودھن سے تاکید کر دی کہ خبردار یہ باتیں کسی کے سامنے زبان پر نہ آنے پائیں رازداری ضروری ہے +

کرتیا اگنی دریودھن کو پہنچا کر چل دی۔ رفیق لوگ بدستور بڑھاوے دیتے ہیں۔ رات آنکھوں میں کاٹ کر وہاں سے کوچ ہوا۔ ہستنا پور میں پہنچے تو بھیشم پتامہ جی سے سامنا ہوا وہ ہنسے اور کہا

کہو برخوردار کیسی گزری۔ کیوں میں کیا کہتا تھا۔ دیکھ لیا دویت بن جانے کا مزہ۔ کرن رتھبان کا چھوکرا اور پنچ نیچ کیا جانے۔ دھاوا پانڈووں کو نیچ سمجھے۔ دیکھا پانڈووں کے دھرم اور نیک نیتی کو۔ افسوس پھر بھی تم کو شرم نہیں آتی۔ دشمنی کا خیال نہیں چھوڑتے +

دریودھن نے جواب کچھ نہ دیا مگر بے عزتی کی ہنسی سے بات ٹال کر چل دیا۔ کرن بولا:۔

بھیشم پتامہ کی باتیں آپ نے سُنیں۔ یہ بڑھا جب بولتا ہے تب او کھی دل میں آتا ہے کہ ایک دفعہ اپنی قوت دکھا کر اس کی آنکھیں کھول دوں۔ یہ ہم لوگوں کو کبھی نظر میں نہیں لاتا۔ پانڈووں ہی کی تریج کیا کرتا ہے۔ کسی روز مہاراجہ دھرتراشٹ حکم میں آگئے تو دنیا فتح کرنے کا بیڑا اُٹھا لونگا اور سب کو دکھا دونگا کہ کرن میں کیسا دم ہے +

دریودھن۔ بیشک بدنامی کا داغ مٹانے کے لئے کوئی تدبیر ضرور ہونا چاہئے پانڈووں کا سر دبائے رکھنا بڑا مقدم ہے آپ سب لوگ کچھ رائے ضرور دیں +

کرن۔ بس صلاح وقت یہی ہے کہ دنیا بھر میں فتح کا جھنڈا گاڑ دیا جائے +

شکنی۔ بہت درست۔ میری بھی رائے ہے کہ یگیہ کیا جاوے +

دریودھن۔ منظور۔ منظور۔ منظور +

ادھیاے ۱۰۰

راجہ کرن کی دنیا فتح کرنے کے لئے روانگی۔ چار دانگ عالم کے تاجداروں پر فتحیابی ہستناپور میں خوشیاں

دریودھن مہاراجہ دھرتراشٹ کا پابوس ہوا۔ درخواست کی کہ مہاراج راجسویہ یگیہ کی اجازت ہو۔ آپ کا پرتاپ جرأت دلاتا ہے کہ روے زمین پر ہم علم جہانگیری بلند کریں کرن مگیجے کے واسطے کمربستہ ہے وہ اپنی طاقتوں سے تاجداران عالم کو مطیع کریگا۔ راجہ دھرتراشٹ۔ تمہاری ہمت پر آفرین۔ مگر جو کام کرنا سوچ سمجھ کر۔ اگر راجسویہ یگیہ کی ہوس ہے تو نیک کام کو کون روک سکتا ہے +

اجازت مل گئی۔ دریودھن نے فوج ظفر موج کرن کے ہمراہ کی اور کرن بزرگوں کی دعاؤں اور برہمنوں کے اشیرباد کی رہنمائی سے دگمیجے کے واسطے منزل مقصود طے کرنے لگا۔ شمال میں پہاڑی راجوں نے گردن اطاعت خم کی۔ مشرق کے فرمانروا مطیع ہو گئے۔ جنوب میں راجہ رُکم سے محاربہ پیش آیا مگر پھر صلح ہو گئی۔ کرن نے پیغام دیا۔ تخت و تاج ملک و حکومت سے کچھ سروکار نہیں۔ صرف قول پورا کرنے سے مطلب ہے۔ اُتر پورب کے راجاؤں نے اطاعت قبول کی بس خاموش چلا آیا کسی کی دلآزاری نہ کی۔ آپ بھی اظہار موافقت کریں تو نکسیر نہ پھوٹے۔ راجہ رُکم کرن کی طاقتوں کا قائل تھا اُس نے تحفہ تحائف اور مال و دولت دیکر سر سے بلا ٹالی۔ یہاں سے کرن نے مغرب کی طرف رُخ کیا۔ وہاں کے حکمرانوں نے بھی سرتابی نہ کی پیشکش اور نذرانوں سے دردسر کا علاج کر دیا۔ چاروں اطراف عالم سے جو کچھ دولت حاصل ہوئی بیشمار تھی کرن فتح کا پھریرا اُڑاتا ہُوا بڑے تزک و احتشام سے ہستناپور میں وارد ہُوا کوروں نے استقبال کے لئے بڑی دھوم دھام کی۔ دارالسلطنت میں آئینہ بندی ہوئی۔ گھی کے چراغ جلائے گئے۔ راجہ دھرتراشٹ اور دریودھن خود پیشوائی کے لئے گئے۔ ہاتھوں

ہاتھ لائے۔ ہر زبان پر شور مبارکباد تھا۔ کرن کے کان تعریفوں سے بھرے جاتے تھے۔ دریودھن مارے خوشی کے پھولا نہ سمایا۔ بولا

کرن! آفرین۔ مرحبا۔ تم ہمارے فخر ہو۔ جتنی تعریف کی جائے کم ہے یہ تمہارا ہی دم تھا کہ آج مجھ کو چکرورتی کا خطاب دلایا روے زمین کے تاجداروں سے خراج لینا صرف تمہارا ہی کام تھا۔ اب مجھے یقین ہوا کہ ہاں مجھ میں بھی کچھ قوت ہے اب مجھ کو ڈھارس ہوئی کہ میرا کوئی کچھ بنا نہیں سکتا۔ تمام دنیا پر اکیلے ایک تم بھاری ہو +

کرن۔ جناب بڑی سیر ہوئی۔ جدھر میں پہنچا بڑے سے بڑے شیر دل بھیڑ بکری ہو گئے۔ جہاں کرن کا نام سنا روح قبض ہو گئی۔ جس کو دیکھئے رومال میں ہاتھ باندھے گھر کی ساری دولت ڈھوئے چلا آتا ہے آپکے اقبال سے وہ دھاک رہی کہ تیر کو چلے تک پہنچنے کی نوبت ہی نہ آئی۔ جو اکڑے وہ ایک گیدڑ بھبکی ہی میں بھیگی بلی بن گئے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ آپ کے سامنے ان بدنصیبوں کی کچھ حقیقت ہی نہیں جن کا نام کون لے عاقلاں را اشارہ کافی است۔ آپ اُن کی طرف سے اطمینان رکھیں اور بے کھٹکے کوس شہنشاہی بجائیں کوئی چیں چپڑ کریگا تو میں سمجھ لونگا آپ تماشا دیکھا کریں +

اس دگبجے سے کرن اور دریودھن کا دماغ آسمان پر ہو گیا کسی کو نظر میں نہ لاتے تھے جانتے تھے کہ جگ جیت لیا۔ بڑا تیر مارا۔ طرفدار تعریف کے پُل باندھتے تھے۔ خوشامدی اور بھی عرش پر چڑھاتے تھے۔ جن کو معاملہ فہمی کا مادہ تھا وہ نفرت کرتے تھے ان کا قول تھا کہ تھوڑے دنوں بڑھ بڑھ کے باتیں مار لیں یہ سال گزرے تو معلوم ہو کہ دگبجے کیسی ہوتی ہے۔ ابھی تو پانڈو دھرم کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں +

کرن پھر خوش خوش گاندھاری کے پاس جاکر قدموں پر گرا۔ راجہ دھرتراسٹ نے کہا۔ رانی مبارک تمہارا بہادر بیٹا دنیا فتح کرکے لوٹ آیا اس کی پیٹھ ٹھونکو گاندھاری بہت خوش ہوئی۔ دعائیں دیں۔ کورو کا مزاج نہ ملتا تھا۔ خوشی کے مارے جامے سے باہر ہو رہے تھے زمین پر قدم نہ پڑتا تھا شیخی وغیرہ اتراتے جاتے تھے کہ کرن نے دنیا ہی فتح نہیں کی پانڈووں کو بھی سر کر لیا +

ادھیائے ۱۰۱

دریودھن کا بیشنو یگیہ - پانڈوؤں کی عدم شرکت - یگیہ کا کامیابی سے اختتام - کرن کی پرتگیا - راجہ جدھشٹر کی دور اندیشی دویت بن سے کام بن کو روانگی

ہستناپور میں کرن کی کامیاب واپسی سے خوب خوشیاں منائی گئیں جشن ہوئے جلسے ہوئے - پھر تجویز قرار پائی کہ سب معاملہ چوکس ہو گیا - اب راجسویہ یگیہ میں توقف کیسا - کرن نے زور دیا کہ یگیہ ضرور ہو اور جلد ہو - دریودھن نے پروہت کو یاد کیا - ساعت پوچھی پروہت نے عرض کی

راجہ جدھشٹر اور راجہ دھرتراشٹ کے ہوتے آپ راجسویہ یگیہ نہیں کر سکتے رواج کے خلاف ہے ہاں یگیہ کی ہوس ہے تو بیشنو یگیہ میں کچھ مضائقہ نہیں اس کے لئے ایک سونے کے ہل کی ضرورت ہوگی باقی اور ساز و سامان میں عرض کرونگا +

دریودھن - راجسویہ یگیہ نہ سہی - بیشنو یگیہ ہی سہی - تمام سامان لیس ہو جائیگا - آپ مہورت فرمائیے +

پروہت نے ساعت بتائی یگیہ کا سرانجام ہونے لگا فرمانروایان عالم کی طلبی ہوئی - عزیز و اقارب مدعو کئے گئے - پانڈوؤں کو بھی ایک قاصد نے دعوت دی - دوشاسن کا پیغام تھا کہ میں اور یگیہ کی رونق دیکھ جائیں +

راجہ جدھشٹر - (پیغامبر سے) میری طرف سے دریودھن کو مبارکباد دینا میں شوق سے آتا مگر تیرہ برس تک جنگل سے شہر میں آ جا نہیں سکتا - اسلئے معاف رکھیں - میں بہت خوش ہوا کہ میرا بھائی دریودھن یگیہ کا ثواب لوٹیگا +

بھیم سین - ہم کو بھی دریودھن نے طلب کیا ہے ہمارا بھی جواب سُن لو کہدینا کہ بھیم سین اس وقت معافی مانگتا ہے چودھواں برس شروع ہوتے ہی حاضر

ہو کر لڑائی کے یگیہ میں شریک ہوگا۔ استروں شستروں کی باڑھ آگ ہوگی راجہ جبھشٹر کا غصہ آہوتی کا کام دیگا۔ اُسی آگ کے کُنڈ میں کوروؤں کو ہوتی کرونگا۔ میں نے جن لفظوں میں جواب دیا۔ اُن میں ایک نقطہ ادھر کا اُدھر نہ ہو۔ حرف بحرف کہہ دینا
پیغامبر ہستناپور میں واپس آیا۔ دریودھن کو پانڈووں کے جواب سُنائے وہ چپ لگا گیا کہ ایک چپ میں ہزار بلائیں ٹلتی ہیں۔ "خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمے آید" +

دُور دُور کے راجے جمع ہوئے رشیوں برہمنوں کا ہجوم ہو گیا یگیہ کی رونق کا کیا کہنا خوب دھوم دھام رہی بڑی کامیابی سے سب فرائض ادا ہوئے دریودھن نے خوب دان پُن کیا۔ دل کھول کر خیرات بانٹی۔ ہزاروں گائیں رشیوں منیوں کے ہاتھ آئیں لاکھوں من غلہ بٹ گیا۔ روپیوں اشرفیوں کے ڈھیر لُٹ گئے +

دریودھن یگیہ سے فارغ ہو کر روپیہ اشرفی لٹاتا جے جے کار کے نعرے سُنتا ہوا بھیشم پتامہ اور درونا چارج کا قدمبوس ہوا۔ چرنوں کی پرستش کر کے عرض کی کہ

آپ کے پرتاپ سے یگیہ تو اچھی طرح ختم ہو گیا مگر آج کی قدمبوسی کچھ چیز نہیں نہ یگیہ کی کامیابی کچھ بات ہے میں اُس وقت قدم دھودھو کر پیونگا۔ جب آپ کا اقبال پانڈووں کو تحس نحس کر کے میرے ہاتھ سے اشومیدھ یگیہ کرائیگا +

کرن۔ جب دنیا سر ہو گئی تو کیا پانڈو دنیا سے باہر ہیں وہ بھی آپکے حلقہ اطاعت میں آچکے۔ اب بھی آپکے خیال میں کچھ کسر باقی ہے تو میری پرتگیا سُن لیجئے +
اگر میں نے ارجن کو نہ مارا تو زندگی پر تُف۔ آج سے قسم ہے کہ اپنے ہی ہاتھ سے پاؤں دھوؤنگا دوسرے ہاتھ چھو تک نہ سکینگے۔ شراب اور گوشت دونو حرام۔ سائل کا رد سوال موقوف۔ سائل خالی ہاتھ جائے نا ممکن جو مانگے پائے +

کرن نے جس وقت موچھوں پر تاؤ دے کر یہ پرتگیا کی۔ دریودھن وغیرہ کا دل ہاتھوں بڑھ گیا بے ساختہ دانت نکل آئے۔ اُن کو گویا الہام ہو گیا کہ بس ارجن کو مار لیا۔ جاتا کہاں ہے۔ ارجن ہی نہ رہا تو پھر باقی ماندہ پانڈو کیا مال ہیں۔ اکیلا کرن سب کو چیونٹی کر ڈالیگا +

کرن سورج کا بیٹا تھا جس وقت زمین پر گرا اُسی وقت سے سورج کی

بخشی ہوئی کوچ زیب تن تھی۔ اس کے علاوہ تیر کا بھی دھنی تھا۔ پرسرام جی سے بھی شستر ودیا سیکھی تھی۔ اُس کی پرتگیا نے شہرت پائی تو راجہ جدھشٹر کو دور اندیشی کا خیال آیا اُنہوں نے سوچا کہ دشمن کمیں میں ہیں کیا فائدہ کہ کسی وقت غفلت میں گھات چل جائے تو پھر بُری ہو۔ اس سے یہاں رہنے کی ضرورت ہی کیا۔ بھیم سین ارجن وغیرہ نگاہ میں چلتے تھے وہ کچھ نہ کہہ سکے سب نے خاموشی سے چلتا دھندا کیا اور کام بن کی راہ لی +

دریودھن کے دماغ کا کیا پوچھنا۔ روے زمین کی حکومت پال دوون کی طاقت۔ کرن کا پرتاپ بھیشم پتامہ کا زور۔ درونا چارج اور کرپا چارج کا بھروسا تھا تاجداران عالم نظروں میں ہیچ معدوم ہوتے تھے۔ پانڈووں کی مکھی مچھر کے برابر بھی حقیقت نہ تھی۔ بےخوف وخطر طنطنہ عالمگیری دکھانے لگا۔ رات دن عیش وعشرت سے کام تھا یا راحت وآرام سے۔ طبیعت میں اگر کچھ انقلاب ہوا تو صرف اسی قدر کہ گرو کی خوب خدمت ہونے لگی۔ بزرگوں کا ادب ولحاظ پہلے سے زیادہ ملحوظ خاطر ہوا۔ بھائیوں کی خاطر مقدم تھی۔ بزرگوں کی تعظیم وتکریم فرض منصبی +

ادھیاے ۱۰۲

راجہ جدھشٹر کا خواب۔ کام بن میں روانگی۔ بیاس جی کی آمد۔ فہمائش۔ مدگل برہمن کا تذکرہ

پانڈووں کو مصیبتیں جھیلتے جھیلتے ایک زمانہ ہو چکا تھا راجہ جدھشٹر ہر وقت اپنی بیوقوفی کو جھینکتے اور قمار بازی کو کوستے تھے۔ رات تارے گنتے گنتے کٹتی تھی دن دل ہی دل میں گھلتے گھلتے گزرتا تھا۔ کرن کی پرتگیا دل پر نقش ہو گئی تھی اُس نے اور بھی خلجان پیدا کر دیا تھا ہر وقت اسی خیال میں ہر لحظہ اسی کی فکر کسی روز فکروں میں آنکھ لگ گئی نیند کے غلبے میں دیکھتے کیا ہیں کہ بہت سے ہرن سامنے آکر کھڑے ہو گئے اور بولے۔ مہاراج۔ آپ دھرم پُتر کہلاتے ہیں۔ آپ کو اپنے خطاب کی شرم رکھنا چاہیئے

ذرا دیر کی تفریح اور اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے آپ تو شکار کا نام کرتے ہیں
یہاں ہرنوں سے جنگل خالی ہو چلا۔ اگر آپ اور ٹھہرے تو شاید ہرنوں کا نام بھی نہ رہ
پائیگا۔ آپ اب بے زبانوں پر رحم کریں اور کسی اور جنگل میں دل بہلائیں +
خواب دیکھتے ہی راجہ جدھشٹر چونک پڑے۔ اُٹھ بیٹھے۔ آنکھیں کھول کے
ادھر اُدھر دیکھا کوئی ہرن نظر نہ آیا۔ سمجھ گئے کہ خواب تھا مگر دل میں رحم تھا۔ ہرنوں
پر ترس آیا اُسی وقت اختر بختر سمیٹا اور چل کھڑے ہوئے۔ کام بن پہنچے تو وہی
فکر وہی اندیشہ۔ وہی تردد۔ وہی کوفت۔ بیاس جی روشنضمیر تھے راجہ جدھشٹر
کی کیفیت دُور ہی سے بھانپ کر تشریف لائے۔ سمجھایا کہ
عقلمند ہو کر بیوقوفی۔ آب نہ دیدہ موزہ از پا کشیدہ پیش از مرگ واویلا۔ بیشک
تم نے بہت سختیاں جھیلیں۔ کہاں وہ عیش و آرام۔ راجسویہ یگیہ کی دھوم دھام
کہاں صحرا نوردی۔ دشت گردی۔ کبھی سردی سے پریشانی۔ کبھی گرمی سے حیرانی
مگر سمجھ لو کہ بارہ برس گھورے کے بھی دن پھرتے ہیں۔ رنج کے بعد راحت ضرور
ہوتی ہے۔ پہلے نیش ہے پیچھے نوش۔ تم نے بارہ برس تک تپ کیے پھر تمہیں
کس کا خوف اور کس چیز کی کمی۔ رہی تکلیف تو سمجھ لو کہ اس کے بغیر تو کسی کو چارہ
ہے۔ برہما انتظام آفرینش کرتے ہیں۔ کیونکر؟ تپ کی تکلیف اُٹھا کر۔ بیشنو مہادیو
کا بھی یہی حال ہے کیا دیوتا کیا انسان دونوں تپ کرنے میں جسمانی تکلیف ضرور
ہوتی ہے مگر جو روحانی آرام حاصل ہوتا ہے۔ اس کا مزہ کچھ اور ہی ہے
زبان نہیں جان سکتی انسان کی کیا حقیقت ہے کچھ بھی نہیں۔ ناپاک قطرہ
مٹی کا پتلا۔ ہڈیوں کا ڈھانچا۔ خون پیپ کا جامہ۔ پھر بھی جب یہ تپ کرتا
ہے تو نرا کار کو بھی قابو میں کر لیتا ہے اور فائدوں کا کیا ذکر۔ جو شخص تپ
کرتے ہیں۔ نفس قابو میں رکھتے ہیں۔ دان کرتے ہیں۔ اُن کو تکلیف
ضرور ہوتی ہے۔ مگر یہ تکلیف تکلیف نہیں راحتوں کا پیش خیمہ ہے۔ انہیں
تکلیفوں کی بدولت زحمت رحمت ہو جاتی ہے۔ پرماتما وہ سکھ دیتا ہے
جس کو کبھی زوال نہیں +
راجہ جدھشٹر! تم نے دان بھی بہت کئے ہیں۔ دان بھی بڑے ثواب کا کام

ہے۔ "چنتیہ کی جڑ پاتال"۔ دنیا میں ہر شخص کا فرض ہے کہ حسب حیثیت خیر دان کرے وقت مناسب ہو۔ برہمن وید پاٹھی ہو۔ اس وقت اگر تھوڑے سے تھوڑا دان بھی کیا جائے تو بڑے سے بڑا پھل ملنے میں شبہ ہوا۔ دیکھو میں ایک نظیر دیتا ہوں ٭ کورکشیتر میں ایک برہمن کی سکونت تھی جو مدگل کہتے تھے۔ اُس کے ایک بیٹا بھی تھا۔ بیٹا ایسا ویسا نہیں۔ بالکل باپ کا پیرو۔ برہمن دو ہفتے میں صرف ایک روز کھاتا تھا۔ بیٹے کی بھی یہی کیفیت تھی۔ دونو باپ بیٹے کھیتوں سے گرا پڑا اناج بین لاتے تھے۔ جو پندرھویں روز کھایا وہ تو خیر۔ باقی جو بچا وہ ذخیرہ ہوتا رہا۔ ایک روز مدگل نے سارا اناج پکا ڈالا اناج کم تھا برہمن ہزاروں تھے۔ مگر نیت نیک برکت کی کمی کا کیا ذکر۔ سب سیر ہو کر کھا گئے اور پھر بھی کچھ بچ ہی رہا۔ جب دوبارہ ایسی ہی نوبت آئی تو دُرباسا جی چیلوں کو لئے ہوئے آموجود ہوئے جو کچھ برہمن کے یہاں موجود تھا سب ڈکار گئے۔ مُدگل کے لئے ایک کنکی بھی نہ بچی تین دفعہ یہی معاملہ پیش ہُوا۔ اور ہر دفعہ برہمن کو پیٹ میں تو اوے کر حنہ باندھے رہنا پڑا۔ جب ڈیڑھ مہینہ بے آب و دانہ گزر گئے دُرباسا جی خوش ہو گئے بولے کہ لو مَیں تمہیں جیتے جی سُرگ میں بھیجے دیتا ہوں۔ تمہارا ساصبر تمہارا سا استقلال تمہاری سی نفس کشی۔ تمہاری سی فراخدلی ایسی نہیں کہ تم کو سُرگ کا مستحق نہ کرے۔ دُرباسا جی تو کہتے ہی تھے۔ دفعتہً ایک بِوان آموجود ہُوا دیودوت مُدگل سے بولا

بِوان حاضر ہے۔ تشریف لے چلئے ٭

مُدگل۔ کہاں ؟

دیودوت۔ سورگ میں۔

مُدگل۔ سورگ میں اچھائی کیا ہے اور برائی کیا۔ یہ معلوم ہو جائے تب جانے نہ جانے کا فیصلہ کرونگا ٭

دیودوت۔ سورگ میں ایرے غیرے پچکلیاں نہیں جا سکتے۔ جاتے ہیں تو صرف دھرماتما۔ قناعت پسند۔ تپشوی دانی۔ وید پاٹھی اور برہم بھوج اور ہوَن وغیرہ نیک کام کرنے والے۔ سورگ میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ وہاں نہ سردی

نہ گرمی نہ بھوک نہ پیاس۔ پوشاکیں ہمیشہ صاف و شفاف عطر آمیز پھولوں کے ہاروں کی زینت دوامی مکان طلاکار جواہر نگار۔ باغ ہمیشہ بہار۔ آراستگی و زیبائش قابل دید۔ دنیا میں کوئی نظیر نہیں مل سکتی جس سے سُرگ کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پیش ہو سکے۔ سرگ ملتا ہے تو قالب عنصری چھوڑنے پر قالب نورانی میں پیکر انسانی میں رکھا ہی کیا ہے۔ پانی خاک آگ۔ ہوا اور آکاش وہاں خوشی کے سوا رنج و تکلیف کا نام نہیں۔ راگ رنگ سے ہر وقت آنند رہتا ہے۔ یہ تو سرگ کی خوبیاں تھیں ذرا بُرائی بھی سُن لیجئے۔ سورگ میں گئے خوب عیش کئے۔ جب قیام کی مدت گزر گئی پھر کبھی اچھے قالب میں آنا پڑا۔ یہاں دولت بھی ہوگی۔ خاندان بھی اچھا ملیگا۔ سب کچھ ہوگا مگر۔ سچ یہ ہے کہ اعمال نیک کئے جھوٹ سے نفرت اور سچائی سے رغبت رہی۔ تب تو پھر سورگ ملیگا۔ ورنہ اعمال کے موافق دوسرے لوگوں میں بود و باش ہوگی یا نرک سے سابقہ ہوگا۔ دنیا ایک کھیت ہے۔ جیسے اعمال کا بیج اُس میں بویا جاتا ہے ویسا ہی پھل حاصل ہوتا ہے چنانچہ کامل رشی مہرشی اور نیک اعمال برہمن برہمنوں کے لوک میں جاتے ہیں اس سے افضل دیوتاؤں کا لوک ہے جسے برہم لوک کہتے ہیں یہ لوک ہمیشہ روشن رہتا ہے ہر خواہش اس سے پوری ہو سکتی ہے یوہیں بہت سے ترتیب وار لوک ہیں جن کی بلندی کے حساب سے فضیلت مانی جاتی ہے۔ لیکن ٹھیک طور پر دان کرنیوالے کو دیو لوک میں جگہ ملتی ہے۔ یہاں کے رہنے والوں کی خوراک اُمرت ہے اس لوک سے اونچا لوک وِشنو لوک ہے۔ چلئے بوان پر بیٹھئے سیر کیجئے +

مُدگل۔ آپ تشریف لے جائیے میں ایسے سُرگ سے باز آیا۔ جہاں سے پھر دنیا میں آنا پڑے +

دیو دوت چلا گیا۔ مُدگل نے تپسیا شروع کی۔ ایسی مُکتی حاصل کی کہ بڑے بڑے مہارشیوں کو نصیب نہ ہوئی

یہ خبر پا کر بیاس جی بولے کہ راجہ جدھشٹر۔ گھبراؤ نہیں دل کو ڈھارس دو۔ تمہیں وہ مرتبہ وہ درجہ حاصل ہوگا۔ جس کو تم خواب میں بھی خیال نہیں کر سکتے

ادھیائے ۱۰۳

دُرباسا کی دریودھن کے یہاں خاطر و مدارات - دریودھن کی تحریک سے دُرباسا جی کی پانڈووں کے یہاں رونق افروزی - خورد و نوش کا سوال - دروپدی کی فکر و کاہش کرشن چندر سے فریاد - کرشن جی کی تشریف آوری دُرباسا جی کو شرمندگی

دُرباسا رشی صاحب کمال تھے ان کو بیٹھے بیٹھے یہ بھی سوجھا کرتی تھی کہ چلو فلاں دھرماتما کی آزمائش کر لو - دریودھن کا جس وقت عروج ہُوا - آپ چیلوں کی فوج لیئے ہوئے اس کے پاس بھی جا پہنچے - دریودھن خاطر تواضع کے لیئے جُٹ گیا - خوب خدمت کی - دُرباسا جی کے ہتکنڈے نرالے تھے - رسوئیں جس وقت تیار پائی کہدیا کہ بھگدڑ کیا ہے کھا لینگے - اشنان کو گئے پہروں غائب - جب رسوئیں اُٹھ گئیں تب آموجود ہوئے کہ لاؤ کھانا پرسو - بعض وقت آدھی رات کو فرمائش کر دی غرض وقت بے وقت کھانا مانگ بیٹھتے تھے اور جس وقت رسوئیں تیار ہوتی تھیں نہ توڑتے دریودھن نے کچھ ایسی نگہداشت کی کہ دُرباسا جی کو ہر وقت تازہ تازہ کھانا تیار ملا کبھی شکایت کرنے نہ پائے ایسی خاطر داشت نے اُن کے دل پر اثر کیا بولے دریودھن - جو چاہو مانگ لو - میں تم سے بہت رضامند ہوں ÷

دریودھن - آپ کی برکت سے کسی چیز کی کمی نہیں - ایشور نے سب کچھ دیا ہے آرزو ہے تو صرف یہ کہ آپ ایک روز راجہ جدھشٹر کے یہاں بھوجن کریں مگر کسوقت جب دروپدی کھا چکے راجہ جدھشٹر کو سورج بھگوان نے ایک تو کنی ہاتھ آگئی ہے اُسکی خاصیت

ہے کہ کبھی خالی نہیں ہوتی خواہ کتنے ہی آدمی کھانا کھا جائیں +

دُرباسا۔ ضرور جاؤنگا۔ دیکھوں تو وہ ٹوکنی کتنوں کا پیٹ بھر سکتی ہے +

دُرباسا وہاں سے چلے دس ہزار چیلوں کی ایک فوج کی فوج ساتھ چلی کام بن میں پہنچے تو پانڈووں نے بڑی تعظیم و تکریم کی۔ خدمتگزاری کو حاضر ہوگئے پوچھا کیا ارشاد ہے

دُرباسا۔ پیٹ کی آگ یہاں کھینچ لائی۔ نہانے کو جاتے ہیں کھانا تیار کر رکھنے

دروپدی پانڈووں اور برہمنوں کو کھلا کر رسوئیں اُٹھا چکی تھی۔ وہ گھبرائی کہ دس ہزار ایک آدمیوں کے ہاتھ کیسے دھلائے جائینگے۔ دُرباسا کو آتے ہی کھانا نہ ملا تو آنتیں سُلگ جائینگی بغیر بد دعا دئے نہ رہینگے اس کو سخت فکر ہوئی تردد گھیر لیا مصیبت کا وقت آبرو کا معاملہ تھا سری کرشن جی کے دھیان میں محو ہوگئی اور لگی فریاد کرنے دینا ناتھ۔ عزت پر بن رہی ہے۔ بات جاتی ہے۔ دوشاسن کے ہاتھوں سے آپ نے حرمت بچائی۔ ہزاروں آدمیوں میں لاج رکھی آج بھی آبرو رکھئے فقط آپ ہی کا بھروسا آپ ہی کا آسرا ہے +

کرشن چندر مہاراج مہارانی رُکمنی جی کے رنواس میں تھے۔ جس وقت دروپدی نے دھیان کیا۔ مہارانی سے بولے +

مہارانی دروپدی یاد کرتی ہیں۔ ذرا ہیں ہو آؤں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ضروری کام ہے +

یہ فرماکر آپ وہاں سے اُسی وقت چلکر دم کی دم میں پانڈووں کے پاس پہنچ گئے پانڈووں کی دلی مسرتوں کا کیا پوچھنا۔ نہال ہوگئے دروپدی آمد سُنکر دوڑی آئی کہا یادش بخیر۔ دھیان کرتے ہی آپ آ پہنچے کیا یہیں کہیں آس پاس تھے +

سری کرشن جی۔ اول طعام بعدہ کلام۔ پہلے یہ کہو کہ کچھ کھانے کو بھی ہے یہاں مارے بھوک کے جان پر بن رہی ہے +

دروپدی دُرباسا ہی کے فکر میں پریشان تھی کرشن جی نے کھانے کو مانگا تو اور بھی نہ شد دو شد کا معاملہ ہوا اس کی جان اور بھی مصیبت میں پڑگئی رُکتے رُکتے بولی۔

مہاراج ابھی ابھی کھا کے اُٹھی ہوں۔ کچھ بچا نہیں۔ ہاں حکم ہو تو پکالاؤں یہ دیکھئے ٹوکنی خالی پڑی ہے +

سری کرشن جی - لاؤ لاؤ - اس میں میرے لئے بہت ہے +

درو پدی جی - زیادہ نہ بنائیے - پھینکئے ٹوکری کو +

سری کرشن جی - تم کہتی ہو کہ کچھ نہیں - یہ دیکھو ساگ +

ٹوکری میں ذرا سا ساگ لگا رہ گیا تھا - آپ نے اُس کو بڑے ذوق و شوق سے کھایا اور بولے کہ واہ کیا عمدہ ذائقہ ہے میری طبیعت تو سیر ہو گئی +

درو پدی جی - آج ایک تازہ مصیبت آپڑی ہے +

سری کرشن جی - وہ کیا +

درو پدی جی - دُرباسا رشی دس ہزار چیلوں کو لئے ہوئے آ گئے ہیں یہاں کھلانے کو کچھ نہیں - اب لاج آپ کے ہاتھ ہے +

سری کرشن جی - ہاں تو پھر کیا مضائقہ ہے (بھیم سین سے) ذرا تکلیف کرو دُرباسا اور اُن کے چیلوں کو بلا لاؤ کہ رسوئیں تیار ہے +

بھیم سین ادھر سے چلے وہاں دُرباسا جی کے چیلوں کا پیٹ گڑ گڑانے لگا - ڈکاریں آنے لگیں - دُرباسا جی کا بھی پیٹ اپھرا معلوم ہوتا تھا گویا خوب تن کے کھا چکے ہیں - اُنھوں نے چیلوں سے کہا راجہ جدھشٹر خود ہزار مہاتماؤں کا ایک مہاتما اور وشنو جی کا سچا بھگت ہے - کہیں کوئی بد دعا نہ دے بیٹھے - اس سے بھلا سب یہاں سے کھسکو - ہم نے خود غلطی کی کہ کھانے کو مانگا +

یہ کہکر دُرباسا وغیرہ تو وہاں سے چمپت ہو گئے - بھیم سین پہنچا تو نہ گرو جی تھے نہ اُن کا کوئی چیلا +

اور رشیوں نے کہا آپ کس کی تلاش میں پھر رہے ہیں وہ سب اتنا کھا گئے کہ پیٹ میں سانس کی جگہ نہ رہی - ایسا جی چھوڑا کہ بھاگ کھڑے ہوئے ایسی دعوت خوری سے کان پکڑے - بھیم سین واپس گیا تو تھا - سری کرشن جی نے پوچھا کہ دُرباسا جی کہاں ہیں - آ گئے ؟

بھیم سین - وہ کیا اُن کا سایہ بھی نہیں نہ جانے کہاں کھسک گئے سُنا ہے کہ اُن کا پیٹ پھٹنے لگا - اس لئے بھاگ کھڑے ہوئے +

درو پدی جی - واہ مہاراج واہ - دھنیہ ہو تمہاری قدرت کے کرشمے بھی عجیب ہیں

کیا دُور ہی سے دُھتا بتا دی ❖

راجہ جدھشٹر- اس بھرم سے پرنہ رہنا۔ درباسا جی بڑے حضرت ہیں۔ ایسے ٹ پٹے وقت آئیں کہ تمہارے بنائے کچھ نہ بنے ❖

سری کرشن جی- اٹ پٹے وقت کیا زندگی بھر اب آئیں تب کہئے گا وہ کبھی نہ آنے۔ دریودھن نے شیطنت سے بھیج دیا تھا۔ اب اُن کو بھی سبق مل گیا۔ اِدھر رُخ بھی کریں تو میرا ذمہ۔ اگر بھولے بھٹکے آ بھی جائیں تو منہ کی کھائینگے اچھا اب میں چلتا ہوں۔ آپ لوگ استراحت کریں مجھے پہنچتے پہنچتے زیادہ رات ہو جائیگی ❖

مہاراج اتنا فرما کر رخصت ہو گئے اور پانڈوؤں نے تازہ فکر سے نجات پا کر بستر راحت پر آرام کیا ❖

۲۷-۱

ادھیاے ۱۰۴

راجہ جید رتھ کی کامم بن میں آمد۔ پانڈوؤں کی عدم موجودگی میں دروپدی کو لیکر فراری۔ پانڈوؤں کے ہاتھ سے سزا پانی

ایک روز راجہ جدھشٹر وغیرہ مصروف شکار تھے۔ دروپدی ترن بندرشی کے آشرم میں اکیلی رہ گئی۔ راجہ برہدرتھ والی ... کے فرزند جید رتھ کی شادی تھی وہ اپنی برات لئے ہوئے ادھر سے گزرا۔ سالو دیش کا عزم تھا تمام شاہی جلوس ساتھ۔ فوج ظفر موج ہمراہ۔ بہت سے راجے مہاراجے براتیوں میں شامل۔ باجے گاجوں نے جنگل میں شادیانے بجانا شروع کئے تو دروپدی کھڑی ہو کر ٹھاٹھ باٹ دیکھنے لگی سر پر کدم کا درخت سایہ افگن تھا اور چہرے سے سورج کی سی کرنیں پھوٹی نکلتی تھیں۔ اتفاق سے راجہ جید رتھ کی نظر پڑ گئی۔ کوٹ کاشیہ کنشتری کو طلب کر کے حکم دیا کہ جائے دیکھے اور پتہ لگائے کہ یہ کوئی دیوی ہے یا ناگ کنیاں یا اپسرا یا انسان۔ واہ واہ کیسی موہنی مورت۔ کیسی پیاری صورت

ہے۔ نیم نگاہی کی اداؤں پر دل لوٹ پوٹ ہُوا جاتا ہے +

کوٹ کاشیہ تیر کی طرح پہنچا دروپدی سے بولا

اے تصویر نُور کون ہو۔ اس جنگل میں کہاں آ گئیں جہاں نہ آدمی نہ آدم زاد۔ کہیں ادھر بھول تو نہیں پڑیں اپنا ٹھور ٹھکانا تو بتاؤ +

دروپدی۔ دھرم کی اجازت نہیں کہ غیر مرد سے بات چیت کروں مگر میرے سوا دوسرا کوئی موجود نہیں کہ تم سے بات چیت کرے اس لئے بولنے پر مجبور ہوئی۔ سنو دروپدی میرا نام ہے۔ مہاراجہ دروپد میرے پتا ہیں اور دھرم روپ پانڈو میرے پتی پرمیشور +

کوٹ کاشیہ۔ پانڈو کہاں ہیں؟

دروپدی۔ یہیں کہیں شکار کھیل رہے ہونگے +

کوٹ کاشیہ اُنہیں پیروں لوٹا۔ جیدرتھ سے سب حال کہا۔ دروپدی کے حسن گلو سوز اور جمال عالم افروز نے اس کے دل پر موہنی سی ڈال دی تھی وہ خود دوڑا ہُوا آیا اور کہا دیوی!

تم یہاں کہاں۔ مزاج تو خیریت سے ہے +

دروپدی نے ایک عالیشان راج کا راجکمار سمجھکر اس کی عزت کی ایک آسن پر بٹھایا اور آپ اس سے دور ایک گوشے میں جا بیٹھی۔ جیدرتھ بولا مجھے تمہارے حسن و جمال پر ترس آتا ہے یہ سورج کی سی صورت۔ چاند ایسی مورت۔ اور ایسے سنسان جنگل میں بود و باش۔ پانڈووں کے پلے کچھ نہیں۔ راج پاٹ اُجڑ گیا۔ جنگلوں کی ٹھوکریں کھاتے ہیں ان کے ساتھ تکلیف کے سوا اور کیا رکھا ہے۔ ان پر بھیجو لعنت۔ آؤ میں تمہیں لیچلوں وہ عیش و آرام دوں کہ اندرانی کو بھی نصیب نہیں۔ سارا پنجاب تمہارا ہوگا پانڈوؤں سے اچھے اچھے تمہارا پانی بھرینگے +

دروپدی کو یہ الفاظ تیر و نشتر معلوم ہوئے منہ دوپٹے سے چھپا لیا اور بولی کہ میں اس کا جواب کیا دوں۔ عورت ذات ہوں اس کا جواب تم کو میرے پرانپتی ہی دے سکتے ہیں۔ شکار مار کے آتے ہونگے میں جو کچھ کہنا چاہتی ہوں

صرف یہ ہے کہ راجوں کی زبان سے ایسی باتیں اچھی نہیں معلوم ہوتی +

جیدرتھ جوش عشق سے اندھا ہو رہا تھا اُس کو اچھا بُرا کچھ نہ سوجھا - اُٹھا لپک کر دروپدی کو گود میں لے لیا - اور رتھ پر بٹھا کر چلتا پھرتا نظر آیا - دروپدی چلائی - دھوم رشی جی دوڑو مصیبت سے بچاؤ - ظالم کے پنجے سے چھڑاؤ جیدرتھ مجھے پکڑے لئے جاتا ہے +

دھوم رشی آواز پر لپکے چیختے ہوئے دوڑے کہ

او جیدرتھ ذرا ٹھہر - ایک بات تو سُن لے - راجوں کو ایسی حرکتیں مناسب نہیں - جیدرتھ نے سونے کی چڑیا پھانسی تھی وہ کسی کی کب سننے والا تھا رتھ کے گھوڑے اُڑاتا ہی رہا - شکار میں راجہ جدھشٹر کے کانوں میں جانوروں کی منحوس آوازیں آنے لگیں - جو شگون ہوا وہ خراب یہ رنگ دیکھ کر وہ بھائیوں سے بولے آشرم میں خیریت نہیں - آثار بد سب نظر آتے ہیں - جلد ہی چلو خبر لیں - سب کے سب شکار لئے ہوئے آشرم کی طرف لپکے - ابھی راستے ہی میں تھے کہ دروپدی کا خدمتگار زمین پر پڑا نظر آیا پوچھا

کیوں خیر تو ہے +

جواب - مہاراج غضب ہو گیا - جیدرتھ نے دغا کی دروپدی جی کو لئے بھاگا جاتا ہے + پانڈووں نے اپنے رتھ فوراً کسے اور سوار ہو کر گھوڑے دوڑائے تو جیدرتھ کا نشان نظر آنے لگا - اُس نے فوج کو حکم دیا کہ گھیر لو سرمنگوں کو کُل پانچ ہی تو ہیں فوج پھر پڑی پانڈو ٹڈی دل میں گھر گئے +

دروپدی بولی کہ اب ہوشیار رہنا تمہارے کال آ گئے بہتر ہے کہ معافی مانگ لو ورنہ جان کی خیر نہیں +

جیدرتھ - اچھا یہ تو بتاؤ کہ ان میں ہے کون کون ؟

دروپدی - راجہ جدھشٹر سب سے آگے ہیں دھرم پتران کا خطاب ہے دیکھو آنکھیں مہر و قمر کی طرح خوبصورت دکھائی دیتی ہیں پیتا مبر جھوٹا نکلتا ہے مرگ چھالا کی خوشنمائی سونے میں سہاگا - بدن چھریرا - صورت موہنی رتھ سے طرح طرح کے باجوں کی خوش آئیند آواز گونج رہی ہے دھرم نام سے رتھ سورج چہرے کے

تیج سے شرمندہ۔ اُن کے پیچھے بھیم سین ہیں آنکھیں خون میں ڈوبی بھویں چڑھی ہوئی کمان۔ ڈنڈ بلے ہاتھیوں کو لڑا دینے والے۔ دم داعیہ پہاڑوں کو ٹکرا دینے والے دشمن کی تکا بوٹی ہو جائے تب بھی غصہ نہ اُترے۔ سارا کنبہ کا کنبہ ناش کئے بغیر کل نہ پڑے۔ ان کے فوجی نشان پر سری بجرنگ بلی کی شبیہ زینت دے رہی ہے اور ان کو بھی یوں تیر کہتے ہیں۔ تیسرے رتھ پہ ارجن ہیں صورت چاند کی تصویر سر پر کریٹ مکٹ ہاتھ میں گانڈیو دھنش گلے میں موتیوں کے مالے کانوں میں مکراکرت کنڈل۔ بالکل راجہ اندر کے ہمشکل۔ چوتھا رتھ نکل کا ہے ہاتھ میں جو بجلی چمکتی دکھائی دیتی ہے وہ ان کی تلوار ہے اور حسن و صورت مرقع انوار۔ سہدیو پانچویں رتھ پر ہیں تیر چٹکی سے نکلنے کے لئے مچل رہا ہے۔ قہر آلودہ نگاہیں چاروں طرف زہر اگل رہی ہیں۔ جہاں تمہارا رتھ زد پر آیا سمجھ لینا کہ بس اب زندگی کا ساتھ چھوٹا کیے کی سزا ملی اب بھی کہتی ہوں کہ سر کے بل چلے جاؤ۔ قدموں پر سر رکھو۔ خود ہی اچھی نہیں کُتے کی موت مرنے سے فائدہ یہ پانڈو وہ ہیں جن کے نام سے دیوتاؤں کی بھی تلی کانپتی ہے۔ پھر تم کس شمار قطار میں ہو۔

جیدرتھ۔ تم لاکھ زیٹ ہانکو پر کٹی اُڑاؤ۔ یہاں کوئی دھمکی میں آنے والا نہیں ایسی گیدڑ بھبکیاں بہت سُنی ہیں۔ جو پانڈو بارہ برس کی بھوک پیاس تکلیف و مصیبت سے ادھ مرے ہو رہے ہیں۔ فاقہ کرتے کرتے ہڈیوں کا مغز تک خشک ہو گیا اُن میں جان ہی کیا ہے وہ کر ہی کیا سکتے ہیں۔ بیٹھے بیٹھے دیکھو۔ ابھی میرے بہادر ان فوج ہمشکلیں کیسے ہو کے آتے ہیں۔ میری اتنی فوج کے سامنے ٹڈوں پانچ آدمی وہ بھی مردہ سے بدتر۔ کیا حقیقت رکھتے ہیں مٹھی مٹھی بھر خاک ڈالی جائے تو دب کے رہ جائیں۔

ادھر جیدرتھ اپنی طاقت کے زعم میں بڑھ بڑھ کے باتیں مار رہا تھا وہاں ارجن نے گانڈیو دھنش سے صدہا آدمیوں پر غصہ اُتارا۔ جس کو تیر ذرا بھی چھو گیا بس سانس آئی فوراً دم نکل گیا۔ جیدرتھ کے ساتھ بہت سے جنگی ہاتھی تھے۔ فیل بانوں نے ایک ساتھ ریلا کیا۔ ہاتھی راجہ جدھشٹر پر ٹوٹے رتھ کو چور چور کر دیا۔ راجہ جدھشٹر بچ کر بھاگے تو بھیم نے آگے بڑھ کر تھام لیا اور گدا لیکر جو ہاتھ دکھانا شروع کئے تو بیچاسوں ہاتھیوں کے سر پرخچے پرخچے ہو گئے۔ ارجن کو بھی طیش آیا ایسے تیر

برسائے کہ ہزاروں جوان پھڑ پھڑا کر مر گئے +

نکل وسہدیو نے ہزاروں کو تلوار پر رکھ لیا۔ سب دم دار عئے والے خون میں ڈوب گئے اب بھگدڑ شروع ہوئی۔ جدھر جس کا منہ ہو گیا اسی طرف سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔ جیدرتھ کے ہوش خطا ہو گئے۔ جان ستر کوٹھوں میں چھپنے لگی۔ چپکے سے دروپدی کو اتارا اور آپ نوک دم بھاگ کھڑا ہوا +

راجہ جدھشٹر نے دروپدی اور دھوم رشی کو رتھ پر بٹھا لیا اور ارجن سے بولے کہ

میں تو آشرم کو چلتا ہوں تم جیدرتھ کو مارنا نہیں۔ پکڑ کے لانا۔ وہ راجہ دھرتراشٹر کی راجکماری کے رشتے سے ہمارا بہنوئی ہوتا ہے۔ بہنوئی کو مارنا ٹھیک نہیں اختیار ہے +

راجہ جدھشٹر آشرم کو پھرے ارجن اور بھیم سین نے پیچھا کیا فوج کو سنبھلا سمجھ کر طرح دی اور جیدرتھ ہی کی فکر میں لپکے۔ کوس بھر کا فاصلہ ہو گا کہ ارجن نے منتر پڑھ کر ایسا تیر مارا کہ رتھ کے گھوڑے وہیں ڈھیر ہو گئے۔ جیدرتھ کو پیدل بھاگنا پڑا۔ بھیم سین اور ارجن کے رتھ آندھی کی طرح تیز رو تھے۔ جاکر جیدرتھ کو دھر لیا ایک اردھ چندر یعنی نصف چاند کی شکل کے تیر سے اُسترے کی طرح سر مونڈ ڈالا اور چاند پر پانچ چوٹیاں باقی رکھیں۔ وہ نوشیر دل اُس روباہ منش کو رتھ میں باندھ کر راجہ جدھشٹر کی خدمت میں لائے اور عرض کی کہ

مہاراج۔ آپ کا سرمنڈا غلام حاضر ہے +

جیدرتھ کا بدن عرق عرق ہو گیا دھاڑیں مار کر قدموں پر گر پڑا۔ بولا خطا ہوئی معافی کا خواستگار ہوں +

راجہ جدھشٹر۔ تمہاری کھال بھی کھینچی جاتی تو انصاف ہوتا مگر میں معاف کرتا ہوں تم میری دُہائی دیتے ہو اس نے چھوڑ دیا۔ چپ چپاتے گھر چلے جاؤ اب پھر ایسی حرکت نہ کرنا +

جیدرتھ عذر معذرت کر کے سیدھا ہردوار پہنچا وہاں ایسی تپسیا کی کہ مہادیو جی حد سے زیادہ خوش ہوئے۔ خود جلوۂ نورانی دکھا کر پوچھا کہ

کیا سوال ہے کہو ؟

جیدرتھ - بس یہی کر پانڈووں کو اپنے تحت بازو سے نیچا دکھا سکوں ؟

مہادیوجی - اوروں پر تو ایک روز ور ہونے کا بردان دے سکتا ہوں مگر ارجن سے جیتنا محال ہے - ایک تو اُس کی طاقتیں ہی خود کیا کم ہیں دوسرے میرا پاسپت اُس کے پاس ہے - تیسرے وہ نارائن کا ایک جزو یعنی نر کا روپ ہے بس اس کے جیتنے کا خیال چھوڑ دو - ارجن اُن بھگوان کا سنگی ساتھی ہے - جنہوں نے پہلے باراہ روپ میں جلوہ دکھایا پھر بادن روپ میں پرہلاد کو ہرناکشیپ کے ظلموں سے نجات دی - رام اوتار میں راون کو قتل کیا اور آجکل دیوکی نندن رادھا رمن سری کرشن چندر آنندکند کہلاتے ہیں - مہاراج کی ذات مقدس کی ثنا و صفت ممکن نہیں - سنکھ چکر گدا پدم سے پیکر انوار کو زینت - پیتامبر کو حُسن جہاں افروز سے عزت - معرکہ خونریز میں وہی ارجن کا رتھ ہانک کر دکھلائینگے کہ غیبی امداد کو کیا قوت حاصل ہے خیال رکھنا کہ ارجن تین لوک کے بہادروں پر بھاری ہے - اس سے سربر ہونا بالکل ناممکن ہے - ہاں اور پانڈووں کو اکیلا ایک دن ضرور زیچ کر سکو گے - بس ؟

یہ فرما کر ادھر مہادیوجی نظر سے غائب ہو گئے اور ادھر جیدرتھ اپنی راجدھانی میں آیا ؟

ادھیائے ۱۰۵

راجہ جیدرتھ کے ذکر میں سیتا ہرن کا تذکرہ - راون کمبھکرن وغیرہ کے مختصر حالات - تپسیا - بردان - محروم آزاری

مارکنڈے جی ابھی موجود تھے - راجہ جدھشٹر جب جیدرتھ کو رخصت کر چکے تو عرض کی مہاراج ! آپکی تو بڑی عمر ہے - بہت زمانہ دیکھ چکے سچ کہئیگا کہ مجھ سا بھی کوئی بدنصیب آپ نے آج تک دیکھا ؟

مارکنڈے رشی - آپ نے اپنی بدنصیبی کا یقین کیونکر کر لیا - میں تو سمجھتا ہوں

کہ آپ بڑے خوش نصیب ہیں ÷

راجہ جدھشٹر۔ خوش نصیبی تو ظاہر ہے۔ عیاں راچہ بیاں۔ صورت ببیں عالم مپرس۔ حالت منہ سے بول رہی ہے کہ خوش نصیبی کے کیسے اچھے سے اچھے پھن ہیں۔ پردیس اور جلاوطنی۔ سلطنت سے محرومی۔ صحرا نوردی آوارہ گردی سے بڑھ کر بدبختی کے آثار کون ہونگے۔ یہاں تو

رنج سہتے سہتے پتھر کا کلیجہ ہو گیا

آپ فرماتے ہیں کہ بڑے طالع ور ہو ÷

مارکنڈے۔ آپ غریب الوطنی کا صدمہ محسوس کرتے ہیں۔ وحشت بیابانی سے پریشان ہیں۔ یہ آپ کو ایک قسم کا مغالطہ ہے آپ اس وقت سکھ میں ہیں دکھ میں نہیں۔ دکھ تو جب ہوتا جب راج سنگھاسن پر بیٹھے ہوتے حکومت کا اندیشہ ہوتا اپنے کو ہیچ اور دیگرے نیست سمجھ کر مردم آزاری کرتے۔ پرمیشور کو نظر میں نہ لاتے آپ ایشور کی یاد میں مشغول رہتے ہیں اگر اسی کو آپ نے دکھ سمجھ رکھا ہے تب تو اور بات ورنہ میں تو اہل زمانہ سے آپ کو خوش نصیب ہی سمجھتا ہوں۔ دھرم کے کام میں کسی قسم کی تکلیف ہو جائے تو دکھ نہیں سمجھا جاتا ÷

راجہ جدھشٹر۔ آپ کے فرمانے کو میں نہیں ٹالتا مگر سوچئے تو کچھ مصیبت کی حد ہے۔ دروپدی جو پتی برتاؤں کی سرتاج۔ پنج کنیاؤں میں افضل۔ مہاراجہ دروپد کی راجکماری اگنی کنڈ سے پیدا ہو پانڈوؤں کی رانی کہلائے اُس پر یہ مصیبت کہ جنگلوں جنگلوں ماری پھرے۔ اس کو بھی جانے دیجئے۔ جیدرتھ کی شرارت آپ کو معلوم ہے۔ بھلا جو صدمہ دروپدی کے دل پر گزرا۔ اُس کا ہم یا آپ اندازہ بھی کر سکتے ہیں ÷

مارکنڈے۔ بس یہی۔ اسی پر آپ اپنی بدنصیبی کا رونا روتے ہیں واہ۔ سری جانکی جی کا نام تو آپ نے سُنا ہوگا۔ اُنہیں پرتھوی نے پیدا کیا تھا یا برہم بھگوان رامچندر کی مہارانی اور جگت کی ماتا تھیں۔ اُنہوں نے ۱۴ برس تک جنگل میں بسر کئے وہی ویدیہی جانکی جی جو ساکشات لکشمی تھیں جن کی ذات پر ودیہ یعنی راجہ جنک کو فخر تھا۔ ایسی مصیبت میں پھنسیں کہ خیال کرتے ہوئے ہوش

اُڑتے ہیں۔ لنکا کا راجہ راون اُنہیں ہر لے گیا قید میں رکھا۔ بدعتیں کیں تکلیفیں دیں۔ رامچندر جی اور جانکی جی کو جیسی جیسی تکلیفیں اُٹھانا پڑیں اُن کا حال آپ سُنیں تو دنگ رہ جائیں۔ آپ کے ساتھ اتنا قافلے کا قافلہ ہے۔ رتھ ہیں گھوڑے ہیں۔ قدر و منزلت کرنے والے ہیں۔ رامچندر جی کے ساتھ کون تھا اُن کے بھائی لکشمن یا مہارانی جانکی ننگے پاؤں تھے اور جنگلوں کی گشت۔ جانکی جی کو جو راون ہر لے گیا۔ اُس کا شجرہ حسب ذیل ہے

- برہما جی
  - سوایمبھو منو
  - پولست رشی
    - بے سرون
      - نل کوبیر
    - بے شروا
      - راکا، مالی، پشپوتکتا
        - بھبھیکن، راون، کمبھ کرن
        - ترسرا، دوکھن، کھر
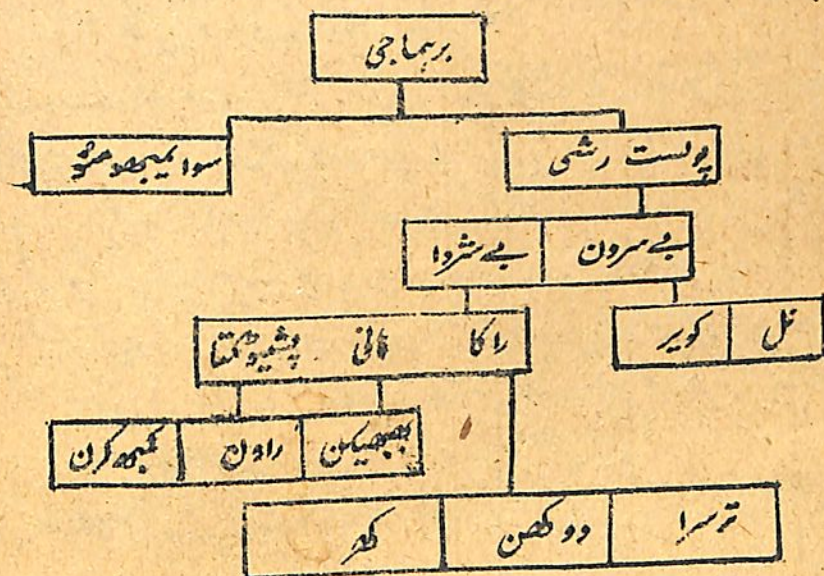
راجہ جدھشٹر۔ اگر تکلیف نہ ہو تو راون کا حال بیان فرمائیے کہ تھا کون علاوہ بریں مجھے سری رامچندر جی کے حالات سُننے کا بھی اشتیاق ہے +

مارکنڈے۔ برہما جی نے جہاں تمام خلقت کو لباس عنصری پہنایا وہاں دو فرزند بھی پیدا کئے (۱) سوایمبھو (۲) پولست۔ ثانی الذکر کی استری کا نام تھا اس کے بطن سے بے سرون کی ولادت ہوئی۔ بے سرون نے اپنے پتا پولست سے مفارقت اور برہما جی کی خدمت میں بود و باش اختیار کی پولست کو غصہ آیا اُنہوں نے بے سروا کو اس غرض سے پیدا کیا کہ بے سرون کو ترک رفاقت کا مزہ چکھائیں۔ برہما جی بے سرون سے بہت رضامند تھے اُنہوں نے اُس کو دولت کا مالک بنایا اور لوک پالوں میں شامل کر کے زندہ جاوید کر دیا۔ پھر رُدر جی کی خدمت میں باریاب کر کے

دو بیٹے بھی ولادے (۱) نل (۲) کوبیر۔ سومنے کی لنکا سکونت کے لئے عطا کی۔ پشپک بمان فرحمت فرمایا۔ یکشوں کی حکومت سپرد کی۔ بے شروا کو جب تپ کی طاقت حاصل ہوئی تو کوبیر سے خار کھانے لگا۔ کوبیر جی نے سوچا کہ عداوت سے نہ جانے اونٹ کس کل بیٹھے۔ اس لئے راکششوں کی تین شکیل و جمیل لڑکیاں پیش کر دیں ان کو ناچنے گانے میں بڑا کمال حاصل تھا۔ دھر گھنگھرو بجائے اور محفل لوٹ۔ ذرا گنگنائیں اور سامعین بے خود۔ ان تینوں زہرہ جبینوں نے پولست کی خوب خدمت کی۔ ہر وقت ہاتھ میں دل لئے رہتی تھیں۔ پولست جی خوش ہو گئے بے شروا کے ساتھ شادی کر کے بردان دیدیا کہ ایسے طاقتور بیٹے ہوں جن سے اہل دنیا کیا دیوتا بھی تھرا اٹھیں۔ شادی کے بعد نخل مواصلت بار آور ہوا اور حسب شجرہ متذکرہ بالا راون وغیرہ کی پیدائش ہوئی۔ ببھیکن ودھرم کی زندہ تصویر تھا راون نہایت عقلمند اور دنیا کے تمام شہزوروں کا سرتاج۔ کمبھ کرن مہیب صورت اور کوہ پیکر۔ مگر تیراندازی میں فرد۔ اور سُرپ نکھا دھرماتما لوگوں کی دشمن جانی تھی۔ جب وید کی تعلیم سے فارغ ہوئے تو گندھ مادن پربت پر بے شروا کی خدمت میں چلے گئے وہاں کوبیر جی کے ٹھاٹھ باٹ دیکھ کر ایسے جلے ایسا غصہ آیا کہ تپسیا کرنے کو جٹ گئے۔ راون اور کمبھ کرن نے ہزاروں برس تک ریاضت کی ایک پاؤں زمین پر تھا دوسرا گھٹنے پر۔ کھانا بالکل موقوف۔ صرف ہوا پر بسر۔ بیچ اگنی ہر وقت موجود۔ ببھیکن نے درختوں کی گری پڑی سوکھی ساکھی پتیوں پر کفایت کی اور ایشور کی یاد میں محو ہو گیا۔ رہ گئے کھر اور سپ نکھا انہوں نے راون و کمبھ کرن کی خدمت ہی سے عظمت سمجھی اور رات دن وہیں حاضر رہنے لگے راون و کمبھ کرن نے بڑے استقلال سے تپسیا کی جیسے محو رہے کہ آخر مہادیو جی اور برہما جی آئے اور کہا جو مانگو ابھی ملے صرف دائمی زندگی نہ مانگنا ٭

راون بہت کچھ چاہتا تھا اُس نے دس مرتبہ سر کاٹ کاٹ کر چڑھا دیا۔

دل میں یہ درڑھ تھی کہ دیکھیں منہ مانگی مراد کیونکر نہیں ملتی ٭

برہما جی کو بردان دینا پڑا کہ تمہارے دس سر منظور۔ جب چاہو گے دس سر ہو جائینگے۔ اور پھر لطف یہ کہ صورت خراب نہ معلوم ہوگی۔ جب مرضی ہو شکل

بے تکلف بدل لو- جو کوئی مقابلے میں آئے منہ کی کھائے +
راون- کیا دیوتا کیا گندھرب کیا یکش کیا راچھس کیا سرپ کیا کنہر کسی کے ہاتھ سے ہیں نہ مروں- یہ بردان دیجئے +
برہما جی- بہت اچھا یہی سہی- فقط انسان اور ریچھ بندر مستثنےٰ ہیں +
راون- اونہہ- آدمی اور ریچھ بندر بھی کوئی چیز ہیں جب دیوتا تک نہ جیت سکینگے تو یہ بھلا مچھر کس شمار قطار میں ہیں +
برہما جی اب کمبھ کرن سے مخاطب ہوئے کہ
بولو تم کیا چاہتے ہو +
کمبھ کرن- خوب زور خوب طاقت چھ مہینے کا خواب آرام +
برہما جی- تم بھی اطمینان رکھو جو مراد مانگی ہے سمجھو کہ مل گئی- یہ فرماکر اُنھوں نے بھبھیکن کی طرف دیکھا اور کہا کہ
تم اپنی کہو ڈالو کیا ہوس ہے ؟
بھبھیکن- ایشور کی بھگتی- دھرم کا پرتاب اور برہم استر ودیا میں کمال +
برہما جی- تم بھی تھے تو راچھس- اس بردان کا مطلق استحقاق نہ تھا مگر تم نے تپ کیا تمہارے دل میں ایشور کا دھیان ہے- اس لئے منہ مانگا بردان ہی نہیں دیتا بلکہ دوامی زندگی دیتا ہوں +
مارکنڈے جی حرف زن ہیں کہ شرداسکے تینوں مذکورہ بالا فرزند بردان پاکر خوش ہوگئے- راون کو زعم تھا اُس نے بردان کی کویر ہی پر آزمائش کی لنکا سے نکال باہر کیا- جب کویر جی نے گندھ مادن پربت پر قیام کیا وہ وہاں بھی سر ہوا پشپک بمان لیکر جان چھوڑی کویر جی کو غصہ آیا بددعا دے بیٹھے کہ تجھ کو تو سوار ہونے کی نوبت نہ آئیگی ہاں یہ وہ سوار ہوگا جو تیرا سر اڑائیگا- بھبھیکن کویر جی کی خدمت میں حاضر باش تھا اس کی کوئی بات دھرم سے خالی نہ تھی- لہذا کویر جی بہت خوش تھے- جوش عاطفت سے یکشوں اور راچھسوں کی سپہ سالاری کا عہدہ مرحمت فرمایا +
جب برہما جی کا بردان ہوگیا تب تو راون کی آنکھیں ہی بدل گئیں راج سنگھاسن پر بیٹھنا اور بھی غضب ہوگیا- سورگ تک کے دیوتاؤں- پاتال کے راچھسوں سے

لعل وجواہر حلق میں انگلی ڈال ڈال کر اگلوائے ایسا رنج کیا کہ تینوں لوکوں میں دہائی تہائی توبہ تلا مچ گئی - راون کے نام سے پرتھوی اور آکاش وہ نو کانپتے تھے +

ادھیائے ۱۰۶

راون کے مظالم سے دیوتاؤں کی پریشان حالی - برہما جی سے فریاد - رام اوتار - بسوامتر کی رفاقت - سری جانکی جی کا سوئمبر - شادی - راج گدی کی تجویز

مارکنڈے جی رام اوتار کے ذکر میں یوں گوہر افشاں ہیں کہ

راون بردان پاکر انسانیت سے خارج ہوگیا آسمان سر پر اُٹھالیا زمین بارگناہ سے کچلنے لگی - دیوتاؤں نے برہما جی سے فریاد کی - جواب ملا +

اچھا بے فکر رہو اچھی طرح گوشمالی کی جائیگی - دیوتا گندھرب وغیرہ کے ہاتھ سے اُس کی موت نہیں - انسان اور جانور البتہ مار سکتے ہیں - پس آپ لوگ ریچھ بندر بنیں - وشنو بھگوان کا انسانی قالب میں ظہور ہوگا - دیوتاؤں کو ڈھارس ہوئی ریچھ بندروں کا لباس عنصری پہنکر دنیا میں آئے سری رام چندر جی نے اجودھیا کو پرتو انوار سے منور کیا - راجہ دسرتھ کی تین پٹرانیاں تھیں اور اولاد کی ہوس میں اور بھی بہت بیاہ کئے - لیکن چراغ خاندان روشن نہ ہُوا تاج سلطنت بے نگیں رہا - آخر یگیہ کیا - شرنگی رشی کی توجہ سے چار بیٹے ہوئے - کوشلیا جی کے بطن مبارک سے سری رام چندر جی - کیکئی کے بطن سے بھرت - سُمترا کے بطن سے لکشمن اور سترہن - بے چراغ گھران چاروں کے ظہور سے جگمگ جگمگ کرنے لگا - کھیل کود کی دلچسپیاں ماں باپ کے کلیجوں کو جو سکھ دیتی تھیں ان کا عشر عشیر بھی بیان کرنا مشکل ہے چاروں بھائیوں نے خوب تعلیم حاصل کی دید از - شاستر حفظ - شستر و دیا میں بھی وہ کمال حاصل ہُوا کہ دور تک نام پھیل گیا - بسوامتر جی بڑے کامل رشی

تھے ان کو جپ تپ سے کام تھا یا یگیہ سے۔ چنانچہ جب یہ یگیہ کرنے بیٹھتے یاپچ سُباہو اور تاڑکا کی شرارتوں سے ناک میں دم ہو جاتا۔ بسوامتر جی سوچے کہ سیدھی انگلیوں گھی نکلیگا یہ باتوں کے بھوت نہیں۔ لاتوں کے بھوت ہیں۔ بس اجودھیا میں آئے راجہ دسرتھ سے کہاکہ رام لکشمن کو ساتھ کردو۔ راجہ نے بہت انکار کیا مگر مجبوراً حرفِ سوال پورا کرنا پڑا۔ رام لکشمن بسوامتر کے ساتھ گئے سباہو تاڑکا کو نشانۂ تیر کیا۔ ماریچ کو سمندر کے کنارے پھینکا۔ پھر اپنی خاکِ قدم سے گوتم رشی کی استری کو مکتی دی جو اپنے شوہر کے سراپ سے پتھر ہو گئی تھی۔ انہیں دنوں میں جنکپور کے عالیشان سوئمبر کی خبر گرم ہوئی۔ راجہ جنک نے عہد کیا تھا کہ جو شو کا دھنک توڑے اُسی کے ساتھ سیتا جانکی جی کا بیاہ کردونگا۔ جنک پور میں راجوں مہاراجوں کی بھیڑ لگ گئی تمام دنیا کے شورپیر جمع ہو گئے مگر دھنک ٹوٹا تو صرف رامچندر جی کے ہاتھ سے۔ سیتا جی نے جیمال پہنائی۔ راجہ دسرتھ برات لائے اور بڑی دھوم دھام سے شادی ہوئی بھرت لکشمن۔ سترہن کا بھی وہیں بیاہ ہوا۔ شادی کے بعد راجہ دسرتھ نے کاروبار سلطنت سے کنارہ کشی منظور کی اور رامچندر جی کے راج تلک کی تیاریاں شروع ہوئیں*

ادھیائے ۱۰۷

راج گدی کے رنگ میں بھنگ منتھرا کی لگائی بجھائی کیکئی کی ہٹ۔ رامچندر جی کا بن باس۔ جانکی جی کی ہمراہی لکشمن جی کی رفاقت

اجودھیا میں راج تلک کے خوب ٹھاٹھ ہوئے۔ سارا شہر ایک دن میں گلزار ہو گیا چوتھی کی دُلہن کا سنگار اجودھیا کی سجاوٹ سے گرد تھا۔ منتھرا کیکئی کی لونڈی یہ دھوم دھام دیکھکر جل اُٹھی کیکئی کو جگایا خوب روئی پیٹی کہ جب رامچندر کو راج تلک مل گیا تو تمہارے اور بھرت کے واسطے کیا رہ گیا۔ موقع ہاتھ سے جانے نہ دو اپنے وعدے پورے کرالو

ورنہ پھر سر پر ہاتھ رکھ کر رونے اور کفِ افسوس ملنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ایک موقع پر راچھسوں کی لڑائی میں۔ کیکئی نے دسرتھ کی جان بچائی تھی راجہ دسرتھ نے کہا تھا کہ دو بردان مانگ۔ تو کیکئی نے کہا تھا کہ جب جی چاہیگا مانگ لونگی۔ اسی وعدے کی یاد دلا کر دُسں نے کیکئی کو ایسی پٹی پڑھادی کہ وہ راجہ دسرتھ کے سر ہو گئی ایسے ہٹ پن کئے کہ راجہ دسرتھ کے ہنائے کچھ نہ بنی لاکھ منت سماجت کی۔ روئے دھوئے مگر کیکئی اپنی ہی ملنے گئی۔ ہٹ پر اڑی رہی کہ بھرت کو راج ہو اور رامچندر کو بن باس۔ صبح کو رامچندر جی آئے جو ہیں راجہ دسرتھ کے پرَن کا حال سُنا خود ہی کمر کس کے کھڑے ہو گئے۔ کوشلیا اور لچھمن جی نے بہت روکا مگر ماتا کیکئی کی رضا جوئی اور پتا کے قول رکھنے کو دنیوی آرام و آسائش پر ترجیح دی۔ تخت سلطنت پر لات مار کر جنگل کو چل پڑے۔ جانکی جی نے شوہر کی خدمتگذاری کو لطفِ زندگی سمجھ کر قدموں میں رہنا منظور کیا اور سری لکشمن جی نے خون سے رفاقت گوارا کی۔ یا تو راج تلک کی خوشی تھی یا اجودھیا بھر میں ماتم چھا گیا۔ رامچندر کی سعادتمندی۔ جانکی جی کے پتی برت دھرم اور لکشمن جی کی وفاداری کی تعریفیں ہوتی تھیں۔ کیکئی کو ہر شخص بُرا کہتا تھا۔ منتھرا پر تو لعنت ملامت کی بوچھاڑ رہی تھی +

ادھیائے ۱۰۸

راجہ دسرتھ کی وفات۔ نانہال سے بھرت و سترہن کی آمد۔ رامچندر جی کو واپس لانے کے تشریف بری چترکوٹ پر ملاقات۔ ناکام واپسی

سری رامچندر جی سرنگ۔ پور پہنچے تھے کہ راجہ دسرتھ نے صدمۂ فراق میں تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیا۔ لاش حفاظت سے رکھ چھوڑی گئی۔ بھرت اور سترہن نانہال سے بلائے گئے وہ آئے تو اجودھیا سونی پائی۔ باپ کی وفات۔ سری رامچندر وغیرہ کی جدائی کا دو رنج ہؤا کہ زندگی حرام سمجھے۔ کیکئی کو بہت بُرا بھلا کہا۔ باپ کی کریاکرم کرکے

سری رامچندر جی کو منانے کے لئے روانہ ہوئے۔ چترکوٹ پر ملاقات ہوئی منت وسماجت سے واپس لانا چاہا مگر سری رامچندر جی کا یہی قول رہا کہ "والدین کی رضا جوئی سے میں حیلتاً وصراحتاً گریز کروں جیتے جی ممکن نہیں ماتا کیکئی کا حکم جان کے ساتھ پتاجی کا پرن پران کے ساتھ"۔ بہت گفت وشنید ہوئی۔ ہر ایک نے منطق لڑائی۔ مگر وہاں جوش سعادت میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ بھرت جی کو اپنی کھڑاؤں دیکر رخصت کیا اور فرمانروائی کی ہدایت کی۔ بھرت جی نے کھڑاؤں تخت سلطنت پر رکھیں۔ خود نندی گرام میں قیام کیا اور ان کھڑاؤں کی پرستش کرتے تھے اور ماتاؤں کی خدمت۔ باقی راتدن رام نام رٹنے میں گزرتا تھا

ادھیائے ۱۰۹

رامچندر جی کی رشیوں سے ملاقات۔ انسویا اور جانکی جی کی گفتگو۔ پتی برت دھرم کی عظمت۔ پنچ وٹی میں قیام۔ شُپ نکھا کی شرارت۔ سزایابی کھر ودوکھن کا قتل سیتاہرن

سری رامچندر جی نے چترکوٹ پر عرصے تک قیام کیا۔ رشیوں منیوں سے خوب صحبت رہی۔ انسویا جی بڑی پتی برتا تھیں وہ جانکی جی کے پتی برت دھرم سے ایسی خوش ہوئیں کہ ایسی پوشاک دی جو ہمیشہ صاف وشفاف رہے جانکی جی نے کوشلیا جی کو جن خیالات سے معقول کر کے بن باس کی اجازت لی وہ گوش گزار کئے انسویا جی نے ساتھ ہی اور اُپدیش کیا چنانچہ خاکسار مترجم اُن مطالب کو ذیل کے دوہوں میں نذر ناظرین کرتا ہے۔

پتی برت دھرم کی مہماں سیتا جی کی زبانی

مائی موہے سوامی بیوگ نہ بھاوے

انترہ۔ تیا پیا بنا۔ تن جیا بنا۔ گھر دیا بنا نہ سہاوے

(شعر) نہ ہو گر آشیانہ اے اُفق بلبل کا پھولوں میں
تو پھر کیا چاہے کانٹوں میں رہے چاہے ببولوں میں

(۱۱) قمر بے نور اچھا اور انگوٹھی بے نگیں اچھی
جدا جو اپنے شوہر سے ہے وہ عورت نہیں اچھی

جب دل آرام نہیں۔ عیش کا نام نہیں۔ گھر سے کچھ کام نہیں۔ بن میں آرام نہیں

(شعر) جوہری جس کا نہیں دُرِّ عدن ہی کیا ہے
باغباں جس کا نہیں وہ چمن ہی کیا ہے

نہیں پران برہ میں نہ جاوے۔ (مائی موہے سوامی بیوگ نہ بھاوے)

دوہے

گھر میں ناری نر بنا۔ کر ناری بن ہوئے
(عورت) (خاوند) (ہاتھ) (نبض)
پران گئے پر لوتھ کو۔ اُفق نہ پوچھت کوئے
(لاش)

جب لگ پریتم سنگ ہے تریا من ہریائے
(عورت)
اُفق چھوڑاتے برکش سے۔ لتا جات مرجھائے
(درخت) (بیل)

جیا بنا تن چھین ہے جو پتنی پیا ہین
(استری) (بغیر خاوند کے)
برہ اگن میں جل مرت۔ جیسے جل بن مین
(جدائی) (مچھلی)

نر ناری کو سیس ہے۔ ناری نر کی دیہہ
(خاوند) (عورت) (سر)
دیہہ نہیں جب سیس نہیں۔ یا میں نہیں سندیہہ

نر بن ناری جائے یانی بن دریاؤ + ڈوبت ہے منجھدھار بیچ۔ بن کھیوٹ کی ناؤ

ناری وہی جو رہت ہے پتی چرن میں لین + مثل چرن کی پریت جل۔ تاکی چھین مین

مدھکر جیون کمل بن۔ کنول بنا تالاؤ +
(بھنورا) (زندگی) تالاب
نرپتنی پریہ پیا بن۔ مرہم کے بن گھاؤ

ناری جب لگ ہاتھ میں۔ تب لگ تن میں جیو
(نبض)
جیون ہیٹار کا سکے۔ کس ناری بن پیو
(عورت) (خاوند)

جیا گھاٹ پیا برہ ہے۔ یا میں نہیں کچھ جھوٹ + بھئی راکھ جر برستی۔ پتی چرن سے چھوٹ

جیسے دن دنکر بنا جیسے نشی بن چند + تیسے پتنی پتی بنا تیسے تیرور بن کند
(سورج) (رات) (درخت) (جڑ)

پتی برت دھرم کی مہماں انسویا جی کی زبانی

دوہے

جب تپ سب سے اودھکا ہے ناری پتی برت دھرم
(بڑھکر)
جُلبتی کو پی بھگتی بن - وہ جو اُفق تھیں کرم
(عورت) (دوسرا)
چاہے ایشور نہ بھجے تیا پیا کا نہہ
جو پتنی پت پد تجے - وا ہے ٹھوہ کہوں نا تُو

تیاکو پیا جیا تُل ہے - جل - بُد وہ - بدیا رہین
(عورت) (برابر)
ساگر جل بن یکچ ماں - بیان بچاوت رہین

ناری تن کی کھان ہے تر ناری کو پران
ناری کو جب بیران نہیں - پھر کہاں تن کی کھان (نکھٹو)
پتی برتا جگت ماں - پتی بنا نہیں کوئی
پریت نکھٹو کہت نہیں چاہے ٹرپت ہوئی
پتی بھگتی سے جو گتی جانت جنتی نا نہہ
برہما ہو کی جگتی ہے مکتی نہیں جگ مانہہ
ناری کو جیون سپھل - جب ہو آگیا پال
پتی آگیا تیاگیو - بھیو ستی کو کال
نگوری کینو آکر تپ - پت پد کو اُودھار
(پاربتی)

تا کی مہماں اُفق یہ پوجے سب سنسار
پتی چرن جو سر دھرے - وہی ناری سرتاج
تج پت کی سیوا بنا - پر بھو بھگتی کس کاج

پت برتا تیا کو نہیں جگت پتی سمان
جیون داتا ہے تو کیا - جب نہیں تن میں پران
پت نے رکھے پت رہے پت نہیں بن پت نیہ۔
پتی دیا بن ہے اُفق - تیا جسم ننگی دیہ

سری رامچندر جی سب رشیوں منیوں سے مل کر پھر تیج ونی میں مقیم ہوئے وہاں کھر دوکھن کا راج تھا۔ ایک دن اُس کی بہن سُوپ نکھا آئی طلسم و نیرنگ سے وہ صورت بنائی کہ دیکھنے والا لوٹ پوٹ ہو جائے۔ سری رامچندر جی سے درخواست کی کہ شادی کر لو تم پر دل آگیا ہے ورنہ نہ جانے کتنے راجے مہاراجے اشتیاق میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گئے۔ سری رامچندر جی نے کہا میں مجبور ہوں۔ دیکھو سیتا جی موجود ہیں تمہاری درخواست منظور نہیں کر سکتا۔ ہاں لکشمن جی آزاد ہیں وہ شاید تمہاری آرزو پوری کر سکیں سُوپ نکھا

جل اُٹھی۔ ایسی خوفناک صورت بنائی کہ دیکھتے ہی انسان کی رُوح قبض ہو جائے لکشمن جی شرارت دیکھ کر جھپٹے اور ناک کا صفایا بول دیا۔ وہ روتی چلاتی کھر دوکھن کے پاس گئی راچھس لڑنے آئے۔ رامچندر جی نے اکیلا ان کو اور ان کے چودہ ہزار راچھسوں کو مار کے ڈال دیا۔ سُپ نکھا وہاں سے بھاگی راون کے پاس آئی خوب دوہائی کھینچی راون سیدھا ماریچ کے یہاں آیا۔ اور کہا کہ جادو کے کرتب اور ہرن بن کر چھلاوے دکھاؤ۔ وہ رامچندر جی کے ہاتھ کی مار کھا چکا تھا۔ پہلے تو کانوں پر ہاتھ رکھے آخر راون کی دھمکیوں سے مجبور ہُوا۔ ماریچ ہرن کی شکل میں سیتا جی کے سامنے آیا خوب چوکڑیاں بھریں چھلاوے پر چھلاوے دکھا ہے۔ جانکی جی ہرن کی گرفتاری کے لئے پربضد ہوئیں۔ رامچندر جی مجبور گئے اور تھوڑی دور پر شکار جیت کیا ماریچ مرتے وقت چلایا +

بھائی لکشمن دوڑو۔ جان پر بنی ہے۔ دم نکلنے میں کچھ کسر نہیں +

سیتا جی آواز سُنکر گھبرائیں لکشمن جی کو زبردستی بھیجا لکشمن جی کسی طرح نہ جاتے تھے آخر مجبوری سے چلے اور چلتے وقت جانکی جی کو ایک کُنڈلی میں بٹھا گئے ہدایت کر دی کہ کچھ ہو جائے قدم باہر نہ نکالئے گا۔ راون نے میدان خالی پایا فقیرانہ بھیس میں آیا اور بھکشا مانگی۔ جانکی جی نے کنڈلی کے اندر سے پھول پھل پیش کئے راون نے بندھی بھکشا لینے سے انکار کیا اور ایسے ایسے طعنے دئے کہ سیتا جی حلقے سے باہر نکل آئیں۔ راون کے دل میں دغا تھی وہ اُٹھا کر بھاگا جانکی جی روئیں چلائیں مگر کیا ہوتا ہے۔ راستے میں گدھ جٹایو نے روک اڑائی ہوئی۔ دونوں نے خوب جوہر شجاعت دکھانے پہلے جٹایو ور رہا خوب راون کی گت بنائی آخر میں زخموں سے ادھ مرا ہو گیا۔ راون پھر ہوا ہُوا۔ جانکی جگہ جگہ اپنا زیور پھینکتی جاتی تھیں تاکہ رامچندر جی تلاش میں آئیں تو نشان ملتا رہے پنپا پور پر سگریو اور ہنومان جی نظر آئے وہاں ایک زرد دوپٹہ پھینک دیا مگر راون ہوا کے گھوڑوں پر سوار تھا نہ کچھ گریہ زاری سُنی نہ ذرا رحم آیا سیدھا لنکا میں پہنچا اور وہاں جانکی جی کو اشوک باٹکا میں قید کر کے راچھسوں کا ایسا سنگین پہرہ مقرر کر دیا کہ ہوا بھی گزر نہ سکے +

ادھیائے ۱۱۰

رام چندر جی کی واپسی سیتا ہرن کے رنج وغم میں آوارہ گردی۔ گدھ جٹایو کی وفات۔ سری رامچندر جی کی سیوری کے مکان میں رونق افروزی۔ کبندھ راچھس کی شرارت بعدہٗ عجز و انکسار

سری رامچندر جی جب ہرن کو لئے ہوئے شکار سے واپس لوٹے راہ میں لکشمن جی کو آتے دیکھا پوچھا کہ جانکی جی کو اکیلا چھوڑ دینا کیسا انہوں نے سارا حال سنایا۔ رامچندر جی کھٹک گئے کہ ضرور کچھ خرابی پیش آئی۔ پنچ وٹی میں پہنچے تو سیتا جی ندارد۔ جان اُڑ گئی۔ ہر طرف ڈھونڈا۔ جگہ جگہ تلاش کی مگر سیتا جی کا پتہ نہ ملا۔ دل پر جو صدمہ گزرا کون بیان کر سکتا ہے۔ ٹٹولتے کھوجتے ڈھونڈتے چلے۔ تو جٹایو گدھ زمین پر جاں بلب نظر آیا۔ اُس نے سب کیفیت سُنائی اور دم توڑ دیا ؎

سری رامچندر جی بھگتی پر فریفتہ ہو گئے اپنے بھگت کے غم میں آٹھ آٹھ آنسو روئے کریا کرم کی۔ وہاں سے رشیوں کے درشن کرتے جانکی جی کا پتہ نشان پوچھتے سیوری کے مکان پر پہنچے۔ سیوری رام بھگت تھی صدہا برس انتظار میں گزر گئے تھے پھل لے کر حاضر ہوئی۔ اپنی حیثیت کے موافق اچھی طرح خاطر تواضع کی۔ سری رام چندر جی اس سے رخصت ہو کر آگے بڑھے تو کبندھ راچھس سد راہ ہوا۔ لکشمن جی مقابلے کو آئے تو بغل میں داب کے لے چلا۔

رامچندر جی کے تیروں نے اچھی طرح خبر لی تو راچھس گندھرب بن گیا۔ لکشمن جی کو چھوڑ کر دست بستہ عرض کی کہ

میں بسوا سو گندھرب ہوں۔ برہما جی کو گانا سناتے سناتے وہ نخوت ہو گئی کہ بس سمجھ لیا کہ کل دنیا کے سب اہل کمال ہیچ۔ برہما جی ناخوش ہوئے زبان ہلاتے ہی مجھ کو راچھس بنا دیا۔ سراپ نے میرا سارا نقشہ کر دیا تمام ہیکڑی گرد برد ہو گئی۔ ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ آپ نے مکڑی کے چور کو کٹاری سے مار ڈالا آخر نجات کی کوئی سبیل۔ جواب ملا کہ سری رامچندر جی کے درشنوں سے سب پاپ کٹ جائینگے۔ ایشور کا ہزار ہزار شکر کہ آج ستارہ چمکا۔ قسمت نے کروٹ بدلی آپ کے قدم دیکھنا نصیب ہوئے۔ آپ مہارانی جانکی کی تلاش میں سرگرداں ہیں گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ یہاں سے تھوڑی دور پنپا سر (تالاب) ہے وہاں سگریو اور ہنومان جی ملینگے اُن کو سب کچھ حال معلوم ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کی رفاقت میں ضرور جان و مال سے حاضر ہونگے۔ گندھرب تو یہ کہکر آکاش کو روانہ ہو گیا اور سری رامچندر جی آگے بڑھے +

ادھیائے ۱۱۱

رامچندر جی و لکشمن کی ہنومان جی اور سگریو سے ملاقات بالی کا قتل۔ سگریو کی تخت نشینی

سری رامچندر جی جانکی جی کی تلاش میں پنپا سر پہنچے۔ سگریو اپنے بھائی بالی کے خوف سے اس مقام پر روپوش تھا۔ سمجھا کہ جاسوس آ رہے ہیں گھبرایا اور ہنومان جی کو اس غرض سے روانہ کیا کہ پوچھیں کون ہیں کہاں سے آئے ہیں یہاں کیا کام ہے؟

ہنومان جی برہمن کا روپ رکھ کر پہنچے بڑے تپاک سے ملے دریافت کیا کہ آپ ایشور ہیں سدیوتا ہیں۔ کون ہیں۔ دل کہتا ہے کہ آپ انسان نہیں

برہنہ پائی کی تکلیف کیوں منظور خاطر ہوئی۔ صحرا نوردی کا سبب؟

سری رامچندر جی ۔ راجہ دسرتھ کے بیٹے ہیں۔ اجودھیا میں گھر ہے۔ سب لوگ رام لکشمن کہکر پکارتے ہیں۔ باپ کا بچن اور ماتا کیکئی کی ہٹ رکھنے کے لئے تخت و تاج چھوڑ کر بن کو آئے۔ وید یہی جانکی راجہ جنک کی راجکماری بھی ساتھ تھیں اُن کو کوئی راچھس ہرے گیا۔ اُن کی تلاش ہم کو یہاں بھی لے آئی ہمارا تو اتنا ہی حال تھا اب مہربانی کر کے تم بتاؤ کہ کون ہو؟

مہابیر جی ۔ لوگ انجنی نندن کیسری پُتر۔ پون کمار کہتے ہیں۔ سگریو بندروں کے راجہ کی رفاقت میں بسر ہوتی ہے۔ ہوں تو تمام زمانے سے بڑھ کر پاپی لیکن جل کو دشنو بھگوان کے چرنوں سے خاص الفت رہتی ہے۔ اس وقت میں نے آپ کو دیکھا تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس کو مدتوں سے دل کی آنکھیں ڈھونڈھتی تھیں وہی نظر کے سامنے موجود ہو گیا ہے۔ ضرور آپ وہی ہیں جس کے درشن کو آنکھیں ترس رہی تھیں۔ اس لئے درخواست ہے کہ خدمت میں قبول کیجئے قیامگاہ پر چلئے۔ وہاں بندروں کے راجہ سگریو سے بھی ملاقات ہوگی۔ سگریو چھوٹا بھائی ہے اور بالی بڑا۔ بالی کی طاقت کا کیا ٹھکانا جو لڑے آدھا زور اُس کا بھی کھینچ لے۔ اسی لئے کوئی اُس سے سر بر نہیں ہو سکتا۔ ایک مرتبہ دوندبی راچھس سے مقابلہ ہو گیا خوب لڑائی ہوئی آخر دوندبی بھاگا تو پہاڑ کی کھوہ میں جان بچائی۔ بالی نے پیچھا کیا تو چھ مہینے تک کچھ خبر نہ ملی۔ آخر قوم والوں نے سگریو کو تخت پر بٹھا دیا اور بالی سے قطعی طور پر مایوس ہو گئے۔ کچھ دنوں بعد بالی آیا دیکھا کہ سگریو مالک تخت و تاج بن بیٹھا مارے غصے کے آگ ہو گیا سب مال و متاع ضبط کر کے جورو بھی اپنے محل میں داخل کی اور سگریو کو مار پیٹ کے نکال دیا۔ چلئے اُس سے ملئے آپ اُس کی مشکل کشائی کریں وہ آپ کی رفاقت کریگا۔

ہنومان جی سری رامچندر جی و لکشمن جی کو سگریو کے پاس لے گئے۔ سگریو نے آنکھیں بچھاویں پلکیں فرش کیں۔ جانکی جی کا پھینکا ہوا دوپٹہ دکھایا اپنی سرگذشت کہی ہمدردی درخواست کی طاقت کا امتحان لیا۔ رامچندر جی کی ہدایت سے بالی کے مقابلے کو گیا کشتی ہوئی پہلے دفعہ سگریو بھاگا۔ دوبارہ عین کشتی کے

وقت رامچندر جی نے تیر مار کر بالی کو خاک پر لٹا دیا بالی نے شکایت کی - واہ آپ اچھے سروپیاپی جگدیشور ہیں کہ بیگناہوں کو مارنے سے بھی پرہیز نہیں - سگریو نے کیا چھیتین تکے بھنائے اور میں نے کیا کانٹے بوئے تھے کہ اس کے کہنے سے مجھے نشانۂ تیر بنایا - آپ کو جانکی جی کی تلاش یہاں لائی تھی اگر آپ مجھ سے جھوٹوں کہہ دیتے تو راون لنکا سمیت یہیں ہوتا - اکیلی جانکی جی کو لانا کون بڑی بات تھی - جو راون کئی مہینوں تک میری بغل میں دبا رہا اس کی حقیقت ہی کیا ہے مگر خیر جو شدنی تھا ہو گیا شکایت فضول +

سری رامچندر جی - بس کبھی تم پر تیر نہ چلاتا مجھ کو غصہ صرف اس بات پر آیا کہ تم نے اپنی چھوٹی بھاوج کی عصمت کا پاس و لحاظ نہ کیا - بھاوج - بہو - بہن کی طرف بد نگاہی کرنے والے کو فوراً مار ڈالنے کا حکم ہے طرح دینا ادھرم - مگر اب مجھے رحم آتا ہے کہو تو ابھی اچھا کر دوں +

بالی - بس معاف رکھئے میں چند روزہ زندگی کا لالچی نہیں - تمام رشی منی ہزار ہا برس تپ کرتے کرتے مرجاتے ہیں مگر اور تو اور منہ سے رام کا نام نہیں نکلتا میں ایسا خوش نصیب کہ دم ہونٹوں پر ہے اور بھگوان رامچندر آنکھوں کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں اس مبارک موقع کو چھوڑ کر میں جینے کی ہوس کروں زندگی پر تف ہے +

یہ کہتے ہی بالی نے دم توڑ دیا - سگریو کو تخت حکومت حاصل ہوا انگدنے خلعت ولیعہدی پہنا - جانکی جی کی تلاش کے واسطے شرطیں ہوئیں + برسات کا موسم شروع ہو گیا تھا اس لئے چار ماہ تک سری رامچندر جی اور لکشمن جی پربرکھن پہاڑ پر مقیم ہوئے اور پنپا پور میں سگریو کے نام کا ڈنکا بجنے لگا +

ادھیائے ۱۱۲

برسات کا موسم اور پربرکھن پربت پر رامچندر جی کی بود و باش

برسات کا موسم ہے کالے بادل گھر آتے برستے اور برس کر کھل جاتے ہیں

گھٹائیں جھومتی ہوئی اُٹھتی ہیں۔ پُھہار پڑتی ہے۔ دونگڑا برستا ہے جھڑی لگتی ہے رات اور دن میں فرق نہیں معلوم ہوتا۔ دن کو جس وقت کوندھا لپکا آنکھیں کھل گئیں بجلی چمکی نظر میں نور آگیا۔ ہر طرف جل تھل۔ جگہ جگہ پانی ہی پانی۔ ندی نالے اُبلے پڑتے ہیں۔ جھڑیوں کا زور و شور طوفان کے تھپیڑوں کو مات کرتا ہے۔ ہر طرف سبزہ زار جگہ جگہ خود رو پودوں کی بہار۔ پرندوں کی مستی۔ جانوروں کی خود پرستی۔ پھولوں کی عنبر فشانی غنچوں کی خندہ دہانی۔ ہوا کی مشک بیزی۔ نسیم کی عطر آمیزی کس کس بات کا ذکر کیا جائے کون کون لطف معرض تحریر میں آئے ایسا موسم دلآویز ایسی فصل فرحت خیز اس میں سری رامچندر جی کو جانکی جی کی جدائی کا صدمہ۔ فراق کا غم۔ جہاں بجلی چمکتی دیکھی کلیجہ تڑپ اُٹھا رعد کی چمک وہ ہوئی کہ دل آٹھ آٹھ آنسو رو کر آنکھ کی راہ سے بہہ گیا جس وقت اُتر سے کالے کالے بادل اُمنڈ اُمنڈ کر دکن کی طرف ہوا پر سنسناتے ہوئے جاتے دل پکار پکار کر کہتا کہ ! جانکی جی کو ہماری اشکباری کا نمونہ دکھا دینا۔ بجلی سے پیغام ہوتا ذرا کان میں کہدینا کہ راون کے پشپک بوان پر سوار ہو کر چل کھڑی ہوں حرف ایک مرتبہ صورت دکھا جائیں پھر اختیار ہے +

لچھمن جی سے باتیں ہوتی تھیں کہ دیکھو اپنی اپنی قسمت ہے۔ میں یہاں تڑپ رہا ہوں۔ جانکی جی وہاں بلک رہی ہونگی۔ جن میں سب کچھ دست قدرت اُن کی بیبسی اور پرندوں کو یہ آزادی کہ اپنے اپنے جوڑوں کو ساتھ لئے ہوئے بے غل غش موجیں اُڑاتے چین کرتے ہیں یہ بھی ڈر نہیں کہ کوئی شکاری تاک میں نہ ہو۔ کہیں کمپے میں نہ پھنس جائیں جال سے سامنا نہ ہو جائے +

ایک روز گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی کالے کالے بادل ننھے ننھے موتی پڑ رہے تھے ٹھنڈی ہوا پھولوں کی خوشبو سے دماغوں کو معطر کر رہی تھی کوئل کی کوک اور پپیہے کی پکار سے دل کھینچا جاتا تھا کہ ایک مور ناچتا ہوا سری رامچندر جی کے قریب آگیا جوش مستی میں چنگھاڑتے اور گرجنے کے سوا کچھ اور دھن ہی نہ تھی۔ رہ رہ کر وہ آواز لگاتا تھا جس سے مینہ کی آرزو معلوم ہوتی تھی سری رامچندر جی نے کہا:-

رات بھر جھڑی لگی رہی اس وقت تک مینہ کا تار بندھا ہے اور پھر بھی تری

سیری نہیں ہوتی۔ مینہ مینہ پکارے جاتا ہے بھلا اس گلا پھاڑنے سے حاصل
ان کالی اودی گھٹاؤں سے تجھے بھیگنے کے سوا اور کیا فائدہ ہوگا؟

مور۔ آپ کا سوال کچھ عجیب سا ہے ذرا یہ تو فرمائیے۔ سورج کنول کو۔ چاند چکور کو
چراغ پتنگے کو کیا دیتا ہے اور جانے دیجئے آپ اپنی ہی کہئے جانکی جی کی یاد
آپ کو کیا دے دیتی ہے آپ جانتے ہیں کہ نہیں ملینگی مگر ہر وقت دھن وہی بندھی
رہتی ہے۔ حضرت سلامت یہ کچھ بات نہیں دل کی لگی بُری ہوتی ہے ؛

رامچندر جی مور کے اس جواب سے سکتے میں ہو گئے۔ لچھمن جی سے بولے
سُنا مور نے کیا کہا۔ میری تو زبان بند ہو گئی۔ سچ کہتا ہے کہ دل کی لگی بُری
ہوتی ہے ؛

ادھیائے ۱۱۳

سری رامچندر جی اور سری لکشمن جی
کا پہاڑ پر قیام۔ کار آمد پند و نصائح

سری رامچندر جی نے چار مہینے پربرکھن پہاڑ پر کاٹے دونو بھائیوں کو یا تو
جانکی جی کی یاد سے کچھ کام تھا یا کچھ دھرم کی باتوں سے چنانچہ ایک روز باتوں
باتوں میں سری رامچندر جی نے لکشمن جی کے دل پر نقش کیا کہ

بھائی محبت بُری چیز ہے جہاں اس کے پھندے میں آدمی پھنسا بس
کہیں کا نہ رہا۔ نہ اپنے بیگانوں کی حیا نہ چار آنکھوں کی شرم۔ اس میں شک نہیں
کہ کام۔ کرودھ۔ موہ۔ لوبھ یعنی ہوائے نفسانی۔ غصہ۔ جوش عشق۔ لالچ غرور
پانچوں کے پانچوں انسان کے جانی دشمن ہیں مگر موہ کمبخت ایسا قاتل عام ہے
کہ کیا انسان کیا حیوان۔ کیا چرند کیا پرند کسی کو نہیں چھوڑتا سب کو ایک لاٹھی سے
ہانکتا ہے۔ اس کے نزدیک سب دھان بارہ پنسیری ہیں رشیوں منیوں نے ان
پانچوں پر حاکم بننے کی ہدایت کی ہے جو ان کے قابو میں نہ آیا اس نے ترلوک جیت لیا

دنیا کیا چیز ہے جو نفس پرور ہیں۔ جنہوں نے غصہ کو زیر کر لیا ہے جو سنگ دنیا نہیں جن کو صبر و قناعت سے کام ہے جن پر غرور کا بھوت سوار نہیں وہی انسان ہیں انہیں کی دنیا میں نیکنامی ہے اُنہیں کو چند روزہ زندگی کا لطف ہے دنیا میں دو ہی چیزیں ہیں ایک نیکنامی دوسری بدنامی۔ عمر ختم ہو جاتی ہے۔ وقت کسی نہ کسی طرح گزر جاتا ہے۔ رہ جاتا ہے تو کیا وہی اچھا یا بُرا کام جو رمز شناس ہیں جو معاملہ فہم ہیں وہ اہل دنیا سے موہ نہیں کرتے۔ وہ دل لگاتے ہیں تو صرف ایک پرمیشور پرماتما سے۔ جو دنیا کی محبت میں اندھے رہتے ہیں اُن کو چوراسی لاکھ جون بھگتنے اور ہر جنم میں قسمت کو روتے گزرتی ہے۔ جس وقت اُن کے سر پر جمدوت سوار ہوتے ہیں تو کیا فائدہ ہوتا ہے۔ کچھ بھی نہیں۔ بیٹا الگ کتراتا ہے۔ جورو الگ کنائی کاٹتی ہے۔ بھائی بند جدا کاندھی دیتے ہیں۔ مرنے والے کی عجیب ہی مٹی خراب ہوتی ہے۔ اس کے پران عزیزوں میں اٹکے ہوتے ہیں۔ جان کہتی ہے کہ نکل جاؤں۔ آنکھیں کہتی ہیں کہ ذرا دیر تو اور دیکھ لینے دے۔ اسی کشمکش میں انسان کے روح پر جو گزرتی ہے۔ اُس کا آجتک کسی کو اندازہ نہ ہو سکا۔ ہر حالت میں یہ بھجن حسب حال ہوتا ہے ؛

پر بھو بن ہیاں کوؤ آپن نا ہیں

دربیہ (دولت) (دھن ہے) جا سو سب جیون کو سکھ رہ نہ سکی اک انتھا ئیں

ہیاں سے ہُواں گئی چھن بھیتر۔ جم ترور (درخت) کی چھائیں

جو نجھ ڈنڈ پر چنڈ بنائے۔ جیا (جونی کی عمر) اوستھا ما ہیں

بر دھا وستھا پایا (ضعیفی) سوت وہی کام نہ آوت وانت پر تھم گرجائیں

پھولن پرنت راکھو جن کو ذار دارٹا لکھے با ہیں

ہوئے بام انگ موئے پت کے سنگ۔ ایک ہو یگ (دو کرم) نہ جائیں

کنیاں جن دین دان جانو۔ جان پر ان کی نا ہیں

ہتی پائے نج رات پتا سے۔ اُدن بھئیں جب بیاہیں

پو(ت) امے مر سکھ جو تی جن پر۔ دربیہ کی گنتی نا ہیں

جیت نہ سکھ دیو۔ اُس مرتے چارو مرگھٹ نا ہیں

افق ھیاں نہیں کو اُدکاہُو کو۔ یہاں کو ہُوآپن ناہیں
دھن دھن وہ پرانی جا کو۔ چیت رہے پربھو پاہیں

انسان کو چولا چھوڑتے وقت دنیا سے قطعی دل ہٹا لینا چاہئیے نہ اس وقت دولت ہاتھ سے جانے کا افسوس کرے نہ عزیز و آشنا کی جدائی کا اُس وقت اُس کو سب طرف سے خیال اُٹھا کر صرف ایک بھگوان کی یاد کو دل میں جگہ دینا چاہئیے اس سے یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ جم کے دوت آزار پہنچانے سے کچیاتے ہیں جانتے ہیں کہ ایشور کا بھگت ہے۔ اس کا عزت کرنا مقدم۔ لڑکپن کھیل کود میں گزرتا ہے۔ جوانی سیر تماشے اور اسلالے تلوں میں۔ عورت گلے پڑی رہتی ہے۔ دولت کے نشے میں کچھ نیک و بد نہیں سوجھتا۔ کوئی سمجھائے تو جواب کیا ملتا ہے ۵

اب تو آرام سے گزرتی ہے آگے کیا ہوگا کوئی کیا جانے
شباب کا عہد ہے جوانی کا زمانہ اس میں تو مزے کریں عیش اُڑائیں

زندگی ہمیشہ رہنے والی نہیں جب بڑھاپا آئیگا تو بھگوان کا نام جپ لینگے۔ یہ انسانی عقل کا اندھاپن ہے ہاتھ پاؤں چلتے جب کچھ نہ ہو سکا تو چل چلاؤ کے وقت کیا ہو سکیگا۔ جب نہ پیٹ میں آنت نہ منہ میں دانت۔ دنیاوی محبتوں کا نتیجہ کیا ہوتا ہے بس یہی کہ پران مشکل سے نکلتے ہیں۔ روح کو حد سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ بار بار پیدائش اور موت کی مصیبتیں جھیلنا پڑتی ہیں جہاں جسم سے جان نکلی سب کو لاش بھاری پڑ گئی جلدی سے اُٹھا کر لے گئے اور پھونک پھانک کر چھٹی کرلی رونا دھونا کیا تھا اپنے سکھ کے لئے تھا ورنہ کون کسی کے لئے دو چار آنسو ڈالنے بیٹھتا ہے لوگوں کو اپنی اپنی فکر پڑ جاتی ہے چاہتے ہیں کہ جلدی ماتم کے دن گزریں کوئی وہ کام نہیں کرتا جس سے مرے کی روح کو خوشی یا چین حاصل ہو۔ ست جگ میں یگیہ تپ اور ہون ہوتے تھے۔ ترتیا میں یگیہ اور برہم بھوج مقدم ہوئے۔ دواپر میں ایشور کی پوجا پاٹ اور دان پن سے حصول مطلب اب رہ گیا کلجگ اس میں بالکل آسان نسخہ ہے یعنی صرف ایشور کا نام۔ یوں تو یگیہ وغیرہ کی برکتوں کا کچھ حساب نہیں۔ لیکن ایشور سچدانند جس قدر اپنے نام یاد رکھنے والے سے خوش ہوتا ہے دوسرے سے نہیں

یگیہ وغیرہ بھی کرے اور ایشور کا نام بھی دل پر نقش رکھے تب تو سمجھو کہ وہ انسان نہیں ساکشات دیوتا ہے +

ادھیائے ۱۱۴

بندروں کی جانکی جی کی تلاش میں چار طرف روانگی۔ ناکام واپسی۔ ہنومان جی۔ جاموںت اور انگد کی سمندر پر رسائی۔ سنپات جٹایو سے ملاقات۔ ہنومان جی کی لنکا میں سراغ رسائی

برسات گزر گئی سگریو عیش وعشرت میں مشغول ہو گیا وعدہ وفائی کا خیال جاتا رہا۔ رامچندر جی برہم ہوئے لکشمن جی نے کان کھولے مہابیر جی نے فہمائش کی سگریو کو ہوش آیا۔ ارکان دولت کے نام حکم نافذ کیا کہ دو ہفتوں میں جانکی جی کا پتہ ٹھکانا دریافت کرکے حاضر ہوں بیشمار بندر ادھر ادھر روانہ ہوئے مگر ناکام واپس آئے کسی کو صورت مقصد نظر نہ آئی پھر ہنومان جی۔ جاموںت جی (ریچھوں کے سردار) اور انگد جی بالی جی کے بیٹے اور سگریو کے ولیعہد) جنوب کی طرف چلے۔ رامچندر جی نے ہنومان جی کو اپنی انگوٹھی دی کہ سیتا جی کے لئے نشانی کا کام دے تینوں ادھر ادھر تاپتے ہوئے سمندر کے کنارے پہنچے۔ وہاں سنپات جٹایو کئی دن کا بھوکا پیاسا پڑا ہوا تھا ان کو دیکھا تو بغلیں بجائیں کہ واہ پرمیشور تمہاری کریمی کے صدقے ۔ ۵

رزق را روزی رساں پرمیدہد

کا قول صادق کر دکھایا۔ نرم نرم چارے آپ سے آپ منہ کی طرف بڑھے چلے آرہے ہیں۔ جاموںت اور انگد کی جان سوکھ گئی مہابیر جی سامنے پہنچے اور فرمایا کہ میرا جسم آپ کی بھوک مٹائے زہے نصیب مگر سری رامچندر جی کا کام کرکے آتا تو بہت مناسب ہوتا +

سنپات۔ کون رامچندر ان کا کونسا کام؟

مہابیر جی۔ جن کی ہوا خواہی میں جان دی +

سمپات۔ کون جٹایو۔ جان دینے کا سبب؟

مہابیر جی۔ راون مہارانی جانکی جی کو لئے بھاگا جاتا تھا۔ جٹایو رام بھگت تھا۔ اُس سے دو کا لڑائی ہوئی۔ پہلے جیتا۔ پھر زخمی ہوُا آخر سری رامچندر جی کے قدموں پر جان دے دی +

سمپات۔ ہائے وہ تو میرا حقیقی بھائی تھا۔ آہ بڑھاپے میں دل پر یہ صدمہ او زندگی نوحہ ہے +

مہابیر جی۔ وہ آپ کے بھائی تھے آہ اس وقت وہ غم پھر تازہ ہو گیا جسے ہم لوگ کلیجے سے لگائے ہوئے اس طرف آئے ہیں +

سمپات۔ افسوس کہ میرے پر و بال نہیں۔ جوانی میں ہم دو نو شرط لگا کر اُڑے جٹایو کمزور تھا وہ بیچ ہی کے متصل گر پڑا میں اتنا اونچا ہوُا کہ سورج کی شعاعوں نے پر جُھلس دئے۔ طاقت پرواز ندارد ہو گئی۔ کمزوریوں سے یہاں ٹیک دیا میں جانکی جی کو دیکھ رہا ہوں وہ لنکا کے اشوک باٹکا میں بیٹھی ہوئی آنسو بہا رہی ہیں۔ کیا کروں پر نہیں ورنہ ابھی جاتا اور جانکی جی کو بازوؤں پر بٹھا کر رامچندر جی کی خدمت میں پہنچاتا۔ خیر آپ جائیں کام سدھ کریں +

ہنومان جی۔ جاموَنت اور انگد تینوں سمندر کے کنارے آئے تجویز ہونے لگی کہ کون پار جائے۔ جاموَنت نے بڑھاپے کا عذر کیا۔ انگد نے کمسنی کا۔ آخری سری ہنومان جی نے ایک زقند بھری تو سمندر کے پار۔ لنکنی نے روکا تو ایک طمانچے میں ختم۔ سر سامنے طاقت دکھائی تو منہ کی کھائی جو بولا پچھتایا اُنگلی چھلانے بھر کی دیر تھی کہ بس کچھ نہ تھا +

مہابیر جی جانکی جی کو تلاش کرتے ہوئے بھبھیکن کے مکان میں پہنچے وہ اس وقت رام بھجن کر رہا تھا بلایا بات چیت کی۔ سیتا جی کا سراغ پوچھا اور وہاں سے پتے پر پہنچکر جانکی جی کے درشن کئے +

ادھیائے ۱۱۵

ہنومان جی کی اشوک باٹکا میں رسائی۔ راون اور جانکی جی کی گفتگو مہابیر جی کی خدمت میں حاضری۔ باغ لنکا کی بربادی۔ اچھے کا قتل۔ برہم پھانس میں گرفتاری۔ لنکا داہ۔ رامچندر جی کی خدمت میں واپسی۔ لنکا پر چڑھائی۔ بھبھیکن پر راون کا عتاب اُس کی رامچندر جی کی خدمت میں حاضری۔ راج تلک۔ پُل بندی کی تجویز

جس وقت ہنومان جی اشوک باٹکا میں داخل ہوئے اُس وقت راون مندودری اور راچھسوں کے ساتھ جانکی جی کے پاس آ دھمکا۔ ڈانٹ ڈپٹ کی کہ ہوش میں آ۔ رام کی یاد بھول۔ میری محبت کو دل میں جگہ دے۔ جانتی ہے میں کون ہوں۔ پولست رشی کا پوتا برہمنوں کا سرتاج۔ کوبیر جی کا بھائی۔ اگن دیوتا رتھ ہانکنے کی خدمت پر۔ پون جی پنہاری کے منصب پر ممتاز۔ اپسرائیں خدمتی۔ اندر میرے لڑکوں کا کھلونا ؎

جانکی جی۔ او مغرور۔ زبان روک۔ منہ بند کر خبردار اب ایسی بات زبان سے نہ نکلے نہیں تو شعلہ آہ سے منہ جھلس دونگی۔ پولست کا پوتا کوبیر کا بھائی بنتے شرم نہیں آتی۔ چوٹٹے۔ اٹھائی گیرے۔ اوچکے۔ گرہ کٹ۔ پولست کے پوتے کوبیر کے بھائی کہلانے پر فخر کریں تو بس خاندان بھر کی ناک کٹنے میں کیا رہ گیا ہے؟

دیر تک ایسی ہی بات چیت ہوتی رہی۔ اُدھر جذبۂ غضب تھا۔ ادھر غلبۂ طیش راون کے ہاتھ میں غصے کی تلوار تھی جانکی جی کا استقلال ڈھال کا کام دے رہا تھا جب راون نے کوری کھری سُنیں تو بیتہ نہ مار سکا آپے سے باہر ہو گیا میان سے تلوار کھینچی جو ہیں ہاتھ صاف کرنا چاہا مندودری بیچ میں آ کھڑی ہوئی اور بولی ہیں مہاراج۔ عورت پر اتنا غصہ۔ دیکھئے تو شاستروں میں کیا حکم ہے؟

راون نے کچھ سوچ سمجھ کے اس وقت تلوار میان میں رکھ لی مگر یہ کہتا ہُوا وہاں سے پھر پڑا کہ

اچھا آج مندودری رانی نے بچا لیا تو کیا۔ ایک دن یہی شدنی ہے سب مارے چھوڑوں تو پولست کے خون سے نہیں۔ ماتا بشیونتا کا دودھ حرام۔ چھ مہینے کی مہلت دیتا ہوں۔ مان جا تو خیر۔ نہیں تو یہی تلوار ہوگی اور گردن +

راون چلا گیا۔ جانکی جی بلک بلک کر رونے لگیں۔ رات کا وقت تھا ستارے چمک رہے تھے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر دعا مانگتی تھیں کہ ستارے انگارے بنکر راکھ کر دیں اتنے میں مہابیر جی نے رامچندر جی کی انگوٹھی سامنے پھینکی جانکی جی سمجھیں کہ آکاش سے کھانے کے لئے ہیرا گرا۔ مگر نگ دیکھتی ہیں تو اور بھی کوڑھ میں کھاج کی کہاوت ہوئی جو ہیں رام کا نام کھُدا دیکھا۔ ڈھاریں مار مار کے رونے لگیں کہ ہائے نہ جانے رامچندر جی پر کیا گزری۔ لنکا میں اُن کی انگوٹھی آئے نا ممکن کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے۔ جانکی جی کو فکر میں دیکھکر مہابیر جی سامنے آئے قدموں پر سر جھکایا۔ ڈھارس دی۔ اطمینان دلایا۔ سب حال کہہ سُنکر اظہار طاقت کی دُھن سمائی۔ راون کے باغ میں گئے سارے درخت اکھاڑ پکھاڑ کے پھینک دیئے۔ باغبانوں کو مارا نگہبانوں کا کچومر نکالا۔ اچھے کی ہڈیاں پسلیاں چور کیں۔ ہزارہا راچھس قتل کر ڈالے۔ جب میگھ ناد آیا تو خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی ہنومان جی نے وہ ہاتھ دکھائے کہ چھٹی کا دودھ یاد آگیا مگر برہم پھانس میں پھنسنا پڑا وجہ یہ کہ اگر ذرا کسر مسر کرتے تو برہما کی عظمت میں فرق آجاتا۔ برہم پھانس کے ٹوٹنے سے اُن کی بات جاتی رہتی۔ میگھ ناد ہنومان جی کو پکڑے ہوئے راون کے پاس لے گیا۔ راون صورت دیکھتے ہی آگ ہو گیا۔ مہابیر جی خوب کڑکے ایک ایک کے بدلے سو سو سنائیں۔ راون جھلایا۔ حکم دے دیا کہ دُم میں آگ لگا کر خاک کر دو۔ راچھسوں نے گودڑ لپیٹ لپاٹ کر دُم میں آگ لگائی۔ مہابیر جی نے پہلے تو آگ لگانے والوں کا منہ جھُلسا پھر کُود پھاند پائی تو ساری لنکا پھونک کے راکھ کر دی لنکا بھر میں اگر کوئی مکان بچا تو وہ صرف بھبھیکن کا۔ یا اشوک واٹکا جہاں مہارانی جانکی قید مصیبت میں

میں بھیس۔ مہابیر جی نے دُم کی آگ سمندر میں بجھائی اور سیتا جی سے رخصت ہونے آئے جانکی جی نے اپنا چوڑا من دیا۔ سری رامچندر جی سے عجلت کی درخواست کی بروان دیا کہ

تم زندہ جاوید ہو۔ سری رامچندر جی تمہاری خوشنودی کو اپنی خوشنودی سمجھتے ہیں +

مہابیر جی سیتا جی سے رخصت ہو کر پھر سمندر پھاندے جامونت اور انگد کو لیتے ہوئے سری رامچندر جی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ساری کیفیت سنائی۔ سری رامچندر جی سمجھ گئے کہ "بے بھو پریت نہیں" جب تک راون کے کان نہ گرم کئے جائینگے۔ تب تک آنکھیں نہ کھلینگی۔ فوراً فوج کوکوچ کا حکم دیا۔ فوج روانہ ہوئی۔ ریچھ بندروں کے ٹڈی دل سمندر کے کنارے چھا گئے کہیں تل رکھنے کی جگہ باقی نہ رہی بھبھیکن رام بھگت تھا۔ عقل و تمیز میں بھی فرد زمانہ اُس نے راون سے عرض کی +

رامچندر جی فوج ظفر موج سمندر پر لے آئے درد سر بکتر بہ۔ غم نداری بز بخر لا حاصل۔ جانکی کو چپ چپاتے حوالے کیجئے۔ پھر نہ جھگڑا نہ بکھیڑا۔ نہ لڑائی نہ فساد +

راون کو سخت غصہ آیا۔ اس زور سے لات ماری کہ بھبھیکن ہا ہے ہا ہے کرتا دُور جا پڑا۔ راون نے اُسی پر کفایت نہ کی کر میں ہاتھ دلوا کر لنکا سے نکال باہر کیا +

بھبھیکن وہاں سے روانہ ہُوا سیدھا رامچندر جی کی خدمت میں پہنچا رامچندر جی محبت سے پیش آئے اور اُسی وقت لنکا کی حکومت نامزد کر کے راج تلک کر دیا۔ جس وقت بھبھیکن یہاں آیا راون کے جاسوس سک اور سارن بھی بھیس بدلے ہوئے ساتھ آ گئے ان کی بندروں نے خوب خبر لی اور آخر میں سری رامچندر جی کے حکم سے رہا کر دیا۔ سک و سارن راون کے پاس واپس گئے۔ بھبھیکن کے راج تلک کی کیفیت سُنائی۔ رامچندر جی کی خوش مزاجی کی صفت میں تر زبان ہوئے +

سری رامچندر جی کو یہاں فکر ہوئی کہ فوج کیونکر سمندر کے پار ہو۔ ببھیکن نے کہا سیدھی انگلیوں گھی نکلے تو زیادہ دردسری کی کیا ضرورت۔ آپ سمندر سے راستہ مانگئے وہ خود بخود راہ دے دیگا۔ رامچندر جی نے تین دن تک سمندر کی منت وسماجت کی مگر "صدائے برنخواست" آخر اُن کو غصہ آیا لکشمن جی بولے لانا تیر وکمان۔ ابھی کانوں کی دھجی فکائے دیتا ہوں۔ سمندر کانپ اُٹھا برہمن بنکر حاضر ہوا۔ معافی مانگی۔ بتایا کہ

نل نیل برزانی ہیں جو چیز پانی پر ڈال دیں کبھی تہ پر نہ بیٹھے۔ آپ ان کو پُل باندھنے کا حکم دیجئے +

رامچندر جی نے سمندر کو دست شفقت پھیر کر رخصت کیا اور نل نیل سے کہا کہ پُل تیار کرو +

ادھیائے ۱۱۶

لنکا پر چڑھائی۔ کمبھ کرن۔ میگھ ناد اور راون کا قتل۔ سیتا جی اور رامچندر جی کا ملاپ۔ ببھیکن کی راجگدی۔ رامچندر جی کی اجودھیا میں واپسی۔ تخت نشینی وغیرہ

نل نیل نے سیت بند تیار کیا۔ ریچھوں اور بندروں کی بیشمار فوج سمندر کے پار ہوئی۔ راون نے بھی فوجیں آراستہ کیں۔ میدان کارزار گرم ہوا۔ تین مہینے تک خوب کشت وخون ہوا۔ ایک دن سری لکشمن جی سرگرم پیکار تھے۔ راون نے غفلت میں شکتی بان مارا۔ لکشمن جی غش کھاکر گرے۔ رامچندر جی کے لشکر میں کہرام مچ گیا۔ مہابیر جی لنکا میں پہنچے۔ سکھین وید کو لائے۔ سکھین نے کہا۔ "مریض رات بھر کا مہمان ہے۔ ادھر پو پھٹی سویرا ہوا۔ اور ادھر خیریت نہیں۔ راتوں رات سنجیون بوٹی آجائے تب زندگی کا میں ذمہ دار +

ہنومان جی دُدنا گر پر گئے۔ کال نیم کو شیطنت پر آمادہ پایا۔ اچھی طرح خبر کی خاک

پرسنا کر پہاڑ کا پہاڑ اُٹھا لائے۔ کہ وید خود بولی پہچان سے +
سکھین نے بوٹی کھلائی۔ لکشمن جی تندرست ہو گئے راون کو سخت تشویش ہوئی کمبھ کرن کو جگایا وہ چھ مہینے کی نیند سے بمشکل جاگا راون نے سارا دُکھ رو دیا اُس نے پہلے دھر کالا مگر پھر راون کی خوشامد و درآمد سے میدان جنگ میں آ کر آفت مچائی۔ ہزاروں ریچھوں بندروں کا خون ہُوا سارے لشکر میں ہل چل مچ گئی۔ سری رامچندر جی آئے تیر مارا اور پالا اپنے ہاتھ رکھا +
دوسرے روز میگھ ناد جان پر کھیلا خوب سحر و طلسم کئے نظر بندی کے تیروں سے ریچھوں بندروں کو اچھی طرح تگنی کا ناچ نچایا مگر لکشمن جی سے پیش گئی ان کے تیروں نے جان لیکر دم لیا میگھ ناد کا ایک بازو اُس کے رنواس میں جا گرا سلوچنا شوہر کا ہاتھ دیکھ کر زار زار روئی۔ پت برتا تھی بازو سے ساری سرگذشت لکھوائی خاوند کے جوش محبت نے اس پر ست سوار کر دیا وہ رامچندر کے پاس آئی شوہر کا سر مانگا اور سر لیتے ہی ستی ہو گئی +
اب راون کی باری آئی۔ بڑے بڑے معرکے ہوئے ہر لڑائی میں پرلے کا نقشہ پیش نظر تھا کہ سری رامچندر جی کے تیروں سے کچھ بس نہ چلا۔ آخر جان دیتے بنی +
بھبھیکن جانکی جی کو رامچندر جی کی خدمت میں لایا۔ ترجٹا وغیرہ نے پاکدامنی کی شہادت دی +
برہما۔ اگنی۔ راجہ دسرتھ مبارکباد دیتے ہوئے آکاش سے آئے اور قسمیں کھا کھا کر تصدیق کی کہ واقعی جانکی جی پر کسی قسم کا دھبہ نہیں۔ وہ ہر طرح کے الزام سے بری اور سورج کی طرح بے داغ ہے۔ سری رامچندر جی نے بھبھیکن کو لنکا کا راج دیا خود اجودھیا میں واپس آئے۔ بھرت جی نے بڑی دھوم دھام سے استقبال کیا راج گدی کے جشن ہوئے اس جشن کی عالیشان رونق کو کون بیان کر سکتا ہے برہما جی بھی قائل تھے کہ اتنی عمر میں دھوپ نہ دیکھی تو آج۔ بہر حال رامچندر جی نے گیارہ ہزار برس داد فرمانروائی دی۔ ان کے عہد حکومت میں اہل دنیا کو بیکنٹھ کا سا آرام و علیش حاصل ہُوا۔ چاروں بھائیوں کے دو دو فرزند ارجمند ہوئے سب کے سب بہمہ صفت موصوف۔ ہر فن میں کامل۔ لو اور کش سری رام چندر جی کے فرزند سچ مچ اُنہیں کی عکسی شبیہ تھے۔ علم و عمل بالکل یکساں۔

سری رامچندر جی کے اوتار کی مختصر کیفیت یہ تھی جو بیان ہوئی - جبتک زمین پانی پر تھمی رہیگی تب تک یہ ممکن نہیں کہ یہ مقدس حالات زبانزد خاص و عام نہ رہیں جو شخص ان کوائف کو ورد زبان رکھیگا اُسے نجات کی کچھ فکر نہیں - مکتی اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی رہیگی *

مارکنڈے جی راجہ جدھشٹر سے مخاطب ہیں کہ جس طرح رامچندر جی نے بن باس کے بعد روے زمین پر جہانبانی کا ڈنکا بجایا - اُسی طرح آپ بھی عنقریب چاردانگ عالم میں فرمانروائی کا جھنڈا گاڑینگے - دریودھن اپنے زعم میں مست ہے - یہی مستی ایک دن موت کے منہ میں جھونکیگی - اب فکر اور گھبراہٹ کس بات کی - معاملہ ہر طرح سے چوکس ہے *

ادھیاے ۱۷

پتی برت دھرم کی ایک قابل قدر نظیر - ساوتری اور ستوان کی شادی - درمیانی حالات

مارکنڈے جی نے جب تک قیام کیا - دروپدی کی اعلے لیاقتیں اچھی طرح دیکھیں اُنہوں نے راجہ جدھشٹر سے فرمایا کہ دروپدی کا پتی برت دھرم دیکھ کر میں حد سے زیادہ خوش ہُوا - پتی برت دھرم میں جو طاقت ہے وہ رشیوں منیوں کے جپ تپ میں بھی نہیں - پتی برتا استری جو چاہے کر سکتی ہے موت بھی اُس کے ڈر سے کوسوں دور بھاگتی ہے سُنئے میں آپ کو ساوتری کا اتہاس سناتا ہوں آپ سنکر خوش ہونگے *

اشوپتی مدر دیش کا راجہ لاولد تھا اُس نے خواہش اولاد میں یگیہ کیا ساوتری جی کے منتروں کی برکت سے ایک لڑکی پیدا ہوئی - راجہ نے اُس کا نام بھی ساوتری رکھا - ساوتری نے راجہ کو اطمینان دلایا کہ یہ لڑکی ہزار لڑکوں سے اچھی ہے اب بیٹے کی [illegible] چھوڑ دو - ساوتری بڑی ہوئی تو وہ روپ نکالا کہ لکشمی جی کی تصویر بن

گئی عقل وہ تھی کہ سرسوتی کی آنکھ نیچی ہوتی تھی۔ یہ تو سب کچھ تھا مگر کہیں شادی کی ٹھیک ٹھور نہ ہوئی۔ راجہ نے کہا +

ساوتری تجھے اختیار ہے جس کے ساتھ منظور ہو شادی کرلے +

ساوتری۔ مجھے آپ کی رضا سے مطلب ہے جو حکم ہو وہی منظور۔ مگر مکان میں بیٹھنے سے مطلب نہ ہوگا۔ ذرا پاؤں کو تکلیف کرنا پڑیگی +

راجہ نے رتھ کسوایا خود سوار ہوا ساوتری کو سوار کیا۔ تجربہ کار ارکان دولت ہمراہ لئے اور گھوڑے بڑھائے۔ بہت شہر بہت راج بہت جنگل دیکھے۔ کہیں صورت مدعا نظر نہ آئی۔ ایک جنگل میں پہنچے تو ساوتری نے رتھ رکوایا اور کہا پتا جی بس نقش مراد کرسی نشین ہوگیا جو نوخیز سامنے نظر آرہا ہے میں اُس کی ہوچکی + یہ نوعمر ست وان تھا اس کے باپ کی آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ راج پاٹ سب چھن گیا تھا جنگل میں پھل پھول پر بسر تھی اور جپ تپ سے گزارہ۔ مگر صورت شکل بہت دلفریب دھرم کی مجسم تصویر۔ اوصاف نہایت ہی عمدہ راجہ نے جنگل کے تمام رشیوں سے پوچھا کہ لڑکا کیسا ہے۔ ہر ایک کا جواب یہی تھا کہ بڑا نیک نہایت خوش سیرت۔ نارد جی بھی اتفاق سے آگئے اُنھوں نے بھی بہت تعریف کی فرمایا کہ ایسا با مروت۔ خوش خلق۔ قناعت پسند۔ دھرم کا پابند لڑکا دوسرا نہ ملیگا دانائی میں برہسپت کی نظیر۔ توانائی میں اندر کی مثال +

راجہ۔ بے عیب صرف ایشور کی ذات ہے۔ انسان کیسا ہی دیوتا کیوں نہ ہو کچھ نہ کچھ عیب ضرور ہونا چاہئے +

نارد۔ ہاں ایک عیب ہے یعنی سال بھر دنیا کی ہوا اور کھائیگا +

راجہ ساوتری سے بولا :۔

جوڑی تو بہت اچھی ہے مگر ہزار عیبوں کا عیب یہ ہے کہ ست وان ایک سال سے زیادہ نہ جئیگا اس کی عمر میں کچھ دن باقی نہیں +

ساوتری۔ کچھ پرواہ نہیں جو ایشور کی مرضی۔ میں اسے شوہر سمجھ چکی۔ اب دوسرے شوہر کی ہوس نہیں۔ کنیا دان ایک دفعہ سے زیادہ نہیں ہوتا میں جو سنکلپ کرچکی وہ اٹل ہے +

راجہ۔ بیوقوفی کی باتیں نہ کرو شادی بیاہ کوئی گڑیوں کا کھیل نہیں کہ لڑکیوں کی سے

پر چھوڑا جائے۔ جب شوہر کی عمر ہی کچھ نہیں تو میں کیسے دیدہ دانستہ چولھے میں جھونک دوں ؛

ساوتری۔ تو کیا آپ قسمت کا لکھا مٹا دینگے ؛

راجہ۔ مگر عقل سے کام لینا تو شرط ہے۔ مانا کہ موت نہیں مگر کنوئیں میں کیوں جان بوجھ کر کود دیں۔ اژدھے کے منہ میں کیوں جائیں جب جان لیا کہ لڑکا چند روز کا مہمان ہے تو کیوں اور لڑکا نہ تلاش کیا جائے ؛

ساوتری۔ یہ تو اب ممکن نہیں میری جوڑیا گانٹھ ہو چکی جو قسمت میں ہو گا بھگت لونگی ؛

نارد جی۔ راجہ صاحب۔ اب آپ نیک کام میں مین میکھ نہ کیجئے۔ ساوتری ہی کی رائے سے شادی ہونے دیجئے ایشور بھلا ہی کریگا ؛

نارد جی کے ان الفاظ سے راجہ کو تسلی ہوئی۔ اُس نے شادی کا پیغام دیا۔ دیومت سین خوش ہو گیا ؛

ساوتری اور ست وان کی شادی ہوئی وہ خوشی سے رہنے لگی ساوتری کو رات دن اپنے ساس سسر کی خدمت سے کام تھا یا خاوند کی رضا جوئی و اطاعت سے

ادھیائے ۱۱۸

پتی برت دھرم کی عظمت۔ ست وان کی موت ساوتری اور جمراج کی ملاقات۔ ساوتری کے پتی برت دھرم سے میکے اور سسرال والوں کی مقصد برآریاں ست وان کی دوبارہ زندگی

نارد جی نے ست وان کے لئے جو کچھ کہا تھا ساوتری نے دل پر نقش کئے

رہی کسی وقت خیال نہ بھولتا تھا شادی کو ۳۶۱ دن گزر گئے ست وان کی عمر
چار دن اور رہ گئی تو ساوتری منہ باندھ کر بیٹھ رہی نہ کھانے سے مطلب نہ
پینے سے سروکار۔ ساس سُسر نے بہت چاہا کہ منہ میں دانہ جائے مگر ساوتری
نے ایک کنکی بھی نہ کھٹکی۔ پوچھ گچھ ہوئی تو جواب پایا:-

تین دن نراہار نرجل برت کر لینے دیجئے پھر اس کا پھل دیکھ لیجئیگا +

اتفاق سے بسواہتر بھاردواج وغیرہ بہت سے رشی منی وہیں موجود تھے
وہ اپنے کشف وکرامات سے جان گئے کہ ساوتری کا مطلب کیا ہے۔ انہوں
نے پتی برت دھرم کو سراہا اور دعا دی کہ

ایشور کامنا پوری کرے۔ پتی برت دھرم آڑے آئے +

تین دن اسی طرح برت اُپاس میں گزر گئے۔ ساوتری بڑے استقلال سے
پتی کی سیوا میں مصروف رہی نہ بھوک کا ضعف معلوم ہوتا تھا نہ پیاس کا
چٹکا۔ چوتھے روز ساس سُسر پھر گرد ہوئے کہ کھاؤ پیو۔ کایا راکھے دھرم ہے
جب چولا نہ رہیگا تو دھرم کون کریگا۔ ساوتری کا جواب تھا +

بس آج ہی اور برت کا دن ہے دن بھر معاف کیجئے۔ شام کو ایشور
کھلائیگا تو کھاؤنگی۔ اب ست وان پھل پھول اور لکڑی کے لئے جنگل جانے
لگا۔ ساوتری نے ساس سُسر کے قدم پکڑ لئے اور عرض کی +

اجازت ہو تو میں بھی پھل پھول لینے چلی جاؤں +

ساس سُسر۔ کیوں آج یہ نئی بات کیسی۔ جنگل میں تمہارا کیا کام +

ساوتری۔ سمجھ لیجئے کہ ضرور کوئی نئی بات ہے ورنہ میں اب تک روز جانے
کو نہ کہتی آج بے اختیار دل چاہتا ہے کہ چلو +

ساس سُسر نے اجازت دیدی اور ساوتری ست وان کے ساتھ
پلکوں سے گرد راہ صاف کرتی ہوئی چلی۔ دونو اس جگہ پر پہنچ گئے جہاں کا عزم تھا
دفعۃً ست وان کے سر میں اس شدت سے درد شروع ہوگیا کہ جان ہی پر بن گئی
ساوتری نے زانو پر سر رکھ کر دبانا شروع کیا دعائیں مانگنے لگی کہ ایشور جلد صحت
دے مگر ساتھ ہی نارد جی کا قول کان میں کچھ اور کہتا تھا +

تھوڑی دیر میں ساوتری کیا دیکھتی ہے کہ ایک سانولی صورت سامنے ہے چہرے میں کندن کی سی دمک۔ سر پر منڈاسا ہاتھ میں کمند۔ آنکھیں بیر بہوٹی کی طرح سرخا سرخ۔ وہ جونہی نظر آیا آن واحد میں ست وان کے قالب کو انگوٹھے بھر کا جسم بنا کر لے چلتا ہوا اور ست وان کی نبضیں چھوٹ گئیں +

ساوتری نے ست وان کا سر زانو سے ہٹا دیا اور ہاتھ جوڑ کر یہ کہتی ہوئی پیچھے ہیکلی کہ

مہاراج یہ تو بتائیے جائیے کہ آپ کون ہیں ؟

جواب۔ جمراج ہوں۔ تیرے شوہر کی آج موت تھی۔ روح قبض کرکے لئے جاتا ہوں +

ساوتری۔ ایسے موقع پر تو آپ کے دوت آتے ہیں۔ آپ کو تکلیف کرنے کی کیوں ضرورت ہوئی +

جمراج۔ گیانیوں۔ دھرماتوں اور پرتاپی لوگوں کو لے جانے کے لئے مجھے ہی آنا پڑتا ہے علاوہ بریں توپتی برتا ہے مجھے تیرے دھرم کی عظمت کے خیال سے درشن دینا بھی منظور تھا +

تقریر کا سلسلہ یہیں پر ختم ہوا اور جمراج نے دکھن کی طرف قدم بڑھائے ساوتری بھی ہٹ کی پکی تھی نقش قدم پر قدم رکھتی ہوئی دور تک چلی گئی۔ جمراج نے پھر کر دیکھا تو ساوتری کو آتے پایا۔ کہا

کیوں پاؤں توڑتی ہے۔ جا خاوند کی مٹی ٹھکانے لگا +

ساوتری۔ میں لوٹ کر کہاں جاؤں میری تو جس کے ساتھ جوڑا گانٹھ ہے اسی کے ساتھ جاؤنگی۔ لوٹنے سے مجھے کیا کام۔ تپ کے پھل گرو بھگتی کی مہماں پتی برت دھرم کی برکت اور سب کی طاقتوں کو میں خوب جانتی ہوں پھر آگے بڑھ کر قدم پیچھے پڑے یہ ناممکن۔ رشیوں منیوں کا حکم ہے کہ دوست کی لاش کم سے کم سات قدم تو پہنچائے میں بھی اسی ہدایت کے موافق چل رہی ہوں۔ آپ کو گیانیوں کے مسئلے کیا سناؤں سورج کو چراغ دکھانے سے کیا حاصل مگر باتوں میں ذرا راہ کٹیگی۔ اس لئے عرض کرتی ہوں کہ سب رشیوں منیوں نے دھرم ہی کو مقدم کہا ہے۔

مہاتماؤں کے بتائے ہوئے دھرم کی پیروی سے کیا ملتا ہے دونوں جہان میں رتبہ
اعلےٰ اور اصلی منزل مقصود یعنی نجات۔ جو لوگ دھرم کے پابند ہیں اُن کا قدم
دھرم کی راہ سے کبھی نہیں بہکتا کیا مجال کہ اِدھر سے اُدھر جا پڑے +
جمراج ساوتری کی گفتگو سے نہایت ہی خوش ہوئے بولے کہ
کچھ بردان مانگ۔ مگر خاوند کی زندگی کے بارے میں کوئی درخواست نہ ہو +

ساوتری۔ خیر آپ کی مرضی۔ عنایت کا شکریہ۔ تو بس سُسر کو آنکھیں دے دیجئے طاقت عطا کیجئے اور اقبال کے آفتاب کو گہن سے نکال کر چمکائیے +

جمراج۔ استدعا قبول۔ خواہش منظور۔ اچھا اب جنگل کو لوٹ جا۔ خاوند کی لاش اکیلی ہے +

ساوتری۔ لاش کے ساتھ جی چرانے والوں کو عذاب ہوتا ہے خاوند کا ساتھ چھوڑنا سب سے بڑھ کر گناہ پھر میں کس طرح ترک رفاقت کر سکتی ہوں جہاں شوہر جائیگا میں پیچھے پیچھے چلی چلونگی اس میں آپ کا ہرج ہی کیا ہے ایک نہ سہی دو سہی۔ اب سنئے کچھ کہنا چاہتی ہوں یعنی اچھے لوگوں سے ایک مرتبہ کی ملاقات بھی بیکار نہیں ہوتی ہے وہ کبھی اپنے ملاقاتی کو نہیں بھولتے ایک دفعہ کا میل ملاپ زندگی بھر کے لئے کافی ہوتا ہے اور ظاہر پرست منہ دیکھے کی محبت رکھتے ہیں پھر آنکھ اوٹ پہاڑ اوٹ "ہر کہ از دیدہ دور از دل دور" کی کہاوت سچ ہوتی ہے۔ اسی لئے بڑے بڑے بزرگوں نے ہدایت کی ہے کہ نیک لوگوں کی صحبت میں رہنا انسان کے لئے ضروری اور مفید ہے +

جمراج۔ تیری سمجھ پر آفرین۔ تو جو بات کہتی ہے دھرم کی۔ میں بہت خوش ہوا۔ کچھ اور ہوس ہو تو بیان کر۔ مگر خاوند کے جینے کی بات کوئی حرف زبان پر نہ آئے +

ساوتری۔ ہوس تو مجھے کچھ نہیں مجھے ایشور پر بھروسا ہے اس کی مرضی کو مقدم سمجھتی ہوں۔ جب سارے کام ایشور کے ہاتھ میں ہیں تو پھر ہوس بیکار۔ مگر آپ کہتے ہیں تو خیر۔ میرے سُسر کو راج پاٹ دلوائیے اور اُن کی سمجھ ایسی درست کر دیجئے کہ دھرم کے سوا اور کوئی کام نہ کریں +

جمراج جی۔ میں نے خواہش پوری کی جا راج پاٹ کا سکھ دیکھ۔ چار دن کی

بھوکی پیاسی ہے کچھ کھاپی ÷

ساوتری - آپ کو دیکھنے سے میرا پیٹ بھر گیا - اب نہ بھوک ہے نہ پیاس - دنیا کی کسی نعمت کے لئے دل نہیں چاہتا - آپ وہ ہیں جو مخلوقات کو سزائیں دیکر راہ راست پر لاتے ہیں اور نیک اعمالوں کی جزائے خیر بھی دیتے ہیں - اس لئے ایک بات کہنے کا اور منہ پڑتا ہے - ہے تو معمولی سی بات مگر سننے میں کچھ مضائقہ نہیں - مہاراج جی نیک لوگوں کے اوصاف تین ہیں (۱) ہر ایک سے میل جول رکھنا - (۲) سب کو نظر محبت سے دیکھنا (۳) بینواؤں کی دامے درمے امداد کرنا دنیا میں جہانتک دیکھئے دھرم سے جی چرانے والے ہی ملینگے جن کو دھرم کے کاموں ہی سے لوٹ ہے مگر جو نیک لوگ ہیں وہ ایسے لوگوں پر بھی عنایت کی نظر رکھتے ہیں یہی نہیں ان کو دشمنوں سے خاص الفت ہوتی ہے - مخالفت کا ذرا بھی لگاؤ نہیں ہوتا ÷

جمراج - تیری باتوں سے مجھے دھرم کے سبق حاصل ہو رہے ہیں تو بڑی عقلمند ہے - میری خواہش ہے کہ تو کچھ اور مجھ سے مانگ لے مگر شرط وہی ہے کہ شوہر کے واسطے کچھ نہ کہنا ÷

ساوتری - میں اپنے باپ کی اکیلی ہوں کوئی بھائی نہیں - اس لئے آرزو ہے کہ میرے باپ کے سو بیٹے ہوں - بیٹے بھی وہ جن سے خاندان کی ترقی ہو ÷

جمراج - بہتر - ایسا ہی ہوگا - اب تو گھر لوٹ - چلتے چلتے پاؤں تھک گئے ہوں گے ÷

ساوتری - پتی کے ساتھ جا رہی ہوں میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ تھکان معلوم ہی نہیں ہوتی بلکہ جتنا آگے چلتی ہوں تازہ خون پیدا ہوتا جاتا ہے اب میری ایک عرض اور رہ گئی ہے - وہ بھی سن لیجئے تو میں اپنے کو بڑا خوش نصیب سمجھوں آپکا پرتاپ تین لوک میں بھاتا ہے سورج آپ کے پتا ہیں علم و عقل میں آپ کی نظیر نہیں - رعب وہ کہ دنیا نام سے کانپتی ہے - آپ کا نام دھرم راج آپ کی فضیلت کا شاہد ہے - بس آپ سے کیا کہوں مگر جو سمجھ میں آتا ہے کہے دیتی ہوں کہ شاید آپ کچھ اصلاح کریں اہل زمانہ اپنی آتما پر اتنا بھروسا نہیں کرتے جتنا سچے اور نیک لوگوں پر ہوتا ہے جن لوگوں کے دل میں کوئی خواہش ہوتی ہے وہ اس کے حاصل کرنے کے لئے

نیک لوگوں ہی کی صحبت میں وقت گزارتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر لوگوں کو کیوں بھروسا ہوتا ہے؟ صرف اس لئے کہ وہ راستی پسند کرتے ہیں۔ جھوٹ اور بناوٹ سے انہیں نفرت رہتی ہے پہچانتے ہیں کہ محبت اور اُلفت کیا چیز ہے +

جمراج- واہ واہ کیا عمدہ بات کہی ہے۔ واقعی تیرا ہی حصہ تھا اور کوئی غرض ہو تو بیان کر۔ لیکن خاوند کی زندگی کے لئے کچھ نہ کہنا +

ساوتری- کیا مانگوں۔ مگر آپ کا حکم ٹال نہیں سکتی۔ خیر مجھے سو بیٹوں کی ماں بنائیے بیٹے ایسے ویسے نہ ہوں۔ دھرموان ہوں۔ طاقتور ہوں سعادتمند ہوں +

جمراج- اچھا سے اب جا۔ سو بیٹے گود میں کھلائیگی۔ میں بردان دے چکا +

ساوتری- چاروں بردانوں کا شکریہ ایک بات اور کہنے کے لائق ہے سنتے چلئے دنیا میں سنت مہاتما ہی دھرم کو عزیز رکھتے ہیں اور ان کا آنند بھوگتے ہیں ان پر رنج نہ تکلیف کا اثر نہ راحت عیش کا غلبہ نہ کسی سے خوف نہ کسی سے عداوت وہ ہمیشہ ایک حالت میں رہتے ہیں ان کی ملاقات کتنی ہی دیر کی ہو انسان کو نیک پھل دے جاتی ہے اگر سنت لوگ نہ ہوتے تو سورج دم بھر آسمان پر سے سوار سے تک سکتا زمین بھی گیند کی طرح لنڈھکتی پھرتی۔ سنت ہی لوگوں کا ضمیر ہے جس پر گذشتہ موجودہ اور آئندہ کی تمام کیفیتیں روشن رہتی ہیں۔ سنت بننا آسان نہیں۔ یہ اعزاز اُن خاص خاص لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو در اصل نیکی کا جامہ پہنیں سنتوں کی جماعت میں تکلیف کا نام نہیں۔ یہ ہمیشہ دوسروں کے ساتھ بھلائی ہی کرتے ہیں نیکی کرتے سے غرض ہوتی ہے۔ شکریہ اور احسانمندی کا مطلق خیال یا لالچ نہیں اچھے لوگوں کا کوئی کام فضول نہیں ہوتا دوسرے کی خواہش پوری کر دینا دوسرے کی عزت بڑھانا ان کا خاص شیوہ ہے یہی اوصاف ہیں جن سے سنتوں اور نیک لوگوں کا دنیا میں اور اہل دنیا کے ترقی خواہوں اور بھلوں میں شمار ہے +

جمراج- تیرے لفظ لفظ میں امرت کا بھرا ہوا ہے حرف حرف سے میرے دل میں محبت کا جوش پیدا ہوتا ہے ایک بردان اور مانگ لے +

ساوتری- اب بردان کیا مانگوں۔ سب سوال تو آپ نے پورے کر دئے رہ ہی گیا +

سسر کو آنکھیں دیں راج پاٹ دیا۔ باپ کو سو بیٹے مرحمت کئے مجھے بھی سو بیٹوں کی ماں بنانا منظور فرمایا۔ اب کس چیز کی ہوس کروں۔ ایک ذرا سا خلجان ہے اس کی نسبت آپ نے غور کر ہی لیا ہوگا +

جمراج - خلجان کیسا؟

ساوتری - بس یہی کہ بے خاوند اولاد نہیں ہوتی۔ ہاں ہاں ٹھیک میں بھولی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے میرا خاوند مجھے بخش دیا۔ ورنہ سو بیٹوں کا بردان کیوں دیتے کہیں بردان بھی جھوٹے ہوا کرتے ہیں مہاراج آپ کی نظر عنایت کا کہاں تک شکریہ ہو گیا ہیر پھیر کرکے شوہر کے زندہ ہونے کا بردان دے دیا۔ ساوتری تو بڑی ہی خوش نصیب ہے۔ دیکھ لیا کہ دھرم راج جی کے درشنوں کا کیسا چٹ پٹ پھل مل گیا +

جمراج ذرا سٹپٹائے مگر کیا ہوتا تھا۔ ساوتری کی عقلمندی اور لیاقت پر ہنسے اور ست وان کے مختصر جسم کو کند سے آزاد کرکے فرمایا کہ

صرف تیرے پتی برت دھرم کی رعایت ہے ورنہ کبھی مردہ بھی زندہ ہوئے ہیں۔ جا شوہر کی خدمت کر۔ چار سو برس تک اب اس کا رویاں بھی نہ دُکھے گا۔ تیری رضا جوئی ہمیشہ مدنظر رہیگی۔ جو کام کریگا دھرم کے۔ سو بیٹوں سے خاندان کی رونق ہوگی۔ مالوی۔ تیری ماں کو بھی سو بیٹوں کا سکھ حاصل ہوگا۔ یہ لوگ مالو کے خطاب سے مشہور ہونگے۔ اچھا اب رخصت +

ساوتری چرنوں پر سر جھکا کر ست وان کی لاش کے پاس آئی اور جوش محبت سے زانوں پر سر رکھ لیا۔ ذرا دیر میں ست وان نے کروٹ پھیر آنکھ کھول دی اور کہا اُف اوہ۔ آج بڑی نیند آئی شام ہونے کو ہوئی اور آنکھ نہ کھلی۔ کیوں پیاری وہ کون شخص تھا جس نے مجھے پکڑ کر گھسیٹا تھا +

ساوتری - خود جمراج جی مہاراج ہی تھے۔ اہل دنیا کی سزا دہندہ انہیں کے دست قدرت میں ہے۔ پران ناتھ اندھیرا چھا چلا اگر کسل دور ہوا تو چلئے آپ کے ماتا پتا منتظر ہونگے +

ست وان - مشکل ہے آج آتا پتا دونوں کے نہ جانے کیا حال کر رہے ہونگے

جب کبھی مجھے ذرا بھی دیر ہو جاتی ہے تو دم بھر میں چین نہ آتا تھا۔ رو رو کے گھر بھر دیتے تھے اچھا آؤ چلیں زیادہ اندھیرا ہو جائیگا تو جنگلی جانور دق کرینگے اس سے یہ پھل پھول اور لکڑی کا ٹوکرا یہیں درخت پر لٹکا دیں سویرے دیکھا جائیگا۔
ست وان نے ٹوکرا درخت میں لٹکایا۔ ساوتری نے کلہاڑی لے لی اور لکڑی روشن کرتے ہوئے قیام گاہ پر آئے دیکھا کہ دومت سین اِدھر اُدھر ہاتھ پھیرتا ہے آنکھیں نور نظر کو ڈھونڈھ رہی ہیں رشی منی حیران تھے کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے دومت سین کی آنکھیں نہ تھیں۔ پل مارتے کیونکر سجھائی دینے لگا جو زیادہ روشن ضمیر تھے انہوں نے کہا

یہ سب ساوتری کے پتی برت دھرم کا کرشمہ ہے ✣

دومت سین بولے ۔

گھبرائیے نہیں ست وان آتا ہوگا۔ اُسے کس بات کا ڈر ہے پتی برتا ساوتری اُس کے ساتھ ہے اتنے میں ساوتری اور ست وان راجہ دومت سین کے قدمبوس ہوئے آنکھوں کی بینائی دیکھ کر ست وان کو از حد خوشی ہوئی۔ تعجب بھی تھا کہ ایشور کی مایا کیا ہے ✣

رشی منی سب جمع ہو گئے۔ پوچھا کہ

اتنی دیر کہاں لگائی۔ ایسا تو کبھی انتظار نہ دکھلاتے تھے یہ تو بتاؤ کہ راجہ دومت سین کی آنکھیں کیسے کھل گئیں ✣

ست وان۔ میں تو سو گیا تھا مجھے کچھ علم نہیں۔ ساوتری سے پوچھئے کیا معاملہ ہے
ساوتری۔ اب تو بہت رات آ گئی کل عرض کرونگی۔ آپ سب کے آرام کا وقت ہے ✣

رات گزر گئی سویرا ہوا۔ ست وان نے دردِ سر اور غفلت کی کیفیت بیان کی جمراج کے آنے کا ذکر کیا۔ ساوتری نے دھرم راج کی گفتگو بردانوں کی کیفیت گوش گزار کر کے ست وان کی زندگی کا مژدہ سنایا سب لوگ نہایت خوش ہوئے رشیوں نے دعائیں دیں پتی دھرم کی تعریف کی اور کہا

[illegible] ساوتری تیرے دھرم کو [illegible] کے گشت [illegible]

کاٹ دے اولاد ہو تو ایسی ہی +

ساوتری کی تعریفوں سے جنگل گونج رہا تھا کہ سالو دیش کی طرف سے ایک بھیڑ دوڑتی ہوئی آئی۔ دومت سین کی جے جے کا شور بلند تھا۔ سارے جم غفیر نے دومت سین کو دعائیں دیں اور عرض کی کہ

مہاراج سالو دیش فتح ہو گیا۔ دشمن نذرِ تیغ بیدریغ ہوئے۔ مبارک آہا! آپ کی آنکھیں بھی روشن ہو گئیں۔ واہ واہ ہم لوگ بڑے خوش نصیب ہیں۔ ایشور آپ کا سایہ لاکھوں برس تک سر پر رکھے تشریف لے چلئے تخت سلطنت قدمبوسی کا منتظر ہے۔ دومت سین کی دلی مسرتوں کا کچھ حساب نہ تھا رشیوں منیوں کے قدم چھو کر بولا:-

یہ سب آپ کے چرنوں اور ساوتری کے پتی برت دھرم کی برکت ہے +

ایک ایک کے قدموں پر سر جھکا کر دومت سین نے راجدھانی کی طرف رُخ کیا ساوتری بڑی شان و شوکت کے ساتھ پالکی پر چلی ست وان نے گھوڑا بڑھایا۔ سالو دیش میں خوشی کے نقارے بجے شادیانوں نے نغمۂ عشرت سنائے دومت سین نے راج سنگھاسن پر قدم رکھا۔ ست وان کی خلعت ولیعہدی سے سرفرازی ہوئی۔ بدر دیش کے راجہ یعنی ساوتری کے باپ کا نواس سو بیٹیوں کا جھیل پہل سے جلینٹ بن گیا۔ ساوتری نے بھی سو بیٹے گود میں کھلائے باپ نے بیٹی کو طلب کیا بڑی خاطر تواضع کی بیٹوں کو قدموں پر ڈالا اور کہا

یہ ہمیشہ تمہارے قدموں کی عزت کرتے رہینگے کبھی فرق نہ ہوگا آج میں سمجھا کہ میری زندگی سپھل ہوئی۔ ایک لائق بیٹی ہزار بیٹوں سے اچھی +

مارکنڈے جی یہ تذکرہ سُنا کر راجہ جدھشٹر سے بولے

آپ بے فکر رہیں آپ کی رانی دروپدی بھی پتی برتا ہے اس کے پتی برت دھرم سے آپ کو وہی آنند ملیگا جو ساوتری کی ذات سے اس کے میکے اور سسرے والوں کو نصیب ہوا۔ ایک پتی برتا عورت جو چاہے کر سکتی ہے۔ ہزار جپ تپ ایک طرف اور یہ استری دھرم ایک طرف +

ساوتری کا اتہاس کچھ ایسا ویسا نہیں اس میں وہ برکت ہے کہ جو کوئی

پڑھے خواہ سنے اُس کی مقصد برآری میں کچھ شُبہ نہیں- بڑی مقدس کتھا ہے +

ادھیاے ۱۱۹

سورج کی کرن کے پاس تشریف آوری- اندر کے منشاے خاطر کا اظہار- کوچ اور کنڈل دینے کی ممانعت- کرن کی عالی ہمت- انکار سے انحراف- پرتھا کو دُرباسا کا بردان

راجہ جدھشٹر کو ہر وقت کرن سے خوف لگا رہتا تھا وجہ یہ کہ طاقت وَردانگی میں ارجن کی ٹکر لینے والا کوئی تھا تو کرن۔ راجہ اندر نے سوچا کہ اس کو کنڈل اور کوچ پر ناز ہے پس کسی طرح ہتیانا چاہئے کرن سورج کا لخت جگر تھا اُن کی محبت نے جوش کیا برہمن کے بھیس میں کرن سے ملے اور سمجھایا کہ دیکھو کنڈل اور کوچ سے خبردار رہنا- اندر تم سے سوال کرینگے- خبردار خبردار کہیں دے نہ بیٹھنا- مجھے تمہاری پرتگیا سے ڈر ہے جو چیز برہمن مانگتے ہیں بے تکلف دے دیتے ہو- عذر نہیں کرتے +

کرن- آپنے اِس خواہش کے لئے تکلیف گوارا کی اتنی رفاقت کا سبب آپکا نام؟

سورج- میں سُورج ہوں- تمہارے جسم میں میرا ہی خون ہے میں فقط اسی لئے آیا ہوں کہ تمہیں ہوشیار کردوں جس میں کچھ مغالطہ نہ ہو جائے +

کرن- میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپنے درشن دیکر عزت افزائی فرمائی مگر ذرا سوچنے کی بات ہے کہ میں ایک ادنے برہمن تک کا تو سوال رد نہیں کرتا پھر جب راجہ اندر خود بھیک مانگے تو اُس سے کیونکر انکار کرسکتا ہوں اگر وہ سوال کرینگے تو میں بھی ضرور پورا کردونگا- اس میں چاہے بھلائی ہو یا بُرائی میں نے جس بات کا بیڑا اٹھایا ہے اس کو پورا نہ کروں محض خلاف ہے میرے انکار میں روسیاہی ہوگی اور فیاضی میں نیکنامی- مجھ ایسا خوش نصیب کون ہوگا جس کے سامنے راجہ اندر ہاتھ پھیلائے

آپ کو ارجن کا خوف ہے یہ کچھ بات نہیں وہ چیز ہی کیا ہے جب انئی پر چڑھ جائیگا چٹنی کر کے رکھ دونگا۔ میں کوئی دلاچنا نہیں۔ ورونا چارج میرے اُستاد ہیں۔ پرسرام جی نے مجھ کو شستر ودیا گھول کر پلادی ہے پھر ارجن ایسوں کا ڈر کیا +

سورج۔ جب تک کُنڈل اور کوچ سے جسم کو زینت ہے اُس وقت تک تم بیخوف ہو کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا۔ جہاں تم نے یہ اُتارے بس سمجھ لو کہ غضب ہو گیا ایک دن ارجن سے لڑائی رکھی ہے اُس وقت بغیر کُنڈل اور کوچ کے اُس سے جانبری نہ ہو سکیگی اسی سے کہتا ہوں ذرا سوچئے سمجھئے +

کرن۔ کچھ ہو جان جائے یار۔ ہے مجھ سے یہ نہ ہو گا کہ انکار کروں +

سورج۔ اچھا اگر یہ ہے تو اتنا ہی کرو کہ کُنڈل اور کوچ دیکر شکتی راجہ اندر سے اینٹھ لو۔ اگر کُنڈل اور کوچ مفت دے دئے تو کچھ بات نہ ہوئی۔ جان کی خیر نہیں +

کرن۔ خیر وقت پر دیکھا جائیگا ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا +

سورج اور کرن کی گفتگو شنکر راجہ جنمیجے نے پوچھا۔ کرن کو کُنڈل اور کوچ کیسے ہاتھ لگے +

بھشم پاین۔ راجہ کُنتی بھوج ایک مشہور تاجدار تھے ایک عالم وفاضل برہمن نے اُن سے درخواست کی کہ اپنے یہاں ٹکنے کو جگہ دیجئے یہ بھی خیال رہے کہ کسی طرح میری عزت میں فرق نہ ہونے پائے راجہ نے ایک عالیشان محل میں ٹکایا کل باتیں منظور کرلیں اور پرتھا اپنی بیٹی کو خدمت کے لئے مقرر کیا اور فہمائش کردی کہ اس کا کوئی سوال رد نہ ہونے پائے خاطرداشت میں کمی نہ ہو +

یہ برہمن دیو دُرباسا رشی تھے۔ ان کا مزاج عجیب وغریب تھا گھڑی میں کچھ گھڑی میں کچھ۔ ابھی رسوئی پکوائی اور ابھی آپ غائب۔ دن بھر پتہ ندارد پھر آئے تو غُل شور کہ

لاؤ ابھی ابھی تازہ گرم گرم کھانا۔

کھانا آگیا تب بھی چین نہیں کہہ دیا کہ ٹھہر کے کھائینگے۔ یونہیں دن بھر میں کئی کئی دفعہ کھانا خراب کرنا اور پھر سر ہونا کہ کچھ بھجواؤ بھوجن +

پرنتاعند ... کبھی آدھی رات ... کھی دربار میں

حرف شکایت زبان پر لانے نہ پائے ایک روز خوش ہو کے بولے

میں تیری خدمتگزاری سے نہایت خوش ہوں کوئی چیز مجھ سے طلب کر

پرتھا - آپ مجھ سے رضامند رہے میرے واسطے یہی بہت کچھ ہے +

درباسا - نہیں نہیں کچھ مانگ لے - سچ سچ کہہ کیا خواہش ہے +

پرتھا - سچ کہتی ہوں کچھ خواہش نہیں نہ خدمتگزاری کا معاوضہ مطلوب ہے +

درباسا - تو نہیں مانگتی تو نہ سہی میں اپنی طرف سے ایک منتر سکھاتا ہوں یاد کر لے

اس منتر کی تاثیر سے تو جس دیوتا کی خواہش کریگی بال بندھا حاضر ہو کر فرمانبرداری کریگا - بس سے اب میں رخصت +

پرتھا نے منتر خوب رٹ لیا اور دُرباسا اُسی وقت نظروں سے غائب ہو گئے +

ادھیائے ۱۲۰

سورج دیوتا کے تخم اور پرتھا کے بطن سے کرن کی ولادت ادھرت رتھبان کے یہاں پرورش - دریودھن سے دوستی - ارجن سے دشمنی

پرتھا نے اب شباب کے پہلے زینے پر قدم رکھا - اول ہی اول ماہواری غسل نے خبر دی پودا بار آوری کے لائق ہو گیا - پرتھا پہلے اس حالت سے محض ناواقف تھی سخت گھبرائی اور یونہیں دن گزر گئے چوتھے روز وہ نہا دھو کر پاک و صاف ہوئی پوشاک بدلی اور سورج کی طرف دیکھا تو سورج شفق کی سرخی میں چمکتا ہُوا بہت بھلا معلوم ہُوا - اس وقت سورج کے چہرے پر سُرخی دوڑی ہوئی تھی کنڈل اور کوچ سے سروپ بہت ہی اچھا معلوم ہوتا تھا اس نے دل میں خواہش کی کہ "ایسا بیٹا ایشور دے تو کیا بات ہے" +

دُرباسا رشی کا منتر سدھ تھا یاد آتے ہی پورب کی طرف بڑھ کر نگاہ کی تو سورج دیوتا آموجود ہوئے - پوچھا کیوں یاد ہوئی کیا خواہش ہے +

پرتھا - خواہش وا ہش کچھ نہیں - صرف درباسا جی کے منتر کی آزمائش منظور تھی - تکلیف دہی معاف - اب آپ جائیے اپنی راہ لگئے +

سورج دیوتا - آکاش کی طرف نظر اٹھاؤ دیکھو کتنے دیوتا دیکھ رہے ہیں میں لوٹ جاؤنگا تو سب ٹھٹھے لگائینگے - کہ وہ گئے اور پھیکے منہ چلے آئے - تم کو میری طرح کے بیٹے کی خواہش ہے وہ پوری کئے بغیر نہ جاؤنگا - اٹھو - چلو تخلئے میں +

پرتھا - میں ماں باپ کی مرضی کے بغیر تنکا نہیں ہلا سکتی - وہ جس کو ہاتھ پکڑا دینگے اُس کا کہنا سر آنکھوں پر ہوگا - آپ بیجا خواہش سے معاف رکھیں +

سورج دیوتا - ماں باپ کا اس میں کچھ دخل نہیں - دنیا میں سب دل کے مختار اور طبیعت کے مالک ہیں پھر تجھے عذر کیا - کنیا مان جا - مجھ ایسا بیٹا کھلا - تو اطمینان رکھ کنوارپن کو ذرا دھبہ نہ لگیگا تو ویسی ہی کی ویسی بنی رہیگی - اگر اب بھی عذر و انکار ہوا تو سمجھ لے کہ خرابی رکھی ہوئی ہے - سراپ دونگا تو آفت ہوگا +

پرتھا ڈر گئی - زیادہ حیلہ حوالہ نہ کرسکی - سورج نے جوگ بل سے خواہش نفسانی پوری کی - کہاں سورج کا تیج کہاں پرتھا کی نوعمری اس کو غش آگیا اور اسی وقت حاملہ ہوگئی - سورج دیوتا تشریف لے گئے پرتھا کو پاؤں بھاری معلوم ہونے لگا کسی کو راز کی خبر نہ ہوئی - صرف ایک دھاتری جانتی تھی - کہ معاملہ کیا ہوا - اب مدت حمل گزری ماگھ شدی پریوا کو کرن کی ولادت ہوئی کوچ اور کنڈل سے جسم کی زینت چہرے پر سورج کا جلال - اہل دنیا سے شرم تھی - بدنامی کا خوف تھا - پرتھا نے ممتا کی آنچ سرد کی - آنکھ کے تارے کو صندوق میں بند کرکے اسوندی میں بہا دیا - دھاتری اس راز سے بھی واقف رہی دونو کو ایسے خوبصورت لڑکے کی جدائی کا نہایت قلق ہوا مگر مجبور تھیں آنسو ڈالنے کے سوا اور اختیار ہی کیا تھا - صندوق بہاؤ پر چلا گنگا دجمنا سے گزرتا ہوا ہستناپور میں ایک جگہ رک گیا راجہ دھرتراشٹر کے رتھبان ادھرت کا مکان اس جگہ پر تھا وہ اپنی عورت رادھا کے ساتھ نہانے گیا تو صندوق پر نظر پڑی اُدھر دوڑا ہوا گیا - قفل توڑا صندوق کھولا تو ایک پیکر نور نظر آیا خوش خوش رادھا کی گود میں دیکر بولا کہ

لو ایشور نے اولاد دے دی - پالو پرورش کرو +

رادھا بڑی محبت سے پرورش کرنے لگی بسکھن نام تجویز ہوا چھٹے برس دھرتراشٹر نے دیکھا تو بڑے خوش ہوئے دریودھن نے ایسی محبت کی کہ چولی دامن کا ساتھ ہو گیا ہر وقت کی صحبت سے کرن کو دریودھن کا طرفدار بنا دیا لیاقت اور طاقت بہت تھی اسلئے ارجن سے دشمنی رہتی تھی راجہ دھرتراشٹر کو کھٹکا رہتا تھا تو اسی سے ٭

ادھیائے ۱۲۱

راجہ اندر کی کرن کے پاس آمد۔ کنڈل اور کوچ کے لئے سوال۔ کرن کی بخشش۔ راجہ اندر سے شکتی کی دستیابی

کرن روزانہ دوپہر تک گنگاجی میں کھڑا رہتا تھا سورج کی استت زبان پر ہوتی تھی اور دست خیرہ دو دہش میں مصروف اس وقت جو شخص جو چیز طلب کرتا بے منت غیرے پا جاتا۔ کرن کسی کا کوئی سوال رد نہ کرتا تھا۔ اسی حالت میں ایک روز راجہ اندر برہمن کے بھیس میں تشریف لائے اور عرض کی

اے دریا دل نے کلپ برکش۔ ایک سوال ہے پورا کر دیں ٭

کرن۔ بے تکلف کہئے کس چیز کی ہوس ہے۔ آپ ایسا نوجوان برہمن میں نے آج ہی دیکھا سونے کا مالا وہ کیا لطف دے رہا ہے۔ کہئے کوئی عذر نہ ہوگا۔ خوشی سے نذر کروں کیا خدمت آپ چاہتے ہیں ٭

اندر۔ اور کچھ نہیں۔ آپ کے کنڈل اور کوچ کی ضرورت ہے ٭

کرن۔ مجھے دینے میں کچھ عذر نہیں مگر سمجھ لیجئے کہ یہ میرے جزو بدن ہو رہے ہیں جب تک بدن کا گوشت نہ کاٹا جاویگا تب تک ان کا دینا ممکن نہیں۔ اگر آپ معاف رکھ سکیں تو خیر ورنہ مجبوری ہے۔ اس کے عوض اور تمام دنیا کی چیزوں میں سے جو چیز مطلوب ہو ابھی حاضر ہو جائے مگر یہ تو فرمائیے کہ آپ کا نام کیا ہے ؟

راجہ اندر دل میں شرمائے مگر گنگاجی کے سامنے ایسے دانی شخص سے جھوٹ بولنا خلاف تھا اس لئے بتایا کہ:۔

میں اندر ہوں +

کرن - آپ آج سوال کرنے تشریف لائے یہاں نہ معلوم کب سے آپ کے ارادے کی خبر تھی +

راجہ اندر - مجھے بھی معلوم ہے کہ تم سے سورج دیوتا کیا کہہ گئے ہیں +

کرن - مہاراج - آپ کو میری ڈنڈوت ہے آپ دیوتاؤں کے سرتاج ہیں - دنیا کی پرورش وحفاظت آپ ہی کی ذات پر منحصر ہے آپ کے قدم بڑے خوش نصیبی سے دیکھنے کو ملتے ہیں - کون خواہش ہے جو آپ کی توجہ سے پوری نہیں ہوتی اس لئے میں بھی سوال کرتا ہوں کہ

آپ اپنی شکتی مجھے مرحمت فرمائیں +

راجہ اندر - اچھا منظور - مگر جس وقت شکتی سے ایک دشمن مرا اسی وقت پھر تم خالی ہاتھ ہو جاؤ گے شکتی میرے پاس پہنچیگی یہ بھی خیال ہے کہ ارجن پر شکتی نہ چلے چونکہ بھگوان کرشن چندر ارجن کے دست و بازو ہیں میدان جنگ میں وہ اُس کی محافظت کرینگے اُن کے خلاف اس شکتی کا استعمال ناجائز ہے تو میں شکتی دیتا ہوں تم کوچ اور کنڈل حوالے کرو

کرن - خیر آپ کیا یاد کرینگے لیجئے کوچ اور کنڈل - یہ کہہ کر اُس نے اپنے گوشت سے کنڈل اور کوچ اتروانا شروع کیا - گوشت کٹ رہا تھا مگر کرن کے تیور وہی تھے بلکہ اور مسکراہٹ آتی جاتی تھی - وہ کہتا تھا کہ

بلا سے کوچ اور کنڈل چلا گیا - موت کی کچھ پروا نہیں - دنیا یہ تو سمجھ لیگی کہ کرن کس دل کا آدمی تھا اور دانی کیسے ہوتے ہیں +

کوچ کنڈل گوشت سے جدا کئے جا رہے تھے بدن کی طرف دیکھا نہ جاتا تھا کرن بولا

"اندر جی مہاراج اتنی مہربانی کیجئیگا کہ بدن بگڑنے نہ پائے +

اندر - نہیں اطمینان رکھو - خوبصورتی بدستور قائم رہیگی +

انسان کرن کی دریا دلی دیکھ کر دنگ تھے دیوتاؤں کو حیرت تھی ہر طرف سے پھول برستے تھے راجہ اندر خون میں شرابور کنڈل اور کوچ لیکر چلتے ہوئے آگ کی طرح لال شکتی لیکر کرن اپنی قسمت کو سراہتا گھر آیا - چالاوں کی بدولت یہ تو نام ہوا کہ راجہ اندر کرن کے دروازے پر بھیک مانگنے آئے +

ادھیائے ۱۲۲

ایک برہمن کی فریاد - پانڈوؤں کی رفع شکایت کے لئے روانگی - ناکامیابی - بھوک پیاس کی تکلیف - نکل - سہدیو - بھیم سین - ارجن کی وفات - راجہ جدھشٹر کے سوال و جواب سب کی دوبارہ زندگی کی اُمید

پانڈوؤں کی صحرانوردی کا زمانہ گزر گیا - اب ایک سال پوشیدہ رہنے کا وقت شروع ہوا - یہ ابھی دویت جنگل ہی میں تھے کہ اگنی ہوتری برہمن نے فریاد کی کہ

میری ارنی لکڑی درخت پر رکھی ہوئی تھی - ہرن بدن کھجانے آیا لکڑی سینگ میں اٹکی - ہرن بھاگا تو لکڑی سمیت غائب - اب میں اگنی ہوتر کیونکر کروں جس لکڑی سے آگ نکلتی تھی وہی ندارد - آپ سب دھرماتما ہیں برہمنوں کا کوئی کام اٹکنے نہیں دیتے مہربانی کیجئے لکڑی ڈھونڈھ لا دیجئے ❊

پانچوں پانڈو اُسی وقت دوڑ پڑے اِدھر ڈھونڈھا اُدھر تلاش کیا سارا جنگل چھان مارا کونا کونا دیکھا نہ کہیں ہرن ملا نہ لکڑی - چلتے چلتے پاؤں تھک گئے دوڑتے دوڑتے دم پھول گیا - ایسی تھکائی ہوئی کہ آخر ایک درخت کے نیچے سستانے لگے اِدھر پاؤں بھرے ہوئے تھے - سانس اچھی طرح نہ سماتی تھی اُدھر بھوک کا زور پیاس کا چسکا ہوش و حواس باختہ تھے - نکل کو اپنی حالت پر غصہ آیا - راجہ جدھشٹر سے بولا

کہ ہمارے خاندان کا ہمیشہ دھرم میں نام رہا کبھی کسی نے نہ ہمت ہاری - نہ کسی پر الکساہٹ کا سایہ بھی پڑا - جو دھرم کا کام پیش ہوا اُسے کر ہی کے چھوڑا اہل غرض کی حاجت روائی ہماری نظر کے اشارے میں ہوتی رہی آج یہ کیا افتاد اسی ہے ❊

کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ فکر کھائے جاتی ہے +

راجہ جدھشٹر۔ بھائی مصیبت بڑی بُری چیز ہے اس میں نہ اپنا کیا کچھ ہوتا ہے نہ کچھ بنائے بنتی ہے۔ دھرم میں مصیبت کے سوا راحت کہاں۔ عذاب و ثواب کی سزا و جزا بھی دھرم ہی تو دیتا ہے۔ پس ہر حالت میں شکر کرنا چاہئے +

بھیم سین۔ ہائے فکر۔ تُو نے کہیں کا نہ رکھا اگر میں دوشاسن کا ٹیٹوا اسی وقت دبا دیتا جب کمبخت دروپدی کو گھسیٹ رہا تھا تو آج کاہے کو فکر جان لیتی +

ارجن۔ بھیم سین جی۔ آپ سچ فرماتے ہیں۔ آہ مجھ سے بڑی بھاری غلطی ہوئی۔ جس وقت کرن اوکھیاں سُناتا تھا لام و کاف بکتا تھا اُس وقت بیچ ہو کر میں نے خود ہی فکر مول لی۔ اگر ذرا بھوئیں ٹیڑھی ہو جاتیں تو آج کوفت سے سامنا نہ ہوتا +

سہدیو۔ میں بھی ایسی باتوں کو روتا رہتا ہوں۔ بھائی صاحب کو شکنی جوئے میں جیتے اور میں دیکھا کروں۔ افسوس نہ جانے اس وقت کیا جادو ہو گیا۔ کہ تلوار نہ اُٹھ سکی۔ اگر چوسر خون سے رنگ گئی ہوتی تو کیوں یہ دن دیکھنا نصیب ہوتا +

راجہ جدھشٹر۔ جو ہو گیا اب اُس کا ذکر کیا۔ گذشتہ را صلواۃ۔ اس وقت ہم سب بھوک پیاس سے بیچین ہیں تدبیر وہ ہونا چاہئے کہ ذرا حلق تر ہو جائے جان میں جان آئے (نکل سے) بھائی ذرا درخت پر چڑھ کر دیکھو کہیں پانی نظر آتا ہے؟

نکل درخت پر چڑھا اِدھر اُدھر دیکھ کر بولا

پانی تو نہیں دکھائی دیتا مگر ہاں وہ سامنے ہزارہا جانور کلبلیں کرتے معلوم ہوتے ہیں۔ جانوروں کا یوں ایک جگہ ہجوم بے وجہ نہیں ضرور کوئی پانی کا چشمہ ہے +

راجہ جدھشٹر۔ تو پیارے ذرا تکلیف کرو۔ برتن تو ہے ہی نہیں ترکشوں ہی میں پانی بھر لاؤ۔ پیاس کے مارے زبان میں کانٹے پڑ رہے ہیں +

نکل گیا دیکھا کہ ایک تالاب موجیں مار رہا ہے پانی صاف و شفاف پیاس سے لب خشک ہو رہے تھے۔ سوچا کہ پہلے زبان تر کر لو پھر ترکش بھر لینا جو ہیں پانی پینے کا ارادہ کیا ایک آواز کان میں آئی +

خزار کے رہئے۔ پہلے میرے سوال کا جواب دیدو پھر پانی کی طرف رُخ کرنا +
نکل نے آواز کی کچھ پرواہ نہ کی اور منہ سے پانی لگا لیا پانی حلق سے اترتے ہی
زہر کا کام کر گیا۔ وہ بیہوشی غالب ہوئی کہ نبضیں بھی چھوٹ گئیں +
راجہ نے تھوڑی ہی دیر انتظار کیا مگر نکل کا پتہ ندارد۔ سہدیو کو بھیجا کہ نکل کو
ڈھونڈھے اور پانی لے آئے +
سہدیو گیا تو وہی صورت پیش آئی۔ آواز نے سوال کا کرڈا سنایا سہدیو نے
ہٹ سے پانی پی لیا اور وہیں کا وہیں لوٹ گیا +
راجہ جدھشٹر کو اور حیرانی ہوئی کہ معاملہ کیا ہے ارجن سے بولے:۔
کہ جاؤ نکل و سہدیو کی خبر لاؤ پانی ملے تو ترکش میں لیتے آنا +
ارجن پہنچا دونو بھائی مردہ ملے۔ قاتل کی تلاش میں سرگرداں ہوا مگر بے سود
اتنے میں وہی آواز سنائی دی اس نے گانڈیو دھنش تانا آواز پر تیر کی بوچھاڑ کرنا شروع
کر دی اس کے تیر آگے پیچھے نشانے پر چل رہے تھے کہ پھر کانوں میں یہ صدا گونجی +
تیروں کے فضول پھینکنے سے حاصل سوالوں کا جواب دو تب پانی پیو +
ارجن۔ یہ کون بک بک کر رہا ہے۔ مرد ہو تو سامنے آجائے عورتوں کی طرح گھونگٹ
میں منہ چھپانا مردوں کا کام نہیں میں پانی پیتا ہوں دیکھوں کون روک لیتا ہے +
آواز۔ پانی پیا اور مزہ چکھا۔ کہہ دیا کہ سوال کا جواب دے دو +
ارجن۔ پانی نہ پینے والے کی ایسی تیسی۔ نہیں جواب دیتے کسی کا اجارہ ہے +
یہ کہکر ارجن نے چلو لگایا تو ہوش ندارد۔ ایک چکر آتے ہی بھائیوں کے
ساتھ سو گیا۔ ہیکڑی خاک نہ چلی +
جب ارجن بھی وہیں رہ گیا تب تو جدھشٹر کے اور بھی حواس باختہ ہوئے بھیم سین سے کہا
کچھ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ ارجن بھی غائب ہو گیا۔ ذرا جاؤ دیکھو تو

ہر چہ کہ در کان نمک رفت نمک شد

کا سا معاملہ کیا؟
بھیم سین تنتناتا اکڑتا چلا پہنچا تو تینوں بھائی خاک پر بیجان پائے تن بدن میں
آگ لگ گئی بولا کہ یہ سارا فساد گندھربوں کا ہے۔ اچھا رہو پانی پی لوں تو سمجھوں

نکالوں اتنے ہی میں آواز نے چونکایا صدا آئی - سوال حل کر دو تب پانی پیو +

بھیم سین گرجا کہ

ڈال اپنے سوال کو چولھے بھاڑ میں - میرے تین بھائی مارے - پانی پی کر گدی سے زبان کھینچ لونگا تو سوال کا جواب معلوم ہو جائیگا +

بھیم سین کو طاقت کا گھمنڈ تھا ترکش بھر کر پانی پیا مگر اچھی طرح ڈکار بھی نہ آئی تھی کہ چاروں شانے چت نہ نبض میں حرکت نہ جسم میں سانس +

اب جدھشٹر خود اُٹھے لمبے ڈگ رکھتے ہوئے پہنچے دیکھا تو چاروں بھائی مردہ - رو پڑے - منہ پیٹ لیا - سر دے مارا - چھاتی پیٹ پیٹ کر چیخنے لگے کہ

ہائے اب میں کیا کروں - کہاں ڈوب مروں - زہر کھاؤں یا ہیرا چبا لوں - جن بھائیوں کی ذات پر بھروسا تھا افسوس وہ ساتھ چھوڑ گئے ہیں دروپدی کو کیا منہ دکھاؤں - ماتا کنتی کو کیسے صبر آئیگا - آہ دنیا میں کوئی سچا نہیں - رشی منی بھی سب جھوٹے نکلے - دیوتاؤں کے وہ بردان کیا ہو گئے - رشیوں منیوں کے وہ بچن کہاں ہیں کہ ارجن اور بھیم دشمنوں کا خون بہائینگے - جدھشٹر اکھنڈ راج کریگا افسوس ذرا سی دیر میں مدتوں کی اُمیدیں خاک میں مل گئیں - آرزوؤں کا ایک دم سے خون ہو گیا - جن بھائیوں سے دیوتاؤں کی کھردبتی تھی یکش اور گندھرب لوہا مانتے تھے اُن کا مارنے والا کون پیدا ہو گیا - ترلوک میں کس کے پاس وہ ہتھیار ہے جو ارجن کو خاک پر سلا سکے اندر کا بجر بھیم سین کے بدن سے چھو جائے تو چور چور ہو جائے کیا بات ہے کہ میرے بھائی دم کی دم میں چٹ پٹ ہو گئے ان کے سوا کسی دوسرے کی لاش بھی دکھائی نہیں دیتی کوئی دشمن پڑا ہوا نظر نہیں آتا - حیرت ہے کہ گانڈیو دھنش کے ہوتے ارجن ایسا نہ تھا کہ زمین پر لاشیں بچھائے بغیر آپ خود سو جاتا میں تو جانتا ہوں کہ ضرور کچھ جادو ہوا ہے بھائی مرے نہیں کوئی مایا رچی گئی ہے لاؤ ذرا حواس ٹھیک کر کے نبضیں تو دیکھیں +

راجہ جدھشٹر ادھر تو پیاس سے بیدم ہو رہے تھے اُدھر گریہ وزاری نے گلا خشک کر دیا انہوں نے ارادہ کیا کہ لاؤ منہ پر دو چار چھینٹے ڈال کر دو گھونٹ

پانی پی لو تب اوسان ٹھیک ہوں گے۔ چنانچہ جو ہیں پانی کی طرف چلّو بڑھایا آواز آئی ✦

چار ذک اُٹھا چکے ہیں سب تم خبردار۔ سوال کا جواب دے کر پانی کی طرف رُخ کرنا نہیں تو یہی گت تمہاری بھی ہوگی ✦

راجہ جدھشٹر۔ بھائی یہ کس نے آواز دی کیا نام ہے؟

آواز۔ میں بگلا ہوں۔ مشیل نام ہے جو میرے سوال کا جواب نہیں دیتا وہ موت کے گھاٹ اُترتا ہے ✦

راجہ جدھشٹر۔ میرے بھائی ایسے طاقتور کہ سمیر اور کیلاش کو ٹھکرا دیں بندھیاچل اور ہمالیہ کو ہلا دیں اُن کو بگلا کیا مار سکتا ہے۔ جھوٹ نہ بولو۔ سچ سچ کہو ✦

آواز۔ سچ سچ پوچھتے ہو تو کہوں کیا آنکھیں کھول کر دیکھو میں یکشش ہوں تمہارے بھائیوں کو میں نے ہی مارا ہے ✦

کان میں آواز آتے ہی پلک جھپکانے کی دیر ہوئی تھی کہ سامنے ایک کالا کالا تاڑ سا آدمی دکھائی دیا۔ راجہ جدھشٹر بولے کہ

یکشش ہو یا اور کوئی تمہاری حرکتیں انسانیت کے خلاف ہیں تالاب کا پانی پینے ہی کے واسطے ہے پھر پیاسوں کو پانی پینے نہ دینا تو رہا درکنار غریبوں کو مار ڈالنا یہ کس نے سکھایا ہے۔ دھرمان لوگ تو کنواں کھدواتے۔ باولی بناتے تالاب تعمیر کراتے ہیں کہ ایشور کے بندوں کو آرام پہنچے تم اُلٹے پاپ بٹورتے ہو۔ واہ۔ خیر جو ہو گیا اب اس کا ذکر کیا۔ مہربانی سے بتاؤ کہ سوال کیا ہے؟

یکشش۔ سورج کا پورب میں روشن کرنے والا کون ہے۔ ۲۔ اُس کے ہمراہیوں کو کیا کہتے ہیں۔ ۳۔ اُس کو غروب کرنے کی طاقت کس میں ہے۔ ۴۔ اُس کا قرار کس پر ہے؟

راجہ جدھشٹر۔ ۱۔ برہم۔ ۲۔ دیوتا۔ ۳۔ دھرم۔ ۴۔ ست ✦

یکشش۔ انسان کو بہمہ صفت موصوف اور واجب التعظیم بنانے والا کون ہے ۲۔ خواہ مخواہ کرنے والی چیز کیا ہے۔ ۳۔ انسان کو عقلمند کون بناتا ہے؟

راجہ جدھشٹر۔ ۱۔ وید کی تعلیم اور تپسیا۔ ۲۔ صبر۔ ۳۔ بزرگوں کی خدمتگزاری ✦

یکش - ۱- برہمنوں کا دیو بھاو - ۲- اُن کے ست پُرشوں کا سادھرم - ۳- ان کا خش بھاو اور ۴- است پرشوں کا طریق کیا ہے +

راجہ جدھشٹر - ۱- وید پاٹھ - ۲- تپسیا - ۳- موت - ۴- برہمنوں کی بدروشی +

یکش - چھتریوں کی نسبت مندرجہ بالا سوال کیا جائے تو آپ کیا جواب رکھتے ہیں +

راجہ جدھشٹر - چھتریوں کا دیو بھاؤ استر شستر دویا ہے - ست پرشوں کا دھرم یگیہ - منش بھاؤ خوف وہراس - است پرشوں کا طریق درورسی سے گریز +

یکش - ۱- سام وید - ۲- یجر وید کے یگیہ سمبندھی منتر بتائے - ۳- یگیہ کو ماننے والی رچا کون ہے جسے یگیہ قبول کرنے پر مجبور ہے +

راجہ جدھشٹر - ۱- پران - ۲- من - ۳- بکھیہ رچا +

یکش - ایکس میں اچھی طرح آسودہ کرنے کی پوری قدرت ہے - ۲- پتروں کو دان میں کون چیزیں زیادہ ثواب کی ہیں - ۳- عزت کے خواہشمندوں کے لئے کون چیز رکھنا چاہئے - ۴- خاندان کی ترقی خواہوں کو کیا چیز عزیز ہے ؟

راجہ جدھشٹر - ۱- برساتی پانی - ۲- کنوئیں باولی تالاب باغ - ۳- گائے ۴- فرزند +

یکش - آسائش اور مال ودولت سے آسودہ اور معزز ہونے پر بھی کون شخص مردہ سے بدتر ہے +

راجہ جدھشٹر - صرف اپنا شکم پرور +

یکش - زمین سے وزنی - ۲- آکاش سے بلند - ۳- ہوا سے زیادہ تیز رفتار - ۴- گھاس سے زیادہ پیدا ہونے والی چیزیں کون کون ہیں ؟

راجہ جدھشٹر - ۱- ماں کا درجہ - ۲- باپ کا مرتبہ - ۳- دل - ۴- فکر +

یکش - سونے میں کس کی پلک نہیں جھپکتی - ۲- پیدائش کے بعد کس میں قوت رفتار نہیں ہوتی - ۳- بغیر دل کے کون ہے - ۴- دفعۃً بڑھنے کی طرف کس کو حاصل ہے +

راجہ جدھشٹر - ۱ - مچھلی - ۲ - انڈا - ۳ - پتھر - ۴ - دریا ✦
یکشش - پردیسی کا رفیق - ۲ - گرہستی کا دوست - ۳ - روگی کا شفیق - ۴ - قریب المرگ کا ہمدرد کون ہے ؟
راجہ جدھشٹر - ۱ - سلوک - ۲ - عورت - ۳ - حکیم - ۴ - دان ✦
یکشش - کون چیز سب میں موجود ہے - ۲ - سناتن دھرم سے کیا حاصل ہوتا ہے ۳ - دنیا کیا چیز ہے - ۴ - امرت کون ہے ؟
راجہ جدھشٹر - ۱ - آگ - ۲ - مکت - ۳ - ہوا - ۴ - گائے کا دودھ ✦
یکشش - ۱ - اکیلا پھرنے والا کون ہے - ۲ - بار بار کون ظاہر اور غائب ہوتا ہے - ۳ - سردی کا علاج کیا ہے - ۴ - دولت رکھنے کا سب سے بڑا کیسہ کون ہے ؟
راجہ جدھشٹر - ۱ - سورج - ۲ - چاند - ۳ - آگ - ۴ - زمین ✦
یکشش - ۱ - آتما - ۲ - دیوتا کا پیدا کیا ہوا دوست بتاؤ - ۳ - غذا کون دیتا ہے - ۴ - آخر میں عیش و آرام کس سے ملتے ہیں ؟
راجہ جدھشٹر - ۱ - فرزند - ۲ - عورت - ۳ - اندر - ۴ - دان ✦
یکشش - ۱ - پیہ خیرات کرنے والوں میں کس چیز کی ضرورت ہے - ۲ - دولت کون اچھی ہے - ۳ - کون چیز سب سے بہتر - ۴ - سکھ کون عمدہ ؟
راجہ جدھشٹر - ۱ - عقلمندی - ۲ - علم - ۳ - تندرستی - ۴ - قناعت ✦
یکشش - ۱ - انسان کیونکر عزیز دنیا اور ۲ - دولتمند ہو جاتا ہے - ۳ - بیفکری کیونکر حاصل رہتی ہے - ۴ - سکھ کیونکر ملتا ہے ؟
راجہ جدھشٹر - ۱ - غرور چھوڑنے سے - ۲ - خواہشات ترک کرنے سے - ۳ - غصہ مارنے - ۴ - لالچ اور محبت دور کرنے سے ✦
یکشش - ۱ - برہمنوں کو کس غرض سے - ۲ - نٹوں نچنیوں کو کس واسطے - ۳ - بھائیوں کو کس مدعا سے - ۴ - راجاؤں کو کس لئے دولت دی جاتی ہے ؟
راجہ جدھشٹر - ۱ - دھرم کے لئے - ۲ - ناموری کے واسطے - ۳ - پرورش کی نیت سے - ۴ - خوف سے ✦
یکشش - دنیا دی تاریکی کا کون باعث ہے - ۲ - دوستوں سے کون تفرقہ

دلواتا ہے - ۳- نجات سے کون محروم رکھتا ہے؟
راجہ جدھشٹر - ۱- جہالت - ۲- لالچ - ۳- خراب اعمال +
یکش - ۱- انسان اور ۲- ملک - ۳- اعتقاد - اور ۴- یگیہ کس کس چیز کی عدم موجودگی سے جسم بے جان کی مثال ہیں؟
راجہ جدھشٹر - ۱- دولت - ۲- راجہ یا بادشاہ - ۳- عالم و فاضل برہمن - ۴- دکشنا +
یکش - وہ دشمن کون ہے جسے تکلیف سے سر کرتے ہیں - ۲- وہ مرض کون ہے جو دور نہیں ہوتا - سادھو کون ہے؟
راجہ جدھشٹر - ۱- غصہ - ۲- لالچ - ۳- ہمدرد خلائق +
یکش - سب سے خراب نرک کس کے لئے ہے؟
راجہ جدھشٹر - برہمن کو بلا کر پھر سوکھا ٹرکا دینے والے اور دھرم شاستر دیوتا برہمن پتر کے مکان میں جھوٹ بولنے والے کو +
یکش - گرو سیوا سے بید پاٹھ اور بید کے معنے مطلب جاننے سے برہمن ہوتا ہے یا کسی اور وصف سے؟
راجہ جدھشٹر - بد اعمال - پابند نفس ہو - اگنی ہوتر نہ کرتا ہو تو بید پاٹھی برہمن نہیں +
یکش - ۱- شیریں زبانی - ۲- دور اندیشی - ۳- دوستوں کی کثرت - ۴- دھرم کی محبت سے کیا حاصل ہوتا ہے؟
راجہ جدھشٹر - ہر دلعزیزی - ۲- کامیابی مقاصد - ۳- امن و آسائش - ۴- نجات +
یکش - ۱- دنیا میں آرام سے کون ہے - ۲- حیرت انگیز کیا بات ہے اور ۳ سیدھا راستہ کون ہے؟
راجہ جدھشٹر - ۱- جو ہفتے میں ایک بار بھی ساگ پات کھا کر بسر کرتا ہے اور کسی کا مقروض نہیں - ۲- اوروں کو مرتے دیکھ کر بھی اپنے کو زندہ جاوید سمجھنا ۳- جس راستے میں بزرگ چلتے آئیں +

یکشش - تمہارے سب جواب ٹھیک تھے - تمہاری عقلمندی سے مَیں بہت خوش ہُوا ۔ اچھا اب ذرا بتاؤ تم کس بھائی کی زندگی چاہتے ہو ؟

راجہ یدھشٹر - نکل کی ✣

یکشش - حقیقی بھائیوں کو چھوڑ کر سوتیلے بھائیوں کی زندگی چاہنا - اس سے تمہارا فائدہ - بھیم سین تمہارا جان و جگر - دس ہزار ہاتھیوں کو ایک ساتھ لڑا دے ارجن وہ شور بیر جس کو دیوتاؤں کی سی طاقتیں حاصل ان کے جلانے کو کہتے تب کچھ بات بھی تھی راج پاٹ بھی ملتا - دریودھن وغیرہ بھی ہلاک ہوتے - نکل تمہیں کیا دے دیگا ✣

راجہ جدھشٹر - مَیں دھرم کو مقدم سمجھتا ہوں جو دھرم کا پلہ پکڑتے ہیں دھرم اُن کی حفاظت کا بیڑا اُٹھائے رہتا ہے - جہاں دھرم کا ساتھ چھوٹا دھرم ہی گلے پر چھری پھیر دیتا ہے مَیں دوئی کا خیال نہیں رکھتا - مَیں ماتا کنتی اور مادری میں ذرا فرق نہیں سمجھتا - دونو میرے پِتا کی دھرم پتنی ہیں - مجھے دونو یکساں نظر آتی ہیں اِسی رشتے سے مَیں نکل کو بھی ویسا ہی سمجھتا ہوں - جیسا بھیم سین اور ارجن کو - اب رہی نکل کو جلانے کی خصوصیت وہ اس سبب سے ہے کہ ماتا کنتی مجھ کو دیکھکر صبر کرے تو ماتا مادری نکل کو دیکھ کر ✣

یکشش - اُف اوہ - آپ کو ایسا دھرم کا پاس - اتنی بے غرضی - آفرین - آپ کے دھرم نے میرے ہوش اڑا دئے - ٹھہرئیے مَیں نکل گیا - آپ کے سب بھائیوں کو اُٹھا کر بٹھلائے دیتا ہوں ✣

ادھیائے ۱۲۳

بھیم سین اور ارجن کی دوبارہ زندگی - دھرم راج جی کے درشن - راجہ جدھشٹر سے خوشنودی - بروان

یکش کے ذرا سے اشارے میں بھیم سین وغیرہ نے آنکھیں کھول دیں
اور اُٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ راجہ جدھشٹر کی خوشی کی حد نہ تھی۔ یکش کا شکریہ ادا
کرکے دست بستہ عرض کی کہ
مہاراج آپ یکش نہیں یا تو کوئی مسو ہیں یا دُور ورنہ ہمارے پتا دھرم راج
جی ہونے میں شک نہیں۔ میرے بہادر اور زبردست بھائیوں کو اس طرح مارنے
والا دنیا کے پردے پر پیدا ہی نہیں ہوا۔ ایک ایک لاکھ لاکھ پر بھاری ہے
سچ بتائیے آپ کا کیا نام ہے؟
یکش۔ پیارے جدھشٹر۔ تم نے خوب پہچانا واقعی میں دھرم راج ہوں۔ بہت
دنوں سے دیکھا نہ تھا۔ آج جی چاہا اسی بہانے سے دیکھ لیا۔ مَیں تمہارے دھرم کرم
سے اتنا خوش ہُوا ہوں کہ حد وحساب نہیں۔ تم نے دنیا بھر میں اپنا جس پھیلا رکھا ہے
ست پر ہر وقت قائم رہتے ہو۔ نفس کو خوب زیر کر رکھا ہے۔ قلب کی صفائی اور
نفس کی پاکیزگی میں تمہارا نظیر نہیں۔ کبھی مزاج اور خیالات میں تبدیلی واقع نہیں
ہوتی۔ دلآزاری سے نفرت۔ رحم دلی سے رغبت۔ جو باتیں ہیں سب برہم
ودیا کے موافق۔ بچپن کی بھوک پیاس۔ جوانی کے رنج اور محبت
بڑھاپے کی ناتوانی اور موت پر تم ور ہو گئے۔ ہاں لے کہو مجھ
سے کیا مانگتے ہو؟
راجہ جدھشٹر۔ برہمن رشی کی ارنی لکڑی +
دھرم راج۔ لکڑی تو مَیں ہی ہرن بن کر اڑا لے گیا تھا اُس کا مانگنا کیا مد
کچھ مانگو +
راجہ جدھشٹر۔ بارہ برس آپ کے اقبال سے کٹ گئے۔ اب تیرھویں
برس سے سامنا ہے۔ اس میں اگر دشمنوں نے ہمیں پہچان لیا تو بس زندگی
بھر تک جنگلوں کی ٹھوکریں نصیب رہینگی۔ اس سے ایسی تدبیر بتائیے کہ
کوئی پہچان نہ سکے +
دھرم راج۔ مَیں بردان دیتا ہوں کہ اور بھیس کیا اگر اسی صورت سے رہو
تب بھی کوئی پہچان نہ سکے گا۔ مگر بہتر ہے کہ نام بدل کر بیراٹ میں چلے جاؤ

راجہ کے پاس رہو۔ سال بھر جس طرح بنے کاٹو دشمنوں کو خبر بھی نہ ہوگی کہ کہاں ہو پہچاننا کیا معنے۔ ادھر سال گزرا اُدھر تم ہو گے اور راج سنگھاسن سب دشمن ایک دم خاک میں مل جائینگے۔ تم دھرم کی آزمائش میں پورے اُترے ذرا لغزش نہیں ہوئی۔ اس لئے میں دعا دیتا ہوں کہ تمہیں آج تک جو تکلیف ہوئی وہ جلد دور ہو۔ راج ملے۔ ہمیشہ آنند کرو۔ دھرم راج نے یہ کہہ کر ارنی لکڑی راجہ جدھشٹر کے حوالے کی اور راجہ جدھشٹر کو اشیرباد دیتے ہوئے نظر سے غائب ہو گئے ✣

مہابھارت

حصہ چہارم

براٹ پرب

ادھیائے ۱

تیرھویں سال کا آغاز۔ پانڈوؤں کو روپوشی کی ضرورت براٹ نگر جانے کی تجویز۔ خدمات کی باہمی تقسیم

راجہ جنمیجے راج سنگھاسن پر رونق افروز ہیں سامنے جواہر نگار چوکی پر بیشم پائن جی کا جلوہ ہے۔ رشی جی مہاراج کی زبان فیض ترجمان سے پھول جھڑ رہے ہیں بیراٹ پرب کا یوں آغاز ہوتا ہے ؀

پانڈوؤں کی صحرانوردی کا زمانہ خیریت سے گزرا۔ بارہ برس کی سرگذشت ختم ہو گئی۔ اب تیرھواں برس شروع ہوا۔ یہ سال نہایت سخت تھا راجہ جدھشٹر وغیرہ کو ۳۶۵ دن میں پوشیدہ رہنے کی ضرورت تھی کہ دریودھن تلاش میں ناکامیاب

ہے اگر اُن ایام میں پتہ لگ جاتا تو پھر غریبوں کا ٹھکانا نہ تھا۔بارہ برس کی پھر جلاوطنی نصیب ہوتی۔جس دن بارھواں برس ختم ہُوا۔اُنہوں نے باہم مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے۔کہاں جائیں کہاں چھپیں۔کیونکر دریودھن سے جان بچائیں دشمن زمین کھود کر ڈھونڈھ نکالینگے زمین و آسمان ایک کئے بغیر نہ رہینگے نہ معلوم کتنے مخبر اور گوئیندے چھوٹ بھی چکے ہونگے۔اسلئے اب پوشیدگی کا معقول انتظام ہونا چاہئے۔راجہ جدھشٹر کو فکرمند دیکھ کر ارجن نے عرض کی۔

مہاراج فکر سے کچھ حاصل نہیں۔چارۂ کار سوچنے کی ضرورت ہے آپ ہر طرح مطمئن رہیں۔ایشور سب پیشبندیاں کر چکا ہے۔میں دھرم راج جی سے بردان حاصل کر چکا ہوں کہ تیرھویں برس ہم لوگوں کو کوئی شناخت نہیں کر سکیگا۔اب رہی روپوشی کی جگہ۔سو اس کے لئے میری رائے ناقص میں پانچال (پنجاب) چندیری متسی۔سورسین (متھرا) پٹ چر۔وشارن۔نوراشٹ۔تل۔شانو۔یوگندھ ہے۔کنت راشٹ۔سوراشٹ اونتی عرف اُجین میں سے کوئی مقام تجویز کر لینا چاہئے کہ دیش سے اطراف وجوانب کے تمام شہر آباد و معمور ہیں۔کسی چیز کی کمی نہیں ہے؀

راجہ جدھشٹر۔دھرم راج کے بردان سے نہایت اطمینان ہُوا۔سچ پوچھو تو بڑی بھاری فکر دور ہوئی۔اب رہی پوشیدگی کی جگہ۔تو میری رائے میں متسی دیش کے بیراٹ نگر سے بہتر دوسری جائے پناہ نہیں۔وہاں کا راجہ ایک تو میرا دوست قدیمی دوسرے گیانی وتیاگی۔دھرماتما اور پرتاپی۔اس کی سلطنت میں کسی قسم کا کھٹکا نہ ہوگا مگر یہ سوچنا چاہئے کہ وہاں کس بھیس میں جائیں۔بسر اوقات کی کیا سبیل کریں؀

ارجن۔مجھے اور بھائیوں کی طرف سے دلجمعی ہے وہ جو کام چاہینگے کر لینگے۔اب فکر یہ ہے کہ آپ نازک طبع۔دھرم کے سروپ۔ست بادی۔تاجدار زمانہ آپ کی قدمبوسی کو فخر سمجھتے ہیں۔اس مصیبت کے زمانے میں کیونکر آپ سے کسی کی خدمت ہو سکیگی؀

راجہ جدھشٹر۔مجھ سے تو واقعی کوئی کام نہ ہو سکیگا۔ہاں کہو تو قماربازی کے جوہر سے راجہ کو خوش کروں۔راجوں مہاراجوں کو جہاں شکار وغیرہ سے دلچسپی رہتی ہے۔وہاں جوئے میں بھی اُن کی تفریح طبع کا سامان کم نہیں۔بس میں نے تو بسر اوقات

کے لئے یہ ذریعہ پسند کیا +

سب بھائی اس تقریر پر ہنس پڑے اور بھیم سین مذاقیہ لہجے میں بولا "واقعی آپ کی قماربازی کے کمالات کا کیا کہنا - آپ کا سا کامل الوقت دوسرا کون ہوگا - صرف ایک راجہ نل نے سلطنت ہار کر اُستادی کا ثبوت دیا تھا - اور کسی کا نام ہیں نے سُنا ہی نہیں +

راجہ جدھشٹر - بھائی تم نہ بناؤ گے تو اور کون +

بھیم سین - میں آپ سے ہنسوں - بھلا گستاخی کی مجال بھی ہے - میرا مطلب یہ تھا کہ آگ کا جلا آگ ہی سے اچھا ہوتا ہے - قماربازی نے یہ دن دکھایا - اسی سے اچھے دن دیکھنا نصیب ہونگے +

راجہ جدھشٹر - بہت اچھا سرکار - یہی سہی - اور جتنا جی چاہے بیوقوف بنالو - مگر میں کیا کروں کہ اور کسی خدمت کا وقوف ہی نہیں - مجبوری سے جوے ہی کی آڑ لونگا مگر اب تم لوگ بتاؤ کیا کیا کروگے ؟

بھیم سین - میں تو رسوئیاں بناؤنگا - آپ جانتے ہیں کہ کھانا پکانے میں مجھے کیسی مہارت حاصل ہے +

ارجن - میں تو عورت بنونگا - ناچنا گانا اندرلوک میں سیکھ ہی آیا ہوں - سنگار کرنے کی کسر - زنانہ لباس اور زیور پہننے کی دیر ہے - سارے رنواس کو نہ اُچھادوں راجہ پر موہنی نہ ڈالوں تو ارجن نام ہی نہیں +

راجہ جدھشٹر - کہاں گانڈیو دھنش - کہاں ہیجڑا پن +

ارجن - جی ہاں - سورگ کی اپسرا کا سراپ بھی تو پورا کرنا ہے +

راجہ جدھشٹر - اچھا نکل اور سہدیو تم اپنی اپنی کہو +

نکل - میں تو اصطبل کا انتظام ہاتھ میں لونگا - گھوڑوں کی واقفیت مجھ سے زیادہ اور کس میں ہے +

سہدیو - گؤشالہ میں گایوں کی پرورش و پرداخت میرے حوالے +

راجہ جدھشٹر - دروپدی جی - بھائیوں نے کام بانٹ لئے کہو تم کیا کروگی +

دروپدی - میں رانیوں کو نر کی تصویر بنائے رہونگی وہ سنگار کروں گی کہ پھر دک

پھر تک جائیں جس کی چوٹی کنگھی کر دوں - اُس پر خاوند ایسا فریفتہ رہے کہ دوسری عورت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھے - عورت کو اتنی فرصت ہی نہ ملے کہ پرائے مرد کا خیال بھی کر سکے +

راجہ جدھشٹر - خدمت تو بہت خوب سوچی - آفرین مگر دیکھو ایسی احتیاط رکھنا - کہ کوئی شناخت نہ کر سکے - واقعی تمہاری تمیزداری سے راجہ بیراٹ کے رنواس میں اندر اپسرائیں نظر آنے لگیں گی - پتنی برت دھرم سے رونق و عظمت ہی کچھ اور ہو جائے گی +

ادھیائے ۲

ہمراہیوں کی راجہ جدھشٹر سے رخصت - دھوم رشی کی ہدایت

جب آپس میں مشورہ ٹھہر چکا تب راجہ جدھشٹر جی نے ہمراہیوں کو یوں ہدایت فرمائی کہ

دھوم رشی سوت اور رسوئیے برہمن کو لئے ہوئے راجہ دروپد کے یہاں قیام پذیر ہوں اندرسین وغیرہ خدمتگار رتھ لیکر دوارکا جی کی طرف کوچ کریں - مائی دروپدی کی لونڈیاں باندیاں پانچال کی طرف چلی جائیں - سب کو ہدایت ہوئی کہ خبردار کوئی راز ظاہر نہ ہونے پائے کوئی ہم لوگوں کا حال دریافت کرے تو جواب یہی ہے کہ نہ معلوم کہاں غائب ہو گئے - کچھ پتہ نہیں - لاکھ ڈھونڈا ہزار سر ٹپکا - کہیں نشان نہ پایا - مجبوراً ادھر کی راہ لی +

دھوم رشی - جدائی کا سخت رنج ہے مگر مجبوری - جس جگہ بس نہ چلے ہائے وہاں کیا کیجئے - اب آپ کو خدمتگاروں کی طرح رہنا پڑیگا - افسوس صد افسوس تقدیر سے بس نہیں +

تقدیر جو دکھائے وہ لاچار دیکھئے

مگر یاد رکھنے کہ بادشاہی سے خدمتگاری مشکل ہے - اس وقت جو میں کہتا ہوں - آپ گوش ہوش سے سنکر گرہ باندھیں - یہ نصیحتیں کچھ

فایدہ دے رہینگی ✣

راجہ جدھشٹر - آپ ہمارے ہادی ورہنما ہیں - آپ کا فرمانا ہر حال میں ہم لوگوں کے لئے مفید ہوگا - ضرور کچھ ارشاد فرمائیں ✣

دھوم رشی - شاستروں کی ہدایت یہ ہے کہ جب کوئی شخص راجہ سے ملنے جائے اُس کا فرض ہے کہ پہلے حاضری کی خبر کرا دے - جس وقت حاضری کا حکم ہو - اُس وقت قدمبوسی حاصل کرے - راج دربار کی بات کیسی ہی کیوں نہ ہو - کبھی کسی کے سامنے زبان پر نہ لائے - راج دربار میں ایسی جگہ بیٹھنا لازم ہے جہاں کی نشست پر کوئی معترض نہ ہو سکے - جب تک راجہ کا خود اشارہ نہ ہو - کسی امر میں مشورہ دینا یا رائے زنی کرنا کبھی مناسب نہیں بلکہ ہر حال میں خاموشی واجب ہے - راجہ جن شخصوں یا رانیوں سے بھی ناراض ہوں اُن سے التفات کرنا عقلمندوں کا کام نہیں - ایسی باتوں میں زک رکھی ہوئی ہے - راجاؤں کو جھوٹے وزیروں کو بھی سزا دینے میں دریغ نہیں ہوتا - اپنے خاص عزیزوں کو بھی اپنے مزاج کے خلاف پاکر گوشمالی سے محروم نہیں رکھتے ہر شخص کا فرض ہے کہ راجہ کی نگاہ دیکھے قیافہ پہچانے رہے - کبھی مرضی کے خلاف کام نہ کرے - جس بات میں راجہ کی خوشی ہو اُس کو بڑی لیاقت اور دانشمندی سے نباہنے میں اہلکاروں کا فائدہ ہے ورنہ ضرر - راجہ جس خدمت پر مقرر کردے اس کو خوشی کے ساتھ قبول کرے - انکار میں طرح طرح کے کھٹکے ہیں - راجہ کے سامنے تھوکنا قہقہہ لگانا - ڈکار لینا وغیرہ بے ادبی میں داخل ہیں اگر کوئی ہنسی کی بات ہو تو ضبط کے ساتھ مسکرا دینے میں مضائقہ نہیں - جو مشیر سخت مزاج ہو جس کی مشورت سے لوگوں کو سخت سزائیں ملتی رہتی ہوں اس کا کوئی دوست نہیں ہوگا - سب عداوت کرتے ہیں اور اس کا راج میں رہنا اندیشے سے خالی نہیں ہوتا ✣

خواہ بہادر ہوں یا پہلوان - راستی شعار ہوں یا نفس کش یا اور ہمہ صفت موصوف سب اسیوقت مقرب بارگاہ ہوتے ہیں - جب راجہ کی ثنا و صفت میں تر زبان رہیں جس وقت طلبی ہو - انسان قدمبوسی حاصل کرے اور دست بستہ پوچھے کہ کیا ارشاد

ہے حکم ملے تو بڑی خوشی سے تعمیل کرے۔ کوئی عہدہ یا منصب پاکر ملازم کا فرض ہے کہ نیک نیتی سے کام کرے۔ نہ خود رشوت لے نہ کسی کو لینے دے۔ خود امانت میں خیانت نہ کرنے دے اور دیکھتا رہے کہ کوئی اور تو کچھ خرد برد نہیں کرتا۔ خائن اور رشوت خور کو راجہ طرح طرح نہیں دیتا۔ جو اس معاملہ میں درگزر کرے وہ بھی گیہوں کے ساتھ گھن کی طرح پستا ہے۔ عیال و اطفال کی محبت ترک کرکے آقا کی رفاقت و اطاعت لازم ہے۔ مالک کی خوشنودی پر مغرور نہ ہو۔ اختیار پر ناز نہ کرے۔ حسن خدمات پر نہ اترائے باقی آپ فہمیدہ سنجیدہ ہیں۔ آپ کو ہدایت کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔

راجہ جدھشٹر۔ آپ کی نصیحتوں کا شکریہ۔ آپ نے وہ ہدائتیں کیں۔ جو بدر جی اور ماتا کنتی کی زبان سے بچپن ہی میں سُنی تھیں۔ آپ کے قدموں کی جدائی کا رنج آپ کی رفاقت کا شکر گزار ہونے نہیں دیتا۔ زبان میں طاقت نہیں اب میں قدموں سے جدا ہوتا ہوں۔ آپ بھی فرقت گوارا فرمادیں۔ زندگی ہے تو پھر درشن کرینگے +

دھوم رشی نے دروپدی کی لونڈی باندیوں کو پنجاب میں بھیج دیا۔ ملازم رتھ وغیرہ لے کر دوارکاجی کی طرف روانہ ہوئے اور راجہ جدھشٹر نے بیراٹ نگر کا عزم کیا۔ جب منزل طے ہوئی تو ارجن نے بیابان بھومی (بیر گیٹ) میں اپنے تمام ہتھیار اور گانڈیو دھنش درخت پر پوشیدہ کردئے۔ اور شہر میں داخل ہوتے وقت حسب ذیل نام تجویز کئے +

جدھشٹر ججے۔ بھیم جینت۔ ارجن ججے۔ نکل جیت۔ سہدیو جید بل۔ دروپدی سرندھری +

ادھیائے ۳

بیراٹ نگر میں پانڈوؤں اور دروپدی کی مختلف خدمات پر تقرری

پانڈو بیراٹ نگر میں پہنچ گئے۔ راجہ جدھشٹر نے پیشقدمی کی اور پانسے بغل میں دبا کر راجہ بیراٹ کے دردولت پر پہنچے۔ دربان سے خبر کرائی حکم ہوا کہ حاضر ہو۔

راجہ جدھشٹر تو بھیس بدلے ہوئے تھے مگر راجگی کی بو کہاں جاوے۔ وہ تنتنے اکڑتے
دربار میں جا پہنچے دیکھا کہ راج سنگھاسن پر راجہ بیراٹ کا اجلاس ہے وزیر حلقہ زن ہیں
برہمن وید پاٹھی اور ارکان دولت سے دربار کی رونق کچھ اور ہی ہے جونہی راجہ نے
جدھشٹر کے چہرے پر نظر ڈالی۔ کچھ رعب سا چھا گیا۔ پیشانی آفتاب کی طرح چمکتے
دیکھی ارکان دولت سے کہا کہ

یہ برہمن کون ہے اس کی صورت کچھ اور ہی کہتی ہے۔ کہیں کوئی چکرورتی راجہ
تو اس بھیس میں نہیں آگیا۔ اہل دربار کی نظریں راجہ جدھشٹر کی طرف دوڑ کر قیافہ شناسی
کر رہی تھیں کہ راجہ جدھشٹر سنگھاسن کے قریب جا پہنچے۔ اشیرباد
دے کر بولے۔

پرتھی ناتھ۔ کلپ برکش۔ ان داتا۔ برہمن ہوں۔ دولت لٹ پٹ گئی۔ آب و
دانہ یہاں لے آیا۔ قسمت نے آپ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔

راجہ بیراٹ۔ آپ کے قدم سر آنکھوں پر۔ کہاں سے تشریف آوری ہوئی۔ وطن کا
نام؟ گوتر۔ تنہا آنے کی وجہ۔ چہرے کا جلال کچھ اور خبر دیتا ہے۔ اور سادہ روش
میں بھی کچھ رمز معلوم ہوتی ہے۔

راجہ جدھشٹر۔ کیا کہوں کہتے ہوئے شرم بھی آتی ہے۔ افسوس بھی ہوتا ہے۔
راجہ جدھشٹر کے دربار کا میں بھی ایک رتن تھا۔ سب لوگ کنک کہہ کر پکارتے تھے
پانسے کا دھنی ہوں۔ کوئی کھلاڑی سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔

راجہ بیراٹ۔ آپ کا گھر ہے۔ شوق سے قیام کیجئے۔ برہمنوں کا قدم میرے سر
آنکھوں پر۔ سواری شکاری سب موجود ہیں۔ تکلیف ہو تو میرا ذمہ ہے رفاس سے
دربار تک آپ کے لئے نہ روک نہ ٹوک نہ پوچھ نہ گچھ۔ جس کو روزگار کی تلاش ہو اسے آپ
ہی پیش کیا کریں۔ ملازمان بارگاہ اشارے پر نہ چلیں۔ تو مستوجب سزا۔ شائقین ملازمت
کی تجویز خدمات آپ ہی کے سپرد۔ آپ کو مشورت و رائے زنی کا اختیار۔

راجہ جدھشٹر نے قدردانی کا شکریہ ادا کیا۔ اور مرضی کے موافق خدمت ملنے
سے بہت خوش ہو گئے۔ کچھ دیر ہوئی تھی کہ بھیم سین پہنچا۔ ہاتھ میں تلوار۔
بدن پر سیاہ لباس۔ ہاتھی کا سا ڈیل ڈول۔ ڈنڈ بلے مضبوط۔ راجہ بیراٹ

نے صورت دیکھی تو حیران ہوگیا۔ اس کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا:
"مَیں نے تمہارے ہاتھ پاؤں کا آدمی آج تک نہ دیکھا تھا۔ کیا نام ہے۔
مکان کہاں ہے کہیں کوئی دیوتا یا گندھرب تو نہیں؟

بھیم۔ بلّو نام ہے۔ راجہ جدھشٹر کا رسوئیا تھا۔ وہ میرے ہی ہاتھ کا پکایا کھانا کھاتے تھے:

راجہ بیراٹ۔ مجھے یہ یقین نہیں۔ ضرور کوئی پرتاپی شخص ہو۔ تمہارا چہرہ مہرہ کچھ اور ہی کہہ رہا ہے۔ ایسا شہزور۔ ایسا تن و توش۔ ایسے رعب و داب کا آدمی رسوئیا ہو نہیں سکتا۔ سچ کہنا اندر تو نہیں ہو:

بھیم سین۔ اندر کیا۔ اندر کے پاؤں کی خاک بھی نہیں۔ راجاؤں کی صورت کیا ایسی ہی منحوس ہوتی ہے۔ مَیں واقعی راجا جدھشٹر کے لئے کھانا پکاتا تھا۔ اب رہا ڈیل ڈول۔ یہ ایشور نے بنایا ہے۔ میرا کچھ اجارہ نہیں۔ آپ کے اقبال سے کچھ ایسی طاقت حاصل ہوگئی ہے کہ ہاتھیوں کو نظر میں نہیں لاتا۔ شیروں کے گلے چیر ڈالتا ہوں:

راجہ بیراٹ۔ جب یہ بات ہے تو پھر تمہاری تمیز داری کا کیا پوچھنا۔ اچھا مَیں نے رسوئیں تمہارے تعلق کر دی۔ تمہیں اختیار ہے کہ اپنے کاموں میں جس سے چاہو مدد لو:

اب دروپدی رانی کی کیفیت سُنئے۔ اُس نے بالوں کا جوڑا باندھ لیا۔ میلے کچیلے لباس میں محل کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ جس نے دیکھا حسن و جمال پر فریفتہ ہوگیا۔ دربانوں میں سے ایک نے پوچھا:۔

کون ہو۔ کہاں سے آنا ہُوا۔ یہاں آنے کی غرض۔ کیا مطلب ہے۔ کیا خواہش:

دروپدی۔ سیرندھری ہوں۔ رانیوں کا سنگار کرنے میں اپنی عمر بسر ہوئی۔ جس کی کنگھی چوٹی کر دوں۔ اس پر انسان کیا دیوتا کی بھی رال ٹپک پڑے:

دروپدی کی خوبصورتی کا نقشہ کھینچنا محال ہے۔ اس نور کی تصویر کو جس نے دیکھا حیران رہ گیا۔ ذرا سی دیر میں اچھی خاصی بھیڑ لگ گئی ہوتے ہوتے رنواس میں خبر ہوئی۔ رانی نے محل سے جھانکا تو عجیب ہی موہنی صورت

نظر آئی۔ لونڈیوں کو حکم دیا کہ فوراً ساتھ لائیں۔ حکم کی تعمیل ہوتے ہی دروپدی محل میں داخل ہوئی۔ جس نے صورت دیکھی۔ ایشور کی قدرت نظر آگئی۔ سودیشنا رانی نے بڑی خاطر سے بٹھلایا اور پوچھا +

یہ صورت یہ موہنی مورت۔ یہاں کہاں بھول پڑیں۔ کیا تلاش ہے۔ کیا خواہش؟

دروپدی۔ میں آپ ایسی رانیوں کا سنگار کرنا جانتی ہوں۔ سب سرندھری کہکر پکارتے ہیں۔ خواہش کیا بتاؤں۔ صورت سوال ہے۔ پیٹ کی فکر گھسیٹ لائی +

رانی۔ مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ تم مذاق کرتی ہو۔ صورت تو کہتی ہے کہ اپسراؤں کی سرتاج ہو۔ سرکشی۔ پنڈریکا۔ مالنی۔ مینکا۔ رنبھا وغیرہ تمہارے پاؤں کا دھوون بھی نہیں۔ مگر تمہاری باتیں کچھ اور ہیں +

دروپدی۔ یہ آپ کا خیال ہی خیال ہے۔ میں تو آپ ایسی رانیوں کی ایک ادنٰے لونڈی ہوں۔ پہلے سری کرشن جی کی پٹ رانی ست بھاماں کی خدمت میں رہی پھر مہارانی دروپدی کی خدمتگاری کا شرف حاصل رہا۔ جب سے راجہ جدھشٹر کا راج پاٹ جاتا رہا۔ تب سے سارے سکھ قسمت سے اُڑ گئے۔ اب تقدیر آپ کے یہاں لائی ہے۔ دیکھئے پانسہ چت ہو یا پٹ +

رانی۔ تمہاری لیاقت تمہاری باتوں ہی سے ٹپکتی ہے۔ زیادہ تشریح فضول۔ میں تمہیں اپنی سہیلیوں کی طرح رکھونگی +

مگر معاف کرنا۔ تمہاری خوبصورتی سے ڈرتی ہوں کہ کہیں مجھے طاق پر بٹھا دو راجہ تمہیں پر مرنے لگیں +

دروپدی۔ آپ کی بات کو میں ٹال نہیں سکتی۔ مگر میں ست بھاماں اور دروپدی کی آنکھیں دیکھے ہوئے ہوں جس عورت پر میرا سایہ پڑ جائے۔ اُس کے پتی برت کو دیوتا بھی نہیں مٹا سکتے۔ پھر میرا دھرم چھڑا سکے کس کی مجال ہے آپ کو خیال رہے کہ میں معمولی پتی برتا نہیں۔ میرے دھرم کی محافظت پانچ گندھربوں کے سپرد ہے ادھر کسی نے بدنیتی سے دیکھا۔ اُدھر گندھرب اُس کی جان لے

پیچھے [illegible] گئے +

رانی - [illegible] تم سے بہت خوش ہوں۔ اچھا اب تم محل میں رہو۔ تم کو کوئی بدنگاہی سے نہ دیکھ پائیگا +

دروپدی جب سرندھری کے لقب سے رانی کی ملازمت سے مشرف ہو چکی تو سہدیو کی باری آئی۔ یہ گوالے کا بھیس کئے ہوئے دردولت پر حاضر ہُوا۔ راجہ کو خبر ہوئی تو صورت دیکھ کر اچنبھے میں ہو گیا کہ گوال اہیر کی ایسی شکل کیسے۔ اس نے دریافت کیا۔ کون ہو۔ کیا چاہتے ہو +

سہدیو - پانڈووں کا گوالا ہوں۔ اندرپرست کا گئوشالا میرے ہی سپرد تھا۔ اشٹ نیمی نام ہے اور ذات بیش۔ مہاراجہ جدھشٹر وغیرہ کا اب پتہ نہیں نہ جانے کہاں چل دیئے۔ ہم لوگوں کو بے سرپرست کر دیا +

راجہ بیراٹ - تمہاری صورت تو گوالے کی سی نہیں معلوم ہوتی۔ برہمن نہ سہی تو چھتری ہونے میں شبہ نہیں کیا جا سکتا +

سہدیو - برہمن چھتری ہونے کے لئے بڑی قسمت چاہئے۔ اپنی قومیت کیوں چھپاویں۔ آپ تیجسوی سمجھئے یا پرتابی۔ یہ اپنی اپنی نظر ہے۔ مَیں نہ برہمن بننے سے برہمن بن جاؤنگا۔ نہ چھتری بننے سے چھتری۔ جس قوم اور جس ذات میں ایشور نے پیدا کر دیا وہی بہت ہے +

راجہ - نام کیا ہے اور تنخواہ کیا لوگے +

سہدیو - سب تنت پال کہتے ہیں۔ تنخواہ راجہ جدھشٹر کے ساتھ گئی۔ دس کروڑ گائیں سپرد تھیں۔ روز انعام و اکرام ملتے تھے۔ گھر دولت سے پٹا پڑا تھا۔ اب وہ نہ دن ہے نہ وہ راتیں۔ جب دن پھرینگے دیکھا جائیگا۔ بالفعل جو چنے چبینے کو میسر آ جائے وہی بہت ہے +

راجہ - میرے گئوشالا میں ایک لاکھ گوالے ہیں۔ مَیں نے تم کو سب کا افسر مقرر کیا۔ سہدیو نے راج سنگھاسن کے آگے سر جھکایا اور شکریہ ادا کر کے ایک گوشے میں جا کھڑا ہُوا۔ اتنے میں ایک خوبصورت مرد زنانہ بھیس میں حاضر ہُوا۔ اس کا جمال دلفریب عجیب ہی دلکش تھا۔ بکھرے ہوئے بال سر سے پاؤں تک زیور

لباس زرکار - اس نے آتے ہی زمین چومی اور راجہ کی نگاہ کو ایک طلسم سا دکھا دیا +
راجہ - عمر بھر میں ایسی صورت آج ہی دیکھی - چہرے کا یہ جلال - یہ مردانہ تیور - اس پر عورتوں کی سی نزاکت - اپسراؤں کی سی دلفریبی - میں نے عمر بھر راج کیا - حکومت سے سیری کرلی - منظور ہو تو تخت خالی کردوں +
ارجن - مجھے راج پاٹ سے کیا کام - میں تو نچینا گویا ہوں - برنہلا نام ہے - ماں باپ بچپن میں چھوڑ آئے - اب محلوں میں رانیوں کی تفریح طبع کا باعث ہوں - بہت سی ناچ کنیاں مجھ سے تربیت حاصل کر چکیں +
راجہ نے وزیروں کے مشورے سے ارجن کا امتحان کیا - سب کو ماننا پڑا کہ ارجن مرد نہیں - مخنث ہے - اس کے بعد راجہ نے حکم دیا کہ برنہلا بیٹی کو گانا ناچنا سکھلائے +
ارجن اس فن میں کامل تھا - اس نے ناچ گانے کے کرتب دکھا کر تمام رنواس کو فریفتہ کرلیا - ہر ایک رانی عزیز رکھنے لگی +
آخر میں نکل پہنچا - اس کی شکل سے بھی راجہ کو حیرت ہوئی - پوچھا کہ کیا کام جانتے ہو +
نکل - گھوڑوں کا علم ایسا جانتا ہوں کہ جواب نہیں - رتھ ہانکنے میں خوب مہارت ہے +
راجہ - نام کیا ہے ؟
نکل - گرنتھک +
راجہ - جاؤ میں نے تمام اصطبل تمہارے سپرد کر دیئے خوب عمدہ طور سے گھوڑوں کی نگہداشت کرنا +
نکل - آپ ہر طرح اطمینان رکھیں - مجال کیا کہ کوئی گھوڑا بیمار ہو - دس پانچ روز کے بعد آپ اپنے گھوڑوں کو پہچان بھی نہ سکینگے - اڑیل سے اڑیل ہو ایسے باتیں نہ کرے تب میں گنہگار +

ادھیائے ۴

دروپدی کے حُسن وجمال پر راجہ بیراٹ کے سالے سِنسِما کیچک کی فریفتگی - اظہار مدعا دروپدی کی فہمائش

پانچوں پانڈو راجہ بیراٹ کے دربار میں ملازم ہو گئے - اُن کو روپوشی کا خاطر خواہ موقعہ مل گیا - اُنہوں نے لیاقت اور حُسن خدمات سے کیا راجہ کیا رانی سب کو خوش کیا - جو تھا تعریف کرتا تھا - رانی دروپدی مشاطہ نہ معلوم ہوتی تھی - بلکہ خاص سہیلی +

دس مہینے بڑے اطمینان سے گزر گئے - دو مہینے کی کسر باقی تھی کہ فلک نیرنگ ساز نے تازہ گل کھلایا - اور گردش قسمت نے ایک نئی اُپج کی لی - راجہ بیراٹ کا سالا کیچک فوج کا سپہ سالار سلطنت میں نہایت بااختیار - اور بہن بہنوئی کی ناک کا بال تھا - غرور وخود سری کی حد نہ تھی - ہر وقت دماغ عرش ہی پر رہتا تھا - دروپدی رانی کی ہر وقت حاضر باشی تھی - اس نے صورت دیکھی تو دل ہاتھ سے جاتا رہا - اور طبیعت قابو میں نہ رہی - لاکھ جذبات سے کام لیا - مگر جذبات نفسانی سے ایک پیش نہ گئی - اپنی بہن سردیشنا سے ہنسی ہنسی میں بولا تم نے یہ اپسرا کہاں سے منگائی - اس سے تو رنگ اس کی رونق ہی اور کی اور ہو گئی - جب سے میں نے دیکھا ہیں تو آپے میں نہیں رہا تم بہن ہو تمہارا اختیار ہے - اس سے کہو میرے تپتے ہوئے کلیجے پہ ہاتھ رکھے - یہ تمہاری خدمتگاری کے لائق نہیں - راجاؤں کے محلوں کی رونق بڑھائے دائی نور کی تصویر سے کام لینا تمہارا ہی کام ہے - تمہیں خدا تی کی اُمنگوں اور نشۂ حسن کی ترنگوں پر ذرا بھی رحم نہیں - اگر یہ میرے ہتھے پر چڑھ جائے تو تمہارا منہ میٹھا کرونگا - جیسی دعوت چاہو کھلاؤنگا +

رانی کو اپنے بھائی کا پاس و لحاظ تھا وہ مسکرا کر چپ لگ گئی۔ کیچک سمجھا کہ انکی خاموشی نیم رضا کا معاملہ ہے۔ پس وہاں سے سیدھا اُٹھ دروپدی کے پاس پہنچا اور بولا:۔

تم دنیا کی خوبصورتوں کی سرتاج اور پھر یہ لونڈی پن۔ تم ویسی خدمتگاری پہ بھیجو۔ میرے رنواس کی زینت اور سب رانیوں کی سرتاج بنو۔ زیور جواہرات لحسنت پوشاک رنگا رنگ نوکر چاکر۔ لونڈیاں باندیاں سب تمہارے قدموں کو دھو دھو کر پئیں گی ✦

دروپدی۔ خیر باشد۔ کچھ پی تو نہیں گئے۔ یہ واہیات خیال کیسا۔ کہیں لائق مرد پرائی عورت کو خراب نظر سے دیکھتے ہیں۔ جس نے دوسری کی بہو بیٹیوں پر بد نیت ڈالی وہ دنیا بھر میں رو سیاہ ہو گیا۔ اُس کی عمر گھٹ گئی ✦

کیچک۔ بلا سے عمر گھٹ جائیگی۔ بھلا تمہارا تو کچھ گھاٹا نہ ہوگا۔ پیاری کہنا مان لے سچ کہتا ہوں کہ جیتے جی بیکنٹھ کا لطف دکھا دونگا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں کون ہوں۔ کیا ہوں۔ بیراٹ نگر کا راج میری مٹھی میں ہے۔ زور و طاقت میں کوئی جواب دینے والی نہیں۔ اقبال کا آفتاب بڑے جلال کے ساتھ چمک رہا ہے۔ جسے چاہوں راج دے دوں۔ جسے منظور ہو خاک پر سلا دوں۔ تم جہاں اپنے حسن و جمال پہ ناز کرتی ہو۔ وہاں میری صورت شکل پہ بھی نظر کرو۔ سچ بتانا کہ آج تک اس حسن و جمال کا مرد کوئی کبھی دیکھا ہے ✦

تمہاری جوانی شباب پر ہے۔ رنگ رلیاں منانے کے دن ہیں۔ اُٹھو میرے ساتھ چلو لونڈی پنا چھوڑو ✦

دروپدی۔ ذرا منہ دھو آئے۔ تب بات کیجئے۔ میں لونڈی ہوں تو بھی ہزار رانیوں سے اچھی ہوں۔ آپ اپنے بدخیالات دل سے نکالئے ورنہ پچھتائیگا۔ پانچ گندھرب میرے اور میری عصمت کے محافظ ہیں۔ جو شخص بد نگاہی کرتا ہے اُس کی خیریت نہیں ہوتی۔ سب اُس کا کچومر نکال کے رکھ دیتے ہیں آپ کی خیرخواہ ہوں۔ جو راز تھا بتا دیا۔ اب بھی نہ مانیں گے تو بھاؤ بھگتیگے گندھربوں سے زمین اور آکاش پر کسی جگہ پر جانبری نہ ہو سکے گی ✦

ادھیاے ۵

رانی سودیشنا کی سازش - کیچک کی دروپدی پر دست درازی - دروپدی کی راجہ اور رانی سے فریاد راجہ جدھشٹر اور بھیم سین کا ضبط

دروپدی نے کیچک سے مطلق التفات نہ کیا وہ اپنا سا منہ لئے ہوئے وہاں سے اپنی بہن سودیشنا عرف کیکئی کے پاس آیا - بہت رویا پیٹا - جان دینے تک کو تیار ہو گیا - قدموں پر سر رکھا کہ بہن اب جان کی خیریت تمہارے ہاتھ میں ہے تم چاہو گی تو زندگی رہ جائیگی +

رانی نے بہت سمجھایا کہ یہ حماقت ہے کہتے شرم نہیں آتی - آنکھوں پر ٹھیکری ہی رکھ لی - پرائی بہو بیٹیوں پر نگاہ کرنا بھلے مانسوں کا کام نہیں - غیر عورت پر جس نے نظر ڈالی وہ بے موت مرتا ہے - راون سے بڑھ کر کون طاقتور راجہ ہوگا مگر نہیں صرف پرائی عورت کی ہوس ہی نے لٹیا ڈبو دی - سارا خاندان تباہ ہو گیا - کوئی نام لیوا پانی دیوا بھی نہ رہا - سیرندھری کوئی ایسی ویسی عورت نہیں - سنتی ہوں کہ پانچ گندھرب اس کے پہرے پر رہتے ہیں - اس سے جس نے آنکھ لڑائی - وہ مارا پڑا - مجھے خوف ہے کہ تمہیں بھی اُن سے سامنا نہ پڑ جائے تو زمین و آسمان میں کہیں ٹھکانا نہیں +

رانی نے لاکھ سمجھایا - کیچک کے سر پہ بھوت سوار ہی رہا - بہن کی محبت ایسی ویسی نہیں ہوتی - اس سے کیچک کی دلی بیقراریاں نہ دیکھی گئیں مجبوراً منہ سے نکل ہی گیا کہ

اچھا اب کے کسی تقریب پر مجھے بُلانا - میں کسی حیلے سے تمہارا سامنا کرا دونگی - تم جس طرح مانے منانا - نہ مانے تو تم جانو اور وہ میں بری الذمہ +

اس وقت تو معاملہ رفت وگذشت ہو گیا - آخر بزنی کا تیوہار پڑا - کیچک نے سامان دعوت میں خوب تکلف کیا - عمدہ سے عمدہ شرابیں کھچوائیں - ناچ رنگ کسی چیز کی کسر نہ رہی +

رانی کو وعدے کا خیال تھا - اس نے دروپدی سے کہا

سُنا ہے کہ بھائی نے بڑی عمدہ شراب اُتروائی ہے - جاؤ میرے لئے تھوڑی سی شراب تو مانگ لاؤ +

دروپدی - آپ کے حکم کی تعمیل میں عذر نہیں مگر آپ کے بھائی کی نیت خراب ہے اس لئے جاتے ڈرتی ہوں - مضائقہ نہ ہو تو اور کسی کو بھیج دیجئے +

رانی - اس کی کیا مجال ہے کہ آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھے خصوصاً اُس وقت جب میں کسی کام کے لئے بھیجوں - تم نڈر ہو کر جاؤ - یہ لو پیالہ - کہہ دینا اچھی شراب دیدیں +

دروپدی نے پیالہ لے لیا اور تخلیئے میں جا کر سورج نرائن سے ہاتھ جوڑ جوڑ کر کہنے لگی کہ

لاج آپ کے ہاتھ ہے آپ ہی میرے پتی بہت دھرم کے محافظ ہیں

ایک نالائق سے سامنا ہو گا حفاظت کیجئے +

سورج نرائن کے دل پر اثر ہُوا اُنہوں نے خفیہ طور پر ایک راچھس ہمراہ کر دیا اور دروپدی کانپتی تھرتھراتی کیچک کے پاس گئی - پیالہ سامنے رکھ دیا +

جونہی کیچک نے صورت دیکھی - اُچھل پڑا - بغلیں بجانے لگا - بولا تمہاری بڑی عمر ہے - مَیں ابھی تمہاری ہی یاد میں تھا - اے زہرہ جمال خورشید تمثال - تیرے حُسن جوانی کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہو - تم نے اسی وقت میرے تڑپتے ہوئے کلیجے کو تسلی بخشی - تمام دنیا کی نعمتیں موجود ہیں - پوشاک بدلو - زیور پہنو - شرابیں اُڑاؤ - جس کو ایشور نے حُسن کی دولت دی ہے وہ تمہاری طرح سائل کو ترسایا نہیں کرتے - آج کی رات تم یہیں رہ جاؤ دیکھو کیا لطف رہتا ہے - سمجھ لو کہ قسمت جاگ گئی - کل سے رنواس کی تمام رانیاں تمہارے پاؤں دھوئیں گی - اور تو اور میری بہن تک کو تمہاری تعظیم و تکریم اور

خاطر تواضع سے کسی وقت چھٹی نہ ملے گی +

دروپدی - باتیں پھر کب لیجئے گا - مہارانی جی انتظار میں ہونگی - جلد پیالہ بھر دیجئے میں اُن کو دے آؤں - وہ بہت پیاسی ہیں +

کیچک - تم کیوں تکلیف کرو - میں ابھی کسی لونڈی کے ہاتھ بھجوائے دیتا ہوں آؤ پیاری تم ادھر بیٹھو +

یہ کہکر کیچک نے دروپدی کا آنچل پکڑ لیا - دروپدی نے جھٹکا دیا - مگر کہاں ایک ہٹا کٹا مرد - کہاں ایک نازنین مہ جبین - آنچل چھڑانے سے نہ چھوٹا تب تو دروپدی بولی کہ

ذرا حواس میں آئیے یہ ہاتھا پائی کیا معنے - آجتک جس نے میری طرف نظر اُٹھائی - اُس کا پھر کہیں پتہ ٹھکانا نہ لگا +

کتنی ہوں کیوں آپ سانپ کے منہ میں اُنگلی دیتے ہیں +

کیچک نشۂ عشق سے چور تھا - وہ کیسے سنتا ہاتھ جوڑتا ہُوا اُٹھ کھڑا ہوا اور نیت کی کہ دوڑ کر جھٹ جا لے - جونہیں ہاتھ اُٹھایا دروپدی نے جھلا کر اس زور سے جھٹکا کہ کیچک دُور جا پڑا موٹے موٹے ہاتھ پاؤں کچھ نہ کر سکے +

دروپدی کا بدن تھر تھر کانپ رہا تھا - وہ سیدھی راج دربار کی طرف بھاگی - کیچک نے پیچھا کیا - راستے میں بال پکڑ لئے مگر دروپدی روتی پیٹتی دربار میں جا پہنچی - جہاں راجہ بیراٹ - جدھشٹر اور بھیم سین بیٹھے ہوئے تھے - جب دروپدی فریادی ہوئی تو کیچک نے دوڑ کر ایک لات ماری - راجہ جدھشٹر تو دل ہی دل میں دانت کٹکٹا کر رہ گئے - بھیم سین کی آنکھوں میں خون بھر آیا استنے ہی میں سورج نرائن کے بھیجے ہوئے خفیہ راچھس نے کیچک کو اُٹھا کر اس زور سے پٹکا - کہ ہڈی ہڈی چور ہو گئی - بھیم سین تیور بدل کر اُٹھنے لگا کہ سر کچل کے رکھ دے - مگر راجہ جدھشٹر نے پاؤں کے انگوٹھے کا اشارہ کر کے باز رکھا اور کہا :-

رسوئیے جی مہاراج - آپ کے کام کا وقت قریب آ گیا جائیے لکڑی ایندھن وغیرہ کا انتظام کیجئے +

بھیم سین دانت پیس کر خاموش ہو گیا اور دروپدی نے راجہ سے مخاطب ہو کر عرض کی کہ آپ دھرم وان ہیں۔ منصف ہیں دیکھئے تیجئے۔ آپ کے سامنے تک اس سوت کے بیٹے نے مجھے لات ماری۔ پہلے کی باتوں کا ذکر فضول آپ دیکھیں اور کچھ نہ بولیں۔ افسوس کیا کہوں۔ میرے خاوند دھرم کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں۔ وہ آزاد ہوتے تو اسی وقت مزہ چکھا دیتے +

راجہ بیراٹ۔ نیک بخت۔ تم دونہ جانے کہاں سے لڑتے جھگڑتے یہاں آئے۔ مجھے کیا معلوم کہ قصوروار کون ہے +

وزیر۔ مجھ سے سنئے۔ سرندھری تو پتی برتا ہے اور کیچک مغلوب نفس یہ چاہتا ہے کہ سرندھری کی عصمت پر دھبہ لگائے +

اہل دربار دروپدی کی تعریف میں رطب اللسان ہوئے۔ راجہ بیراٹ کو سخت غصہ تھا۔ وہ زیادہ گفتگو نہ سکے انہوں نے دروپدی سے فرمایا۔

اچھا سرندھری اب تم اپنی رانی کے پاس جاؤ۔ دربار میں تمہارا ٹھہرنا درست نہیں۔ تم پتی برتا ہو میں ڈرتا ہوں کہ تمہارے غصے سے راج الٹ پلٹ نہ ہو جائے۔ تم کسی سے نہ ڈرو۔ تمہارے پانچوں گندھرب دھرم کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں تو بھی کچھ پرواہ نہیں۔ تمہارا پتی برت دھرم تمہاری حفاظت و دستگیری کرے گا +

یہ سنکر دروپدی روتی ہوئی رانی کے پاس گئی۔ آنکھیں روتے روتے سُرخ ہو گئی تھیں غصے سے چہرہ لال انگارہ ہو رہا تھا۔ رانی نے یہ حالت دیکھ کر پوچھا کہ کیا ہوا کہو تو +

دروپدی۔ تم بھائی کی ترجیح کرو گی کہہ کے کیا کروں +

رانی۔ نہیں نہیں کہو۔ اس نے کیا کیا +

دروپدی۔ جب آپ کی بھیجی ہوئی گئی۔ بس ہاتھا پائی شروع کر دی۔ میں مشکل سے جان چھڑا کر بھاگی تو بال پکڑے اور مہاراج کے سامنے تک ماری ایشور نے حرمت رکھی۔ اس کمبخت نے تو اپنے سے کچھ نہ اٹھا رکھی تھی +

رانی۔ تم کہو تو ابھی کیچک کی کھال کھچوا دوں۔ اچھا اب اُداس نہ ہو +

دروپدی - مہاراجی جی آپ کو بھائی پہ ترس آ جائیگا آپ سے سزا دینے کو کیا کہوں -
دیکھ لیجیئے گا میرے گندھرب کس طرح تڑپا تڑپا کر جان لیتے ہیں +

ادھیائے ۶

دروپدی کی بھیم سین سے فریاد اور گریہ وزاری
بھیم سین کی کیچک کے قتل کے لئے تجویز

دروپدی کے دل کا رنج کون سمجھ سکتا ہے اس کو اس زندگی سے موت اچھی معلوم ہوتی تھی - وہ محل سے روتی ہوئی اپنے مکان میں گئی - قسمت کو کوس کوس کر غسل کیا - کپڑے دھوئے سکھائے پہنے اور کیچک کی شرارتیں یاد کرکے سری کرشن جی کی یاد میں محو ہو گئی - تھوڑی دیر کے بعد دل سے باتیں کرتے کرتے جیسے کسی نے کان میں کہہ دیا کہ ساری مشکل بھیم سین کی ذات سے آسان ہو جائیگی - اس کو یقین آ گیا کہ بس بھیم سین ہی سے کیچک کی بائی کچائی نکلیگی - ہر مصیبت کے وقت اسی نے ہاتھ بٹایا ہے - اس کے دل کو کچھ تشفی ہوئی - اور رات کے وقت دبے پاؤں اس مکان میں پہنچی - جہاں بھیم سین خراٹے لے رہا تھا - وہ جاتے ہی لیٹ گئی اور رونے لگی - بھیم سین نے آنکھ کھولی تو اٹھ کر دروپدی کو گلے لگا لیا پوچھا +

ہیں روتی کیوں ہو چہرے کے رنگ وروغن کو کیا ہوا - صورت بھی کچھ اور ہو گئی ہاتھ پاؤں میں جیسے خون ہی نہیں +

دروپدی - واہ واہ کیا بھولا پن ہے آنکھوں سے سب کچھ دیکھ چکے اور پھر بھی معلوم نہیں کہ دروپدی پر کیا گزری - کیا اس وقت آنکھیں بند تھیں جب سر دربار کیچک نے لات ماری - ہائے کیچک دست درازی کرے - لاتیں مارے اور تم سب بیٹھے دیکھو - زوف ہے میری زندگی پر - ہے ایشور تو نے کیا سمجھ کے مجھے مہاراجہ دروپد کی بیٹی اور پانڈووں کی پٹ رانی بنایا - مجھ سے ایک کنگال سے کنگال گھرانے کی عورت ہزار درجہ اچھی - ہائے راجہ جدھشٹر نے جوا کھیل کر اپنی ہی مٹی خراب نہ کی - اپنے ساتھ سب بھائیوں کو بھی لے ڈوبے اور میرا تو اچھی طرح بیڑا غرق

کر دیا۔ تمہیں ہی دھرم سے بتاؤ کہ میری طرح کب کسی کی ذلت ہوئی ہے دریودھن
کا غلام پرات کامی مجھے لونڈی کہے۔ دوشاسن ننگا کرے۔ جیدرتھ اٹھا کر لے بھاگے
کیچک جھونٹے پکڑے لات مارے۔ اس سے بڑھ کر بے عزتی اور کیا ہو سکتی ہے راجہ
یدھشٹر نے جس جوئے میں دھن۔ دولت۔ حکومت۔ سلطنت ہار کر ہم لوگوں کی یہ
دُرگت کرائی۔ اس جوئے کے پھیر میں آپ بھی پڑے ہوئے ہیں۔ کہاں وہ اندرپرست
کا راج جلوس میں لاکھ لاکھ رتھوں پر جنگ آور بہادروں کی ہمراہی۔ کہاں یہ ذلیل
نوکری۔ جس شخص کی رسوئیں کا انتظام لاکھ خدمتوں کے سپرد تھا جس کے لنگر سے
لاکھوں آدمیوں کو چاندی سونے کے برتنوں میں تمام دنیا کی نعمتیں ملتی تھیں۔ جو
سائلوں کو سونے چاندی سے لاد دیا کرتا تھا جس کو بڑے بڑے ویدپاٹھی اپنی
خوش الحانی سے بیدار کیا کرتے تھے۔ جس کی رسوئیوں سے ہزاروں رشیوں منیوں
کا پیٹ پلتا تھا۔ جس کے دربار میں تاجداران زمانہ زمین بوس ہوتے اور تحفہ
تحائف نذر کرتے تھے۔ جس نے جراسندھ ایسے شہ زور راجہ کے ٹکڑے اڑا
ہائے وہ آپ طوق غلامی پہنے جوئے کو ذریعہ معاش بنائے۔ دنیا کی نگاہوں
سے منہ چھپائے بیراٹ نگر کے ٹکڑوں پر پڑا ہوا ہے۔ جس وقت کوئی کنک
کنک پکارتا ہے میرے دل میں خنجر کاٹ کر جاتا ہے ✦

ہائے کہاں ارجن۔ جس کے گانڈیو دھنش نے اگن دیوتا کے وضو ٹھنڈے
کردئے بڑے بڑے شہ بیروں کو جیتا۔ اب وہی ہیجڑا بنا ہوا راجہ کی بیٹیوں کو ناچنے
گانے کی تعلیم دیتا ہے۔ ہائے۔ آہ جس بھیم سین کی شکل سے بڑے بڑے ہاتھیوں
کی روح فنا ہوتی۔ شیروں کا پتا پانی پانی ہوتا۔ وہ بلو رسوئے کے نام سے پکارا جائے
اُف گردش تقدیر تیرا برا ہو۔ نکل اور سہدیو ایسے خوشرو طاقتور جوان تنت پال اور
گرنتھک کہلائیں۔ میں بدنصیب لونڈی سے بدتر ہو رہی ہوں۔ جو کام کبھی نہ کیا۔ وہ اب
کرنا پڑتا ہے اوبٹن پیسوں چندن گھسوں۔ چوٹی کنگھی کروں۔ یہ دیکھو ہاتھوں میں چھالے
پڑ گئے ہیں ماتا کنتی کے لئے کبھی کبھی اوبٹن تیار کرتی تھی تو چھالے پڑ جاتے تھے۔
اب کمبخت روز کا دھندا ہی یہ ہو گیا ہے۔ ہم سب ایک ہی روز یہاں آئے تھے تاڑنے
والے تاڑتے ہیں کہ ضرور کچھ سانٹھ گانٹھ ہے تم پر اور مجھ پر شک کرنے والے نہ جانے کتنے

ہیں ۔ سب کو یقین ہے کہ دو نے سے جوڑا یا گانٹھ ہو گئی ۔ سب سختیاں تو میں سہہ سکی ۔ بارہ برس جنگل میں مصیبتیں جھیل لیں اب کیچک کا ظلم برداشت نہیں ہوتا ۔ اگر تم اس کو جو مر نہ نکالو گے تو مجھ سے ہاتھ دھو لو ۔ میں زہر کھا کر جان دے دونگی ✦

دروپدی نے یہ تقریر کچھ ایسے دردناک لہجے میں کی کہ بھیم سین سے ضبط نہ ہو سکا وہ بھی رو پڑا اور گلے لگا کر بولا کہ پیاری مہینہ ڈیڑھ مہینہ اور صبر کرو ۔ میعاد ختم ہونے پر ایک ایک سے بدلا لے کر دم لونگا ✦

ارجن کے گانڈیو دھنش اور میرے بجر کو دھر کال ہے جو دشمنوں کا اجار نہ نکال لیں ۔ تم کیچک سے کیوں ڈرتی ہو ۔ کہدو کہ جس محل میں ارجن ناچ گانے کی تعلیم دیتا ہے ۔ وہاں کل پہر رات گئے ملونگی ۔ اُس کی آنکھوں پر پردے پڑے ہیں عشق کا بھوت اُسے وہاں لے جائیگا ۔ تو بس ساری بائی کہجائی نکل جائیگی ۔ میں عورت کا لباس پہنکر جاؤنگا ۔ ادھر اس نے ہاتھ لگایا اُدھر ۔ میں نے ٹیٹنی دی اور بس ایک چوٹ میں کام تمام ✦

ادھیاے ۷

بھیم سین کا سوال ۔ دروپدی کا جواب ۔ رانی سودیشنا اور کیچک کی سازش کا اظہار بھیم سین کی حکمت عملی کیچک کا قتل

بھیم سین کیچک کی فکر میں پڑ گیا ۔ اُس نے تہیہ کر لیا کہ کل رات کو عورت کا بھروپ بھر کر ہڈیاں چکنا چور کر دونگا ۔ تجویز جو بتائی وہ ناظرین کو معلوم ہے اب بھیم سین دروپدی سے بولا کہ

آخر کیچک کی ان ناروا حرکتوں کا باعث کیا ہے ۔ سودیشنا رانی چھوٹے بھائی کی بدکرداری پر چشم نمائی نہ کرے اور اُس کو ایسی بدنیتی سے باز نہ رکھے سخت تعجب

کی بات ہے کہاں بڑی بہن کہاں یہ کٹنیا پا۔ ذرا سمجھاؤ تو بات کیا ہے +

دروپدی جی۔ رانی کا کچھ قصور نہیں۔ میری قسمت اور خوبصورتی کی خطا ہے اور اس کے بعد بھائی کی محبت کا جوش۔ رانی ہر وقت ڈرتی رہتی ہے کہ کہیں راجہ فریفتہ نہ ہو جائے حُسن بھی عجیب کمبخت چیز ہے جس نے کبھی حسینوں کو چین لینے نہیں دیا۔ شمع روشن ہوئی اور پتنگے لوٹ ہو گئے۔ پھول کھلے اور گلچیں بڑھیا سے بڑھیا رنگت اور چوٹی کے پھول چُن لے گئے۔ بلبل ایک تو خوبصورت۔ اس پر خوش الحانی جس باغ میں میٹھے جال بچھا ہے۔ جس درخت پر میٹھے پھل لگے ہیں۔ سارے خوش آواز طائروں کا یہی حال ہے۔ کسی کو دام میں پھڑکتے دیکھا۔ کسی کو قفس قسمت میں روتے۔ ایک نظر میں ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ میں اپنی صورت شکل سے ماری پڑی ہوں۔ رانی کو ادھر تو راجہ کی حسن پرستی سے اندیشہ۔ ادھر جوش خون۔ وہ بھی چاہتی ہے کہ کسی طرح ہر وقت کا کھٹکا دور ہو۔ دل میں کھٹکنے والی پھانس نکل جائے۔ انہوں نے کیچک کو سمجھایا تو بہت۔ مگر وہ ایک نہیں مانتا۔ بے غیرتی لا دکھی ہے۔ بہن بھائی کا دل نہ رکھے تو اور کون۔ پس اس نے بھی اسی کی مرضی مقدم سمجھ لی۔ میں نے رانی سے کھُل کے کہدیا۔ کیچک کو بھی صاف صاف سمجھا دیا کہ بدنگاہی ٹھیک نہیں۔ پانچ گندھرب حفاظت میں رہتے ہیں۔ کہیں وہ جان کے گاہک نہ ہو جائیں۔ رانی تو اس دھمکی سے کانپ اُٹھی۔ مگر کیچک کا دماغ عرش پر ہے۔ اُس کی آنکھوں پر زعم جوانی اور غرور طاقت نے پردے ڈال رکھے ہیں۔ کہتا ہے کہ بس کُل پانچ۔ اُن کی حقیقت ہی کیا۔ اگر ہزار گندھرب بھی ہوں تو کیا پروا۔ ایک ادھڑ میں سب کے سب نابود ہو جائینگے۔ جس وقت راجہ صاحب محل میں آتے ہیں۔ میں خود بھی سامنا نہیں کرتی۔ رانی کو منظور ہے کہ وہ میری صورت نہ دیکھ پائیں۔ اُن کی طرف سے دلجمعی ہے۔ مگر یہ کیچک کے سر کا بھوت ایسا پیچھے پڑا ہے جس سے میری تلی تلی کانپتی اور زندگی کی خیر نہیں معلوم ہوتی ہے +

بھیم سین۔ پتی برتاؤں کو ہمیشہ سے مصیبت کا سامنا ہوتا ہے تمہاری کوفت نئی نہیں۔ راجہ دومت سین کی بیٹی۔ ستوان کی استری ساوتری کیسی پتی برتا تھی مگر دیکھو اُن کی جان پر کیا کیا گزری۔ بس حد ہے کہ صبح جم لوک جانے کا پکا

ارادہ کر لیا۔ جنک نندنی مہارانی جانکی نے راجمندر جی کے ساتھ چودہ برس کی جنگلوں کی مصیبتیں جھیلیں۔ کون آفت تھی جو جان لیوا نہ رہی۔ بس انتہا ہے کہ راون ایسے زبردست راچھس کی قید میں کیا کچھ سختیاں نہ برداشت کیں مگر آخر نتیجہ وہ ہؤا کہ آج اُن کے نام سے ایک عالم کو گناہوں سے نجات اور عذابوں سے خلاصی ہوتی ہے۔ تمہاری مصیبتوں کے دن بھی قریب اختتام ہیں۔ اقبالمندی کا زمانہ دوڑا ہؤا چلا آتا ہے۔ ادھر یہ ڈیڑھ دو مہینے ختم ہوئے۔ اُدھر ساری دنیا میں تم ہی تم ہوگی۔ راجہ جدھشٹر کا دور عالمگیری شروع ہی سمجھو۔ جہاں اتنے برس استقلال سے کاٹے وہاں اِنے گنے دنوں کی حقیقت ہی کیا ہے رہی کیچک کی گوشمالی۔ اس کے لئے تدبیر بتا چکا۔ تم دن کو ملاقات کے لئے رات کا وقت مقرر کرلو۔ رات کو مَیں سمیٹ لونگا۔ بھیم سین کے جیتے جی تمہیں کسی بات کا اندیشہ ہو ممکن نہیں۔ اب جاؤ دل سے فکر نکالو۔ رات زیادہ آگئی ہے کہیں کوئی سُن گُن نہ پالے۔

دروپدی وہاں سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ قیامگاہ پر آئی۔ اس کی طبیعت کو اُلجھن سے نجات ملی۔ اور دن نکلنے کے بعد موقع پاکر کیچک سے ملی۔ کیچک بادہ عشق سے سرشار تھا۔ صورت دیکھکر خوش ہو گیا۔ دروپدی اٹھکھیلیاں کرتی ہوئی پاس پہنچی اور کہا:۔

آپ بھی عجیب چیز ہیں۔ نہ بدنامی کا کھٹکا نہ چار آنکھوں کی شرم۔ لیکن کیا یونہی آپے سے باہر ہو کر کوئی آنکھوں پر ٹھیکری رکھ لیتا ہے۔ اونچ نیچ کا کچھ بھی خیال نہیں۔ پرائی عورتوں کا دل ہاتھ میں لینا کچھ منہ کا نوالہ ہے۔ ایسی باتوں کے لئے بڑی رازداری اور پردہ پوشی کی ضرورت ہے کا تا اور لے دوڑے سے کچھ کام نہیں بنتا۔ اگر کچھ آپ مجھ پر جان دئے دیتے ہیں تو مَیں بھی آپ کو مایوس رکھنا نہیں چاہتی آج رات آپ اُس محل میں ملیں جہاں ناچ گانا ہؤا کرتا ہے۔ آپ چھپ چھپا کر وہاں پہلے سے جا لیٹیں۔ مَیں سب کی نظر بچا کر آجاؤنگی مگر شرط یہ ہے کہ کسی کو راز معلوم نہ ہو۔

کیچک خوش ہو گیا۔ کلی کلی کھل گئی۔ بولا

اس وقت تم نے مردے کو جلا دیا۔ اگر تم میرے دل کے ارمان نکال دوگی

تو سچ کہتا ہوں کہ کبھی غلامی سے باہر نہ ہونگا۔ جتنا پانی پلاؤگی۔ اتنا ہی پیونگا۔ فرق ہو تو گنہگار۔ بیشک میں نے دل کی بیتابیوں سے کچھ نشیب و فراز نہ سوچا اور گستاخی کر بیٹھا تم معاف کرو۔ میں آدھی رات کو پہنچ جاؤنگا۔ پیاری زیادہ انتظار نہ دکھانا۔ جلدی آنا۔ کسی پر راز ظاہر ہو کیا مجال۔ تم تو دیکھ چکیں کہ راجہ بیراٹ برائے نام راجہ ہے تمام سفید و سیاہ کا اختیار تو مجھ ہی کو ہے۔ پس تمہارے برابر دنیا میں اور کون خوش نصیب ہے جس کی غلامی کو مجھ ایسا با اختیار۔ اور شہزور شخص اپنا فخر اور لطف زندگی سمجھنے کے لئے تیار ہے +

دروپدی ادھر چلی آئی۔ اُدھر کیچک بغلیں بجانے لگا کہ دہ مارا۔ پالا میرے ہاتھ۔ خوش قسمتی تیری کیا بات ہے۔ بیداری تقدیر تیرا کیا کہنا ؎

طائر مقصود اُڑ کر آگیا خود دام میں

اس نے بڑی بڑھیا پوشاک پہنی۔ ہار پھولوں کا خاصہ انتظام کیا۔ خوشبویات ڈھیر کر دیں۔ چندن چوپا۔ عطر پھلیل۔ کوئی چیز باقی نہ رہی جس کا ذخیرہ نہ جمع ہو گیا ہو۔ زیور جواہر نگار و پوشاک زر کار پہنی۔ شراب ناب سے آنکھیں اچھی طرح مخمور کر لیں۔ بڑے ہوئے محل یعنی شبستان خلوت کو اس طرح سجایا کہ چوتھی کی دلہن کا سنگار گرد ہو گیا +

آدھی رات میں کچھ کسر باقی تھی۔ بھیم سین راجہ بیراٹ کو کھلا پلا کر عورت کے بھیس میں چپ چپاتے وہاں پہنچے جہاں کیچک کی شامت آنے والی تھی وہ جاتے ہی سونے کی پلنگڑی پر لمبی تان کر لیٹ رہا اور اس طرح سوں کھینچی کہ گہری نیند کو مات کر دیا۔ ذرا دیر کے بعد کیچک اپنے خیال میں مست۔ نشۂ عشق سے مدہوش وہاں آپہنچا۔ دیکھا کہ سر ندھری چادر تانے خواب ناز میں مست ہے اس نے جاتے ہی دل کی بیقراری سے ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا اور کہا

اے راحت روح۔ اے جان جہاں اُٹھو۔ ذرا دیکھو تو۔ اس وقت تمہاری غلامی میں کون حاضر ہے۔ سچ بتانا کہ ایسی صورت کبھی اور بھی دیکھی تھی۔ لو یہ شراب کا پیالہ۔ آؤ ذرا کلیجے سے تو لگالوں +

ہاتھ کو ہاتھ لگاتے ہی بھیم سین چادر پھینک کر اُٹھ بیٹھا۔ بولا:-

او بیوقوف جس کو جان سمجھتا ہے وہ تیری جان نہیں تیرے لئے کال ہے تو اپنے کو دوہا بیاں جان کر پرائی عورت پر ہاتھ ڈالتا ہے۔ دیکھ ابھی تیری ستی پٹی بھلائے دیتا ہوں ✝

کیچک یا تو دوسرے ہی خیالی پلاؤ دم کر رہا تھا بھیم سین کی تقریر سنکر جھجک گیا رسّی جیتا جاگتا کالا سانپ نظر آئی۔ ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔ بدن میں جیسے جان نہ رہی۔ اتنے ہی میں بھیم سین نے ایک ایسا دھکا دیا کہ کیچک دور جا پڑا۔ جس وقت سنبھلا بھیم سین بھی خم ٹھونک کر اُٹھا اور دونوں میں کشتی ہونے لگی۔ دونوں صاحب طاقت تھے۔ نہنگ دریائی و فیل مست کی لڑائی شروع ہوئی۔ کچھ دیر خوب داؤ پیچ ہوئے آخر کو بھیم سین نے اُٹھا کر دے پٹکا۔ اور چھاتی پر گھٹنا ٹیک کر ایسا گھسا دیا کہ جان نکل گئی۔ بھیم سین کی طاقت کا کیا کہنا۔ اس کا پرجوش غضب اس کا غصہ اب بھی نہ اترا۔ جب ہاتھ پاؤں توڑ کر پیٹ میں گھسیڑ دئے اور سر گردن میں ٹھونس دیا تب ذرا حرارت کم ہوئی۔ اب وہ دوڑا ہوا دروپدی کے پاس گیا۔ ساتھ لایا۔ کیچک کی درگت دکھائی اور بولا:-

اب تو کلیجے میں ٹھنڈک پڑی۔ اتنی بات کے واسطے مفت گھبرائی ہوئی تھیں الغرض خوش خوش وہاں سے پھرے۔ بھیم سین تو رسوئیں خانہ میں جا کر لیٹ رہا۔ یہاں محل میں دروپدی نے واویلا شروع کیا کہ میں کہتی نہ تھی کہ کیچک کی خیریت نہیں اس کی بد نگاہی۔ اس کی دست درازی اس کی مار پیٹ کا نزلہ کسی پر گریگا کوئی مجھ کو ملزم نہ ٹھہرائے۔ میں بے گناہ ہوں۔ میرے گندھربوں نے اس وقت کیچک کا قصہ تمام کر دیا ✝

کیچک کی موت کچھ ایسی ویسی نہ تھی۔ محل میں کہرام مچ گیا۔ لوگ مشعلیں جلا جلا کر لاش کے پاس پہنچے۔ دیکھا کہ ایک گوشت پوست کا ڈھیر پڑا ہے نہ سر نہ ہاتھ پاؤں۔ جس نے دیکھا اُسے یقین ہو گیا کہ واقعی یہ انسان کا کام نہیں۔ کوئی آدمی مارتا تو یا گردن الگ ہوتی اور سر الگ یا کوئی تلوار وغیرہ کا زخم مگر یہاں تو ایک گوشت کی گٹھری سی نظر آ رہی ہے ✝

ادھیائے ۸

کیچک کے بھائیوں کا دروپدی پر عتاب سے چتے پر جلانے کی کوشش۔ بھیم سین کا گندھرب کے لباس میں ظہور۔ کیچک کے بھائیوں کا قتل

کیچک کے مرنے کی خبر سے سارے محل میں ہلچل پڑ گئی۔ رانیاں دیواروں سے سر ٹکرانے لگیں۔ ہوا خواہ پچھاڑیں کھانے لگے۔ ہوتے ہوتے بھائیوں کو خبر پہنچی۔ وہ دوڑے۔ بڑے بھائی کی لاش دیکھی تو اور رنج ہوا۔ نہ سر کا پتہ نہ ہاتھ پاؤں کا نشان۔ ہڈیوں میں ہڈیاں گھسی ہوئی تھیں۔ وہ خوب روئے پیٹے چیخے چلائے اور تہیہ کر لیا کہ

دروپدی کا اسی وقت سر اڑا دینا ٹھیک ہے ساری خرابی اسی کی بدولت سے ہوئی ۔ رانی نے سمجھایا کہ بے قصور کو مارنا اور مفت کا عذاب سر پر لینا ہے۔ سرندھری بیچاری کا کیا قصور۔ وہ میرے پاس سے ہلی تک نہیں ۔

سب بھائی۔ آپ کو کیا خبر۔ سارا بس اسی کمبخت کا بویا ہوا ہے۔ اسی نے ہم لوگوں کے سایۂ سر بھائی کیچک کی جان لے لی ۔

رانی۔ وہ بالکل بے خطا ہے اس نے کچھ نہیں کیا۔ وہ پہلے ہی کہہ چکی تھی۔ کہ پانچ گندھرب محافظ ہیں ان کے ہوتے بدنگاہی کرنے والے کو ضرور سزا ملیگی میں نے بھی کیچک کو بہت سمجھایا مگر اس نے خود نہ مانا۔ قصور گندھربوں کا اور سرندھری پر عتاب یہ تو وہی مثل ہوئی کہ دھوبی سے جیت نہ پائے گدھے کے کان اینٹھے ۔

کیچک کے بھائیوں کو ایسے شہزور اور با اختیار بھائی کی مفارقت کے صدمے نے بدحواس کر رکھا تھا۔ اُنھوں نے سارا غصہ دروپدی پر ہی اُتارا۔ ایک ساتھ محل میں گھس گئے۔ پکڑے چلے کہ اسے بھی بھائی کے ساتھ پھونک پھانک کر کلیجہ ٹھنڈا کر کے رہینگے۔ دروپدی پر تازہ بلا نازل ہوئی۔ وہ کہتی تھی کہ پرمیشور یہ معاملہ کیا ہے

پتی برت دھرم کیا ہوا جی کا جنجال ہوا۔ اب زندگی مشکل۔ کیچک کے بھائی بغیر جلائے نہ رہینگے۔ وہ اس وقت پربس بندھ تھی۔ کچھ کرتے دھرتے نہ بنتا تھا۔ وہ رونے پیٹنے اور چلانے لگی کہ دوہائی پانچوں گندھربوں کی۔ اگر اس وقت بھی مدد نہ کی تو کیا عاقبت میں چراغ دکھاؤ گے۔ دروپدی کی گریہ وزاری دلوں کو ہلائے دیتی تھی مگر پتھر کے دلوں پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ کیچک کے بھائی مشکیں کسے ہوئے گھسیٹے لئے چلے جاتے تھے۔ جس وقت کیچک کی لاش چتے پر رکھی گئی۔ سب لوگ دروپدی کو زبردستی کھینچ کر چتے کے پاس لے گئے۔ دروپدی کی مایوسیوں کا کچھ ٹھکانا نہ تھا۔ جس وقت اُس کو جان سے نا امیدی تھی۔ ایک آواز کان میں آئی +

سرندھری دل کو ڈھارس دے کچھ فکر نہ کر۔ تیرے محافظ آ پہنچے۔ کس کی مجال ہے کہ تیرا رویاں دُکھ سکے +

یہ آواز دروپدی کے لئے جان بخش تھی۔ اس کا بیچین دل ٹھہر گیا۔ حواس ٹھکانے ہوئے۔ سمجھی کہ اب جان بچی +

یہ آواز کس کی تھی۔ دروپدی تو کچھ سمجھ گئی۔ مگر ناظرین کے سامنے بھیم سین کا نام لئے بغیر مغالطے کا اندیشہ ہے +

جس وقت کیچک کے بھائی دروپدی کو پکڑ کر لے چلے۔ بھیم سین نے شہر کی دیوار پھاند کر گندھرب کا بھیس بدلا۔ ہتھیار اُس وقت کہاں مل سکتے تھے۔ پس اُس نے ایک بڑا بھاری درخت اُکھاڑ کر کندھے پر رکھ لیا اور دوڑ ماری۔ بھیم سین کو آتے دیکھ کر دل کے دل پھٹ گئے۔ جس نے اس کو جھپٹتے دیکھا۔ اس کی روح سلب ہوگئی۔ جس کے پاس سے گزرا وہ جان لے کر بھاگا جیسے ہاتھی کا سا ڈیل ڈول نظر آیا اُس کے ہاتھ پاؤں تھرتھرا گئے +

بھیم سین جس وقت شیر کی طرح گرجتا اور بہادروں کی طرح للکارتا ہوا انبوہ میں پہنچا۔ ہزاروں آدمی پس گئے کچل گئے۔ جو جھپٹ میں آگیا جس کو ذرا سی جھپٹ آئی وہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔ اب کیچک کے بھائی نظر پڑے۔ بھیم سین نے درخت کو چکر دینا شروع کیا۔ ایسے ہاتھ دکھائے کہ کیچک کے پندرہ بھائی ایک ہی حملے میں ڈھیر ہو گئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ ہنڈیاں پٹ رہی ہیں +

بھیم سین کے حملوں سے تمام لوگ گھبرا اُٹھے۔ سب کو اپنی اپنی جان کی فکر
ہو گئی۔ کوئی ایسا نہ تھا جو دُم دبا کر بھاگا نہ ہو۔ جدھر جس کا سینگ سمایا۔ بھاگ نکلا
جب میدان صاف ہو گیا۔ بھیم سین نے دروپدی کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ
تم گھبراتی تھیں مگر دیکھو سری کرشن جی کی مایا کیسی اپار ہے۔ اُنہوں نے
پل بھر میں فکروں سے نجات دلوا دی +

اچھا اب تم مکان پر جاؤ۔ دشمنوں سے کھٹکا دور ہو گیا۔ اگر کوئی ناک بھوں
چڑھائے تو مجھے خبر کر دینا میں اچھی طرح مزہ چکھا دونگا۔ یہ کہہ کر بھیم سین
دروپدی کو ساتھ لئے ہوئے مرگھٹ سے واپس آیا۔ دروپدی کو محل میں پہنچا کر
خود اپنے قیامگاہ میں جا پہنچا۔ کسی نے نہ پہچانا کہ کیچک کے بھائیوں کی کس
نے جان لی اور وہ گندھرب کون تھا +

ادھیائے ۹

راجہ بیراٹ کو کیچک اور اُس کے بھائیوں کے قتل سے اطلاع۔ سرندھری کے اخراج کی تجویز

سارے شہر میں غل غپاڑہ مچ گیا کہ کیچک کے سارے بھائی مار ڈالے
گئے۔ ارکان دولت نے راجہ کو خبر کی۔ راجہ کو سخت رنج ہوا۔ سوچنے لگا کہ کیا کروں
بڑھیا مری تو مری۔ غم یہ ہے کہ موت کے جمدوت نے گھر دیکھ لیا۔ سرندھری کے
گندھرب چھینکتے ناک کاٹینگے۔ جب جو چاہینگے آفت ڈھائینگے۔ جس پر ایک
گندھرب نے ایک سو چھ شور بیر مار کر رکھ دئے۔ اُس اکیلے کی طاقت نہ جانے
کیا ہو گی۔ اگر پانچوں کے پانچوں قوت دکھائیں تب تو بیراٹ نگر ہی کا تختہ اُلٹ
پلٹ کر دیں۔ ارکان دولت راجہ کے قیافے سے فکر و تردد کی باتیں سمجھ
گئے۔ اُنہوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ

مہاراج ذرا سی بات سے تمام فکروں کا علاج ممکن ہے۔ سرندھری کو
نکال باہر کیجئے۔ پھر کچھ بھی خوف نہیں +

راجہ یہاں اس سوچ بچار میں تھا کہ کیا کروں وہاں دروپدی نہا دھو کر کپڑے

پدسنے ہوئے محل میں جانے کو رسوئیں کی طرف سے گزری - دیکھا کہ بھیم سین کھڑا ہوا ہے یہ مسکرائی اور بولی کہ گندھرب جی کا ہزار ہزار شکر - جنہوں نے بات بھی رکھی اور جان بھی بچائی بھیم سین مسکرا کر چپ رہا اور دروپدی اب وہاں پہنچی - جہاں ارجن راج کنیاؤں کو ناچنا گانا سکھا رہا تھا - جونہیں راج کنیاؤں نے دروپدی کو آتے دیکھا - سب دوڑ کر اُس کے قریب آئیں اور کہا

سرندھری مٹھائی کھلاؤ - آج بڑے بھاگ تھے جو جان بچ گئی +

ارجن سے بھی نہ رہ گیا وہ بھی برنہلا کے بھیس میں سامنے آ کھڑا ہوا - اور پوچھا ذرا بتاتے تو جاؤ - کیونکر بچاؤ ہوا کس طرح چھٹکارا ملا +

دروپدی - ہیجڑوں کو ایسی باتوں سے کیا مطلب - تو ناچ تھرک - چنک منک +

برنہلا - (یعنی ارجن) زیادہ شرمندہ نہ کرو - وقت کو دیکھو - میں اس بھیس میں جو مصیبت جھیل رہا ہوں - اگر تم پر پڑتی تو معلوم ہوتی +

بات چیت کا موقع نہ تھا دو چار لطیفے کہہ سنکر دروپدی محل میں گئی تو کچھ اور ہی نظر آیا - یا تو پہلے خاطرداریاں ہوتی تھیں یا اب دیکھا تو سب کی تیوریاں چڑھی ہوئی ہیں رانی نے صورت دیکھتے ہی کہا :-

سرندھری - اب ہمارے یہاں تمہارا کام نہیں - تمہارے گندھربوں سے سب کی تلی تلی کانپتی ہے - میں تم کو رخصت کرتی ہوں - جہاں جی چاہے جاؤ - بھاری پتھر چوم چھوڑا

دروپدی - مہارانی جی آپ کے حکم کی تعمیل میں عذر نہیں مگر صرف چودہ پندرہ روز کی مہلت مانگتی ہوں - اس کے بعد ٹھہروں تو قسم - آج کے چودھویں پندرھویں دن میرے گندھرب خود ہی لے جاوینگے آپ کو دوبارہ کہنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی +

ادھیائے ۱۰

دریودھن کو پانڈووں کی طرف سے بے فکری اُن کی ہلاکت کا وہم اہل مشورت سے گفتگو - کیچک کی وفات سے حوصلہ افزائی بیراٹ نگر پر حملہ

کیچک ایسا شہزور اور دلاور تھا کہ چار دانگ عالم میں اس کی دھوم تھی
بڑے بڑے شور بیر نام سے کانپتے تھے۔ جب بھیم سین نے اس کی جان لی دور دور
تک خبر ہو گئی کہ گندھربوں نے اُسے مار ڈالا۔ یہ زمانہ وہ تھا جب دریودھن کے
گوئیندے اور مخبر جگہ جگہ چھوٹے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے دنیا بھر چھان ڈالی۔ روئے
زمین کے گز بے مگر پانڈووں کا پتہ نہ لگا۔ جو قریب تھے ہر جگہ کی ٹھوکریں کھا کر
وہ دریودھن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی :-

ان داتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پانڈووں کو شیر بھیڑیئے کھا گئے۔ ہم نے
سوئی کے ناکے تک میں دیکھا لیکن نہ راجہ جدھشٹر تک کا پتہ ملا نہ بھائیوں کا۔ بیراٹ
نگر میں گئے تو عجیب ہی معاملہ سُنا۔ کیچک ایسے زبردست اور شہزور سپہ سالار کو کسی
نے مار ڈالا۔ دنیا بھر میں مشہور ہے کہ کسی گندھرب کی کارستانی تھی۔ معلوم نہیں
کہ وہ گندھرب کون ہے ۔

دریودھن۔ پانڈووں کو ایسی جگہ ڈھونڈنا فضول تھا۔ وہ کسی تپوبن میں یا رشیوں
کی منڈلی میں ہونگے

دوشاسن۔ نہیں صاحب وہ یہاں کہاں۔ کہیں سمندر کے پار جان چھپاتے
ہونگے ۔

کرن۔ مجھے تو یقین ہے کہ اُن کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں۔ کب کی شیر بھیڑیوں
کے پیٹ میں ہضم ہو گئی ہونگی ۔

درونا چارج۔ اس خیال میں نہ رہئے۔ شیر بھیڑیوں کو پانڈو خود کھائیں ڈکار
نہ لیں۔ جب تک تیرھواں سال نہ گزرے تب تک ان کو مردہ سمجھنا گویا اپنی موت
کا سامان کرنا ہے جہاں وہ تن کے کھڑے ہوئے پھر بھاگتے راستہ نہ ملیگا جان کی
خیر نہ ہوگی۔ راجہ جدھشٹر کیا کم ہے اس کے علاوہ بھیم ارجن کی طاقتیں چھپی ہیں۔
ان کے بجر اور تیروں کے سامنے ہزار دو ہزار اور لاکھ دو لاکھ کی بھی بساط نہیں
جس کے سر ہو جائیں سمجھ لو کہ موت آگئی۔ ہاتھیوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیم سین
کی گدا سے چور چور ہو جائیں۔ شیر صورت دیکھتے ہی مونچھیں نیچی کرکے بھیگی بلی بن
جائیں۔ تیرھواں سال ختم ہو رہا ہے جہاں یہ لوگ ظاہر ہوئے نیں تو سمجھتا ہوں کہ

قیامت ہی آجائیگی۔ وہ راج سے ٹلے بغیر دم لیں۔ محال ہے +
دریودھن۔ آپ نے تو آج اتنا فرمایا۔ یہاں مہینوں سے نیند نہیں پڑتی۔ ہر وقت دل اندر ہی اندر پریشان رہتا ہے۔ اتنے دن ہو گئے گوئندوں مخبروں نے لاکھ پاؤں توڑے مگر پانڈووں کی چھاؤں نہ پائی۔ آپ جہاں دیدہ ہیں کچھ راے دیں کہ کیا کرنا چاہیئے +

درونا چارج - غافل بیٹھنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ یہ سمجھ لینا کہ پانڈو شیر بھیڑیوں کے پیٹ میں ہضم ہو گئے۔ موت کے منہ میں جھونکنے گا +

بھیشم پتامہ - دریودھن اگر راج دینا منظور ہے تب تو چپ لگائے رہو۔ مخالفت کا خیال ہے تو ڈھونڈو پتہ لگاؤ۔ ورنہ خیر نہیں۔ پانچوں کے پانچوں بڑے دھرماتما۔ شہزور۔ بہادر اور فنون حرب و ضرب میں کامل ہیں۔ آج دنیا کے پردے پر اُن سے پکڑ لینے والا موجود نہیں۔ اس کے علاوہ وہ کرشن جی کی نگاہوں میں بستے ہیں۔ کرشن جی کو اُن سے دلی محبت ہے موقعہ پر ضرور مدد کرینگے بس جب تک وہ ظاہر نہ ہوں۔ تب تک خیریت سمجھنا چاہئے۔ پانڈو تمہارے بھائی ہیں اُنہوں نے تمہارے ساتھ نیک سلوک کے سوا کچھ بدسلوکی نہیں کی۔ میری تو یہ راے ہے کہ میل کرلو۔ اتفاق بڑی چیز ہے۔ ملاپ سے کبھی کسی طرح کا نقصان نہیں۔ اگر راج ہٹ غالب ہے تو پھر کیا فوج بڑھاؤ۔ لشکر آراستہ کرو ہاتھ پر ہاتھ رکھے رہنے سے کوئی نتیجہ نہیں +

درونا چارج - راجہ دریودھن کچھ سُنا مہاراج بھیشم پتامہ نے کیا فرمایا۔ میری بھی یہی مرضی ہے کہ گلے مل جاؤ۔ اگر دونوں کی تلواریں میان سے نکلیں تو آثار قیامت میں شک نہیں۔ وہ سخت خونریزی ہوگی کہ خون کا سمندر بہ جائے گا۔ اپنی طاقتوں پر نہ اتراؤ۔ فتح ہمیشہ دھرم کی طرف رہی ہے ادھرم کی کبھی جے نہیں ہوتی +

یہ سب باتیں ہو رہی تھیں کہ سوشرماں تری گھرت دیش کا راجہ بول اُٹھا + میں بھی کچھ عرض کرتا ہوں۔ سماعت فرمائیے متسیہ اور ساؤ دیش کے راجاؤں نے مجھے بہت تنگ کیا ہے۔ میں ان سے عوض لینے کی تاک میں رہا۔ مگر کیچک

کی بے انتہا طاقتوں نے ہمت رہنے رکھی۔ اب اُسے کند ھروں سنے مارڈالا گھم ہو تو ساری اگلی پچھلی کسر نکال لوں۔ بیراٹ نگر کی ساری کائنات وہ عظیم الشان گئو شالہ ہے جس کی نظیر دنیا کے برابر نہیں۔ ایک طرف سے آپ اُٹھیں۔ دوسری طرف سے میں گھیروں۔ راج پاٹ سب چھین کر راجہ بیراٹ کو میں چپر غٹو کروں۔ آپ گئو شالہ پر قابض ہو جائیں۔ سارے راج کی آدھ بٹائی کر لی جائے۔ چلئے فیصلہ شد +

دریودھن۔ رائے تو بہت اچھی ہے اس طرح پھر میدان نہ ملیگا۔ پانڈووں کا خوف فقط خیالی بھوت ہے اصلیت کچھ نہیں وہ زندہ ہوتے تو آخر کہاں جاتے ایک نہ ایک جگہ تو کچھ پتہ لگتا۔ بالفرض وہ اس وقت بیراٹ کے راجہ کی مدد کو آ ہی جائیں تو ہم لوگوں کے پو بارہ ہیں۔ بارہ برس کی جلاوطنی ان کا خاتمہ ہی کر کے رہیگی +

سوشرماں۔ جی ہاں اسی سے میری رائے ہے کہ دیر نہ کی جائے۔ میں بھی فوج لے چلوں۔ آپ بھی لشکر کو حکم دیجئے +

تجویز منظور ہو گئی۔ بیراٹ نگر پر حملے کا منصوبہ گٹھ گیا۔ ایک طرف سے سوشرماں پہنچا۔ دوسری طرف سے دریودھن۔ متس دیش دشمنوں سے گھر گیا۔ اور ظالموں نے لاکھوں گائیں اپنے قبضہ میں کر لیں +

ادھیائے ۱۱

راجہ بیراٹ اور سوشرماں کی جنگ۔ اول الذکر کی شکست پانڈووں کا اظہار شجاعت۔ سوشرماں کی گرفتاری اور بعد میں رہائی

کیچک کی وفات سے راجہ بیراٹ کو صدمہ تو بہت ہُوا۔ مگر جس وقت وہ پانڈووں کی صورت دیکھتا کسی قدر غم غلط ہو جاتا۔ وہ ان کے ہاتھ پاؤں۔ ڈیل ڈول دیکھ کر سمجھتا تھا کہ کیچک کی عدم موجودگی میں اگر کوئی غنیم حملہ کرے گا تو یہ

لوگ اچار نکال ڈالینگے۔ دربار لگا ہوا تھا۔ تو جندیل وغیرہ پانڈو بھی ارکان دولت کی صف میں بیٹھے ہوئے تھے امور ملکی پر رائے زنی کرنا چاہتے تھے کہ رتھوں کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دی۔ شور وغل ایسا ہوا کہ دربار درہم برہم ہو گیا۔ ہزاروں گوپ گوال دوہائی دیتے ہوئے سامنے آ کھڑے ہوئے اور فریاد کی کہ

مہاراج غضب ہو گیا۔ کیچک کے مرتے ہی بیراٹ نگر کو دشمنوں نے گھیر لیا۔ ترگھرت دیش کا راجہ سوشرماں ایک طرف سے۔ کورو لوگ دوسری طرف سے ٹوٹ پڑے۔ ہم لوگوں کو غفلت نے مار بھگایا۔ تمام گائیں چھین لیں جو کچھ گرہستی تھی سب چھین چھان کر کھسک جاتے ہیں +

راجہ بیراٹ کے دربار میں کھلبلی مچ گئی۔ راجہ نے کہا:۔

ہائے ایک کیچک کے مرنے سے یہ خرابی۔ خیر ہر چہ باد اباد "میرا طلائی رتھ جلدی تیار ہو۔ فوجیں جلدی سے آراستہ ہو جائیں۔ خبردار دیر نہ ہو۔ بغیر لڑے بھڑے چارہ نہیں +

حکم کی دیر تھی۔ لشکر بہ اجماع کھڑا ہو گیا۔ ستھیانیک اور وراشن چھوٹے بھائی بھی ذرہ جوشن پہنکر ہتھیار سجے ہوئے آ پہنچے۔ جب سارا سامان لیس ہو گیا کنک (راجہ جدھشٹر) تو (بھیم سین)، تنت پال (سہدیو) گرنتھک (نکل) کو بھی ہمراہی کا حکم ملا۔ رتھ۔ ہتھیار۔ زرہ بکتر سب موجود ہو گئے۔ یہ موقع پانڈوں کے ظاہر ہونے کا تھا۔ سب نے آپس میں صلاح کی کہ جس راجہ کے یہاں سال بھر پرورش پائی۔ اُس کی مشکل میں دستگیری نہ کرنا انسانیت اور شرافت کے خلاف ہے اگر اب ہماری طاقتیں ظاہر بھی ہونگی تو اس کا اثر خالی نہ جائیگا۔ دشمنوں کی کچھ تو آنکھیں کھلینگی۔ یہ سوچ سمجھ کر وہ راجہ بیراٹ کے ساتھ ہوئے اور سب نے ملکر سوشرماں کو جا روکا۔ لڑائی شروع کی۔ سوار سے سوار، پیدل سے پیدل جٹ گئے تلوار سے تلوار بجنے لگی۔ تیر پر تیر برسنے لگے۔ لاش پر لاش گرنے لگی۔ کشتوں کے پشتے بندھنے لگے خون کا ایک دریا بہہ گیا +

مخالف لشکر گھبرا اٹھا۔ سپہ سالاروں کے قدم اُٹھنے لگے تو راجہ سوشرماں خود سامنے آیا۔ مار ہونے لگی۔ بہادروں نے لڑتے لڑتے شام کر دی۔ سوشرماں کی جیوٹ

نے بیراٹ نگر کی فوجوں کے چھکے چھڑا دئے۔ سرداران لشکر نے جی چھوڑ دیا سوشرمی
نے جھپٹ کر راجہ بیراٹ کے مہاسار ہتھی پر تلوار کا ایسا ہاتھ صاف کیا کہ سر دھڑ
سے جدا ہوگیا اور راجہ کو گرفتار کرکے کوس ظفر پر چوٹ دی اور رتھ پیچھے بھگایا۔ راجہ
جدھشٹر دور تھے۔ اُنہوں نے یہ کیفیت دیکھ کر بھائیوں سے کہا کہ دیکھتے کیا ہو۔
جاؤ راجہ کو چھڑاؤ +

بھیم سین۔ نکل اور سہدیو تھوڑی سی فوج لئے ہوئے۔ لشکر غنیم میں پل
پڑے راجہ بیراٹ زندگی سے مایوس تھا ملو وغیرہ کو دیکھ کر اُس کی جان میں جان
آئی۔ پکار کر کہا کہ آفرین شاباش۔ اب زندگی تمہارے ہاتھ ہے +

لڑائی ہونے لگی۔ ہتھیار چلنے لگے۔ بھیم سین رتھ سے کود پڑا۔ ایک بھاری
درخت اُکھاڑ کر دوڑا کہ اس سے سوشرماں کو کچل ڈالے مگر راجہ جدھشٹر نے روکا
اور کہا کہ ابھی اپنے کو ظاہر کرنے سے کچھ نتیجہ نہیں۔ سوشرماں فوراً پہچان جائیگا
کہ بھیم سین یہی ہے۔ اسی لئے تم درخت کو پھینکو اور دھنش بان سے لڑو۔ گدا
سے کچلو۔ بھیم سین نے گدا اُٹھایا۔ ہزاروں ہاتھی گھوڑے سوار پیدل سر کر
ڈالے۔ رتھ توڑ پھوڑ ڈالا۔ راجہ بیراٹ کو اپنے رتھ پر بٹھایا اور سوشرماں کے گلے
میں کمند ڈال کر گرفتار کیا۔ نکل اور سہدیو نے فوج مخالف کے دھرے اڑا دئے +
سوشرماں کی ساری ہیکڑی گرد برد ہوگئی قسمت کو جھینکنے لگا بھیم سین نے کہا
راجہ بیراٹ کے قدموں پر سر رکھ تب تو مخلصی ہے نہیں تو ابھی سر اڑا دیتا ہوں
سوشرماں نے جان کے خوف سے ہاتھ جوڑ دئے۔ قدموں پر سر جھکایا۔ راجہ
جدھشٹر نے معافی دلوائی۔ بھیم سین نے رہا کر دیا اور کہا کہ
احسان نہ بھول۔ دیکھو دریودھن کی خیر خواہی نے کیا پھل دیا۔ اب سمجھے ہوگے
تو کوروؤں کا ساتھ دوگے۔ میں نے تمہاری جان بخشی کی سیدھے گھر چلے جاؤ +

ادھیائے ۱۲

بیراٹ نگر پر دوسری طرف سے دریودھن کے لشکر جرار کی یورش۔ گھوسیوں کی بیراٹ کے ولیعہد سے فریاد

راجہ سوشرماں کی معافی تقصیر ات ہوئی۔ جان بچی۔ لاکھوں پائے۔
بھیم سین کا شکریہ ادا کر کے قدموں پر سر جھکا کر کان دباتے ہوئے گھر کی طرف بھاگا۔ راجہ بیراٹ نے میدان جنگ میں رات کاٹی۔ پانڈووں کی طاقتوں سے اُس کی آنکھیں کھل گئیں۔ کنک دراجہ جدھشٹر سے بولا کہ

ماگھر مدجی مہاراج۔ آج آپ اور آپ کے ساتھیوں کی بدولت جان بچی۔ کس زبان سے شکریہ ادا کروں۔ آپ سب کی ہمت وثنا وصفت میں زبان قاصر ہیں آپ کے احسانات کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ سارا راج پاٹ۔ ساری دولت وثروت آپ کی نذر ہے۔ جب کہئے تلک کر دوں۔ فقط اشارے کا منتظر ہوں ؛

راجہ جدھشٹر۔ آپ کی عنایت کافی ہے۔ غریبوں کو راج پاٹ سے کیا کام۔ دولت وسلطنت آپ کو مبارک۔ یہاں تین چار جنئو کافی ہیں۔ اور ایک پر ماتما کا نام۔ آپ کے اقبال نے دشمنوں کی طرف سے دلجمعی کر دی۔ آپ فتح کے ڈنکے بجاتے راجدھانی میں سب کا دل سرد ہو گا سواروں کو بھیجیں۔ خوشخبری سنا دیں ؛ سوار بھیجے گئے۔ بیراٹ نگر میں نوبتیں بجنے لگیں۔ اہل شہر نے بدھائی دی۔ محلات میں ناچ رنگ ہوا ؛

سوشرماں جب ہستنا پور سے چلا تھا اُسی کے دوسرے روز دریودھن نے بھی دوسری طرف سے لشکر بڑھایا تھا۔ اس کے ساتھ بڑے بڑے شور بیر تھے مثلاً بھیشم پتامہ درونا چارج۔ کرپا چارج اشوتھاماں۔ دوشاسن۔ دوسرے بنسبت بکرن۔ چتر سین۔ درپد وغیرہ۔ جب اُنہوں نے گھوسیوں کے گاؤں گھیر کر ۶ ہزار گائیوں بچھڑوں پر دست تصرف دراز کیا تو گھوسی روتے پیٹتے بیراٹ نگر میں آئے راجہ میدان جنگ میں تھا۔ سوشرماں سے لڑائی چھڑی تھی۔ سب ولیعہد سلطنت روتے پیٹتے۔ سرگذشت سنائی۔ جرات وبہادری کی تعریف کر کے لشکر کشی کی درخواست کی ؛

ادھیائے ۱۳

برہنلا عرف ارجن کی رہنمائی اُتر راجکمار کی کوروں کے مقابلے میں فوجکشی

گھوسیوں کی فریاد پر اُتر راجکمار نے کان دئے اور گھبرایا کہ کیا کروں۔ اس نے کہا میں جانے کو تیار ہوں مگر افسوس یہ ہے کہ میرا سارتھی اس جھینے میں قتل ہو گیا اگر کوئی لائق سارتھی ملے تو ابھی کوروں کو مار بھگاؤں وہ تیراندازی کے کمالات دکھاؤں کہ ارجن بھی دیکھے تو قائل ہو جائے +

ارجن یہ بات سُن رہا تھا۔ موقع ٹال کر وہاں سے اُٹھا۔ اشارے سے دروپدی کو محل میں لے گیا اور کہا کہ

اُتر کمار کو کہدے کہ برنہلا کو سارتھی بنائے۔ میں میدان میں جاؤنگا تو کوروں کی ساری بائی کیجائی نکل جائیگی +

دروپدی وہاں سے اُتر راجکمار کے پاس آئی اور عرض کی کہ
آپ کو لائق سارتھی کی تلاش ہے آپ میرا کہا مانیں برنہلا سے رتھ ہنکوائیں یہی کام آتی فرد ہیں

اُتر راجکمار۔ تم بھی عقل کی گٹھڑی ہو۔ ہیجڑوں زنانوں کو رتھ ہانکنے کا کیا وقوف +

دروپدی۔ اس خیال میں نہ رہیئے جس وقت ارجن نے کھانڈو بن جلایا تھا۔ اُس وقت رتھ کے گھوڑوں کی باگ برنہلا کے ہاتھ میں تھی یہ ہیجڑا نہ ہوتا تو ارجن بنائے کچھ نہ بنتی

اُتر کمار۔ مجھے تو یقین نہیں آتا مگر خیر بلواؤ +

برنہلا کی طلبی ہوئی۔ ارجن اپنا زنانہ لباس پہنے ہوئے ظاہر ہوا۔ کمار نے پوچھا کیا تم ارجن کے سارتھی رہ چکے ہو +

برنہلا نے اس کے جواب میں بڑے ناز و نخرے سے ناک پر اُنگلی رکھی اور چٹک مٹک کر جواب دیا +

بلہاری بلہاری میں صدقے میں واری۔ میرا کام ناچنا گانا ہے میں رتھ وتھ ہنکانا کیا جانوں مگر سرندھری بھی جھوٹی نہیں جو دیکھا ہوگا وہی کہتی ہوگی۔ یہ کہکر اس طرح چٹکنا مٹکنا شروع کیا کہ سارا رنواس لوٹ پوٹ ہو گیا ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ گئے +

اُتر کمار۔ مسخراپن نہ کر۔ چل میرے ساتھ۔ دیکھوں رتھ ہانکنے کی کتنی مشق ہے +

ارجن نے ہاتھ اُٹھا کر زرہ اُٹھائی اور بڑے انداز سے پہنی۔ کہاں چولی اور کہاں اوڑھنی اور کہاں چوٹی کنگھی۔ کہاں زرہ بکتر اور کہاں فوجی لباس سب رانیاں راجکماریاں اور لونڈیاں قہقہے لگاتی اور ٹھٹھے مارتی تھیں کہ واہ برنہلا آج تو خوب ہی بنیں۔ جب ارجن نے سارے

ہتھیار سج لئے۔ رتھ جوتا کمار کو سوار کیا اور گھوڑے اڑاتے جس نے ایسے ٹھاٹھ کا جوان کبھی نہ دیکھا تھا اُس کو یہی شک ہُوا کہ ضرور یہی ارجن ہے۔ رتھ اُڑاتے وقت برہمنوں نے اشیرباد دیا۔ راج کنیاؤں نے خوشی کے گانے گائے۔ کوئی بولی۔ بات تب ہے بھیشم پتامہ کے تیر ترکش ہمارے لئے لیتے آنا کسی نے کہا درونا چارج کے زیور ولباس کی حقدار میں ہوں۔ اے برہنلا دیکھو راجکمار تیرے سپرد ہیں جس طرح کھانڈو بن جلانے کے لئے ارجن کا ساتھ دیا تھا اسی طرح اس وقت بھی ساتھ دیکر کوروں کو پکڑ لاؤ ✤

ارجن۔ سب اطمینان رکھو دیکھنا تمہارے برہنلا سب شور بیروں کے کان کاٹتے ہیں کسی کورو کی ناک رہ جائے تب کہنا اے لوئیں گئی یہ کہتے ہی گھوڑوں کو چھچکارا تو ہوا بھی گرد نہ پاسکی ✤

ادھیائے ۱۸۹

اوترکمار کو لیکر ارجن کی میدان جنگ میں روانگی راجکمار کی بوُدلی ارجن کی طرف سے حوصلہ افزائی۔ کوروؤں میں ارجن کی نسبت بات چیت

ارجن نے اس تیزی سے رتھ ہانکا کہ اوترکمار کے ہاتھ پاؤں سستا گئے اور جس وقت کوروں کا لشکر جرار نظر آیا۔ بدن تھر تھرا اُٹھا۔ بھیشم پتامہ کے نام سے بوٹی بوٹی کانپ گئی۔ درونا چارج کو دیکھ کر خون خشک ہو گیا۔ مارے ڈر کے چوہیا کا بل ڈھونڈھنے لگا۔ ارجن سے بولا کہ

رتھ پلٹاؤ میں لڑنے سے باز آیا جس کو جان بھاری ہو وہ بھیشم پتامہ کے سامنے جائے۔ جو گھر سے فالتو ہو وہ درونا چارج کا مقابلہ کرے اشوتھاماں سے ٹکر لینے کی مجھ میں طاقت کہاں۔ یہ سب لوگ تو مجھے مچھر کی طرح مسل کے رکھ دینگے باگ موڑو میں کھسکتا ہوں ✤

برہنلا۔ چھتری کا بیٹا ایسا ڈرپوک۔ فوج والے کیا کہینگے۔ لڑائی سے جی چراتے شرم نہیں آتی۔ جب ایسا ہی بودا پن تھا تو راجہ بیراٹ کے گھر کیوں جنم لیا ایسے مُغل کلنکی کا مرجانا ہی بہتر ہے ✤

اوتر راجکمار کا کلیجہ دھڑک رہا تھا - جان نکلی ہوئی تھی - وہ گھبرا کر رتھ سے
کود پڑا اور جی چھوڑ کر بھاگنے لگا - ارجن یہ کہتا ہوا جھپٹا کہ
چلے کہاں - بغیر لڑائے جان نہ چھوڑونگا +

اوتر راجکمار - برہنلا میری عمر پر ترس کھا ایشور کے لئے موت کے منہ میں نہ جھونک ہاتھی
گھوڑے نالکی پالکی سب لے - میں نے تجھے سارا خزانہ بخش دیا - مجھے جان بچانے دے

برہنلا - بھلا چاہتا ہے تو ضد نہ کر - نہیں تو پچھتائیگا - میں یہاں سے ہٹنے نہ دونگا +

اوتر راجکمار - برہنلا معاف کر - مجھ میں دم نہیں میں لڑ نہیں سکتا +

ارجن نے راجکمار کی آہ واویلا کچھ نہ سُنی زبردستی پکڑ کر رتھ پر سوار کیا اور رتھ میں جکڑ دیا
خبردار کسمسا نہیں چپکے بیٹھے ہوئے گھوڑوں کی باگ تھامے رہو - میں ابھی تمہارے
دیکھتے سارے کوروں کو خاک پر سلائے دیتا ہوں ایک کو بھی کوئی نہ جا سکے تو میرا ذمہ +

اوتر راجکمار کو کسی قدر ڈھارس ہوئی اور اُس نے گھوڑوں کی لگام تھامنا منظور
کی - ارجن وہاں سے اُس درخت کی طرف لپکا - جس پر بیراٹ نگر میں آتے وقت ہتھیار
چھپا دئے تھے +

رتھ ہوا سے باتیں کرتا ہُوا جا رہا تھا اور راجہ بیراٹ کی فوج دیکھ دیکھکر حیران ہوتی تھی
کہ ایسا رتھ ہانکنے والا سارتھی کہاں سے آگیا ضرور ارجن کی کارستانی ہے دوسرے میں یہ
لیاقت کہاں - جس وقت ارجن ہاتھ اٹھاتا بھیشم اور درونا چارج بولے کہ

کورو ہوشیار معلوم ہوتا ہے کہ راجکمار کو لیکر ارجن آگیا - اسی طرح بے کھٹکے بڑھتے
چلے آنا پانڈوؤں میں ہی ارجن کے کام ہیں اوروں غیروں کے یہ دل گردہ کہاں +

درونا چارج - بھیشم جی ذرا آسمان کا رنگ تو دیکھئے - ہوا کہتی ہے کہ آج بُری طرح
ہی چل کے دم لونگی - آثار اچھے نہیں شگون خراب ہو رہے ہیں - سرداران لشکر
یہاں ہیں سب کو حکم دیجئے کہ گائیوں کو حلقے میں لیکر ہتھیاروں سے لیس ہو جائیں ضرور
ارجن ہی آ رہا ہے - اس سے بہت ہی سخت مقابلہ ہوگا - ارجن اب وہ ارجن نہیں -
اندر نے تعلیم دیکر اس کو فنون جنگ سکھا دئے ہیں جو دیوتاؤں کو بھی معلوم نہیں -
ہمارا آپ کا کیا ذکر جس وقت وہ دانت کٹکٹا کر دھاوا کریگا - میں تو جانتا ہوں کہ
شاید ہی کوئی سامنے ٹھہرے - مہادیوجی سے اُگر انکو خوش کر دینا ارجن کے سوائے کس کا کام تھا

بھیشم پتامہ - دریودھن - درونا چارج جی بہت درست کہتے ہیں - دیر نہ کرو سپہ سالاروں سے کہو - کہ ٹاک جائیں خوب ہوشیار رہیں - مقابلہ ٹیڑھا - ارجن کے بانوں سے سر بر ہونا کوئی آسان نہیں ہے +

دریودھن - آپ لوگ اس خیال فضول سے پریشان ہیں یہاں کرن سے پوچھئے منہ مانگی مراد ملنے والی ہے +

بھیشم - وہ کیا +

کرن - بس یہی کہ بدنصیب پانڈووں کو بارہ برس کی جلاوطنی اور نصیب ہوگی +

دریودھن - اگر یہ ہیجڑا ارجن نہیں تب تو ہمارے تیروں کو سمجھ لیجئے کہ نرم چارہ مل گیا - اگر ارجن یہی ہے تو یا ہم لوگ مار گرائینگے یا بارہ برس پھر جنگلوں کی ہوا کھلائینگے ہر طرح سے اپنا الّو سیدھا اور کام سدھ ہے +

بھیشم - دریودھن تمہاری کیا بات ہے - بس پھر کیا ہے پو بارہ ہی پو بارہ ہے +

ادھیاے ۱۵

ارجن کا اوتر راجکمار کو زبردستی لڑائی کے لئے مجبور کرنا - اپنے ہتھیار لیتے جانا - ہتھیاروں سے راجکمار کی حیرت - ہتھیاروں کی تشریح ارجن کی زبانی

ارجن رتھ بڑھاتا ہوا درخت کے پاس پہنچا - اور اوتر راجکمار سے بولا کہ + تمہارے تیر کمان میرے لائق نہیں - درخت پر چڑھ جاؤ اور پانڈووں کے ہتھیار اتار لاؤ + راجکمار سب ہتھیار اُتار لایا - ارجن نے ہر ایک کو صاف کیا - راجکمار نے چمک دیکھی تو حیران ہوگیا کہ ہتھیار کیسے اس سے عالم حیرت میں پوچھنے لگا +

اوتر کمار - جس دھنش پر جڑاؤ جگمگ جگمگ کرتا ہے اس کا مالک کون ہے؟

ارجن - ارجن کا گانڈیو دھنش یہی ہے - اس کے سامنے لاکھوں دھنشوں کی کچھ

بساط نہیں۔ اصل میں یہ برہما کا دھنش ہے۔ ہزار برس اُن کے پاس رہا۔ ۵۰۳ برس پرجاپت نے قبضے میں رکھا۔ اندر ۸۵ برس تک قابض رہے۔ ۵۰۰ برس چندرماں جی اور ۱۰۰ برس برن جی۔ اب ۶۵ برس تک کے لئے ارجن کی قسمت میں ہے +

راجکمار۔ جس پر ہاتھیوں کی سنہری تصویریں ہیں وہ دھنش کس کا ہے +

ارجن۔ بھیم سین کا۔ اس شورویر نے اسی دھنش سے پورب کے راجاؤں کو زیر کیا تھا +

راجکمار۔ اور تیسرا دھنش جس پر اندرگوپ کے نام کے کپڑے کا غلاف چڑھا ہوا ہے

ارجن۔ مہاراجہ جدھشٹر کا +

راجکمار۔ چوتھا دھنش کس کا ہے جس پر سورج (زرہ بکتر) پہنے ہوئے نظر آتے ہیں +

ارجن۔ نکل کا +

راجکمار۔ باقی پانچواں بھی بہت نفیس ہے۔ جانوروں کی کیسی خوبصورت تصویریں بنی ہوئی ہیں +

ارجن۔ یہ سہدیو کے ہاتھ کا زیور ہے

راجکمار۔ اور یہ ہزار ہا تیروں والا ترکش +

ارجن۔ ارجن کا۔ اسے اکشئے کہتے ہیں اس میں یہ وصف ہے کہ چاہے جتنے تیر سر کرو کبھی خالی نہ ہو +

راجکمار۔ جس ترکش میں موٹے موٹے تیر ہیں اس کو کس کے نام سے فخر ہے؟

ارجن۔ بھیم سین سے +

راجکمار۔ سنہری شیر دہان تیروں کا ترکش کس کی ملکیت ہے؟

ارجن۔ نکل کی +

راجکمار۔ جس میں سورج کی تصویر ہے اس ترکش کو کس کا سمجھیں؟

ارجن۔ سہدیو کا +

اس کے بعد ارجن نے تلواریں صاف کیں اور کہا کہ مینڈک کے منہ والی تلوار تو مہاراجہ جدھشٹر کی ہے جس کے پھل پر مینڈک کی تصویریں ہیں اسے ارجن چمکاتا ہے شیر کی تصویر والی شمشیر بھیم سین کی ہے جس پر بکرے کے چمڑے کا میان ہے یہ نکل کی کمر کو زینت دیتی تھی۔ یہ جو گراں ڈیل بھاری بھرکم طلائی گدا پیش نظر ہے اسی سے بھیم سین نے راجہ چھوٹا

اور گنہ ھریوں کی ہڈیاں چور کی تھیں۔ کبھی دوسرے کی مجال تھی کہ ذرا جنبش بھی دے سکے اُٹھانا تو درکنار +

ادھیائے ۱۶

ارجن کی میدان جنگ میں روانگی۔ دروناچارج وغیرہ کے اندیشے

اوترکمار تمام استر شستر دیکھ کر سخت متحیر ہُوا اور بولا کہ

نہ معلوم بیچارے پانڈو جو ایسے راج پاٹ ہار کر کہاں چل دئے ایسے شہزوروں پر یہ آفت۔ افسوس۔ آہ۔ مہارانی دروپدی نہ جانے کہاں گل سڑ گئی عرصے سے کچھ پتہ نشان نہیں +

برہنلا۔ تم کو رن میں لے جاتا ہوں تمہارا دل اوچھا ہو رہا ہے۔ سنو میں بتاؤں کہ پانڈو کہاں رہتے ہیں +

جن کو تمہارے یہاں کنک کے نام سے شہرت ہے وہی مہاراجہ یدھشٹر ہیں بلو بھیم سین۔ افسر اصطبل نکل۔ گوپال سہدیو۔ میں ارجن ہوں اور سرندھری دروپدی +

اوترکمار قدموں پر گر پڑا اور ہاتھ جوڑ کر بولا۔ معاف کیجئے گا مجھ سے بڑی غلطیاں ہوئیں ذرا یہ تو بتا دیجئے کہ آپ کن کن ناموں سے مشہور زمانہ ہیں +

ارجن۔ ارجن کے علاوہ ۹ خطاب اور ہیں +

پھالگن۔ کریٹی۔ سویت باہن۔ بے بھتسنیکے۔ کرشن جشنو سیہ بساچی دھننجے +

راجکمار۔ میری خطائیں معاف ہوں۔ آپ کا نام سنتے ہی میرا دل شیر ہو گیا سارا خوف جاتا رہا۔ اگر آپ کا نام لے لوں تو دشمنوں پر فتح پانا کچھ مشکل نہیں۔ پھر آپ جب ساتھ ہوں تو میرے بھوم جے نام کی عزت کیوں نہ بڑھیگی۔ آپ تو آپ ہیں آپ کے صاحبزادوں کے زور و طاقت کا وہ شہرہ ہے کہ بڑے بڑے شیر دلوں کے چھکے چھوٹتے ہیں ابھمن سا طاقتور راجکمار آج چھتری قوم میں کون ہوگا۔ سری کرشن جی کے بھانجے اور آپ کے فرزند ارجمند کے جب اوصاف سنے جاتے ہیں۔ انسان دنگ رہ جاتا ہے مگر مجھے حیرت کے ساتھ افسوس بھی ہے کہ آپ ایسا کال کو جیتنے والا شور بیر ہیجڑا کیسے ہو گیا آپ تو کروڑ مردوں کے ایک مرد ہیں +

ارجن - راجکمار بھوم جے - میں ہیجڑا یا زنانہ نہیں صرف اپنے بڑے بھائی مہاراجہ جدھشٹر کی خاطر سے ایک برس کے لئے اس بھیس میں آپکے یہاں رہنا پڑا - شکر ہے سال گزر گیا - اور اب میں پھر وہی ارجن ہوں - جو پہلے تھا میرے ہیجڑا بننے کی میعاد گزر گئی - اب مجھے رنواس میں جانے کی قسم ہے جس دن ہم سب ظاہر ہو گئے بس نہ کوئی کنک ہے نہ برنہلا - نہ بلو ہے نہ تنت پال - نہ گرنتھک نہ سرندھری - سب کے سب جدھشٹر - بھیم سین - ارجن - نکل - سہدیو اور دروپدی ہو جائینگے +

راجکمار - ہم لوگوں کے زہے نصیب کہ آپ کے درشن حاصل ہوئے ہم لوگ سب آپ کی پناہ میں ہیں - اس رتھ کے گھوڑوں کو ملاحظہ کیجئے - چاروں سری کرشن جی کے شیبا میگھ پیشپ - سگریو اور بلاہک کی جوڑ کے ہیں آپ اس پر خوشی سے سوار ہو جئے اور دشمنوں کو دکھائیے کہ سرکشی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے +

ارجن نے گھوڑے بہت پسند کئے اور زنانہ زیور اُتار کر ایک سفید رنگ کی چست تنگ پوشاک پہنکر ہتھیار بدن پر سج لئے اور زرہ بکتر سے وہ بانکی صورت بنائی جس کو دیکھ کر شیروں کا کلیجہ بھی تھرتھرا جائے اس کے بعد اُس نے اپنا علم فشکر رتھ میں باندھ دیا - جس کو سری ہنومان جی نے جلوہ افروزی سے خاص فتحمندی کی برکت بخشی - ارجن رتھ پر سوار ہوا - منتر پڑھنا شروع کئے دفعتہ تمام استر و شستر کے دیوتا نمودار ہو گئے اور کہا +

آپ میدان جنگ میں چلیں - ہم لوگ سب ہاتھ بٹانے کو تیار ہیں +

ارجن نے سب کو ڈنڈوت کی اور اپنے دھنش کو چڑھایا تو ٹنکار کی آواز سے زمین و آسمان گونج گئے +

اوتر راجکمار ابھی بچہ ہی تھا بھیشم پتامہ - درونا چارج - اسوتھاماں - کرپا چارج - دریودھن اور اُس کے بھائیوں کو دیکھ کر وہ سمجھتا تھا کہ کہیں اُلٹی نہ پڑے - اکیلا چنا کیسے بھاڑ پھوڑیگا اس وہم میں ارجن سے بولا - اس طرف تو ہزار ہا شور بیر سردار - لشکر موجود ہیں - یہاں صرف ایک آپ ہیں آپکے بھائیوں میں سے بھی کوئی کمک پر نہیں پھر لڑائی کا فیصلہ کیونکر ہوگا ؟

ارجن - آپ بے فکر رہیں - بیٹھے بیٹھے سیر دیکھیں مجھے کبھی ایک در کار نہیں

سری کرشن چندجی میرے ہی ملک ۔ پر میں انہیں کی مدد سے کھانڈو بن جلا کر سیاہ کر ڈالا
خوات کوچ میں اچھس مارے ۔ دروپدی کو سوئمبر میں جیتا ۔ یہاں بھی دیکھ لینا ۔ سب
کو ٹڈیوں کی طرح پیٹ کے رکھ دونگا +

چلو اُتر کی طرف گھوڑے بڑھاؤ ۔ ذرا دیر میں فیصلہ ہو جاتا ہے +

یہ کہکر ارجن نے دیودت سنکھ بجایا ۔ تو زمین آسمان کانپ اُٹھے ۔ اُتر کمار
کے ہوش اُڑ گئے ۔ گھوڑے سر کے بل گر پڑے ارجن نے اوتر کمار کو ہوشیار کیا ۔
ڈھارس دی اور پھر سنکھ بجایا تو درونا چارج کوروں کے لشکر میں پکارا +

بہادرو ہوشیار ۔ ارجن آگیا ۔ ارجن کے سوائے کسی دوسرے کو ویسا سنکھ میسر نہیں
دیکھو گدھ منڈلا رہے ہیں ۔ گیدڑوں کی منحوس آواز کانوں میں آرہی ہے ۔ شگون اچھے نہیں +

دریودھن ۔ ارجن اب کہاں وہ نہ معلوم کہاں مر گیا ۔ آپ بھی لوگوں کا مفت دل
اوچھا کرتے ہیں ۔ ابھی تیرھواں سال ختم نہیں ہُوا ۔ پانڈو کیا ظاہر ہو کر بیٹھے بٹھائے
جان آفت میں پھنسائینگے +

درونا چارج ۔ آپ کو یہ مغالطہ ہے اور یہاں شور بیروں کے جی چھوٹے ہوئے ہیں

کرن ۔ اگر ارجن ہی ہے تو سامنے آنے دیجئے ۔ دیکھئے گا کیسی لوٹی مار مارتا ہوں
اگر سر نہ اڑایا تو کچھ کام نہ کیا +

بڑھاپے کی شرم رکھئے سفید بالوں کی طرف دیکھئے آپ شور بیر ہو کر بہادروں کے جی چھڑاتے
ہیں ۔ عمر بھر بہادری کا جھنڈا گاڑا اب ایسے سٹھے پٹھے لوگوں سے آپ جی چراتے ہیں +

اوصیاے ۱۷

کوروں کے لشکر میں آپس کی کلجھب

کرن نے درونا چارج پر آوازے کسے بزدلی کا طعنہ دیا تو کرپا چارج سے نہ رہا گیا اُنہوں نے کہا
کرن نشۂ جوانی میں اندھا ہو رہا ہے اس کو نیک و بد کی کیا تمیز ۔ درونا چارج جی شاستروں
کے عالم ۔ ستاروں کی گردش سے آگاہ شگن بدیا سے واقف ۔ فنون جنگ میں یکتائے زمانہ انہیں کل
کا چھوکرا اُلٹی پُلٹی سنائے لڑائی خالہ جی کا گھر اور رستہ کا فاصلہ نہیں اس کے لئے شگون دیکھنے کی سبب ہے

مقدم ضرورت ہے کرن کے غرور کا ٹھکانا نہیں جب ارجن نے اکیلے دم سے گندھربوں کو مار کر
کوروؤں کی جان بچائی - تن تنہا سری کرشن جی کی بہن سوبھدرا کو لے آیا - اکیلے ہی مہادیوجی سے
لڑائی کی - اکیلے ہی سورگ میں پہنچکر شستر ودیا سیکھی - اکیلے ہی نوات کوچ اور کال کیج راکشسوں
کے دشمنوں شکست کئے - ارجن کے کام تو میں سنا چکا - اب کرن بتائے کہ اس نے اکیلے کونسا کام
کیا - اتنے کورو ہیں کسی میں ارجن کے سامنے ٹھہرنے کی جرأت نہیں! ارجن سے مقابلہ کرنا بھاری
پتھر گلے میں باندھ کر سمندر کے پار تیر جانے کی فضول بکڑی ہانکنا ہے ارجن تیرہ برس تک ستاتا
رہا - اس کے حوصلوں کا کیا پوچھنا وہ سب کو اکیلا نہ ہرا دے تب بات +

اشوتھاماں ہے کرن - بہت ڈینگ اچھی نہیں ہوتی - زعم سے آدمی خود ہی سر کے بل گرتا
ہے - ارجن سے مقابلے کی ہمت واجب نہیں - پتاجی نے تمہیں سب اونچ نیچ سمجھا دی
مگر تمہاری عقل چرنے گئی ہے - جلتی ہوئی آگ میں کودنا اپنی ہڈیوں کو ایندھن بنانا ہے
اتنی اکڑ آئی بھلا کہو تو ارجن بھیم سین - نکل - سہدیو سے تم کس بات میں سربر ہونے
بڑے مرد تھے تو دروپدی کو سوئمبر کی لڑائی میں کیوں نہ جیت لیا - جوئے میں
بھی راجہ جدھشٹر کبھی نہ ہارتا - مگر تم سب نے مل کر کھلی ڈال کر لوٹا - اگر وہ دھرم
کا پاس نہ کرتے تو کچھ بھی نہ ہوتا - دروپدی پر سر دربار جو بدعتیں ہوئیں وہ اوپر اوپر نہ
جائینگی - ایک روز خمیازہ کھینچنا پڑے گا - بدر جی کے سمجھانے پر تم نے کان
نہ دئے اُلٹی گردن نا پی - اس کا مزہ بہت جلد معلوم ہو جا[illegible] راجہ دھرتراشٹ
کی طاقت پر نہ پھولیں - پانڈوؤں کو کم نہ سمجھیں - ہمارے پتاجی کو بھی اپنے
دھرماتما شاگردوں کا خیال ہے - ان کی لیاقتوں کا کیا کہنا - کبھی کوروؤں کے ادھرم
کا جواب نہ دیا - دھرم ہی پر قائم رہے - میں اشوتھاماں ہوں - ادھرم کی طرفداری
کبھی نہ کرونگا - اس موقعہ پر بھی دوشاسن ہی سے کہو کہ تلوار اٹھائے - جعل و
فریب کا جوا - جس طرح کھیلا تھا - اسی طرح گانڈیو دھنش کی مار دیکھے -
کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں لڑائی سے بھاگتا یا میدان جنگ سے جی چراتا ہوں -
نہیں نہیں کبھی نہیں - راجہ بیراٹ تم ٹھونکے تو ضرور لڑوں ہاں ارجن کے
مقابلے میں ہتھیار نہ اٹھاؤنگا +

ادھیاے ۱۸

بھیشم پتامہ کی راے لڑائی کا انتظام - ترتیب لشکر دریودھن کی واپسی

بھیشم پتامہ سب باتیں سُن رہے تھے - اُنہوں نے کہا
دروناچارج جی کا فرمانا بہت درست ہے - ضرور موقع مصلحت شگون وساعت دیکھ کر لڑائی کے سنے جان جوکھوں کا کام کرنا چاہئے - کرن کی بھی غلطی نہیں - اس کا جوش بھی بجا ہے - چھتریوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ایسے جوانمردی کے خیال موزوں ہیں - دروناچارج عالم وفاضل ہیں - برہم تیج اور برہماستر ودو کے لحاظ سے ان کا نظیر نہیں مل سکتا - درون جی اور کرپاچاریہ ہمارے ہستناپور کے آفتاب وماہتاب ہیں - پرسرام جی کے سوا کوئی ان سے بڑھ کر نہیں - مگر جس وقت ارجن ڈٹ کر کھڑا ہو جائیگا - مجھے یقین نہیں کہ کامیابی ہو - میں مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے کرپاچارج جی اور اشوتھاماں معرکہ آرائی کریں - پھر جیسا ہوگا - دیکھ لیا جائیگا +

دریودھن نے [illegible] کی طرف سے معافی مانگی - اور دروناچارج جی کے قدموں پر سر ڈالا - دروناچارج جی بولے بھیشم پتامہ بہت واجبی کہتے ہیں - ان کی بات ذہن نشین کر کے یہ تدبیر کرنا چاہئے کہ ارجن پر دریودھن کی طاقتوں کا رعب غالب رہے - میری راے میں بن باس اور پوشیدگی کا زمانہ گزر چکا - بغیر اس کے ارجن کبھی شمشیر برہنہ نہیں بن سکتا +

بھیشم پتامہ - ضرور میعاد گزر گئی - شک نہیں - کلا کاشٹ مہورت کے حساب اور انکال چکر کے اصول آج میری دانست میں پندرہ برس پانچ مہینے اور بارہ دن گزر گئے وہ اپنا قول پورا کر چکے - پانڈو دھرم کی مجسم تصویر ہیں - ان سے دھرم کے خلاف کوئی بات ظہور میں نہیں آسکتی - جھوٹ بولیں - ناممکن ہے مگر یہاں بیست وہاں وہ اپنے دعوے سے کبھی دست بردار نہ ہونگے اور زور بازو سے سلطنت [illegible] آج ہی [illegible] کیوں دریودھن

کیا کہتے ہو راج بانٹنا منظور ہے یا لڑنا +
دریودھن ۔ میں تو کبھی راج کے حصے بخرے نہ کرونگا ۔ چاہے جو کچھ ہو +
بھیشم پتامہ ۔ اگر یہی ٹھنی ہے تو اچھا آدھی فوج لیکر گھر کو جاؤ پھر ہم سب نمٹ لینگے +
دریودھن فوج اور گائیں لیکر ہستناپور کی طرف پھرا یہاں بھیشم پتامہ جی نے لشکر ترتیب دیا ۔ دائیں طرف کرپا چارج منتظم افواج مقرر ہوئے ۔ سب سے آگے کرن بیچ میں اشوتھاماں ۔ بھیشم پتامہ جی نے خود عقب کے لشکر کی سپہ سالاری قبول کی +

ادھیائے ۱۹

ارجن کی معرکہ آرائی ۔ دریودھن پر حملہ بھیشم پتامہ وغیرہ کی یورش کشت وخون ۔ کرن کی شکست ارجن کی فتح

یہاں ترتیب فوج قریب الختم تھی کہ ارجن رتھ اڑاتا ہوا سر پر جا پہنچا سنکھ کی آواز اور دھجا کی چمک دمک سے بھیشم پتامہ اچھی طرح پہچان گئے کہ ارجن ہی ہے ۔ درونا چارج جی سے بولے کہ ارجن کی دھجا پہچان لو ہنومان جی گرجتے ہوئے ساتھ چلے آرہے ہیں ۔ یہ دیکھو میرے قدموں پر تیر آگرا اور دو سنسناتے ہوئے پاس سے نکل گئے ۔ اس سے میں مراد سمجھ گیا ۔ ارجن نے ان اشاروں سے میرے قدم چھوئے اور خیر و عافیت پوچھی ۔ آہا ارجن کی شکل وصورت کیسی موہنی نظر آرہی ہے ۔ رتھ کی خوبصورتی اور دھجا کی نفاست کا کیا کہنا ۔ ارجن کو دیکھکر طبیعت خوش ہوگئی ۔ سعادتمندی سے دل بھی پھڑک اٹھا +

ارجن جھوم کے اوتر کمار سے بولا کہ کوروؤں کے تمام شوربیر میرے تیروں کی زد پر ہیں دریودھن نہیں دکھائی دیتا ۔ شاید دم دبا کر بھاگ گیا ۔ مجھے اسی سے مطلب ہے رتھ کی باگ دکھن کی طرف موڑدو ۔ گائیں چھڑا لوں دریودھن کو ماروں تب ادھر تیر برساؤں رتھ تیزی سے دکھن کی طرف چلا ۔ کرپا چارج ارجن کی غرض سمجھ گئے سب سے بولے کہ

ارجن کو یا اندر جیت سکتے ہیں یا سری کرشن جی ۔ درونا چارج جی بھی اشوتھاماں کے بغیر اسی کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے ۔ دریودھن کی خیریت نہیں ۔ ارجن دانت کٹکٹاتا ہوا جارہا ہے [illegible]

یہ کہکر کرپا چارج خود لپکے اور للکار کر کہا *

تو مَیں آگیا

ارجن نے سنکھ بجایا اور دو نو طرف سے تیروں کی مار شروع ہوئی۔ ارجن کے سنکھ کی آواز اور رتھ کی کھڑکھڑاہٹ سے دریودھن کے لشکر میں ہل چل مچ گئی اور ساری گائیں دُم اُٹھا اُٹھا کر بیراٹ نگر کی طرف بھاگیں۔ اب ارجن گانڈیو دھنش لیکر دریودھن کی طرف جھپٹا۔ بھیشم پتامہ نے دیکھا تو عقب سے دوڑ پڑے اور چترسین۔ سنگرام جت۔ شترو جے فوجی مہارتھی (سپہ سالار اعظم) مقابلے کو جٹ گئے۔ ارجن نے سب کو خاک پر سلا دیا اور جو فوج مقابل ہوئی سامنے نہ ٹھہر سکی۔ کرن نے لشکر کی گھبراہٹ دیکھی تو تیروں کی بوچھاڑ کرتا ہوا آپہنچا۔ نقیب کڑکا سنا رہے تھے۔ فوجی باجوں کی آواز سے کان پڑے بات نہ سنائی دیتی تھی۔ دو نو شیر شجاعت خوب لڑے۔ ارجن اکیلا تھا۔ ادھر کرن بھیشم پتامہ اور درونا چارج کی یورش۔ ارجن نے بھیشم پتامہ اور درونا چارج پر ایسی تیروں کی بوچھاڑ کی کہ سر سے پاؤں تک ڈھپ گئے۔ کرن نے ارجن کے سارتھی اور گھوڑوں کو زخمی کیا۔ ارجن نے کرن کے جسم میں سینکڑوں تیر پیوست کر دئے۔ سارا بدن چھلنی کر دیا لڑنے کی تاب نہ رہی۔ اسطرح میدان سے بھاگا۔ جیسے کسی مست اور جنگی ہاتھی کی ٹکر سے مریل ہاتھی

ادھیائے ۲۰

دریودھن کی ارجن پر یورش۔ میدان جنگ کے سب دیوتاؤں کی بِمانوں پر جلوہ افروزی

کرن کے بھاگنے پر ارجن نے پھر دریودھن کی طرف رُخ کیا۔ دریودھن بھیشم پتامہ۔ درون آچاریہ۔ کرپا چاریہ۔ اشوتھاماں وغیرہ سب ارجن پر جھپٹے۔ ہر طرف سے نرغہ ہوگیا۔ ارجن نے تیروں کی بوچھاڑ سے تمام سپہ سالاروں کو زخمی۔ زرہ بکتروں کو چھلنی کر دیا۔ سارے گھوڑے ہاتھی چور ہو گئے۔ سارے خدا لوگ ارجن کی پھرتی پر عش عش کرتے تھے۔ یہ جو کھلا لڑ رہا تھا اور رتھ پر ذرا آنچ نہ آنے پاتی تھی۔ جب کوروؤں کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے درونا چارج اشوتھاماں وغیرہ سب کو پھیر کر لائے اور کہا

ایک ارجن کے سامنے یوں بھاگنا بڑے شرم کی بات ہے موچھوں کی شرم کیا یہی کہتی ہے کہ پیٹھ دکھا جاؤ۔ فوج کو بڑھاوا دیکر سب نے ارجن پر دھاوا کیا۔ اس موقعہ پر تمام آکاش بمانوں سے چھا گیا۔ سارے دیوتا لڑائی کا نظارہ دیکھنے لگے۔ بیچوں بیچ میں راجہ اندر ۳۳ نامی گرامی دیوتاؤں کے ساتھ اپنے رتن جیتے بمان پر سوار تھے۔ گندھرب۔ راچھس۔ ناگ پتر۔ رشی۔ راجہ میستومنا۔ بلاکش۔ پرترون۔ اشک۔ شوہی۔ ججات۔ سنک۔ گے۔ جنو۔ پرور۔ گھو بھانو۔ کرسانو۔ سگر۔ نل وغیرہ راج رشی۔ شبو۔ چندرماں۔ برن۔ پرجاپت۔ دھاتا۔ بدھاتا۔ کُبیر۔ جم۔ پر بلب۔ اوگرسین۔ تونبن اور اور سدھ مہارشی بمانوں پر رونق افروز تھے خوشبو سے سارا میدان جنگ بس گیا۔ ہر چیز مہکنے لگی +

ادھیائے ۲۱

کرپاچارج و درونا چارج کے مقابلے میں ارجن کی فتحیابی

جس وقت دیوتا بمانوں پر چڑھ کر سیر دیکھنے کو آکاش پر جمع ہوئے ارجن نے رتھ کرپاچارج کی طرف بڑھایا۔ گانڈیو دھنش سے تیر برسنے لگے۔ سنکھ کی آواز سے شیر ودوں کا پتہ پھٹ گیا۔ اب کورووں کی فوج زمین پر بچھنے لگی۔ کرپاچارج بھی اپنا سنکھ بجاتے ہوئے جھپٹے خوب دونو طرف سے چوٹیں چلیں۔ ذرا ہی دیر میں لاشوں کے انبار لگ گئے +

ارجن نے چار تیر ایسے تاک کر مارے کہ کرپاچارج کا رتھ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ چاروں گھوڑے پھڑک کر وہیں ڈھیر ہو گئے کرپاچارج اس طرح زمین پر گرے جیسے کیلے کا کٹا ہوا درخت۔ وہ گرگر سنبھلتے اُٹھے اور دوسرے رتھ پر سوار ہو کر تیر اندازی کا کمال دکھانا شروع کیا۔ ارجن نے شکتی بان تک کاٹ ڈالا۔ اور تیروں کا ذکر کیا۔ دوسرے رتھ کے گھوڑے اور سارتھی بھی ارجن کے تیروں سے چٹنی کر ڈالے۔ رتھ بھی چور چور ہو گیا۔ کرپاچارج میں لڑائی کا دم نہ رہا۔ سنہری بیدی کا جھنڈا جھک گیا۔ اور اب ارجن نے درونا چارج کی طرف تیروں کا رُخ کیا۔ یہ لال گھوڑوں کے رتھ پر سوار تھے۔ ارجن نے دور سے ڈنڈوت کی اور بلند آواز سے کہا +

مہاراج آپ ہمارے گرو ہیں آپ کی تعظیم بلحاظ واجب ہے آپ کو یہی مناسب ہے کہ غصہ

کریں میں اپنے دشمنوں کی آنکھیں کھولنے آیا ہوں آپ سے لڑائی نہیں ؛

درونا چارج جی نے تقریر سُنی مگر بان مارتے رہے بیس وار ارجن نے خالی دئے پھر تیر کاٹنا شروع کئے اُستاد شاگرد کی لڑائی تھی۔ معرکہ سخت تھا دونو طرف سے موت کو جیتنے والے تیروں کا وار تھا۔ ارجن گرو کے تیروں کو کاٹنے ہی میں مصروف تھا اُنکی ذات خاص پر حملہ نہ تھا ہاں مخالف فوج کھیرے و لکڑی کیطرح کٹ رہی تھی۔ بڑی تھی۔ بڑی دیر تک بازار کشت و خون گرم رہا۔ کوروؤں کے ہزارہا پیادہ و سوار زمین پر سو رہے تھے۔ ہزاروں کا دم ہونٹوں پر تھا۔ درونا چارج نے لاکھ جوہر کمال دکھائے مگر ارجن کے تیروں نے فوجی جھنڈا گرا دیا۔ آچاریہ جی زخمی ہو کر خیمے میں جا لیٹے تکان سے ہلنے کی طاقت نہ رہی گھوڑوں کو گرگ اجل نے لقمہ بنایا۔ آچاریہ جی پالا ہار گئے مگر زبان ارجن کی تعریف میں شکر فشاں تھی۔ دیوتاؤں کی زبان سے واہ واہ کی آواز آنے لگی۔ اندر فتحمندی سے بہت خوش ہوئے ارجن نے فتح کا ڈنکا بجایا۔ سب جوش شجاعت دیکھ کر حیران ہوئے؛

ادھیائے ۲۲

اشوتھاماں کی جنگ۔ کرن کی کمک۔ دونو کی ارجن سے شکست

درونا چارج جی کے بھاگنے پران کے بیٹے اشوتھاماں کو سخت غصہ آیا۔ وہ تاؤ کھا کر اٹھا ارجن کو للکار کر وار کیا۔ ارجن پانی کی موسلا دھار بارات کر دی۔ اشوتھاماں کو تیروں میں چھپا دیا اشوتھاماں بھی دلاچنانہ تھا اس نے اور اس کے ہمراہیوں نے بھی آکاش پر تیروں کا جال بنا دیا۔ اسوقت کی لڑائی بجنسہ ویسی تھی جس طرح پراسر اور اندر کی۔ اشوتھاماں کو طیش آیا تو ایسا تیر مارا کہ ارجن کا دھنش بیکار ہو گیا۔ ارجن نے فوراً ہی گانڈیو دھنش کے چلّے سے کام لیا اور ایسے تیر مارے کہ اشوتھاماں چوکھلا گیا۔ ارجن چاہتا تو ایک دو واروں میں کام تمام کر دیتا۔ مگر نہیں گرو کے لحاظ اور گرو کے بیٹے کی مروت نے ہاتھ روک لیا۔ اسوتھاماں کی گھبراہٹ دیکھ کر کرن لپکا ارجن نے دھتکار بتائی۔ کہا او بھگوڑے پھر منہ دکھانے آ پہنچا۔ ابھی جان چھوڑ چکا ہوں لیکن پھر شامتیں گھیر لائیں تونے بڑے بڑے ظلم کئے ہیں۔ دروپدی کے ساتھ جو بدسلوکیاں کیں جو فریب کا جوا کھیلا جو صحرانوردی کے صدمات دئے کبھی بھولنے والے نہیں کس کس بدسلوکی اور کس کس جبیدہ ظلم کا ذکر کیا جائے تو بڑی شیخی بھارتا ہے۔ ٹھہر ارے ابھی ہیکڑی گرد برد کئے دیتا ہوں

یہ کہکر ارجن نے دانت پیسکر تیر مارا تو کرن کا دھنش دو ٹکڑے۔ کرن نے دوسرا دھنش اٹھایا اور اس پھرتی سے تیر مارا کہ ارجن فشانہ نہ بن سکا تیر مٹھی پر بیٹھا ارجن نے بھی فوراً ہی وار کیا تیر چلا کرن کی کوچ توڑتا ہُوا بدن میں پیوست ہو گیا۔ کورو ارجن پر ٹوٹ پڑے مگر ایک پیش نہ گئی کرن کی رتھ کے گھوڑے مر گئے سارتھی کرن کو لیکر بھاگا اوتر راجکمار فتح سے اچھل پڑا اور پکارا

او کرن کہاں بھاگا جاتا ہے کہیں چھتری میدان جنگ میں پیٹھ دکھاتے ہیں +

کرن اس وقت زخموں سے چُور اور بیہوش تھا اُسے رتھبان اُٹھا کر پڑاؤ پر لے گئے

ارجن نے فتح کا سنکھ بجایا +

ادھیاے ۲۳

بھیشم پتامہ کی جنگ آزمائی۔ محاربۂ عظیم۔ دوشاشن وغیرہ کی ہار۔ ارجن کی فتح

سب تو بھاگ گئے اب شانتنو کے فخر خاندان بھیشم پتامہ جی رہ گئے۔ ارجن نے اوتر راجکمار سے کہا کہ

اب ے چلو جدھر تال کے درخت کا سنہرا پھریرا ہوا میں اُڑ رہا ہے +

اوتر راجکمار۔ معاف کیجئے گا میں سخت زخمی ہوں۔ ہاتھوں میں باگ سنبھالنے کی شکتی نہیں۔ مجھے اب تک کبھی ایسی گھمسان کی لڑائی دیکھنے کا اتفاق نہیں ہُوا اب خون نہیں دیکھا جاتا۔ آپکے دھنش کی ٹنکار اور سنکھ کی آواز سے میرا کلیجہ دہل جاتا ہے ہاتھیوں کی چنگھاڑ اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ۔ تڑپنے والوں کی چیخ سُنی نہیں جاتی۔ جسوقت گانڈیو دھنش کو دیکھتا ہوں۔ آنکھ چوندھیا جاتی ہے +

ارجن۔ راجہ بیراٹ کیسے بہادر کیسے شور بیر اُن کی اولاد ہو کر تمہاری یہ بُزدلی۔ دل کڑا کرو۔ شیر بنو۔ دیکھو میں ابھی بھیشم پتامہ کو نو کدم بھگائے دیتا ہوں +

اوتر راجکمار نے سر جھکا دیا۔ اور گھوڑے بھگائے رتھ آتے دیکھا تو بھیشم پتامہ نے ایسی تیر سے راہ روکی کہ دوسرا ہوتا تو وہیں رُک جاتا۔ مگر نہیں ارجن نے ایک ہی تیر میں تیروں کی دیوار گرا دی اور جھپاک سے بڑھا۔ اتنے ہی میں دوشاسن۔ بکرن۔

دوسرے - بشنبت زیور شاہانہ پہنے اور ہتھیار سجے ہوئے ارجن پر آگرے - دوشاسن نے
پہنچتے ہی ایک ایک تیر میں اُتر کر۔ اور ارجن کو زخمی کر دیا مگر ارجن نے کچھ پروا نہ کی بلکہ
غصے کے جوش میں ایک تیر سے اُس کا فوجی پھریرا توڑ پھوڑ ڈالا اور پانچ تیر دوشاسن کے
سینے میں ایسے مارے کہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑا ہوا اور اس کے تینوں بھائیوں کی
بھی یہی حالت ہوئی۔ سب کے رتھ ٹوٹ پھوٹ گئے۔ اب بھیشم پتامہ جی سامنے آئے۔ دونو
طرف سے ایسی تیر باری ہوئی کہ دیوتا تک حیران ہو گئے۔ کبھی بھیشم پتامہ کے بانوں سے
ارجن چھپ جاتا تھا۔ کبھی ارجن کے تیروں سے بھیشم پتامہ۔ مگر ارجن کی بات کچھ اور ہی
تھی۔ بھیشم پتامہ سے بھی منہ جوڑ لڑ رہا تھا اور اُن کے مددگاروں کو بھی خاک پر سلاتا
جاتا تھا۔ ذرا دیر میں خون کی ندی طوفان خیز ہو گئی۔ سر حبابوں کی طرح اور ہاتھ پاؤں
مچھلیوں کی طرح اس دریائے شہاب میں تیر رہے تھے۔ ہوتے ہوتے ارجن کی فتح ہوئی
اس نے بھیشم پتامہ کے دھنش کے پرخچے اُڑا دئے اور دس تیروں سے سینے کو
چھید کر ایسا بدحواس کیا کہ بھیشم پتامہ جی غش کھا کر گر پڑے۔ سارتھی یہ حالت دیکھ کر
انہیں لے بھاگا اور ارجن کی جے جے کا غل ہونے لگا ؎

ادھیائے ۲۴

کوروؤں کی فاش شکست ارجن کی کامل فتحیابی اور یورش کا خاتمہ

بھیشم پتامہ کی شکست سے ارجن تو ارجن اُوتر کمار کو اتنی خوشی ہوئی کہ میدان میں
اُچھلنے کودنے اور سنکھ بجانے لگا۔ نقارۂ فتح کی آواز نے دریودھن کو چونکا دیا۔ وہ دوڑ
ارجن کے مقابل ہوا۔ آتے ہی پیشانی پر تیر کا ایسا وار کیا کہ۔ خون کا فوارہ چھوٹ گیا۔
گیا ارجن چوٹ کھا کر شیر کی طرح گرج اُٹھا اور طلائی گانٹھوں کے تیر برسنے لگے۔ وہ شیر
مقابلے پر تھے کہ بکرن بھی ایک جنگی ہاتھی پر آموجود ہوا۔ اور خوب تیر اندازی کی۔ ارجن
ادھر دریودھن سے معرکہ آرا تھا۔ ادھر بکرن کی یورش دیکھی تو ایک ہی تیر میں ہاتھی کی
مستک چھید دی۔ تیر جافستان تھا۔ ہاتھی دم دبا کر چیختا ہوا بھاگا۔ اور چند قدم پر ڈھیر
ہو گیا۔ بکرن نے ہاتھی سے کود کر اپنے بھائی کے رتھ پر جان بچائی۔ دریودھن
کے زخم کاری لگے۔ اس کا بھی منہ پھر گیا۔ ارجن نے تالی دی کہ

وہ بھگایا پالا اپنے ہاتھ پڑا۔ اتنے ہی میں اور کورو فوج لیکر ارجن پر حملہ آور ہوئے لیکن منہ کی کھائی۔ سینکڑوں خاک و خون میں لوٹتے نظر آتے۔ ہزاروں کو موت نے چٹنی کیا۔ دریودھن سے ارجن کی بات برداشت نہ ہوئی۔ وہ بھی پلٹ پڑا۔ اشوتھاماں۔ دروناچارج وغیرہ سب لڑائی پر جُٹ گئے اس وقت ارجن نے کچھ عجیب ہی کرشمہ دکھایا۔ جونہی سنکھ بجایا۔ اور آواز میدان میں گونجی سب کے سب بیہوش ہو کر گر پڑے۔ کسی کے ہاتھ میں ہتھیار نہ رہا۔ تیر و ترکش سب زمین پر پڑے تھے +

ارجن خود رتھ بڑھا کر بیہوشوں کو دیکھنے لگا اور اوتر کمار سے کہا کہ سب کے کپڑے اُتار لاؤ +

راجکمار فوراً رتھ سے اُترا دروناچارج و کرپاچارج کی سفید پوشاک اُتار لی۔ اشوتھاماں۔ دریودھن کا نیلامبر ہتھیایا اور کرن کا پیتامبر دبا لیا۔ جب وہاں سے چلنے کی ٹھہری تو بھیشم پتامہ جی پھر اُلٹا کھڑے ہوئے۔ تیراندازی شروع ہوئی مگر ارجن نے رتھ کے گھوڑوں کو نشانۂ اجل بنا کر بھیشم پتامہ جی پر اور بھی گہرے چر کے لگائے۔ ارجن اس پر بھی وہاں ڈٹا رہا کہ جس میں دم ہو ہوس نکال لے۔ ذرا دیر گزری تھی کہ دریودھن نے آنکھ کھولی۔ ارجن کے سامنے اور بھیشم پتامہ جی کو رتھ پر دیکھ کر بولا کہ پتامہ جی ارجن آپ کے پنجے سے نکل جائے تعجب ہے۔ آپ مروّت نہ کیجئے۔ اس کو بے مارے نہ چھوڑیئے یہ جیتا بچ نکلا تو ہم لوگوں کی کچھ نہ رہیگی +

بھیشم پتامہ۔ دریودھن تیری عقل کو کیا ہو گیا ہے آدمی کچھ کھو کے سیکھتا ہے مگر تیری اس لڑائی سے بھی آنکھیں نہ کھلیں۔ پاپ پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اکیلے ارجن نے سب کو مار ہٹایا۔ مگر تمہیں ہوش نہیں۔ کچھ معلوم ہے کہ تم لوگوں کی ابھی کیا حالت تھی بیہوش دھواس پڑے ہوئے تھے خبر بھی نہ تھی کہ کہاں ہیں اگر ارجن پتھر کا کلیجہ کر لیتا تو سب کے سر دھڑ سے الگ پڑے ہوئے ہوتے۔ اس نے تم لوگوں پر رحم بھی کیا۔ پھر تمہیں اس کی لیاقت و شرافت پر شرم نہیں۔ کہا مانو لڑائی کا خیال چھوڑ کر ٹھنڈے ٹھنڈے گھر چلو۔ ابھی تک خیریت ہے اگر ایک چوٹ اور چلی تو کہے دیتا ہوں کہ ارجن کسی کو جیتا نہ چھوڑیگا +

دریودھن وغیرہ کا دل ہار چکا تھا۔ اُس پر بھیشم پتامہ کی فہمائش سب باقیماندہ فوج کو لئے ہوئے وہاں سے بھاگا۔ ارجن نے چلتے چلاتے وقت بھی بھیشم پتامہ دروناچارئیں

وغیرہ کے پاؤں پر تیر سر کر کے رخصتی ڈنڈوت کی اور ایک تیر تاک کر مارا تو دریودھن کا
جڑاؤ مکٹ پاش پاش ہو کر دور جا پڑا۔ کوروؤں کی فوج کانپ اُٹھی۔ بدن میں رعشہ پڑ گیا
ہر ایک جی چرائے ہوئے ہستناپور کی طرف چلا۔ لیکن ارجن نے ابھی تک رتھ نہ پھیرا۔ وہ
وہیں ڈٹا رہا۔ خیال تھا کہ شاید پھر کوئی سورما چھوٹ کر کے مورچا روکنے نہ آ جائے ✤

میدان صاف ہو جانے کے بعد ارجن اوتر کمار سے بولا کہ

بس اب لوٹ چلو۔ کوئی دشمن نظر نہیں آتا۔ گائیں تمہارے یہاں پہنچ گئیں۔
فتح کا سہرا تمہارے سر ہُوا۔ جس وقت ارجن سنکھ بجاتا ہُوا وہاں سے پھرا تمام دیوتا
نہال ہو رہے تھے۔ جو تھا شاباشی دیتا تھا ✤

ادھیائے ۲۵

اوتر راجکمار اور ارجن کی میدان جنگ سے واپسی

جب ارجن میدان جنگ سے لوٹا۔ راستے میں کوروؤں کے صدہا سپاہی ملے
جو جان چھپا کر ادھر اُدھر پھر رہے تھے۔ اُنہوں نے جب ارجن کو دیکھا۔ جان نکل
گئی۔ سمجھے کہ بس اب خیریت نہیں مگر ارجن نے کہا کہ

تم بے فکر رہو تم سے کوئی نہ بولیگا۔ مَیں اُسی کا سر کچلتا ہوں جو میرے منہ آتا
ہے۔ تمہارے راجہ دریودھن آگے جا رہے ہیں شوق سے اُن کے پاس چلے جاؤ ✤
سب نے غریب پروری اور عاجز نوازی کا شکریہ ادا کر کے لاکھوں دعائیں دیں۔
اور دست و بازو کو آفرین کہتے ہوئے وہاں سے چلے پڑے ✤

تھوڑی دور چل کر ارجن نے اپنا استر شستر اسی درخت پر چھپا دیا۔ جہاں پہلے
سب ہتھیار پوشیدہ تھے۔ اس کے بعد وہ ہنومان جی کی دھجا بھی غائب ہو گئی اور سری
مہابیر جی خود بھی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ آکاش کو تشریف لے گئے۔ ارجن نے
راجکمار سے کہا کہ

دیکھیو خبردار میرا نام ظاہر نہ کرنا۔ جو کوئی پوچھے یہی کہنا کہ مَیں نے دشمنوں کو مار بھگایا!
اوتر راجکمار۔ مَیں لاکھ کہوں کون یقین کریگا۔ دوسرے جھوٹ کیوں بولوں۔ آپ کے

کام کی تعریف آپ ہی کے لئے زیبا ہے۔ مَیں فضول کیوں ڈینگ ہانکوں +
ارجن۔ راجکمار جی حجت نہ کرو مصلحت سمجھو۔ ہم لوگ ابھی اپنا نام ظاہر نہیں کر سکتے حالانکہ
جن کا ڈر تھا اُن پر میرا حال روشن ہو چکا مگر بیراٹ نگر میں ظاہر ہونے کا وقت نہیں اگر مہاراج
کو ذرا بھی خبر ہوگی تو وہ کانپ اُٹھینگے اور مہاراجہ جدھشٹر کے روبرو سنگھاسن پر قدم نہ رکھینگے +
اس طرح فہمائش کر کے ارجن گئو شالا میں آیا۔ گائیں گھوسیوں کو گنا دیں حفاظت
کا انتظام کیا اور تھوڑی دیر وہیں ٹھہر کر اشنان وغیرہ سے فراغت حاصل کی۔ گھوسی
راجہ بیراٹ کو مژدہ فتح سنانے کے لئے دوڑ پڑے۔ ارجن نے برنہلا کا بھیس بدلا
اور گھوڑوں کی باگ پھر ہاتھ میں لے لی۔ +

ادھیائے ۲۶

راجہ بیراٹ اور راجہ جدھشٹر سے چوپڑ بازی۔ راجکمار کی فتح کا تذکرہ۔ راجہ بیراٹ کی خود ستائی۔ راجہ جدھشٹر کا تردید کلام برنہلا کی مدح سرائی۔ راجہ بیراٹ کا عتاب۔ سزادہی۔ اوتر راجکمار کی آمد۔ راجہ بیراٹ کی جدھشٹر سے عذر خواہی

راجہ بیراٹ دار السلطنت میں آیا تو راجکمار نے بھیشم پتامہ ایسے شور بیر درونا چارج
و کرپا چاریہ ایسے زبردست اور اشوتھاماں۔ کرن ایسے شہزوروں کے مقابلے میں جانے
کا حال سُنا تو اُسے سخت رنج ہوا خصوصاً برنہلا کی ہمراہی سے اُس کا دل بالکل
ٹوٹ گیا۔ دربار میں بیٹھے بیٹھے حکم دیا کہ زخمی یہاں رہیں اور ساری فوج میرے ساتھ چلے
مَیں ابھی جاتا ہوں میرا کلیجے کا ٹکڑا زندہ بھی ہے یا دنیا سے چل بسا +
کنک (جدھشٹر) مہاراج۔ آپ بیفکر رہیں۔ اوتر کمار کا رویاں بھی میلا نہ ہونے
پائیگا۔ برنہلا سارتھی کے ہوتے اندر کی بھی مجال نہیں کہ راجکمار کے سامنے
ٹھہر سکیں۔ برنہلا باکمال سارتھی ہے اُس نے سب کو مار گرایا ہوگا +
اتنے میں گوال اور گھوسی فتح کی بدھائیاں دیتے ہوئے سامنے حاضر ہوئے اور

عرض کی کہ
مہاراج کی جے ہو۔ اوتر کمار نے بھیشم پتامہ۔ درونا چارج وغیرہ سب کو
ہار ہٹایا۔ سارے مویشی چھین لائے +
کنک۔ کیوں مہاراج میں نہ کہتا تھا کہ برہنلا سارتھی کے سامنے کوئی بھی ٹھہر نہیں
سکتا۔ وہ سب کو مار کے اُڑا دیگا۔ چنانچہ میری ہی بات سچ ہوئی +
راجہ بیراٹ کو جدھشٹر کی بات بہت بُری معلوم ہوئی مگر اس وقت ٹال گیا۔
راجکمار کی فتحمندی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ خوش ہوکر حکم دیا کہ ملازمان دفت ہاتھی پر
سوار ہوکر شہر میں فتح کی خوشخبری سنائیں۔ عام روشنی کا حکم ہو۔ جشن اور جلسے کئے
جائیں۔ کسبیں سنگار کرکے راجکمار کا استقبال کریں۔ اس کے بعد سرندھری کو حکم
دیا کہ چوسر لے آئے۔ ذرا دیر کنک کے ساتھ راجکمار کے انتظار میں دل بہلے +
راجہ جدھشٹر۔ (یعنی کنک) بزرگوں سے سُنا ہے کہ خوش و خورم آدمی کے
ساتھ جوا بازی جائز نہیں۔ آپ اس وقت پھولے نہیں سماتے۔ اس لئے دل
تو نہیں چاہتا مگر تعمیل ارشاد میں عذر نہیں +
راجہ بیراٹ۔ جوئے سے بڑھکر کوئی چیز نہیں لوگوں کو عورت دولت سلطنت کی خواہش ہو
تو جوئے ہی میں سبقت پڑھائے۔ جوا کھیلا کرو تو تمہیں دنیا کی دولتیں حاصل ہو جائیں +
راجہ جدھشٹر۔ بیوپار جوا خوب تھا گر ہار نہ ہوتی +
حالانکہ بہادروں کی جوئے اور جہاد (لڑائی) سے منہ موڑنے میں ہتک ہے لیکن
یہ شغل بہت ہی بُرا ہے عقلمندوں نے سچ کہا ہے کہ
"ہار ہے جوئے کے نام سے بیل" +
راجہ جدھشٹر ہی کا حال دیکھ لیجئے کل کی بات ہے کہ جوئے کی بدولت مصیبت
کا کیسا سامنا ہوا۔ جوئے کی جیت بھی بُری اور ہار بھی خراب +
راجہ بیراٹ۔ تو یہاں دیسا جوا تو نہیں۔ صرف تفریح منظور ہے +
کنک۔ خیر جو مرضی۔ یہاں رضا جوئی سے غرض ہے +
اس گفتگو کے بعد چوسر بچھی۔ بازی جمی۔ پانسے پھینکے۔ چالیں چلنے لگے۔ اسی شغل
میں راجہ بیراٹ کو راجکمار کی فتحمندی کی خوشی نے خاموش نہ رہنے دیا۔ وہ پانسہ پھینکتے

سے کر بول اُٹھا کہ

دیکھو - کنک آج میرا جنم سپھل ہُوا میرے راجکمار کے برابر آج دنیا میں کون بہادر ہے جس نے بھیشم پتامہ - درونا چارج - کرپا چارج - بکرن - اشوتھاماں ایسوں کو توکم بھگا دیا +

کنک - آپ کو خوشی کا ضرور موقع ہے مگر برنہلا نہ ہوتا تو آپ دیکھتے کیا فضیحتی ہوتی - اس فقرے پر راجہ بیراٹ کا چہرہ تمتما گیا - آنکھوں سے غصہ کی چنگاریاں اُڑنے لگیں بولا:-

تُو میرے بیٹے کی حقارت ہی کرتا چلا جاتا ہے میرے سامنے ہیجڑے کی تعریف ہیں دو مرتبہ طرح دے چکا - اب کے پھر گستاخی کی تو نتیجہ اچھا نہیں مجھے کچھ پروا نہ ہوگی کہ برہمن کو سزا دیتا ہوں +

کنک - آپ سچ کے عوض جھوٹ بلوانا چاہتے ہیں - مَیں جھوٹ بولنے والا نہیں - مجھے سزا کی پرواہ نہیں - ڈنکے کی چوٹ چلا جاؤنگا کہ یہ مہم برنہلا نے سر کی - راجکمار کو ابھی وقوف ہی کیا ہے - برنہلا کو آپ ہیجڑا سمجھتے ہیں وہ اندر کو بھی بھگا سکتا ہے راچھس اور دیوتا کس گنتی میں ہیں - جب تک گھمسان لڑائی نہ ہو اُس کا دل ہی نہیں بھرتا - اُس نے عمر بھر یا دیوتاؤں کی گردن جھکائی ہے یا راچھسوں کی کور دبائی - ایسے فاتح عالم کی دستگیری ہی سے اگر راجکمار نہ جیتا تو اور کون +

راجہ بیراٹ - زبان قینچی کی طرح چلی ہی جاتی ہے سمجھا بھی دیا مگر بدلگامی موقوف نہیں ہوتی لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے تُو سزا ہی کے قابل ہے +

یہ کہکر راجہ نے جوش غضب میں منہ پر پانسے کھینچ مارے راجہ جدھشٹر کی ناک سے پانسے سے خون بہ نکلا - جدھشٹر نے خون چلو میں روکا - سرندھری اشارہ پاکر پانی کا طلائی آبخورہ اٹھا لائی - جدھشٹر نے منہ اُسی کی طرف جھکا دیا اور خون زمین پر نہ گرنے پایا - اتنے ہی میں راجکمار کی آمد آمد کا آوازہ بلند ہُوا چوبداروں کو حکم دیا:-

راج کمار کو برنہلا کے ساتھ بلا لائیں +

چوبدار دوڑے تو راجہ جدھشٹر نے اُٹھ کر چپکے سے کہا کہ

خبردار برنہلا کو ساتھ نہ لانا +

جدھشٹر کی برنہلا کو روکنے کی یہ غرض تھی کہ وہ ناک سے خون گرتے دیکھ کر آگ بگولا ہو جائیگا اور راجہ کی مفت میں جان جائیگی +

چوبدار گئے راجکمار کو لائے۔ راجکمار نے دوڑ کر راجہ کے قدم چھوئے اور پھر کنک کو ڈنڈوت کی۔ ناک پر نظر پڑی تو خون کا فوارہ چھوٹتے پایا۔ پوچھا کہ
ہیں یہ چوٹ کیسے لگی۔ کسی نے مارا تو نہیں +
راجہ بیراٹ۔ میں نے اس کو گستاخیوں کی سزا دی یہ بڑا بے ادب ہو گیا ہے تم لڑائی جیتے اور یہ بیوقوف ہیجڑے ہی کی تعریف کے گیت گاتا تھا +
راجکمار۔ خطا معاف۔ آپ نے بڑی غلطی کی۔ فوراً ان سے معافی مانگ کر خوشنودی حاصل کیجئے۔ مجھے ڈر ہے کہ برہمن کے سراپ سے بیراٹ نگر کا تختہ الٹ پلٹ نہ ہو جائے +
راجہ بیراٹ۔ اگر مجھ سے غلطی ہوئی ہے تو معافی مانگنے میں عذر نہیں اچھا ہم اوتار کنک میرے خطا سے درگزر فرمائیے میں سخت نادم ہوں +
راجہ جدھشٹر۔ معافی کی کچھ ضرورت نہیں اگر مجھے ناراضگی ہوتی تو خون زمین پر ہی گرتا سرندھری سے آبخورہ کیوں منگواتا۔ ہاں اگر کوئی قطرہ زمین پر گرتا تو آپ کے راج پاٹ کی خیر و عافیت نہ تھی۔ آپ نے مجھے بیقصور مارا بیجا کو بہت ہی غصہ آتا ہے۔ مگر میں ٹال گیا کہ نادانستہ خطا کا کیا خیال کروں۔ آپ کو راج پاٹ کا زعم تھا ایک اشارے میں جسے چاہیں قتل کر سکتے ہیں۔ مجھے تو آپ نے پانسے ہی مارے میں نے سمجھ لیا کہ زبردست کا ٹھینگا سر پر والی مثل ہے۔ ضبط کر لو چپ لگا جاؤ۔ اچھا اب میرے ناک کا خون بند ہو گیا۔ آپ کا جی چاہے تو برنہلا کو بلا لیجئے کوئی اندیشے کی بات نہیں +
برنہلا کی طلبی ہوئی وہ آیا راجہ کے سامنے زمین بوس ہو کر کنک کو ڈنڈوت کی۔ راجہ بولا "برنہلا! تم نے میرے راجکمار کی بہادری دیکھی۔ سنا ہے کہ تم ارجن کے بھی رتھی رہے ہو مگر سچ کہنا کہ میرا بیٹا ارجن سے کس بات میں کم ہے آج میرا کلیجہ ہاتھوں بڑھ رہا ہے۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ میری زندگی سپھل ہوئی۔ اوتر راجکمار شاباش +
این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند
بھیشم پتامہ۔ درونا چارج۔ کرپا چاریہ۔ کرن۔ اسوتھاماں ایسے مردان کارزار و دلاوران روزگار کو تن تنہا جیتنا فقط تیرا ہی کام تھا +

ادھیائے ۲۷

راجہ بیراٹ کا دربار۔ واقعات جنگ۔ بھوم جے راجکمار کی

زبانی۔ دیگر حالات۔ ارجن اور راجکمار کا راجہ جدھشٹر کی تخت نشینی کے لئے مشورہ

راجکمار بھوم بے اپنی بیجا تعریف سُنکر بولا

پتا جی نہ میں نے بھیشم پتامہ وغیرہ پر فتح پائی نہ کوروؤں سے گائیں چھینیں میں نے لشکر جرار دیکھا۔ میرے تو ہوش خطا ہو گئے جان میں جان نہ رہی۔ میں بھاگنے کو ہی تھا کہ اتفاقاً ایک نوجوان دیوتا آگیا۔ اُس نے ڈانٹ ڈپٹ کر زبردستی مجھے رتھ پر جکڑ دیا اور پھر تیروں کی بوچھاڑ سے ساری فوج کو ٹڈیوں کی طرح لپیٹ لیا۔ بدگا! تالیاں دیں۔ اور درونا چارج وغیرہ ایسے شورِ بیروں کے لباس بھی اُتار لئے کوروؤں نے جیسی ذلک پائی عمر بھر نہ بھولینگے جان بچ جانے ہی کو غنیمت سمجھے ✣

راجہ بیراٹ ۔ وہ جوان دیوتا کہاں ہے اُس کو بھی بلاؤ ✣

راجکمار ۔ جناب وہ لڑائی کے وقت تو ساتھ رہا۔ جب سب دشمن بھاگ کھڑے ہوئے وہ نہ جانے کہاں نظروں سے غائب ہو گیا۔ لیکن اقرار کر گیا ہے کہ ایک دو روز میں لوٹ آئیگا ✣

یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں وہاں محلوں میں خبر ہوئی تو تمام ماج کنیائیں گاتی بجاتی آرتا اُتارنے کے لئے جمع ہو گئیں۔ برنہلا اوتر کمار راجکماری (راجہ بیراٹ کی بیٹی) کے سامنے درونا چارج۔ کرپا چارج۔ اشوتھاماں۔ کرن کے نیلامبر پیتامبر وغیرہ کو سامنے رکھوایا اور کہا راجکماری جی آپ کی فرمائش حاضر ہے ✣

جس نے دیکھا ان لباسوں کی نفاست و خوشنمائی سے حیران رہ گیا راج کنیاؤں نے سب لباس اُٹھا لئے۔ سب کہنے لگیں ✣

کہ برنہلا سو مردوں کی ایک مرد نکلیں۔ ایسے بہادروں۔ سورماؤں اور دنیا کے مشہور فتحمندوں کی پوشاک اُتار لانا تمہارا ہی کام تھا۔ جو کام دیوتاؤں کے امکان میں نہیں وہ تم نے کر دکھایا۔ آفرین ✣

برنہلا چٹک مٹک کے نخرے دکھانے لگی اور ناک پر اُنگلی رکھ کر بولا کہ میں ناچنا گانا جانوں۔ میں تو یہ بھی نہیں جانتی کہ تیر ٹیڑھا ہوتا ہے یا کمان

تلوار موم کی ہوتی ہے یا گرز چھوٹی موٹی درخت کا۔ فقط مہاراج کا اقبال آڑے آیا۔ سب ہیر تھے نامرد تھے آپ ہی آپ بھاگ کھڑے ہوئے۔ میں تو کوٹھا بھی مشکل سے بچا۔ ارجن نے اس وقت ایسے زنانے پن کی باتوں سے ہنسی دل لگی کی باتیں کہیں کہ ہر ایک کے پیٹ میں ہنستے ہنستے بل پڑ گئے۔ اُدھر فتح کی خوشی۔ ادھر برنہلا کا مذاق۔ قند مکرر کا مزہ آگیا۔

اس کے بعد راجکمار اپنی نشست گاہ میں گیا۔ ارجن بھی ساتھ تھا۔ اُس نے کہا کہ راجہ جدھشٹر کے ظاہر ہونے کا وقت آچکا۔ اب اُن کو سنگھاسن پر بٹھانا ضروری ہے۔ تم چپکے چپکے انتظام کرو۔ بھید اُس وقت تک نہ کھلنے پائے جب تک راجہ جدھشٹر سر پر تاج نہ رکھیں +

ادھیائے ۲۸

راجہ جدھشٹر کی راجہ بیراٹ کے راج سنگھاسن پر جلوہ افروزی انکشاف حال۔ راجہ بیراٹ کا پانڈوؤں کے سامنے اظہار عجز۔ اوتر کماری اور ابھمنو فرزند ارجن کی شادی کا تصفیہ

بیراٹ نگر کا راج

ان باتوں کو دو روز گزر گئے۔ تیسرے دن دربار میں کچھ اور ہی رنگ نظر آیا۔ راج سنگھاسن پر برہمن دیوتا کنک جی جلوہ افروز ہو گئے۔ بھیم سین و ارجن وغیرہ چاروں بھائیوں نے شاہی زیور و لباس سے آراستہ ہو کر دائیں بائیں کھڑے ہو کر چنور جھلنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد راجہ بیراٹ وزیروں کے ساتھ دربار گوہر بار میں آیا تو عجیب ہی کیفیت نظر آئی۔ وہ حیران ہو گیا کہ آج ماجرا کیا ہے۔ دیکھا تو راج سنگھاسن پر ایک ایسی صورت نظر آئی۔ جس کے چہرے پر آفتاب کی طرح نور برس رہا تھا۔ وہ سمجھا کہ کہیں اندر نے سنگھاسن پر قبضہ تو نہیں کر لیا۔ جب چاروں بھائیوں کی صورت دیکھی اور بھی حیرت طاری ہوئی۔ کچھ دیر تو سکوت کا عالم رہا کھڑے سب کا منہ دیکھنے کے سوا اور کچھ بن نہ پڑا۔ آخر کار بولا کہ

آج یہ مسخرا پن چہ معنے دارد۔ لنک کو دل لگی کی کیا سوجھی۔ میرے سنگھاسن پر بیٹھنے سے بڑھکر اور گستاخی کون ہو سکتی ہے۔ ایسا مذاق ٹھیک نہیں۔ میں اس ہتک کو گوارا نہیں کر سکتا۔ ارجن اس تقریر پر مسکرایا اور کہا +

مہاراجہ صاحب گھبرائیے نہیں آپ کا سنگھاسن کوئی چھینے نہیں لیتا آپ کا راج پاٹ آپ کو مبارک۔ یہاں صرف شگون کرنا ہے آپ کو خوشخبری کو آپ کے سنگھاسن کو شاستروں کے عالم فاضل نفس کش۔ رحمدل۔ صادق القول مستقل مزاج لائق اور جہانبانی شائق کشورستانی۔ زینت دہ تخت وتاج۔ ساکشات دھرم راج۔ فاتح روے زمین۔ عزت تاج ونگیں۔ سرکوب سرکشان زمانہ۔ سرتاج دلاوران یگانہ اہل اقبال۔ صاحب جاہ وجلال۔ نعمت دنیوی سے بہرہ ور۔ رعیت نواز۔ عدالت گستر۔ راج رشیوں میں سربلند۔ بختمندوں سے زیادہ اقبال مند۔ منوجی کی طرح رعیت پروری میں طاق۔ کوبیر کی طرح دولتمندی میں شہرۂ آفاق مہاراج ادھیراج راجہ جدھشٹر کے قدموں سے زینت ہے۔ سر اقدس پر رونق افروزی سے تاج کی زینت ہے۔ راجہ جدھشٹر کون ہے جن کے نام نامی سے اندر پرست کو فخر ہے۔ جن کی سواری میں جواہرات سے مرصع موتیوں کی لڑیوں سے آراستہ رتھ چلا کرتے تھے۔ جگانے کو ماگہ بندی لوگوں کی نغمہ سرائی تھی اور وید خوانوں کی خوش نوائی۔ یہ وہی سرحلقۂ تاجداران زمانہ ہیں جن کے راجسو یگیہ میں آپ ایسے نامعلوم کتنے ہزار فرمانروا سے سنگھاسن کے پائے چومتے تھے۔ نقش قدم کے ارد گرد گھومتے تھے ان کا دربار راجہ اندر کی سبھا سے کم نہ تھا۔ سورگ کے دیوتا ان کی قسمت کو للچاتے تھے۔ انہیں کی رسوئیوں میں اٹھاسی ہزار برہمنوں کی روزانہ پرورش ہوتی تھی۔ اور انہیں کا نام نامی تھا۔ جن سے دنیا کے فرمانروا جلتے تھے۔ آپ خوش نصیب ہیں کہ ایسے سرتاج زمانہ بزرگ نے آپکے سایۂ عاطفت میں مصیبتوں کے دن کاٹے کبھی دن بڑا کبھی رات بڑی کی مثل سچ ہوئی۔ اب بڑی رات گئی بڑا دن آیا۔ آپ کے زیر سایۂ ہماری مشکلات دور ہوئیں۔ یہ مہاراجہ جدھشٹر ہی کا اقبال تھا جس نے راجکمار کی لڑائی میں بھیشم پتامہ وغیرہ کے چھکے ڈھیلے کر دئے +

راجہ بیراٹ اس تقریر سے حیران رہ گیا اس کے ہاتھ پاؤں میں تھرتھری پڑ گئی بولا کہ مہاراج جدھشٹر کی تو میں ڈنڈوت کرتا ہوں میرے سرتاج ہیں مگر اب یہ بتاؤ کہ

بھیم سین - ارجن - نکل - سہدیو اور مہارانی دروپدی کہاں ہیں - تیرہ برس سے تو مجھے کسی کی خیر خیریت بھی معلوم نہ ہوئی +

اوتر راجکمار - پتاجی جو آپ سے باتیں کر رہے ہیں یہ تو ارجن ہیں - جنہوں نے میرے سارتھی کی حیثیت میں کوروں کے دھرے اڑائے اور میرے نام سے فتح کا ڈنکا بجایا ان سے بڑے وہ سامنے بھیم سین جی کھڑے ہیں جن کو آپ ابتک ملو کہکر پکارتے تھے +

انہیں نے کیچک کو بدمعاشیوں کی سزا دی ان سے بڑھکر دنیا میں کوئی طاقتور نہیں یہ جو سامنے بائیں بازو پر دو جمیل و شکیل جوان استادہ ہیں ان میں سے ایک سہدیو جی مہاراج ہیں - دوسرے نکل جی - اور مہارانی دروپدی کا ذکر کرتے ہوئے مجھے رونا آتا ہے یہ وہی سرندھری ہیں جن کو میرے ماموں کیچک نے نہ معلوم کیا کیا دکھ دئے +

جونہی یہ تقریر سنی - راجہ بیراٹ نے اپنا سر پیٹ لیا - روتا ہوا راجہ جدھشٹر کے قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ

مہاراج مجھے معاف کیجئے گا آپ کی خدمت میں مجھ سے بہت سی خطائیں سرزد ہوئیں جو قصور ہوا وہ نادانستگی میں - بھول چوک سب معاف کیجئے - اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ پانڈوؤں کے سرتاج ہیں تو کبھی کوئی گستاخی نہ ہوتی میں سر آنکھوں پر رکھتا آپ بھیس بدلے رہے مجھے کیچک کی حرکتوں سے سخت ندامت ہے اس نے مہارانی دروپدی کی خدمت میں ازحد گستاخیاں کیں مگر اس نے جیسا کیا اس کا پھل پایا میں خوش ہوں کہ اس کی مٹی پلید ہوئی مگر رنج یہ ہے کہ میں سزا سے بچ گیا گردن خم ہے جو چاہیں سزا دے لیجئے آج سے مجھے راج سے کچھ واسطہ نہیں شوق سنگھاسن کا زیب بڑھائیے میں بھی خادمانِ درگاہ کی طرح وفاداری و خدمتگزاری میں حاضر رہونگا - آپکے احسانات کا کیا کہنا - راج بچایا میری آبرو رکھی راجکمار کی بہادری کا ڈنکا بجایا - میرے قصوروں کی تلافی کا خیال نہ کیا یہ احسانات کبھی فراموش ہونے والے نہیں میں سب سے معافی مانگتا ہوں اور مہارانی دروپدی سے ازحد شرمندہ ہوں کہ انہیں یہاں بڑی تکلیف ہوئی +

اس معاملے کا چرچا تمام رنواس میں پھیل گیا رانی سودیشنا دوڑی آئی اور دروپدی کے قدموں پر سر رکھکر بڑی عاجزی اور منت سماجت سے معافی مانگی دروپدی نے کہا آپ

کا کچھ قصور نہیں۔ سب ہمارے دنوں کی گردش تھی ہم لوگوں کو کسی بات کا کچھ خیال نہیں تھا۔ آپ اطمینان رکھیں +

اس طرح اور بہت سی باتیں کر کے آخر میں راجہ اور رانی نے ہاتھ جوڑ کر التماس کی کہ اوتر کماری ارجن کی خدمت میں نذر ہے گر قبول اُفتد زہے عز و شرف +

ارجن ۔ میں نے راجکماری کو آجتک بیٹی کی طرح سمجھا۔ آپ اس خیال کو دور رکھیں۔ ہاں اگر سری کرشن جی مہاراج کے لائق و فائق بھانجے اور مہاراج ادھیراج راجہ جدھشٹر کے بھتیجے اور میرے لخت جگر ابھمنو کی نسبت بات چیت ہوتی تو میں انکار نہ کرتا +

راجہ بیراٹ ۔ میں آپ کی تجویز پر صاد کرتا ہوں۔ واقعی آپ نے بہت اچھی جوڑی تجویز فرمائی۔ میں ابھمنو کے ساتھ اوتر راجکماری کی شادی کرنے کو منظور کرتا ہوں۔ آپ بھی فوراً انتظام کریں۔ میں بھی پھول پان کی فکر کرتا ہوں +

ادھیائے ۲۹

راجہ بیراٹ کی راجکماری اُترا اور ارجن کے راجکمار ابھمنو کی شادی

ابھمنو اور اوتر کماری کی شادی طے پا گئی۔ راجہ بیراٹ اور مہاراجہ جدھشٹر کی طرف سے اعزائے نامدار اور راجگان والا تبار کے نام خطوط نوید روانہ ہوئے۔ بیراٹ نگر میں شادی کی دھوم دھام شروع ہو گئی۔ قاصدان باد رفتار و پیک شہسوار سب جگہ نامہ و پیغام دے آئے۔ مہمانوں کی آمد آمد شروع ہوئی۔ خاص الخاص عزیز و اقارب کے نام درج ہیں۔ ہمراہیوں کی تعداد حوالۂ قلم ہے +

(۱) راجہ شیبہ اور فرمانروائے کاشی ایک ایک اکشونی فوج کے ساتھ تشریف لائے

(۲) سرحلقہ دلاوران روزگار راجہ دروپد (پانڈووں کے خسر مہارانی دروپدی کے والد بزرگوار) راجکمار اپرجت۔ سکھنڈی۔ درشٹ دمن۔ ایک ایک اکشونی دل کے ساتھ دروپدی کے شور بیر بیٹوں کی ہمراہی میں۔ رونق افروز ہوئے +

(۳) سری کرشن ۔ بلدیو جی ۔ کرت برما ۔ یبو دھان ۔ ساتکی جی ۔ نادرشٹ اکرور جی سانب

اور بشٹ - اکھمنو - سوبھدرا (ہمشیرہ مہاراج سری کرشن چندر) وغیرہ کے ساتھ معہ خدم
وحشم بڑی شان شوکت سے تشریف لائے آپ کے جلوس سواری کو دس ہزار ہاتھیوں ایک
لاکھ رتھوں اتنے ہی گھوڑوں سے زینت تھی - بھوج بنسی اور اندیک بنسی بڑے بڑے بر
اور نام آور کشتری بھی ہمرکاب تھے - مہمانوں کی رونق افروزی پر راجہ بیراٹ اور راجہ جدھشٹر
نے خوب اولوالعزمی و علو ہمتی سے خاطر تواضع کی بیراٹ نگر میں وہ رونق تھی کہ بیکنٹھ کی
عظمت و شان و شوکت نظروں سے گر گئی تھی - سری کرشن جی ابھمنو کے ماموں تھے انہوں
نے بڑی دھوم دھام سے بھات دیا - پانچوں کے لئے فرداً فرداً علیحدہ علیحدہ تحفہ تحائف
تھے - لونڈی غلام زر و جواہر زیور و لباس سب سے زیادہ موجود کر دئے - سارے شہر میں
رات دن ناچ رنگ سے خاصی چہل پہل تھی - اس پر گھر گھر کی روشنی طرہ مہمانوں کی دعوتوں
سے فرصت نہ تھی - کھانے لذیذ - شرابیں خانہ ساز میوہ و مٹھائی اعلےٰ سے اعلےٰ
راجے تو راجے تھے - غریبوں کے سامنے بھی سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا دھیر
رہتا تھا - خاص محفلوں میں ناچنے گانے والوں کے کمالات دلوں کو مست کر دیتے تھے
بھاٹوں کی خوش نوایاں عجیب فرحت بخش تھیں - شہر کی عورتیں لباس زرکار سے
آراستہ - زیور جواہرات سے پیراستہ - رانی سودیشنا کے رنواس میں بدھائیاں گاتی
اور سری کرشن جی کے جمال جہاں آرا کو دیکھتی تھیں - ابھمنو کے حسن دلآویز پر ہر شخص
قربان ہوا جاتا تھا - برات بڑی دھوم دھام سے گئی - منڈوے میں ابھمنو اور اوترا کماری
کا گٹھ بندھن ہوا - راجہ بیراٹ اور مہارانی سودیشنا نے ابھمنو کے قدموں پر جھکا کر کہا
آج سے اس کی قسمت آپ کے حوالے ہے اس کو اپنی وفادار لونڈی سمجھنا
کوئی قصور سرزد ہو تو تم سے خطا بخشی کی درخواست ہے ✤
شادی ہو گئی راجہ جدھشٹر دولہا لاڈلی بہو کو لیکر گھر گئے - سری کرشن جی کی
دلی مسرت کی انتہا نہ تھی - دولہا دلہن کی جوڑی کو دیکھ کر سہائے جاتے تھے راجہ بیراٹ
نے دل کھول دہیز دیا - ڈھیروں زر جواہر ہزار ہا قسم کے قیمتی پوشاک و لباس کے
علاوہ ہزاروں ہاتھی دئے جن پر زربفت کی جھولیں پڑی - سونے چاندی کی عماریاں
کسی تھیں گھوڑے زرق برق زیورات سے دریائے نور میں غرق لاکھوں نذر کئے
رتھ نالکی پالکی لونڈی غلام ان سب کے علاوہ ✤

اس شادی کی دھوم دھام لکھنے کے لئے زبان قلم میں طاقت نہیں۔ تیرہ برس کی مصیبتیں جھیلتے ہوئے دلوں کو جو آنند تھا۔ اسے کون الفاظ میں ظاہر کر سکتا ہے +

راجہ بیراٹ نے جو جہیز دیا وہ شہنشاہی عظمت کے لئے کافی سے زیادہ تھا۔ اس پر سری کرشن جی نے وہ سامان شاہی عطا کئے کہ راجہ جدھشٹر کو اپنی اگلی ثروت بھول گئی۔ دنیا کا کوئی خزانہ اُن کی عظمت کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا فقط

مہابھارت

حصہ پنجم

اُدیوگ پرب

ادھیائے ۱

راجہ بیراٹ اور راجہ درو پد وغیرہ کی باہم مشورت۔ تاجداران زمانہ کی دو طرفہ شرکت [illegible] راجہ جدھشٹر کو نصف راج دینے کے واسطے راجہ دھرتراشٹ کی خدمت میں سفارت کی روانگی

بیراٹ نگر کے راجدربار کی آج عجیب ہی رونق ہے۔ سینکڑوں جواہرات سے جڑے ہوئے سنگھاسن جگمگ جگمگ کر رہے ہیں کسی پر فخر زمانہ سری کرشن چندر کی رونق افروزی کسی پر سر حلقہ بزرگان روزگار راجہ دروپد کا اجلاس یوہیں راجہ جدھشٹر۔ راجہ بیراٹ ارجن وغیرہ پانڈو۔ ساتکی وغیرہ تمام راجگان ذی افتخار تاجداران عالی وقار کی باقاعدہ نشست سے دربار کی رونق ہی کچھ اور ہو رہی ہے دل میں خوشی ہے کہ راجکمار ابھیمنو کا راج کماری

اُتر کے ساتھ بیاہ ہوگیا۔ سب کو مسرت ہے کہ تیرہ برس کے بعد راجہ جدھشٹر کے آفتاب اقبال کے چمکنے کے دن آگئے دربار کی آراستگی کا کیا کہنا۔ اندر کی سبھا مات۔ اگر مشک کافور کیوڑے گلاب کی خوشبو سے دماغ معطر۔ در و دیوار پر بندنوازوں کی سجاوٹ۔ زربفت و اطلس کے پردوں سے آراستگی۔ ریشمی اور اونی فرش کی خوشنمائی سونے میں سہاگا +

ادھر سے کوروؤں پر فتحمندی کی خوشی تھی۔ اور شادی کی مسرت۔ سب لوگ فارغ البال اور تمام دنیا کی جھنجھٹوں سے بیفکر تھے سب کو یہی پڑی تھی کہ آنند پر آنند ہو اتنے میں سری کرشن جی بول اُٹھے :-

حضرات۔ آج سب صاحب موجود ہیں دس آدمیوں کی صلاح ٹھیک ہوتی ہے پانچ پنچ مل کیجئے کاج۔ ہارے جیت نہ آوے لاج۔ آج یہ فیصلہ ہوجانا چاہئے کہ راجہ جدھشٹر کے لئے اب کون مصلحت مناسب ہے آپ سب لوگ واقف ہیں کہ بھیم سین کو زہر دیا دریا میں ڈبویا۔ پانچوں پانڈووں کو لاکھ کے مندر میں جلانے کی کوشش کی۔ پھر بے ایمانی سے جوئے میں جیتا۔ دروپدی کی حد درجہ ذلت کی۔ تیرہ برس کی محنتیں اگر دوسرا اٹھاتا تو چھٹی کا دودھ یاد آجاتا۔ ان لوگوں نے سب ذلتیں اور تمام تکلیفیں برداشت کیں اور منہ سے حرف نہ نکالا۔ دریودھن بدی کرتا تھا یہ نیکی۔ راجہ دھرتراشٹ بڑا چیتے تھے یہ بھلا بھیشم پتامہ درونا چارج نے لاکھ سمجھایا مگر دریودھن نے ایک نہ سُنی۔ آپ لوگوں میں جس کو جرات ہو جس کا ایمان ٹھیک ہو راجہ دھرتراشٹ کے پاس جاوے اور سمجھاوے تیرہ برس گزر گئے اب پانڈووں کو راج دلوائیے۔ ورنہ وہ خونریزی ہوگی۔ ایسا کشت و خون ہوگا کہ ہاتھی اور گھوڑے خون کے دریا میں غوطے کھاتے نظر آئینگے آدمیوں کی کیا گنتی +

حاضرین۔ واقعی مہاراج سری کرشن جی کا فرمانا بہت درست ہے کوروؤں کی سختیاں حد سے گزر چکی ہیں پانڈووں نے اپنا پرن نباہ دیا اگر اب دریودھن کی طرف سے کچھ مین میکھ ہوگی تو ہم سب موجود ہیں دیکھ لیں کہ کوروؤں میں کیا دم ہے +

بلدیوجی۔ صاحبو! بُرا ماننے کی بات نہیں بات چلنے پر کہتا ہوں۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں کسی کا طرفدار ہوں (سب) ہاں ہاں ضرور فرمائیے آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر +

بلدیوجی۔ راجہ جدھشٹر کو کس نے مجبور کیا تھا کہ خواہ مخواہ جُوا کھیلیں۔ جب ان کی مرضی ہوئی جُوا کھیلے راج پاٹ ہارے پھر اس میں تو راجہ جدھشٹر ہی کا خود قصور

ہے نہ جوا کھیلتے نہ ہار جیت ہوتی۔ اب راج پاٹ کی بات ہے اسلئے اگر ضرورت ہے تو کسی کو بھیج کر منشا دریافت کرنا چاہئے۔ یہ کیا کہ سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا آب نہ دیدہ موزہ از پا کشیدہ +

ساتکی جی۔ بلدیو جی مہاراج۔ آپ کی بات ٹوکہ نہیں سکتا مگر معاف کیجئے گا آپ غلطی پر ہیں۔ راجہ جدھشٹر نے ہرگز ہرگز اپنی مرضی سے جوا نہیں کھیلا نہ دریودھن کی تحریک ہوتی۔ نہ راجہ دھرتراشٹ طلب کرتے نہ راجہ جدھشٹر جوا کھیلتے۔ راجہ جدھشٹر نے البتہ غلطی کی کہ خود رائی سے چوسر کھیلنے بیٹھ گئے۔ نہ بھائیوں سے صلاح نہ مہارانی دروپدی سے مشورہ۔ خیر کچھ ہو خواہ راجہ جدھشٹر نے غلطی کی یا راج دھرم کا نباہ کیا مگر کوئی یہ ایمان سے کہہ سکتا ہے کہ شکنی نے کملی ڈال کر نہیں لوٹا۔ کیا دھرم سے وہ سلطنت وغیرہ جیتے۔ کبھی نہیں۔ ایسی ہٹ دھرمی آجتک کبھی نہیں سنی گیا دھرم اور ایمان کا صلہ یہی ہونا چاہئے تھا۔ کہاں ارجن گانڈیو دھنش کا قابض۔ کہاں بھیم سین شہزور بانی زمانہ کا سرتاج۔ کہاں نکل اور سہدیو ایسے زبردست جنگجو۔ کہاں ابھمنیو ایسے پانڈوؤں کے لائق و فائق بیٹے۔ ان سب کے جیتے جی پانڈوؤں کی حق تلفی ہو ممکن نہیں۔ ہم لوگ کٹنے مرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر دریودھن۔ دوشاسن۔ کرن شکنی کو نہ مارا تو موچھیں منڈوا ڈالیں بیشک کسی کی جان لینا دھرم نہیں مگر ادھرمیوں کی جان نہ لینا بھی ادھرم ہے۔ کوروؤں نے پانڈوؤں کے ساتھ ایسی ہی دغابازیاں کیں۔ جیسے کوئی دھوکے سے کسی کو زہر دیدیتا ہے یا فریب سے کسی کی عورت کو اُڑا لے جاتا ہے یا بے ہتھیار پر ہتھیار چلاتا ہے۔ ایسے ادھرمیوں کے مارنے میں کچھ ہرج نہیں۔ خواہ وہ کیسے سودھرے ہی کیوں نہ ہوں دریودھن میں اگر تمام عیب نہیں تو بھی اس قدر عیب ہیں کہ اس کا مارنا ہی دھرم ہے۔ اگر راجہ دھرتراشٹ کو دھرم کا خیال ہے تو آدھا راج بانٹ دیں ورنہ تلوار سے فیصلہ ہوگا۔ تیرہ برس بہت طرح دے چکے۔ اب ہم میں برداشت باقی نہیں +

دروپد جی۔ میں پکار کر کہتا ہوں کہ دریودھن کبھی خوشی سے پانڈوؤں کو راج نہ دیگا۔ سیدھی انگلیوں گھی نکلنے والا نہیں۔ راجہ دھرتراشٹ اپنے بیٹوں کی سی کرینگے یا غیروں کی سی ضرور فساد رکھا ہوا ہے۔ مارے بھیشم پتامہ۔ درونا چاریہ۔ کرپا چاریہ ان کا کون ٹھکانا۔ یہ نمک پروردہ ہیں۔ جب کہیں گے دریودھن ہی کی

سی - جو کرینگے کوروؤں کی مرضی کے موافق - وہ ضرور ادھرم کی طرف ہونگے - راجہ جدھشٹر کے جائز حقوق کی مخالفت میں دیدہ دانستہ ہتھیار اُٹھائینگے میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ اپنے مہربان راجاؤں سے کمک حاصل کروں - پھر دریودھن کو پیغام دوں کہ دم داعیہ ہے تو آجاؤ سامنے - آپ سب صاحب - شل - دھرشٹ کیت - جیت سین - راجہ کیکے اور راجہ بھگدنت ایسے بحری دکوہی راجاؤں کی طرف سے اطمینان رکھیں - یہ سب راجہ جدھشٹر کی رفاقت سے کبھی منہ نہ موڑینگے شرط یہ ہے کہ دریودھن کے پیغام سے پہلے ہمارا پیغام پہنچ جائے - دریودھن عجز و انکسار سے نہ مانیگا وہ باتوں کا بھوت نہیں لاتوں کا بھوت ہے ؛

سری کرشن جی - راجہ دروپد کی بات میں نے پسند کی - ان سے بڑھ کر مہاراجہ جدھشٹر کا کَون ہمدرد ہو سکتا ہے میں اس وقت ابھیمنو کی شادی کے مبارک موقع پر آیا ہوں میری نظر میں دنیوی رشتے سے کورو اور پانڈو برابر ہیں - اس لیے میرا دوارکا واپس جانا مناسب ہے بالفعل آپ سب صاحبان اپنے اپنے دوستوں کو پیغام بھیجیں - جب سب طرف سے اطمینان ہو جائے تو راجہ دھرتراشٹ سے گفتگو کرنے میں مضائقہ نہیں مہاراجہ دروپد بھی زمانہ دیدہ ہیں - غالباً ان کی بات راجہ دھرتراشٹ مان لینگے - میں ان کے سامنے بچہ ہوں اور مجھے خیال ہے کہ یہ حتی الامکان باہمی اتفاق ہی پسند کرینگے جہانتک لڑائی جھگڑے سے نجات رہے وہیں تک عمدگی ہے بگاڑ میں کچھ فائدہ نہیں میں ڈرتا ہوں کہ ارجن کے تیر کوروؤں کا نام و نشان نہ مٹا دیں مگر ہاں کوشش شرط ہے ہم لوگوں کا یہ دھرم نہیں کہ کوروؤں کی ناجائز طرفداری اور راجہ جدھشٹر کا نقصان ٭

اتنا فرما کر سری کرشن جی تو دوارکا تشریف لے گئے یہاں راجہ بیراٹ اور درو پد نے راجاؤں سے کمک کی درخواست کی - اُنھوں نے جس وقت راجہ جدھشٹر کے ظہور کی خبر سُنی بہت خوش ہو گئے - دریودھن کی ہٹ دھرمی پر اظہار افسوس کیا پانڈوؤں کو دھرم کی پابندی کے لئے سراہا - اور فوجیں لئے ہوئے بیراٹ نگر میں آموجود ہوئے - دریودھن کو خبر مل گئی تو اُس نے بھی اپنے موافق راجاؤں سے مدد مانگی تمام تاجداران روے زمین نے فریقین کی حمایت کا بیڑا اُٹھایا اور پہاڑ اور جنگل میں فوجوں نے تل رکھنے کی جگہ نہ چھوڑی - راجہ بیراٹ نے اپنے عالم و فاضل پروہت کو ہستناپور کی طرف روانہ کیا راجہ دھرتراشٹ سے راجہ جدھشٹر کے حقوق کا تصفیہ کرے نصف راج مانگے - اگر

وہ راضی نہ ہوں تو خبردار کرے کہ "اب شدتی کچھ اور ہے" +

ادھیائے ۲

ارجن اور دریودھن کی دوارکاجی میں سری کرشن جی سے ملاقات - امداد کی درخواست - سری کرشن جی کی مدد دہی

راجہ درپد کا پروہت ہستناپور پہنچ گیا - دریودھن کو خبر لگ گئی کہ راجاؤں سے مدد مانگی گئی ہے - سری کرشن جی دوارکا میں ہیں ارجن کمک مانگنے کو جا چکا - وہ فوراً مختصر فوج کے ساتھ دوارکا روانہ ہوا - عجلت منظور تھی - بڑی تیز روی سے چلا اور دوارکا جا پہنچا +

مہاراج سری کرشن چندر جس وقت آرام میں تھے پہلے دریودھن پہنچا - اور سرہانے بیٹھ گیا - دو چار لمحوں کے بعد ارجن بھی وہیں وارد ہوا اور پائنتی - جا بیٹھا کرشن جی نے چادر منہ سے اٹھائی اور آنکھ کھولی تو پہلے ارجن کی صورت نظر آئی پوچھا کہ کہاں تکلیف کی +

پھر سرہانے دیکھا تو دریودھن کو بیٹھے پایا - بڑی خاطر و مدارات کی - خیر و عافیت پوچھی اٹھ کر بغلگیر ہوئے دریافت کیا کہ تکلیف کا باعث +

ارجن ابھی جواب دینے نہ پایا تھا کرشن چندر کے سوال پر دریودھن مسکرایا اور بولا میں اور ارجن دونو خدمت میں حاضر ہیں - کیا رشتہ دار کیا تعلقات باہمی کی وجہ سے دونو کو آپ سے امداد کا استحقاق حاصل ہے پانڈوؤں کا جھگڑا طے ہوتا معلوم نہیں ہوتا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ تیر تلوار کے بغیر تصفیہ نہ ہوگا - اس لئے آپ مدد دیجئے پہلی درخواست میری ہے +

سری کرشن جی - میری آنکھیں برابر ہیں - پانچوں انگلیوں کو میں یکساں سمجھتا ہوں مجھے نہ آپ کی امداد سے گریز ہے نہ پانڈوؤں کی کمک سے پرہیز - آپ بیشک پہلے آئے ہونگے شبہ نہیں مگر میں نے جب آنکھ کھولی پہلے ارجن ہی سامنے نظر آئے اس لئے اس منطق کو طاق پر رکھئے - میں - آپ اور ارجن دونو کی خدمتگزاری سے

باہر نہیں۔ آپ ارجن سے بڑے ہیں آپ کا بھی فرض ہے کہ چھوٹوں کے ساتھ رعایت کریں چنانچہ وید کا بھی یہی منشا ہے میں چاہتا ہوں کہ پہلے ارجن کی بات سنوں پھر آپ کی +

دریودھن - آپ کو ارجن کی مدد کا اختیار ہے نہ مجھے آپ فرمائیں کہ کیا کمک کرینگے +

سری کرشن جی - میری پاس جو فوج اور خزانہ ہے وہ ایک صاحب کی نذر ہے اور میری ذات ایک صاحب کی نذر - آپ دونو میں سے جس کی مدد چاہیں وہ بے تکلف نذر ہو سکتی ہے مگر یاد رہے کہ میں کبھی ہتھیار نہ اُٹھاؤنگا +

ارجن - آپ بیشک ہتھیار نہ اُٹھائیے مگر ہمارے شریک رہیئے +

دریودھن - تو پھر مجھے حکم ہو کہ میں فوج و خزانے لے جاؤں +

سری کرشن جی نے ارجن اور دریودھن کی استدعا قبول کی - ذات فیض سمات نے بنفس نفیس پانڈووں کی حمایت کا بیڑا اُٹھایا - کرت برما نے منتخب فوج دریودھن کے ہمراہ کر دی - دریودھن بلدیو جی سے ملا سب کیفیت سُنائی اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے کرشن جی سے بہت کہا سُنا مگر وہ آپ کو اور پانڈووں کو اپنی اپنی قسمت پر چھوڑتے ہیں - اچھا قسمت آزمائی کرو +

جنگ دو سر دارد - دونو میں سے جس کا پانسہ پڑے - بازی اُس کے ہاتھ سری کرشن جی نے تم دونو کو مدد دے دی - میں بری الذمہ - میری تین لوک سے متھرا نیاری ہے - میں نہ اودھو کے لینے میں ہوں نہ مادھو کے دینے میں تم جانو اور پانڈو +

دریودھن نے جس وقت سری کرشن چندر کی فوج پائی - خوش ہو گیا - پھول پھول رہا تھا کہ اب فتحمندی میں کیا شک ہے پالا اپنے ہاتھ نہ ہو تو دریودھن نام نہیں وہ بغلیں بجاتا رخصت ہو گیا - یہاں سری کرشن چندر ارجن سے بولے کہ

تم نے فوج نہ لی اور اکیلا مجھ کو قبول کیا - یہ پلّے سرے کی حماقت نہ تھی تو کیا - اور پھر لطف یہ کہ مجھ کو ہتھیار اُٹھانے کا اختیار نہیں +

ارجن - میں دریودھن نہیں آپ کسی اور کو بیوقوف بنائیے - یہاں آنکھیں معمولی نہیں - فوج کس شمار قطار میں ہے - لشکر بے گنتی ہو تو بھی اُس کی گنتی کیا - مجھے تو آپ کی ذات پاک سے سروکار تھا - آپ میرے حصے میں آ گئے -

اب اگر میں اکیلا بھی ہوں تو میں کسی سے ہار نہیں سکتا - چاہے ساری دنیا اکٹھی ہو کر دیکھ لے +

سری کرشن جی - میں کسی لائق نہیں تمہارا فقط خیال ہی خیال ہے - اور پیرہن جس است - اعتقاد من بس است والی کہاوت مانو تو دیو نہیں تو پتھر والی مثل - خیر اب تو زبان دے دی تم دوست ہو اس لئے تمہارے کام کے واسطے ذلیل سے ذلیل کام کرنے میں مضائقہ نہیں - تمہارا رتھ میں ہانکنا منظور کرتا ہوں - اس سے بڑھکر ذلیل خدمت کیا ہوگی +

اچھا اب چلو راجہ جدھشٹر کے پاس چلیں - دریودھن ہمارے تمہارے پہنچنے تک ہستناپور میں داخل ہو چکا ہوگا +

ادھیائے ۳

پانڈوؤں اور کوروؤں کی مدد کے لئے تاجداران عالم کی آمد - اٹھارہ اکشونی فوج کا اجتماع

راجہ بیراٹ اور راجہ دروپد کا پیغام سُنکر مختلف راجے مہاراجے اپنی اپنی فوجیں لیکر بیراٹ کی طرف عازم ہوئے - مدر دیش کا عظیم الشان راجہ شل بھی ایک اکشونی دل لئے ہوئے روانہ ہُوا - دریودھن کو خبر لگی تو منتظمان سلطنت کو بھیجکر جگہ جگہ آرامگاہیں تعمیر کرا دیں - کنوؤں - تالابوں - باولیوں سے کوئی منزل خالی نہ رہی - خاطر تواضع کا یہ عالم کہ راجہ شل خوش ہو کر بول اُٹھا کہ

جس نے میری ایسی قدر منزلت اور دعوت مدارات کی ہیں اُس کی طرف ہونگا - واہ رے راجہ جدھشٹر تیری اولوالعزمی کی کہانتک تعریف کی جائے - جیسا سُنا تھا اُس سے زیادہ پایا +

دریودھن کے نمکخواروں نے راجہ دریودھن کو اطلاع دی کہ راجہ شل مغالطے میں ہیں - فوراً آئیے آپ کو ایک اکشونی فوج کی مدد ملیگی - راجہ شل کی فوج کا شمار ظاہر ہے ایک اکشونی دل جسے نصیب ہوتا ہے وہ روزانہ دو کوس کی منزل طے کرتا

تھا اور فوج بلا تکلف پڑاؤ ڈالتی ہوئی بڑھی چلی آتی تھی - ادھر سوار گرم رفتار ہوا کے گھوڑوں پر سوار دریودھن کی خدمت میں پہنچے - وہ خود بنفس نفیس آیا - راجہ شل سے ملا - راجہ نے خاطر و مدارات کا بہت شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ

کوئی خدمت سپرد کیجئے یا کچھ طلب کیجئے +

دریودھن - میں آپ سے اور کچھ نہیں چاہتا - صرف یہ خواہش ہے کہ آپ فوج کی سپہ سالاری منظور فرمائیں +

راجہ شل - میں شوق سے یہ خدمت انجام دونگا - مگر جب تک آپ اور خواہش ظاہر نہ کرینگے میری دلجمعی نہ ہوگی +

دریودھن - اگر آپ کی نظر عنایت ایسی ہے تو زبان دیجئے کہ میری حمایت آپ نے اپنے ذمے لے لی +

راجہ شل - آپ اطمینان رکھیں میں آپ کا ہر وقت دست پناہ رہونگا فرق ہو تو گنہگار - میں آپ سے قول ہار چکا میری بات پتھر کی لیک ہے میں تو راجہ جدھشٹر کی کمک کے واسطے آیا تھا آپنے اپنے اخلاق سے گرویدہ احسان کر لیا - اب میں راجہ جدھشٹر سے بھی ملنے کی آرزو رکھتا ہوں آپ خلاف نہ سمجھیں مجھے ملنا لازمی ہے +

دریودھن - مگر دستگیری کا وعدہ فراموش نہ ہو +

راجہ شل - جو زبان سے کہدیا وہ اٹل ہے کبھی فرق نہیں ہو سکتا +

دریودھن - تو پھر مضائقہ نہیں مل آئیے +

راجہ شل راجہ جدھشٹر کے پاس آئے اور کہا

کیا کہیں آپ کی مدد کے لئے گھر بار چھوڑا تھا - راستے میں دریودھن نے تعظیم و تکریم دعوت و تواضع سے فریفتہ کر لیا - کمک کے واسطے زبان لے لی - میں جانتا تھا کہ یہ سب سامان آسائش آپنے کئے ہیں - لہذا میری زبان سے نکل گیا جس نے یہ سب ساز و سامان کئے ہیں اسی طرف ہونگا اتنے میں دریودھن آگیا - اس نے قول کو اور پختہ کر لیا - اب میں چھتری دھرم کو نہیں چھوڑ سکتا قول سے پھرنا شریفوں کا کام نہیں جو کچھ رنج ہے بیان نہیں ہو سکتا - مگر مجبوری سے معذوری ہے اب اس کے علاوہ آپ جو ارشاد فرماویں اس کے لئے سر تک حاضر ہے +

راجہ جدھشٹر۔ مجھے نہایت خوشی ہوئی کہ آپ قول کی پابندی سے دریودھن کے شریک رنج وراحت ہوئے نیک دلوں کا یہی خاصہ ہے میں آپ کی فوجی امداد نہیں چاہتا۔ آپ کی فوج شوق سے مجھ پر اور میرے بھائیوں پر ہتھیار اٹھائے میں آپ سے صرف یہی چاہتا ہوں کہ کرن جس وقت میدان جنگ میں آئے آپ اس کا رتھ ہانکیں تو ایسی کوئی تدبیر کریں کہ اس کے تیج کے ساتھ اس کی طاقت گھٹتی رہے۔

راجہ شل۔ یہ کچھ بڑی بات نہیں۔ میں بڑی خوشی سے یہ خدمت اپنے ذمے لیتا ہوں۔ جس وقت وہ شیر کی طرح بپھریگا۔ میں اُس کی ہجو شروع کرودونگا۔ بات بات پر دھرکا دونگا۔ اس کا تیج آپ سے آپ گھٹ جائیگا۔ آپ اطمینان رکھئے کہ ارجن کا رتھ سری کرشن جی ہانکینگے تو اُن کے مقابلے میں کرن کے رتھ کی خدمت میرے ہی سپرد ہوگی بس میں کرن کو کبھی ور نہ ہونے دونگا۔ فتح آپ ہی کی رہے گی۔ قول مرداں جاں دارد۔

ان باتوں کے بعد راجہ شل وہاں سے رخصت ہوگیا۔ ساری فوج ساتھ گئی اب دو طرفہ دور و قریب کے راجاؤں کی فوجیں جمع ہونا شروع ہوئیں یودھاموسا تکی ایک ایک اکشونی دل لیکر راجہ جدھشٹر سے ملے۔ راجہ چندیری۔ دھرشٹ کیت جیت سین فرزند جراسندھ۔ راجہ پانڈ۔ بچیری۔ سمدریت۔ راجہ سنگدیپ اور راجہ دروپد کے دشا رجرا نے بیراٹ میں ڈیرہ کیا۔ کل فوج کی تعداد سات اکشونی ہوگئی۔ راجہ دریودھن کی طرف ہندوستان تو ہندوستان راجہ کرات تاجدار چین۔ راجہ بھگدنت مسور ہی سردا۔ راجہ شل۔ کرت برما۔ نیل۔ راجہ ادنتکا پوری وغیرہ اپنی اپنی فوجیں لیکر وارد ہوئے۔ گیارہ اکشونیاں اکٹھی ہوگئیں جانبین کی اٹھارہ اکشونیوں کی روحیں قبض کرنے کے لئے جم لوک میں جمدوتوں کا نیا عملہ بھرتی ہوا۔

ادھیائے ۴

راجہ دروپد کے پروہت کی راجہ دھرتراشٹ کی خدمت میں حاضری پیغام رسائی بات چیت

راجہ دروپد کا پروہت دھرتراشٹ کے دربار میں پہنچا۔ راجہ دھرتراشٹ نے بہت کچھ خاطر تواضع

کی - اس وقت تمام تاجداران عالم کے سفیر دربار میں حاضر تھے - پروہت نے تحفہ تحائف پیش کرکے عرض کی +

مہاراج آپ کے بھتیجے پانڈو تیرہ برس گزار چکے اب وقت ہے کہ آپ کا راج واپس فرما دیں کورو اور پانڈو ایک ہی باپ یعنی راجہ وچتر بیرج کا خون ہیں ایک خون والوں میں پھوٹ ہونا درست نہیں - راجہ جدھشٹر کے کرم دھرم کا امتحان ہو چکا اس سے بڑھکر اور کیا آزمائش ہوگی کہ وہ تیرہ برس دھرم ہی کا نباہ کرتے رہے کوروں نے شروع سے کیا ظلم وستم نہیں کئے تفصیل بیکار ہے آپ کل معاملات سے واقف ہیں بھیم سین کو مارنے کی کوشش - لاکھ کے مندر میں سب بھائیوں کے جلانے کی حکمت عملیاں - جوے کی بے ایمانی - دروپدی کی بیعزتی - سب انہوں نے برداشت کی - تیرہ برس تکلیفات اٹھائیں - مگر پانڈووں نے اف نہ کی وہ اپنا قول نباہ چکے اب وقت ہے کہ آپ ان کو آدھا راج بانٹ دیجئے اگر آپ لیت ولعل کرینگے تو لاکھوں کروڑوں آدمیوں کا خون آپکے سر ہوگا - آپ کو مناسب ہے کہ اب پانڈووں کا موروثی راج ان کو دے دیں - اسی میں خیریت ہے ورنہ خون کی ندیاں بہینگی - ارجن کی طاقتیں ظاہر ہیں بھیم سین کے نام سے دنیا کانپتی ہے - نکل وسہدیو سے بڑے بڑے شوربیر پناہ مانگتے ہیں اس پر ترلوکی ناتھ سری کرشن جی کی رفاقت - ستیکی جی - راجہ دروپد راجہ بیراٹ کی حمایت رنگ لائے بغیر نہ رہیگی - آپ شاستر سے واقف ہیں آپکے دربار میں جگہ جگہ کے راجاؤں کا مجمع بھی ہے - اس معاملے کو اونچ نیچ سمجھ لیجئے - میری رائے میں راج دے دینا مناسب ہے نہیں تو ایک طرف کی خیریت نہیں +

بھیشم پتامہ - بڑی خوشی کی بات ہے کہ راجہ جدھشٹر اپنے دھرم کو نباہ کر تیرہ برس کے بعد ظاہر ہوئے انہوں نے اس زمانے میں جو تکلیفیں اٹھائیں جو مصیبتیں جھیلیں وہ انہیں کا حق تھا دوسرے میں کیا طاقت تھی کہ عشر عشیر بھی برداشت کرسکتا بیشک پانڈو آدھے راج کے مستحق ہیں ان کو راج دینا ضرور چاہئے +

کرن بھی دربار میں حاضر تھا - اس کو سہ بیں سی لگیں اس پر دریودھن کے اشارے سے اور اکساہٹ دی وہ بولا کہ

آپ لوگ ارجن وغیرہ کی بار بار یوں تعریف کرتے ہیں - پروہت جی مہاراج پیغام لائے

پانڈوؤں کی تعریف کرتے آئے ہیں۔ راجہ جدھشٹر نے اپنے کو جوے میں ہارا۔ اب میعاد سے قبل حاضر ہُوا۔ اُس سے جا کر کہئے کہ بارہ برس اور بن باس اختیار کرے ورنہ ہڈیاں چُور کی جائینگی۔ آپ ارجن کی بہت تعریف کرتے ہیں کیا آپ نے کرن کا نام نہیں سُنا ارجن بڑا مرد ہے تو سامنے آ جائے +

بھیشم پتامہ۔ راجہ کرن بڑے بول کا سر نیچا۔ راجہ بیراٹ کے مقابلے میں تم نے کیا بنا لیا۔ صرف اکیلے ارجن نے تم سب کو بھگا دیا اب ہیکڑی فضول ہے میں تو یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ میل کر لو لڑائی نہ سہیڑو۔ راجہ دھرتراشٹ نے سنجے اپنے وزیر کو بلایا سارا سرگذشت سُنائی کوروؤں کی بدعتیں اور شرارتیں بیان کرکے کہا کہ پانڈو برابر ظلم و ستم سہتے رہے ہیں اور اُف نہیں کرتے آخر صبر کی کچھ حد ہے مجھے ڈر ہے کہ پانڈوؤں کو جب مجبوری سے غصہ چڑھ آیا تو کوروؤں کا زمین و آسمان میں کہیں ٹھکانا نہ ہوگا۔ یہ لوگ پانڈوؤں کے نیست و نابود کرنے کے لئے سینکڑوں تدبیریں کر چکے اتفاق سے وہ بچ رہے کوئی آفت نہ آئی اب بگاڑ کا موقع نہیں صلح لازم ہے +

کرن۔ یہ لوگ میعاد سے پہلے ظاہر ہوئے اُن سے کہئے کہ بارہ برس اور جنگلوں کی ہوا کھائیں انہیں ابھی صورت دکھلانے کا منہ ہی کہاں ہے +

راجہ دھرتراشٹ۔ کرن ذرا چُپ رہو۔ میں بھی کچھ عقل رکھتا ہوں تم لوگوں کے بہکنے سے سارا بگاڑ دیا۔ مجھے ڈر ہے کہ گھر کا ستیاناس نہ ہو۔ پروہت جی آپ ایسی باتوں کا کچھ تذکرہ نہ کیجئے لڑکوں کی بیہودگی کا کچھ خیال ہی کیا۔ آپ جائیں اور سری کرشن جی کو لے آئیں اُن کے آنے پر دو ٹوک فیصلہ ہو جائیگا میں لڑائی جھگڑے سے بھاگتا ہوں۔ مجھے کبھی بھی منظور نہیں کہ کسی کی نکسیر بھی پھوٹے +

ادھیاے ۵

راجہ دھرتراشٹ کی طرف سے سنجے کی راجہ جدھشٹر کی خدمت میں آمد۔ باہم گفتگو۔ سری کرشن چندر جی کی گوہر افشانی

سنجے روانہ ہُوا اور بیراٹ نگر میں پہنچا۔ راجہ جدھشٹر کی قدمبوسی حاصل کی پانڈوؤں

نے بہت تعظیم و تکریم کی۔ اپنے چچا راجہ دھرتراشٹ۔ بدر جی اور تمام کوروؤں کی خیریت پوچھی اور کہا ۔

ہم لوگ بڑے خوش نصیب ہیں کہ تیرہ برس بعد ہمارے بزرگ خاندان ہمارے سایہ سر مہاراجہ دھرتراشٹ کو آوارگانِ دشت ادبار کی یاد ہوئی۔ ہمارے زہے نصیب کہ ان کی محبت ابتک تازہ ہے مگر یہ تو بتائیے کہ ہماری جان کے خواہاں۔ اپنے والد ماجد کے سعادتمند اور فرمانبردار بیٹے راجہ دریودھن کا کیا حال ہے۔ ہمارے کرن جی صاحب کے تو مزاج خیریت سے ہیں۔ مجھے اُن کی بڑی فکر رہتی ہے اور دریودھن میرے عزیز بھائی کے وہی رفیق صادق ہیں ذرا یہ بھی فرمائیگا کہ جن برہمنوں کو میں نے جاگیریں دی تھیں وہ بحال ہیں یا ضبط ہو گئیں۔ ہمارے برادر عزیز راجہ دریودھن کا عام سلوک درست ہے یا نطیف وہ۔ گرو درونا چارج جی کا تیرہ برس سے کچھ حال نہ سُنا وہ اچھے تو ہیں۔ ان کے ارجمند اشوتھاماں کا مزاج تو درست ہے۔ پتامہ جی (بھیشم پتامہ) کا سن زیادہ ہو گیا ہو گا وہ بھی کبھی ہم لوگوں کو یاد کرتے ہیں ؟

سنجے ۔ سب خیریت سے ہیں مہاراج دھرتراشٹ جی جب آپ کا ذکر سُن لیتے ہیں تو اُن کا کلیجہ تر ہو جاتا ہے قریب قریب ہر وقت آپ ہی لوگوں کا تذکرہ رہتا ہے۔ دریودھن سادھوؤں کی خدمت سے غافل نہیں مگر پاپیوں کی صحبت زیادہ ہے۔ برہمنوں کی جاگیریں اب تک بحال ہیں ان کی خدمتگزاری میں بھی فرق نہیں۔ راجہ دھرتراشٹ کو آپ کی جدائی کا سخت رنج رہا اُن کی بالکل کمر ٹوٹ گئی کوئی وقت نہیں جب وہ یاد نہ کرتے ہوں جس وقت اُنہوں نے سُنا کہ آپ راجہ بیراٹ کے یہاں تشریف رکھتے ہیں اُن کی اندھی آنکھوں میں گویا نور آگیا دلی مسرتوں کے اظہار کے لئے لفظ میسر نہیں ہو سکتے مہاراجہ دھرتراشٹ کو اس بات سے بھی خوشی ہوئی کہ بہت سے راجے مہاراجے مدد کے لئے آگئے اور آرہے ہیں بھگوان نے مجھے بھیجا ہے کہ مزاج پرسی کروں مہاراج کی طرف سے آشیرباد دوں یہ بھی پیغام ہے کہ اتنے دنوں کے بعد آپ کلیجے کو ٹھنڈک پہنچائیں تو زہے نصیب۔ اُنہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ میں خطاوار نہیں بھائیوں بھائیوں کی لڑائی بھائی بھائی جانیں میرا چل چلاؤ کا زمانہ ہے جس وقت آنکھیں بند ہو گئیں یہ ہوس دل میں لئے ہوئے چلا جاؤنگا کہ ہے لائق و فائق سعادتمند بھتیجوں کا دیدار حاصل نہ ہو سکا اگر تم نہ ملے تو یہ افسوس اور داغ یادگار رہ جائیگا۔ ابتک تم سب

بھائیوں میں بگاڑ کی کوئی صورت باقی نہیں ہیں چاہتا ہوں کہ میرے بھتیجے جی آپس میں صفائی ہو جائے مجھے معرکہ آرائی منظور نہیں۔ خون کس کا بہیگا؟ بھائیوں بھائیوں کا۔ بالفرض آپ ہی جیتے تو جانیں کس کی جائینگی۔ آپ کے بھائیوں کی۔ دریودھن آپ کا چھوٹا بھائی ہے اُس کی غلطیوں پر آپ نے ابتک نظر نہ کی اب بھی بزرگانہ توجہ مبذول رکھئے۔ دریودھن نالائق ہے تو نالائق کا ہی تباہ کر دینا لائقوں کا فرض ہے لائقوں کے واسطے کسی کے کہنے سُننے کی ضرورت نہیں اُن کی لیاقت خودبخود ہی تباہ کر دیتی ہے۔ بیشک دریودھن کی طرف بھیشم پتامہ۔ درونا چارج وغیرہ ہیں جن کا آج زمانے میں نظیر نہیں۔ جن کے بازوں سے موت بھی پناہ مانگتی ہے مگر میری عقل کی آنکھوں کو کچھ اور ہی خونریز سماں نظر آتا ہے مجھے اس پھولی پھلی پھلواڑی کی خیریت معلوم نہیں ہوتی۔ تباہی و بربادی میں شک نہیں اتفاق بڑی چیز ہے۔ ذرا سی دل کی صفائی میں زندگی کا لطف ہو جائیگا۔ بندھی مُٹھی کھلی تو اُنگلیوں میں میل جول کی طاقت کہاں +

راجہ جدھشٹر۔ چچا صاحب کی بزرگانہ توجہ کا شکریہ۔ وہ میری طرف سے بیفکر رہیں ہیں کوئی کام ایسا نہ کرونگا جو اُن کی طبع نازک کے خلاف ہو جس سے میرے بھائیوں کا دل دُکھے۔ آپ کے سامنے راجہ بیراٹ۔ راجہ درپد راجہ ساتکی جی وغیرہ بہت سے تاجدار رونق افروز ہیں مجھ میں اُن کی سی لیاقت نہیں ان کو سب حالات سے واقفیت بھی ہے ان کے ہوتے ہیں اپنی عقل آرائی کچھ نہیں کر سکتا ہاں اتنا جانتا ہوں کہ ہمارے چچا صاحب تو برائے نام ہیں سارا اختیار تو دریودھن کا ہے۔ جتنا وہ پانی پلائے اتنا دھرتراشٹر جی پیئیں۔ بھیشم پتامہ جی نے سمجھایا تو جھڑکیاں کھائیں۔ بدر جی پر ڈانٹ ڈپٹ پڑی چچا صاحب کے مزاج سے ہیں واقف ہو گیا وہ پہلے سوکھے درخت میں آگ لگاتے ہیں پھر گھی اور تیل ڈالکر بجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ دریودھن نے شروع سے ابتک ہم لوگوں کی جان لینے میں اپنی طرف سے کیا کسر چھوڑی۔ زہر خورانی وغیرہ کے سارے معاملات پوشیدہ نہیں بس حد ہے کہ ہم لوگوں نے جان پر کھیل کر گندھربوں کی قید سے نجات دلوائی۔ پھر بھی بدسلوکی سے باز نہ رہے اور ابتک جان کے گاہک ہو رہے ہیں راجہ دھرتراشٹر ہمارے بزرگ ہیں اُن کا فرمانا ہمارے سر آنکھوں پر۔ مگر دریودھن کی باتیں ناقابل برداشت ہیں اُس نے راجاؤں کو ملک کے لئے بلایا ہے معلوم ہو گیا کہ نیت کیا ہے۔

پس جب وہ ہمارا موروثی راج دینے سے گریز کرتا ہے تو فیصلہ تیر و شمشیر نہ کرینگے تو اور کون۔ دریودھن ایک قدم بھر زمین چھوڑنے کو راضی نہ ہوگا مگر ارجن کا گانڈیو دھنش راج لئے بغیر دم نہ لیگا۔ راجہ دھرتراشٹ بھی مجبور ہیں اور میں بھی معذور۔ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ بگاڑ نہ ہو میل جول سے مطلب نکل جائے۔ مگر جب شدنی ہی کچھ اور ہو تو میرا کیا اختیار۔ دریودھن ادھرم کی طرف ہے۔ پانڈو دھرم کی طرف۔ پس دریودھن اور پانڈوؤں کی لڑائی نہیں۔ ادھرم اور دھرم کا مقابلہ ہے۔ جنگ نہ دو سردار۔ جس کو ایشور فتح دے۔ آپ کو لازم تھا کہ دریودھن کو راضی کرتے میں تو ہر بات میں راضی ہوں ٭

سنجے۔ بیشک آپ کے سامنے کورو نہیں ٹھہر سکتے۔ میں کیا ہزار اور آدمی بھی کہینگے۔ آپ ایسا دھرماتما دوسرا کون ہوگا۔ اسلئے عرض کرتا ہوں کہ آپ کس سے لڑینگے کس کو مارینگے کس پر فتح پائینگے۔ آپ کی تلوار بھیشم پتامہ پر اُٹھ سکیگی۔ درونا چارج پر تیر سر ہوگا۔ کورو آپ کے چھوٹے بھائی ہیں اُن کو مار کر بھلا آپ خوش ہو سکتے ہیں آپ ماتم کرینگے یا راج +

راجہ جدھشٹر۔ بیشک آپ کا خیال درست ہے مگر مجبوری کے وقت کیا کیا جائے شاستر کی ہدایت ہے کہ دشٹ اور ادھرمی اپنے اعمال سے باز نہ آئے تو فہمائش کے بعد اُس کو دباؤ سے سزا سے راہ راست پر لانا ہی دھرم ہے۔ چنانچہ سری کرشن چندر موجود ہیں فیصلہ اُن کے ہاتھ ہے جو یہ تصفیہ کریں وہی ٹھیک۔ نہ لڑائی نہ جھگڑا۔ اگر راجہ دریودھن پھر بھی راہ راست پر نہ آئے تو میری اور اُس کی قسمت ٭

سری کرشن جی۔ سنجے۔ دریودھن اور اُس کے بھائی تو دھرم سے نہ ہٹینگے۔ اس کا نتیجہ یہی ہے کہ دونو طرف سے خونریزی ہو۔ میں جیسا پانڈوؤں کو سمجھتا ہوں ویسا کوروؤں کو۔ میرے دونو عزیز ہیں میں لاکھ چاہتا ہوں کہ آپس میں میل ہو جائے۔ مگر دریودھن کے سر پر خودی کا بھوت سوار ہے میں کیا کروں مجبور ہوں۔ میرا فرض دونو کو سمجھانا ہے دیکھو لڑنے والے فوجیں لئے موجود ہیں۔ لڑائی کا سامان لیس ہے مگر میں راجہ جدھشٹر کو یہاں سے قدم اُٹھانے نہیں دیتا۔ اب جو کچھ دریودھن کی مرضی ہوگی اُس میں اپنا کچھ دخل نہیں اگلی باتوں کا ذکر فضول ہے۔ کون کوروؤں کی بدسلوکی نہیں جانتا جوئے کے وقت جو مہارانی دروپدی پر بدعتیں ہوئیں وہ کیا آپ نے نہیں سنیں اگر آپ اپنی عورت پر یہ ظلم و ستم دیکھتے تو لاکھ آدمیوں میں بھی تلوار کھسیٹ کر جان تک دے دیتے تم سب لوگ

بیٹھے دیکھا کیے کسی کے منہ سے نہ نکلا کہ ادنا لائق دوشاسن کیا کرتا ہے خیر گذشتہ ما صلوۃ
آئندہ را احتیاط پچھلی باتیں گزر گئیں ان کا ذکر ہی کیا۔ اب راجہ جدھشٹر تیرہ برس کاٹ چکے
ان کو راج ملنا چاہیئے خواہ اتفاق سے خواہ کشت و خون سے۔ راجہ دھرتراشٹ پانڈوؤں کو
تباہ کر چکے اُنہوں نے اپنے بیٹوں کی محبت کے جوش میں کوئی بات اُٹھا نہ رکھی جو بکھ کیا
دھرم ہی کیا ہے اور لوگ رات کو ڈاکا مارتے ہیں۔ راجہ دھرتراشٹ نے دن دہاڑے
پانڈوؤں کو لوٹا۔ جہاں چھتریوں کا دھرم ہے کہ برہمنوں کو وید پڑھائیں۔ دان دیں گئو کی
حفاظت کریں وہاں یہ بھی دھرم ہے کہ بدکرداروں کا سر کچلیں۔ راجہ دھرتراشٹ نے
سعادتمند بھتیجوں کے ساتھ کوئی سلوک نہیں کیا۔ بلکہ بربادی کے خواہاں رہے بس اب مروت
کیسی۔ تیرہ برس صحرانوردی کے گزر چکے۔ پھر بھی حسب قرارداد نصف راج ندارد۔ زبانی تلو تپو سے چاہتے
ہیں کہ پانڈوؤں کو پھر سو کھا ٹر کھاؤں۔ سو اب شدنی نہیں۔ راجہ دھرتراشٹ کو لازم تھا کہ خود بلا کے
راج دیتے۔ دان پُن۔ راج پاٹ۔ عدل و انصاف۔ دھرم کرم دیکھ کر طبیعت خوش کرتے۔ یا اُلٹا
پیغام بھیج کیا خوب کہ بیٹا جدھشٹر لڑائی بھڑائی نہ کرنا میل ملاپ عجیب چیز ہے +

وہ زمانہ دیدہ ہو کر پانڈوؤں کو بیوقوف بناتے ہیں بزرگوں کو ایسا جنبہ لازم نہیں اسی
میں خاندان کے خاندان تباہ ہو جاتے ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ میں خود راجہ دھرتراشٹ سے
ملوں اور کوروؤں پانڈوؤں میں صلح کرا دوں۔ مگر ایسی امید نہیں منت میں مجھے ناکامیابی کا
رنج ہوگا۔ ندامت گواتے ہیں سنجے تم جاؤ۔ میں بھی آتا ہوں۔ اپنی طرف سے سمجھا دینا کہ لڑائی
جھگڑا تباہ کن ہے پانڈوؤں سے بگاڑ سے کوروؤں کی بھلائی نہیں۔ ایک دن خون خرابہ ہونا
ہوا ہے اور راجہ دھرتراشٹ کے لئے قلق +

ادھیائے ۹

سنجے راجہ دھرتراشٹ کے مشیر با تدبیر سے راجہ جدھشٹر کی گفتگو

سری کرشن جی سنجے کو فہمائش کر چکے تو سنجے نے اجازت مانگی۔ چلتے وقت راجہ جدھشٹر
فرمایا۔ آپ مہاراجہ دھرتراشٹ کے مشیر با تدبیر ہیں آپ کو کُل معاملات سے واقفیت بھی ہے ہیں
آپ کسی کے کہنے کا بُرا نہ مانیں اور وہاں وہ تقریر کریں جس سے بندھی مٹھی نہ کھلے گفتگو کی

کے پتر بھیشم پتامہ جی ہمارے دادا ہیں۔ درونا چارج مہاراج ہمارے گرو۔ خلاصہ یہ کہ ستناپور
میں کون ایسا ہے جو میرا بزرگ یا خورد نہیں۔ سب بزرگوں کو ڈنڈوت اور سب چھوٹوں سے دعا کہیگا
جو سب سے چھوٹے ہوں اُن کو میری طرف سے زیادہ پیار کیجئے گا۔ جو جو راجے مہاراجے مدد کے لئے
آئے ہوئے ہیں اُن کو بھی میری طرف سے مزاج پرسی کیجئیگا۔ کوئی عزیز و آشنا دوست و دشمن
باقی نہ رہ جائے جس کو موقع شکایت ہو۔ آپ دھرم کے اصولوں سے واقف ہیں کبھی راہ راست
سے قدم نہیں ڈگمگاتا۔ آپ کے برابر ہم لوگوں کو سمجھ نہیں۔ آپ اپنی طرف سے ایسی معقول
گفتگو کریں کہ دریودھن آدھا راج بانٹ دے اگر اُسے عناد ہو تو مہاراجہ دھرتراشٹر ہم لوگوں
کو قصوروار نہ ٹھہرائیں۔ یہاں سب تیر و ترکش باندھے بیٹھے ہیں۔ میان سے تلوار
اُگلنے کی دیر ہے۔ اب تک آپ واقف ہیں کہ ہم لوگوں نے کیسا ضبط کیا کیسی کیسی
سختیاں سہیں۔ ایسی ایسی کڑیاں جھیلنا پڑیں کہ دریودھن ہوتا تو بیخ سے بھاگ
کھڑا ہوتا۔ ہمیں زیادہ نہیں چاہیئے صرف پانچ ضلعے گزارے کے لئے مل جائیں تو نہ
بگاڑ ہو نہ کشت و خون۔ اگر دریودھن کو خود غرضی سے سروکار ہے۔ وہ پانچ مقام دینے
پر بھی راضی نہیں تو میں مجبور ہوں۔ اُن لوگوں کی قسمت جنہیں تیر و تفنگ سے سامنا
ہوگا۔ زمین کی بھی خوش نصیبی یا بدنصیبی جس پر نیزوں خون بہتا ہوا دیکھنا پڑے گا۔
آپ راجہ دھرتراشٹر اور دریودھن کو سمجھائیے کہ

اب تحمل کا یارا نہیں۔ بہت کچھ ہو چکی۔ کسی کو کمزور سمجھ کر دبا کے جانا اچھا نہیں
پانڈوؤں میں ابھی راج لینے کا دم باقی ہے آج تک مروت رہی اب سیدھی اُنگلیوں گھی
نہ نکلیگا تو میں کشت و خون کا ذمہ وار نہیں آپ نے جو کچھ فرمایا میں کان دیکر سُنتا مگر
جب میں تیرہ برس کی مصیبتیں جھیل کر قول پورا کر چکا تو کیا وجہ ہے کہ
دریودھن راج نہ بانٹے۔ میں تو طرح دینے کو تیار ہوں۔ لیکن جب دریودھن ہی کوڑھ
جانوں کا گاہک ہو تو مجھے مجبوری ہے۔ بلا سے اب کے تیر اور تلوار کا سامنا ہی سہی +

اودھیائے

سنجے کی بیراٹ نگر سے واپسی۔ راجہ دھرتراشٹر کی خدمت میں حاضری
بدر جی کی طلبی۔ اُن کا راجہ دھرتراشٹر کی درخواست پر دھرم اُپدیش

سنجے بیراٹ نگر سے واپس گیا۔ راجہ دھرتراشٹ سے ملاقات کی اُنہوں نے پوچھا کہو کیا سُنی +

سنجے۔ مہاراج۔ پانڈو آپ کے اطاعت گزار ہیں اُنہیں رضا جوئی سے مطلق گریز نہیں اُنہوں نے فرمایا کہ ہم لوگوں کبھی مہاراج کی مرضی کے خلاف نہ چلے۔ زہر دیا گیا پی گئے اُف نہ کی۔ لاکھ کے مندر میں جلائے گئے۔ لب پر حرف شکایت نہ آیا۔ جوئے کی لئے یاد ہوئی سر کے بل حاضر ہو گئے۔ راج پاٹ چھن گیا کچھ نہ بولے۔ درو پدی پر بدعتیں ہوئی سب سہیں تیرہ برس کا بن باس تجویز ہوا بے عذر قبول کیا جو شرط تھی پوری کر دی اب ہماری طرف سے کچھ قصور نہیں۔ لڑائی جھگڑے کے ذمہ دار دریودھن اور کرن وغیرہ ہیں اُنہوں نے لڑائی کی تیاری کر لی ہے وہ دبے کو اور دبانا چاہتے ہیں یہ اُن کی مرضی۔ مگر مجھے یہ خیال ہے کہ کس سے لڑوں۔ کس کے سامنے خم ٹھونکوں۔ کس کو ماروں۔ کس کے ہاتھ سے مار کھاؤں۔ بزرگ ہیں۔ سب بھائی اور عزیز و اقارب ہیں۔ مجھے تو یہ خیال ہے مگر افسوس کہ آپ کے دریودھن کو کسی کی موت اور زندگی کا لحاظ و پاس نہیں اتنا تو سرسری طور پر میں نے عرض کر دیا اور باتیں تنہائی میں عرض کرونگا +

راجہ دھرتراشٹ نے سنجے کی تقریر گوش ہوش سے سُنی۔ اسے فکر پیدا ہوئی کہ رنگ بیڈھب ہے دونو طرف تلواریں کھینچی ہوئی ہیں کہیں زمین خون سے سیراب نہ ہو اس نے اس فکر میں بدرجی کو بلا کر سنجے کی تقریر کا لب لباب سنایا اور کہا کہ

تم عقلمند ہو دھرم سے بھی تمہیں لگا حقہ واقفیت ہے کہو کیا کیا جائے +

بدرجی۔ مہاراج کسی کے گھر میں چوری ہو جائے اُس کو اسی طرح نیند نہیں آتی جس طرح کسی عاشق کو معشوق کے انتظار یا فراق میں۔ راجہ جدھشٹر کا راج آپ نے چھین لیا ان کو صبر و آرام کی کون صورت ہے زہر دیا گیا ہر وقت بد سلوکیاں ہوئیں۔ راج تک چھین لیا گیا تیرہ برس کے لئے بن باس کی بھی ٹھہرائی گئی مگر پانڈوؤں نے منہ سے حرف نہ نکالا اب تو وہ راج کے مستحق ہیں خواہ خوشی سے دیجئے یا ناراضگی سے وہ جیتے جی کوروؤں کا پیچھا نہ چھوڑینگے دریودھن نے فوجیں جمع کی ہیں کیا اس بات کی پانڈوؤں کو اطلاع نہیں۔ میں تو جانتا ہوں کہ خون کا دریا ضرور بہیگا۔ افسوس آپ آنکھوں سے محروم ہیں مگر ظاہری آنکھیں نہ ہونے سے کیا ہوتا ہے دل کی آنکھیں تو کھلی ہیں۔ پس آپ پانڈوؤں پر نظر عنایت کیجئے دریودھن اور اُس کے کرن ایسے رفیق عقل کے اندھے ہیں یہ ضرور آپ

سکھیڑ جا رہے ہیں آپ کو داغ دینگے ممکن نہیں کہ آپ کو میٹھی نیند سونا بھی نصیب ہو ۔

راجہ دھرتراشٹ - میری تو عقل چکر میں ہے کیا کروں - کچھ سمجھ میں نہیں آتا میں مرجاتا تو اچھا تھا - بُرا ہو زندگی کی بے حیائی کا یہ کمبخت نہ جانے کیا کچھ دکھائے تم سے بڑھ کر کوئی دھرم کے جاننے والا نہیں - ذرا بتاؤ تو ۔

بدُرجی - جو فرمائیے عرض کروں ۔

بدُر نیتی

بدُرجی کا دھرم اُپدیش

راجہ دھرتراشٹ - عالی خاندان کی صفت کیا ہے ۔

بدرجی - پوجا پاٹ - دھرم کرم چندراین وغیرہ برت رکھنا - وہ گھرانا با عظمت ہے جس میں اہل خاندان نفس کش ہوں - یعنی خواہشات نفسانی سے مغلوب نہ ہوں - وید پڑھتے ہوں - یگیہ کرنے کا شوق ہو جائزانہ اعلے قسم کی شادیاں کرتے ہوں - غلہ کا دان جن کے یہاں روزانہ ہوتا ہو دھرم کی طرف سے بے اعتقادی نہ ہو - اس مقدس راہ میں ثابت قدم ہوں - سچ بولتے ہوں - والدین اور بزرگوں کی اطاعت اور فرمانبرداری خاطرداشت تعظیم وتکریم کرتے ہوں - جن کی نیک اعمالیوں اور خوش اخلاقیوں سے دنیا میں شہرت ہو - ذلیل خاندان وہ ہیں جن میں یگیہ اور پوجا کی رسم برطرف ہو جو ذلیل قسم کی شادیاں کرتے ہوں اس قسم کی شادیاں وہ ہیں جن میں دکھ اور رنج کے سوائے کچھ حاصل نہیں نہ برہم بھوج ہوتا ہو - نہ دیوتاؤں کی پوجا پاٹ نہ دان پُن جس گھرانے میں وید پڑھایا جاتا ہو ایشور بھجن اور گیان دھیان کے پرچے نہ ہوتے ہوں اور برہمنوں کی مذمت عالموں کی نصیحتوں سے نفرت کی جاتی ہو گرو کی بات پر جہاں کان نہ دھرے جاتے ہوں جہاں بڑے اور لائق وفائق آدمیوں کی بےعزتی ہو وہ خاندان ذلیل سمجھا جاتا ہے بلکہ اس خاندان کو خاندان ہی سمجھنا بیوقوفی ہے جس میں نہ کوئی برت رکھتا ہو - نہ دھرم کی کچھ وقعت سمجھتا ہو خاندان مفلس ہو کر پوجا پاٹ - سندھیا کرنے میں غفلت نہ کرے تو اس خاندان کا اعزاز تسلیم کیا جاتا ہے - دولت کو قیام نہیں اس کے پر لگے رہتے ہیں - درخت کی چھاؤں کی طرح ابھی یہاں ہے اور تھوڑی دیر میں اور کہیں - دولت پاس نہ ہونے سے انکا ان کی بزرگی میں

فرق نہیں آتا۔ ہاں دولتمند خاندان دھرم سے بے بہرہ ہو تو وہ اندھی آنکھ کے برابر ہے۔ خاندان کی عظمت روپیہ۔ پیسہ۔ ہاتھی۔ گھوڑے شان و شوکت سے نہیں ہوتی سب دھن دولت۔ راج پاٹ ہو۔ اور دھرم نہ ہو تو وہ خاندان روسیاہ ہے۔ اس کی کچھ وقعت و وقار نہیں +

راجہ دھرتراشٹ۔ عالی خاندان کی صفات ذہن نشین ہو گئیں۔ واقعی جہاں دھرم نہیں وہاں کچھ بھی نہیں۔ اب یہ بتائیے کہ صحبت کن لوگوں کے ساتھ کرنا چاہیے +

بدرجی۔ جو چغلی ہوں۔ کینٹی ہوں۔ جعلی اور فریبی ہوں۔ پرایا مال ہضم کرنے والے ہوں نیکی کے بدلے بدی کرتے ہوں یعنی محسن کش اور احسان فراموش ہوں ان کی صحبت اور ان سے رسم وراہ کبھی جائز نہیں۔ ہم اور آپ کو ایشور ان لوگوں کے سائے سے بچائے جو دوسرے کی دولت مار بیٹھتے ہیں دوستی کی آڑ میں دشمنی کرتے ہوں۔ بیٹا بھی فریبی اور دغاباز۔ دیوتاؤں سے منحرف برہمنوں کا مخالف۔ داں پُن سے متنفر۔ ایشور سے بگڑا ہوا ہو تو اس کا ہم لوگوں پر سایہ نہ پڑے۔ جس دربار شاہی میں ایسے شخص کے قدم آئے سمجھیے کہ سلطنت تباہ ہوئی۔ غصہ ور۔ ڈرپوک۔ شکی۔ خود مطلب۔ خود غرض اور احسان فراموش لوگوں کا دور ہی رہنا اچھا جو خیر خواہ ہے جس کو پرائے نفع و نقصان کا اثر محسوس ہو دو دکھ درد میں شریک ہو بھلائی کی باتیں کرے وہ خواہ غیر ہی ہو مگر ہزار عزیزوں سے بہتر ہے +

راجہ دھرتراشٹ۔ پنڈت کسے کہتے ہیں +

بدرجی۔ جو نہ اپنی برائی سے ناخوش ہو نہ بڑائی سے خوش۔ جس کی زبان پر کسی کی شان میں کوئی حرف خلاف نہ آسکے۔ جو اچھے لوگوں کے قدموں کو تاج سر سمجھے جو ناستک ہو یعنی جسے دھرم کے معاملات سے پوری واقفیت اور دھرم شاستر کی پابندیوں کا لحاظ و پاس نہ ہو شاستر کے مخالف۔ مغرور۔ مفلس۔ بداعمال یعنی قمار باز وغیرہ دوستوں کی چاپلوسی اور بیجا حمایت کے بھروسے پر تاننے والے اپنے مقصد کو نظر انداز کر کے فضولیات میں پڑنے والے دولی درجے کے بیوقوف ہیں ... ... خواہ وہ کتنا ہی پڑھ لکھ جائیں پنڈت کہلائیں۔ مگر ان کا شمار عقلمندوں میں نہیں ہو سکتا۔ پنڈت وہ ہے جو عالم باعمل ہو "چارپاسے بر و کتاب چند" سے کچھ حاصل نہیں۔ جو علم پڑھ کر بیوقوف رہے۔ وہ اس گدھے کے برابر ہے جس پر چاروں وید چھیوں شاستر

اکیسوں سمرتیاں وغیرہ لادی گئی ہوں اور وہ نہ جانتا ہو کہ اینٹیں لادی ہیں یا جواہرات۔ لائق وفائق اور واجب التعظیم اشخاص سے نفرت۔ بدمعاشوں سے صحبت صاحب طاقت سے عداوت حماقت کی نشانی ہے۔ جس نے اپنے کام نوکروں پر چھوڑے۔ امتحان کے موقع پر لیاقت کے غرور میں اندھا ہوا آج کا کام کل پر چھوڑا۔ اس سے بڑھکر کوئی بیوقوف نہیں۔ پتروں کا شرادھ۔ دیوتاؤں کی پرستش۔ خیر خواہوں کی قدر و منزلت نہ کرنا حماقت کی نشانیاں ہیں۔ بغیر بلائے کسی کے یہاں جانا۔ کسی کی باتوں میں دخل در معقولات دینا۔ غیر معتبر لوگوں کا اعتبار کرنا عزت میں فرق ڈالنا ہے اپنی غلطی دوسرے کے متھے منڈھنے اور بار بار کمزور پر عصا تاننے والے کو بیوقوف سمجھنا چاہئے۔ دولت۔ ثروت۔ حکومت کا غرور بُرا ہے۔ ہزاروں لاکھوں شاہی خاندان گر گئے۔ آج اُن کی اولاد بھیک مانگ رہی ہے۔ بہت سے شہزور کتے کی موت مرے۔ خاندان بھر میں کوئی چلو بھر پانی دینے کو باقی نہ رہا۔ نمونہ دیکھ لیجئے + ۵

اک لکھ پوت سوا لکھ ناتی + گھر راون کے دیا نہ باتی

جو شخص اپنے ہاتھ چلتے بال بچوں کو کھلا نہیں سکتا وہ بھی پہلے سرے کا نالائق اور حد درجے کا ظالم ہے۔ لذیذ کھانا خود کھانا دوسروں کو محروم رکھنا حماقت میں شمار کرنا ہے۔ نہ تنہا رہنا چاہئے نہ خود رائی۔ جو اکیلا راہ چلتا ہے جو بہت آدمیوں میں اکیلا جاگتا ہے اُس کے لئے دھوکا رکھا ہوا ہے۔ سچ کو سب اچھا جانتے ہیں مگر عمل نہیں۔ دور اندیشوں۔ انجام بینوں کی عقل پر ہنسنے والوں کو عقلمند سمجھنے والوں کا بھی احمقوں میں شمار ہے۔ عقلمند وہی ہے جو سچ سمجھ کے اونچ نیچ دیکھ کے کام کرے بردباری اور تحمل امیر و غریب سب کا زیور اور وقت ضرورت سپر ہے۔ جس نے تحمل اختیار کیا اُن کی نظر میں دنیا کی دولتیں مٹی ہیں۔ دل کے بادشاہوں کو سلطنت کی کیا پرواہ جس میں نہ لالچ ہے نہ خواہش اُسے دنیا کی کیا پروا۔ کوئی راجہ ہو تو کیا۔ ملک دار ہو تو کیا نہ اسے بدمعاشوں۔ بداعمالوں سے رنج پہنچ سکتا ہے نہ سرہنگوں اور ظالموں سے تکلیف۔ صبر سے بڑھ کر کوئی دولت اور طاقت۔ دھرم سے بڑھ کر اور کوئی زندگی کا سرمایہ نہیں۔ علم ہو تو پھر سلطنت بھی ہیچ ہے دلآزاری و خونریزی نہ ہو تو زندگی کے واسطے سکھ کی کمی نہیں۔ جو راجہ ملک گیری سے دست کش ہو یا جو برہمن وید

: جانے ملکی ضروریات نہ پہچانے وہ مٹی میں دفن کردئے جائیں تو کچھ پاپ نہیں ویسے نالائقوں کو زمین اس طرح جگہ دے دیتی ہے جس طرح سانپ کو دراسے بل میں۔ دل میں کھٹکنے والے کانٹے دو ہیں۔ ایک مفلس کو اولوالعزمی کا خیال دوسرے کمزور کا غصہ ۔

یہ دونوں ہی دل میں کڑھ کڑھ کے رہتے ہیں۔ مجبوری اُن کو ادھ موا کر دیتی اور قہر درویش بر جان درویش والی مثل صادق آتی ہے ۔

دو شخص بے تکلف سورگ میں پہنچتے ہیں (۱) ایک صاحب دولت یا صاحب طاقت جو رحمدل یا بردبار ہوں (۲) خود بھوک مار کر دوسروں کو کھلائیں۔ گاڑھے پسینے کی کمائی کو قیام ہے۔ مفت کی دولت بے طرح گھٹتی ہے اس کا ٹھہرنا مشکل ہے۔ ایسی دولت سے مستحق اشخاص کو فیض نہیں پہنچتا۔ ہاں لفنگے کھا جاتے ہیں۔ دو قسم کے لوگوں کو تو گلے میں بھاری پتھر ڈال کر ڈبو ہی دینا چاہئے (۱) امیر جس کے پاس دولت موجود ہو اور پھر بھی دان نہ کرے (۲) مفلس ہو اور تپ سے غافل ہو ۔

دو شخص ایسے بھی ہیں جو سورج منڈل کو توڑ پھوڑ کر سورگ میں پہنچ سکتے ہیں ایک جوگی سنیاسی دوسرے میدان جنگ میں کٹ مرنے والا بہادر ۔

دوسرے کی دولت دابنے والے پرائی عورت سے ناجائز رسم وراہ کرنے والے خیر خواہوں کو بدخواہ سمجھنے والے۔ ان لوگوں کا دنیا میں کبھی بھلا نہیں ان کے لئے ایک روز مصیبت رکھی ہوئی ہے۔ نرک کے تین دروازوں کو کام۔ کرودھ لوبھ کہتے ہیں۔ جس خاندان کا بزرگ بڈھا اور مفلس ہو مگر دھرم کا پابند اور چھوٹوں کو بھی خاندانی رسم ورواج کی تعلیم دیتا ہو۔ دوست بھی نادار نہ ہوں۔ بہن بے اولادی سے غمناک نہ ہو تو اُس خاندان پر لکشمی کی نظر عنایت سمجھنا چاہئے اس کے قبضے میں ناموری کی وہ لازوال دولت ہے جس کے مقابلے میں تمام دنیوی دولتیں ہیچ ہیں ایک روز راجہ اندر نے دیوتاؤں کے گرو برہسپت جی سے دریافت کیا کس پاپ یا پن کا پھل جلد حاصل ہوتا ہے جواب ملا کہ

دیوتاؤں کے سنکلپ۔ عقلمندوں کی تعظیم وتکریم یا بیعزتی کا عالموں سے مخالفت اور گناہ وغلط کاری کا

اے راجہ دھرتراشٹر یہ باتیں انسان کے لئے مقدم ہیں ماتا پتا اگنی وید گرو کی خدمت اور اپنے جسم کی حفاظت۔ دیوتا پوجن۔ پتر شرادھ عالم فاضل جوگی سنیاسی سادھو

مسافر اور مہمان کی خاطر تواضع سے انسان کی دُور دُور تک تعریف ہوتی ہے +

جس شخص کو اپنے عروج کی خواہش ہو وہ ان پانچوں باتوں سے پرہیز کرے (۱) سستی کاہلی (۲) خواب گراں (۳) خوف (۴) غصہ (۵) عجلت کے کام میں غفلت +

رشیوں کا قول ہے کہ ذیل کے اشخاص کو کبھی منہ نہ لگائے نہ ان سے واسطہ رکھے (۱) وہ گرو جو دھرم کے اصول سے ناواقف ہو یا جائز اپدیش نہ کرے (۲) وہ برہمن جو جگیہ میں ناخواندہ مہمان ہو (۳) وہ راجہ جو رعیت پرور نہ ہو (۴) زبان دراز عورت - لالچی امیر یا گوالیا - (۶) وہ نائی جسے جنگل کی ہوا پسند ہو +

یہ چھ خصلتیں انسان کی فضیلت اور دنیوی بہبودی کا باعث ہیں (۱) راست گوئی (۲) دان پُن (۳) چستی و چالاکی (۴) غیبت سے نفرت (۵) صبر و تحمل (۶) دھرم کی پابندی +

جو گئو - کھیتی - عورت - ودّیا کی طرف توجہ نہیں کرتا اس کو نقصان کے سوا کبھی فائدے کی اُمید نہیں - نیچ آدمی سے میل جول رکھنا بھی سخت ضرر رساں ہے دنیا میں چھ قسم کے آدمی ایسے بھی ہیں جو محسن کی بےعزتی کو اپنا فخر سمجھتے ہیں - ان سے امید نہیں کہ یہ اپنے آگے دوسروں کو کچھ سمجھیں (۱) عالم و فاضل شاگرد کی نظر میں اُستاد کی وقعت نہیں رہتی (۲) شادی شدہ بیٹے ماں باپ کو نظر میں نہیں لاتے (۳) عورت کی بڑھاپے میں لوگ وہ قدر و منزلت نہیں کرتے جو جوانی میں تھی (۴) عالم مبتدیوں کو نظر حقارت ہی سے دیکھتے ہیں - یہ خیال نہیں ہوتا کہ کبھی ہم بھی مبتدی تھے (۵) کشتی دریا سے پار ہوئی اور سوار جلدی سے اتر پڑے خیال بھی نہیں کہ اُس نے کیا سلوک کیا تھا - کیونکر جان بچائی (۶) جہاں مریض اچھا ہو گیا - پھر معالج کو طاق پہ بٹھا دیا اُس کی قدر اُسی وقت تک رہتی ہے - جب تک عارضے سے نجات نہیں ملتی +

چھ باتیں دنیا میں غنیمت ہیں +
تندرستی - وطن میں قیام - قرض سے سبکدوشی صحبت نیک - جسے مرضی روزگار سکونت ہو

حسب ذیل آدمیوں کو کبھی چین اور آرام نہیں +
حاسد - بیرحم - بےصبر - غصہ ور - شکی - غیر کے دست نگر +

چور اور بدمعاش کی بود و باش لوگوں میں - بیماروں کی حکیموں میں - عیاشوں کی فاحشہ عورتوں میں - تکیہ کرنے والوں کی جھباتوں میں - مقدمہ بازوں کی عدالت میں عمر گزرتی ہے +

جس کو دولت - تندرستی - خوبصورت اور اطاعت گزار عورت سعادتمند و فرمانبردار بیٹا
اور علم - اصل ہو اس سے بڑھکر کوئی خوش نصیب نہیں - عیاشی - قماربازی - شکار شراب خوری
سخت کلامی سب بے انصافی بڑی خراب عادتیں ہیں - ان سے اور قوم اور بڑے بڑے راج تباہ
ہو گئے ہیں - ان خراب عادتوں سے ہر ایک شخص کو بچنا چاہیے آٹھ باتوں سے انسان کی دنیا
میں عزت و شہرت ہوتی ہے علم باعمل سے - خیرات و زکوٰۃ سے - عقلمندی و عالی خاندانی
سے - طاقت و نفس کشی سے - شیریں زبانی و سخاوت سے - دوسروں کے قدر شناس
ہنس مکھ - شیریں زبان - صابر ہر دلعزیز ہوتے ہیں اچھا آدمی وہ ہے جو اپنے سکھ کو مقدم نہ سمجھے
پرائے دکھ میں شریک ہو - دان پن کر کے پھر نہ پچھتائے یتیم اور محتاجوں کی دستگیری کرے
جو شخص دان پن پوجا پاٹھ نت نیم کرتا ہے - اس پر دیوتاؤں کی بھی نظر عنایت رہتی ہے
نیکدل - قانع - راستباز - صاف دل - نیک طبیعت - دوسروں کی بزرگی کے قائل واجب التعظیم
سمجھے جاتے ہیں - کچے پھل توڑنے والا نہ کچھ مزہ پاتا ہے نہ بیج ہی سے فائدہ اٹھاتا ہے زبان
کا ذائقہ بھی نہیں ملتا - آئندہ فائدہ بھی مفقود - جب پکے ہوئے پھل توڑتا ہے اسے ذائقہ بھی
ملتا ہے اور بیج بھی ایک وقت بارآور ہوتے ہیں - جس مالک کی خوشی اور ناخوشی یکساں ہو اس
سے فائدہ کی تو امید نہیں - نقصان ہو جائے تو اس کی مرضی - ایسے آقا سے کوئی خوش نہیں
رہتا - دنیا میں دھرم کو راستگوئی سے - علم کو محنت سے - حسن کو سنگار اور آرائش سے - خاندانی
عزت کو نیک افعالیوں سے ترقی دینا لازم ہے - تیر کا زخم بھر سکتا ہے تلوار کا گھاؤ مرہم سے
درست ہو سکتا ہے - سخت کلامی سے کلیجے پر چوٹ لگتی ہے وہ ناسور سے بڑھکر تکلیف رساں
رہتی ہے اس کا اچھا ہونا مشکل ہے - تیغ زبان کا چرکا سخت جانگداز ہوتا ہے اس کے لئے مرہم
نافع نہیں جس شخص کی دنیا میں نیک نامی نہیں وہ مردہ سے بدتر ہے جو نیک نام ہے وہ ہمیشہ
زندہ ہے - قسم کھانے والے اعتبار کے لائق نہیں - کسی کے دوست یا دشمن یا بد دماغ کی گواہی پر اعتبار
کرنے والا خود بیوقوف ہے جو کسی کے گھر میں آگ لگائے کسی کو زہر دے ہتھیاروں پر ہاتھ ڈالے
بچہ کش ہو - غیر عورت سے ملتفت رہے - اعتبار بڑھا کر دغا دے - زیادہ غصہ ور ہو - ناچیز جانوروں
کی خونریزی کرے - بے گناہ گزین پر تیغ بے رحمت چلائے اس کو برہم ہتیا کے پاپ سے مفر نہیں جس راج
سبھا میں بزرگ و جہاندیدہ ہوں بھی اور ان کو دھرم کا خیال نہ ہو تو وہ راج کیا جہنم سے بدتر ہے
جو شخص چھل کپٹ کا عادی ہو وہ لاکھ عالم و فاضل ہو مگر اس سے دور بھاگنا

چاہئے جو شخص علم۔ دولت اور طاقت کے نشے میں چور ہے جس کو اپنی عالی خاندانی کا غرور ہے اس کو احمق سمجھنا چاہئے۔ جو اپنی تعریف سنکر خوش ہو۔ وہ عقلمند نہیں بیوقوف ہے غریبوں مفلسوں کو دیکھو اچھے کھانے ہضم کر لیتے ہیں ڈکار نہیں لیتے۔ امیروں سے جب سنئے ہاضمے کی شکایت۔ اور کمزوری معدہ کی حکایت ہے ٭

راجاؤں کا اندریوں کو قابو میں رکھنا لازم ہے بغیر نفس کشی کے سلطنت کے کاروبار ہو ہی نہیں سکتے۔ اندریاں منہ زور گھوڑا ہیں منہ زور گھوڑے کو جس نے قابو میں کر لیا وہی شہسوار ہے باقی گنوار۔ اگر سوار ٹھیک نہیں تو منہ زور گھوڑے کی پیٹھ پر ٹک نہیں سکتا اسی طرح جو راجہ مغلوب حرص وہوا ہے تخت سلطنت پر قدم نہیں جما سکتا۔ خواہشات نفسانی انسان کو خاک میں ملاتی ہیں خوبرویوں کی حسن پرستی ہی ہزار عیب کا ایک عیب ہے اس پر اس کے لوازمے مے نوشی وغیرہ اس پر طرہ ہیں ان عادتوں اور خصلتوں سے انسان کا وہی حال ہوتا ہے جو راون کا ہوا راون سے بڑھکر کوئی زبردست راجہ نہ ہوا نہ ہوگا اس کے علم وفن کی شہرت کبھی مٹائے نہیں مٹ سکتی اس کا سا عقلمند دنیا کے پردے پر کوئی نہ تھا مگر اسی خواہش نفسانی کے پھیر میں جانکی جی کو کیا ہر لایا۔ گویا کل خاندان کی تباہی کا بیج بو دیا جو بد افعالیوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں انہیں کبھی بہبودی کی اُمید نہیں ہو سکتی۔ دیوتا تک اس فکر میں ہو جاتے ہیں کہ ایسے نامراد کو سزا ملے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ سب سے پہلے میں نے کہا تھا کہ قمار بازی درست نہیں اس میں بگاڑ رکھا ہوا ہے جوے کی جیت بھی ہار سے بڑھکر ہوتی ہے آپنے کچھ نہ سُنا جوے کا لطف دیکھنا مناسب سمجھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کورو پانڈوؤں کے خون کے پیاسے ہیں اور پانڈو کوروؤں کے جانی دشمن۔ آپ پر افسوس ہے کہ گیدڑوں کے طرفدار ہیں۔ شیروں کی طرف سے اب بھی دل میں میل ہے اس کا نتیجہ اس وقت نظر نہیں آتا مگر ایک وقت دیکھ لیجئیگا کہ گیدڑ گیدڑ ہی ہیں اور شیر شیر۔ مہاتماؤں نے نصیحت کی کوئی بات نہیں چھوڑی ہے۔ ان کا قول ہے کہ چغلی اور کینٹی۔ بے رحم اور سنگدل۔ شیرخوار۔ بداعمال۔ دشمن خلق۔ ناعاقبت اندیش انسان اور بد مزاج عورت کو پاس نہ پھٹکنے دے جواری اور فریبی حاکم سے دور بھاگے۔ جس ملک میں عورت یا لڑکے کی حکومت ہو اس راج میں کبھی خیر وعافیت نہیں اسے پتھر کی ناؤ سمجھنا چاہئے جو پانی کی تہ میں بیٹھے بغیر رہتی ہی نہیں عقلمندی حصول دولت کے لئے نہیں نہ بیوقوفی بے دولتی کی نشانی ہے جو عقلمند ہیں وہی دنیا کے معاملات

سے واقف ہیں۔ بیوقوفوں کو ان کا علم کیا۔ جو سادھو ہیں جن کو شاستر سے واقفیت ہے وہ اتفاق کے سوائے کبھی نفاق کا خواب بھی نہیں دیکھتے۔ عداوت میں پاپ کے سوائے کچھ نہیں دوستی و محبت میں نیک ہی نیک کام ہیں جس نے ایک شخص کو بھی نقصان پہنچایا اُس نے گویا ہزاروں کا دل دکھایا۔ اس لئے واجب ہے کہ نہ کسی سے دشمنی کرے نہ کسی کا دل دکھائے ورنا دل میں ضبط پیدا کرے تو انسان سے کبھی کسی کا بُرا ہو ہی نہیں سکتا +

میں نے دریودھن کی پیدائش کے وقت ہی کہدیا تھا کہ اس خاندان کی خیر و عافیت نہیں۔ چنانچہ اب وہی آثار چشم خیال میں ہے۔ آپ نے ابتک کچھ خیال نہیں کیا۔ خیر جو مرضی آپ راج پاٹ کے مالک ہیں آپ کے سامنے ہم لوگوں کی حقیقت ہی کیا ہے مگر چونکہ رگ رگ میں خیراندیشی پیوست ہے اس لئے جو سمجھ میں آتا ہے گوش گزار کر دیتے ہیں ماننے نہ ماننے کا اختیار آپ کو ہے۔ مہاراج جی گھر میں ایک لائق اولاد پیدا ہو جائے تو سارے خاندان کو تار دیتی ہے نالائق اولاد ہوئی تو سمجھ لیجئے کہ خاندان کیا دنیا تباہ ہو گئی ایک ہی مچھلی تالاب کو گندہ کر دیتی ہے ایک ہی پانی ناؤ ڈبو دیتا ہے یہ کہاوتیں من گھڑت نہیں۔ بڑے تجربہ کاروں کی تصنیف اور شاستروں کا نچوڑ ہیں۔ طالب علموں اور راجکماروں کو سات باتوں سے ہمیشہ پرہیز چاہئے + سُستی۔ غرور۔ تلوّن مزاجی۔ غفلت۔ سرکشی۔ خود بینی یا خود رائی۔ صحبت بیجا +

رشیوں نے اشنان کے دس پھل لکھے ہیں +

یعنی اس سے طاقت۔ حسن۔ خوش مزاجی۔ قوت لامسہ۔ قوت حافظہ۔ قوت شامہ (چھونے سونگھنے اور یاد رکھنے کی طاقت) صفائی و پاکیزگی جسم۔ نزاکت و صحت۔ خوش وضعی کو ترقی ہوتی ہے۔ عمدہ غذا کھانے کا اثر یہ ہے کہ تندرستی قائم ہے عمر و طاقت بڑھے دل و دماغ قوی ہوں۔ اولاد عمدہ ہو۔ عیش و آرام حاصل ہو دنیادار دافع مصیبت کے لئے دولت کی حفاظت کرتے ہیں۔ انسان کی دولت عیال و اطفال کی حفاظت کے لئے ہے اور دولت و عورت ذاتی آسائش کے واسطے +

حسب ذیل لوگوں کو کاروبار اور بیوپار میں شریک کرنا خلاف ہے +

رحمدل راجہ۔ فاحشہ عورت۔ راجہ کا ملازم۔ بھائی اور بیٹا۔ بیوہ عورت۔ فوجی آدمی۔ برخاست شدہ ملازم +

مصیبت کے دنوں میں دھرم۔ صبر و استقلال عورت اور دوست کی شناخت ہوتی

ہے خوفناک موقعوں پر بہادری کا امتحان ہوتا ہے۔ بڑھاپا خوبصورتی کا۔ امید صبر کا اور موت زندگی کی دشمن ہے۔ بدگوئی دھرم کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔ غصہ خوبیوں کو۔ رذیلوں کی صحبت خوش اخلاقی کو۔ خواہشات نفسانی شرم وغیرت کو اور غرور تمام اوصاف انسانی کو بالکل معدوم کر دیتا ہے دولت اچھے اچھے کاموں سے شہرت پذیر ہوتی ہے۔ راجہ کی خوش اعمالیاں خدا شناسی سے عورتوں کے چھتر اور رشیوں کا موج کوئی جان یا پہچان نہیں سکتا۔ بدزبان کی گالیاں خاموشی سے سُن لینا چاہیئے۔ جواب دینا حماقت۔ جب مخالف ہنس ہنس کر تالیاں گا تو گالیاں دینے والے کی آنکھ آپ ہی نیچی ہو جائیگی۔ نہ خود کسی کی مذمت کرے نہ کسی کی زبان سے کسی کی برائی یا بدی سُنے۔ خود چوٹ کھا کر دوسرے کو چوٹ پہنچانا بھی عقلمندی کے خلاف ہے کیونکہ جب عوض ہو چکا تو گلہ کہاں رہا۔ لوگ ہمدردی کے خلاف دونو کو یکساں سمجھنے لگتے ہیں جو شخص دشمن سے دشمن آدمی کو بھی ترجیح دے جائے۔ سزا نہ دے اُس کے آگے دیوتا بھی سر جھکا دیتے ہیں وہ حد درجے کا واجب التعظیم مانا جاتا ہے ✣

راجہ دھرتراشٹر۔ انسان کی عمر سو برس مقرر ہوئی ہے پھر اس میعاد سے قبل موت کیوں زندگی کا خاتمہ کر دیتی ہے ✣

بدُرجی۔ مہاراج کوئی بات بے وجہ نہیں ہوتی۔ زندگی کا زمانہ حسب ذیل باتوں سے گھٹ جاتا ہے ✣

زیادہ ہمبستری سے۔ کثرت عیاشی سے۔ بہت شراب نوشی سے۔ دوست صادق اور گرو کی استری کی ناجائز صحبت سے۔ برہمن ہو کر شودر کی عورت کے ساتھ ناروا تعلق رکھنے سے نیز۔ برہمن کے قالب میں غیروں کی فرمانبرداری سے عمر کم ہو جاتی ہے جو لوگ اور کی روزی چھینتے یا رزق کا دروازہ بند کرتے۔ برہمنوں سے خدمت لیتے یا پناہ گیر کو مارتے ہیں اُن کو برہم ہتیا کا عذاب ہوتا ہے۔ عورتوں کے مجمع میں بود و باش۔ بیٹے کی جورو سے ہنسی دل لگی۔ خالی مکان میں جوان بہو کے ساتھ سکونت۔ ناقابل حصول چیزوں کی خواہش بے اعتقاد آدمی سے دھرم کی گفتگو۔ اپنے جسم کی آراستگی میں زیادہ توجہ۔ پرائے شاگرد کو ہدایت عوام کے روبرو۔ اپنے نیک کاموں کی زیادہ تعریف۔ شریف ہو کر رذیلوں کی روش قرضہ یا کوئی چیز لیکر انکار۔ حالت علم میں ناواقفیت کا عذر۔ یہ سب باتیں ممنوع و نامناسب ہیں ✣ ہر گرہست کے گھر میں یہ چیزیں موجود رہنا چاہیئے ✣

بکری - گائے - تیل - چندن - بین باجا - آئینہ - شہد - گھی - پانی - تانبے کے برتن

شنکھ - سالگرام جی کی مورت - خوشبویات یہ وہ چیزیں ہیں جو دیوتاؤں کی پوجا - برہمنوں اور مہمانوں کی خاطر تواضع وغیرہ کے لئے ہمیشہ کارآمد ہوتی ہیں - روپے کے لالچ - خوف یا کسی خواہش حتیٰ کہ زندگی کے لئے بھی دھرم چھوڑنا مناسب نہیں دنیا کی تمام چیزیں تمام عیش سب کو زوال ہے صرف ایک دھرم ہی ہے جس کو کبھی زوال نہیں - جسم کو آگ خاک کر دیتی ہے یا چیل - کوے - گیدڑ - کیڑے - مکوڑے ہضم کر جاتے ہیں بیٹے پوتے بھائی بند - دوست و آشنا اس وقت تک کے ساتھی ہیں جب تک نبض چل رہی ہے سانس نکلتے ہی سب مرگھٹ میں پھینک کر آگ میں جلا کر چھٹی کر لیتے ہیں - انسان کی وہی حالت ہوتی ہے جو بے ثمر درخت کی - جب تک درخت پھلا رہا تب تک تو چڑیوں کے جھنڈ ہر وقت جمع رہتے ہیں - جب پھل ختم ہو گئے - تب کوئی پرندہ آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا - انسان کے ساتھ صرف دھرم ہی رہتا ہے - اس کی رفاقت سے منہ موڑنا آدمی کو دین دنیا سے کھو دیتا ہے اسی لئے نصیحت ہے کہ جان بھی چلی جائے تو کچھ پروا نہیں مگر دھرم نہ چھوٹے - دنیا میں انسانی زندگی وہی ہے جو نیک نامی کے ساتھ ہو - زندہ وہی ہے جسے مرنے کے بعد بھی لوگ یاد رکھیں +

بدر جی اس طرح دھرم کی ضروری ہدایات گوش گزار کر چکے تو انہوں نے آواہن کر کے سنت کمار جی کو طلب کیا وہ تشریف لائے پوچھا :-

کیوں یاد ہوئی +

بدر جی - راجہ دھرتراشٹ کو گیان کی باتیں سننے کا شوق ہے آپ کچھ تکلیف فرمادیں -

سنت کمار جی نے مختصر الفاظ میں کچھ رمز ذہن نشین کر کے آخر میں فرمایا کہ راجہ جدھشٹر نصف راج کے مستحق ہیں آپ ان کی حق تلفی نہ کیجیئیگا کسی کے حقوق پر خاک ڈالنا بھی ادھرم ہے +

یہ کہکر وہ تشریف لے گئے - یہاں راجہ دھرتراشٹ نے ساری رات آنکھوں میں کاٹی - بدر جی سے مشورہ کرتے اور پچھتاتے رہے کہ دریودھن کو مختار کل بنا کر میں نے اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں میں کلہاڑی ماری - وہ بڑا ضدی اور ہٹ دھرم ہے نہ سمجھانے سے سمجھتا ہے نہ کسی کی سنتا ہے - یوں کہتے کہتے ہار گیا - مہارانی گندھاری کی بھی زبان خشک

گئی۔ لیکن اپنی ہی ہٹ پر اڑا ہوا ہے کیا کروں۔ کیونکر اپنا دل اس کے دل میں ڈالوں زندگی حرام ہو رہی ہے جی چاہتا ہے کہ کچھ کھا کے سو رہوں اپنے جیتے جی تو کشت و خون نہ دیکھوں جس کے خیال کرنے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں +

رات انہیں فکروں میں گزر گئی۔ صبح کو بدر جی فرائض ضروری سے فراغت کر کے بھیشم پتامہ جی کو لئے ہوئے دربار میں پہنچے۔ انہیں کے بعد دریودھن بھی سنگھاسن پر آ ڈٹا۔ دوشاسن۔ کرن اور شکنی اور مددگار راجے بھی طلائی کرسیوں پر ڈٹ گئے اور سنجے کی آمد آمد کا انتظار شروع ہوا تھوڑی سی دیر میں رتھ دروازے پر آ کھڑا ہوا۔ سنجے رتھ سے اترا کنڈل اور کوچ پہنے ہوئے دربار میں حاضر ہوا۔ سر ادب خم کر کے اشارہ پاتے ہی اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ راجہ دھرتراشٹ بولے:-

"کہو سنجے بیراٹ نگر سے ہو آئے راجہ جدھشٹر سے ملاقات ہو گئی کیا کیا باتیں ہوئیں ان کے خیالات کیسے ہیں +

سنجے۔ جی ہاں مہاراج راجہ جدھشٹر سے مل آیا۔ انہوں نے سب بزرگوں کو ڈنڈوت اور چھوٹوں کو دعا کہی ہے۔ سری کرشن جی مہاراج بھی تشریف رکھتے تھے۔ انہیں کے سامنے ارجن نے پرجوش ہو کر کہا کہ

جس وقت دربار لگا ہو۔ سب مددگار راجے مہاراجے جمع ہوں تب میری طرف سے ہٹ دھرمی دریودھن۔ کرن اور نالائق شکنی کو سمجھا دینا کہ وہ شوق سے لڑائی کا سامان کریں یہاں ارجن بھی کمر کسے خم ٹھونکنے کو تیار ہے دریودھن اپنی طاقت پر مغرور نہ ہو اکیلا ارجن اسے اور اس کی چنڈال چوکڑی کو خاک میں ملا کر اپنا ہی راج کیا بلکہ سارا راج ڈب میں کریگا راجہ جدھشٹر کو ایسا ویسا نہ سمجھیں ان کی آتش قہر سب کو جلا کر راکھ کر دیگی۔ دریودھن آمادہ صلح کیونکر ہو سکتا ہے راجہ جدھشٹر کے بن باس کی تکلیفوں کا خمیازہ کھینچنا جس کی قسمت میں لکھا ہو اس سے میل ملاپ کی امید کیا۔ دریودھن کی آنکھیں کس وقت کھلینگی جب اس کی ران ٹوٹی ہو گی۔ اس کے بھائی بند۔ اس کے حمایتی خاک و خون میں لوٹ رہے ہونگے جب بھیم سین جی بجر سے ہاتھیوں کی ہڈیاں چور کر کے فیلبانوں کا سر توڑتے ہوئے کوہ پیکروں کو سرمہ کر دینگے جب گانڈیو دھنش کے تیروں سے لاکھوں بہادران شیر افگن تڑپ تڑپ کر جان دینگے جب نکل بھید بھد

مہارانی دروپدی کے پانچ بیٹوں کے تیر و خنجر سے زمین پر خون کا دریا بہہ رہا ہوگا بھیشم پتاما
جی پر دریودھن کو بڑا ناز ہے ارجن پیشینگوئی کئے دیتا ہے کہ سکھنڈی ان کی جان لیگا۔
سری کرشن جی کی فوج پر دریودھن کو فخر ہوگا یاد رکھے کہ سری کرشن جی کی ایک جنبش نظر
کوروؤں کی فوج کے لئے لاکھوں تیر و تفنگ سے زیادہ خونریز ہوگی۔ سری کرشن جی کو دریودھن
ایسے عقل کے اندھے کیا پہچانیں اُن کی قدرت کاملہ سے میں واقف ہوں یا رشی منی +
بھیشم پتامہ۔ ارجن کی باتیں جھوٹ نہیں واقعی سری کرشن جی وشنو بھگوان ہیں ساکشات
نارائن اور ارجن نر کا سروپ ان دونوں میں کبھی جدائی نہیں جسم اور سایہ کا سا تعلق ہے
مُرا ور نرکاسُر ایسے ایسے لاکھوں راچھس اُنہوں نے قتل کر دئے۔ تینوں لوک میں
کوئی بھی دیوتا نہیں جو آنکھ بھی ملا سکے۔ اے راجہ دھرتراشٹ آپ دریودھن۔ کرن
اور شکنی کو یکینے دیجئے یہ حمایت کے پتلے عقل سے خالی ہوگئے ہیں۔ ان کو ادھرم کے
سوائے اور کچھ کام نہیں پانڈووں پر آفرین۔ جنہوں نے کبھی دھرم کی راہ سے قدم
نہ ہٹایا ان کا دھرم کوروؤں کے خون سے زمین لال کر دیگا +
کرن۔ بس چپ رہئے جناب۔ آپ جب ہوتا ہے ہم لوگوں کو بُرا بھلا ہی کہتے ہیں۔ ہم
لوگ نمکحرام نہیں۔ جب کرینگے راجہ دریودھن اور دھرتراشٹ کی خیرخواہی۔ آپ
پانڈوؤں کو عرش پر چڑھاتے ہیں واہ کیا ہم لوگ اس سے ڈر گئے۔ جناب دیکھ
لیجیئگا میں اکیلا سب کی ہڈیاں تھپو نگا جاتے کہاں ہیں +
بھیشم پتامہ۔ بس اپنے منہ میاں مٹھو۔ بیراٹ نگر میں یہ دم داعیہ کیا ہوگیا تھا بھاگتے
راستہ نہ ملا۔ اکیلے ارجن نے سب کی شیخی کرکری کر دی۔ بڑھ بڑھ کے باتیں مارتے
غیرت نہیں آتی۔ حیادار ہوتے تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرتے۔ مہاراجہ دھرتراشٹ
آپ کل کے چھوکرے کرن کی باتوں پر نہ جائیےگا اسی نے دریودھن کی عقل پر پردے
ڈال کر یہ سب خرابیاں واقع کی ہیں دوشاسن اور شکنی کا کیا بگڑیگا۔ یہ تو بھاگتوں کے
آگے اور مارتوں کے پیچھے رہنے والے ہیں جو کچھ گزریگی وہ آپ ہی پر ہوگی +
درونا چاریہ۔ بھیشم پتامہ جی کا خیال بہت درست ہے کرن پانڈووں سے کیا خاک جیتیگا
پرسرام جی اسے سراپ دے چکے ہیں کہ جب موقع جنگ ہو تو اس کے تمام کمالات ناکام
ہو جائیں بس ایسے لوگوں سے بہتری کی کیا امید ہے سب سلطنت کو چاپٹ کر دینگے

اور کچھ ہوتا نہیں +

راجہ دھرتراشٹ - اچھا سنجے ارجن کی بات تو سُن لی کچھ مہاراجہ جدھشٹر نے بھی لڑائی یا صلح کے بارے میں کہا؟

سنجے - اُنہوں نے صاف الفاظ میں تو کچھ نہ فرمایا مگر منہ سے نہ کہیں تو کیا ہوتا ہے آثار تو سب لڑائی ہی کے ہیں - سری کرشن جی موجود - بڑے بڑے راجے مہاراجے اشارے کے منتظر - بھیم سین وارجن آپے سے باہر - نکل وسہدیو خنجر بکف - پھر لڑائی میں کسر ہی کیا ہے - جس وقت آپ کی طرف سے اُن کو سوکھا جواب ملا سمجھ لیجئے کہ تلواریں میان سے نکل پڑیں - ترکشوں نے تیر اُگلنا شروع کئے +

راجہ دھرتراشٹ کو اس وقت سخت تشویش ہوئی اُن کے چشم خیال میں بھیم سین اور ارجن کی تصویر پھر گئی - طاقتوں کے اندازے سے کلیجہ دہل گیا - روح سہم گئی کہ ضرور بیٹے مارے جائینگے - لاکھ کے مندر سے سب کو نکال لے جانا - بڑے مہابار اچھس کو مارنا ہر کس وناکس کا کام نہ تھا وہ تھی بھیم سین اور ارجن سے کوئی لڑنے والا نہیں ان کے نام ہی سے بڑے بڑے بہادروں کی روح سلب ہوتی ہے جب ہتھیار اُٹھائینگے تو کون سامنے ٹھہریگا +

ادھیائے ۸

سنجے کی ہستناپور میں واپسی - راجہ دھرتراشٹ کا دربار - راجاؤں کی شرکت - دریودھن کو سب کی فہمائش اُس کی ضد - راجہ دھرتراشٹ کا دلی افسوس

راجہ دھرتراشٹ کو فکرمند دیکھ کر دریودھن بولا

پتا جی آپ کس واہیات تشویش میں ہیں آپ نے تو پانڈوؤں کو خدا ہی سمجھ لیا آپ دیکھی سیر دیکھیں پانڈو چیز ہی کیا ہیں سری کرشن جی ان کی کمک پر ہونگے تو کیا بنا لینگے نہتے کی جرأت کہاں جو ہتھیاروں کے سامنے ٹھہر سکے - اتنے راجے مہاراجے جمع ہیں سب کو معلوم ہے کہ اکیلے بھیشم پتامہ کا دم وہ ہے کہ تمام دیوتاؤں اور راچھسوں کو مار کر اُڑا دیں پھر

دروناچاریہ۔ کرپاچاریہ جی اشوتھاماں ایسے بہادروں کے مقابلے میں کس کا منہ ہے جو
ہتھیار اٹھائے۔ پانڈوؤں کے اگلے دن لد گئے وہ بات جاتی رہی جنگلوں کی ٹھوکریں کھاتے
کھاتے کچھ غرور نکل گیا۔ جنگل میں کیا سری کرشن جی نے پانڈوؤں کو نہیں تانا اور راجوں مہاراجوں
نے کیا اشتعال نہیں دی مگر پانڈوؤں کی ہمت نہیں پڑی۔ جب میں نے بھیشم پتامہ جی
دروناچاریہ جی سے ذکر کیا تو انہوں نے یہی فرمایا تھا کہ

چپکے بیٹھے رہو جس کی شامتیں گھیریں گی وہ لڑائی سہیڑیگا پانڈوؤں کو خم ٹھونکنے
دے ہم سمجھ لینگے اس وقت اُس وقت میں زمین آسمان کا فرق ہے گیارہ اکشونی فوج ہمارے
پاس جمع ہو گئی۔ پانڈوؤں کی طرف کل سات اکشونیاں ہیں اگر ہماری فوج مٹھی مٹھی بھر خاک
ڈال دے تو بیراٹ نگر تپ جائے اُن کو چاہئے کہ ہماری خوشامد کریں ہمیں کیا غرض ہے
کہ اُلٹے پاؤں پڑیں اور کہیں کہ میل کر لو اُن کو سو دفعہ غرض ہو تو ہماری جوتیاں سیدھی
کریں۔ ہماری مرضی ہوگی جو جی چاہیگا وہی دینگے نہ خوشی ہوگی تو کچھ نہ دینگے۔ آپ
چاہتے ہیں کہ صلح ہو جائے مگر جب وہ بھی تو ملاپ بھی راضی ہوں ان پر وہ چلیت
پڑی ہے کہ سنبھلتے نہیں بن پڑتی۔ ایسا نیچا دیکھ چکے ہیں کہ دل ہی دل میں تاؤ کھا کر
رہ جاتے ہونگے تیرہ برس کی مصیبتوں نے کمر توڑ دی ہے انہیں لڑنے بھڑنے کا دم ہی
کیا ہے آپ اُن سے ڈرتے ہیں تعجب کی بات ہے چھتریوں کا یہ دھرم نہیں کہ لڑائی
سے منہ موڑیں۔ کسی سے دب کر راج دیدیں۔ ہماری طرف بہادروں کی کمی نہیں ایک
ایک ایسا شور بیر موجود ہے کہ ایک ایک دو جھڑپ میں بھیم سین اور ارجن کا کام تمام کر دے
سنجے۔ میں آپ کی بات نہیں کاٹتا آپ جو فرماتے ہیں درست ہے بیشک آپ کی طرف
گیارہ اکشونی دل ہیں مگر انصاف کی نظر سے دیکھئے بھیم سین اور ارجن کی ٹکر کا شور بیر آپکے
یہاں کون ہے سری کرشن جی ہتھیار نہ اٹھائیں تب بھی آپ کی ساری فوج کو ایک اشارے
میں ہلاک کر سکتے ہیں بھیشم پتامہ جی اور دروناچاریہ کی بات مانئے اُن کا خیال آپکے مفید
حال ہے پانڈو آپ کی نظر میں حقیر معلوم ہوتے ہیں یہ فقط عقل کا فتور ہے آپ کسی
حالت میں اُن پر فتح نہیں پا سکتے۔ بارہ برس کے تپ۔ تیرتھ یاترا اور رشیوں برہمن
جم۔ کوبیر اور لوکپالوں کے درشن کا پھل خالی جانے والا نہیں۔ اسی قالب میں پانچ
برس تک اندر سے شستر ودیا حاصل کرنے کی طاقت اور کس میں ہے۔ شیو جی کا

سینے سے لگالینا ترقی اقبال کے لئے کیا کم شگون نیک ہے +

دریودھن - واہ سنجے آج تو معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی عقل کھو بیٹھے پانڈوؤں کی طرفداری کا خیال کس نے دل پر جما دیا تم کو تو جیسے ارجن کا نام سنتے ہی غش آجاتا ہے نبضیں چھوٹی جاتی ہیں ذرا یہ تو بتاؤ کہ ارجن کا رتھ دیکھا یا خالی خولی تعریف ہی کر رہے ہو +

سنجے - ارجن کے رتھ کی تعریف کرنا میرے امکان سے باہر ہے - بسوکرماں کی صناعی کا اعلےٰ نمونہ اور روشنی کے مقابلے کی چمک دمک دیکھنا ہو تو اُس رتھ کو دیکھئے سفید گھوڑے جُتے ہیں دھجا میں مہابیر جی کا جلوہ ہے - کون مہابیر جن کے آگے سورج کی بھی آنکھ نہیں ٹھہر سکتی - بھیشم پتامہ جی ہر ایک کی قدرت و طاقت سے واقف ہیں ان کی نصیحتیں فائدے سے خالی نہیں - دروناچاریہ جو کچھ کہینگے نشیب و فراز سوچکر - آپ نے بچپن کی ہٹ کرکے راجہ دھرتراشٹ کی جان مفت آفت میں ڈال رکھی ہے میں دیکھتا ہوں کہ ان کے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں - ان کے بڑھاپے پر رحم کیا جائے اور لڑائی کا خیال جانے دیجئے آپ کی سعادتمندی اسی میں ہے +

راجہ دھرتراشٹ - کیا کہوں دریودھن نہ جانے کس کے بہکانے میں آگیا ہے - یہ اپنی عقل سے کچھ کام ہی نہیں لیتا - جب سے ہوش سنبھالا ہاتھ پاؤں نکالے اور بھی بچوں کی سی باتیں کرنے لگا - بھیشم پتامہ درونا چارج - کرپا چارج - اشوتھاماں بدر جی سب گواہ ہیں کہ لڑکپن سے دریودھن نے پانڈوؤں سے بیر مول لیکر میرا کھانا پینا سونا جاگنا حرام کر رکھا ہے - کہاں راجہ جدھشٹر جیسا برہمچاری - کہاں خود ادھرمیوں کا صحبت یافتہ - آفتاب اور ذرّے کا مقابلہ ہی کیا ہے - مجھے ڈر ہے کہ پانڈوؤں سے عداوت کہیں دریودھن کی جان لیکر پیچھا نہ چھوڑے +

بھیشم پتامہ - اکیلے دریودھن ہی پر کیا موقوف ہے یوں کہئے کہ لاکھوں شورسیروں کی جان پر گذریگی - بیواؤں سے کوئی گھر خالی نہ ہوگا یتیم ہی یتیم نظر آئینگے +

بدر جی - میں آپ سے پچاسوں دفعہ کہہ چکا ہوں کہ دریودھن کی بدولت خاندان کے خاندان اور لشکر کے لشکر لقمۂ اجل ہونگے - اس کی قسمت ہی میں لکھا ہے کہ اپنے ساتھ لاکھوں کے خون کرائے +

راجہ دھرتراشٹ - پیارے دریودھن کہا مان جا لڑائی کا خیال چھوڑ - بیٹھے بٹھائے دردسر

مول لینا عقلمندی نہیں - بہادر اپنی طرف سے بیر نہیں بساہتے حتے الامکان لڑائی بچاتے ہیں - ہاں جب سر پر آ پڑے تو منہ موڑنا بھی مناسب نہیں - تمہارے لئے آدھا راج کیا ہے آدھا راج پانڈوؤں کو دیکر جھگڑا چکاؤ - پانڈوؤں کو نصف راج کا استحقاق ہے تمام کورو بنسی اور راجے مہاراجے بھی یہی پسند کرینگے کہ دھرماتما پانڈوؤں سے صلح کرلی جائے وہ تمہارے بھائی ہیں تمہارا سلوک مانینگے - میں جہانتک دیکھتا ہوں کوئی لڑائی جھگڑا پسند نہیں کرتا -
بھیشم پتامہ جی ہمارے بزرگ خاندان - درونا چاریہ جی تمہارے گرو - راجہ شل - سنجے - اشو تھاماں کسی کو بھی تمہاری رائے سے اتفاق نہیں پھر تم اکیلے کیا کرسکو گے میرے راحت جان میرے لخت جگر ضد سے باز آؤ - ہٹ چھوڑو - سب کی صلاح مانو خود رائی اچھی نہیں - عقلمند وہی ہے جو دس آدمیوں کی رائے پر چلے دوشاسن کرن وشکنی وغیرہ بیوقوف ہیں ان کو عقل نہیں یہ جو چال چلائینگے اُلٹی - جو سمجھائینگے بے تکی *
دریودھن کے دماغ کچھ اور تھے وہ بھلائی کی بات پر کب کان دینے لگا تھا بولا -
میں آپکے برتے پر لڑنے کو تیار ہوں - نہ درونا چارج کے بل پر بھیشم پتامہ جی گھر بیٹھیں - کرپا چارج اور بھورے شرواجی بھگوت کا نام جپیں - اسو تھاماں چین کریں میں کسی کی مدد چاہتا ہوں اور نہ کسی کو تکلیف دیتا ہوں یہ یگیہ میں اور کرن دونو مل کر کرینگے - ہماری طاقتیں ہون کنڈ ہونگی راجہ جدھشٹر قربانی کا بھیڑا بنیگا - بان کُشا کا کام دینگے - پانڈوؤں کی فوج آہوتی کے کام آئیگی - اس یگیہ میں جمراج کی پرستش کرکے میں بیفکری سے روے زمین کی حکومت کرونگا اور دوشاسن کے سوائے اس کام میں مجھے کسی کی مدد درکار نہیں - میں نے دوٹوک فیصلہ کرلیا ہے کہ یا تو میں ہی رہونگا یا پانڈو - ایکمیان میں دو چھریاں نہ رہ سکینگی - اس میں خواہ کچھ ہی ہو - بگڑے یا بنے زندگی ہو یا موت - پانڈو سوئی کے ناکے کے برابر زمین پر قناعت کریں تب بھی مجھ کو گوارا نہیں - آدھا راج دینا تو بہت مشکل ہے *
راجہ دھرتراشٹ کو دریودھن کی باتیں تیر ونشتر معلوم ہوئیں اُن کو صورت سے نفرت ہوگئی - جی چاہا کہ منہ نوچ لیں اہل دربار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپ سب لوگ گواہ رہیں میں بھرے دربار میں پکار کر کہتا ہوں کہ اب مجھے کمبخت دریودھن سے کچھ واسطہ نہیں عاق کردیا - یہ بددماغ بدزبان میرے سامنے ہی

ہر ایک بزرگ اور مہاتما کی شان میں گستاخیاں کر کے خود ہی موت کے منہ میں جانا چاہتا ہے
یہ کمبخت تو کئے کی سزا پائیگا مجھے افسوس یہ ہے کہ میرے عزیزوں اور اہل خاندان کے ساتھ
مفت لاکھوں کروڑوں آدمیوں کا خون ہوگا۔ بہادروں سے دنیا خالی ہو جائیگی؛

ارجن جو زبان سے کہہ چکا ہے وہ ضرور کریگا۔ اس کی ذات سے مجھے بہت کچھ یقین ہے
بھیم سین اور ارجن جس وقت بھڑ گانڈیو دھنش تانینگے گیارہ کیا بائیس اکشوہنیوں کا صفایا
ہو جائیگا اُن پر اپنی طاقت کا بڑا تکیہ ہے ہاتھ پاؤں کا بھروسا ہے اُن کو سات اکشوہنی فوج کی
بھی ضرورت نہیں اس کے علاوہ میرے کرشن جی کی مدد لاکھ اکشوہنی والوں کی کمک سے
ہزار گنی زیادہ ہے پھر نہ معلوم یہ حماقت کا پُتلا دریودھن کس بات پہ ناز کرتا ہے مفت
میں سب راجے مہاراجے مارے جائینگے گیارہ کی گیارہ اکشوہنیاں تلوار کے گھاٹ اُتر جائینگی
سنیجے۔ مہاراج ایک ماجرا سُناتا ہوں سُنئے میں ایک روز رنواس میں جا پہنچا وہاں ابھمنیو
جیسے کے سوا کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی۔ میں نے دیکھا تو آنکھیں کھل گئیں ایک
نہایت ہی نفیس شیش محل نظر آیا آراستگی کا کیا کہنا سنگھاسن جواہرات سے مرصع۔ گوشہ
گوشہ نفسیات زمانہ سے آراستہ۔ جھاڑ فانوس چلمن پردے وہ خوشنما کہ عقل کام نہ کرتی
تھی سنگھاسن پر سری کرشن جی جلوہ افروز تھے ارجن بھی وہیں نظر آیا۔ دونو نہایت نفیس
پوشاک قیمتی سے قیمتی زیور پہنے۔ ہتھیار سجے چندن لگائے تشریف رکھتے تھے۔ سری
کرشن جی کے قدم ارجن آغوش میں لئے ہوئے تھا ارجن کا ایک قدم دروپدی اور دوسرا
پاؤں ست بھاماں اپنی گود میں لئے ہوئے تھیں جس وقت مجھے دیکھا ارجن نے اشارے
سے مجھے ایک کرسی پر بیٹھنے کی اجازت دی مگر جس وقت میں نے چہرے کا غیر معمولی جلال
دیکھا میرے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور تھر تھرا کر زمین پر بیٹھ گیا میں ایمانا کہتا ہوں کہ اسوقت
کسی کے چہرے پر نظر نہ جمتی تھی آنکھیں ملانا تو بڑا کام ہے دریودھن کرن دوشاسن کی
آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں ان کو نر اور نارائن کی شناخت کہاں کرشن جی پورن برہم
ہیں اور ارجن نر کا سروپ۔ پھر اُن کے مقابلے میں کورو کیسے ٹھہر سکتے ہیں مفت میں جان
جائیگی جس وقت میں نے سری کرشن جی کے درشن کئے کچھ عجب ہی آنند آیا دل بلّیوں
اُچھلا کہ بس جنم سپھل ہو گیا ارجن نے کچھ اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے سری کرشن جی سے کہا:-
سنجے کچھ پیغام لائے ہیں آپ اُن کو معقول جواب دیدیں۔ سری کرشن جی میری طرف

مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ میری طرف سے راجہ دھرتراشٹ بھیشم پتامہ ۔ درونا چارج کو بہت بہت
پرنام دینا اور کہدینا کہ کورو خاندان پر آفت کا پہاڑ ٹوٹنے والا ہے اسلئے چلتے ہاتھ خوب دان
پن کیجئے پھر وقت فرصت نہ ملیگا پانڈوؤں پر ظلم وستم کی حد ہو چکی اب وقت ہے کہ کوروؤں پر
بھی زوال گرے ۔ ظالم لوگ دروپدی کو ننگا کرتے تھے وہ بیکس روتی پیٹتی تھی مگر بھیشم کے دل پر
کچھ بھی اثر نہ ہوتا تھا میں اُس وقت ضبط کر گیا نہیں تو شعلۂ غضب سب کو پھونک کر
دم لیتا ۔ اب ارجن کے ہاتھ میں گانڈیو دھنش ہوگا اور میرے ہاتھ میں رتھ کے
گھوڑوں کی باگ ۔ دیکھوں کون سامنا کرتا ہے ۔ بیراٹ نگر میں ارجن نے بھیشم پتامہ
جی درونا چاریہ کرن کو مار بھگایا ۔ شکنی دوشاسن سب دُم دبا کر بھاگ کھڑے ہوئے
ایک پیش نہ گئی ۔ ایسی بُری مار کھا کر بھی دریودھن کی آنکھیں نہ کھلیں ۔ اب میں رتھ ہانک
کر دکھا دونگا کہ ارجن میں کیا قدرت ہے کورو ہوشیار رہیں ؛

راجہ دھرتراشٹ ۔ دریودھن پیارے دریودھن ۔ ہے تجھ کو کیا ہوگیا تیری سمجھ پر کیونکر
پتھر پڑ گئے ارے سمجھ لے کہ بربادی کے دن آ گئے یاد رکھ کہ جس کی طرف سری کرشن جی ہونگے
فتح اُس کا پانی بھریگی ۔ اکیلے کرشن جی پر کیا فرض ہے جن دیوتاؤں نے ارجن کو استر شستر دئے
فنون جنگ سکھلائے ہیں سب کو سمجھ لینا کہ پانڈوؤں کی مدد کرینگے ؛

نور نظر راحت جان فوراً عقل درست کرو نیک و بد سمجھو تم میرے کلیجے کے ٹکڑے
ہو ۔ تم سے زیادہ مجھے دنیا میں کس کی محبت ہو سکتی ہے میں جو کہتا ہوں تمہارے بھلے کی
تمہارے نفع کی ۔ مجھے ڈر ہے کہ سری کرشن جی کا کہنا ٹھیک نہ ہو اور مجھے بڑھاپے میں صدمہ نہ اٹھانا پڑے

ادھیائے ۹

دریودھن کے پانڈوؤں سے مخالفانہ خیال ۔ کرن کا جوش سب کی فہمائش ۔ دریودھن وغیرہ کی خود رائیاں ۔ بیاس جی کی آمد گفت و شنود

راجہ دھرتراشٹ کی گفتگو بے موقع نہ تھی مگر دریودھن اور اُس کے ساتھی اُلٹی
ہی سمجھتے تھے دریودھن بولا کہ

واہ۔ آپ کے خیالات بھی عجیب وغریب ہی ہیں دیوتاؤں کو کیا آپ نے فالتو سمجھ لیا کہ وہ
بچے پانڈوؤں کی مدد کو دوڑے آئینگے پرسرام جی مجھ سے کہہ چکے ہیں بیاس جی نے بھی ان کے قول
کی تصدیق کی ہے۔ دیوتاؤں کو کیا پڑی ہے کہ پرائے پھٹے میں پڑیں دوسرے کی بلا اپنے سر
اوڑھیں ہم لوگوں کو آپ بالکل بیوقوف ہی سمجھتے ہیں۔ یہ ہم لوگوں کی بدنصیبی۔ آخر ہم نے
گھاس نہیں کھودی ہے۔ لڑکیوں کے ساتھ گھروندے نہیں کھیلا ہے شستر ودیا ان بزرگوں
سے سیکھی ہے جن کے نام سے بڑے بڑے دیوتا ہل ہل کانپتے ہیں۔ پانڈوؤں کی طاقت
ڈھول کے اندر پول ہے نام بڑے بڑے درشن تھوڑے کی کہاوت انہیں پر صادق آتی ہے
فقط دھاک ہی دھاک ہے اور تین کانوں کے سوا اور کچھ نہیں بھیشم پتامہ۔ درونا چاریہ
راجہ شل سے کبھی یہ تو پوچھا ہوتا کہ آخر ہم میں بھی کچھ دم داعیہ ہے کہ نہیں +

کرن۔ میں اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا نہیں چاہتا یہ اوچھوں کم ظرفوں کا شیوہ ہے
اس سے کوئی مجھے برا بھلا بھی کہہ لیتا ہے تو شربت کے گھونٹ کی طرح پی کر چپ لگا لیتا ہوں
اس وقت بات پر بات چل رہی ہے اس سے کہتا ہوں کہ

جب میں پرسرام جی کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے برہمن کے بھیس میں ان سے
شستر ودیا کی تعلیم حاصل کی۔ ایک روز یہ بھید کھل گیا مجھے ظاہر کرنا پڑا کہ برہمن نہیں
چھتری ہوں ان کو غصہ بہت آیا مگر خیریت گزری کہ سراپ نہ دیا صرف یہ کہا کہ
تم نے خوب فریب سے برہم ودیا سیکھی اس سے پھل نہ پاؤگے +
حالانکہ پرسرام جی کا عتاب ہوا لیکن جو علم سیکھا ہوا ہو وہ کہاں تک بھولیگا۔ میرے
ساتھ تھوڑی سی فوج کیجئے پھر میں اکیلا پانڈوؤں کو جیت نہ لوں تو کرن نام نہیں +

بھیشم پتامہ۔ کیسا بیوقوف لڑکا ہے کچھ سمجھ ہی نہیں۔ ارجن نے کئی مرتبہ زک دی
نیچا دکھایا پھر بھی ہوش نہیں آتی اس کا علاج کیا۔ احمق۔ سری کرشن جی کو بھی کوئی ایسا
ویسا سمجھ رہا ہے ارے عقل کے دشمن ابھی تو ان کے سدرشن چکر کو نہیں جانتا اس
کی قدر تیں تجھے کیا معلوم۔ ان کا علم دیوتاؤں کو ہے تو سمجھتا ہے کہ پرسرام سے برہم ودیا
کیا سیکھ لی گویا جگت جیت لیا یاد رکھ کہ یہی برہم ودیا تجھے لے ڈوبے گی کسی کام کا نہ
رکھیگی۔ ارجن کو بھی کم نہ سمجھ۔ جس وقت وہ گانڈیو دھنش لیکر کھڑا ہو جائیگا تم ایسے سیکڑوں
باز چھٹی ہو جائینگے ایک ایک تیر لاکھ لاکھ بہادروں پر بھاری ہوگا +

کرن کو اس تقریر پر غصہ آگیا۔ اس کی آنکھیں خون میں ڈوب گئیں چہرہ لال لال انگارہ ہوگیا۔ بولا بہت ڈینگ نہ ہانکئے۔ زمیٹ زیٹ سے فائدہ نہیں۔ سری کرشن جی دوباہیاں ہونگے تو اپنے گھر کے اُن سے جب سامنا ہوگا تو دیکھا جائیگا ابھی تو چوٹ ارجن سے ہے جب وہ مقابل ہوگا تب دکھا دونگا کہ وہ کیا مال ہے آپ نے دور کے ڈھول سہانے سمجھ لئے۔ میں تو جب جانوں کہ دو دو ہاتھ آمنے سامنے ہوں۔ آپ جب ہوتا ہے میری حقارت ہی کرتے ہیں۔ یہ بات آپ کی بزرگی کے شایاں نہیں اگر بزرگی کا لحاظ نہ کروں تو آپ کو معلوم ہو جائے کہ کرن دلاچنا نہیں۔ جس وقت دھنش بان ہاتھ میں لی موت بھی جان چھپاتی پھرے۔ آپ نے میری شان کے خلاف جو منہ میں آیا کہا آپ کی بزرگی آپ کو مبارک آج سے میں نے تہیہ کیا کہ جس لڑائی میں آپ مقدمۃ الجیش ہونگے اُس میں ہتھیار چھونا حرام دیکھوں آپ کیا کر لیتے ہیں +

بھیشم پتامہ۔ راجکمار دریودھن سُن لیا کرن کیا کہتا ہے ابھی تو وہ چیستے تھے کہ اکیلے پانڈوؤں کا اچار نکالونگا۔ یہ کرونگا وہ کرونگا۔ اور اس وقت دُم دبائے جاتا ہے پوچھو جہاں میں ہاتھ اُٹھاؤں وہاں اس کو ہاتھ پاؤں چھوڑنے سے کیا مطلب۔ کیا ایسے ہی لوگوں کے برتے اور بھروسے پر تم چاہتے ہو کہ پانڈوؤں کو زیر کروں پیارے دریودھن کرن کا سارا کس بل اُسی دن نکل گیا۔ جب پرسرام جی نے برہم ودیا کے کمالات چھین کر جعل کپٹ کی سزا دی اس وقت جو چاہے بھان متی کے سے تماشے دکھا دے مگر میدان جنگ میں اس سے تنکا بھی نہ ہلایا جائیگا +

دریودھن۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ ہم لوگوں کے سرپرست ہو کر ہمیشہ یہی چاہتے ہیں کہ پانڈوؤں کی فتح ہو اور انہیں کو راج ملے میری جیت نہ ہو یہ بات ہی کیا آخر ہم لوگوں کا قصور کیا۔ خدمتگزاریوں کا صلہ یہی ہے +

بھیشم پتامہ۔ میں تو چاہتا ہوں کہ تم بھی پھلو پھولو اور پانڈو بھی خوش و خورم رہیں مگر میرے چاہنے سے کیا ہوتا ہے تمہارے کان میں ادھرم پھونک رہا ہے کہ ذرہ برابر زمین پانڈوؤں کو نہ دینا میرا دل بول رہا ہے کہ پانڈو آدھا راج کیا سارا راج لینگے اور لاکھوں جانیں گھاتے ہیں

پدر جی۔ راجہ دریودھن تم لاکھ جوان ہو عقلمند ہو پھر بھی ہم لوگوں کے سامنے بچے ہی ہو ہم نے جو کچھ دنیا کے نشیب و فراز دیکھے انہیں تم کیا جانو بھیشم پتامہ جی نے دھوپ میں بال

سفید نہیں کئے ایک زمانہ دیکھے ہوئے ہیں ان کی بات پتھر کی لیک ہے یہ سمجھ لو کہ دھرم کی فتح ہے اور ادھرم کی ہمیشہ شکست ۔

راجہ دھرتراشٹ سب گفتگو گوش ہوش سے سن رہے تھے انہوں نے دریودھن کو بہت فہمائش کی مگر اس کے دل پر کچھ اثر نہ ہوا۔ تیوری پر بل ڈال کر وہاں سے اُٹھ کر اپنا نگاہ کے اشارہ سے اور راجہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دئے ۔

اس وقت دربار میں سناٹا ہو گیا ساری صفیں خالی رہ گئیں۔ راجہ دھرتراشٹ سنجے سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ سری کرشن جی نے اور بھی کچھ کہا

سنجے۔ ہاں مہاراج مگر میں نہ کہونگا وہ باتیں مہارانی گاندھاری اور بیاس جی کے سامنے عرض کرنے کی ہیں۔ راجہ دھرتراشٹ نے مہارانی گاندھاری کو بلایا اور بیاس جی کا دھیان کیا تو مہارانی جی بھی آگئیں اور بیاس جی بھی اُسی وقت آ موجود ہوئے۔ راجہ دھرتراشٹ نے بیاس جی کے قدم چھوئے خاطر مدارت کی اور پوچھا:۔

مہاراج کوروؤں پانڈوؤں کے جھگڑے کا تصفیہ کیونکر کیا جائے ؟

بیاس جی۔ سنجے سے سری کرشن جی سب کچھ کہہ چکے اب میں کیا رائے دوں ۔

راجہ دھرتراشٹ۔ سنجے ہاں سناؤ سری کرشن جی نے کیا کہا

سنجے۔ اُنہوں نے جو کچھ فرمایا تھا وہ تو میں سر دربار گوش گزار کر چکا جو بات رہ گئی وہ صرف یہ ہے کہ اُن کے آخری الفاظ یہ تھے:

راجہ دھرتراشٹ بھیشم پتامہ۔ درونا چاریہ جی بزرگ اور جہاندیدہ ہیں۔ اُن کی موجودگی میں بیوقوف دریودھن کو جتا دینا کہ اب خیریت نہیں راجہ یدھشٹر کا تیر ان کو چھید یگا۔ کورو کیا تمام دنیا کو سر کر کے تمام روئے زمین پر حکومت کا ڈنکا بجائینگے۔ انہوں نے مجھ کو بھی اپنی مٹھی میں کر لیا ہے میں ان سے کسی بات میں باہر نہیں ہو سکتا افسوس کہ میری آنکھوں کے سامنے کوروؤں کی جانیں نکلینگی میری حمایت دنیا اُلٹ پلٹ کر دیگی کوروؤں کی حکومت کیا چیز ہے ۔

راجہ دھرتراشٹ۔ سنجے مجھے پہلے ہی سے یقین ہے کہ سری کرشن چندر جی کہنے کے طرفدار نہیں مگر میری سمجھ میں اب تک نہ آیا کہ تم جیسے عقلمند انہیں کیونکہ وشنو کا اوتار مانتے اور قادر مطلق سمجھ رہے ہو ۔

سنجے - آپ کے دل کی آنکھیں کھلی ہوتیں تو آپ یہ سوال نہ کرتے ہیں جہاں تک دیکھتا ہوں
بڑے بڑے جوگی اعلےٰ سے اعلےٰ رشی منی اور حد ہے کہ دیو رشی نارد اور مہاراج وید بیاس
تک - اُن کو ایشور ہی سمجھتے ہیں میں بھی اُن کی بزرگیوں اور قدرتوں کا قائل ہوں جو شخص
کام - کرودھ - لوبھ - موہ کو دور سے جھٹکا رہے اُس کی آنکھیں سری کرشن جی کی ذات بابرکات
پہچان سکتی ہیں - جن کو ایشور کی بھگتی ہی نہیں وہ اُن کی حقیقت و فضیلت کو کیا جانیں
آپ کے چشم دل میں نور ہے آپ اُن کو بھی پہچان سکتے ہیں مگر کب جب موہ کا پردہ
اُٹھا دیں - جس وقت موہ جاتا رہا اُس وقت آپ کو ایک ایسا جلوۂ نور نظر آئیگا کہ
آپ دنیا کو بھول جائینگے اور یہی جی چاہیگا کہ سر ہے تو انہیں قدموں پر اور دل ہے
تو اُسی کریٹ مکٹ پر قربان ✣

دریودھن - سنجے صاف الفاظ میں کیوں نہیں کہتے کہ سری کرشن جی ترلوکی ناتھ ہیں
[illegible]ت کرتا ہیں ہمہ دوست ہیں ہمہ از دوست ہیں ہمہ دردوست ہیں آپ اُن کو ایسا ہی سمجھئے
[illegible] کی پناہ لیجئے - ہم اُن کو اپنا دشمن - اپنی سلطنت کا دشمن اور اپنے خاندان کا دشمن
[illegible] تو وہ جیسے ہم سچ مچ ایشور سمجھتے ہیں اگر ہمارے دشمنوں کی حمایت کریں
[illegible] سمجھینگے اس میں چاہے جان رہے یا جائے ✣

دھرتر[illegible] [illegible]مارانی گاندھاری دریودھن کی باتیں سنتی ہوئی جانے اس کی
[illegible]ل کس نے کھو[illegible] [illegible] سب رشی منی ایشور مان رہے ہیں اُس سے بھی یہ عداوت
[illegible] بیٹا ہے لاکھ [illegible] [illegible]اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا ✣

گاندھاری - او [illegible] [illegible]دھن تو بزرگوں کا کہنا نہیں مانتا کیا تو نے سُنا نہیں ✣

جن [illegible] [illegible] کی سیکھ [illegible] نہی گھیریا مانگی بھیک

جیسے بزرگوں کی نص[illegible] [illegible] کچھ عمل نہیں کیا اس کی تباہی میں شک نہیں مہاراج
[illegible] نصیحت کرتے ہیں بھیشم پتا [illegible] [illegible]اتے ہیں درونا چاریہ جی ہدایت کرتے ہیں مگر تجھ کل پہ
اثر نہیں ہوتا آخر سوچا کر [illegible] [illegible] اس وقت تجھے ہوش آئیگی جب [illegible] [illegible] بجے تیری
[illegible] ٹوٹی ہوگی لاکھوں سر کٹے ہوئے نظر آئینگے جن سری کرشن جی کو وید [illegible] [illegible]مکشفات
[illegible] سمجھتے ہیں اُن کو بھی تو نظر میں نہیں لاتا - اس سے بڑھکر موت [illegible] [illegible] کیا ہوگی
معلوم ہوگیا کہ موت سر پر کھیل رہی ہے تو ضرور ہم لوگوں کے [illegible] [illegible]ـغ دیگا ✣

ویدبیاس۔ مہاراجہ دھرتراشٹ یہ دیکھکر میں خوش ہوا کہ آپ کے وزیر سنجے بڑے گیانی اور کرشن جی کے بھگت ہیں آپ ان کے کہنے میں رہینگا تو اچھا پھل ملنے میں شک نہیں۔ جو شخص کرشن جی کا بھگت ہو دھرم کی راہوں سے واقفیت رکھتا ہو وہ ایک پاپی کو بھی تار سکتا ہے۔ دریودھن مال و دولت پر مغرور ہے اس نے پانڈووں کا راج کیا چھینا سمجھ لیا کہ بس ہیچ مادیگرے نیست۔ مگر جو شخص بدنیتی کرتا ہے اُس کا کہیں بھلا نہیں اُس کے واسطے ہمیشہ نرک ہی نرک ہے آپ سب جھنجھٹوں کو چھوڑ کر سری کرشن جی سے دل لگائیے سب بیڑا پار ہو جائیگا ✦

راجہ دھرتراشٹ۔ (سنجے سے) وزیر باتدبیر روشن ضمیر بتائیں کیونکر سری کرشن جی کی محبت کو دل پر نقش کروں کیونکر اُن کے چرنوں میں دھیان لگا رہے ✦

سنجے۔ بہت آسان بات ہے بشرطیکہ بن پڑے ✦

راجہ دھرتراشٹ۔ پھر اس سے بڑھکر کیا بات ہے کہو تو

سنجے۔ دل قابو میں کیجئے۔ اندریوں کو آزاد نہ ہونے دیجئے صرف اتنی احتیاط اور نفس کشی سے سری کرشن جی کو اپنے دل میں پائیے گا ✦

ادھیائے ۱۰

سری کرشن جی کی روانگی ہستناپور میں آمد آمد کا شور راجہ دھرتراشٹ کی طرف سے خاطر تواضع کا انتظام۔ دریودھن کی حماقت

جب سنجے بیراٹ نگر سے رخصت ہو چکا تو راجہ جدھشٹر اور سری کرشن جی سے یوں باتیں ہوئیں

راجہ جدھشٹر۔ آپنے دیکھا کہ راجہ دھرتراشٹ ہم لوگوں کو کیسا بیوقوف بنانا چاہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ہم فقیروں میں آکر اپنے حق سے دست بردار ہو جائیں اور دریودھن سارے راج پاٹ کا مالک رہے مجھ کو اپنی طرف سے شرائط منظور نہیں اگر ہمیں پانچ گاؤں بھی مل جائیں تو ہم قناعت کر لیں مگر راجہ دھرتراشٹ چپہ بھر زمین بھی دینے پر راضی نہیں ہوتے آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں مفلس کی کچھ عزت نہیں چار پیسے والوں کو سب پوچھتے ہیں بے زر آدمی کا مرجانا اچھا زندگی خراب۔ پس ایسی زندگی کو نہیں کیونکر پسند کروں خصوصاً جبکہ آدھے راج کا پورا مستحق

یسے گستاخانہ کلمات۔ رشتے کو جانے دے۔ تب بھی ایلچی کے ساتھ بدسلوکی جائز نہیں۔
ن جی نے بتا تو دے کہ آج تک تیرے ساتھ کیا برائی کی کیا کھوٹ جانے تیری عقل کو کیا ہو گیا ہے
شم پتامہ۔ مہاراج۔ دریودھن بڑا ہی بیوقوف ہے اسے نہ دوست کی پہچان نہ دشمن کی
ت۔ جو سوچتا ہے الٹا ہی۔ جو ٹھانتا ہے بے تکی۔ اس کی عقل کا اندھا پن اس سے
ور کیا ہو گا کہ سری کرشن جی کو آدمی ہی سمجھ جاتا ہے اور دریودھن تیری شامت تو نہیں
ان حرکتوں سے ... دن تیری موت رکھی ہوئی ہے اٹھ جا سامنے سے نابکار۔ سری
ن جی کو قید ... کا۔ گستاخ بے ادب ؞

ادھیائے ۱۱

سری کرشن جی کا ہستناپور میں استقبال ملاقاتیں

سری کرشن جی برکستھل سے علی الصباح روانہ ہوئے ہستناپور پہنچے باشندگان شہر
ان راجاؤں نے بڑی دھوم دھام سے استقبال کیا جدھر سے رتھ گزرا ہجوم عام نے
کا شور بلند کیا کوٹھے عورتوں سے پٹے پڑے تھے۔ رستوں میں جگہ نہ ملتی تھی سری کرشن جی
مزاج پرسی کرتے ہوئے راج محل میں رونق افروز ہوئے تین پھاٹکوں سے گزر کر چوتھے پھاٹک
پہ تو راجہ دھرتراشٹ بھیشم پتامہ۔ درونا چاریہ۔ کرپا چاریہ وغیرہ نے سروقد تعظیم دی
ں ہاتھ دربار میں لے گئے مرصع جواہرات پر بٹھایا عطریان الائچی وغیرہ سے تواضع کی
راجے مہاراجے اور اراکین دولت اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے اور بڑی محبت آمیز باتیں
ع ہوئیں سری کرشن جی کی شیریں زبانی نے ہر ایک کے دل پر موہنی ڈال دی جس وقت
رتے منہ سے پھول جھڑتے تھے تھوڑی دیر خوش کن باتیں ہوتی رہیں۔ پھر آپ بھیشم پتامہ
الیک اور کوروؤں سے فرداً فرداً مزاج پرسی کرتے ہوئے بدر جی کے گھر چلے گئے
نے بڑی خاطر و تواضع کی ذرہ نوازی کا شکریہ ادا کر کے کہا:۔
آج میرا جنم سپھل ہوا جس گھر میں گھٹ گھٹ باسی انتریامی بنفس نفیس رونق

مہارانی نے دو ڈگ آگے بڑھ کر گلے سے لگا لیا آنکھوں میں آنسو بھر لائیں چہرہ فکر و الم سے اُتر گیا تو
روتی آواز سے بولیں کہ
آپ نے درشن دے کس زبان سے شکریہ ادا کروں میرے کلیجے کے ٹکڑوں کی خیریت تو
کہئے ابھی راجہ بیراٹ ہی کے یہاں ہیں یا بد قسمتی کہیں اور لے گئی افسوس میرے بیٹوں
پر کیسی کیسی مصیبتیں گزر گئیں میں جیتی بیٹھی رہی۔ راجہ دھرتراشٹ کے یہاں میری جان
پر جو کچھ گزری میں ہی جانتی ہوں ارجن کی پیدائش کے وقت آکاش بانی ہوئی تھی کہ
یہ ساری دنیا فتح کرے گا +
مگر اب تک کچھ ظہور نہیں۔ نئے مصیبتوں ہی سے سامنا رہا۔ آپ اُن کے مربی ہیں اس
سے اُمید ہوتی ہے کہ شاید پھر دن پھریں قسمت جیتے اب ان بیچاروں کی بھلائی تمہارے ہاتھ ہے +
سری کرشن جی۔ پھوجی۔ آپ اب رنج و افسوس نہ کریں۔ آپ سا خوش قسمت دنیا کے
پردے پر نہیں۔ مہاراج سورسین ایسے تاجدار آپکے والد۔ سسرال راجہ اجمیدا یسے فخر زمانہ
تاجدار کے خاندان کی بہو۔ راجہ پنڈو کی مہارانی۔ راجہ جدھشٹر ایسے دھرماتما بھیم سین ایسے
زبردست۔ ارجن ایسے تیرانداز۔ نکل و سہدیو ایسے شور بیروں کی ماں۔ پرنچ کنیاؤں میں مرتبہ
اُس کے اعزاز و وقار کسی اور کو کہاں نصیب۔ آپ دل کو ڈھارس دیجئے۔ اب عنقریب
پانڈوؤں کا آفتاب اقبال مشرق تقدیر سے طلوع ہوگا +
کنتی۔ میری تو ایسی تقدیر نہیں مگر ہاں آپ کی توجہ ہے تو بات دشوار نہیں۔ آپ جو
چاہینگے کرینگے +

ادھیائے ۱۲

سری کرشن جی کی دریودھن سے ناراضگی
قبول دعوت سے انکار۔ بدُر جی کے یہاں مہمانی

سری کرشن جی رانی کنتی کو تشفی دیکر دریودھن کے محل میں تشریف لیگئے۔ محل
نہایت عالیشان تمام اسباب آرائش سے آراستہ اور مخزن گوہر و جواہر تھا جو تھی ڈیوڑھی
پر دریودھن اور تمام راجوں نے پیشوائی کی فرشتگاہ شاہی میں لے گئے۔ شنگھاسن پر
بٹھا کر ان کی مدارات کی۔ بعد فراغت دعا کے بعد دریودھن نے شری جی حاجر ہی سے کہا